یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع وارثانِ خلافتِ راشدہ

فضائلِ صحابہ اور عظمتِ خلفائے راشدین پر
اپنی طرز کی بے نظیر کتاب

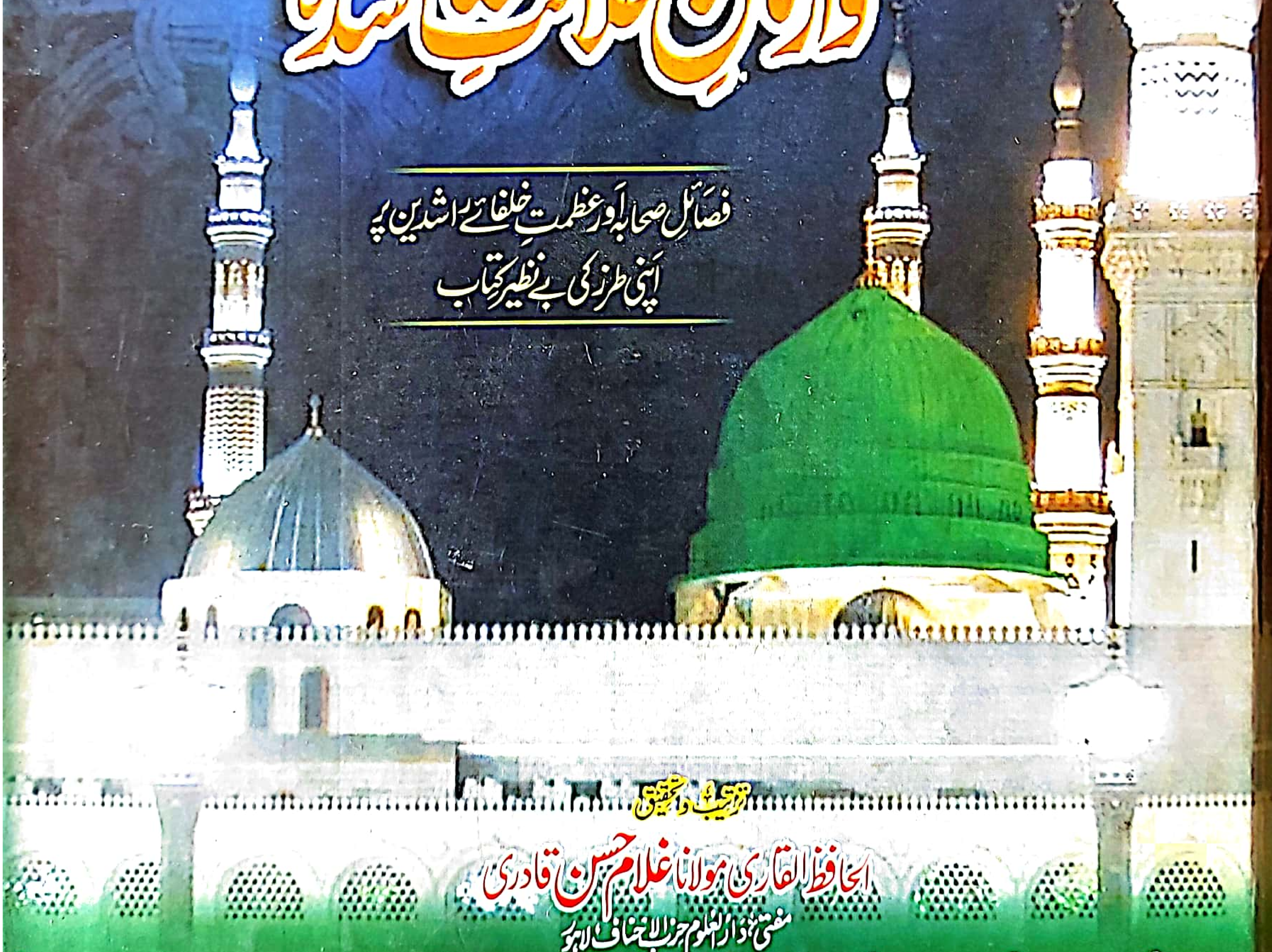

ترتیب و تحقیق
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ
مشکوٰۃ ص ۵۵۴

فضائلِ صحابہ اور عظمتِ خلفائے راشدین پر اپنی طرز کی بے نظیر کتاب

یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع وارثانِ خلافتِ راشدہ

ترتیب و تحقیق:

حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری
دار العلوم حزب الاحناف لاہور

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور 042-7313885

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	——	یارانِ مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافتِ راشدہ رضی اللہ عنہم
مرتب	——	الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور
صفحات	——	864
پروف ریڈنگ	——	الحاج قاری اصغر علی نورانی
کمپوزنگ	——	ورڈز میکر
ایڈیشن	——	نومبر 2009ء/ ذیقعدہ 1430ھ
طابع	——	سید محمد شجاعت رسول شاہ قادری
مطبع	——	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	——	1N-122
قیمت	——	400 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز داتا گنج بخش روڈ لاہور فون 37313885-7070063

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد فون: 041-2626046

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور 042-37246006	ضیاء القرآن پبلی کیشنز انفال سنٹر اردو بازار کراچی 021-32630411	مکتبہ غوثیہ ہول سیل پرانی سبزی منڈی کراچی 021-34910584
احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320	اسلامک بک کارپوریشن اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111	مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی 021-32216464

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ
صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

انتساب

صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کے نام

؎ مجھے تو اُن کے مقدر پہ رشک آتا ہے
یہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

؎ یہ لوگ ''ھم'' نے ایک ہی ٹھوکر میں کھو دیے
ڈھونڈا تھا آسماں نے جنھیں خاک چھان کے

Scanned with CamScanner

جذباتِ واحساساتِ تشکر و امتنان

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آسمان ہدایت کے تابندہ ستارے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل و حالات پر یہ مجموعہ ''یاران مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافت راشدہ'' رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، غلامانِ سیّد المرسلین اور پیروکارانِ صحابہ واہلِ بیت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہوئے خوشی ومسرت کے جذبات کا بحر بیکراں میرے سینے میں متلاطم وموجزن ہے۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں جو ایک ہی جلد میں مجلد ہیں پہلے حصے (یاران مصطفیٰ) میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجموعی فضائل، ادب واحترام بارگاہ رسالت میں ڈوبے ہوئے واقعات دین اِسلام کی خاطران کی جانثاریاں وفدا کاریاں، ایثار وقربانی کی تابندہ مثالیں، بعض صحابہ کرام کے جزوی حالات ومناقب ومعتقدات، صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار کی آپس میں محبت وعقیدت اور نسبی تعلقات کے علاوہ خاص طور پر تقریباً چون صحابہ کرام اور صحابیات کی کرامات اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے۔ مزید برآں خوبصورت اشعار سے بھی اس کتاب کو مزین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بیسیوں معتبر کتب کے حوالہ جات (جن کے نام کتاب کے آخر میں ماخذ ومراجع کے عنوان سے آپ پڑھ سکتے ہیں) اس مجموعہ کو زینت بخش رہے ہیں۔

جبکہ دوسرے حصے (وارثان خلافتِ راشدہ) میں صرف خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ اور امام حسن مجتبیٰ رضوان

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات وواقعات، فضائل ومناقب کو بڑی شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز نے اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری کو قبول کیا ہے اور اپنے معیار کو قائم رکھتے ہوئے اس ذمہ داری کو خوب خوب نبھایا ہے خدا تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ علیہ الوف التحیۃ والثناء میری کاوش ومحنت کو اپنے دربار دُرّ بار، گہر بار میں شرف قبول عطا فرماتے ہوئے اس بابرکت اور اسم بامسمّٰی اشاعتی ادارے کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم

علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

غلام حسن قادری

12-12-2006

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
انتساب	۵
جذبات واحساسات تشکر وامتنان	۷
حصہ اوّل	۲۳
یارانِ مصطفیٰ ﷺ	
حمد باری تعالیٰ عزّ اسمہٗ	۲۴
نعت از- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت	۲۵
در مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۲۸
دعا، بوسیلۂ صحابہ رضی اللہ عنہم	۲۹
کلام خدا اور شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم	۳۰
ایک لطیفہ	۳۱
ادب وتعظیم رسول اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ	۳۲
واقعۂ افک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۳۵
دو کمسن صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبہ	۳۶
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات محبت	۳۷
حب رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۴۰
حضور علیہ السلام کی وفات حسرت آیات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات واحساسات	۴۲
فرمان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبۂ اطاعت	۴۵
بعد از وصال یادِ محبوب	۴۷
تیری یاد پئی تڑپاندی اے	۴۸
حضور ﷺ کی نسبت کا لحاظ	۴۹
قرابت رسول علیہ السلام کی عزت ومحبت	"
حضور ﷺ سے تعلق کا احترام	"
عظمت وشان رسالت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات محبت	۵۲
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	"
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	۵۳
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم	"
حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۵۴
حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ	"
حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ	۵۷
حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ	"
حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ	۵۸
حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ	"
حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ	۵۹
ایک اعرابی (رضی اللہ عنہ)	"
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۶۰
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	"
حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا	۶۱
گستاخی رسول ﷺ سے بچو	۶۲

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شانِ صحابہ ؓ (ایک تقریر)	۶۵	کے سر پر	۱۰۷
کون صحابہ ؓ؟	"	حضور علیہ السلام کے بستر پہ باپ کو نہ بیٹھنے دیا	۱۰۹
صحابہ ؓ کے ایمان کی چند مثالیں	۶۸	اشارات	۱۱۰
حضرت حذیفہ ؓ	"	غزوۂ احد میں صحابہ کرام کی جاں نثاریاں	۱۱۴
حضرت مصعب بن عمیر ؓ	۷۰	غلامانِ مصطفیٰ کی خدمت فرشتے کرتے ہیں	۱۱۵
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جانثاری	۷۱	مبارک جذبے اور شہادت کی دُعائیں	"
محبت کا ایک انداز	۷۳	سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو	۱۱۶
جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا...	۷۴	حضور علیہ السلام کے بغیر زندہ رہنے کا کیا مزہ؟	۱۱۷
صحابہ کرام ؓ کی جانثاری کے واقعات .	۸۱	شانی سے کلیمی دو قدم ہے	"
خطیب اوّل	"	صحابیہ کا جذبہ	۱۱۸
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے	۸۳	مجھے حضور نے بھیجا ہے	۱۱۹
سب گھرانہ نور کا	۸۵	تبرکاتِ مصطفیٰ ﷺ کا اکرام	"
اسلام کی خاطر سب کچھ لٹا دیا	۸۶	بارگاہِ رسالت مآب اور صحابہ کرام کے آداب کے واقعات	۱۲۱
حضور علیہ السلام کی دعا رنگ لائی	۸۷	غزوۂ بدر میں صحابہ کا جذبہ (قرآنی آیات کی روشنی میں)	۱۳۰
حُبّ نبی میں زندگی کیسے گذر گئی؟	۸۸	صحابہ کرام کا بدر میں جذبہ (واقعات کی روشنی میں)	۱۳۳
اے آگ ٹھنڈی ہو جا	۸۹	دو ننھے مجاہد	۱۳۵
حضور علیہ السلام کی پیاری لختِ جگر	"	ناز کی بات	۱۳۷
ہر جفا ہر ستم گوارا ہے	۹۲	میرے ماں باپ تجھ پہ قربان	۱۳۸
حوصلۂ اہل وفا	۹۵	ماموں بھانجے کی لڑائی	۱۳۸
اشارات	۹۷	غزوۂ بدر کے بارے میں مختلف تقریری	
محبت کے تقاضے	۱۰۰		
جب بچے ایسے ہیں تو بڑے کیسے ہونگے؟	۱۰۱		
حضرت کعب اور ان کے ساتھیوں کی دردناک کہانی ان کی اپنی زبانی	۱۰۳		
حضور کے مقابلے میں بیٹے کی تلوار: باپ			

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نکات	۱۳۹	حضرت ابن ام مکتوم ؓ	۱۷۵
فضائل صحابہ حدیث کی روشنی میں	۱۴۳	سیدنا اسید بن حضیر ؓ	"
عقیدت کے رشتے	۱۴۶	خادم محبوبِ خدا سیدنا حضرت انس بن مالک ؓ	"
حضور علیہ السلام کی یادگاریں اور صحابہ کرام .	۱۴۸	حضرت انس بن نضر ؓ	۱۷۶
محبت کے ناطے	۱۴۹	سیدنا تمیم الداری ؓ	"
میری حفاظت کون کرے گا	۱۵۱	سیدنا ثابت بن قیس ؓ	"
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قربانیاں	۱۵۲	سیدنا حجر بن عدی ؓ	۱۷۷
شرف خدمت کی سعادت	۱۵۴	نواسہ رسول سیدنا حسن بن سیدنا علی ؓ ...	"
عقیدت و محبت کے جذباتی پہلو	۱۵۶	حضرت خالد بن ولید ؓ	۱۷۸
صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی تکلیف برداشت نہ کرتے	۱۵۷	سیّدنا حضرت ذویب ؓ	۱۷۹
”اپنی وہی پسند ہے جو ہے انہیں پسند“	"	سیدنا زید بن خارجہ انصاری ؓ	"
حضور علیہ السلام کی یاد صحابہ کرام کو رُلا دیتی	۱۶۰	سیدنا حمزہ اسلمی ؓ	۱۸۲
ایک سوڈانی سے ملاقات	۱۶۱	سیدنا حنظلہ ؓ	"
حضور علیہ السلام سے تعلق و نسبت کا احترام .	"	حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی کرامات	۱۸۳
صحابہ کرام ؓ اور اہل بیت اطہار کے نسبی تعلقات (ایک طائرانہ نظر میں)	۱۶۲	سیدنا سعد بن ربیع ؓ	۱۸۸
کراماتِ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)	۱۶۸	سیدنا سعد بن عبادہ ؓ	"
سیّدنا ابوبکر صدیق کی کرامات	"	سیدنا سعد بن معاذ ؓ کی کرامات	۱۸۹
حیات النبی ﷺ کا عقیدہ	۱۷۱	سیدنا سعید بن زید ؓ	۱۹۲
حضرت ابوالدرداء ؓ کی کرامات	۱۷۲	حضرت سیّدنا سفینہ ؓ	۱۹۳
سیدنا ابوعبس بن جبیر ؓ	"	حضرت سیّدنا سلمان فارسی ؓ	"
سیدنا ابوموسیٰ اشعری ؓ	۱۷۳	سیدنا عاصم بن ثابت اور سیدنا خبیب ؓ	۱۹۵
سیدنا ابوہریرہ ؓ	"	حضرت خبیب ؓ کا واقعہ	"
سیدنا ابوامامۃ باہلی ؓ	۱۷۴	حضرت عاصم ؓ کا ایمان افروز واقعہ ..	۱۹۶
		سیدنا عامر بن فہیرہ ؓ	۱۹۸

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
سیدنا عباد بن بشر و سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ	۲۰۰
سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	"
دعائے عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کا نزول	۲۰۱
سیدنا عبداللہؓ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد	۲۰۳
سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۲۰۶
سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	"
سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ	"
فائدۂ جلیلہ	۲۰۷
سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ	"
سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۲۰۸
امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	"
ایک علمی نکتہ	۲۰۹
سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامات	۲۱۱
تین عظیم اور عجیب واقعات	۲۱۲
راہب کا قبول اسلام	۲۱۷
سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ	۲۱۸
باپ کو مارنے والے کا انجام	"
ایک عجیب وغریب واقعہ	۲۲۰
سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۲۲۱
سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ	۲۲۲
سیدنا مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ	"
سیدنا میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ عنہ	۲۲۳
حضرت النجاشی رضی اللہ عنہ	۲۲۵

عنوان	صفحہ
سیدنا یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ	۲۲۵
حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	"
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا	۲۲۷
حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا	۲۲۸
حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا	"
حضرت فریعہ انصاریہ رضی اللہ عنہا	۲۲۹
حصہ دوئم	۲۳۱
وارثانِ خلافتِ راشدہ رضی اللہ عنہم	
حمد باری تعالیٰ	۲۳۲
نعتِ رسولِ مقبول ﷺ	۲۳۳
در مدح خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم	۲۳۴
آیۂ استخلاف اور خلفائے راشدین	۲۳۵
حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ایک تقریر سے	۲۳۶
آیۂ استخلاف اور وعدۂ الٰہی	۲۳۹
اللہ تعالیٰ کے وعدے	۲۴۱
ایک سوال کا جواب	۲۴۲
خلفاء راشدین کی شان میں آیات قرآنِ مجید	۲۴۳
قرآنِ کریم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	۲۴۷
خلفائے راشدین اور محبوبِ خدا ﷺ	۲۴۹
بنے نور احمد سے یہ چار نور	۲۵۰
حضور علیہ السلام کی دعائیں	۲۵۱
مومن کون؟	۲۵۳

عنوان	صفحہ
حضرت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما	۲۵۴
جبریل امین علیہ السلام کا فیصلہ	۲۵۶
اصحاب کہف کا تذکرہ	۲۵۷
عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما	۲۵۸
نصیحت کی بات	۲۵۹
ترتیب خلافت	۲۶۰
خلیفۂ اوّل بلا فصل بالتحقیق امیر المؤمنین	
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	
منقبت	۲۶۲
نام ونسب	۲۶۳
کنیت اور اس کی وجہ تسمیہ	۲۶۴
عتیق لقب اور اس کی وجہ تسمیہ	"
لقب صدیق اور اس کی وجہ تسمیہ	۲۶۵
صداقت صدیق کا اعلان پہاڑ کی چوٹی پر	۲۶۷
قصہ مختصر	۲۶۸
حضرت امام باقر (رحمۃ اللہ علیہ) کی گواہی	۲۷۰
حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد	۲۷۲
حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمۃ کا فیصلہ	"
حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کا فیصلہ	۲۷۳
شیعہ کتب کی عبارات اور ان پر تبصرہ	"
تبصرہ	۲۷۴
رجال کشی کی عبارت اور اس پر تبصرہ	۲۷۶
تبصرہ	"

عنوان	صفحہ
عرش معلیٰ پر صدیق اکبر کا نام	۲۷۸
ابوبکر کو خدا نے مبارک دی	"
زمانۂ جاہلیت میں بھی شرافت وطہارت کا پیکر	۲۷۹
قبول اسلام کا واقعہ	۲۸۰
قرآنی آیات حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں	۲۸۲
حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی خریداری	۲۸۳
غزوۂ تبوک کے موقع پہ گھر کا سارا مال لے آئے	۲۸۴
صدیق اکبر کے احسانات	۲۸۶
آیات	۲۸۷
آیۂ غار اور شیعہ مفسرین	۲۹۶
شیعہ مفسر کی عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے	۲۹۸
تفسیر منتہی الکلام	۳۰۲
مزید چھ امور کا ثبوت	۳۰۴
مصنف حملہ حیدری کی بے جا تاویلیں	۳۰۷
تاویلات باطلہ کا ردّ بلیغ	۳۱۰
بارِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اُٹھانا	۳۱۴
خلاصۂ بحث	۳۱۶
احادیث در فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۱۷
حضور ﷺ نے خود مصلیٰ امامت عطا کیا	"
غار اور قبر کا ساتھی	۳۱۹
دنیا و آخرت کا ساتھی	۳۲۰

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
افضلیت صدیق اکبر ؓ............	۳۲۰	طہارت ونفاست	۳۴۳
ابوبکر صدیق ؓ کی نیکیاں............	۳۲۱	طہارت ونفاست	"
ابوبکر صدیق ؓ سب سے پہلے جنت		کافروں کا ظلم وستم............	"
میں جائیں گے	"	عزم وہمت' استقامت وتوکل	۳۴۴
مزاج شناس رسول ﷺ	۳۲۲	حضرت اسامہ کی امارت کے بارے	
خصوصی شان............	"	میں استقامت	۳۴۶
صدیق اکبر ؓ کی پرہیزگاری......	۳۲۳	ہجرت میں مماثلت............	"
شان صدیق اکبر بزبان عمر فاروق ؓ..	۳۲۴	غزوات میں مماثلت کی چند مثالیں	۳۴۸
دائمی حضوری کی سعادت	۳۲۸	فہم وفراست میں مطابقت	"
نکتۂ افتخار	۳۳۰	اعمال وافعال میں مشابہت	۳۵۰
صدیق اکبر (ؓ) کے خصائص وامتیازات	۳۳۱	رشتہ داری میں توافق وتشابہ	۳۵۲
صادق وصدیق میں فرق	۳۳۲	اولاد میں مماثلت کی مثالیں............	"
ایک نکتہ............	"	نواسوں میں مماثلت	۳۵۳
انگوٹھی پہ نام صدیق اکبر ؓ............	۳۳۳	تعلقات کے حوالے سے توافق	۳۵۴
بصیرت صدیق اکبر ؓ............	۳۳۴	ارشادات قرآنی اور القابات ربانی میں	
خدمت خلق اور صدیق اکبر ؓ........	۳۳۶	موافقت	۳۵۶
تکبر سے دور اور عجز کا پیکر	۳۳۷	مرض الوفات میں مماثلت	۳۵۸
عکس خصال مصطفوی	۳۳۸	عالم نزع کے حالات میں توافق	۳۶۰
آئینۂ جمال وکمال مصطفوی	۳۳۹	صدیق وفاروق ؓ	۳۶۳
منعکس ذرو ے ہمہ خوئے رسول ﷺ..	۳۴۰	ایک تفسیری نکتہ	۳۶۸
اخلاق وعادات' شمائل وخصائل	"	کیا حساب حرم دو گے تم خدا کے سامنے.	۳۶۹
رأفت ورحمت............	۳۴۱	حال ویکھو حب داراں دا............	۳۷۱
غیرت وحمیت............	"	امتیازات وخصوصیات صدیق اکبر ؓ	۳۷۴
جسمانی خوشبو............	"	کون صدیق اکبر (ؓ)	۳۷۷
شعر وشاعری سے دوری	۳۴۲	بارگاہِ صداقت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت	۳۸۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ایک ضروری حوالہ	۳۸۴	ام معبد کے ہاں دوسرا معجزہ	۴۲۸
ابوبکر صدیق کا دور خلافت اور جنتی نظام.	۳۸۵	بریدہ اسلمی کے قبول اسلام کا واقعہ	"
ایک عجیب واقعہ اور مندرجہ ذیل اشعار..	۳۸۶	مدینہ شریف میں داخلہ	۴۲۹
عظمت صدیق اکبر کے نکتے	۳۸۸	مدینے میں خوشیاں منائی گئیں	۴۳۰
واقعہ ہجرت (بانداز مقررانہ)	۳۹۱	نکتے کی بات	۴۳۲
واقعہ ہجرت کی تفصیلات............	۳۹۲	پیر دے دن جہاناں دا پیرآ گیا	۴۳۳
تفسیر	۳۹۶	میزبانی رسول علیہ السلام کی سعادت........	"
واقعہ ہجرت کی بقیہ تفصیلات	۴۰۸	اس کو کیا کہیں؟............	۴۳۵
زمین وآسمان کا مناظرہ............	۴۱۲	ابوایوب انصاری کے گھر ٹھہرنے کی وجہ ...	"
غار میں داخلہ	۴۱۳	معراج کی رات اور ہجرت کی رات	۴۳۷
سانپ کا ڈسنا............	"	واقعہ ہجرت اور عظمت صدیق اکبر......	۴۳۸
صدیق اکبر اور معیت مصطفیٰ ﷺ........	۴۱۵	شانِ صدیق اکبر کے وجد آفرین نکات	۴۳۹
جواب تحقیقی	۴۱۷	پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا........	۴۴۱
سانپ نے کیوں ڈسا؟............	"	واقعہ برائے سبق	۴۴۳
سراقہ بن مالک کا واقعہ	۴۱۸	حضرت ابوبکر صدیق کے چند اقوال کا	
سراقہ کا اپنا بیان............	۴۱۹	منظوم ترجمہ	"
نگاہِ نبوت نے صدیق اکبر کو کیا بنا دیا؟ ...	۴۲۱	حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد وامجاد	۴۴۴
حضرت ابوبکر حضور علیہ السلام کا کس طرح		حالات ازواج واولاد امجاد سیدنا	
دفاع کرتے ہیں	"	ابوبکر صدیق ؓ	"
ام معبد کی کلی کا واقعہ	۴۲۲	بیٹیوں کے حالات	۴۴۵
ام معبد کے تاثرات	۴۲۳	اقوال حضرت ابوبکر صدیق ؓ........	۴۴۷
ام معبد حضور علیہ السلام کا حلیہ بیان		متفرقات	۴۵۱
کرتی ہیں............	۴۲۴	آپ کی اولیات............	"
جن نے مدح سرائی کی	۴۲۵	آپ کا تقویٰ............	"
اہل مکہ کی حسرت وحیرت	۴۲۷	سابق الایمان ہونا............	۴۵۲

عنوان	صفحہ
پہلا خطبہ	۴۵۲
دینی غیرت	۴۵۳
خدمتِ خلق	"
عیسائی یہودی طریقے نہ اپناؤ	"
ذمہ داری کا بوجھ	۴۵۴
حلیہ مبارک	"
ایک حدیث کا مطلب	"
قناعت پسندی	"
عاجزی وانکساری	۴۵۵
آپ کی وصیتیں	"
آپ کی وفات پر حضرت علی کا طویل خطبہ	"
خلیفۂ ثانی امیر المؤمنین سیدنا	
عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	
منقبت	۴۵۹
ولادت اور نام ونسب	۴۶۰
زمانہ جاہلیت میں مقام	۴۶۱
قبول اسلام	۴۶۲
عمر فاروق رضی اللہ عنہ مرادِ رسول ﷺ ہیں	۴۶۵
حضرت عمر فاروق دربارِ رسالت میں	۴۶۶
حضرت عمر کو فاروق کا لقب کب عطا ہوا	۴۶۸
شیعہ کتب سے	۴۶۹
حضرت عمر کی دشمنی کا وبال	۴۷۲
لطیفہ	"
عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایڈریس	۴۷۳
کیا اسی کو غلبۂ دین کہا جائے گا	۴۷۳
ظلمت سے نور کی طرف	"
جلال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۴۷۴
منافق کا سر قلم کر دیا	"
دریائے نیل کا جاری ہونا اور آگ کا بجھ جانا	۴۷۵
زلزلہ رُک گیا اور سورج کی روشنی ماند پڑ گئی	۴۷۶
قرآنی آیات اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۴۷۷
مقام ابراہیم کی آیت	۴۷۷
پردے کی آیت	۴۷۸
ازواج مطہرات کے بارے میں حکم خداوندی	۴۷۸
شراب کی حرمت کا حکم	"
تخلیق انسانی کے بارے میں آیت	۴۷۹
منافق کا جنازہ	"
واقعۂ افک اور عمر فاروق	۴۸۰
رمضان کی راتوں میں جماع کی اجازت	"
غلاموں کا گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا	"
جو فرشتوں اور رسولوں کا دشمن ہے وہ دشمن خدا ہے	۴۸۱
ایمان عمر پر آیت کا نزول	"
مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے	۴۸۳
مومنانہ بصیرت پر ایک ایمان افروز واقعہ	۴۸۴

عنوان	صفحہ
اللہ تعالیٰ کا حضرت عمر سے مصافحہ اور آپ کی اخروی شان	۴۸۷
حضرت عمر کی آسمانی شان اور زبان جبرئیل	۴۸۸
پادری کی گواہی	۴۸۹
حضرت عمر فاروق وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا آپس میں پیار ومحبت	۴۹۰
حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے تعلق کے واقعات	۴۹۲
حضرت علی کی حضرت عمر کو دعا (رضی اللہ عنہما)	۴۹۵
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی	"
نکیرین کرتے ہیں تعظیم ان کی	۴۹۶
قصر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	"
علم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	۴۹۷
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دین داری	۴۹۸
غیرت فاروقی کا ایک عظیم واقعہ	"
شیطان کا علاج	۵۰۰
جہنم کا تالا	۵۰۴
حیرت انگیز واقعہ (شراب دودھ ہو گئی)	"
آپ کی عاجزی اور انکساری	۵۰۵
عدل وانصاف کے واقعات	"
حضور علیہ السلام کا حضرت عمر کو دعا کے لیے فرمانا	۵۱۰
آپ کے اُخروی فضائل	"
دشمن صدیق وفاروق کی سزا	۵۱۲
جہانگیر بادشاہ اور نور جہاں	۵۱۳
صدیق وفاروق کی محبت وعداوت	۵۱۴
جنت کے بزرگوں کی سرداری	۵۱۵
ابوبکر وعمر کی اقتداء کا حکم	"
آپ کی شان حق پذیری	۵۱۶
جذبۂ خدمت خلق	۵۱۷
یہ کام بھی آپ خود کرتے تھے	۵۱۸
دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	۵۱۹
پیدا ہوتے ہی بچے کا وظیفہ مقرر کر دیا	"
خلیفۃ الرسول ایسا ہی ہونا چاہیے	۵۲۰
مساجد کی آبادکاری	۵۲۱
موافقت کا رنگ	۵۲۳
سلسلۂ فتوحات	۵۲۵
خلافت ودورِ فاروقی کی ایک مختصری جھلک	۵۲۶
خلیفہ کو ہاؤس کی بات ماننا پڑی	۵۲۷
قانون سازی کی بنیاد قرآن کریم	۵۲۸
خلیفہ نے ایک عورت کی بات پہ ہتھیار ڈال دیے	"
خلیفہ پوری قوم کے سامنے جوابدہ ہے	"
لوگوں کی دادرسی کے فیصلے	۵۲۹
ویٹو کا حق	"
مسجد کو مرکزیت حاصل تھی	"
کسریٰ کا تکبر ٹوٹتا ہے	۵۳۰
دورِ فاروقی میں نظام حکومت کا مختصر خاکہ	۵۳۲
دورِ فاروقی میں نماز کا اہتمام	۵۳۴
فاروق اعظم انسانیت کا سچا خیر خواہ	۵۳۵

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
فاروقِ اعظم اپنی پشت پہ راشن اُٹھا کے لارہے ہیں	۵۳۶
عدالتی نظام کی ایک مختصر جھلک	۵۳۷
۱۔مکمل قانون	۵۴۱
۲۔قضاۃ کا انتخاب	"
۲۔ذاتی قابلیت	۵۴۲
۳۔رشوت سے محفوظ رکھنے کے وسائل	"
۴۔آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد	۵۴۳
۵۔ماہرین فن کی شہادت	"
۶۔انصاف کا ارزاں اور آسان ہونا	"
۷۔مسجدوں میں فیصلے	۵۴۴
۸۔قانون سے واقفیت	"
حقوق العباد کی اہمیت	۵۴۵
حقوق العباد کی ادائیگی میں عمر فاروق کا سنہری کردار	۵۴۶
امتیازات وخصوصیات	۵۴۸
آپ کی شہادت	۵۵۵
آپ کی ازواج واولاد	۵۶۰
فاروق اعظم کی حکومت پر ایک نظر	۵۶۲
فتوحات	"
جمہوریت	"
گورنروں سے بازپُرس	۵۶۳
عمال کی فہرست	۵۶۵
طریقۂ خراج کی ایجاد	۵۶۷
محکمہ قضاء	"

عنوان	صفحہ
افتاء	۵۶۸
دیگر محکمے	"
وظائف کی تقسیم	۵۶۹
تعلیم وتربیت	"
متوقع قحط کا سدِ باب	۵۷۰
آزادیٔ رائے	۵۷۱
شعروشاعری کا ذوق	"
قوتِ حافظہ	۵۷۲
حضرت عمر کی اولیات	۵۷۳
حضرت عمر ؓ کے چند زریں اقوال و ارشادات	۵۷۵
حضرت عمر ؓ کے چند اقوال زریں	۵۸۱
خلیفۂ ثالث امیر المومنین حضرت	
سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین ؓ	
منقبت	"
نام ونسب	۵۸۳
آپ کی ولادت باسعادت	"
کامل الحیاء والایمان	۵۸۴
ذوالنورین لقب کی وجہ تسمیہ	۵۸۸
حضرت عثمان تو ذوالنورین اور نبی علیہم السلام؟	۵۸۹
عثمان کا دشمن، دشمن خدا و مصطفیٰ ہے	۵۹۱
جوڑا نور کا	۵۹۲
بنات رسول کے بارے میں ایک شبہ کا ازالہ	۵۹۴

عنوان	صفحہ
چار بنات رسول ﷺ کا ثبوت حاضر ہے	۵۹۶
حوالہ نمبرا	۵۹۷
اہل محبت کیلئے	۶۰۰
عثمان اور قرآن	۶۰۱
غزوۂ تبوک	۶۰۲
سخاوت عثمان غنی ؓ	۶۰۶
عثمان غنی کی تجارت نافعہ	۶۰۷
جنت البقیع کی زمین خرید کردی	۶۰۹
بیررومہ کی خریداری	۶۱۱
حضرت عثمان کی عاجزی اور سادگی	"
حضرت عثمان غنی کے پسندیدہ اعمال	۶۱۵
واقعۂ حدیبیہ قرآن وسنت کی روشنی میں	"
نکتۂ محبت	"
حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ حضرت عثمان شہید نہیں ہوئے	۶۱۶
صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کی تعظیم	"
حضرت عثمان نے خلافت کیوں نہ چھوڑی	۶۱۸
ایک حسین امتزاج	۶۲۱
نوری اور خاکی کی بات	۶۲۲
کیا ننہالی رشتہ معتبر نہیں ہوتا	"
جنت میں حضرت عثمان کی شان	۶۲۴
کرامات عثمان ذوالنورین ؓ	"
حضرت عثمان کی ایک سو خصوصیات	۶۲۶
شہادت حضرت عثمان ذوالنورین ؓ	۶۳۳

عنوان	صفحہ
شہادت عثمان وحسین ؓ کا ایک تقابلی جائزہ	۶۳۴
شہادت کی تفصیلات	۶۳۷
حضرت عثمان کا بلوائیوں کے سامنے دردناک خطبہ	۶۳۸
پیکر صبر ورضا	۶۴۱
قدرت خداوندی	۶۴۳
فراق شوہر پر سیدہ نائلہ ؓ کا حال	۶۴۴
قصر جنت میں ہوئے مسندنشیں	"
اولاد وامجاد	۶۴۵
مختلف ادوار میں آٹھ بیویوں کے نام	"
حضور عثمان غنی کے چند زرّیں اقوال	۶۴۷
منقبت	۶۴۹
اسم گرامی	۶۵۰
کنیت مبارکہ	"
القابات	"
کرم اللہ وجہہ کا پس منظر	۶۵۱
نسب مبارک	۶۵۳
حضور علیہ السلام کا بچپن اور والدین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۶۵۳
بکعبہ ولادت (بانداز خطابت)	۶۵۵
سب سے افضل جگہ	۶۵۶
علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا نام	۶۶۰
قرآنی آیات درشان مولائے کائنات	۶۶۱

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
شانِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دراحادیث	
مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء	۶۷۴
باب مدینۃ العلم	"
علم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وارضاہ	۶۷۵
علم علی ؓ فیضانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ..	۶۷۶
حضرت علی کی قوتِ فیصلہ کا راز	۶۷۷
قرآنی علوم اور علی المرتضیٰ ؓ	۶۷۸
حضرت علی المرتضیٰ کا اعلان	۶۷۹
نکتۂ قرآنی	۶۸۰
علم علی المرتضیٰ ایک اور یہودی کا واقعہ ...	۶۸۱
دشمنانِ علی المرتضیٰ کی علامت	۶۸۲
حضرت علی المرتضیٰ کے حیرت انگیز علمی	
واقعات	۶۸۳
مسئلہ میراث	"
نمبر۲ ایک حیرت انگیز فیصلہ	۶۸۴
نمبر۳ علی شیر خدا اور ایک قدری کا واقعہ	۶۸۵
نمبر۴ لنا میں لام	"
۵۔مشکل ترین سوالات اور فی البدیہہ	
جوابات	"
۶۔علی کو لاجواب کرنے والا خود لاجواب	
ہو گیا	"
۶۔رزق کی اقسام کا حضرت علی	
سے سوال	۶۸۶
۱۔مقسوم	"

عنوان	صفحہ
۲۔مقصود	۶۸۶
حاضر جوابی کا راز	۶۸۷
ایک پادری کے سوالات اور سیدنا	
علی المرتضیٰ کے حیران کن جوابات	۶۸۸
یہودی عالم کے سات سوال اور علی المرتضیٰ	
کے جوابات	۶۹۰
دو آدمی اور پانچ روٹیاں	۶۹۱
نوجوان اور اس کی ماں کے درمیان فیصلہ	۶۹۲
عورت کو سنگساری سے بچالیا	۶۹۳
عورت کو مردوں کے فریب سے بچالیا	"
دو عورتوں میں ایک بچے کی تقسیم	۶۹۴
اسلام کی سن ہجری اور سیدنا علی المرتضیٰ	"
ایک عجیب الخلقت بچہ	۶۹۵
چھ سو میں سے حقیقی بہن کو ایک دینار	"
بیوی کا نواں حصہ	"
علم نحو اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ	۶۹۶
علم ریاضی اور سیدنا علی المرتضیٰ	۶۹۷
سترہ اونٹ اور تین افراد	"
خریدا ہوا مکان واپس	۶۹۸
خوش طبعی اور حاضر جوابی	"
ایک عجیب واقعہ	۶۹۹
فاتح خیبر پیکر جرأت وشجاعت	۷۰۱
حشر کو بھی جھنڈا علی کے ہاتھ میں ہوگا...	۷۰۲
عقیدے کی بات	۷۰۳

عنوان	صفحہ
واقعۂ فتح خیبر	۷۰۳
قوتِ پروردگار	۷۰۶
علی المرتضیٰ کی روحانی وایمانی طاقت اور	
جسمانی غذا	۷۰۷
آپ کے لقب حیدر کی ایک وجہ تسمیہ ...	۷۰۸
شجاعت علی اور فصاحت قرآن حضور علیہ	
السلام کے معجزات میں سے ہیں	۷۰۹
علی المرتضیٰ نے اپنی اولاد کو بہادری سکھائی	۷۱۱
ایک پہلوان اور مولیٰ علی کی کشتی	۷۱۲
برکاتِ نام علی	"
عقیدے کی درستگی کے لیے	۷۱۳
علی کی ایک نماز کا حال	۷۱۶
سوچنے کی بات	۷۱۷
علی شیر خدا کی خصوصی شان	۷۱۹
نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو اپنا بھائی	
بنالیا	"
حضرت عمر کا حضرت علی پہ رشک کرنا	۷۲۰
انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے	"
حدیث ثقلین اور علی المرتضیٰ	۷۲۳
لفظ مولیٰ کا معنیٰ ومفہوم	۷۲۴
حبِ علی ہے حبِ نبی (ﷺ)	"
ائمہ اہل بیت سے مروی ایک حدیث ...	۷۲۵
جنت کا راستہ بھی محبت علی کی ہے	۷۳۵
منافقت کیا ہے؟	

عنوان	صفحہ
علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں	۷۳۶
حضور علیہ السلام کا نسب حضرت علی	
سے ہے	۷۳۷
حبِ علی اور بغضِ علی کرم اللہ وجہہ	"
مثالِ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی کی	
محبت میں مبالغہ کی مثالیں	۷۳۸
علی المرتضیٰ کی والدہ ماجدہ ؓ	۷۴۱
حضور علیہ السلام کی کرم نوازیاں	"
بچپن میں ہی ایمان لے آنا	۷۴۴
واقعۂ ہجرت اور شان علی المرتضیٰ	"
علی شیر خدا اور صدیق باوفا	۷۴۶
ایک ایمان افروز مکالمہ مابین	
صدیق وعلی ؓ	۷۴۷
فاروق وعلی ؓ	۷۵۴
حضرت عثمان اور مولیٰ علی ؓ	۷۵۵
صحابہ کرام ؓ اور مولائے کائنات	"
تصویر کا دوسرا رخ	۷۵۶
نکات مختلفہ در شان علی مرتضیٰ	۷۵۸
خیبر میں علی کا رجز	۷۶۰
لطیفہ نمبر۱	۷۶۳
لطیفہ نمبر۲	"
صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات	
کی بات	۷۶۵
خلافت علی المرتضیٰ ؓ	۷۶۷

عنوان	صفحہ
حق علی کے ساتھ ہے	۷۶۸
آپ کا عفو و درگزر	۷۷۰
روزے سے محبت	۷۷۱
صدقہ و خیرات سے پیار	"
حج کی ادائیگی کا جذبہ	۷۷۲
حضرت علی کا اخلاق کریمانہ	"
حضرت علی حلیم و رحیم و کریم	"
حضرت علی کی تواضع و انکساری	۷۷۳
حضرت علی کی دنیا سے بے رغبتی	"
حضرت علی کی سادگی	۷۷۴
حضرت علی کا فقر اور فقیرانہ زندگی	۷۷۵
حضرت علی کی سخاوت	۷۷۶
حضرت علی کا خلق خدا کی خبر گیری کرنا	۷۷۷
جسمانی طہارت کا اہتمام	۷۷۸
گرمی و سردی کا احساس نہ ہونا	۷۷۹
حب علی المرتضیٰ گناہوں کو کھا جاتی ہے	"
جود و کرم کی دو مثالیں	"
مہمان نوازی کا انداز خسروانہ	۷۸۰
زہد و تقویٰ کا انداز	"
کرامات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	۷۸۱
فضائل شیر خدا ایک نظر میں	۷۸۳
خارجن اور خارجی کا ناپاک منصوبہ	۷۹۱
شہادت سے پہلے ہی شہادت کی تیاری	۷۹۲
اس حالت میں نماز	۷۹۴
ایک درویش حق پرست و خدا مست	۷۹۶
قاتل کہاں گیا؟	۷۹۷
تدفین کے متعلق وصیت	"
مقام شہادت سیّدنا علی المرتضیٰ	۷۹۸
سیدنا علی المرتضیٰ کی ازواج و اولاد	۷۹۹
حضرت علی کے چند اقوال کا منظوم پنجابی ترجمہ	۸۹۵
مولائے کائنات کی بارگاہ ربّ کائنات میں ایک دعا	۸۲۶
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب خطبہ	۸۳۰
ایک ضروری وضاحت	۸۴۰
حضرت امیر معاویہ کے ساتھ امام حسن کی صلح کے اسباب	۸۴۲
یزید کے بارے میں محتاط مذہب	۸۴۴
حضرت ابوہریرہ کی امام حسن سے عقیدت	۸۵۰
علمی بصیرت اور باطنی خلافت	۸۵۱
آپ کا علمی مقام	۸۵۲
آپ کی بردباری اور شان عفو و درگزر	۸۵۳
آپ کی کرامات	۸۵۴
ماخذ و مراجع	۸۵۶

حصہ اوّل

یارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

Scanned with CamScanner

حمد باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ

سب کا پیدا کرنے والا میرا مولا میرا مولا
سب سے افضل سب سے اعلیٰ میرا مولا میرا مولا

سب کو وہی دیتا ہے روزی نعمت اسکی دولت اسکی
رازق داتا پالن ہارا میرا مولا میرا مولا

ہم سب اسکے عاجز بندے وہ ہی پالے وہ ہی مارے
خوبی والا سب سے نیارا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

اول آخر غائب حاضر اس پر روشن اس پر ظاہر
عالم دانا واقف کل کا میرا مولیٰ میرا مولیٰ

عزت والا، حکمت والا، نعمت والا، رحمت والا
میرا پیارا، میرا آقا، میرا مولیٰ میرا مولیٰ

طاعت سجدہ اس کا حق ہے اسکو پوجو وہ ہی ربّ ہے
اللہ اللہ اللہ میرا مولیٰ میرا مولیٰ

(حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی)

نعت

از۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا ۔۔۔ اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاكَ
وَاللّٰـهِ یَاخَیْرَ الْخَلَائِقِ اِنَّ لِیْ ۔۔۔ قَلْبًـا مَشُوْقًا لَا یَرُوْمُ سِوَاكَ
اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ ۔۔۔ كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاكَ
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ ۔۔۔ مِنْ زَلَّةٍ بِكَ فَازَ وَهُوَ اَبَاكَ
وَبِكَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهٗ ۔۔۔ بَرْدًا وَّقَدْ خَمَدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَ
وَدَعَاكَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّهٗ ۔۔۔ فَاُزِیْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاكَ
وَبِكَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا ۔۔۔ بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ
وَكَذَاكَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا ۔۔۔ بِكَ فِی الْقِیٰمَةِ مُحْتَمِیْ بِحَمَاكَ
وَهُوْدٌ وَ یُوْنُسُ مِنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا ۔۔۔ وَجَمَالُ یُوْسُفَ مِنْ ضِیَاءِ سَنَاكَ
قَدْ فُقْتَ یَا طٰهٰ جَمِیْعَ الْاَنْبِیَآءِ ۔۔۔ طُرًّا فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرَاكَ
وَاللّٰهِ یَا یٰسِیْنُ مِثْلُكَ لَمْ یَكُنْ ۔۔۔ فِی الْعٰلَمِیْنَ وَحَقِّ مَنْ اَنْبَاكَ
عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَآءُ یَامُدَّثِّرُ ۔۔۔ عَجَزُوْا وَكُلُّوْا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَ
بِكَ لِیْ قُلَیْبٌ مُّغْرَمٌ یَا سَیِّدِیْ ۔۔۔ وَحُشَاشَةٌ مَحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَ
یَا اَكْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا كَنْزَ الْوَرٰی ۔۔۔ جُدْلِیْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِیْ بِرِضَاكَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ یَكُنْ ۔۔۔ لِاَبِیْ حَنِیْفَةَ فِی الْاَنَامِ سِوَاكَ
صَلّٰی عَلَیْكَ اللّٰهُ یَا عَلَمَ الْهُدٰی ۔۔۔ مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰی مَثْوَاكَ

وَعَلٰی صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِیْعِهِمْ
وَالتَّابِعِیْنَ وَكُلِّ مَنْ وَالَاكَ

نعت کا ترجمہ

۱- اے سرداروں کے سردار! میں آپ ﷺ کے حضور آیا ہوں آپ کی خوشنودی کا امیدوار، آپ کی پناہ کا طلب گار۔

۲- اللہ کی قسم اے بہترین خلائق! میرا دل صرف آپ ﷺ کی محبت سے لبریز ہے، وہ آپ کے سوا کسی کا طالب نہیں۔

۳- آپ ﷺ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص ہرگز پیدا نہ کیا جاتا اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔

۴- آپ ﷺ وہ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا توسل اختیار کیا اپنی لغزش پر، تو کامیاب ہوئے حالانکہ وہ آپ ﷺ کے جدِ بزرگوار ہیں۔

۵- اور آپ ﷺ کے وسیلے سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی تو ان کی آگ سرد ہوگئی، وہ آگ آپ ﷺ کے نور کی برکت سے بجھ گئی۔

۶- اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری میں آپ ﷺ کے وسیلے سے دعا کی تو ان کی دعا مقبول ہوئی اور بیماری دور ہوگئی۔

۷- اور آپ ﷺ کے ظہور کی خوشخبری لے کر حضرت مسیح علیہ السلام آئے انہوں نے آپ ﷺ کے حسن و جمال کی مدح وثنا کی اور آپ ﷺ کے رتبہ بلند کی خبر دی۔

۸- اور اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی آپ ﷺ کا وسیلہ اختیار کیے رہے اور قیامت میں بھی آپ ﷺ کی حمایت کے طالب رہیں گے۔

۹- اور حضرت ہود علیہ السلام حضرت یونس علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ ہی کے حسن سے زینت پائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی آپ ﷺ ہی کے جمال باصفا کا پرتو تھا۔

۱۰- اے طٰہٰ لقب! آپ ﷺ کو تمام انبیاء پر برتری حاصل ہوئی۔ پاک ہے وہ جس نے ایک رات آپ کو اپنے ملکوت کی سیر کرائی۔

۱۱- خدا کی قسم! اے یٰسین لقب! آپ ﷺ جیسا تو تمام مخلوق میں نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، قسم ہے اسی کی جس نے آپ ﷺ کو سربلند کیا۔

۱۲- اے کملی والے! آپ ﷺ کے اوصافِ جمیلہ بیان کرنے سے بڑے بڑے شعراء عاجز رہ گئے آپ ﷺ کے اوصافِ عالیہ کے سامنے زبانیں بند ہو جاتی ہیں۔

۱۳- میرے سرکار! میرا حقیر دل آپ ﷺ ہی کا شیدا ہے اور میرے اندر تو آپ ﷺ ہی کی محبت بھری ہوئی ہے۔

۱۴- اے تمام موجودات سے بزرگ و برتر، اے حاصلِ کائنات! مجھے اپنی بخشش و عطا سے نوازیئے اور اپنی خوشنودی کی مسرت بخشئے۔

۱۵- میں آپ ﷺ کے جود و کرم کا دل سے طلبگار ہوں کہ اس جہان میں ابوحنیفہ کے لیے آپ ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں۔

۱۶- اے ہدایت کے علم سربلند! مشتاقانِ زیارت کے شوق بے حد کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود و سلام آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہے۔

Scanned with CamScanner

در مدح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

شہسواران جہاں مردان دین ‏ ‏ ‏ چار یار مصطفیٰ اہل یقیں
اولا بوبکر صدیق اہل دین ‏ ‏ ‏ دوسرے عادل عمر والا یقین
تیسرے عثمان باحلم و حیا ‏ ‏ ‏ چوتھے ہیں حضرت علی شیر خدا
اور سب اصحاب ان کے ذی علوم ‏ ‏ ‏ ہیں ہدایت کے فلک پر جو نجوم
صدق اور عدل اور شجاعت اور حیاء ‏ ‏ ‏ ہے انہی چاروں سے دیں کو ارتقاء
ان سے راضی ہے خدائے دوسرا ‏ ‏ ‏ اور خوش ہیں ان سے حضرت مصطفیٰ
تو بھی جان و دل سے مانے امداد اب ‏ ‏ ‏ رہ فدا ان پر سدا ہر روز و شب
جو کوئی بداعتقاد ان سے ہوا ‏ ‏ ‏ ہے وہ مردود جناب کبریا

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ)

دعا، بوسیلۂ صحابہ رضی اللہ عنہم

خدایا طفیل نبی ﷺ کریم! ‏ ‏ ‏ مزمل، مدثر، رؤف و رحیم
طفیل ابوبکر یار نبی ‏ ‏ ‏ کہ ہیں مقتدی جن کے سارے ولی
عمر اور عثمان کے یارب طفیل ‏ ‏ ‏ علی شاہ مرداں کے یارب طفیل
ہمیں صدق دے اور سطوت بھی دے ‏ ‏ ‏ حیا دے غنا دے شجاعت بھی دے
زبیر اور طلحہ کے یارب طفیل ‏ ‏ ‏ سعید اور حمزہ کے یارب طفیل
عطا ہو ہمیں ایسا قلب و جگر ‏ ‏ ‏ کہ کر دیں سب اعداء کو زیر و زبر
جو امت کے تھے بوعبیدہ امین ‏ ‏ ‏ طفیل ان کے دے خیر دنیا و دین
نبی کے چچا جو کہ عباس تھے ‏ ‏ ‏ طفیل ان کے یارب مصیبت ٹلے
صحابی جو تھے عبد رحمان و سعد ‏ ‏ ‏ طفیل ان کے ہو اختر شوم سعد
طفیل اپنے جرار خالد کے حق! ‏ ‏ ‏ ہر اک دوڑ میں دے ہمیں تو سبق
طفیل حسن جوہر صلح دے ‏ ‏ ‏ مٹیں سب مسلمانوں کے تفرقے
عمل کرنا سیکھیں مثال حسین ‏ ‏ ‏ نہ برپا کریں رائگاں شور و شین
شہیدان بدر و اُحد کے طفیل ‏ ‏ ‏ ہوں اعدائے دیں منہزم خیل خیل
معاویہ اور عکرمہ کے طفیل ‏ ‏ ‏ مسلمانوں کو پھر اٹھا مثل سیل
اٹھا پھینکیں باطل کو چوں خار و خس ‏ ‏ ‏ ہر اک سو پہ بھاری رہیں ان کے دس
محمد کے نقش قدم پر چلیں ‏ ‏ ‏ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کو قائم رکھیں
صحابہ کا رتبہ ہے سب سے بلند ‏ ‏ ‏ ہیں دنیا و دیں میں وہی ارجمند

(پیر غلام دستگیر نامی)

☆☆☆

کلامِ خدا اور شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

ویسے تو اس حقیقت کو ہر کوئی جانتا ہے کہ قران مجید کے اولین مصداق صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔ لہٰذا اہل ایمان کے بارے میں جتنی بھی قرآن پاک کی آیات بینات ہیں وہ در حقیقت اوّلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی شان میں نازل ہوئیں اور بعد میں کسی اور کیلئے۔ اس اعتبار سے ان نفوس قدسیہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا مکمل احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم بعض آیات جن میں واضح طور پر ان کی عظمت وشان بیان کی گئی ہے ان میں سے بھی صرف چند آیات بمعہ ترجمہ وتفسیر لکھنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

آیت نمبر ۱:

واذا قیل لھم امنو کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء الا انھم ھم السفھآء ولٰکن لا یعلمون (البقرہ:۱۳)

اور جب ان (کافروں) کو کہا جاتا ہے کہ اس طرح ایمان لاؤ جیسے لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) ایمان لائے تو (کافر) کہتے ہیں کیا ہم ان بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ (اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرتے ہوئے فرماتا ہے) خبردار: وہ (کافر جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہتے ہیں) خود ہی پاگل ہیں لیکن جانتے نہیں ہیں۔

اس آیت میں حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمتوں کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ میں چاہوں گا کہ تفصیلاً اس ایت کے ضمن میں لکھوں۔

سب سے پہلا مسئلہ جو اس آیت سے ثابت ہوا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں عقیدے کا مسئلہ ہے کہ ان کے متعلق ہمیں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے تو فرمایا! جو خود بے وقوف اور کافر ہیں وہ میرے حبیب کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہتے ہیں۔

''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی بات ہے کہ جس طرح ایک طوائف (فاحشہ عورت) کسی شریف عورت سے جھگڑتے ہوئے پہل کر گئی اور پاکباز وشریف عورت کو کہنے لگی: چپ ہو جا کنجری کہیں کی۔ اب وہ شریف عورت بیچاری سہم کر اور حیران ہو کر سوچنے لگی کہ میں اس کو کیا کہوں یہ تو ہے ہی کنجری۔

کچھ یہی حال ہے ان لوگوں کا ہے جو خود بیوقوف ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ ہم ان کو کیا کہہ سکتے ہیں جبکہ قرآن نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن پاک کر کے ان کے بدخواہوں کو بے وقوف قرار دے دیا ہے اب یہ بے وقوف (دشمنانِ صحابہ) جو بھی کہتے رہیں لوگ ان کو پاگل سمجھ کر منہ نہیں لگائیں گے۔ کیونکہ بے وقوف جس کے بارے میں جو کہتے ہیں اپنا پاگل پن ہی ظاہر کرتے ہیں۔ دوسرے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ ہی ان کے کچھ کہنے سے دوسرا اس طرح کا ہو جاتا ہے۔

اور پھر وہ ہستیاں کہ جن کی خدا بھی تعریف کرتا ہے اور اس کا پیارا مصطفیٰ بھی؛ تو ان بے چاروں (بے وقوفوں؛ دشمنانِ صحابہ) کے کچھ کہنے سے کیا ہو گا؟

نبی سے ملنے والے بالیقین خیر الامم ٹھہرے
پھر ان سے ملنے والے اور پھر وہ جو ملے ان سے

(خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم)

ایک لطیفہ:

بچپن میں ایک ''تماشا'' لگتا تھا ایک مداری ہوتا اور ایک اس کا بچہ جمورا ہوتا تھا۔ بچہ جمورا مداری کے ہر کمال کو یہ کہہ کر رد کر دیتا تھا کہ کسر رہ گئی؛ کسر رہ گئی یعنی تیرے کمال میں کمی رہ گئی ہے جبکہ پورا مجمع مداری کو اس کے کمال پہ داد دے رہا ہوتا تو بچہ جمورا سب کچھ دیکھ سن کر آہستہ سے ڈگڈگی بجا کر کہتا۔ کسر رہ گئی؛ کسر رہ گئی عقل مند اور شریف لوگ حیران ہو جاتے کہ اب تیری کسر رہ گئی کو کون سمجھے۔ یہی حال دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا سمجھ لیجئے کہ اللہ جل جلالہ قرآن میں ان (صحابہ) کی تعریف فرمائے؛ پیارے مصطفیٰ ﷺ احادیث میں ان کی عظمت بیان کریں۔ حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر آخر تک تمام ائمہ کرام اور اہل بیت اطہار کا بچہ بچہ ان نجوم ہدایت

Scanned with CamScanner

کی تعریف کرے تو کوئی آہستہ سے سینے پہ ہاتھ مار کر کہے یا صحابہ کے بغض والے سینے پہ چھریاں مار کر خون نکال کر کہے کسر رہ گئی' کسر رہ گئی' اب ان کی ''کسر رہ گئی'' کی طرف کون توجہ کرے گا۔

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ!
''کرو عزت صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہ وہ تم سب سے ہیں اچھے ہیں
پھر ان سے ملنے والوں کی' پھر ان سے ملنے والوں کی''
(اکرموا اصحابی فانهم خیارکم)
وہ مسلم آگ سے آزار ہرگز پا نہیں سکتا
نبی کو یا صحابہ سے کسی کو جس نے دیکھا ہے
(لاتمس النار مسلما رانی اوراٰی من رانی)

دوسرا مسئلہ مذکورہ آیت سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس طرح کا ایمان اور عقیدہ اپنایا جائے کہ جس طرح کا ایمان اور عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ تبھی تو فرمایا کما امن الناس اور پھر یہ کہ جو صحابہ کا ایمان و عقیدہ ہے وہ دشمنان صحابہ کو ہرگز ہرگز اچھا نہیں لگتا تبھی تو قرآن ان کو بے وقوف کہہ رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ کس طرح کا تھا۔ ان شاء اللہ یہ بحث پڑھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ بشرطیکہ پوری بحث کو مکمل پڑھا جائے اور غفلت و سستی اور تعصب و حسد کی عینک اتار کر پوری توجہ اور یکسوئی سے پڑھا جائے۔

ادب و تعظیم رسول اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ

قریش مکہ کا نمائندہ عروہ بن مسعود جب حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حدیبیہ کے مقام پہ حاضر ہوا اور اس نے کھلی آنکھوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور علیہ السلام کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا اور قریش مکہ کے سامنے جا کر اپنے تاثرات کو بیان کیا تو اسی کی زبان سے بخاری شریف کے حوالے سے پڑھیے۔

اے لوگو! قسم بخدا! میں بادشاہوں کے درباروں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے محلات

میں گیا ہوں۔ خدا کی قسم اتنی تعظیم ان بادشاہوں کی نہیں ہوتی جتنی کہ محمد (ﷺ) کے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب کبھی بھی ان کی ناک سے فضلہ یا رطوبت نکلی تو وہ کسی نہ کسی شیدائی کے ہاتھ پہ پڑی جسے اس نے اپنے چہرے یا جسم پہ مل لیا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو ان کے ساتھی تعمیل ارشاد کیلئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی (کے حصول) کیلئے جنگ کی نوبت آ جاتی ہے۔ جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو ان کے ساتھی خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھے۔

یہ واقعہ بھی چونکہ آگے حضرت عثمان غنی کے فضائل میں تفصیل سے آئے گا اس لیے یہاں صرف حدیث کے ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غار ثور میں حضور علیہ السلام کے اکرام کی خاطر سانپ کے منہ میں پاؤں دے دینا اور حضرت علی المرتضیٰ کا مقام صہباء پر حضور علیہ السلام کے آرام کی خاطر نماز قضا کر دینا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حضور علیہ السلام کے بغیر طواف کعبہ سے انکار کر دینا یہ تمام واقعات چونکہ آگے آ رہے ہیں اس لیے یہاں صرف اشارے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

کیا یہ واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعظیم رسول ﷺ کے سلسلہ میں عقیدہ واضح کرنے کیلئے کافی نہیں؟۔

مزید براں جب سورۂ حجرات کی آیت ان الذین ینادونك من وراء الحجرات نازل ہوئی جس میں خود رب العالمین نے اپنی مخلوق کو دربار رسالت کا ادب سکھاتے ہوئے (اپنی آواز کو حضور علیہ السلام سے پست رکھنے' اپنے نبی سے آگے نہ بڑھنے اور) حجرۂ اقدس کے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دینے سے منع فرمایا تو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے اپنی آوازوں کو اس قدر پست اور دھیما کر دیا کہ گویا سرگوشی کر رہے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے سروں کو اس طرح جھکا لیتے اور حرکت نہ کرتے کہ جیسے سروں پہ پرندے بیٹھے ہیں۔
(شمائل ترمذی)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

Scanned with CamScanner

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (النور:۶۳)

رسول پاک (علیہ السلام) کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

الغرض! جب حالت نماز میں حضور علیہ السلام کے بلاوے پہ نماز چھوڑ دینے کا حکم ہے جیسا کہ یاایھا الذین امنوا استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (انفال:۲۴) کے ضمن میں صحیح بخاری کے اندر حضرت سعید بن معلی ؓ کا واقعہ اور اسی طرح کا واقعہ حضرت ابی بن کعب کا کتب حدیث میں موجود ہے تو جب نماز جیسا عظیم فریضہ ترک کر کے سرکار کی بارگاہ کی حاضری کو فرض قرار دیا گیا ہے تو اور کیا باقی رہ گیا۔

علاوہ ازیں! حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت چاہا کہ کسی مسئلہ میں حضور علیہ السلام سے بات کروں لیکن آپ کی ہیبت کے سبب دو سال تک ایسا نہ کر سکا۔

حضرت عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مجھے سارے جہان سے پیارے تھے لیکن اس کے باوجود بھی آپ کے احترام کی وجہ سے میں کبھی آنکھ بھر کر آپ کے چہرۂ اقدس کو نہ دیکھ سکا اور اگر کوئی مجھ سے حضور علیہ السلام کے (حلیہ کے) بارے میں سوال کرے تو میں نہ بیان کر سکوں گا۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کو معلوم ہوا کہ کابس بن ربیعہ کی شکل حضور علیہ السلام سے ملتی ہے (تو ان کو بلا بھیجا اور) جب وہ آپ کے گھر کے دروازے کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت امیر معاویہ ؓ تخت پہ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے ہیں، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہیں اور پورا ایک علاقہ (مرغاب) ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

صحابہ کرام ؓ کا حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں "فداك ابی و امی" عرض کرنا۔ بنفسی انت یارسول اللّٰہ (میرے ماں باپ آپ پہ فدا، حضور میری جان آپ پہ قربان) کے الفاظ بولنا اور کثرت کے ساتھ کئی مسائل جاننے کے باوجود اللّٰہ و رسولہ اعلم (اللّٰہ زیادہ بہتر جانتا ہے اور اس کا رسول) یہ سارے واقعات ان کے عقیدۂ ادب و تعظیم کی نشاندہی کرنے کیلئے کافی ہیں۔

صرف چند واقعات لکھے گئے ہیں ورنہ اہل علم جانتے ہیں کہ اس موضوع پہ کتب احادیث میں واقعات کے انبار موجود ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اب صحابہ کرام ؓ کے کچھ عقائد واقعات کی روشنی میں الگ الگ عنوانات سے پیش کئے جاتے ہیں۔

واقعۂ افک اور صحابہ کرام ؓ

۵ھ میں غزوۂ بنی المصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ قریب مدینہ ایک پڑاؤ پر ٹھہرا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ضرورت کیلئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں مشغول ہوگئیں ادھر قافلہ نے کوچ کیا، آپ کا محمل شریف اونٹ پر کس دیا گیا اور قافلے کو یہی خیال رہا کہ ام المومنین اس میں ہیں، قافلہ چل دیا۔ آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور آپ نے خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور واپس ہوگا۔

قافلے کے پیچھے گری پڑی چیز اٹھانے کیلئے ایک صاحب رہا کرتے تھے۔ اس موقع پر حضرت صفوان اس کام پر مامور تھے۔ جب وہ آئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پکارا۔ آپ نے کپڑے سے پردہ کر لیا انہوں نے اونٹنی بٹھائی۔ آپ اس پر سوار ہو کر لشکر میں پہنچیں۔ منافقین سیاہ باطن نے اوہام فاسدہ پھیلائے اور آپ کی شان میں بدگوئی شروع کی بعض مسلمان بھی ان کے فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی کوئی کلمۂ بے جا سرزد ہوا۔ ام المومنین بیمار ہوگئیں اور ایک ماہ بیمار رہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اطلاع نہ ہوئی کہ منافقین ان کی نسبت کیا بک رہے ہیں۔ ایک روز ام مسطح سے انہیں یہ خبر معلوم ہوئی اور اس سے آپ کا مرض اور بڑھ گیا۔ اور اس صدمہ میں اس قدر روئیں کہ آپ کے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اور نہ ایک لمحہ کیلئے نیند آتی تھیں۔ اس حال میں سید عالم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور حضرت ام المومنین کی طہارت میں آیات قرآنی نازل ہوئیں جن سے آپ کا شرف و مرتبہ اتنا بڑھایا گیا اور آپ کی طہارت و فضیلت از حد بیان ہوئی۔

سید عالم ﷺ نے برسر منبر بقسم فرمادیا تھا۔ مجھے اپنے اہل کی پاکی وخوبی بالیقین معلوم

Scanned with CamScanner

ہے تو جس شخص نے ان کے حق میں بدگوئی کی ہے اس کی طرف سے میرے پاس کون معذرت پیش کرسکتا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ام المومنین بالیقین پاک ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سید عالم کے جسم پاک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کو بدعورت کی صحبت سے محفوظ نہ رکھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح آپ کی طہارت بیان کی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا۔تاکہ اس سایہ پر کسی کا قدم نہ پڑے۔تو جو پروردگار آپ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ کے اہل کو محفوظ نہ فرمائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ کو نعلین اتار دینے کا حکم دیا۔جو پروردگار آپ کے نعلین کی اتنی سی آلودگی کو گوارا نہ فرمائے، ممکن نہیں کہ وہ آپ کے اہل کی آلودگی گوارا کرے۔اس طرح بہت سے صحابہ اور صحابیات نے قسمیں کھائیں۔

دو کمسن صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مشہور اور بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔فرماتے ہیں کہ میں بدر کی لڑائی میں میدان میں لڑنے والوں کی صف میں کھڑا تھا۔میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں جانب انصار کے دو کم عمر لڑکے ہیں۔مجھے خیال ہوا کہ میں اگر قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان ہوتا تو اچھا تھا کہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرسکتے۔میرے دونوں جانب بچے ہیں یہ کیا مدد کرسکیں گے۔اتنے میں ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: چچا جان تم ابوجہل کو بھی پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں پہچانتا ہوں۔تمہاری کیا غرض ہے؟اس نے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گالیاں بکتا ہے۔اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میں اس سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ وہ مرجائے یا میں مرجاؤں مجھے اس کے اس سوال اور جواب پر تعجب ہوا۔اتنے میں دوسرے نے یہی سوال کیا۔اور جو پہلے نے کہا تھا وہی اس نے بھی کہا۔اتفاقاً ابوجہل میدان میں مجھے دوڑتا ہوا نظر آیا۔میں نے ان دونوں سے کہا کہ تمہارا مطلوب جس کے بارے میں تم مجھ سے سوال کررہے تھے وہ جارہا ہے۔دونوں یہ سن کر تلواریں ہاتھ میں لئے ہوئے ایک دم بھاگے چلے گئے اور جاکر اس پر تلوار چلانی شروع کردی یہاں تک کہ اس کو گرا

دیا۔(بخاری)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذباتِ محبت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے مختلف دینی و مذہبی رہنماؤں کے پاس آتے جاتے رہے۔ہر مذہبی رہنما انہیں وصیت کیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا یہ بھی پوچھ لیا کرتے کہ اس کی زندگی کے بعد کس کے پاس رہنا چاہئے۔جب آپ نے آخری راہب سے پوچھا کہ اب مجھے کس کی خدمت میں رہنا ہوگا تو اس نے کہا کہ اب دنیا میں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں امن و سلامتی نصیب ہو۔ہاں! عنقریب نبی آخر الزماں تشریف لارہے ہیں جو دین ابراہیمی پر ہوں گے۔ان کی ہجرت گاہ ایسا مقام ہوگا جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوگا اور اس میں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے۔نبی آخر الزماں کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔آپ ہدیہ قبول کریں گے، صدقہ نہیں کھائیں گے۔حضرت سلمان فارسی نے اس نصیحت کو پیش نظر رکھا اور ملک عرب کی طرف رخ کیا جونہی وہ مدینہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ ہجرت کرکے قبا میں تشریف لا چکے تھے۔حضرت سلمان فارسی آپ کی خدمت میں کچھ چیزیں لے کر حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام سے عرض کیا! یہ صدقہ ہے حضور قبول فرمایئے۔نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم کھالو۔لیکن خود نہ کھایا۔حضرت سلمان نے دل میں کہا ایک نشانی تو پوری ہوگئی۔سلمان کہتے ہیں بعد ازاں میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت میں مل گیا۔جب آپ قبا سے مدینہ تشریف لائے تو میں کچھ چیزیں لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا! حضور! یہ ہدیہ ہے قبول فرمایئے۔آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر کھالیا۔میں نے اپنے آپ سے کہا دو علامتیں تو پوری ہوگئی ہیں۔اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ جنت البقیع میں ایک صحابی کا جنازہ پڑھانے کیلئے تشریف لے گئے تھے۔آپ کے کندھوں پر دوشالہ تھا جسے آپ چادر اور ازار کے طور پر استعمال کررہے تھے۔میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔جب کپڑے کا دامن ایک طرف ہوا تو میں نے مہر نبوت کو ویسا ہی پایا جیسے مجھے بتایا گیا تھا۔میں جذبات سے اس قدر مغلوب ہوا کہ بے اختیار مہر نبوت کو بڑھ کر چوم لیا اور رونے لگا۔آپ نے مجھے اپنے پاس بلالیا۔میں نے اپنی ساری سرگزشت حضور علیہ السلام کو سنائی۔آپ نے اسے پسند فرمایا۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی میری

Scanned with CamScanner

سرگزشت سنی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۱۹)

☆ مقام حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام اصحاب اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

☆ لعابِ دہن مبارک: عتبہ بن فرقد جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں موصل کو فتح کیا ان کی بیوی ام عاصم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھیں تاکہ دوسری سے اطیب ہو اور عتبہ کوئی خوشبو نہ لگاتا تھا مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر داڑھی کو مل لیتا تھا اور ہم سے زیادہ خوشبودار تھا جب وہ باہر نکلتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے عتبہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ ہم خوشبو استعمال کرتی ہیں مگر تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریزے نمودار ہوئے۔ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس بیماری کی شکایت کی۔ سرکار نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ میں نے کپڑے اتار دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا لعاب اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پیٹھ اور پیٹ پر مل دیا اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہو گئی۔ (طبرانی فی الاوسط)

☆ حضور انور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت خواب میں آپ کو پسینہ آیا۔ میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک شیشی لی اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ آپ جاگ اٹھے اور فرمانے لگے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا! تو یہ کیا کرتی ہے۔ اس نے عرض کیا یہ آپ کا پسینہ ہے۔ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور یہ سب خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔ دوسری روایت مسلم میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یوں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے بچوں کیلئے آپ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کے عرق

مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم باب طیب عرقہ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے۔ میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کوئی خوشبو نہیں ہے۔ آپ کچھ عنایت فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے لے جا اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ اس گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔ (مواہب لدنیہ خصائص کبریٰ)

☆ حدیث شریف میں ہے کہ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا۔ انہوں نے کہا کہ اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان پر حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک لگا تھا۔ اس لئے میں نے تبرکاً ان بالوں کو چھوڑ رکھا ہے۔

☆ حافظ ابو نعیم متوفی (۴۳۰ ہجری) نے بروایت عباد بن عبدالصمد نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے۔ آپ نے کنیز سے کہا کہ دستر خوان لا تاکہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں۔ وہ لے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ رومال لا: وہ ایک میلا رومال لے آئی۔ آپ نے فرمایا کہ تنور گرم کر اس نے تنور گرم کیا پھر آپ کے حکم سے رومال اس میں ڈالا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس میں نبی کریم ﷺ اپنے روئے مبارک کو مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم یوں صاف کر لیتے ہیں کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء علیہم السلام کے روئے مبارک پر سے گزری ہو۔

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بروجہ کمال است کمالا تیخے (خصائص کبریٰ جرثانی)

☆ حضرت محمد بن جابر کے دادا سیار بن طلق یمامی وفد بنی حنیفہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمائیے۔ میں اس کے ساتھ اپنا دل بہلالیا کروں گا۔

حضور اقدس ﷺ نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنے کرتے کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرض شفا اپنے بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ ترجمہ سیار بن طلق)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے پاس غزوہ ذات الرقاع میں ایک اونٹ تھا جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ مگر اونٹ کی سست روی اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی کہ میں آپ کا ساتھ دے سکوں۔ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے عصاء لے کر اونٹ پر تین مرتبہ گھسا اور پھر پانی کا چلو بھر کر اس پر چھڑکا یا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے ہم میں ایک سچا رسول مبعوث فرمایا نبی کریم ﷺ جس قدر تیز چلاتے تھے میرا اونٹ پیچھے نہ رہتا اور میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۳۹)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اپنا ہاتھ منبر رسول اکرم ﷺ پر جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے رکھا اور پھر فرط محبت سے اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

☆ مسجد نبوی سے ملحق حضرت عباس بن عبدالمطلب کا مکان تھا جس کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں پر گرا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے اٹھا دیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اس پرنالے کو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس کو پھر اسی جگہ لگا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (وفاء الوفاء)

حب رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حدیث شریف میں ہے

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک والدین، اولاد اور تمام مخلوق سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری ج ۱)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ جس کو سن کر حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ آپ مجھے جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ نے فرمایا! اب تیرا ایمان مکمل ہے۔

(بخاری خلاصہ)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات فرمایا! کوئی شخص میرے لئے حضور علیہ السلام سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد کے ایمان لانے پر حضور علیہ السلام کی خوشی دیکھ کر عرض کیا۔

اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا۔ ابوطالب (آپ کے چچا) کا ایمان لانا) میرے لیے ابوقحافہ (میرے باپ) کے ایمان لانے سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والا ہوتا۔ (نسیم الریاض بحوالہ احمد و ابن اسحاق۔ اصابہ ترجمہ ابوطالب)

ثمامہ بن اثال، یمامہ کے سردار نے ایمان لانے کے بعد عرض کیا، پہلے آپ کا چہرہ آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک تمام جہان سے زیادہ مبغوض تھے اور اب اللہ کی قسم! کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے بڑھ کر، کوئی دین دین اسلام سے زیادہ اور کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ (بخاری باب وفد بنی حنیفہ)

یہی بات حضرت ہندہ نے بھی اسلام قبول کرنے کے بعد کی۔ (بخاری باب ذکر ہند بنت عتبہ)

حضرت صفوان بن امیہ کا بیان بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔

(ترمذی باب ماجاء فی اعطاء المؤلفۃ قلوبھم)

غزوۂ احد میں جب ایک بی بی کا باپ، بھائی اور خاوند شہید ہو گئے اور حضور علیہ السلام کی شہادت کی خبر بھی مشہور کر دی گئی تو وہ عورت ہر کسی سے پوچھتی پھر رہی تھی کہ بتاؤ حضور کیسے ہیں؟ اس کو کہا گیا تیرا باپ، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے ہیں تو اس نے کہا! میں یہ نہیں پوچھ رہی مجھے بتاؤ حضور کیسے ہیں؟ جب اس کو بتایا گیا کہ حضور خیریت سے ہیں تو اس نے کہا۔

Scanned with CamScanner

کل مصیبة بعدك جلل ۔آپ کے ہوتے ہر مصیبت کچھ نہیں ہے۔

(سیرت ابن ہشام)

بڑھ کر اس نے رخ اقدس کو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

حضرت ابن عمر ؓ کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے کہا! سب سے پیارے کو یاد کیجئے۔ انہوں نے یا محمد کا نعرہ لگایا' پاؤں درست ہو گیا۔

(الادب المفرد للبخاری باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلاہ)

حضرت بلال حبشی ؓ کی بیوی آپ کی وفات کے وقت واحزناہ کہہ کر انکی جدائی کا غم کر رہی تھی اور حضرت بلال واطرباہ غدا نلقی الاحبة محمد او حزبه کا نعرہ لگا کر حضور سے ملاقات کی خوشی منا رہے تھے۔ (شفا شریف)

قبیلہ اشعریین کے لوگ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے یوں نعرے لگا رہے تھے۔

غدا نلقی الاحبة محمدا وحزبه ۔(ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ کل محمد رسول اللہ اور آپ کے ساتھیوں سے ملنے والے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب بحوالہ امام احمد)

حضور علیہ السلام کی وفات حسرت آیات اور صحابہ کرام ؓ کے جذبات واحساسات

حضور علیہ السلام کی وفات حسرت آیات پر حضرت عمر فاروق ؓ تو اپنے ہوش وحواس کو ہی قابو میں نہ رکھ سکے اور فرمایا کہ جو یہ کہے گا کہ حضور علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔

اتنے میں پروانہ شمع رسالت حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے اور انہوں نے آکر آیہ قرآنی پڑھ کر حضرت عمر فاروق کو بات سمجھائی۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جب ابوبکر صدیق نے مجھے قرآن پاک کی آیت سنا کر مسئلہ سمجھایا تو مجھے یوں لگا جیسے میرے پاؤں کٹ

گئے ہیں۔ میں کھڑا نہ رہ سکا اور زمین پر گر گیا کہ میرے آقا کا وصال ہو گیا ہے؟۔

حضرت فاطمۃ الزہراء نے اس موقع پر ہی کہا۔

صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیا لیا

مجھ پر اس قدر مصیبتیں آ گئیں کہ اگر دنوں پہ نازل ہوتیں تو وہ راتیں ہو جاتے۔

میرے ابا جان نے دعوت حق کو قبول فرمایا اور فردوس بریں میں نزول فرمایا۔ آہ! جبریل کو کوئی بتا دے۔ اے اللہ! روح فاطمہ کو روح محمد کے پاس پہنچا دے۔ دیدار رسول عطا کر دے' اس مصیبت پر صبر عطا کر کے مجھے ثواب عطا فرما دے' روز محشر حضور کی شفاعت سے بہرہ ور فرما دے۔

حضرت عائشہ ؓ کہہ رہی تھیں۔ ہائے افسوس جس نبی نے مالداری پر فقر کو اور دولت مندی پر مسکینی کو ترجیح دی' جوامت کے غم میں پوری پوری رات آرام نہ فرماتے' آج ہم سے رخصت ہو گئے' جس نے ہمیشہ صبر واستقامت سے اپنے نفس کا مقابلہ کیا۔

جس نے برائی کی طرف کبھی توجہ تک نہ کی۔

جس نے نیکی اور خیرات کے دروازے کبھی بھی حاجت مندوں پر بند نہ کئے۔

جس روشن ضمیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذا رسانی کا گرد وغبار کبھی نہ بیٹھا۔

حضرت علی مرتضیٰ ؓ نے آنحضور ﷺ کو آخری غسل دیتے ہوئے جو تاریخی الفاظ کہے وہ ساری امت کے جذبات رنج وغم کے ترجمان ہیں:

"میرے ماں باپ آپ پر نثار۔ آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی وفات سے نہ کی گئی تھی۔ یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور روحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کی موت صدمۂ عظیمہ ہے۔ اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا اور آہ وزاری سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ پر آنسو بہا دیتے۔ پھر بھی اس درد کا علاج اور زخم کا اندمال نہ ہوتا۔"

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جس روز نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جس روز آپ کی وفات ہوئی اس کی ہر چیز اداس ہو گئی ہے اور ابھی دفن کر کے مٹی سے ہاتھ نہ جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا (کیونکہ اب

Scanned with CamScanner

انہیں مرشد کامل کی صحبت کے انوار کاملہ دکھائی نہ پڑتے تھے)

دربار رسول کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو مرثیہ لکھا ہے اس کے چند دردناک اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے جس سے ان کے رنج وغم کے گہرے اور سچے جذبات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تیری نیند کے اُچاٹ ہونے کا سبب اس عظیم انسان (نبی علیہ السلام) کی جدائی ہے جو ہمارا ہادی ورہنما ہے۔ صد افسوس! کہ وہ جو زمین پر بہترین ہستی تھی آج زیر زمین مدفون ہے۔ اے میرے پیارے آقا کاش ایسا ہوتا کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد میں دفن ہوجاتا۔ میرے ماں باپ اس نبی کامل پر فدا ہوں جو پیر کے روز ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ مدینہ کی سرزمین مجھے ویران وسنسان دکھائی دیتی ہے۔ کاش میں آج کے دن پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اے میرے محبوب کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں رہ سکتا ہوں۔ آپ کی موت میرے لئے جام زہر سے تلخ تر ہے۔ میرے آقا آپ کا پاک وجود ایسا نور تھا جس نے تمام روئے زمین کو روشن کر رکھا تھا جس نے بھی اس نور سے فیض پایا اس نے ہدایت پائی۔

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کردے۔ خدا کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا اپنے محبوب آقا کیلئے روتا اور تڑپتا رہوں گا۔"

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا ایک دن حضور علیہ السلام کو یاد کر کے رونے لگیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا رسول اللہ کے لیے خداتعالیٰ کے پاس (یہاں سے) بہتر نعمتیں موجود نہیں؟ انہوں نے بھی تصدیق کی لیکن اپنے رونے کا یہ سبب بتلایا کہ وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک گریہ وغم ہوگئے۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امت محمدیہ میں سے ہر شخص نبی کریم ﷺ کی وفات پر سوگوار تھا۔ اور یاس وحرمان کی تصویر بنا ہوا تھا۔

ایک صحابی (حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) کو کھیتوں میں حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر دی گئی تو انہوں نے وہیں کھڑے ہوکر ہاتھ اٹھادیے اور دعا کی۔ اے اللہ! اب میری یہ آنکھیں

واپس لے لے کہ تیرے حبیب ہی جب نہیں رہے تو میں ان آنکھوں کو کیا کروں گا۔ چنانچہ ان کی دعا قبول ہوئی اور اس وقت نابینا ہوگئے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۱۸۹)

اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمدا احدا فکف بصرہ

(مواہب، ج ۲، ص ۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کہا:

لما رأیت نبینا متجندلا ضاقت علی بعرضھن الدور

فارتاع قلبی عند ذلک لھلکه والعظم منی ماحییت کسیر

یالیتنی من قبل یھلک صحبی غیبت فی جدث علی صخور

(السیرۃ النبویہ از شیخ زینی دحلان، ص ۳۴۸)

ترجمہ: ۱- جب میں نے اپنے نبی کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئے۔

۲- اس وقت آپ کی وفات سے میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری ہڈی شکستہ رہے گی۔

۳- کاش میں اپنے آقا کے انتقال سے پہلے قبر میں دفن کردیا گیا ہوتا اور مجھ پر پتھر ہوتے۔

فرمان رسول ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا جذبۂ اطاعت:

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو اتروا کر پھینک دیا اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں ڈالے۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھا اور بیچ کر اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم میں اسے کبھی نہیں لوں گا جب رسول خدا ﷺ نے اسے پھینک دیا ہے تو میں اسے کبھی نہیں لوں گا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم باب الخاتم)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ سفر میں ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ میں ہلکی سی رنگی ہوتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا یہ کیا اوڑھ رکھا

ہے؟ مجھے اس سوال سے حضور علیہ السلام کی ناگواری کے آثار معلوم ہوئے۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو انہوں نے چولہا جلا رکھا تھا۔ میں نے وہ چادر اس میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب حاضر ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ چادر کیا ہوئی؟ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی۔ عورتوں کے پہننے میں تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ (ابوداؤد)

☆ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ دولت کدے سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک قبہ (گنبد دار حجرہ) دیکھا جو اوپر بنا ہوا تھا۔ ساتھیوں سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا فلاں انصاری نے قبہ بنایا ہے۔ حضور علیہ السلام سن کر خاموش رہے کسی دوسرے وقت وہ انصاری حاضر خدمت ہوئے۔ سلام کیا۔ حضور علیہ السلام نے اعراض فرمایا سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ انہوں نے اس خیال سے کہ شاید خیال نہ ہوا ہو دوبارہ سلام کیا۔ حضور علیہ السلام نے پھر اعراض فرمایا، جواب نہیں دیا۔ وہ اس کے کیسے متحمل ہو سکتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جو وہاں موجود تھے دریافت کیا پوچھا: تحقیق کی کہ میں آج حضور علیہ السلام کی نظروں کو پھرا ہوا پاتا ہوں۔ خیر تو ہے انہوں نے کہا حضور علیہ السلام باہر تشریف لے گئے تھے۔ راستہ میں تمہارا قبہ دیکھا تھا اور دریافت فرمایا تھا کہ یہ کس کا ہے۔ یہ سن کر وہ صحابی فوراً گئے اور اس کو توڑ کر ایسا زمین کے برابر کر دیا کہ نام و نشان بھی نہ رہا اور پھر آ کر عرض بھی نہیں کیا۔ اتفاقاً حضور علیہ السلام ہی کا اس جگہ کسی دوسرے موقع پر گزر ہوا تو دیکھا کہ وہ قبہ وہاں نہیں ہے۔ دریافت فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ انصاری نے آنحضرت کے اعراض کا کئی روز ہوئے ذکر کیا تھا تو ہم نے کہہ دیا تھا کہ تمہارا قبہ دیکھا ہے۔ انہوں نے آ کر اس کو بالکل توڑ دیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر وہ تعمیر جو سخت ضرورت اور مجبوری کی ہو۔ (ابوداؤد)

☆ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمرکاب تھے اور ہمارے اونٹوں پر چادریں پڑی ہوئی تھیں جن میں سرخ ڈورے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سرخی تم پر غالب ہوتی جاتی ہے حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ ہم لوگ ایک دم ایسے گھبرا کے اٹھے کہ ہمارے بھاگنے سے اونٹ بھی ادھر ادھر بھاگنے لگے اور ہم نے فوراً سب چادریں اونٹوں سے اتار لیں۔ (ابوداؤد)

☆ وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا۔ میرے سر کے بال بہت بڑھے ہوئے تھے۔ میں سامنے آیا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ذباب، ذباب میں یہ سمجھا کہ میرے بالوں کے بارے ارشاد فرمایا ہے چنانچہ میں واپس گیا اور ان کو کٹوا دیا۔ جب دوسرے دن خدمت میں حاضری ہوئی تو ارشاد فرمایا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا لیکن یہ اچھا کیا۔ (ابوداؤد)

☆ عبداللہ بن مغفل کا ایک نو عمر بھتیجا خذف یعنی کنکریوں (بچوں کی طرح کنکریوں کو پھینکنا، انگوٹھے پہ کنکری رکھ کر پھینکنا) سے کھیل رہا تھا۔ انہوں نے دیکھا اور فرمایا برادرزادہ ایسا نہ کرو۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے فائدہ کچھ نہیں نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے اور اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے۔ دانت ٹوٹ جائے۔ بھتیجا کم عمر تھا اس نے جب چچا کو غافل دیکھا تو پھر کھیلنے لگا۔ انہوں نے دیکھ لیا اور فرمایا میں تجھے حضور علیہ السلام کا ارشاد سنا رہا ہوں اور تو پھر وہی کام کر رہا ہے۔ قسم اللہ کی! میں تجھ سے کلام نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا میں تیرے جنازے میں شرکت نہیں کروں گا اور نہ ہی تیری عیادت کروں گا۔ (ابن ماجہ، داری)

بعد از وصال یادِ محبوب

ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو دیکھ کر رو پڑے کہ سرکار نے اپنی آنکھوں سے کبھی چپاتی نہیں دیکھی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الرقاق)

ایک دن حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے دوستوں کو گوشت روٹی کھلایا تو رو پڑے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال بھی ہو گیا اور آپ نے پیٹ بھر جو کی روٹی کبھی نہیں کھائی۔
(شمائل ترمذی باب ما جاء فی عیش النبی ﷺ)

اگر آپ کسی چیز سے متمتع نہ ہو سکتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے متمتع ہونا پسند نہ کرتے۔ آپ کا وصال ہوا تو آپ کے کفن کیلئے ایک حلہ خریدا گیا لیکن بعد کو آپ دوسرے کپڑے میں کفنائے گئے اور یہ حلہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے اس خیال سے لے لیا کہ اس کو اپنے کفن کیلئے محفوظ رکھیں گے لیکن پھر کہا کہ جب خدا کی مرضی نہ ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا کفن ہو تو میرا کیوں ہو۔ یہ کہہ کر اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی۔ (مسلم کتاب الجنائز باب فی کفن المیت)

Scanned with CamScanner

غزوہ تبوک سخت گرمیوں کے زمانے میں واقع ہوا تھا۔ حضرت ابوخیثمہ ؓ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بیویوں نے ان کی آسائش کیلئے نہایت سامان کیا ہے۔ بالاخانے پر چھڑکاؤ کیا ہے' پانی سرد کیا ہے' عمدہ کھانا تیار کیا ہے لیکن وہ تمام سامان عیش دیکھ کر بولے رسول اللہ ﷺ اس لو اور گرمی میں کھلے ہوئے میدان میں ہوں اور ابوخیثمہ سایہ' سرد پانی' عمدہ غذا اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ لطف اٹھائے' خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے' میں ہرگز بالاخانہ پر نہ آؤنگا چنانچہ اسی وقت زادراہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہوگئے۔ (اسدالغابہ' ج ۴' ص ۲۹ تذکرہ مالک بن قیس)

تیری یاد پئی تڑپاندی اے

ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا۔ اور جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا۔ اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریاں آنسو سے تر ہوگئیں۔ حضرت سعید بن جبیر نے پوچھا جمعرات کا دن کیا؟'' بولے اسی دن آپ کے مرض الموت میں شدت آ گئی تھی۔

(مسلم کتاب الوصیہ باب ترک الوصیہ لمن لیس لہ شئی یوصی فیہ)

آپ کی مبارک صحبتوں کی یاد آتی تو صحابہ کرام ؓ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے۔

☆ ایک بار حضرت ابوبکر اور حضرت عباس ؓ انصار کی ایک مجلس میں گئے تو دیکھا کہ سب لوگ رو رہے ہیں۔ سبب پوچھا تو بولے کہ ہم کو سرکار کی مجلس یاد آ گئی' علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی بیماری کے زمانہ کا ہے جس میں انصار کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر اس مرض میں آپ کا وصال ہوا تو پھر آپ کی مجلس میسر نہ ہوگی' اس لئے وہ اس غم میں رو پڑے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ فرماتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ)

حضور ﷺ کی نسبت کا لحاظ

قرابت رسول علیہ السلام کی عزت ومحبت:

رسول اللہ ﷺ کے تعلق کی وجہ سے صحابہ کرام ؓ اہل بیت ؓ کو بھی نہایت عزت و محبت کرتے تھے۔

ایک بار حضرت امام باقر حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی خدمت میں حجۃ الوداع کی کیفیت پوچھنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اس وقت اگرچہ وہ طالب العلمانہ اور نیازمندانہ آئے تھے۔ تاہم حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے نہایت پاک سے ان کا خیرمقدم کیا' پہلے ان کے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ان کے اوپر اور نیچے کے تکمے کھولے سینے پر ہاتھ رکھا اور مرحبا کہا پھر اصل مسئلہ پر گفتگو کرنے کی اجازت دی۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب صفۃ حجۃ النبی ﷺ)

حضور ﷺ سے تعلق کا احترام

ایک بار ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھا کہ مچھر کا خون جو کپڑے پر لگ جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ بولے ان کو دیکھو رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو تو شہید کر ڈالا اور مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھتے ہیں''۔ (ترمذی کتاب المناقب' مناقب الحسن والحسین)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چند روز بعد ایک دن حضرت ابوبکر ؓ ایک راستے سے گزرے' دیکھا کہ حضرت حسن علی جدہ وعلیہ السلام کھیل رہے ہیں' اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور یہ شعر پڑھا۔

وبابی شبہ النبی   لیس شبیہا بالعلی

میرا باپ تم پر قربان کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمشکل ہو' علی (ؓ) کے مشابہ نہیں' حضرت علی بھی ساتھ تھے وہ ہنس پڑے۔ (مسند ابن حنبل' ج ۱' ص ۸)

ایک دن حضرت ابوہریرہ ؓ امام حسن علی جدہ وعلیہ السلام سے ملے اور کہا کہ ذرا پیٹ کھولئے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا تھا وہیں میں بھی بوسہ دوں گا' چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ (مسند ابن حنبل' ج ۲' ص ۴۲۷)

Scanned with CamScanner

ایک بار بہت سے لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے حضرت امام حسین ؓ آ نکلے اور سلام کیا' سب نے سلام کا جواب دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص خاموش رہے۔ جب سب چپ ہوئے تو آواز بلند کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' یہ کہہ کر سب کی طرف مخاطب ہو کر کہا' میں تمہیں بتاؤں کہ زمین کے رہنے والوں میں آسمان والوں کو سب سے زیادہ محبوب شخص کون ہے؟ یہی جو جا رہا ہے' جنگ صفین کے بعد سے انہوں نے مجھ سے بات چیت نہیں کی۔ اگر وہ مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص) حضرت ابوالطفیل ؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بہت بڑے حامی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال کے بعد ایک بار حضرت امیر معاویہ ؓ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے دوست ابوالحسن کے غم میں تمہارا کیا حال ہے؟ بولے' موسیٰ کے غم میں جو حال ان کی ماں کا تھا۔ (استیعاب تذکرہ حضرت ابوالطفیل)

حضرت فاطمہ ؓ نے جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی وراثت کا مطالبہ کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے حقوق جتائے تو حضرت ابوبکر ؓ نے اس موقع پر جو تقریر کی اس میں خاص طور پر اہل بیت کی محبت کا بیان کیا اور کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے حقوق کا لحاظ مجھے اپنی قرابت سے زیادہ ہے''۔ اور لوگوں کو بھی ان کے حقوق کے لحاظ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری کتاب المناقب' مناقب قرابۃ رسول ﷺ)

ایک بار حضرت عباس ؓ نے ایک معاملہ میں حضرت عمر ؓ سے اصرار کیا اور کہا کہ یاامیرالمومنین! اگر موسیٰ کے چچا آپ کے پاس مسلمان ہو کر آتے تو آپ کیا کرتے' بولے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا' حضرت عباس نے کہا تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کا چچا ہوں' بولے اے ابوالفضل! آپ کی کیا رائے ہے؟ خدا کی قسم! آپ کے باپ مجھے اپنے باپ سے زیادہ محبوب ہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو میرے باپ سے زیادہ محبوب تھے اور میں رسول اللہ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتا ہوں''۔

حضرت عباس ؓ کا انتقال ہوا تو بنو ہاشم نے الگ اور حضرت عثمان ؓ نے الگ

انصار کی تمام آبادیوں میں اس کا اعلان کروا دیا۔ لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کوئی شخص تابوت کے پاس نہیں جا سکتا تھا۔ خود بنو ہاشم کے لوگوں نے اس طرح گھیر لیا کہ حضرت عثمان ؓ نے پولیس کے ذریعے سے ان کو ہٹایا۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عباس)

عرب میں جب قحط پڑتا تھا تو حضرت عمر ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ ''خداوندا ہم پہلے اپنے پیغمبر کو وسیلہ بناتے تھے اور تو پانی برساتا تھا اور اب اپنے پیغمبر کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں' ہمارے لئے پانی برسا''۔
(بخاری کتاب المناقب ذکر عباس بن عبدالمطلب)

ایک بار حضرت عمر ؓ نے شفاء بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا۔ وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اسید پہلے سے موجود ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عمر ؓ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی لیکن شفا کی چادر کم درجہ کی تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ ''میں عاتکہ سے زیادہ قدیم الاسلام اور آپ کی چچا زاد بہن ہوں۔ آپ نے مجھے خاص اس غرض کیلئے بلایا تھا اور عاتکہ تو یونہی آ گئی تھیں''۔ بولے ''میں نے یہ چادر تمہیں ہی دینے کیلئے رکھی تھی' لیکن جب عاتکہ آ گئیں تو مجھے رسول اللہ کی قرابت کا لحاظ کرنا پڑا''۔ (اصابہ تذکرہ عاتکہ بنت اسید)

حضرت ہند بن ابی ہالہ حضرت خدیجہ ؓ کے بیٹے تھے۔ صرف اتنے تعلق سے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی پرورش فرمائی تھی۔ جب ان کے بیٹے کا بصرہ میں بمرض طاعون انتقال ہوا تو پہلے ان کا جنازہ نہایت کسمپرسی کی حالت میں اٹھایا گیا لیکن اس حالت کو دیکھ کر ایک عورت نے پکارا واھند بن ھنداہ وابن ربیب رسول اللہ (ہائے ہند بن ہند' ہائے پروردۂ رسول خدا کے فرزند) یہ سنتا تھا کہ لوگ اپنے مردوں کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر ان کے جنازے میں شرکت کیلئے دوڑ پڑے۔ (استیعاب تذکرہ ہند بن ابی ہالہ)

Scanned with CamScanner

عظمت وشان رسالت اور
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبات محبت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

وقد بدأنا فكذبنا فقال لنا ... صدق الحديث نبي عنده الخبر
وقد ظلمت ابنة الخطاب ثم هدى ... ربي عشية قالوا قد صبا عمر
لمادعت ربها ذاالعرش جاهدة ... والدمع من عينها عجلان يبتدر
فقلت اشهدان الله خالقنا ... وأن احمد فينا اليوم مشتهر
نبي صدق اتى بالحجة من ثقة ... وافى الامانة مافي وعده خور

(سیرت ابن اسحاق ص ۶۳)

ترجمہ:

(۱) اورہم پر آپ نے تبلیغ کا آغاز کیا جس کی ہم نے تکذیب کی تو خبر رکھنے والے نبی نے ہم سے سچی بات کہی۔

(۲) میں نے بنت خطاب پر زیادتی کی پھر میرے ربّ نے اس شام کو مجھے ہدایت دی جب لوگوں نے کہا کہ عمر آبائی دین سے نکل گیا ہے۔

(۳) اور پھر جب اس نے دلسوزی سے اپنے ربّ کو پکارا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بڑی تیزی سے رواں تھے۔

(۴) تو میں نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق ہے اور احمد مجتبیٰ آج ہمارے درمیان مشہور ومتعارف ہیں۔

(۵) کہ وہ سچے نبی ہیں جو مستند دلیل و برہان لائے اور وہ امانت دار ہیں ان کے وعدے

کمزور نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

رسول عظيم الشان يتلو كتابه ... له كل من يبغي التلاوة وامق
محب عليه كل يوم حلاوة ... وان قال قولا فالذى قال صادق

(سیرت ابن اسحاق ص ۱۰۹)

ترجمہ:

(۱) وہ عظیم المرتبت رسول اپنی اس کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں جسے جو بھی پڑھنا چاہے اس کا عاشق ہوگیا۔

(۲) وہ محبوب ہیں ان پر ہر روز حلاوت وتازگی ہے اور اگر کوئی بات کہیں تو یقیناً وہ سچی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

فامسى رسول الله قدعز نصره ... وكان رسول الله ارسل بالعدل
فجاء بفرقان من الله نزل ... مبينة آياته لذوى العقل
فآمن اقوام بذلك ايقنوا ... فامسوا بحمدالله مجتمعى الشمل
وانكر اقوام فزاغت قلوبهم ... فزادهم ذوالعرش خبلا على خبل

(سیرت ابن ہشام ص ۱۱، ج ۲)

ترجمہ:

(۱) رسول اللہ کی تائید ونصرت زوردار ہوگئی اور آپ عدل وانصاف کے ساتھ مبعوث کئے گئے تھے۔

(۲) وہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ فرقان حمید لے کر آئے جس کی آیات ارباب دانش کیلئے روشن وواضح ہیں۔

(۳) تو اس پر بہت سے لوگ ایمان لائے اور اس کا یقین کیا جس کی وجہ سے وہ بحمدہ تعالیٰ مربوط ومنظم ہوگئے۔

(۴) اور کچھ لوگ اس سے منکر ہوئے تو ان کے دلوں میں کجی آگئی اور ربّ عرش نے بھی ان کی

Scanned with CamScanner

تباہیوں میں اضافہ کر دیا۔

حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حمدت الله حين هدى فؤادى — إلى الاسلام والدين الحنيف
لدين جاء من ربّ عزيز — خبير بالعباد بهم لطيف
اذا تليت رسائله علينا — تحدر دمع ذى اللب الحصيف
واحمد مصطفى فينا مطاع — فلا تغشوه بالقول العنيف
فلا والله نسلمه لقوم — ولما نقض فيهم بالسيوف

(ابن اسحاق، ص۱۰۳)

ترجمہ:

(۱) میں نے خدا کی حمد کی جب اس نے اسلام اور دین حنیف کی راہ دکھائی۔

(۲) وہ دین جو بندوں پر لطف فرمانے والے اور ان کی خبر رکھنے والے ربِّ عزیز کا ہے۔

(۳) جب اس کے پیغام ہمیں سنائے گئے تو عقل والوں کے آنسو رواں ہو گئے۔

(۴) احمد مصطفیٰ ہمارے درمیان فرمانروا ہیں تو ان کے حضور سخت کلامی سے نہ پیش آؤ۔

(۵) خدا کی قسم! ہم انہیں مخالفین کے سپرد نہیں کریں گے ابھی تو ہم نے ان کے درمیان تلواروں کا فیصلہ بھی جاری نہ کیا۔

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ

واحسن منك لم ترقط عينى — واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ عن كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ:

(۱) آپ سے زیادہ حسین نہ کبھی میری آنکھوں نے دیکھا اور نہ ہی آپ سے خوبصورت کسی ماں نے جنا۔

(۲) آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے گویا آپ کی تخلیق آپ کی خواہش کے مطابق ہوئی۔

وشق له من اسمه ليجلّه — فذو العرش محمود وهذا محمد
نبى أتانا بعد يأس وفترة — من الرسل والاوثان فى الارض تعبد
فامسى سراجا مستنيرا وهاديا — يلوح كما لاح الصيقل المهند
وانذرنا نارا وبشر جنة — وعلمنا الاسلام فالله نحمد

(دیوان حسان، ص۳۰)

ترجمہ:

(۱) اس نے آپ کے اجلال و اکرام کے لئے اپنے نام سے آپ کا نام مشتق کیا تو ربِّ عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

(۲) یہ نبی بڑی ناامیدی اور رسولوں کے ایک طویل وقفہ کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ زمین پر بتوں کی پرستش ہو رہی تھی۔

(۳) تو آپ روشن چراغ اور ہادی و رہبر بن گئے اس طرح چمکے جیسے صیقل کردہ ہندی تلوار چمکتی ہے۔

(۴) ہمیں جہنم سے ڈرایا اور جنت کی بشارت دی اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی تو ہم خدا کی حمد بیان کرتے ہیں۔

هجوت محمدا واجبت عنه — وعند الله فى ذاك الجزاء
أتهجوه ولست له بكفء — فشركما لخيركما فداء
هجوت مباركا برا حنيفا — امين الله شيمته الوفاء
امن يهجو رسول الله منكم — ويمدحه وينصره سواء
فان ابى ووالدتى وعرضى — لعرض محمد منكم وقاء

(ابن ہشام، ص۳۳۳، ج۲)

ترجمہ:

(۱) تو نے محمد کی ہجو کی تو میں نے ان کی طرف سے تمہیں جواب دیا اور خدا کے یہاں اس میں اجر و ثواب ہے۔

(۲) تو ان کی ہجو کرتا ہے جبکہ تو ان کے برابر نہیں تم میں کا بُرا (یعنی تو) بھلے پر (یعنی حضور پر) قربان ہو۔

(۳) تو نے ایسے کو برا کہا جو مبارک، پاکباز، حنیف، خدا کے امین ہیں جن کی خصلت وفاداری ہے۔

(۴) کیا تم میں کا جو رسول خدا کی ہجو کرے اور جو ان کی مدح وستائش اور ان کی حمایت کرے دونوں برابر ہیں؟

(۵) میرے ماں باپ، میری عزت وآبرو محمد ﷺ کی عزت وحرمت کیلئے ڈھال ہے۔

وهل عدلت يوما رزية هالك　　رزية يوم مات فيه محمد
فبوركت يا قبرالرسول وبوركت　　بلادثوى فيها الرشيد المسدد
وما فقدالماضون مثل محمد　　ولا مثله حتى القيامة يفقد
وليس هواى نازعا من ثنائه　　لعلى به في جنة الخلد اخلد
مع المصطفىٰ ارجوبذاك جواره　　وفي نيل ذاك اليوم اسعى واجهد

(ابن ہشام، ص ۶۶۹، ج ۲)

ترجمہ:

(۱) کیا کسی مرنے والے کی مصیبت کا دن اس دن کے برابر ہے جس میں محمد ﷺ کا انتقال ہوا۔

(۲) تجھے مبارکباد ہے اے قبر رسول! اور اس شہر کو بھی جس میں ہدایت و درستی والے رسول آسودۂ خاک ہیں۔

(۳) نہ زمانہ ماضی والوں کو محمد ﷺ جیسے (عظیم وجلیل) کی وفات کا صدمہ ہوا نہ قیامت تک کسی کو ایسا صدمہ ہوگا۔

(۴) میرا دل ان کی نعت سے باز رہنے والا نہیں شاید اسی کے صدقے مجھے جنۃ الخلد میں دوام نصیب ہو۔

(۵) اسی کے سبب تو میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے قرب کا امیدوار ہوں اور وہی دن پانے کیلئے میں

کوشش ومحنت کر رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

روحي الفداء لمن اخلاقه شهدت　　بانه خير مولود من البشر
عمت فضائله كل العباد كما　　عم البرية ضوء الشمس والقمر
إني تفرست فيك الخير اعرفه　　والله يعلم عن ماخانني البصر
انت النبي فمن يحرم شفاعته　　يوم الحساب فقداز رى به القدر
فثبت الله ماأتاك من حسن　　تثبيت موسىٰ و نصرا كالذى نصروا

(ابن ہشام، ص ۳۷۴، ج ۲)

ترجمہ:

(۱) میری روح اس پر قربان جس کے اخلاق اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ خیر البشر ہے۔

(۲) آپ کے احسانات سارے بندوں پر عام ہیں جیسے آفتاب و ماہتاب کی روشنی ساری مخلوق کو عام ہے۔

(۳) میں نے غور کرکے آپ کے اندر بھلائی دیکھ لی جسے میں پہچانتا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میری آنکھوں نے مجھ سے خیانت نہیں کی۔

(۴) آپ نبی ہیں جو شخص بروز قیامت آپ کی شفاعت سے محروم ہوا اسے قسمت نے ذلیل و رسوا کر دیا۔

(۵) اللہ نے آپ کو جو بھلائی دی اسے قائم رکھے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور آپ کی مدد کرے جیسے ان کی مدد ہوئی۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ

نبئت أن رسول الله اوعدني　　والعفو عند رسول الله مأمول
فقداتيت رسول الله معتذرا　　والعذرعند رسول الله مقبول
ان الرسول لنوريستضاء به　　مهند من سيوف الله مسلول

(ابن ہشام، ص ۵۱۰، ج ۲)

Scanned with CamScanner

ترجمہ:

(۱) مجھے معلوم ہوا کہ رسول خدا نے میرے قتل کی وعید فرمائی ہے اور رسول خدا کے یہاں عفو و درگزر کی بھی امید ہے۔

(۲) تو میں رسول خدا کے یہاں معذرت کے ساتھ حاضر ہو گیا ہوں اور معذرت رسول اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

(۳) بیشک رسول ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور وہ خدا کی تلواروں میں سے ایک بے نیام ہندی تلوار ہیں۔

حضرت عباس بن مرداس (رضی اللہ عنہ)

یا خاتم الانبیآء إنك مرسل   بالحق کل هدی السبیل هداکا
ان الا له بنی علیك محبة   فی خلقه و محمدا سماکا

(ایضاً، ص۶۰، ج۲)

ترجمہ:

(۱) اے خاتم الانبیاء! آپ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے، راہ حق کی ہدایت آپ ہی کی ہدایت ہے۔

(۲) اللہ نے آپ کے اوپر اپنی مخلوق میں محبت کی بنیاد رکھی اور آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا۔

حضرت مالک بن عوف (رضی اللہ عنہ)

ما ان رأیت ولا سمعت بمثله   فی الناس کلهم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی   و متی تشاء یخبرك عما فی غد

(ابن ہشام، ج۲)

ترجمہ:

(۱) سارے انسانوں میں محمد (ﷺ) جیسا کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔

(۲) جب ان سے مانگا جائے تو خوب دینے والے ہیں اور تم جب چاہو وہ تمہیں آئندہ کی خبر دے دیں۔

حضرت ابوسفیان بن حارث (رضی اللہ عنہ)

لقد عظمت مصیبتنا وجلت   عشیة قیل قد قبض الرسول
فقد نا الوحی والتنزیل فینا   یروح به ویغدو جبرئیل
نبی کان یجلو الشك عنا   بما یوحی الیه وما یقول
ویهدینا فلا نخشی ضلالا   علینا والرسول لنا دلیل
أفاطم ان جزعت فذاك عذر   وان لم تجزعی ذاك السبیل
فقبر ابیك سیّد کل قبر   وفیه سید الناس الرسول

(اسد الغابہ)

ترجمہ:

(۱) اس شام ہم پر بڑی مصیبت آئی جب کہا گیا کہ رسول اللہ (ﷺ) وفات پا گئے۔

(۲) وحی وتنزیل جسے جبریل صبح وشام لاتے تھے ہم اس سے محروم ہو گئے۔

(۳) وہ نبی خدا کی وحی اور اپنے اقوال سے ہمارے شکوک دور فرماتے تھے۔

(۴) اور ہماری رہبری کرتے تھے تو جب کہ خود رسول ہمارے رہبر و رہنما ہیں، ہمیں اپنے اوپر گمراہی کا خوف نہ ہوتا۔

(۵) اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! آپ روئیں تو معذور ہیں اور نہ روئیں تو یہ بھی بہتر راہ ہے۔

(۶) آپ کے والد گرامی کی قبر ہر قبر کی سردار ہے اور اس میں انسانوں کے سردار رسول باوقار آرام فرما ہیں۔

ایک اعرابی (رضی اللہ عنہ)

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه   فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه   فیه العفاف وفیه الجود والکرم

(شرح مواہب للزرقانی، ص۲۸۲)

ترجمہ:

(۱) اے سب سے بہتر ان میں سے کہ جن کی ہڈیاں زمین میں دفن ہوئیں تو ان کی خوشبو سے

Scanned with CamScanner

چٹیل میدان اور ٹیلے خوشبودار ہو گئے' مہک اٹھے۔

(۲) میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں اسی میں عفت و پاک دامنی اور جودوکرم ہے۔

☆☆

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

فلو سمعوا مصر اوصاف خده   لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

لواحی زلیخا لو رأین جبینه   لاثرن بالقطع القلوب علی الایدی

(ایضاً' ج ۳' ص ۲۹۳' ۵۲۱)

ترجمہ:

(۱) اگر آپ کے رخسار مبارک کے اوصاف اہل مصر سن پاتے تو جناب یوسف علیہ السلام کی قیمت لگانے میں سیم وزر نہ بہاتے۔

(۲) اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی جبین انور دیکھ پاتیں تو ہاتھوں کے بجائے اپنے دل کاٹنے کو ترجیح دیتیں۔

☆☆

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ماذا علی من شم تربة احمد   ان لا یشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو أنها   صبت علی الایام صرن لیالیا

(ایضاً' ص ۲۹۳' ج ۸' وفاء الوفاء ص ۱۴۰۵' ج ۴)

ترجمہ:

(۱) جس نے قبر رسول کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر کے گراں قیمت عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں (لہٰذا میرے لئے وہی خوشبو کافی ہے اور کسی خوشبو سے اب مجھے کوئی سروکار نہیں)

(۲) مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دن پر ٹوٹتے تو وہ رات بن جاتے۔

☆☆☆

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

الا یا رسول اللّٰہ کنت رجاءنا   وکنت بنا برا ولم تک جافیا

وکنت رحیما هادیا و معلما   لیبک علیك الیوم من کان باکیا

فدا لرسول اللّٰہ امی و خالتی   وعمی و آبائی ونفسی و مالیا

(ایضاً' ص ۳۰۷' ج ۸)

ترجمہ:

(۱) یارسول اللہ! آپ ہماری امید اور ہمارے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے بدسلوکی والے نہ تھے۔

(۲) آپ مہربان' رہنما اور معلم تھے۔ آج آپ پر روئے وہ جو رونے والا ہو۔

(۳) میری ماں' میری خالہ' میرے چچا' میرے آباؤ اجداد' میری جان و مال سب کچھ رسول اللہ پر قربان ہوں۔

اور آخر میں مدینہ شریف کے ایک قبیلہ کی بچیوں کا مشہور و زبان زد خاص و عام ترانہ جب حضور علیہ السلام مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پاک تشریف لے گئے تو انہوں نے دف کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھ کر حضور علیہ السلام کا استقبال کیا۔

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا   ما دعی للہ داع

ایها المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع

جئت شرفت المدینه   مرحبا یا خیر داع

حضور! آپ کیا آئے کہ ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا (بدر کامل' ماہِ تمام) چاند طلوع ہو گیا۔

ہم پر لازم ہے کہ ہم شکر بجالائیں جب تک کہ اللہ کی طرف بلانے والا بلاتا رہے۔

اے ہم میں جلوہ گر ہونے والے (محبوب) آپ وہ حکم لے کر آئے ہیں جس کی

Scanned with CamScanner

اطاعت ہوتی رہے گی آپ آئے تو مدینہ روشن ہو گیا اے بہترین دعوت دینے والے آپ کا آنا مبارک ہو۔

گستاخیٔ رسول ﷺ سے بچو:

اس بحث کے آخر میں گستاخی رسول ﷺ کی سزا کا ایک عبرتناک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی ایک بیٹی حضرت رقیہ تھیں جو اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے تین برس بعد پیدا ہوئیں جبکہ حضور علیہ السلام کی عمر شریف تینتیس برس کی تھی اور بعض نے حضرت رقیہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بڑی بتایا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی تھیں۔ حضور علیہ السلام کے چچا ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ جب سورۃ تبت نازل ہوئی تو ابولہب نے اس (عتبہ) اور اس کے دوسرے بھائی عتیبہ سے جس کے نکاح میں حضور علیہ السلام کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔ یہ کہا کہ میری ملاقات تم سے حرام ہے اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دو۔ اس پر دونوں نے طلاق دیدی۔ یہ دونوں نکاح بچپن میں ہوئے تھے رخصتی کی نوبت بھی نہیں آئی تھی۔ اس کے بعد فتح مکہ پر حضرت رقیہ کے خاوند مسلمان ہو گئے تھے مگر بیوی کو پہلے ہی طلاق دے چکے تھے اور حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے عرصہ ہوا ہو چکا تھا۔ حضرت عثمان اور حضرت رقیہ نے دونوں مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی۔

حضور اقدس ﷺ کی تیسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں اس میں اختلاف ہے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون بڑی تھیں۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بڑی تھیں۔ اول عتیبہ بن ابی لہب سے نکاح ہوا مگر رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ سورۃ تبت کے نازل ہونے پر طلاق کی نوبت آئی جیسا کہ حضرت رقیہ کے بیان میں گزرا لیکن ان کے خاوند تو مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ گزر چکا اور ان کے خاوند عتیبہ نے طلاق دی اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آکر نہایت گستاخی و بے ادبی سے پیش آیا اور نامناسب الفاظ بھی زبان سے نکالے۔ حضور علیہ السلام نے بددعا دی کہ یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر

مسلط فرما ابوطالب اس وقت موجود تھے۔ باوجود مسلمان نہ ہونے کے سہم گئے اور کہا کہ اس کی بددعا سے تجھے خلاصی نہیں۔ چنانچہ عتیبہ ایک مرتبہ شام کے سفر میں جا رہا تھا اس کا باپ ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی کے کہنے لگا کہ محمد ﷺ کی بددعا کی فکر ہے قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں ایک منزل پر پہنچے وہاں شیر زیادہ تھے۔ رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ سا بنا کر اس پر عتیبہ کو سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سوئے رات کو ایک شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے اس کے بعد ایک چھلانگ لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ کر عتیبہ کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اس نے ایک آواز دی مگر ساتھ ہی کام تمام ہو چکا تھا بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ مسلمان ہو چکا تھا اور یہ قصہ پہلے بھائی کے ساتھ پیش آیا۔ بہرحال حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہروں میں سے ایک مسلمان ہوئے۔ دوسرے کے ساتھ یہ عبرتناک واقعہ پیش آیا۔ (کتب سیر و تواریخ)

(آیت نمبر ۱ کے تحت مندرجہ بالا بحث کا زیادہ تر حصہ صحابہ کا عشق رسول از صوفی محمد اکرم رضوی (ریاض) سے لی گئی ہے)

آیت نمبر ۲:

لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحًا قریبًا (الفتح: ۱۸)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اہل ایمان سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ پس اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے۔ پس ان پہ (اللہ نے) اطمینان اتارا اور قریب والی فتح کا انعام دیا۔

اس آیت پر پوری بحث تو فضائل عثمان غنی میں آئے گی یہاں اتنا سمجھ لو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے بعد پھر گئے تھے ان کی اس خباثت کو اللہ نے پہلے ہی طشت ازبام فرما دیا۔ یہ کہہ کر فعلم ما فی قلوبھم کہ اللہ انکے دلوں کی کیفیات جان کر ان پہ راضی ہوا اور اطمینان اتارا۔ اگر پھرنے پھرانے والی کوئی بات ہوتی تو وہ علیم بذات الصدور ذات ان سے اتنا عظیم وعدہ نہ کرتی اور اس کا محبوب خوش ہو کر اپنے غلاموں کو یہ نہ فرماتا: انتم الیوم خیر اھل الارض تم آج کے دن (سے) تمام اہل زمین سے افضل واعلیٰ ہو۔ نیز فرمایا:

لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة

ليدخلن الجنة من بايع تحت الشجرة (خازن ص ۱٦۱ ج ٤)

درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔

درخت کے نیچے بیعت کرنے والے تمام (صحابہ رضی اللہ عنہم) جنتی ہیں۔

یہی کچھ اس آیت کے تحت شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے اپنی تفسیر المنہج' ص ۳۱٦ و ص ۳۱۷ پہ لکھا۔

فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۵۰ پر امام جعفر صادق کا یہ قول بھی درج ہے کہ جب حضرت عثمان حضور علیہ السلام کے سفیر بن کر مکہ گئے تو ادھر مسلمانوں نے حدیبیہ کے مقام پہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا۔ طوبی لعثمان قد طاف بالبيت وسعى بين الصفا والمروه واحل ۔ کہ حضور! عثمان کتنا خوش نصیب ہے کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کر رہا ہوگا اور قربانی دے رہا ہوگا۔ فقال رسول الله ﷺ ما كان ليفعل ۔ آپ نے فرمایا: عثمان میرے بغیر یہ سب کچھ نہیں کرسکتا۔

آیت نمبر ۳:

والسبقون الاولون من المهاجرين و الانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم و رضوا عنه واعدلهم جنت تجرى تحتها الانهر خلدين فيها ابدا رضي الله عنهم و رضوا عنه ذلك الفوز العظيم (التوبہ:۱۰۰)

اور ہجرت میں پہل کر کے آگے بڑھ جانے والے (مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم) اور ان کی مدد کرنے والے (انصار صحابہ رضی اللہ عنہم) اور ان سب کی نیکی کے ساتھ پیروی کرنے والے اللہ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے۔ ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ہمیشہ ان باغات میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

اس طویل آیہ مبارکہ میں جس پیارے انداز سے اللہ رب العالمین نے نہ صرف انصار و مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف فرمائی بلکہ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکاری کرنے والوں کو بھی جنت کے باغات' اپنی رضا اور بہت بڑی کامیابی کا مژدۂ جانفزا سنایا ہے۔ یا اہل بدر کی یا

بیعت الرضوان والوں کی یا سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ عظمت بخشی ہے۔ اس آیت میں دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والوں کی تعریف کی۔ (خازن ص ۲۷۵ ج ۲)

؎ یہ آسمان ہدایت کے تارے ہیں
خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے

شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم (ایک تقریر)

یہ قانون ہے کہ دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن اور دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے دوست ہیں اور حضور علیہ السلام اللہ کے محبوب ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی خدا کے مقبول و محبوب ہو گئے اور کفار و مشرکین خدا و مصطفیٰ کے دشمن ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے جنگیں لڑ کر خدا و مصطفیٰ کا دوست ہونے کا اعزاز حاصل کرلیا۔

اگر کسی کو دعویٰ ہے کہ مجھے حضور علیہ السلام سے محبت ہے تو اس کو ضرور حضور علیہ السلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی محبت ہوگی ورنہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت ہی اس دعوے کی دلیل ہو سکتی۔ (من احبهم فجبي احبهم جس نے ان سے محبت کی اس نے میری وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور من ابغضهم فببغضي ابغضهم جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میری دشمنی کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھا۔)

جس طرح مہمان کی خوب تواضع کرو لیکن پانی میں ذرا سی غلاظت ڈال دو تو وہ تم سے راضی نہ ہوگا اللہ کی تمام صفات مانو ایک کا انکار کردو تو باقی تمام کو ماننا کسی کام کا نہیں۔ اللہ کے سارے کلام کو مانو رضی اللہ عنہم کا انکار کر دو تو یہ کوئی ماننا نہیں ہے۔ تم حضور علیہ السلام کو لاکھ ماننے کی بات کرو لیکن جن کی تعریف آقا کریم ﷺ نے خود فرمائی ہے ان کی شان میں کیڑے نکالو تو سن لو یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا۔

کون صحابہ رضی اللہ عنہم؟

کہ نماز پڑھنے والے کو نمازی' جہاد کرنے والے کو غازی' فیصلے کرنے والے کو قاضی' قرآن پڑھنے والے کو قاری کہتے ہیں لیکن محبت کے ساتھ ایمان کی حالت میں محبوب خدا کی

Scanned with CamScanner

زیارت کرنے والے کو صحابی کہتے ہیں۔

؎ خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا ان کا
خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا ان کا

کون صحابہ؟ کہ پوری دنیا کے غوث قطب ابدال اکٹھے ہو جائیں تو حضور علیہ السلام کے کم از کم درجے والے صحابی کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم وہ ہیں کہ جن گھوڑوں پہ سوار ہو کر وہ جہاد کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھوڑوں کے قدموں سے اڑنے والے گرد و غبار کی قسم یاد فرمائی ہے۔ والعدیت ضبحا' فالموریت قدحا فالمغیرات صبحا فاثرن به نقعا فوسطن به جمعا.

؎ اصحاب مصطفیٰ سے بغض و حسد جو رکھے
حق کے عتاب میں بس اپنے تئیں وہ سمجھے

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اقم علی حدا۔ میرے اوپر حد لاگو کیجئے۔ اپنا جرم بیان کیا اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ نماز کے بعد پھر حاضر ہوا۔ اقم علی حدا۔ فرمایا! کیا تو نے میرے پیچھے نماز نہیں پڑھی؟ حضور پڑھی ہے فرمایا! جا تیرا گناہ معاف ہو گیا جو ایک نماز پڑھ لے اور وہ بھی حضور علیہ السلام کے پیچھے' وہ بخشا جائے تو جو ساری زندگی سرکار کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے؟

؎ کعبے کی زیارت کرنے سے حق دار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

حدیث شریف میں ہے من زار قبری و جبت له شفاعتی۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی وہ بخشا گیا تو جو صبح و شام قبر والے کی زیارت کرتے رہے؟

صحابہ وہ کہ جن کی ہر صبح' صبح عید ہوتی تھی
نبی کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی
مجھے تو ان کے مقدر پہ رشک آتا ہے
وہ لوگ کیا تھے جو حبیب کبریا سے ملے

کفار و منافقین' صحابہ کرام کے پائے ایمان میں لغزش پیدا کرنے کیلئے کیا کیا نہیں کرتے رہے؟ قرآن مجید کی کئی آیات بنیات اس پہ گواہ ہیں۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا ۔ ودت طائفة من اهل الکتب اور ودّ کثیرًا من اهل الکتب لو یضلونکم آیات قرآنی کے ذریعے (صرف اشارے کر رہا ہوں۔) دن کو کلمہ پڑھ لینا اور شام کو شور مچا دینا کہ اسلام میں کچھ نہیں اگر کچھ ہوتا تو ہم کیوں واپس لوٹتے۔ اس طرح کی سازشیں صرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدظن کرنے اور ان کو اسلام سے ہٹانے کیلئے کی جاتیں لیکن جانتے نہ تھے کہ ۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ربّ العالمین نے ان کی استقامت کی تعریف فرماتے ہوئے فرمایا:

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون۔

؎ یہ لوگ تم نے ایک ہی ٹھوکر میں کھو دے
ڈھونڈھا تھا آسمان نے انہیں خاک چھان کے

ان کی تلوار کے سامنے باپ آیا تو اس پر چلا دی کہ رسول اللہ کے ساتھ تیرا تعلق کوئی نہیں' بھائی آیا تو اس کا سر تن سے جدا کر دیا کہ تو ہمارے آقا کا غلام نہیں ہے اور

؎ جو ان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

خدا نے دن بدن ان میں برکت پیدا فرمائی کبھی دو چار تھے۔ جب عمر آئے تو چالیس ہو گئے' بدر کے موقع پہ تین سو تیرا ہو گئے پھر ستر ہزار اور حجۃ الوداع کے موقع پر پورے سوا لاکھ کیوں؟ لیظهرہٗ علی الدین کله تا کہ اللہ اس دین کو تمام دینوں پہ غالب کر دے اور فرمایا: ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ خدا تو فوج در فوج ان کو دین میں داخل کر رہا ہے اور تم ہو کہ یہ بھی دین سے نکل گیا وہ بھی نکل گیا۔

؎ ذرا خود ہی اپنی اداؤں پہ کرو غور
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

صحابہ رضی اللہ عنہم وہ ہیں کہ جن کے ایمان پر مہر تصدیق محبوب خدا نے لگائی ہے۔ جس تھیلے پہ

Scanned with CamScanner

حکومت کی مہر لگ جائے اس کے اندر کی ہر چیز محفوظ ہو جاتی ہے تو جن کے دلوں پہ حبِ مصطفیٰ اور نگاہ محبوب خدا کی مہر لگ گئی ہو ان سے بھلا ایمان کی دولت کیسے نکل سکتی ہے۔

قابل عزت ہیں اصحاب نبی — بھول کر بھی تم نہ کرنا ان کی ذم
تم احد جتنا بھی دو سونا اگر — ہوگا نصف مد سے بھی ان کے کم

(لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه (مد ایک پیمانہ ہے جس میں دو لپ غلہ آتا ہے)

آیت نمبر ۴:

فان امنوا بمثل ما اٰمنتم به فقد اھتدوا (البقرہ:۱۳۷)

پھر اگر لوگ اس طرح کا ایمان لے آئیں جس طرح کہ (اے صحابہ رضی اللہ عنہم) تم ایمان لائے تو یقیناً وہ ہدایت والے ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں یاران مصطفیٰ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو دنیا بھر کے لوگوں کیلئے معیار اور کسوٹی قرار دیا گیا ہے کہ ایمان اسی کا قابل قبول ہوگا جو صحابہ کی طرح ایمان لائیگا۔ کسی کو اگر اس حقیقت سے انکار ہے تو ''یہ گوہ اور یہ گوہ کا میدان'' سامنے آئے اور بتائے ''ما امنتم'' سے مراد کون ہیں؟

☆☆☆☆☆

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کی چند مثالیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ:

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کافروں کے ساتھ لڑائی تھی (اور ان کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر آئے تھے اور حملہ کیلئے تیار تھے) اور دوسری طرف خود مدینہ منورہ میں بنو قریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل و عیال کو بالکل ختم نہ کر دیں۔ ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلے میں مصروف تھے۔

منافقوں کی جماعت گھر کے تنہا اور خالی ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں کو واپس جا رہی تھی اور حضور اقدس ﷺ ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت مرحمت فرما دیتے تھے۔ اسی دوران ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنی آئی نہ اس کے بعد۔ اندھیرا اس قدر زیادہ کہ آدمی کو پاس والا آدمی تو کیا اپنا ہاتھ بھی نظر نہیں آتا تھا اور ہوا اتنی سخت کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا' منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور اقدس ﷺ ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور اس اندھیرے میں ہر طرف تحقیقات فرما رہے تھے۔ اتنے میں میرے پاس سے حضور علیہ السلام کا گزر ہوا میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کیلئے کوئی کپڑا صرف ایک چھوٹی سی چادر تھی جو اوڑھنے میں گھٹنوں تک آتی تھی اور وہ بھی میری نہیں میری بیوی کی تھی۔ اس کو اوڑھے گھٹنوں کے بل زمین سے چمٹا ہوا بیٹھا تھا۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا حذیفہ مگر مجھ سے سردی کے مارے اٹھا بھی نہ گیا اور شرم کے مارے زمین سے چمٹ گیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ' خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ حال تھا مگر تعمیل ارشاد میں اٹھ کر فوراً چل دیا جب میں جانے لگا تو حضور علیہ السلام نے دعا دی۔ **اللھم احفظ من بین یدیه ومن خلفه وعن یمینه وعن شماله ومن فوقه ومن تحته** اے اللہ! تو اس کی حفاظت فرما سامنے اور پیچھے سے' دائیں سے اور بائیں سے' اوپر سے اور نیچے سے' حذیفہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد فرمانا کہ گویا مجھ سے سردی بالکل جاتی رہی اور ہر قدم پر معلوم ہو رہا تھا کہ گویا گرمی میں چل رہا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا کہ کوئی حرکت کر کے نہ آنا چپ چاپ دیکھ کر چلے آؤ کہ کیا ہو رہا ہے میں وہاں پہنچا تو دیکھا آگ جل رہی ہے اور لوگ اس میں سینک رہے ہیں۔ ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیرتا ہے اور ہر طرف سے واپس چلو واپس چلو کی صدائیں آ رہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دے کر یہ کہتا ہے کہ واپس چلو اور ہوا کی تیزی کی وجہ سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیمے پر برس رہے تھے۔ خیموں کی رسیاں ٹوٹی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔ ابو سفیان جو گویا اس وقت ساری

Scanned with CamScanner

جماعتوں کا سردار بن کر آیا تھا آگ پر سینک رہا تھا میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کا کام تمام کر ڈالوں ترکش میں سے تیر نکال کر کمان میں بھی رکھ لیا مگر پھر حضور علیہ السلام کا ارشاد یاد آیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا دیکھ کر چلے آنا اس لئے میں نے تیر کو ترکش میں رکھ دیا اس کو شبہ ہو گیا کہنے لگا تم میں کوئی جاسوس ہے۔ ہر شخص نے اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑا میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون؟ اس نے کہا سبحان اللہ تو مجھے نہیں جانتا فلاں ہوں میں وہاں سے واپس آیا جب آدھے راستے پر تھا تو تقریباً بیس سوار مجھے عمامہ باندھے ہوئے ملے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اللہ نے دشمنوں کا انتظام کر دیا۔ بےفکر رہیں میں واپس پہنچا تو حضور علیہ السلام ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ ہمیشہ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی گھبراہٹ کی بات پیش آتی، تو حضور علیہ السلام نماز کی طرف توجہ فرماتے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا جو منظر دیکھا عرض کیا جاسوس کا قصہ سن کر دندان مبارک چمکنے لگے۔ حضور نے مجھے اپنے پاؤں مبارک کے قریب لٹا لیا اور اپنی چادر کا ذرا سا حصہ مجھ پر ڈال دیا میں نے اپنے سینے کو حضور کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ:

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (کسی دور کے علاقے میں) قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تفسیر کر رہے تھے حضرت ابو عبدالرحمٰن آپ کی طرف متوجہ ہو کر سن رہے تھے۔ اس دوران جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو ابو عبدالرحمٰن کی آنکھوں میں رسول اللہ کا شوق دیدار چمک اٹھتا اور آپ کی ملاقات کیلئے وہ بےچین ہو جاتے۔ ایک بار ابو عبدالرحمٰن نے حضرت مصعب کی طرف متوجہ ہو کر کہا! رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا کس قدر اشتیاق ہے کب سال جائے گا اور موسم حج آئے گا اور ہم آپ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ حضرت مصعب مسکرائے اور فرمایا ابو عبدالرحمٰن صبر کرو۔ دن جلد ہی گزر جائینگے۔

ابن مسلمہ نے کہا حضور علیہ السلام کی دید کے بغیر مجھے سکون میسر نہیں کب یہ دن گزریں گے پھر وہ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں کسی وجہ سے حضور علیہ السلام سے میری ملاقات نہ ہو سکے۔ اس لئے کیا آپ ہمارے سامنے حضور علیہ السلام کا سراپا ہی بیان کر سکتے ہیں۔ آپ حضور علیہ السلام کی صحبت میں رہے ہیں اور حضور علیہ السلام کے چہرۂ اقدس کی

زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ سبھی حاضرین نے بیک زبان کہا ابن مسلمہ تم نے ہمارے دل کی بات کہہ دی۔ ابن عمیر! رسول اللہ ﷺ کا سراپا بیان کیجئے۔

حضرت مصعب بن عمیر قاعدہ سے بیٹھ گئے۔ اپنا سر جھکایا نظریں نیچی کیں جیسے آپ حضور کا سراپا اپنے ذہن میں لا رہے ہوں۔ پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رنگ میں سفیدی و سرخی کا حسین امتزاج ہے۔ چشمان مبارک بڑی ہی خوبصورت ہیں۔ بھویں ملی ہوئی ہیں، بال سیدھے ہیں۔ گنگھریالے نہیں ہیں، داڑھی گھنی ہے۔ دونوں مونڈھوں کے بیچ فاصلہ ہے۔ آپ کی گردن مبارک جیسے چاندی کا چھاگل ہو، ہتھیلی اور قدم موٹے ہیں۔ آپ جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آپ اونچائی سے نیچے آ رہے ہوں اور جب کھڑے ہوتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ کسی چٹان سے نکل پڑے ہوں۔ جب آپ کسی کی طرف رخ فرماتے ہیں تو مکمل طور سے متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ کے چہرۂ مبارک پر پسینہ موتی کے مانند ہوتا ہے، نہ آپ پستہ قد ہیں نہ دراز قامت، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، جو آپ کو یکایک دیکھتا ہے مرعوب ہو جاتا ہے اور جو آشنا ہو کر آپ کی صحبت میں رہتا ہے وہ آپ سے محبت کرنے لگتا ہے۔ آپ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند ہیں۔ آپ کا طرز تکلم سب سے سچا، ایفاء عہد میں سب سے پکے، سب سے نرم طبع اور رہن سہن میں سب سے اچھے ہیں۔ میں نے آپ جیسا کسی کو نہ پہلے دیکھا اور نہ ہی بعد میں۔ جس وقت حضرت مصعب بن عمیر یہ بیان کر رہے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت پر سکوت چھایا ہوا تھا وہ سبھی حضرات پوری توجہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اس سراپائے اقدس کو سماعت کر رہے تھے ابھی حضرت مصعب اپنا بیان مکمل بھی نہ کر سکے تھے کہ اہل محفل بیک زبان پکار اٹھے۔ صلی اللہ علیك وسلم یارسول اللّٰه (فدائیون من عصر الرسول، ص ۶۰ تا ۱۶۱۱۷ از احمد الجدع)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جانثاری:

جب مدینہ طیبہ کے اندر اسلام سے وابستہ ہونے والوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے تو اہل مدینہ نے اپنے ہادی و آقا نبی اکرم ﷺ کو اپنے وطن مدینہ مقدسہ تشریف لانے کی دعوت دی۔ اس کے بعد انصار کے لوگ

بڑی بے چینی سے رسول اللہ ﷺ کے انتظار کی گھڑیاں گننے لگے اس وقت ان کے شوق دید کا عالم کیا تھا اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ جس لمحہ یہ بشارت ملی کہ اب رسول اللہ مدینہ سے قریب آچکے ہیں حضور کے عشاق ومحبین استقبال کیلئے ثنیۃ الوداع تک پہنچ گئے کہ کب حضور علیہ السلام کی طلعت زیبا سے ان کی معراج ہونیوالی ہے اور جس وقت ان حضرات نے حضور علیہ السلام کو دیکھا ہے مرحبا کی صداؤں سے پوری فضا گونج اٹھی۔ ان استقبال کرنیوالوں میں حضرت عبداللہ بن انیس فدائی رسول بھی تھے یہ تو وفور مسرت سے بے قابو ہو رہے تھے (فدائیون ص۳۰) یہی وہ صحابی رسول ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک اشارہ پر اسلام کے ایک بہت بڑے دشمن ابورافع سلام بن ابوالحقیق کو اس کے قلعہ کے اندر گھس کر قتل کر دیا تھا۔ واقعہ کی تھوڑی تفصیل یوں ہے۔ سلام بن ابوالحقیق جو اللہ اور اس کے رسول کا سخت دشمن تھا۔ اس نے بنونضیر کے یہودیوں کو رسول اللہ ﷺ کے قتل پر برانگیختہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہ صورتحال لائی گئی تو آپ نے اس دشمن دین کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے صحابہ ؓ کی ایک جماعت منتخب کی ان میں حضرت عبداللہ بن انیس بھی تھے۔ اس دستہ کی قیادت حضرت عبداللہ بن عتیک کو سونپی گئی۔ یہ دستہ اس مہم کیلئے روانہ ہوا۔ رات میں چلتا اور دن کو کمین گاہوں میں چھپا رہتا تا آنکہ یہ دستہ اپنی حکمتوں سے سلام بن ابوحقیق کے قلعہ کے اندر داخل ہو گیا۔ رات کا وقت تھا جب قلعہ کے لوگ سو گئے اور سلام بن ابوحقیق قلعہ کے ایک بالاخانہ پر سو رہا تھا۔ نصف شب میں یہ لوگ آہستہ آہستہ اس تک پہنچنے کیلئے چل پڑے۔ جب اس کے کمرے تک پہنچے اس کی بیوی جاگ گئی۔ ایک صحابی ؓ آگے بڑھے اور اس کو ہراساں کرنے کیلئے اس پر تلوار اٹھائی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت تھی کہ ابورافع کے علاوہ کسی کو قتل نہ کریں۔

وہ عورت خاموش ہو گئی اور تھر تھراتے ہوئے اپنی جگہ دبک گئی۔ دوسرے فدائی آگے بڑھے سخت تاریکی تھی ابورافع کی صحیح جگہ کا پتہ نہ چلتا تھا۔ فدائیوں کی تلواریں چلنے لگیں لیکن اس کو کوئی خاص گہرا زخم نہ لگ سکا۔ حضرت عبداللہ بن انیس آگے بڑھے ان کے سامنے ابورافع کا لیٹا ہوا جسم تھا جس سے خون بہہ رہا تھا اور وہ چیخ وپکار کر رہا تھا کہ حضرت عبداللہ نے اپنی تلوار سے اس بدترین دشمن کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔ جب ابورافع کی ہلاکت کا یقین ہو چکا تو صحابہ ؓ کی یہ جماعت مسرت وشادمانی کے ساتھ مدینہ مقدسہ کیلئے روانہ ہوئی۔ مدینہ کی طرف تیزی سے

بڑھ رہے تھے تا کہ اپنے آقا کو اس دشمن کی ہلاکت کی بشارت سنائیں۔ یہ قافلہ مسجد نبوی شریف کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ حضور علیہ السلام صحابہ ؓ سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ حضور نے ان کو اس عالم میں دیکھا کہ ان کے چہرے آثار خوشی سے دمک رہے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے تبسم فرماتے ہوئے کہا افلحت الوجوہ یہ چہرے کامیاب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے یہ کلمات کتنے عظیم ہیں۔ صحابہ ؓ کی اس جماعت نے بھی بلا کسی تاخیر کہا افلح وجھك یارسول اللہ آپ کا چہرۂ مبارک کامیاب ہے۔ ہاں آپ سے ہی یہ کامرانی ہے۔ اگر آپ کی ہدایت ورہنمائی نہ ہوتی تو ہم کامیاب نہ ہوتے۔

لوگ اس کامیابی سے پلٹنے والے قافلہ سے سلام بن ابوحقیق کے قتل کی کیفیت دریافت کرنے کیلئے ان کے گرد جمع ہو گئے۔ سارے ہی مجاہدین کہہ رہے تھے میری تلوار نے ابورافع کا کام تمام کیا ہے۔ حضور پاک تبسم فرما رہے ہیں کہ اس شرف عظیم کو ہر شخص اپنے ہی حصہ میں لینا چاہتا ہے۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فرمایا ہر شخص اپنی تلوار میرے سامنے پیش کرے حضور نے سب کی تلواروں کا جائزہ لیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! عبداللہ بن انیس کی تلوار نے اس کا کام تمام کیا ہے۔ اس میں اس کا اثر اب بھی ہے۔ (فدائیون ص۳۴ تا ۳۵)

محبت کا ایک انداز:

حضرت ابوذر ؓ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرما نہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ کے گھر میں ہیں۔ میں وہاں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا۔ مجھے اس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول کی محبت۔

آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جا میں آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا نہ میں آپ سے کچھ پوچھتا اور نہ آپ مجھ سے کچھ فرماتے میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر ؓ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے۔

Scanned with CamScanner

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی ﷺ کے مقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا اور رسول اللہ ﷺ نے ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سات یا نو یا اس کے قریب سنگریزے لئے۔

ان سنگریزوں نے آپ کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ میں شہد کی مکھی کے مانند آواز سنائی دی۔ پھر آپ نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چپ ہو گئے۔

پھر آپ نے وہ سنگریزے مجھے چھوڑ کر ابوبکر صدیق کو دیے ان سنگریزوں نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھیوں کی طرح ان سے آواز سنی۔ پھر آپ نے وہ کنکر حضرت ابوبکر سے لے کر زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے اور ویسے ہی سنگریزے بن گئے۔ پھر آپ نے حضرت عمر کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ ابوبکر کے ہاتھ میں پڑھی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے پھر آپ نے حضرت عثمان کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے ہاتھ میں پڑھی تھی یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی۔ پھر ان کو زمین پر رکھ دیا گیا وہ چپ ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔ (خصائص کبریٰ مواہب لدنیہ)

جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا:

قبائل ہذیل خالد بن سفیان کی قیادت میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے مقام نخلہ میں جمع ہوئے۔ نبی ﷺ نے راس الفتنہ خالد کو کیفر کردار تک پہنچانے کا عزم مصمم فرمایا۔ اس مہم کیلئے حضور علیہ السلام نے عبداللہ بن انیس کو منتخب کیا اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ

ابن سفیان مجھ سے جنگ کرنے کیلئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ اس وقت نخلہ میں ہے تم وہاں جا کر اسے قتل کر دو۔

سپاہی نے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہا لیکن اس مہم کا سر کرنا آسان نہ تھا۔ دشمن اپنے ہزاروں سپاہیوں کے بیچ میں ہے اور وہاں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اب یہاں سوائے حرب فریب کے اور کوئی چارہ نہیں اور اس کیلئے بھی باتیں بنانی ہوں گی اور یہ چیز اسلام میں روا نہیں ناچار انہوں نے حضور علیہ السلام سے اس کی اجازت چاہی۔

حضور علیہ السلام نے ان کو اس کی چھوٹ دی کہ الحرب خدعة جنگ دھوکہ ہے۔

حضرت عبداللہ تلوار حمائل کئے ہوئے یہ مہم سر کرنے کیلئے نکل پڑے اور عصر کے وقت نخلہ پہنچ گئے وہاں انہوں نے دشمنوں کی زبردست بھیڑ دیکھی پھر اپنے نشانہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ خالد کو دیکھا کہ عورتوں کے جھنڈ میں ہے۔

حضرت عبداللہ اسی وقت اپنا منصوبہ مکمل کرنا چاہتے تھے مگر عصر کی نماز فوت ہونے کا بھی انہیں اندیشہ تھا۔ ایسے وقت میں انہوں نے دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ہی اشارہ سے نماز پڑھی اور خالد کے پاس پہنچ گئے۔ خالد نے ان سے پوچھا تم کون ہو حضرت عبداللہ نے فرمایا عرب ہی کا ایک آدمی ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے ان (حضور علیہ السلام) سے لڑنے کا منصوبہ بنا رکھا ہے تو میں بھی اسی کیلئے آیا ہوں۔

خالد نے کہا ہاں میرا بھی خیال ہے اب بہت جلد ہم مدینہ پر چڑھائی کر کے فتح حاصل کریں گے۔

خالد اپنی عورتوں سے صرف نظر کر کے حضرت عبداللہ سے باتیں کرنے لگا اور حضرت عبداللہ اپنے ذہن میں نشانہ فٹ کرنے لگے۔ حضرت عبداللہ کا طرز تکلم بڑا ہی خوب تھا۔ خالد آپ سے مانوس اور مطمئن ہو گیا۔ حضرت عبداللہ خالد سے باتیں کر رہے ہیں اور موقع کی تاک میں ہیں۔ چنانچہ انہیں موقع ہاتھ آ ہی گیا۔ تلوار نیام سے نکالی اور خالد کا سر قلم کر دیا اس کا دھڑ زمین پر جا گرا اور ایک دھمک سی ہوئی۔ خالد کی عورتیں متوجہ ہوئیں تو کیا دیکھتی ہیں اس کا سر اس کے تن سے جدا پڑا ہے۔ اب کیا تھا وہ عورتیں چیخ پڑیں وہاں کے سبھی لوگ خالد کی لاش کی طرف متوجہ ہوئے اور ادھر حضرت عبداللہ کھسک نکلے۔ اب جب خالد کے لوگ قاتل کی تلاش

Scanned with CamScanner

کر رہے ہیں تو قاتل کا پتہ ہی نہیں۔ ابھی اسے دفنایا بھی نہ گیا تھا کہ اس کے گرد جمع ہونے والوں کا بادل چھٹنے لگا اور صبح تک پورا نخلہ خالی ہو گیا۔ ادھر حضرت عبداللہ کا دل حضور کا منشا پورا کر دینے پر خوشی و مسرت سے لبریز ہے۔ دوڑتے ہوئے سرکار کی خدمت میں آ رہے ہیں۔ زمین سمٹ کیوں نہیں جاتی کہ فوراً اپنے سرکار کو ہلاکت دشمن کی بشارت سنا دوں۔ حضرت عبداللہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے جب حضور نے ان کی آمد محسوس کی تو آپ کی طرف مسکراتے ہوئے نظر اٹھائی اور ارشاد فرمایا:

افلح الوجہ یہ چہرہ کامیاب ہے۔

حضرت عبداللہ نے عرض کیا آپ کا چہرۂ مبارک کامیاب ہے۔ میں نے اس دشمن کو قتل کر ڈالا۔ حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا۔

اس وقت حضرت عبداللہ یہ اشعار سنانے لگے

اقول له والسیف یعجم رأسه ۔۔۔ انا ابن انیس فارسا غیر مقعد
وقلت له خذها بضربة ماجد ۔۔۔ حنیف علی دین النبی محمد
وکنت اذا هم النبی بکافر ۔۔۔ سبقت إلیه باللسان وبالید

(فدائیوں ص ۴۵ تا ۵۰)

میں اس سے اس وقت کہہ رہا تھا جب تلوار اس کا سر چاٹ رہی تھی کہ میں ابن انیس شہسوار ہوں کوئی اپاہج نہیں ہوں۔

اور میں نے کہا مجھ جیسے دین محمد ﷺ پر قائم رہنے والے صاحب مجد شخص کا ایک وار ہی کافی ہے۔

اور میرا حال تو یہ ہے کہ جب نبی ﷺ کسی کافر کو انجام تک پہنچانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو میں اس کی طرف زبان اور ہاتھ سے سبقت کرتا ہوں۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول)

ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کی اقتداء میں ہدیٰ
جو مخالف چلا تباہ ہوا

آیت نمبر۵: ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمت اللہ واللہ غفور رحیم (البقرہ:۲۱۸)

یقیناً ایماندار، مہاجر اور مجاہد فی سبیل اللہ ہی رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔

صرف مذکورہ آیت ہی نہیں بلکہ جن جن آیات میں ہجرت و جہاد کی فضیلت بیان کی گئی ہے کس کو شک ہے کہ ان تمام آیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کی تعریف کی گئی ہے۔ کیونکہ ان تمام آیات کے اوّلین مصداق تو صحابہ کرام ہی ہیں۔ مذکورہ آیہ کریمہ کا شان نزول ایک خاص واقعہ کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک وفد بھیجا گیا ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ (رجب کہ پہلی تاریخ ہو جانے کی وجہ سے) چونکہ انہوں نے (حرمت والے) رجب کے مہینے میں قتال کیا ہے (جو خطا تھا) لہٰذا ان کو گناہ اگرچہ نہیں تاہم ثواب بھی کوئی نہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ان کو رحمت حق کا امیدوار گردانا گیا۔ (خزائن العرفان)

مندرجہ بالا آیہ کریمہ کے علاوہ قرآن مجید کی بیسیوں آیات مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و شان پر بڑی وضاحت سے دلالت کر رہی ہیں ان میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔

الذین اخرجوا من دیار ھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔
(الحج:۴۰)

جو لوگ اپنے گھروں سے بغیر کسی جرم کے نکالے گئے صرف اس لیے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔

جبکہ بعض آیات میں مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکٹھی تعریف فرمائی گئی ہے مثلاً

والذین امنوا وھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حق لھم مغفرة ورزق کریم (انفال: ٧٤)

وہ ایماندار جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت و جہاد کیا اور جنہوں نے ان کو ٹھکانہ دیا (انصار) اور ان کی مدد کی یہی درحقیقت پکے سچے مومن ہیں، ان کیلئے بخشش اور عزت والا رزق ہے۔

سورۃ الحشر کے پہلے رکوع کی آخری آیات میں اہل ایمان کے کل تین گروہ بیان کئے

گئے للفقرآء المهاجرین میں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت بیان ہوئی اس سے اگلی آیت والذین تبوا الدار والایمان میں انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو بیان کیا اور اس سے اگلی آیت والذین جاء وا من بعدهم میں اہل ایمان کا تیسرا طبقہ بیان ہوا جو پہلوں کے بارے میں بدگمانی نہیں کرتے بلکہ ان کیلئے دعا گو رہتے ہیں

ربنا اعفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انك رؤف رحیم (الحشر)

کہ اے ہمارے پالنے والے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان اہل ایمان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے گزر چکے اور ہمارے دلوں میں ان کے بارے میں کھوٹ پیدا نہ کر بے شک تو بڑا مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں پوری وضاحت کے ساتھ بتا دیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد صرف وہی ایماندار ہیں جو ان کے خیرخواہ اور ان کے بارے میں رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو رہتے ہیں۔ اب ان کے بارے میں بدگمانی رکھنے والا خود سوچ لے کہ وہ کس زمرے میں اپنے آپ کو شامل کر رہا ہے کیونکہ ایماندار اور جنت کے حقدار تو تین ہی طبقے ہیں۔

(۱) مہاجرین صحابہ

(۲) انصار صحابہ

(۳) بعد میں آنے والے جو ان کیلئے دعا کرنے والے ہیں۔

اس بارے میں چند احادیث پہلے گزر چکیں۔ چند مزید پیش نظر ہیں تاکہ صحابہ کرام کو برا بھلا کہہ کر ہم اپنا ایمان خراب نہ کر بیٹھیں۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیده لو ان احد کم انفق مثل احد ذهبا ما ادرك مد احدهم ولا نصیفه (مسلم شریف ص ۳۱۰ ج ۲)

میرے صحابہ کو برا مت کہو (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا) اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی احد (پہاڑ) کے برابر بھی اللہ کی راہ میں سونا

خرچ کرے گا تو میرے صحابہ کے ایک مد (دو لپ غلہ) راہ خدا میں خرچ کرنے کے برابر بلکہ ایک لپ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

☆...... اکرموا اصحابی فانهم خیارکم (مقدمہ صواعق) میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔

☆......اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ جب میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو تو اپنی زبان کو روک کر رکھا ہو۔ بدزبانی نہ کیا کرو۔

☆...... الله الله فی اصحابی لا تتخذ وهم عرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم (صواعق ص ۵)

میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور میرے بعد انہیں اپنی طعن کا نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے میری دشمنی کی وجہ سے ہی ان سے دشمنی رکھی (یعنی وہ درحقیقت میرا ہی دشمن ہے)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منتخب کیا ان میں سے میرے داماد بنائے اور دوست بنائے۔ فمن حفظنی فیهم حفظه الله ومن اذانی فیهم اذاه الله (صواعق ص ۴)

تو جو شخص ان کے بارے میں میرا دفاع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور جو مجھے ان کے بارے میں تکلیف پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تکلیف پہنچائے گا۔

☆......من حفظنی فی اصحابی وردعلی الحوض و من لم یحفظنی فی اصحابی لم یرد علی الحوض (صواعق ص ۶)

میرے حوض کوثر پر وہی آسکے گا جو میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میری حفاظت کرے گا ورنہ

ایں خیال است و محال است و جنون

☆......ان شرار امتی اجرأهم علی صحابتی۔ میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ کے بارے میں جرأت کرکے ان کو برا بھلا کہتے ہیں۔

(اشرف المؤبد ص ۱۰۲)

Scanned with CamScanner

☆...... اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنة الله علی شرکم
(الشرف المؤبد لآل محمد ص ۱۰۲)

جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو کہ جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں تو تم کہو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

☆...... آپ (ﷺ) نے فرمایا من سبّ اصحابی فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين جو میرے صحابہ کو گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (شرف المؤبد ص ۱۰۵)

☆......حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے شفاعتی مباحة الا لمن سب اصحابی
(الشرف المؤبد ص ۱۰۳)

میری شفاعت سب کے لیے ہے مگر اس کے لیے نہیں جو میرے صحابہ کی برائی کرے۔

☆......لعن الله من سب اصحابی (صواعق ص ۶)
جو میرے صحابہ کو گالی دے اس پر اللہ کی لعنت۔

☆......عقیلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وسیاتی قوم لیسبونهم وینتقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تؤاکلوهم ولا تناکحوهم۔
(صواعق ص ۴)

عنقریب ایک قوم آئے گی جو میرے صحابہ کو برا کہے گی اور ان کی توہین کرے گی ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور شادی بیاہ نہ کرنا۔

☆......حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ومن احسن القول فی اصحابی فهو مؤمن ومن اساء القول فی اصحابی فهو منافق۔
(نور الابصار ص ۵)

جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے اور جس نے ان کے بارے میں بری بات کی وہ منافق ہے۔

؎ صحابہ پر کسی کو سب کرتے اگر تم دیکھو
تو کہہ دو تم یہی لعنت خدا کی تیرے شر پر ہو

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانثاری کے واقعات

خطیب اوّل

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوسع مخفی رکھتا تھا، حضور اقدس ﷺ کی طرف سے بھی اس خیال سے کہ ان کو کافروں سے اذیت نہ پہنچے اخفا کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق نے اظہار کی درخواست کی اور چاہا کہ کھلم کھلا، علی الاعلان تبلیغ اسلام کی جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے اول انکار فرمایا مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پر قبول فرمالیا اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ شریف میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس ﷺ کے چچا سیّد الشہداء حضرت حمزہ اسی دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو بھی باوجود یکہ مکہ مکرمہ میں عام طور سے ان کی عظمت و شرافت مسلّم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا۔ ناک کان سب لہولہان ہو گئے، پہچانے نہ جاتے تھے، جوتوں سے مارا پاؤں میں روندا جو نہ کرنا تھا سب کچھ ہی کیا، حضرت ابوبکر صدیق بے ہوش ہو گئے۔ بنو تمیم یعنی حضرت ابوبکر کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہاں سے اٹھا کر لائے۔ سب کو یقین ہو چلا تھا کہ ابوبکر اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ بچ سکیں گے۔ بنو تمیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی اگر اس حادثہ میں وفات ہوگئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت ابوبکر صدیق کو مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابوبکر صدیق کو بے ہوشی رہی باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا یہ لفظ تھا کہ حضور

Scanned with CamScanner

اقدس ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں کی طرف سے اس پر بہت ملامت ہوئی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور ہی کا جذبہ اور ان ہی کی ہے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ بددلی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان ہے کہ بولنے تک نوبت آئی اور آپ کی والدہ ام خیر رضی اللہ عنہا سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کیلئے کسی چیز کا انتظام کردیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر کی وہی ایک صدا تھی کہ حضور کا کیا حال ہے۔ حضور پر کیا گزری۔ ان کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے تو خبر نہیں کہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ ام جمیل رضی اللہ عنہا (حضرت عمر کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کہ کیا حال ہے۔ وہ بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست پوری کرنے کیلئے ام جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور محمد ﷺ کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے مطابق اس وقت اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد ﷺ اور کون ابوبکر تیرے بیٹے کی حالت سن کر رنج ہوا۔ اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں ام خیر رضی اللہ عنہا نے قبول کرلیا' ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابوبکر کی حالت دیکھ کر تحمل نہ کرسکیں۔ بے تحاشا رونا شروع کردیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کردیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کئے کی سزا دے۔ حضرت ابوبکر نے پھر پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے۔ ام جمیل رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر کی والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو تو ام جمیل رضی اللہ عنہا نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ حضور بالکل صحیح سلامت ہیں آپ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک کہ حضور کی زیارت نہ کرلوں۔ ان کی والدہ تو بیقرار تھی کہ وہ کچھ کھالیں مگر انہوں نے قسم کھالی کہ جب تک حضور کی زیارت نہ کرلوں کچھ نہ کھاؤں گا اس لئے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد رفت بند ہوجائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضرت ابوبکر کو لے کر حضور کی خدمت میں ارقم کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابوبکر حضور سے لپٹ گئے حضور اقدس ﷺ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب رونے لگے کہ حضرت ابوبکر کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر نے

درخواست کی۔ یہ میری والدہ ہیں آپ ان کیلئے ہدایت کی دعا فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمادیں۔ حضور اقدس نے سب سے پہلے اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی وہ بھی اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے:

حضرت ابوذر غفاری مشہور صحابی ہیں۔ جن کا شمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جلیل القدر زاہدوں اور عظیم علماء میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ ابوذر ایسے علم کے حامل ہیں جن سے لوگ عاجز ہیں مگر انہوں نے اسے محفوظ رکھا ہے جب ان کو حضور اقدس ﷺ کی نبوت کی پہلے پہل خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی کو حالات کی تحقیق کیلئے مکہ بھیجا کہ جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مرے پاس وحی آتی ہے اور آسمان کی خبریں آتی ہیں اس کے حالات معلوم کریں اور اس کے کلام کو غور سے سنیں وہ مکہ مکرمہ آئے اور حالات معلوم کرنے کے بعد اپنے بھائی سے جا کر کہا کہ میں نے ان کو اچھی عادتوں اور عمدہ اخلاق کا حکم کرتے دیکھا اور ایک ایسا کلام سنا جو شعر ہے اور نہ کاہنوں کی خبریں۔ ابوذر کو اس مجمل بات سے تشفی نہ ہوئی تو خود سامان سفر کیا اور مکہ پہنچے اور سیدھے مسجد حرام میں گئے۔ حضور کو پہچانتے نہ تھے اور کسی سے پوچھنا مصلحت کے خلاف سمجھا۔ شام تک اسی حال میں رہے شام کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دیکھا کہ ایک پردیسی مسافر ہے۔ مسافروں' غریبوں' پردیسیوں کی خبر گیری اور ان کی ضرورت کا پورا کرنا ان حضرات کی عادت وطبیعت تھی اس لئے ان کو اپنے گھر لے آئے میزبانی فرمائی لیکن ان سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی کہ کون ہو اور کیوں آئے؟ مسافر نے بھی کچھ ظاہر نہ کیا! صبح کو پھر مسجد میں آگئے اور دن بھر اسی حال میں گزرا کہ خود پتہ نہ چلا اور کسی سے دریافت بھی نہ کیا غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ حضور کے ساتھ دشمنی کے قصے بہت مشہور تھے۔ آپ کو اور آپ کے ملنے والوں کو ہر طرح تکلیفیں دی جاتی تھیں' ان کو خیال ہوا کہ صحیح حال معلوم نہیں ہوگا اور بدگمانی کی وجہ سے مفت کی تکلیفیں بھی ہوں گی۔ دوسری شام کو بھی حضرت علی کو خیال ہوا کہ پردیسی مسافر ہے بظاہر جس غرض کیلئے آیا ہے وہ پوری نہیں ہوئی اس لئے پھر اپنے گھر لے گئے اور رات کو کھلایا سلایا مگر پوچھنے کی اس رات کو بھی نوبت نہیں آئی۔ تیسری رات کو پھر یہی صورت ہوئی! تو

حضرت علی نے دریافت کیا کہ تم کس کام کیلئے آئے ہو کیا غرض ہے؟ تو حضرت ابوذر نے قسم اور عہد و پیمان کے بعد ان کو اپنی غرض بتائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا! وہ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور صبح کو جب میں جاؤں تو تم میرے ساتھ چلنا میں وہاں تک پہنچا دوں گا لیکن مخالفت کا زور ہے اس لئے راستہ میں اگر مجھے کوئی ایسا شخص ملا جس سے میرے ساتھ چلنے کی وجہ سے تم پر کوئی اندیشہ ہو تو میں پیشاب کرنے لگوں گا یا اپنا جوتا درست کرنے لگوں گا' تم سیدھے چلے چلنا میرے ساتھ ٹھہرنا نہیں جس کی وجہ سے تمہارا میرا ساتھ ہونا معلوم نہ ہو چنانچہ صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے پیچھے حضور کی خدمت میں پہنچے وہاں جا کر بات چیت ہوئی۔ اسی وقت مسلمان ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کی تکلیف کے خیال سے فرمایا کہ اپنے اسلام کو ابھی ظاہر نہ کرنا چپکے سے اپنی قوم میں چلے جاؤ جب ہمارا غلبہ ہو جائے اس وقت چلے آنا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس کلمہ توحید کو ان بے ایمانوں کے بیچ میں چلا کر پڑھوں گا چنانچہ اسی وقت مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ پڑھا' پھر کیا تھا چاروں طرف سے لوگ اٹھے اور اس قدر مارا کہ زخمی کر دیا' مرنے کے قریب ہو گئے حضور کے چچا حضرت عباس جو اس وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے ان کے اوپر بچانے کیلئے لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کیا ظلم کرتے ہو یہ شخص قبیلہ غفار کا ہے اور یہ قبیلہ ملک شام کے راستہ میں پڑتا ہے۔ تمہاری تجارت وغیرہ سب ملک شام کے ساتھ ہے اگر یہ مر گیا تو شام کا آنا جانا بند ہو جائیگا۔ اس پر ان لوگوں کو بھی خیال ہوا کہ ملک شام سے ساری ضرورتیں پوری ہوتی ہیں' وہاں کا راستہ بند ہو جانا مصیبت ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیا۔ دوسرے دن پھر اسی طرح انہوں نے جا کر بآواز بلند کلمہ پڑھا اور لوگ اس کلمہ کے سننے کی تاب نہ لا سکتے تھے اس لئے ان پر ٹوٹ پڑے' دوسرے دن بھی حضرت عباس نے اسی طرح ان کو سمجھا کر ہٹایا کہ تمہاری تجارت کا راستہ بند ہو جائے گا۔

حضرت ابوذر کا یہ جوش اظہار غلبہ حق کے ولولہ کی بنا پر تھا اور سرکار کا منع اظہار شفقت کی بنیاد پر لیکن حضرت ابوذر نے دیکھا کہ سرکار جب خود مصائب جھیل رہے ہیں تو ہمیں پیچھے

رہنے کی کیا ضرورت؟ اس لئے اپنی راحت پر سرکار کے اتباع عمل کو ترجیح دی اور پھر اطاعت حق میں ہمیشہ سرگرم رہے۔

سب گھرانہ نور کا:

حضرت عمار اور ان کے باپ ماں کو بھی سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ مکہ کی سخت گرم اور ریتلی زمین میں ان کو عذاب دیا جاتا اور حضور اقدس ﷺ کا اس طرف گزر ہوتا تو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت فرماتے۔ آخر ان کے والد حضرت یاسر اسی حالت تکلیف میں وفات پا گئے کہ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا اور انکی والدہ حضرت سمیہ کی شرمگاہ پر ابوجہل ملعون نے ایک برچھا مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں مگر اسلام سے نہ ہٹیں حالانکہ بوڑھی تھیں' ضعیف تھیں۔ مگر اس بدنصیب نے کسی چیز کا خیال نہیں کیا اسلام میں سب سے پہلی شہادت ان کی ہے اور اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمار کی بنائی ہوئی ہے۔ جب حضور اقدس ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے گئے تو حضرت عمار نے کہا کہ حضور کیلئے ایک سایہ دار مکان بنانا چاہیے جس میں تشریف رکھا کریں اور دوپہر کو آرام فرما لیا کریں اور نماز بھی سایہ میں پڑھ لیا کریں تو قبا میں حضرت عمار نے اول پتھر جمع کئے اور پھر مسجد بنائی۔ لڑائی میں نہایت جوش سے شریک ہوتے تھے ایک مرتبہ مزے میں آ کر کہنے لگے۔ اب جا کر دوستوں سے ملیں گے محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے ملیں گے اتنے میں پیاس لگی اور پانی کسی سے مانگا اس نے دودھ سامنے کیا اس کو پیا اور پی کر کہنے لگے کہ میں نے حضور سے سنا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پئے گا اس کے بعد شہید ہو گئے۔ اس وقت ۹۴ برس کی عمر تھی۔ بعض نے ایک آدھ سال کم بتلائی ہے۔ (اسد الغابہ)

ان کی والدہ حضرت سمیہ بنت خیاط مظلومانہ شہادت کے علاوہ اور بھی سختیاں جھیل چکی ہیں۔ ان کو گرمی کے وقت سخت دھوپ میں کنکریوں پر ڈالا جاتا' لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تا کہ دھوپ کی گرمی سے لوہا تپنے لگے۔ حضور اقدس ﷺ کا ادھر سے گزر ہوتا تو صبر کی تلقین اور جنت کا وعدہ فرماتے ہیں یہاں تک کہ سب سے بڑے دشمن اسلام ابوجہل کے ہاتھوں ان کی شہادت ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وارضاھا وعنا۔

اسلام کی خاطر سب کچھ لٹادیا:

حضرت صہیب بھی حضرت عمار ہی کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ حضرت ارقم صحابی کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازے پر اتفاقیہ اکٹھے ہوگئے۔ ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا۔ ہر طرح ستائے گئے۔ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آخر تنگ آکر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں اس لئے جس کسی کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا تھا اس کو پکڑنے کی کوشش کرتے تھے کہ تکالیف سے نجات پا نہ سکے چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے کیلئے روانہ کی گئی۔ انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو تم کو معلوم ہے کہ میں تم سے زیادہ تیر انداز ہوں ایک بھی تیر میرے پاس باقی رہے گا تو تم لوگ مجھ تک آ نہیں سکو گے اور جب ایک بھی تیر نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا اس لئے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتہ بتا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ تم سب لے لو! اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے حضرت صہیب نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی۔ اسی بارہ میں آیت پاک ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد نازل ہوئی۔ (درمنثور)

ترجمہ: کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی رضا کے واسطے اپنی جان کو خرید لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔ حضور اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی ہے! صہیب کہتے ہیں کہ حضور اس وقت کھجور تناول فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی میں بھی ساتھ کھانے لگا۔ حضور نے فرمایا کہ آنکھ تو دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو۔ میں نے کہا حضور اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو درست ہے۔ حضور یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔ حضرت صہیب بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ تم

فضول خرچی کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمر کا جب وصال ہونے لگا تو انہیں کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی۔ (اسد الغابہ)

حضور علیہ السلام کی دعا رنگ لائی

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کون واقف نہیں؟ قبل اسلام بھی نمایاں تھے اور اسلام و اہل اسلام کی عداوت میں سرگرم یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے قتل کے درپے رہتے تھے۔ ایک روز کفار نے مشورہ کی کمیٹی قائم کی کہ کوئی ہے جو محمد ﷺ کو قتل کر دے۔ عمر نے کہا کہ میں کروں گا! لوگوں نے کہا بے شک تم ہی کر سکتے ہو! عمر تلوار لٹکائے ہوئے اٹھے اور چل دیئے۔ اسی فکر میں جا رہے تھے کہ ایک صاحب قبیلہ بنو زہرہ کے جن کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص ہے۔ بعض نے حضرت نعیم کا نام لکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ عمر کہاں جا رہے ہو! کہنے لگے محمد (ﷺ) کے قتل کی فکر میں ہوں۔ (نعوذ باللہ) سعد نے کہا۔ بنو ہاشم اور بنو زہرہ اور بنو عبد مناف سے کیسے مطمئن ہو گئے وہ تم کو بدلہ میں قتل کر دیں گے اس جواب پر بگڑ گئے اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے تو بھی بے دین (یعنی مسلمان) ہو گیا ہے لا پہلے تجھی کو نمٹا دوں۔ یہ کہہ کر تلوار سونت لی اور حضرت سعد نے بھی یہ کہہ کر ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں تلوار سنبھالی۔ دونوں طرف سے تلوار چلنے کو تھی کہ حضرت سعد نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے تیری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ سننا تھا کہ غصہ سے بھر گئے اور سیدھے بہن کے گھر گئے۔ وہاں حضرت خباب کواڑ بند کئے ہوئے ان دونوں میاں بیوی کو قرآن شریف پڑھا رہے تھے۔ حضرت عمر نے کواڑ کھلوائی ان کی آواز سے حضرت خباب تو جلدی سے اندر چھپ گئے اور وہ صحیفہ بھی جلدی میں باہر ہی رہ گیا جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ ہمشیرہ نے کواڑ کھولے۔ حضرت عمر کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو بہن کے سر پر مارا جس کی وجہ سے خون بہنے لگا اور کہا کہ اپنی جان کی دشمن تو بھی بے دین ہو گئی؟ اس کے بعد گھر میں آئے اور پوچھا کیا کر رہے تھے اور یہ آواز کس کی تھی۔ بہنوئی نے کہا کہ بات چیت کر رہے تھے کہنے لگے کیا تم نے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا۔ بہنوئی نے کہا اگر دوسرا دین حق ہو تو؟ یہ سننا تھا کہ ان کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور ان پر ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا۔ بہن نے چھڑانے کی کوشش کی تو

Scanned with CamScanner

ان کے منہ پر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ خون نکل آیا۔ وہ بھی آخر عمر ہی کی بہن تھیں کہنے لگیں عمر ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم مسلمان ہو گئے۔ بے شک ہم مسلمان ہو گئے جو تجھ سے ہو سکے تو کر لے۔ اس کے بعد حضرت عمر کی نظر اس صحیفے پر پڑی جو جلدی میں باہر رہ گیا تھا اور غصہ کا جوش بھی اس مار پیٹ سے کم ہو گیا تھا اور بہن کے اس طرح خون میں بھر جانے سے شرم سی بھی آ رہی تھی۔ کہنے لگے اچھا مجھے دکھلاؤ یہ کیا ہے۔ بہن نے کہا کہ تو ناپاک ہے اور اس کو ناپاک ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہر چند کوشش کی مگر وہ بے وضو اور غسل کے دینے کو تیار نہ ہوئیں۔ حضرت عمر نے غسل کیا اور اس کو لے کر پڑھا۔ اس پر سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اس کو پڑھنا شروع کیا اور انني انا الله لا اله الا انا فاعبدنى واقم الصلوٰة لذكرى تک پڑھا تھا کہ حالت ہی بدل گئی کہنے لگے اچھا مجھے بھی محمد ﷺ کے پاس لے چلو۔ یہ الفاظ سن کر حضرت خباب اندر سے نکلے اور کہا کہ اے عمر تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ کل شب پنجشنبہ میں حضور اقدس ﷺ نے دعا مانگی تھی کہ یا اللہ عمر یا ابوجہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو قوت عطا فرما (یہ دونوں قوت میں مشہور تھے) معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو گئی ہے۔ اس کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جمعہ کی صبح مسلمان ہوئے۔

حُبِّ نبی میں زندگی کیسے گذر گئی؟

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ صحابی رسول حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی پیٹھ نظر آ گئی۔ آپ نے دیکھا کہ پوری پشت مبارک میں سفید سفید زخموں کے نشان ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اے خباب! یہ تمہاری پیٹھ میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ امیر المومنین آپ کو ان زخموں کی کیا خبر؟ یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ ننگی تلوار لے کر حضور رحمت عالم ﷺ کا سر کاٹنے کیلئے دوڑتے پھرتے تھے۔ اس وقت ہم نے محبت رسول کا چراغ اپنے دل میں جلایا اور مسلمان ہوئے۔ اس وقت کفار مکہ نے مجھ کو آگ کے جلتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ میری پیٹھ سے اتنی چربی پگھلی کہ کوئلے بجھ گئے اور میں گھنٹوں بے ہوش رہا مگر رب کعبہ کی قسم! کہ جب مجھے ہوش آیا تو سب سے پہلے میری زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نکلا۔

امیر المومنین حضرت خباب کی مصیبت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ اے خباب! کرتا اٹھاؤ! میں تمہاری اس پیٹھ کی زیارت کروں گا۔ اللہ اللہ! یہ پیٹھ کتنی مبارک و مقدس ہے؟ جو محبت رسول کی بدولت آگ میں جلائی گئی ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ تذکرۂ خباب)

اے آگ ٹھنڈی ہو جا:

اسی طرح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پہلے چوب اور کوڑوں کی مار سے کفار نے نڈھال کر دیا۔ پھر آگ کے دہکتے ہوئے کوئلوں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر یہ استقامت کا پہاڑ بن کر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اسی حالت میں حضور ﷺ ان کے قریب سے گزرے تو حضرت عمار نے یا رسول اللہ کہہ کر آپ کو پکارا۔ عمار کی یہ مصیبت دیکھ کر رحمت عالم کے سینے میں شیشے سے زیادہ صاف اور ریشم سے زیادہ نرم و نازک دل صدموں سے چور چور ہو گیا اور فرمایا۔ یا نار كونى بردا وسلما على عمار كما كنت على ابراهيم۔ یعنی اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈک اور سلامتی والی بن جا جس طرح تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈک اور سلامتی والی بن گئی تھی۔ رحمت عالم حضرت عمار کے زخموں پر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے فرماتے تھے کہ عمار طیب و مطیب یعنی پاکیزہ اور خوشبودار ہے۔ (اکمال)

حضور علیہ السلام کی پیاری لختِ جگر:

دو جہاں کے سردار حضور اقدس ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نبوت سے دس سال پہلے جبکہ حضور علیہ السلام کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت حضور کے ساتھ نہ جا سکیں۔ ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور قید ہوئے اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کیلئے فدیے ارسال کیے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کیلئے مال بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں دیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہو گئی۔ آبدیدہ ہوئے صحابہ کے مشورے سے یہ قرار پایا کہ ابوالعاص کو بلا فدیہ چھوڑ دیا جائے اس شرط پر کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔ حضور نے دو آدمی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لینے کیلئے ساتھ کر دیئے کہ وہ مکہ

Scanned with CamScanner

سے باہر ٹھہر جائیں اور ابوالعاص حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو ان تک پہنچا دیں۔

چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے دیور کنانہ کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ کفار کو جب اس کی خبر ہوئی تو آگ بگولہ ہو گئے اور ایک جماعت مزاحمت کے لئے پہنچ گئی جس میں حبار بن اسود جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی کا لڑکا تھا اور اس لحاظ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا بھائی ہوا وہ اور اس کے ساتھ اور ایک شخص بھی تھا ان دونوں میں سے کسی نے اور اکثر نے حبار ہی کو لکھا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہو کر اونٹ سے گریں چونکہ حاملہ تھیں اس وجہ سے پیٹ کا بچہ بھی ضائع ہوا۔ کنانہ نے تیروں سے مقابلہ کیا ابوسفیان نے ان سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی اور اس طرح علی الاعلان چلی جائے یہ گوارا نہیں۔ اس وقت واپس چلو پھر چپکے سے بھیج دینا کنانہ نے اس کو قبول کر لیا اور واپس لے آئے۔ دو ایک روز بعد پھر روانہ کیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا یہ زخم کئی سال تک رہا اور کئی سال تک اس میں بیمار رہ کر ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق رسول)

آیت نمبر ۶:

لا تجد قوما یؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر یوادون من حاداللّٰہ و رسولہ ولو کانوا اباء ھم او ابناء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئك کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الا نھر خلدین فیھا رضی اللّٰہ عنھم ورضوا عنہ اولئك حزب اللّٰہ الاان حزب اللّٰہ ھم المفلحون۔ (مجادلہ: ۲۲)

تجھے ایسی قوم نہیں ملے گی جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان بھی رکھتی ہو اور اللہ و رسول کے دشمنوں سے محبت بھی کرتی ہو۔ اگر چہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان و قبیلے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی طرف سے روح (القدس) کے ساتھ ان کی مدد فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل کرے گا کہ جس میں نہریں جاری ہوں گی

اللہ ان سے راضی وہ اپنے رب سے راضی، یہی اللہ کی جماعت ہے اور خبردار سن لو اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

یہ آیہ مبارکہ جیسا کہ ترجمہ سے ہی ظاہر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و شان کا ایک حسین گلدستہ ہے۔ ''عیاں راچہ بیاں'' جو خود واضح ہے اس کی کیا وضاحت کی جائے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

اس آیت کی زندہ تفسیر بدر کا میدان ہے کہ ابوعبیدہ بن جراح اپنے کافر باپ کو مار رہے ہیں۔ مصعب بن عمیر اپنے بھائی کو قتل کر رہے ہیں۔ عمر فاروق اپنے ماموں عاص بن ہشام کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ حضرت علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم ربیعہ کے بیٹوں اور اپنے قریبی رشتہ داروں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کے ناپاک وجود سے اللہ کی زمین کو پاک کر رہے ہیں اور اس عقیدے کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں کہ۔

بہت سادہ سا ہے اپنا اصول زندگی کوثر
جوان سے بے تعلق ہو ہمارا ہو نہیں سکتا

میدان بدر ہی میں حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے سگے بیٹے (عبدالرحمٰن کو جو ابھی ایمان نہیں لایا تھا اور کافروں کی طرف سے آیا تھا) کو مقابلہ کیلئے طلب کیا اور حضور کی بارگاہ میں اجازت کیلئے عرض کیا تا کہ شہداء کے پہلے گروہ میں شامل ہو کر جنت میں جاؤں لیکن حضور علیہ السلام نے فرمایا: متعنا بنفسك یا ابابکر۔ اے ابوبکر ہمیں اپنی ذات سے مزید فائدہ اٹھا لینے دو۔ اما تعلم انك عندی بمنزلۃ سمعی و بصری۔ کیا تو جانتا نہیں کہ تو ہمارے نزدیک کان اور آنکھ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ہے حزب اللہ۔ اللہ کی جماعت اور اللہ کی جماعت ایسی ہی ہونی چاہئے۔

خدایا طفیل نبی کریم ‏— مزمل، مدثر، رؤف و رحیم
طفیل ابوبکر یار نبی ‏— کہ ہیں مقتدی جن کے سارے ولی
عمر اور عثماں کے یارب طفیل ‏— علی شاہ مرداں کے یارب طفیل
ہمیں صدق دے اور سطوت بھی دے ‏— حیا دے غنا دے شجاعت بھی دے

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے:

مسلمانوں کو اور ان کے سردار فخر دو عالم ﷺ کو کفار سے جب تکالیف پہنچتی ہی رہیں اور آئے دن بجائے کمی کے اضافہ ہی ہوتا رہا تو حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو اس کی اجازت فرما دی کہ وہ یہاں سے دوسری جگہ چلے جائیں بہت سے حضرات نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ حبشہ کے بادشاہ اگرچہ نصرانی تھے اور اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے مگر ان کے رحم دل اور منصف مزاج ہونے کی شہرت تھی۔ چنانچہ نبوت کے پانچویں برس رجب کے مہینہ میں پہلی جماعت کے گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتوں نے حبشہ کی ہجرت کی۔ مکہ والوں نے ان کا پیچھا بھی کیا کہ یہ نہ جاسکیں مگر یہ لوگ ہاتھ نہ آئے وہاں پہنچ کر ان کو یہ خبر ملی کہ مکہ والے سب مسلمان ہوگئے اور اسلام کو غلبہ ہوگیا۔ اس خبر سے یہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے وطن واپس آگئے لیکن مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی اور مکہ والے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دشمنی اور ایذا رسانی میں مصروف ہیں تو بڑی دقت ہوئی ان میں سے بعض حضرات وہیں سے واپس ہوگئے اور بعض کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ یہ حبشہ کی پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ اس کے بعد ایک بڑی جماعت نے (جو تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں بتائی جاتی ہیں) متفرق طور پر ہجرت کی اور یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے بعض صحابہ نے دونوں ہجرتیں کیں اور بعض نے ایک' کفار نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حبشہ میں چین کی زندگی بسر کرنے لگے ہیں تو ان کو اور بھی غصہ آیا اور بہت سے تحفے تحائف کے ساتھ نجاشی شاہ حبشہ کے پاس ایک وفد بھیجا جو بادشاہ کے لئے بھی بہت سے تحفے لے کر گیا اور اس کے خواص اور پادریوں کیلئے بھی بہت سے ہدیے لے کر گیا۔ جا کر اول پادریوں اور حکام سے ملا اور ہدیے دے کر ان سے بادشاہ کے یہاں اپنی سفارش کا وعدہ لیا اور بادشاہ کی خدمت میں یہ وفد حاضر ہوا۔ اول بادشاہ کو سجدہ کیا اور پھر تحفے پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی اور رشوت لینے والے حکام نے تائید کی۔ انہوں نے کہا! اے بادشاہ ہماری قوم کے چند بیوقوف لڑکے اپنے قدیمی دین کو چھوڑ کر ایک نئے دین میں داخل ہوگئے جس کو ہم جانتے ہیں اور نہ آپ جانتے ہیں اور آپ کے ملک میں آ کر رہنے لگے۔ ہم کو شرفائے مکہ نے اور ان کے باپ چچا اور رشتہ داروں

نے بھیجا ہے کہ ان کو واپس لائیں۔ آپ ان کو ہمارے سپرد کر دیں۔ بادشاہ نے جواب دیا جن لوگوں نے میری پناہ لی ہے بغیر تحقیق ان کو حوالہ نہیں کر سکتا۔ اول ان سے بلا کر تحقیق کر لوں اگر یہ صحیح ہوا تو حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بلایا گیا مسلمان اول بہت پریشان ہوئے کہ کیا کریں مگر اللہ کے فضل نے مدد کی اور ہمت سے یہ طے کیا کہ چلنا چاہئے اور صاف بات کہنا چاہئے بادشاہ کے یہاں پہنچ کر سلام کیا کسی نے اعتراض کیا کہ تم نے بادشاہ کو آداب شاہی کے موافق سجدہ نہیں کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو ہمارے نبی نے اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے ان سے حالات دریافت کئے۔ حضرت جعفرؓ آگے بڑھے اور فرمایا ہم لوگ جہالت میں پڑے ہوئے تھے نہ اللہ کو جانتے تھے نہ اس کے رسولوں سے واقف تھے۔ پتھروں کو پوجتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ برے کام کرتے تھے۔ رشتے ناتوں کو توڑتے تھے ہم میں کا قوی ضعیف کو ہلاک کر دیتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ایک رسول بھیجا جس کے نسب' جس کی سچائی اور امانت داری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور پتھر اور بتوں کے پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں اچھے کام کرنے کا حکم دیا۔ نماز' روزہ' صدقہ' خیرات کا حکم دیا اور اچھے اخلاق تعلیم کئے' زنا' بدکاری' جھوٹ بولنا' یتیم کا مال کھانا' کسی پر تہمت لگانا اور اس قسم کے برے اعمال سے منع فرمایا۔ ہمیں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اس کے فرمان کی تعمیل کی جس پر ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور ہمیں ہر طرح ستایا۔ ہم لوگ مجبور ہو کر تمہاری پناہ میں اپنے نبی کے ارشاد سے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا جو قرآن تمہارے نبی لے کر آئے ہیں وہ کچھ ہمیں سناؤ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی اول کی آیتیں پڑھیں جس کو سن کر بادشاہ بھی رو دیا اور اس کے پادری جو کثرت سے موجود تھے سب کے سب اس قدر روئے کہ داڑھیاں تر ہوگئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا خدا کی قسم! یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں اور ان لوگوں سے صاف انکار کر دیا کہ ان کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ بڑے پریشان ہوئے کہ بڑی ذلت اٹھانی پڑی۔ آپس میں صلاح کر کے ایک شخص نے کہا کہ کل میں ایسی تدبیر کروں گا کہ بادشاہ ان کی جڑ ہی کاٹ

Scanned with CamScanner

دے ساتھیوں نے کہا بھی کہ ایسا نہیں چاہیے۔ یہ لوگ اگرچہ مسلمان ہو گئے ہیں مگر پھر بھی ہمارے رشتہ دار ہیں مگر اس نے نہ مانا۔ دوسرے دن پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ بادشاہ نے پھر مسلمانوں کو بلایا۔ صحابہ کہتے ہیں کہ دوسرے دن کے بلانے سے ہمیں اور بھی زیادہ پریشانی ہوئی۔ بہرحال گئے! بادشاہ نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پر ان کی شان میں نازل ہوا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ اس کی روح ہیں اور اس کے کلمہ ہیں جس کو خدا نے کنواری اور پاک مریم کی طرف ڈالا۔ نجاشی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ پادری لوگ آپس میں کچھ چخ چخ کرنے لگے۔ نجاشی نے کہا تم جو چاہو کہو۔ اس کے بعد نجاشی نے وفد مکہ کے تحفے واپس کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا تم امن سے ہو جو تمہیں ستائے اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اس کا اعلان بھی کرا دیا کہ جو شخص ان کو ستائے گا۔ اس کو تاوان دینا ہوگا (خمیس) اس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کا اکرام اور بھی زیادہ ہونے لگا اور اس وفد کو ذلت سے واپس آنا پڑا۔ پھر کفار مکہ کا جتنا بھی غصہ جوش کرتا ظاہر ہے اس کے ساتھ حضرت عمر کے ایمان لانے نے انہیں اور بھی جلا رکھا تھا اور ہر وقت اسی فکر میں رہتے تھے کہ ان لوگوں کا ان سے ملنا جلنا بند ہو جائے اور اسلام کا چراغ کسی طرح بجھے اس لئے سرداران مکہ کی ایک بڑی جماعت نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کھلم کھلا محمد ﷺ کو قتل کر دیا جائے لیکن قتل کرنا بھی آسان کام نہ تھا اس لئے کہ بنو ہاشم بھی بڑے جتھے اور اونچے طبقہ کے لوگ شمار ہوتے تھے وہ اگرچہ اکثر مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جو مسلمان نہیں تھے وہ بھی حضور کے قتل ہو جانے پر آمادہ نہیں تھے اس لئے ان سب کفار نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا بائیکاٹ کیا جائے۔ نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ ان سے کوئی خرید و فروخت کرے نہ بات چیت کرے نہ ان کے گھر جائے نہ ان کو اپنے گھر میں آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کیلئے حوالے نہ کر دیں یہ معاہدہ زبانی ہی گفتگو پر ختم نہیں ہوا بلکہ یکم محرم ۷ نبوی کو ایک معاہدہ تحریری لکھ کر بیت اللہ میں لٹکایا گیا

تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اس معاہدہ کی وجہ سے تین برس تک یہ حضرات دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں نظر بند رہے کہ نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا نہ یہ کسی سے مل سکتے تھے نہ مکہ کے کسی آدمی سے کوئی چیز خرید سکتے تھے نہ باہر سے آنے والے کسی تاجر سے مل سکتے تھے اگر کوئی شخص باہر نکلتا تو پیٹا جاتا اور کسی سے ضرورت کا اظہار کرتا تو صاف جواب پاتا معمولی سامان غلہ وغیرہ جو ان لوگوں کے پاس تھا وہ کہاں تک کام دیتا۔ آخر فاقوں پر فاقے گزرنے لگے اور عورتیں اور بچے بھوک سے بیتاب ہو کر روتے اور چلاتے اور ان کے اعزہ کو اپنی بھوک اور تکالیف سے زیادہ ان بچوں کی تکالیف ستاتی۔ آخر تین برس کے بعد وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دور ہوئی۔ تین برس کا زمانہ ایسے سخت بائیکاٹ اور نظر بندی میں گزرا اور ایسی حالت میں ان حضرات پر کیا کیا مشقتیں گزری ہونگی۔ وہ ظاہر ہے لیکن اس کے بعد بھی صحابہ کرام ؓ نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنے دین پر جمے رہے بلکہ اس کی اشاعت فرماتے رہے۔

حوصلۂ اہل وفا:

حضرت ابو سلمہ ؓ صاحب الہجرتین ہیں۔ پہلے حبشہ کو ہجرت کی پھر وہاں سے واپس ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر گئے۔ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرتے وقت انہوں نے اپنی بیوی ام سلمہ ؓ اور اکلوتے بیٹے سلمہ کو اونٹ پر بٹھایا اور خود نکیل پکڑ کر چلے دفعتہ ام سلمہ ؓ کے میکے والے خاندان بنو مغیرہ کے لوگ آ گئے اور کہا کہ خبردار! اے ابو سلمہ! تم خود جا سکتے ہو۔ مگر ہم اپنی لڑکی ام سلمہ ؓ کو ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ظالموں نے ام سلمہ ؓ اور بچے سلمہ کو اونٹ سے اتار لیا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ بیوی اور بچے کی محبت ابو سلمہ کو ہجرت سے روک لے گی مگر واہ رے! محبت رسول کا جذبہ کہ بیوی اور بچے کی جدائی سے کلیجہ شق ہو رہا تھا مگر قدم نہیں ڈگمگائے اور بیوی بچے کو خدا حافظ کہہ کر اکیلے مدینے چلے گئے۔ پھر ابو سلمہ کے خاندان والے بنی عبدالاسد نے بچے سلمہ کو یہ کہہ کر بنی مغیرہ سے چھین لیا کہ لڑکی تمہاری ہے مگر بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اس طرح بی بی ام سلمہ ؓ اپنے شوہر اور لخت جگر دونوں سے جدا ہو گئیں اور ایک سال تک شوہر اور بچے کے فراق میں روتی رہیں۔ بالآخر ان کے چچازاد

Scanned with CamScanner

بھائی نے سب کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کو لے کر ابوسلمہ کے پاس چلی جائے۔ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا جذبہ ہجرت دیکھو کہ بچے کو لے کر تنہا مدینہ روانہ ہو گئی۔ کوہ تنعیم کے پاس عثمان بن طلحہ ملے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر نہایت شریف انسان اور ابوسلمہ کے دوست تھے۔ پوچھا تم اکیلی کہاں جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا مدینے۔ پوچھا تمہارے ساتھ کوئی نہیں؟ بی بی سلمہ نے کہا ہمارے ساتھ اللہ کی ذات کے سوا کوئی بھی نہیں۔ عثمان بن طلحہ کی رگ شرافت پھڑک اٹھی۔ کہنے لگے یہ غیر ممکن ہے۔ تم ایک شریف کی بیوی ہو کر تنہا اتنا لمبا سفر کرو خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ راستے میں اونٹ پر سامان لاد کر اونٹ کو بٹھا دیتے اور خود کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے۔ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سوار ہو جاتی تھیں تو یہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چل دیتے تھے۔ اس طرح بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ اپنے شوہر ابوسلمہ کے پاس پہنچ گئیں۔ پھر جب ۴ھ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا اور ان کو امت مسلمہ کی مادر مقدس ہونے کا شرف حاصل ہو گیا۔ رضی اللہ عنہا

سفر ہجرت ہر ایک پر فرض تھا۔ رفاقت محرم یا شوہر کی شرط بھی نہ تھی اور آیت حجاب اس وقت ابھی نازل نہ ہوئی تھی۔ لہٰذا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے اس سفر پر کوئی اشکال نہیں۔ (ایضاً)

؎ ہر جفا ہر ستم گوارا ہے ۔۔۔ اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

آیت نمبر ۷: فلا اقسم بمواقع النجوم (الواقعہ: ۷۵)

پس مجھے قسم ہے ان مقامات کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔

ملا جیون تفسیرات احمدیہ میں اور علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

او النجوم نجوم الصحابہ ومواقعھا مساجدھم او مقابرھم

نجوم سے مراد صحابہ بھی ہو سکتے ہیں اور واقع ہونے کی جگہ ان کی سجدہ گاہیں یا ان کے مزارات ہیں۔

قیل النجوم الصحابہ والعلماء الھادون و مواقعھم القبور

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں نجوم سے مراد صحابہ ہیں (لقولہ علیہ اصحابی

کالنجوم) اور علماء حق جو سیدھی راہ دکھانے والے ہیں اور مواقع سے مراد ان کی قبور ہیں۔

(ضیاء القرآن)

اشارات:

☆ جن میں سے ایک صحابی نے خود اور اپنے بیوی بچوں کو بھوکا رکھ کر چراغ بجھا کر حضور علیہ السلام کے ایک مہمان کی دعوت کی جو خدا کو اس قدر پسند آئی کہ سورۂ حشر کے پہلے رکوع میں پوری ایک آیت نازل فرما دی: ویؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ۔ تفصیلی واقعہ دیکھئے (بخاری شریف، ص ۵۳۶، ج ۱)

☆ جن میں سے ایک (حضرت سعد) کی وفات ہوئی تو حضور نے خود کندھا دیا اور پاؤں کی ایڑیاں اٹھا کر چلنے لگے جب پوچھا گیا تو فرمایا: سعد کی وفات پہ اتنے فرشتے اترے ہیں کہ زمین پہ پاؤں رکھنے کو جگہ نہیں مل رہی اور فرمایا:

اھتز عرش الرحمن لموت سعد بن معاذ۔

سعد کی وفات سے اللہ کا عرش کانپ گیا ہے۔

☆ جن میں سے ایک (حضرت ابی بن کعب) کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ امرنی ان اقرأ علیک لم یکن الذین کفروا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے سورۃ البینہ سناؤں۔ عرض کیا حضور! کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے۔ فقال نعم فبکی۔ فرمایا! ہاں تیرا نام لیا ہے پس اتنا سننا تھا کہ حضرت ابی (خوشی سے) رونے لگے۔

(بخاری ج ۱، ص ۵۳۷)

؎ تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنا دی میری زندگی فسانہ

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ان الجنۃ تشاق الی ثلثۃ علی و عمار و سلمان

(ترمذی ص ۲۳۰، ج ۲)

(ہر کوئی جنت کا مشتاق ہے لیکن) جنت تین اشخاص کی مشتاق ہے علیؓ عمار اور سلمان۔

☆ حضور علیہ السلام نے جن (عشرۂ مبشرہ) دس صحابہ کے نام لے کر ان کو جنت کا ٹکٹ

Scanned with CamScanner

اس دنیا میں عطا فرما دیا ہے۔لوگ تو ان کے بارے میں بھی غلط فہمیوں کا شکار ہیں حالانکہ جانتے بھی ہیں کہ

؎ رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفیٰ
ہے رضائے مصطفیٰ میں رب کعبہ کی رضا

(رضی اللہ عنھم و رضوعنہ ۔ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ)

تو خدا نے محبوب کی کیا رضا چاہی؟ اگر محبوب کے اعلان شدہ لوگوں کو جنت میں ہی نہ جانے دیا۔

☆ ایک صحابی (عمران بن حصین) پورے تیس سال بیمار رہے اور تیس سال ہی اللہ کے فرشتے ان کو سلام کرنے کیلئے آتے رہے۔

؎ خدا کی طرف سے ملا تھا یہ مرتبہ ان کو
محمد کی رفاقت میں نمازیں تھیں نصیب ان کو

☆ حضور علیہ السلام نے ایک کالے رنگ والے موٹے نقش ونگار والے صحابی (جن کا نام سعد تھا) کو فرمایا: شادی کیوں نہیں کرتے عرض کیا! ہمیں کون دیتا ہے۔فرمایا جس کو کہے گا وہی دے گا۔اس نے کسی قبیلے کے سردار کا نام لے لیا۔آپ نے فرمایا: جا اسے جا کر میرا پیغام دے اور رشتہ مانگ۔وہ گئے' سردار کو ملے تو وہ حیران و پریشان ہو گیا کہ میری حور جیسی لڑکی ہے تو کیا اس کو دے دوں لیکن اس کی لڑکی نے عرض کیا۔ابا جان۔

؎ میں نے مانا رنگ کالا حسن میں بھی ماند ہے
بھیجنے والا تو ابا چودھویں کا چاند ہے
تیری لڑکی اس کے کالے رنگ پر مسرور ہے
کالی کملی والے کی مرضی ہمیں منظور ہے (خلاصہ)

☆ حضرت حنظلہ کو غسل الملائکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب حضور نے جہاد کیلئے اعلان فرمایا تو آپ حالت جنابت میں تھے بغیر غسل کے جہاد کو چل پڑے کہ کہیں جہاد سے بیٹھنے والوں میں سے نہ ہو جاؤں۔چنانچہ اس جنگ میں شہید ہو گئے دیگر تمام شہداء کی لاشیں مل

گئیں مگر ان کی نہ ملی۔حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کو ابھی فرشتے اٹھا کر لے گئے ہیں اور غسل کرا کے لے آئیں گے چنانچہ جب ان کا جسم آیا تو پانی ٹپک رہا تھا۔(کتب احادیث)

☆ حضرت سعد جب بوڑھے ہو گئے اور جوان خون ان کے خلاف ادب باتیں کرنے لگا تو آپ نے فرمایا: كنا نغزوا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مالنا طعام الا ورق الشجرة (نازونعم میں پل کر بھی ہمارے جتنا کام نہ کر سکنے والو! تمہیں کچھ معلوم بھی ہے کہ) ہم نے حضور علیہ السلام کے ساتھ اس حالت میں جہاد کیا ہے کہ کھانے کو صرف درختوں کے پتے ہوتے تھے (پتے کھا کر ہم نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹائے ہیں' محلات گرائے ہیں) اور پتے کھا کھا کر بکری کی مینگنیوں کی طرح ہماری قضائے حاجت ہوتی تھی۔(بخاری' ص ۵۲۸)

☆ اللہ اللہ یہ سرکار کی نگاہ کرم ہی تو تھی کہ ایک شخص آیا تو کافر نے ابھی کلمہ پڑھا ابھی مسلمان ہو کر صحابی ہوا۔ابھی نماز' قرآن' حج وزکوۃ کا موقع ہی نہیں ملا میدان میں گیا شہید ہو گیا۔سرکار نے فرمایا کام تھوڑا کیا ہے اجر زیادہ لے گیا۔(صحاح ستہ)

☆ اہل بیت کشتی ہے اور صحابہ ستارے' اگر کشتی ہو تو ڈوب جانا پکا۔زندگی کا سفر اہل بیت کی محبت کی کشتی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رہنمائی حاصل کر کے کرو نہ ڈوبو گے نہ بھٹکو گے۔رات کے اندھیرے میں سمت معلوم کرنی ہو تو ستاروں سے ہی معلوم کی جاتی تھی اور دنیا کے اندھیرے میں ہدایت کی سمت معلوم کرنے کیلئے ہمیں ہدایت کے ایک ایک ستارے کی ضرورت ہے۔

؎ کشتی اہل بیت میں ہم ہو گئے سوار — اندھیرا چھا رہا تھا نہ تھا راہ کا پتہ
گم کردہ رہ سفینہ سواروں کے واسطے — بس بن گئے نجوم صحابہ دلیل رہ
خوف وخطر سے بچ کر کنارے لگے جو ہم — حل ہو گیا وہی جو تھا پیچیدہ مسئلہ
ثابت ہوا کہ پار اتر سکتے ہیں جبھی — پکڑے جب اہل بیت وصحابہ کا واسطہ

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ السلام نے کن کن جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے؟ فرمایا:

Scanned with CamScanner

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هٰكذا بيده ويدى اقصر من يده (ابن ماجه، ص ۲۳۴)

میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے اس طرح ہاتھ سے اشارہ فرمایا (پھر معاً خیال آیا کہ حضور کا ہاتھ سے اشارہ کرنا اور میرا ہاتھ سے اشارہ کرنا کوئی اس میں مماثلت کا نہ سوچ لے لہٰذا فوراً فرمایا) اور میرا ہاتھ تو آپ کے ہاتھ سے بہت چھوٹا ہے۔

☆ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک صحابی ہر جمعہ کو کسی دیہات سے آتے اور بازار میں جو بھی نئی چیز دیکھتے ادھار ہی خرید لاتے اور دکاندار سے فرماتے کہ پیسے حضور علیہ السلام سے لے لینا۔

حضور نے ان سے پوچھا اگر تیرے پاس پیسے نہیں ہوتے تو نہ لایا کرو مجھے کوئی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ یہ تکلف کیا ہے؟ نہ تو مجھ سے اجازت لیتا ہے۔ عرض کیا حضور! میں جب بھی بازار میں کوئی نئی چیز دیکھتا ہوں تو میرا دل یہ چاہتا ہے کہ پہلے میرے آقا اس کو استعمال کریں پھر کوئی اور۔ اور جیب چونکہ اجازت نہیں دیتی لہٰذا ادھار ہی لے آتا ہوں۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا جس نے جنتی دیکھنا ہو اس کو دیکھ لے۔

محبت کے تقاضے

معلوم ہوا محبت یہ نہیں دیکھتی کہ محبوب نے کہا ہے یا نہیں کہا۔ لہٰذا حضور کی ولادت کی خوشی میں جتنے انتظام کیے جاتے ہیں (شریعت کے مطابق) وہ اسی مد میں آئیں گے۔

آپ کا بچہ بول بھی نہ سکتا ہو لیکن آپ اس کی محبت میں کھلونے لے آتے ہیں کیا اس نے آپ کو کہا تھا؟

اور جہاں کہنا پڑے وہاں پھر محبت نہیں ہوتی بلکہ مجبوری ہوتی ہے۔ کیا حضور علیہ السلام نے حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا تھا کہ میرا لعاب اور مستعمل پانی اپنے چہروں پہ ملو اور خبردار اسکو زمین پر نہ گرنے دینا۔

بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت بظاہر محبوب کے حکم کے خلاف بھی کرا دیتی ہے لیکن محبوب پھر بھی ناراض نہیں ہوتا کیونکہ ادب کا تقاضا وہی تھا جو کیا گیا۔ اگر چہ محبوب نے فرما ہی دیا ہو کہ یوں کرو مگر محبت نے نہ کرنے دیا۔ اسی حدیبیہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے حضرت

علی کو فرمایا تھا کہ کافر اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ صلح نامے میں محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے ہوتے تو پھر جھگڑا کیا تھا لہٰذا محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ لکھو اور رسول اللہ مٹا دو تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا خدا کی قسم میں نہیں مٹاؤں گا۔ یہی محبت تھی اور یہی ادب تھا۔

یہ تو ایسے ہی ہو گیا کہ کسی نے ملازم رکھا ہوا اور اس کو لکھ کر دے دیا ہو کہ تو نے یہ یہ کام کرنے ہیں۔ ایک دن اچانک مالک کا ایکسیڈنٹ ہو جائے اور وہ ملازم کو کہے مجھے ہسپتال پہنچا دو تو ملازم فہرست دیکھنی شروع کر دے کہ اس میں یہ تو نہیں لکھا ہوا کہ جب میرا ایکسیڈنٹ ہو گا تو تو نے مجھے ہسپتال پہنچانا ہے۔ اتنے میں وہ بیچارا بجائے ہسپتال پہنچنے کے قبرستان پہنچ جائے۔

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آقا نے فرمایا تو نہیں کہ میری آمد کے دن راستے سجایا کرو، جھنڈیاں لگایا کرو لیکن ہم پھر بھی کرتے ہیں تو صرف آپ کی محبت کیلئے۔ اگر حکم رسول کی بظاہر نافرمانی محبت ہو سکتی ہے تو یہاں تو منع کا حکم ہی نہیں ہے بلکہ چرچے کرنے کا اور خوشیاں منانے کا حکم ہے۔ فليفرحوا. واما بنعمة ربك فحدث ۔ (قارئین کرام آج چونکہ ۹ ربیع الاول ہے اور آج میں نے دار العلوم حزب الاحناف کے سامنے دعوت اسلامی کے طلباء کا جشن عید میلاد النبی کے سلسلہ میں ایمان افروز جلوس دیکھا تو ذہن اس طرف متوجہ ہو گیا اور شان صحابہ میں عید میلاد النبی ﷺ پر تھوڑا سا بلا ارادہ لکھا گیا۔ اسکو بے احتیاطی سمجھ لیں یا پھر جو چاہیں نام دے لیں لیکن ایک بات پکی ہے اور وہ یہ کہ

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

اس تناظر میں اہل محبت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند ایمان افروز واقعات ''صحابہ کا عشق رسول'' کتاب سے آپ کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

جب بچے ایسے ہیں تو بڑے کیسے ہوں گے؟:

غابہ مدینہ طیبہ سے چار پانچ میل پر ایک آبادی ہے۔ وہاں حضور اکرم ﷺ کے کچھ اونٹ چرا کرتے تھے۔ کافروں کے ایک مجمع کے ساتھ عبدالرحمٰن فزاری نے ان کو لوٹ لیا جو

Scanned with CamScanner

صاحب چراتے ان کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ یہ لٹیرے لوگ گھوڑے پر سوار تھے اور ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ اتفاقاً حضرت سلمہ بن اکوع صبح کے وقت پیدل تیر کمان لئے ہوئے غابہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان لٹیروں پر نظر پڑی بچے تھے دوڑتے بہت تھے کہتے ہیں کہ ان کی دوڑ ضرب المثل اور مشہور تھی یہ اپنی دوڑ میں گھوڑے کو پکڑ لیتے تھے اور گھوڑا ان کو پکڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تیر اندازی میں بہت مشہور تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوع نے مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ کر لوٹ کا اعلان کیا اور تیر کمان ساتھ تھی ان لٹیروں کے پیچھے دوڑ لئے حتیٰ کہ ان کے پاس تک پہنچ گئے اور تیر مارنے شروع کئے اور اس پھرتی سے دمادم تیر برسائے کہ وہ لوگ بڑا مجمع سمجھے اور چونکہ خود تنہا تھے اور پیدل بھی تھے اس لئے جب کوئی گھوڑا لوٹا کر پیچھا کرتا تو کسی درخت کی آڑ میں چھپ جاتے اور آڑ میں سے اس کے گھوڑے کو تیر مارتے جس سے وہ زخمی ہو جاتا اور وہ اس خیال سے واپس جاتا کہ گھوڑا اگر گیا تو میں پکڑا جاؤں گا۔ حضرت سلمہ کہتے ہیں کہ غرض وہ بھاگتے رہے اور میں پیچھا کرتا حتیٰ کہ جتنے اونٹ انہوں نے حضور کے لوٹے تھے وہ میرے پیچھے ہو گئے اور اس کے ساتھ تیس برچھے اور تیس چادریں وہ اپنی چھوڑ گئے اتنے میں عینیہ بن حصن کی ایک جماعت مدد کے طور پر ان کے پاس پہنچ گئی اور ان لٹیروں کو قوت حاصل ہو گئی۔ یہ بھی ان کو معلوم ہو گیا کہ میں اکیلا ہوں۔ ان کے کئی آدمیوں نے مل کر میرا پیچھا کیا میں ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہ بھی چڑھ گئے۔ جب میرے قریب ہو گئے تو میں نے کہا کہ ذرا ٹھہرو! پہلے میری ایک بات سنو! تم مجھے جانتے بھی ہو کہ میں کون ہوں؟ انہوں نے کہا کہ بتا تو کون ہے میں نے کہا کہ میں ابن الاکوع ہوں اس ذات پاک کی قسم جس نے محمد ﷺ کو عزت دی تم میں سے کوئی اگر مجھے پکڑنا چاہے تو نہیں پکڑ سکتا اور میں تم میں سے جس کو پکڑنا چاہوں وہ مجھ سے ہرگز نہیں چھوٹ سکتا۔ ان کے متعلق چونکہ عام طور سے یہ شہرت تھی کہ بہت زیادہ دوڑتے ہیں حتیٰ کہ عربی گھوڑا بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ دعویٰ کچھ عجیب نہیں تھا۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں اسی طرح ان سے بات چیت کرتا رہا اور میرا مقصود یہ تھا کہ ان لوگوں کے پاس تو مدد پہنچ گئی ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے میری مدد بھی آ جائے کہ میں بھی مدینہ میں اعلان کر کے آیا تھا۔ غرض ان سے اسی طرح میں بات کرتا رہا اور درختوں کے درمیان سے مدینہ منورہ کی طرف غور سے دیکھتا تھا کہ

مجھے ایک جماعت گھوڑے سواروں کی دوڑ کر آتی ہوئی نظر آئی ان میں سب سے آگے اخرم اسدی تھے۔ انہوں نے آتے ہی عبدالرحمٰن فرازی پر حملہ کیا اور عبدالرحمٰن بھی ان پر متوجہ ہوا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن کے گھوڑے پر حملہ کیا اور پاؤں کاٹ دیئے جس سے اس کا گھوڑا گرا اور عبدالرحمٰن نے گرتے ہوئے ان پر حملہ کر دیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور عبدالرحمٰن فوراً ان کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ان کے پیچھے ابوقتادہ تھے فوراً انہوں نے حملہ شروع کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے ابوقتادہ کے گھوڑے کے پاؤں پر حملہ کیا جس سے وہ گرے اور گرتے ہوئے انہوں نے عبدالرحمٰن پر حملہ کیا جس سے وہ قتل ہو گیا اور ابوقتادہ فوراً اس کے گھوڑے پر (جو پہلے اخرم اسدی کا تھا اور اب اس پر عبدالرحمٰن سوار ہو رہا تھا) سوار ہو گئے۔ (ابوداؤد)

حضرت کعب اور ان کے ساتھیوں کی دردناک کہانی ان کی اپنی زبانی:

تین صحابی حضرت کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم بغیر کسی قوی عذر کے سستی کے باعث جنگ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل کے ساتھ خود ہی بیان فرماتے ہیں کہ میں جنگ تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا مالدار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا اس وقت میرے پاس خود ذاتی دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹنیاں نہ ہوئی تھیں۔ جنگ تبوک کے موقع پر چونکہ سفر دور کا تھا اور گرمی بھی شدید تھی اس لئے حضور ﷺ نے صاف اعلان فرما دیا تاکہ لوگ تیاری کر لیں چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور کے ساتھ ہو گئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اگر چھپنا چاہتا کہ میں نہ جاؤں اور پتہ نہ چلے تو ہو سکتا تھا اس کے ساتھ ہی پھل بالکل پک رہے تھے میں بھی سامان سفر کی تیاری کا ارادہ صبح ہی سے کرتا مگر شام ہو جاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ میں اپنے دل میں خیال کرتا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب پختہ ارادہ کروں گا تیاری فوراً ہو جائے گی۔ اسی طرح دن گزرتے گئے حتیٰ کہ حضور ﷺ روانہ بھی ہو گئے اور مسلمان آپ کے ساتھ ساتھ تھے مگر میرا سامان سفر تیار نہ ہوا۔ پھر مجھے یہ خیال آتا رہا کہ ایک دو روز میں تیار ہو کر لشکر سے جا ملوں گا۔ اسی طرح آج کل پر ٹالتا رہا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے تبوک پہنچنے کا زمانہ آ گیا۔ اس وقت میں نے کوشش

بھی کی مگر سامان نہ ہو سکا۔ اب جب مدینہ منورہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا یا معذور تھے۔ ادھر حضور علیہ السلام نے تبوک پہنچ کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں پڑتے کیا بات ہوئی؟ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ! اس کو مال و جمال کے فخر نے روکا حضرت معاذ نے فرمایا کہ غلط کہا۔ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلے آدمی ہیں مگر حضور ﷺ نے بالکل سکوت فرمایا اور کچھ اظہار نہ فرمایا حتیٰ کہ چند روز میں حضور کی واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم ہوا اور فکر پیدا ہوئی۔ دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے جان بچالوں گا۔ پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور تشریف لے ہی آئے تو میرے دل نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دیگی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی۔ حضور کی عادت تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں۔ چنانچہ حسب معمول حضور تشریف لائے تو مسجد میں تشریف لے گئے اور وہاں تشریف فرما رہے اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے حضور ﷺ ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے کہ اتنے میں میں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضور نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! آپ نے اعراض کیوں فرمالیا۔ خدا کی قسم میں نہ تو منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے۔ ارشاد فرمایا کہ یہاں آ' میں قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا تجھے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصے سے کوئی نا کوئی بات بنا کر خلاصی پالیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ نے عطا فرمایا ہے لیکن یا رسول اللہ! آپ کے متعلق مجھے علم ہے کہ آپ کے سامنے جھوٹ نہیں چل سکتا۔ یا رسول اللہ! بے شک آپ کو غصہ آ رہا ہے لیکن قریب ہے خدا کی ذات پاک آپ کے عتاب کو زائل کردے گی۔ حضور میں سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ! مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سے پہلے نہ ہوا تھا۔

حضور نے فرمایا اس نے سچ کہا۔ پھر فرمایا کہ اچھا اٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ حق تعالیٰ خود فرمائے گا۔ میں وہاں سے اٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تو نے اس سے پہلے کبھی کوئی گناہ نہ کیا۔ اگر تو کوئی عذر کر کے حضور سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور کا استغفار تیرے لئے کافی تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ دو شخصوں کے ساتھ اور بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو بھی ملا ہے جو تجھ کو ملا۔ ایک ہلال بن امیہ دوسرے مرارہ بن ربیع میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔ حضور ﷺ نے ہم تینوں سے بولنے کی بھی ممانعت فرمادی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے۔ اب اس ارشاد کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیل اس طرح کرکے دکھادی کہ کعب فرماتے ہیں کہ حضور کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کیا۔ گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے ہمیں تنگ معلوم ہونے لگی سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ درو دیوار بیگانے ہوگئے مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی کہ میں اس حال میں مرگیا تو حضور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور کا وصال شریف ہوگیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ایسا ہی رہوں گا نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا نہ میری نماز جنازہ پڑھے گا کہ حضور کے ارشاد کے خلاف کون کرسکتا ہے۔ غرض ہم تینوں نے پچاس دن اسی حال میں گزارے۔ میرے دونوں ساتھی شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں سب میں قوی تھا۔ چلتا پھرتا بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا۔ حضور کی مجلس میں حاضر ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور کے لب مبارک جواب کیلئے ہلے یا نہیں؟ نماز کے بعد حضور کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ جب میں مشغول ہوتا تو حضور مجھے دیکھتے اور جب میں ادھر متوجہ ہوتا تو حضور منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرمالیتے۔ غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کردینا مجھ پر بہت ہی بھاری ہوگیا تو میں ابوقتادہ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے رشتہ کے چچا زاد بھائی تھے اور مجھ سے تعلقات بہت ہی

Scanned with CamScanner

زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا تو انہوں نے بھی سلام کا جواب نہ دیا میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔ انہوں نے اس کا جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ ہی رہے میں نے تیسری مرتبہ قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا۔ اللہ جانے اور اس کا رسول یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اسی دوران میں ایک مرتبہ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتائے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا۔ وہ نصرانی میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تمہارے آقا نے تجھ پر ظلم کر رکھا ہے تجھے اللہ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور ضائع نہ کرے تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے یہ خط پڑھ کر انا للہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے ہیں اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی تدبیریں ہونے لگی ہیں۔ یہ ایک مصیبت اور آئی اور اس خط کو میں نے ایک تنور میں پھینک دیا اور حضور سے جا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! اب تو آپ کے اعراض کی وجہ سے کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے۔ اسی حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور کا قاصد میرے پاس حضور کا یہ ارشاد والا لے کر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے اس کو طلاق دیدوں؟ کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کر لو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی ان ہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا جب تک اللہ تعالیٰ اس امر کا فیصلہ نہ فرمائے وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کا کچھ کام کاج کر دیا کروں حضور نے فرمایا: اچھا اس بات کی تمہیں اجازت ہے مگر قربت نہ ہو انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اس بات کی طرف تو ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا ہے آج تک ان کا وقت روتے ہی

گزر رہا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں کہ اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت میل جول چھوٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے۔ پچاسویں دن صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت غمگین بیٹھا ہوا تھا کہ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعب خوشخبری ہو تم کو میں اتنا ہی سنکر سجدہ میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہو گئی۔ حضور ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد ہماری معافی کا اعلان فرمایا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی جو سب سے پہلے پہنچ گئی۔ اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار بھاگے ہوئے آئے میں نے اپنے پہننے کے کپڑے اس بشارت دینے والے کی نذر کیے اور پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لے کر لوگ گئے۔ میں جب مسجد نبوی میں گیا تو وہ لوگ جو خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ مبارکباد دینے کیلئے دوڑے اور سب سے پہلے ابوطلحہ نے بڑھ کر مبارکباد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا۔ میں نے حضور کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرۂ انور کھل رہا تھا اور خوشی کے انوار چہرۂ مبارک سے ظاہر ہو رہے تھے۔ حضور کا چہرۂ مبارک خوشی کے وقت چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری جتنی جائیداد ہے وہ سب اللہ کے راستہ میں صدقہ ہے (اس لئے کہ یہ امارت و ثروت ہی اس مصیبت کا سبب بنی تھی) حضور نے فرمایا کہ اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے کچھ حصہ میرے پاس بھی رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی اس لئے میں نے عہد کر لیا ہمیشہ سچ ہی بولوں گا۔ (بخاری شریف، ص ۶۷۵، ج ۲، درمنثور، فتح الباری، روح البیان)

حضور کے مقابلے میں بیٹے کی تلوار باپ کے سر پر:

۵ھ میں بنوالمصطلق کی مشہور جنگ ہوئی اس میں ایک مہاجر اور ایک انصاری کی باہم لڑائی ہو گئی۔ معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دو فریق ہو گئے۔ قریب تھا کہ آپس میں لڑائی ہو جائے مگر بعض لوگوں نے درمیان میں پڑ کر صلح کرا دی۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ

اسلام ظاہر کرتا تھا اس لئے اس کے ساتھ خلاف کا برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہی اس وقت منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ تھا۔ اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا دھرا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں ٹھکانہ دیا اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھا آدھ بانٹ دیا۔ اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو ابھی سب چلے جائیں اور یہ بھی کہا کہ خدا کی قسم اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم نوعمر بچے تھے۔ وہاں موجود تھے یہ سن کر تاب نہ لا سکے کہنے لگے خدا کی قسم تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ تیرا کوئی حمایتی نہیں اور محمد ﷺ عزت والے ہیں۔ رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا اچھا چپ رہ میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا مگر حضرت زید نے جا کر حضور اقدس ﷺ سے عرض کر دیا۔ حضرت عمر نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اڑا دی جائے مگر حضور نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضور تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی ایسا لفظ نہیں کہا ہے۔ زید نے جھوٹ نقل کر دیا ہے۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے بھی سفارش کی کہ یا رسول اللہ عبداللہ قوم کا سردار ہے۔ بڑا آدمی شمار ہوتا ہے ایک بچہ کی بات اس کے مقابلے میں قابل قبول نہیں ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہو یا سمجھنے میں۔ حضور نے اس کا عذر قبول فرما لیا۔ حضرت زید کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے آپ کو سچا ثابت کر دیا اور مجھے کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زید کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا راز کھل گیا۔ حضرت زید کی وقعت موافق ومخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہو گیا عبداللہ بن ابی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ تھا اور یہ پکے مسلمان اور سچے عاشق رسول تھے جنگ سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے اس وقت تک مدینہ میں داخل ہونے نہیں دوں گا جب تک تو اس کا اقرار نہ

کرے کہ تو ذلیل ہے اور محمد ﷺ عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ یہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور کے مقابلے میں باپ کی کوئی عزت ومحبت دل میں نہ رہی۔ آخر اس نے مجبور ہو کر اقرار کیا کہ واللہ میں ذلیل ہوں اور محمد ﷺ عزیز ہیں اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکا۔ (تاریخ خمیس وغیرہ)

اسی طرح جنگ بدر میں کفار کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ جب میدان میں نکلا تو اس کے فرزند حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اس کے مقابلے کو نکلے مگر رحمت عالم نے اس کو گوارا نہیں فرمایا کہ بیٹے کی تلوار باپ کے خون سے رنگین ہو اس لئے ابوحذیفہ مقابلہ سے ہٹا دیئے گئے اور عتبہ بن ربیعہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلوار سے قتل ہوا۔ (سیرت ابن ہشام)

حضور علیہ السلام کے بستر پہ باپ کو نہ بیٹھنے دیا:

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان صلح حدیبیہ کے زمانے میں مدینہ آئے اپنی بیٹی سے ملنے گئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو بی بی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر الٹ دیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے حبیب کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو اس لئے تم اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابوسفیان کو اس سے بڑا رنج ہوا مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں جو عظمت ومحبت رسول تھی۔ اس کے لحاظ سے وہ کب برداشت کر سکتی تھیں؟ کہ بستر نبوت پر ایک مشرک بیٹھے۔ اللہ اکبر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت ومحبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا کیونکہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے تو چھوٹ جائے مگر عظمت مصطفیٰ اور محبت رسول کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

آیت نمبر ۸:

ان الذین سبقت لهم منا الحسنیٰ اولئك عنها مبعدون (الانبیاء:۱۰۱)

بے شک جن کیلئے ہماری طرف سے بھلائی (جنت) مقدر ہو چکی ہے وہ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر دوران خطبہ سوال کیا گیا کہ یہ آیت کن کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ابو بکر منهم، عمر منهم،

عثمان منهم، طلحه منهم، زبیر منهم جن سے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ اللہ نے فرمایا۔
ان میں ابوبکر بھی ہیں عمر بھی ہیں، عثمان وطلحہ وزبیر بھی ہیں۔ (تفسیر مظہری)

دس وہ قطعی جنتی اصحاب خیرالمرسلین　　خدمت دین سے ہے گویا جن کی جنت زرخرید
ہیں وہ بوبکر وعمر، عثمان وحیدر اور زبیر　　بوعبیدہ، سعد و طلحہ، عبد رحمان و سعید

ابو بکر فی الجنة، عمر فی الجنة........... (مشکوٰۃ، مناقب عشرہ مبشرہ)

مذکورہ آیت کے علاوہ اس سے اگلی آیات بھی انہی خوش نصیبوں کے بارے میں ہیں۔
تتلقهم الملائكة۔ فرشتے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کریں گے اور تمام فرشتوں جن کا استقبال کریں گے ان کے قائد صدیق اکبر ہوں گے۔

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہمارا عقیدہ "آواز آئی" پر مبنی نہیں بلکہ قران پاک کی آیات پر مبنی ہے۔ میرے رسول نے کسی پلید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا نہیں اور اگر لے لیا ہے تو پھر اس کو پلید رہنے دیا نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبروں سے اٹھتے جائیں گے اور فرشتے ان کا استقبال بھی کریں گے اور یہ خوشخبری بھی سنائیں گے۔ هٰذا یومکم الذی کنتم توعدون۔ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (کہ اس دن تمہاری عزت افزائی ہوگی۔ تم نے ہمارا وعدہ پورا کیا ان تنصروا اللہ۔ کہ جانیں دیگر بھی نبی کا جھنڈا نیچے نہیں ہونے دیا۔ اب ہم تمہاری عظمت کے جھنڈے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لہراتے رہیں گے۔ فاذکرونی اذکرکم۔

؎ سرور عالم پہ جو جان فدا کرتے ہیں
سرور عالم بھی انہیں کچھ تو دیا کرتے ہیں

سبحان اللہ! حضرت جعفر کو نوے زخم لگے اور سب سینے پہ ایک بھی پشت پہ نہیں لگا۔
(بخاری ج ۲، ص ۶۱۱)

اور حضرت خالد بن ولید کے ہاتھ میں غزوۂ موتہ کے دن سات تلواریں ٹوٹیں۔ (ایضاً)

اشارات:

☆ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بڑے مالدار، خوش لباس

اور شہزادوں کی طرح رہتے تھے اور اسلام قبول کر کے ہجرت کی تو حالت یہ تھی کہ چمڑے کا لباس پہن رکھا ہے۔ حضور علیہ السلام ایک دن ان کو دیکھ کر رو پڑے کہ کہاں وہ شہزادگی اور کہاں یہ حالت۔ (مراۃ ص ۱۴۳، ج ۲)

☆ حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ کوئی صحابی سخاوت میں مشہور کوئی عدل میں کوئی صداقت میں کوئی شجاعت میں کیا کوئی ایسی صفت بھی ہے جس میں تمام صحابہ برابر کے شریک ہوں فرمایا! ہاں ہے اور وہ دیوانگی ہے کہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ٹوٹ ٹوٹ کر محبت کرنا۔ حضور کا نام آتے ہی آنکھیں بہنے لگتیں۔

پوچھا گیا کہ اگر آج صحابہ ہوتے تو وہ ہمارے بارے میں حضور علیہ السلام کی نسبت کیا فرماتے فرمایا یہ کہ ہمیں حضور سے محبت ہی نہیں (یعنی یہ نسبت ان کے) (شفا شریف)

مثلاً دیکھو! حضور علیہ السلام منبر پہ جلوہ گر ہو کر وعظ فرما رہے ہیں ایک شخص کو بیٹھنے کا حکم دیا تو عبداللہ بن مسعود مسجد کے دروازے پہ تھے اور وہیں بیٹھ گئے حالانکہ ان کو حضور نے نہیں فرمایا تھا لیکن آواز تو ان کے کانوں تک بھی پہنچی تھی پھر بھلا کیوں نہ عمل کرتے۔ چنانچہ حضور نے دیکھ لیا اور حضرت عبداللہ کو آگے بلا لیا۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۲۴)

بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ایک صحابی کو گھر میں حضور علیہ السلام کی آواز پہنچی تو وہ وہیں گھر میں ہی بیٹھ گئے۔ بعض صحابہ کے بارے میں ہے کہ درخت کے نیچے سے اونٹنی پر سوار ہو کر گزر رہے ہیں حالانکہ ٹہنیاں سر سے بہت اونچی ہیں مگر جھک رہے ہیں کہ حضور نے ایسا ہی کیا تھا۔ بعض وضو کر کے مسکرا رہے ہیں وجہ پوچھی تو فرمایا: حضور نے ایک بار ایسا کیا تھا۔

؎ مجھے کیا غرض تھی رکوع کی مجھے ہوش کب تھی سجود کی
کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

☆ لوگ کہتے ہیں کہ زلفوں کی بات کرنا چہرے کی بات کرنا اس میں کیا رکھا ہے حالانکہ اگر اس میں کچھ نہ رکھا ہوتا تو خدا والضحیٰ واللیل اذ سجیٰ نہ فرماتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص ان باتوں کا تذکرہ نہ کرتے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام جب مکہ میں (فتح مکہ کے موقع پر) تشریف لاتے تو آپ کی زلفوں کے چار گچھے بنے ہوئے تھے۔

اگران باتوں سے کوئی حکم نہیں ملتا تو کیا ہوا ان باتوں سے محبت مصطفیٰ ملتی ہے اور ایمان کو جلا ملتی ہے اور یہ ان سے پوچھو جو سرکار کے ایک ایک بال پر دو جہاں قربان کرنے کو تیار ہیں۔

☆ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے حضرت ابوبکر اور ایک اور صحابی گزرے تو انصار رو رہے تھے فقال ما یبکیم آپ نے پوچھا رونے کا سبب کیا ہے؟ قالوا ذکرنا مجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ عرض کیا: حضور کی مجلسوں کو یاد کر کے رو رہے ہیں کہ کبھی حضور ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے (اور اب سرکار بیمار ہونے کی وجہ سے گھر میں تشریف فرما ہو گئے ہیں) حضرت ابوبکر نے انصار کے یہ جذبات حضور کی بارگاہ میں پہنچائے تو آقا علیہ السلام سر پر پٹی باندھ کر باہر تشریف لائے۔ حضور باہر آئے تو سکون صحابہ کے دلوں کے اندر اتر گیا۔

(بخاری ج ا ص ۵۳۶)

☆ ایک صحابی نے ایک جنگ کے دوران ایک چادر اوڑھی جس کو دیکھ کر حضور علیہ السلام کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضور نے ابھی فرمایا کچھ نہیں لیکن صحابی نے چادر کو جلا دیا کہ جو رنگ حضور کو ناپسند ہے اس کو میں دیکھنا بھی نہیں چاہتا چہ جائیکہ کندھوں پہ سجا رکھوں۔

☆ ایک صحابی نے سونے کی انگوٹھی اتار کر پھینک دی اور صحابہ کے کہنے کے باوجود کہ حضور کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اس سے کوئی اور کام بھی نہ لو بلکہ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اس کو پہنو مت۔ انہوں نے کہا، جو بھی مطلب تھا جس کو آقا نے ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا ہے اب میں اس کو نہیں اٹھاؤں گا۔

☆ ایک صحابی نے خوبصورت مکان بنایا جس کو دیکھ کر حضور ﷺ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ صحابی کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس مکان کو گرا دیا۔ (مشکوٰۃ) وہ بنگلہ جس میں حضور کی ناراضگی ہو بھلا اس کلی کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ جس پر حضور کی نگاہ کرم ہو۔

قال ابن عباس یوم الخمیس و ما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جمعرات اور کیا (قیامت) ہے جمعرات پھر اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے کنکریاں بھیگ گئیں۔ کیوں؟ اس لیے اشتد برسول اللہ وجعہ۔

حضور علیہ السلام کی بیماری میں اس دن اضافہ ہوا تھا۔ (مسلم شریف ص ۴۲، ص ۴۳ ج ۲)

☆ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں ہجرت کے سفر میں حضور علیہ السلام کو بھوک نے ستایا تو میں نے ایک چرواہے سے دودھ کا پیالا لیا اور آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ فشرب حتی رضیت۔ حضور نے پیا اور میں خوش ہو گیا۔ یہ کیا ہے پی حضور رہے ہیں اور خوش صدیق ہو رہے ہیں۔

محمد کے نقش قدم پر چلیں — صحابی کی عظمت کو قائم رکھیں
صحابہ کا رتبہ ہے سب سے بلند — ہیں دنیا و دیں میں وہی ارجمند
صحابہ نے پھیلایا دین متیں — انہی سے یہ پہنچا کہیں سے کہیں
صحابہ نے چمکایا نور مبیں — منور ہوا اس سے روئے زمیں
مطیع صحابہ مطیع نبی — مطیع ان کا ہے بالیقیں جنتی

(پیر غلام دستگیر نامی علیہ الرحمۃ)

☆ تفسیر کبیر میں ہے کہ احد میں جب کفار نے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہنچانا چاہی تو حضرت طلحہ کا بازو اس طرح شل ہوا کہ جدھر سے تیر حضور علیہ السلام کی طرف آتا تو آپ سے یہ نہ عرض کرتے کہ حضور میرے پیچھے ہو جائیں یا آگے سے ہٹ جائیں بلکہ خود آگے ہو کر حضور کیلئے ڈھال بن جاتے اور عرض کرتے۔

وجھی لوجھك الفداء — نفسی لنفسك الفداء

میرا چہرہ آپ کے چہرے پر قربان، میری جان آپ کی جان پہ نثار اور اس موقع پر تین صحابہ حضور علیہ السلام کا دفاع کرتے کرتے یہ کہتے کہتے شہید ہو گئے۔ وعلیك السلام غیر مودع السلام علیکم آقا ہمیں قیامت کے دن بھلا نہ دینا۔ (تفسیر نعیمی ص ۳۰۲، ج ۴)

لے سجناں اساں توڑ نبھائی جان دتی راہ تیرے
حشر دیہاڑے شرماں تینوں پردے رکھیں میرے

غزوۂ احد میں صحابہ کرام کی جاں نثاریاں

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو کچھ شکست کا سامنا ہوا۔ اس وقت مسلمان چاروں طرف سے کفار کے نرغے میں آ گئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ شہید بھی ہوئے اور کچھ اِدھر اُدھر ہو گئے۔

نبی کریم ﷺ بھی کفار کے ایک جتھے کے نرغے میں آ گئے اور کفار نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔

صحابہ اس خبر سے بہت پریشان حال تھے اور اسی وجہ سے بہت سے صحابہ بھی اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب کفار نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور حضور ﷺ میری نظر سے اوجھل ہو گئے تو میں نے آپ کو اول زندوں میں تلاش کیا نہ پایا پھر شہدا میں جا کر تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ حضور ﷺ لڑائی سے بھاگ جائیں۔ بظاہر حق تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر ناراض ہوا اس لئے اپنے پاک رسول ﷺ کو آسمان پر اٹھا لیا اس لئے اب اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ میں تلوار لے کر کافروں کے جتھے میں گھس جاؤں۔ یہاں تک کہ مارا جاؤں۔ میں نے تلوار لے کر حملہ کیا۔ یہاں تک کہ کفار بیچ میں سے ہٹتے گئے۔ میری نگاہ حضور اکرم ﷺ پر پڑ گئی تو مجھے بے حد مسرت ہوئی اور میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب کی حفاظت کی۔ میں حضور ﷺ کے پاس جا کر کھڑا ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا علی ان کو روکو۔ میں نے تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا اور ان کے منہ پھیر دیئے اور بعضوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور جماعت حضور ﷺ کی طرف بڑھی۔ آپ نے پھر حضرت علی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے پھر تنہا اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل نے آ کر حضرت علی کی اس جوانمردی اور مدد کی تعریف کی تو حضور ﷺ نے فرمایا انہ منی وانا منہ۔ بیشک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ یعنی کمال اتحاد کی طرف اشارہ فرمایا تو حضرت جبرائیل نے عرض کیا۔ وانا منکما اور میں تم دونوں سے ہوں۔

غلامانِ مصطفیٰ کی خدمت فرشتے کرتے ہیں:

جنگ احد کے ایام میں حنظلہ بن ابی عامر ؓ کی شادی ہوئی تھی جس رات آپ اپنی دلہن کو بیاہ کر لائے تھے۔ اسی رات حضور ﷺ کی طرف سے منادی ہو گئی کہ کفار مکہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے والے ہیں ان کے مقابلے کیلئے میدان جہاد میں چلو۔ حضرت حنظلہ ؓ باوجودیکہ نوجوان تھے اور شادی کی پہلی شب تھی مگر حضور ﷺ کی طرف سے اعلان جہاد سن کر سب کچھ بھول گئے اور اپنی دلہن کو بھی نظر انداز کیا گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ

سب سے بیگانہ رہے یار وشناسا تیرا — حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

میدان جہاد میں چلنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس محویت کے عالم میں آپ کو اپنے غسل کرنے کی ضرورت بھی یاد نہ رہی اسی حالت میں معرکہ جنگ میں تشریف لے گئے اور اسی دن حضور ﷺ کے سامنے شہید بھی ہو گئے۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو شہدا کی لاشیں جمع کرنے کا حکم نبوی ہوا۔ سب لاشیں مل گئیں مگر حضرت حنظلہ کی لاش مبارک نہ ملی یکایک حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ حضرت حنظلہ کی لاش فرشتے اوپر لے جا کر ایک نورانی تخت پر لٹا کر آبِ رحمت سے غسل دے رہے ہیں اسی دن سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہوا۔ (مواہب لدنیہ ص ۹۴ ج ۱ اچھی حکایات دوم)

مبارک جذبے اور شہادت کی دُعائیں:

حضرت عبداللہ بن جحش ؓ نے غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے کہا کہ اے سعد! آؤ مل کر دعا کریں ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق دعا کرے اور دوسرا آمین کہے۔ پھر دونوں حضرات نے ایک کونے میں جا کر دعا کی۔ اول حضرت سعد نے دعا کی۔ یا اللہ جب کل لڑائی ہو تو میرے مقابلہ میں ایک بڑے بہادر کو مقرر فرمانا میں اس کو تیرے راستے میں قتل کروں۔ حضرت عبداللہ نے آمین کہی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ نے دعا کی۔ اے اللہ! کل میدان جہاد میں ایک بہادر سے مقابلہ کرا جو سخت حملہ کرنے والا ہو میں اس پر شدت سے حملہ کروں وہ بھی مجھ پر زور سے حملہ کرے اور میں بہتوں کو قتل کر کے پھر خود بھی شہید ہو جاؤں اور شہید ہونے کے بعد کافر میرے ناک کان کاٹ لیں پھر قیامت میں جب تیرے

Scanned with CamScanner

حضور پیش کیا جاؤں تو تو فرمائے عبداللہ! تیرے ناک کان کیوں کاٹے گئے تو میں عرض کروں یااللہ تیرے اور تیرے رسول کے راستے میں کاٹے گئے اور تو کہے کہ سچ ہے۔ میرے ہی راستے میں کاٹے گئے حضرت سعد نے آمین کہی۔ دوسرے دن لڑائی ہوئی تو دونوں حضرات کی دعائیں اسی طرح قبول ہوئیں جس طرح مانگی تھی۔ (کنزالعمال۔اسدالغابہ وغیرہ)

سینے پہ تسلی کو تیرا ہاتھ دھرا ہو:

جنگ احد کی ہل چل اور بدحواسی میں جب مہر رسالت کو ہجوم کفار کے لشکر نے گھیر لیا اور اس وقت سیّد المحبوبین نے پکارا کہ کون مجھ پر جان دیتا ہے" تو حضرت زیاد بن سکن چند انصاریوں کو لے کر یہ خدمت ادا کرنے کیلئے بڑھے۔ ہر ایک نے جاں بازی سے لڑتے ہوئے اپنی جان فدا کردی مگر ایک زخم بھی رحمت عالم کو لگنے نہیں دیا اور زیاد بن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ زخموں سے چور چور ہو کر دم توڑ رہے تھے۔ رحمت عالم نے حکم دیا کہ ان کا لاشہ میرے قریب لاؤ۔ لوگ اٹھا کر لائے ابھی کچھ کچھ جان باقی تھا۔ آپ نے زمین پر گھسٹ کر اپنا منہ محبوب خدا کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ (مسلم' غزوہ' احد) سبحان اللہ! اس موت پر ہزاروں زندگیاں قربان۔

؎ تیرے قدموں پہ سر ہو اور تار زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے' یہی مرنے کا حاصل ہے

حضور علیہ السلام کے بغیر زندہ رہنے کا کیا مزہ؟:

حضرت انس بن نضر جو حضرت انس بن مالک کے چچا تھے لڑتے بھڑتے بہت آگے نکل گئے۔ دیکھا کہ کچھ لوگوں نے ہتھیار پھینک دیے ہیں۔ انس بن نضر نے پوچھا کہ یہاں تم لوگ کیا کرتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ کا کچھ پتہ نہیں چلتا! لوگوں نے کہا اب لڑ کر کیا کریں گے؟ جن کیلئے لڑتے تھے وہی نہیں رہے۔ ہم نے سنا ہے کہ رحمت عالم شہید ہو گئے۔ انس بن نضر یہ سن کر تڑپ گئے اور فرمایا کہ پھر ہم ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے"۔ یہ کہہ کر دشمن کی فوج میں گھس گئے اور لڑ کر شہادت پائی۔ جنگ کے بعد جب ان کی لاش دیکھی گئی تو اسی سے زیادہ تیر تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان تک نہ سکا آخر ان کی بہن نے انگلی دیکھ کر لاش کو

پہچانا۔ (بخاری غزوہ اُحد' ۵۷۸' مسلم' ج ۲' ص ۱۳۸)

شبانی سے کلیمی دو قدم ہے:

حضرت وہب بن قابوس ایک صحابی ہیں جو کسی وقت میں مسلمان ہوئے تھے اور اپنے گھر کسی گاؤں میں رہتے تھے بکریاں چراتے تھے۔ اپنے بھتیجے کے ساتھ ایک رسی میں بکریاں باندھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔ پوچھا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ احد کی لڑائی پر گئے ہوئے ہیں۔ بکریوں کو وہیں چھوڑ کر حضور کے پاس پہنچ گئے۔ اتنے میں ایک جماعت کفار کی حملہ کرتی ہوئی آئی۔ حضور نے فرمایا جوان کو منتشر کردے وہ جنت میں میرا ساتھی ہے۔ حضرت وہب نے زور سے تلوار چلانی شروع کی اور سب کو ہٹا دیا۔ دوسری مرتبہ پھر یہی صورت پیش آئی۔ تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا۔ حضور نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اس کا سننا تھا کہ تلوار لے کر کفار کے جم گھٹے میں گھس گئے اور شہید ہوئے حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ میں نے وہب جیسی دلیری اور بہادری کسی کی بھی کسی لڑائی میں نہیں دیکھی اور شہید ہونے کے بعد حضور کو میں نے دیکھا کہ وہب کے سرہانے کھڑے تھے اور ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ تم سے راضی ہو میں تم سے راضی ہوں اس کے بعد حضور نے خود اپنے دست مبارک سے دفن فرمایا۔ باوجودیکہ اس لڑائی میں حضور ﷺ خود بھی زخمی تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کے عمل پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا وہب کے عمل پر آیا میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ کے یہاں ان جیسا اعمال نامہ لے کر پہنچوں۔ (اصابہ' قرۃ العیون)

صحابیہ کا جذبہ:

یہ جنگ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر میدان میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور ﷺ پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب ابن قمیہ ملعون نے رحمت عالم ﷺ پر تلوار چلادی تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا۔ پھر خود بڑھ کر ابن قمیہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر وہ

ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے بچ گیا۔ اس جنگ میں بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے سر و گردن پر تیرہ زخم لگے تھے۔ حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ احد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے فورا اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا بیٹا اٹھو۔ کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمارہ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا۔ بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا کہ اے ام عمارہ رضی اللہ عنہا! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں بھی آپ کی خدمت گزاری کا شرف عطا فرمائے۔ اس وقت آپ نے ان کیلئے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کیلئے اس طرح دعا فرمائی کہ اللھم اجعلھم رفقائی فی الجنۃ۔ یا اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے۔

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت مجھ پر آ جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

(مدارج النبوۃ' ج ۲' ص ۱۲۶)

مجھے حضور نے بھیجا ہے:

اسی احد کی لڑائی میں حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سعد بن ربیع کا حال معلوم نہیں ہوا کہ کیا گزری ایک صحابی کو تلاش کیلئے بھیجا وہ شہداء کی جماعت میں تلاش کر رہے تھے اور ساتھ آوازیں دے رہے تھے کہ شاید زندہ ہوں پھر بلند آواز سے کہا! مجھے حضور نے بھیجا ہے کہ سعد بن ربیع کی خبر لاؤں تو ایک جگہ سے نہایت کمزور سی آواز آئی اس طرف گئے تو حضرت سعد سات مقتولین میں پڑے تھے۔ ایک آدھ سانس باقی تھی اور صحابی کو کہنے لگے کہ میرے آقا کو میرا سلام دینا اور ساتھ یہ پیام بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے اس سے بہتر جو

اللہ اپنے کسی بھی نبی و رسول کو عطا فرمائے اور مسلمانوں کو میرا یہ پیغام دینا کہ اگر کافر حضور ﷺ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہوا تو یاد رکھو! اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ یہ کہا اور جان جاں آفرین کے سپرد کر دی۔ (تاریخ انیس)

اے منبع جود و عطا — اے مخزن فیض و سخا
تیرے گدا دنیا کے شاہ — دنیا کے شاہ تیرے گدا

تبرکات مصطفیٰ ﷺ کا اکرام

غزوۂ خیبر میں آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اس کی اتنی قدر کرتی تھیں کہ عمر بھر گلے سے جدا نہیں کیا اور جب انتقال کرنے لگیں تو وصیت کی کہ ان کے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے۔ (مسند ابن حنبل' ج ۲' ص ۳۸۰)

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ کا ایک کرتا' ایک تہبند' ایک چادر اور چند موئے مبارک تھے۔ انہوں نے وفات کے وقت وصیت کی کہ یہ کپڑے کفن میں لگائے جائیں اور موئے مبارک منہ اور ناک میں بھر دیئے جائیں۔ (نزہۃ الابرار تذکرہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

☆ رسول اللہ ﷺ نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو محفوظ رکھا تھا چنانچہ انہوں نے ایک دن ایک صحابی کو ایک یمنی تہبند اور ایک کمبل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم سرکار نے ان ہی کپڑوں میں انتقال فرمایا تھا۔

(ابوداؤد و کتاب اللباس' باب فی لبس الصوف والشعر)

☆ ایک صحابی کو حضور نے سیاہ ریشم کا ایک عمامہ عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے اس کو محفوظ رکھا تھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے چنانچہ ایک بار بخارا میں خچر پر سوار ہو کر نکلے تو عمامہ دکھا کر کہا کہ یہ عمامہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا تھا۔ (ایضا باب ماجاء فی الخز)

☆ آپ کے چند بال حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بطور یادگار کے محفوظ کر رکھے تھے اور جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو ایک برتن میں پانی بھر کر بھیج دیتا تھا اور وہ اس میں بالوں کو دھو کر واپس کر دیتی تھیں جس کو وہ شفا حاصل کرنے کیلئے پی جاتا تھا یا اس سے غسل کر لیتا تھا۔

(بخاری کتاب اللباس' باب ما یذکر فی الشیب مع فتح الباری)

Scanned with CamScanner

☆ خلفاء ان یادگاروں کی نہایت عزت کرتے تھے اور ان سے برکت اندوز ہوتے تھے۔ایک بار آپ نے کسی عجمی بادشاہ کے نام خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے کہا کہ جب تک خط پر مہر نہ ہو اہل عجم اس کو نہیں پڑھتے اس لئے آپ نے ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کروائی جس کے نگینہ پر محمد رسول اللہ کندہ تھا۔اس انگوٹھی کو خلفائے ثلثہ نے محفوظ رکھا تھا۔اخیر میں حضرت عثمان کے ہاتھ سے ایک کنویں میں گر پڑی۔انہوں نے تمام کنویں کا پانی نکال ڈالا لیکن یہ گوہر نایاب نہ مل سکا۔(ابوداؤد اول کتاب الخاتم)

☆ حضرت کعب بن زہیر ؓ کے قصیدے کے صلے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی چادر عنایت فرمائی تھی۔یہ چادر امیر معاویہ ؓ نے ان کے صاحبزادے سے خرید لی اور ان کے بعد تمام خلفاء عیدین میں وہی چادر اوڑھ کر نکلتے تھے۔(اصابہ ذکرہ حضرت کعب بن زہیر)

☆ آپ جس پیالے میں پانی پیتے تھے۔وہ حضرت انس بن مالک ؓ کے پاس محفوظ تھا' ایک بار وہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اس کو چاندی کے تار سے جڑوایا۔اس میں ایک لوہے کا حلقہ بھی لگا ہوا تھا۔بعد کو حضرت انس ؓ نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگوانا چاہا لیکن حضرت طلحہ ؓ نے منع کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کام کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہیے۔

☆ آپ کے دو اور پیالے حضرت سہل ؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے پاس محفوظ تھے۔(بخاری کتاب الاشربہ باب الشرب من قدح النبی)

☆ ایک دن آپ حضرت ام سلیم ؓ کے گھر تشریف لائے گھر میں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا۔آپ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا' حضرت اُم سلیم نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار رکھ لیا۔(طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم ؓ)

☆ آپ حضرت شفاء بنت عبداللہ کے یہاں کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے۔اس غرض سے انہوں نے آپ کیلئے ایک خاص بستر اور ایک خاص تہبند بنوا لیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے۔یہ یادگاریں ایک مدت تک ان کے پاس محفوظ رہیں' اخیر میں مروان نے ان سے لے لیا۔(اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفاء بنت عبداللہ)

ان یادگاروں کے علاوہ صحابہ کرام ؓ آپ کی ہر چیز کو یادگار سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس

کی زیارت کرواتے تھے۔

☆ حضرت نافع ؓ کا بیان ہے کہ مجھ کو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے مسجد میں وہ جگہ دکھائی جہاں آپ معتکف ہوتے تھے۔(ابوداؤد کتاب الصیام باب الاعتکاف)

بارگاہِ رسالت مآب اور صحابہ کرام کے آداب کے واقعات:

☆ صحابہ کرام ؓ جس طرح رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام کرتے تھے۔اس کا اظہار سینکڑوں طریقہ سے ہوتا تھا۔آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے خاص طور پہ کپڑے زیب تن کر لیتے ایک صحابیہ فرماتی ہیں کہ:

جمعت علی ثیابی حین امسیت فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

شام ہوئی تو میں نے تمام کپڑے پہن لئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

(ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل)

☆ بغیر طہارت کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا اور آپ سے مصافحہ کرنا گوارا نہ کرتے' مدینہ کے کسی راستہ میں آپ سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کا سامنا ہو گیا۔ان کو نہانے کی ضرورت تھی' گوارا نہ ہوا کہ اس حالت میں آپ کے سامنے آئیں' اس لئے آپ کو دیکھا تو کترا گئے اور غسل کر کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔آپ نے دیکھا تو فرمایا' ابو ہریرہ کہاں تھے؟ بولے میں پاک نہ تھا' اس لئے آپ کے پاس بیٹھنا مناسب نہ سمجھا۔

(ابوداؤد' کتاب الطہارۃ' باب فی الجنب یصافح)

☆ صحابہ کرام آپ کے سامنے بیٹھتے تو فرط ادب سے سراپا ادب بن جاتے' احادیث میں اسی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔**کانما علی رؤسھم الطیر** یعنی صحابہ آپ کے سامنے اس طرح بیٹھتے تھے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوتی ہیں۔

(ابوداؤد اول کتاب الطب باب الرجل یتداوی)

☆ گھر میں بچے پیدا ہوتے تو ادب سے ان کا نام محمد نہ رکھتے ایک دفعہ ایک صحابی کے گھر میں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے محمد نام رکھا لیکن ان کی قوم نے کہا ہم نہ یہ نام رکھنے دیں گے نہ اس کنیت سے تم کو پکاریں گے تم اس کے متعلق خود رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کر لو۔وہ بچے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا کہ "میرے نام پر نام

رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو'۔

(مسلم کتاب الآداب باب النہی عن التکنی بابی القاسم وبیان مایستحب من الاسماء)

اگر راستے میں کبھی ساتھ ہو جاتا تو ادب سے آپ کے ساتھ سواری پر سوار ہونا خلاف ادب جانتے۔

☆ ایک بار حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ کا خچر ہانک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا' سوار کیوں نہیں ہو جاتے؟ لیکن انہوں نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ آپ کے خچر پر سوار ہوں۔ تاہم امتثالاً للامر تھوڑی دور تک سوار ہو لئے۔ (نسائی کتاب الاستعاذہ' ص ۸۰۲)

فرط ادب سے کسی بات میں آپ پر تقدم یا مسابقت گوارا نہ کرتے۔ آپ غزوۂ تبوک کے سفر میں قضائے حاجت کیلئے صحابہ سے الگ ہو گئے' نماز فجر کا وقت آ گیا تو صحابہ نے آپ کے آنے سے پیشتر ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی امامت میں نماز شروع کر دی۔ آپ پہنچے تو ایک رکعت نماز ہو چکی تھی اس لئے آپ دوسری رکعت میں شریک ہوئے' نماز ہو چکی تو تمام صحابہ نے اس کو بے ادبی بلکہ گناہ خیال کیا اور سب کے سب سبحان اللہ' سبحان اللہ کہنے لگے۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے اچھا کیا''۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ۔ باب المسح علی الخفین)

☆ ایک بار آپ کوئی نزاع چکانے کیلئے قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں گئے۔ نماز کا وقت آ گیا تو مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہا! نماز پڑھا دیجئے۔ وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ سرکار آ کر شریک جماعت ہو گئے۔ لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گرچہ کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ تاہم جب لوگوں نے متصل تالیاں بجائیں تو مڑ کر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں' آپ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ انہوں نے پہلے تو خدا کا شکر کیا ادا کہ آپ نے ان کی امامت کو پسند فرمایا۔ پھر پیچھے ہٹ آئے اور آپ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جب میں نے حکم دیا تو تم کیوں اپنی جگہ سے ہٹ آئے؟ بولے کہ ابن ابی قحافہ کی یہ جرأت نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے نماز پڑھائے۔ (ایضاً کتاب الصلوٰۃ باب التصفیق فی الصلوٰۃ)

☆ ایک بار آپ پیدل جا رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک صحابی گدھے پر سوار آئے۔ آپ کو پیدل دیکھا تو خود فرط ادب سے پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو آگے سوار کرنا چاہا لیکن آپ

نے فرمایا ''تم آگے بیٹھنے کے زیادہ مستحق ہو، البتہ اگر تمہاری اجازت ہو تو میں آگے بیٹھ سکتا ہوں۔'' (ابوداؤد کتاب الجہاد)

☆ اگر کبھی آپ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو جب تک آپ کھانا شروع نہ کرتے تمام صحابہ فرط ادب سے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ (ایضاً کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام)

ادب کے باعث آپ سے آگے چلنا پسند نہیں کرتے۔

☆ ایک سفر میں حضرت عمر ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو نبی کریم ﷺ کے آگے نکل نکل جاتا تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈانٹا کہ وہ آپ سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ (بخاری کتاب الہبۃ)

☆ کسی چیز میں آپ سے مقابلہ کی جرأت نہ کرتے، ایک بار چند صحابہ جو قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے باہم تیراندازی میں مقابلہ کر رہے تھے آپ نے فرمایا اے بنو اسماعیل! تیر پھینکو کیونکہ تمہارے باپ تیرانداز تھے اور میں فلاں قبیلہ کے ساتھ ہوں۔ دوسرے گروہ کے لوگ فوراً رک گئے، آپ نے پوچھا کہ تیر کیوں نہیں پھینکتے؟ بولے'' آپ کیونکر مقابلہ کریں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں، فرمایا تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

(ایضاً کتاب الجہاد، باب التحریض علی الرمی)

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ لوگ اس لئے رک گئے کہ اگر وہ اپنے فریق پر غالب آ گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کے ساتھ ہیں تو آپ بھی مغلوب ہو جائیں گے، اس لئے انہوں نے ادب سے مقابلہ ہی کرنا چھوڑ دیا اس ادب و احترام کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی نسبت کسی قسم کا سوء ادب گوارا نہ کرتے۔

☆ آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں قیام فرمایا اور آپ نیچے کے حصہ میں اور ان کے اہل و عیال اوپر کے حصے میں رہنے لگے ایک رات حضرت ابوایوب بیدار ہوئے تو کہا کہ ہم اور رسول اللہ ﷺ کے اوپر چلیں پھریں۔ اس خیال سے تمام اہل و عیال کو ایک کونے میں کر دیا۔ صبح کو آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ اوپر قیام فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ نیچے کا حصہ ہمارے لئے زیادہ موزوں ہے۔ بولے کہ ''جس چھت کے نیچے آپ ہوں، ہم اس پر نہیں چڑھ سکتے مجبوراً آپ کو بالا خانہ پر قیام کرنا پڑا۔''

☆ بعض صحابہ آپ سے سن میں بڑے تھے لیکن ان کو فرط ادب سے یہ گوارا نہ تھا کہ ان

کو آپ سے بڑا کہا جائے۔

ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی سے پوچھا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بولے بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا۔ (ترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ)

☆ اگر نادانستگی میں بھی آپ کی شان میں کوئی نامناسب بات نکل جاتی تو اس کی معافی چاہتے۔

ایک صحابیہ کا بچہ مر گیا، اور وہ اس پر رو رہی تھیں آپ کا گزر ہوا تو فرمایا خدا سے ڈرو اور صبر کرو بولیں تمہیں میری مصیبت کی کیا پرواہ ہے؟ آپ چلے گئے تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تھے، دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ میں نے حضور کو نہیں پہچانا تھا۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ)

☆ اگر کسی دوسرے شخص کے متعلق آپ کی نسبت بے ادبی کا خیال ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت برہم ہوتے، ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کاشانہ نبوت میں آئے، دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آواز بلند بول رہی ہیں فوراً طمانچہ مارنے کو ہاتھ اٹھایا اور کہا اب کبھی آپ کے سامنے آواز بلند نہ ہونے پائے۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب ماجاء فی المزاح)

☆ آپ پر ایک شخص کا کچھ قرض تھا، اس نے گستاخانہ طریقے سے تقاضا کیا تو تمام صحابہ اس پر ٹوٹ پڑے بالآخر خود آپ نے بیچ بچاؤ کیا۔

(ابن ماجہ ابواب الصدقات باب لصاحب الحق سلطان)

☆ ایک بار آپ سفر میں تھے ایک بدو آیا اور وحشیانہ لہجہ میں آواز بلند کی اور پکارا ''یا محمد، یا محمد'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ''ہیں، ہیں'' یہ کیا؟ یعنی ایسا کرنا منع ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ماجاء فی فضل التوبۃ الاستغفار وما ذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ)

☆ ایک بار آپ نے فرمایا کہ انصار کے خاندانوں میں سب سے افضل بنونجار ہیں، پھر بنوعبدالاشہل پھر بنوحرث بن الخزرج، پھر بنوساعدہ، ان کے علاوہ انصار کے تمام خاندان اچھے ہیں، حضرت سعد بن عبادہ قبیلہ بنوساعدہ سے تھے، ان کو جب معلوم ہوا کہ آپ نے ان

کے قبیلے کو چوتھے نمبر پر رکھا ہے تو ان کو کس قدر ناگوار ہوا، بولے میرے گدھے پر زین کسو، میں خود نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق گفتگو کروں گا؟ لیکن ان کے بھتیجے حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ نبی کریم ﷺ کی تردید کیلئے جاتے ہیں حالانکہ حضور انور ﷺ وجوہ فضیلت کے سب سے زیادہ عالم ہیں، یہ کیا کم ہے کہ آپ کا چوتھا نمبر ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فی خیر دور الانصار)

☆ صلح حدیبیہ کے بعد کافروں کا مسلمانوں میں اختلاط ہو گیا۔ حضرت سلمہ آئے اور ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے، چار مشرک بھی اس جگہ آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، ان کو گوارا نہ ہو سکا۔ اٹھ گئے۔ دوسری جگہ چلے گئے اور چاروں مشرک تلوار کو لٹکا کر سو رہے، اسی حالت میں شور ہوا کہ ابن زنیم قتل کر دیا گیا، حضرت سلمہ نے موقع پا کر تلوار میان سے کھینچ لی اور چاروں پر بحالت خواب میں حملہ کر کے ان کے تمام ہتھیاروں پر قبضہ کر لیا اور کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے نبی کریم ﷺ کو عزت دی، تم میں سے جو شخص سر اٹھائے گا اس کا دماغ پاش پاش کر دیا جائے گا۔ (مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ ذی قرد وغیرہ)

☆ ایک شخص کا نام محمد تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی ان کو گالی دے رہا ہے، بلا کر کہا دیکھو تمہاری وجہ سے محمد کو گالی دی جا رہی ہے، اب تا دم مرگ تم اس نام سے پکارے نہیں جا سکتے چنانچہ اسی وقت اس کا نام عبدالرحمٰن رکھ دیا گیا۔ پھر بنوطلحہ کے پاس پیغام بھیجا کہ جو لوگ اس نام کے ہوں ان کے نام بدل دیے جائیں، اتفاق سے وہ لوگ سات آدمی تھے اور ان کے سردار کا نام محمد تھا۔ لیکن انہوں نے کہا، خود رسول اللہ ہی نے میرا نام محمد رکھا ہے، بولے اب میرا اس پر کوئی زور نہیں چل سکتا۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۲۱۶)

چھوٹے چھوٹے بچے بھی اگر آپ کے ساتھ کسی قسم کی شوخی کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو ڈانٹ دیتے۔

☆ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے ساتھ حاضر خدمت ہوئیں اور بچپن کی وجہ سے ''مہر نبوت'' سے کھیلنے لگیں، ان کے والد نے ڈانٹا، لیکن آپ نے فرمایا کھیلنے دو۔

(بخاری کتاب الجہاد باب من تکلم بالفارسیۃ والرطانۃ)

☆ جو چیزیں شان نبوت کے خلاف ہوتیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے سامنے ان کے ذکر تک کو سوء ادب سمجھتے۔ آپ نے جب عمر قضا ادا فرمایا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ

Scanned with CamScanner

کے آگے آگے اشعار پڑھتے چلتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور حدود حرم کے اندر شعر پڑھتے ہو لیکن آپ نے خود اس کو مستحسن فرمایا (نسائی کتاب المناسک انشاء والشعر فی الحرم والمشی بین ایدی الامام، ترمذی میں ہے کہ اشعار حضرت مالک رضی اللہ عنہ نے پڑھے تھے اور یہی صحیح بھی ہے)

☆ ایک بار کچھ لوگوں نے جمعہ کے دن آپ کے منبر کے سامنے شور وغل کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹا کہ آپ کے منبر کے سامنے آواز اونچی نہ کرو۔

(مسلم کتاب الامارۃ فضل اشہادہ فی سبیل اللہ تعالیٰ)

☆ یہ تعظیم، یہ ادب، یہ عزت آپ ہی کی زندگی کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کا اسی طرح ادب کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد قبر کے متعلق اختلاف ہوا کہ لحد کھودی جائے یا صندوق، اس پر لوگوں نے شور وغل کرنا شروع کر دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ کے سامنے موت وحیات دونوں حالتوں میں شور و شغب نہ کرو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الشق)

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس ادب واحترام کا منظر صلح حدیبیہ میں عروہ کو نظر آیا تو وہ سخت متاثر ہوا۔ اس نے صلح کے متعلق آپ سے گفتگو کی، تو عرب کے طریقے کے مطابق ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا جاتا، لیکن جب جب ہاتھ بڑھاتا تھا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ تلوار کے ذریعہ سے روک دیتے تھے، اس واقعہ سے عروہ کی اس طرف توجہ ہوگئی اور اس نے صحابہ کے طرز عمل کو بغور سے دیکھنا شروع کیا تو اس پر یہ اثر پڑا کہ پلٹا تو کفار سے بیان کیا کہ ''میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں اس قدر کسی بادشاہ کے رفقاء نہیں کرتے اور اگر وہ تھوکتے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں میں ان کا تھوک گرتا ہے، اور وہ اپنے جسم پر اور چہرہ پر اس کو ملتے ہیں۔ اگر وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ لوگ بچے کھچے پانی کیلئے باہم لڑ پڑتے ہیں، اگر ان کے سامنے بولتے ہیں تو ان کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں، اور وہ ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔'' (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد المصالحہ مع اہل العرب)

آیت نمبر۹: هم الذين يقولون لا تنفقوا على من عند رسول الله

حتى ينفضوا (منافقون:۷)

یہی لوگ (منافقین) کہتے ہیں کہ نہ خرچ کرو ان (صحابہ) پر جو رسول کے پاس ہیں ہو سکتا ہے (بھوک سے تنگ آ کر رسول کو) چھوڑ جائیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ غزوۂ مریسیع میں بنو مصطلق پر فتح حاصل ہونے کے بعد حضور علیہ السلام نے ایک جگہ قیام فرمایا تا کہ مجاہدین جنگ کی تھکاوٹ دور کر لیں اور پھر تازہ دم ہو کر واپس جائیں گے۔ اس دوران حضرت عمر کے اجیر حضرت جہجاہ بن مسعود غفاری اور عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کے حلیف سنان بن وبرہ جہنی کے درمیان پانی کے مسئلہ پہ جھگڑا ہو گیا۔ سنان نے انصار کو اور جہجاہ نے مہاجرین کو مدد کیلئے پکارا۔ قریب تھا کہ جنگ چھڑ جاتی لیکن حضور علیہ السلام اپنے خیمے سے تشریف لائے اور فریقین کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ما بال دعوى الجاهلية مالكم ولدعوة الجاهليه دعوها فانها منتنة۔ یہ کیا تم نے جاہلیت کے نعرے لگانے شروع کر دیئے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد جاہلیت کی پکار بہت بری گندگی ہے۔

اس موقع پہ ابن ابی نے حضور علیہ السلام اور مہاجرین کے متعلق بیہودہ باتیں لکھیں جس میں سے ایک بات وہ تھی جو مذکورہ آیت میں بیان ہوئی کہ اپنی قوم کو کہنے لگا!

ان مہاجرین کا کھانا پانی بند کر دو تا کہ یہ تمہاری گردنوں پہ سوار نہ ہوں ورنہ تمہاری مثال ایسی ہو گی سمن كلبك يا كلك۔ تو کتے کو پال تا کہ تجھے ہی کھا جائے اور مزید کہا لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الاذل۔ ہم مدینے جائیں گے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہے یعنی میں) اذل کو نکال دے گا۔ یعنی حضور علیہ السلام کو (نعوذ باللہ)۔ حضرت زید بن ارقم نے اس گستاخ کی یہ گستاخانہ گفتگو سنی تو فرمایا:

انت والله الذليل القليل المبغض فى قومك و محمد صلى الله عليه وسلم فى عزمن الرحمن و مودمن المسلمين

(تفسیر خازن، ص ۲۹۲، ج ۴)

خدا کی قسم تو ہی ذلیل، بے شرم اور مبغض ہے اور ہمارے آقا تو ساری عزتوں کے مالک

ہیں اور اہل ایمان ان سے دلی محبت کرتے ہیں۔

حضرت عمر کو معلوم ہوا تو دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا۔ دعنی اضرب عنقه یارسول اللّٰه۔ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا کیف یا عمر اذا تحدث الناس ان محمدا یقتل اصحابه۔ اے عمر میں تجھے اس امر کی کیسے اجازت دوں' لوگ کہیں گے کہ (اب) محمد ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔

ابن ابی کے خاندان والوں نے اس کو سمجھایا اور کہا کہ جا کر حضور علیہ السلام سے معافی مانگ لے تو اس نے بڑے متکبرانہ انداز میں سر کو ہلایا اور کہا۔ امرتمونی ان اومن فقد امنت وان اعطی کوة مالی فقد اعطیت فما بقی الا ان اسجد لمحمد۔

تم نے مجھے ایمان لانے کو کہا تو میں ایمان لے آیا (بظاہر) تم نے زکوٰۃ ادا کرنے کی بات کی تو میں نے عمل کیا (بادل نخواستہ) اب کیا میں محمد کو سجدہ کروں؟ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہنا منافقوں کی پرانی عادت ہے اور پنجابی میں کہتے ہیں ''ادائیں سراں تائیں'' (یعنی بری عادت موت تک رہتی ہے)

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ منافق حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آنے سے اور آپ سے معافی مانگنے سے گھبراتے ہیں اور اس کو شرک و بدعت قرار دیتے ہیں۔ جب ان کو حضور کی بارگاہ میں آنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یستغفر لکم رسول اللّٰه۔ تاکہ رسول تمہارے لئے دعا کریں۔ لوا رؤسکم تو (بندروں کی طرح) سر ہلاتے ہیں (کہ نہیں ہم ان کے پاس تو نہیں جائیں گے۔ اللہ کی بارگاہ میں جانے سے انکار نہیں ہے۔ صرف رسول کی بارگاہ میں جاتے ہوئے موت پڑتی ہے۔

آیت نمبر ۱۰:

کنتم خیرامة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر و تؤمنون باللّٰه۔ (ال عمران: ۱۱۰)

تم سب لوگوں سے بہترین ہو تم انسانیت کی بھلائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو' تم نیکی کا حکم دیتے ہو' برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

عظمت صحابہ اور ان کے ایمان وایقان کی اس سے بڑی دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ خود ربّ العالمین کی طرف سے اس طرح کا اعلان فرما دیا گیا۔ پھر جو اس بہترین جماعت صحابہ کو بدترین کہے۔ اس کے اپنے بدترین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اگر کسی کو اس آیت کا مصداق اول و مدلول کامل جماعت صحابہ کو مراد لینے سے انکار ہو تو براہ کرم بتادے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اس کے مخاطب کون تھے؟

تفسیر خازن میں علامہ علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب دو یہودیوں (مالک بن صیف اور وہب بن یہود) نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا نحن افضل منکم ودیننا خیر من دینکم۔ ہم (یہود۔ اے مسلمانو!) تم سے افضل ہیں اور ہمارا دین (یہودیت) تمہارے دین (اسلام) سے افضل ہے۔ (ص ۲۸۷' ج ۱)

تفسیر کبیر' ص ۲۵' ج ۳' خازن ص ۲۸۷' ج ۱ پہ اس آیت کا معنیٰ یوں کیا گیا ہے۔

والمعنی انکم کنتم فی اللوح المحفوظ موصوفون بانکم خیرا امة...... خیر الامم و افضلهم۔ تم لوح محفوظ میں بہترین امت لکھ دیئے گئے ہو۔

حضرت عمر اور حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ولکن فی خاصة من اصحاب رسول اللّٰه ومخصوص بقوم من اصحاب رسول اللّٰه وهم السابقون الاوّلون اس سے صرف حضور علیہ السلام کے خاص صحابہ یعنی سابقون اولون مراد ہیں۔ (جو سب سے پہلے ایمان اور ہجرت سے مالا مال ہوئے)

معزز قارئین کرام! جس طرح سلسلہ آیات بنیات کا آغاز کرتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ قرآن پاک کی ہر آیت جس میں کسی بھی خوش نصیب کی تعریف کی گئی ہے وہ کوئی نہ کوئی صحابی ہی ہوگا کیونکہ اس وقت ان کے سوا اور کون تھا؟ لہٰذا شان صحابہ میں آیات کا شمار ممکن نہیں۔

اب مزید ایک آیت کے تحت غزوہ بدر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کارناموں پر روشنی ڈالی

Scanned with CamScanner

جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱۱:

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ (ال عمران: ۱۲۳)

اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی اس حال میں کہ تم بے سروسامان اور کمزور تھے۔

غزوۂ بدر میں صحابہ کا جذبہ (قرآنی آیات کی روشنی میں)

مندرجہ بالا آیہ کریمہ سے دو آیات قبل غزوۂ بدر کا ذکر شروع ہو کر تین آیات بعد تک جاتا ہے۔ جب حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اگر تم صبر کرو گے تو تین ہزار فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد کی جائے گی۔ ربّ العالمین کا ارشاد ہے: بلی ان تصبروا...... ہاں کیوں نہیں میں تین ہزار کی بجائے پانچ ہزار سے مدد کروں گا۔

بلکہ فرشتوں کو فرمایا: اذ یوحی ربک الی الملائکۃ (الانفال)۔ تم بدر میں اترو اور تمہاری یہ ڈیوٹی ہے کہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو ان کی گردنیں اڑاؤ۔ ان کے ہر جوڑ پہ ضرب لگاؤ۔ انی معکم اور یاد رکھو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ یا اللہ تو کیا کرے گا۔ فرمایا: سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب۔ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔

تبھی تو شیطان نے کفار کے لشکر کو کہا: انی اری مالا ترون۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ اے اللہ! اتنا اہتمام کیوں ہو رہا ہے۔ فرمایا لحق الحق ویبطل الباطل تاکہ حق حق ہو جائے اور باطل باطل ہو جائے۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ ویقطع دابر الکافرین۔ کافروں کی جڑ کٹ جائے۔

یہ مدد جو جزا تھی اس کی شرط صبر کرنا تھی۔ بلی ان تصبروا وتتقوا۔ اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے۔ یمددکم ربکم تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور اللہ نے مدد کی تو ثابت ہوا کہ صحابہ نے صبر و تقویٰ اختیار کیا۔ کیوں شرط پائی جائے تبھی مشروط پایا جاتا ہے۔ (اذا فات الشرط فات المشروط اذا وجد الشرط وجد المشروط) اور کافروں کو اتنی سخت سزا دینے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ ذلک بانھم شاقوا اللہ ورسولہ۔ اللہ رسول کی

دشمنی کی وجہ سے ان کو اس قدر سخت سزا دی گئی اور پھر یہ تو دنیا کی سزا ہے۔ ذلکم فذوقوہ وان للکفرین عذاب النار۔ یہ تو چکھو اور کافروں کیلئے ابھی آگ کا عذاب باقی ہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ۔ میدان جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اونگھ رہے ہیں اور کافروں کی جان نکل رہی ہے کہ ہم اتنی تیاری کر کے آئے ہیں اور ان کو پرواہ تک نہیں ہے۔ ذرا خطرہ ہو تو نیند اڑ جاتی ہے اور یہ عین میدان جنگ میں نیند کر رہے ہیں۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ نماز میں نیند آئے تو شیطان کی طرف سے ہے اور میدان جہاد میں رحمان کی طرف سے۔ ویسے بھی تھوڑی نیند کرنے سے پریشانی کا بوجھ ہلکا ہو جاتا' تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے اور انسان فریش ہو جاتا ہے۔ پھر کافر ساری رات ناچ گانے میں مصروف رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور علیہ السلام نے فرمایا نماز پڑھو اور سو جاؤ۔

میدان بدر میں کافروں نے پہلے پہنچ کر نشیبی علاقوں پہ قبضہ کر لیا اور مسلمانوں نے ریتلی زمین پہ خیمے لگائے' پانی نہیں تھا شیطان نے اہل ایمان کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کی کہ تمہارے پاس وضو غسل کیلئے بھی پانی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی برسا دیا۔ وینزل علیکم من السماء ماء۔ بارش نے کافروں والے نشیبی علاقے میں کیچڑ پیدا کر دیا اور مسلمان کی طرف پانی ریت پہ پڑا تو ریت بیٹھ گئی۔ کافروں کی سواریوں کے قدم دھنسنے لگے اور حضور علیہ السلام نے چھڑی سے نشانات لگا دیئے کہ کل فلاں کافر یہاں مرے گا فلاں یہاں' جہاں نشان لگے جس کیلئے لگے وہ اس جگہ پر ہی مرا۔ (بخاری شریف)

ابوجہل اور امیہ دونوں ڈر رہے تھے کیونکہ ابوجہل کے مرنے کی خبر حضور علیہ السلام نے پہلے ہی دے دی تھی جو اس کو مل چکی تھی اس لیے ڈر کے مارے خیمے سے باہر نہیں نکل رہا تھا۔

جنگ کے آغاز میں ایک بوڑھا (شیخ نجدی) آیا اور کافروں کو کہنے لگا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں فکر نہ کرو لیکن جنگ شروع ہوئی تو سب سے پہلے بھاگا کہ یہاں تو جبریل و میکائیل بھی آئے ہوئے ہیں۔ میں نے یہاں ٹھہر کر مرنا ہے۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۹)

جہڑے کہندے سی مراں گے نال تیرے
آج اونہاں دی بازیاں ہاریاں نیں

Scanned with CamScanner

جیہڑے ترسدے دید لئی دنیں راتیں
اج اونہاں دی باریاں ماریاں نیں
جدوں باغ وچ خزاں نے وال کھولے
پنچھی اُڈ گئے مار اڈاریاں نیں
محمد بوٹیا ! جھوٹا ای جگ سارا
سچیاں سوہنے محمد دیاں یاریاں نیں

اذ یریکھم اللّٰہ فی منامك قلیلا اور واذ یریکموھم اذا التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم لیقضی اللّٰہ امرًا کان مفعولًا۔
(انفال:۴۳-۴۴)

یعنی ایک طرف خواب میں اپنے محبوب کو کافر تھوڑے کر کے دکھائے گئے تا کہ اہل ایمان کے حوصلے بڑھیں اور کمزوری پیدا نہ ہو اور لڑائی کے وقت بھی کافر تھوڑے دکھائے گئے اور مسلمان کافروں کو تھوڑے کر کے دکھائے گئے تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کرنا ہے کر کے رہے۔

ہوسکتا ہے مسلمان زیادہ دکھائے جاتے تو کافر ڈر کر ہی بھاگ جاتے اور یقطع دابر الکفرین۔ لیحق الحق ویبطل الباطل والی بات رہ جاتی۔

اس لڑائی کیلئے کفار نے دل کھول کر خرچ کیا ان الذین کفروا ینفقون اموالھم (انفال:۳۶) اس میں اشارہ ہے کہ اگر وہ اسلام کو مٹانے کیلئے مال خرچ کر سکتے ہیں تو اہل ایمان اسلام کو بچانے کیلئے مال کیوں نہیں خرچ کر سکتے ہیں بلکہ ایمان والے تو جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

کافروں کا کافی چندہ جمع ہو گیا جو انہوں نے ابوسفیان کے حوالے کیا کہ شام کی منڈی سے اسلحہ خرید کر لاؤ۔ وہ اسلحہ لے کر آ ہی رہا تھا کہ مسلمانوں کو پتہ چل گیا اور یہ تب بھی بین الاقوامی قانون تھا اور آج بھی ہے کہ اگر تمہارے علاقے سے اسلحہ گزر رہا ہو اور تمہیں یقین ہے کہ ہمارے ہی خلاف استعمال ہو گا تو اس کو ضبط کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ اس تمام کارروائی کا ذکر واذ یعدکم اللّٰہ احدی الطائفتین (انفال:۷) میں ہے۔

ادھر خدا و مصطفیٰ والوں کی تیاری کا حال یہ تھا کہ حضور علیہ السلام نے جب جہاد کیلئے صفیں

بنائیں تو کانھم بنیانٌ مرصوص کی بجائے فاصلہ چھوڑ کر بنائیں کہ یہ فاصلہ اللہ تعالیٰ فرشتے بھیج کر بھر دے گا۔

چنانچہ صحابہ کہتے ہیں کہ دوران جنگ ہمیں اقدم خیر دم کی آواز آتی لیکن کوئی نظر نہ آتا۔ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ جبریل کے گھوڑے کا نام ہے کفار کو جنگ کا طریقہ ان کے سردار بتا رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خود خدا بتا رہا تھا کہ

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا......

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفًا فلا تولوھم الادبار (انفال آیت نمبر ۱۵، ۴۵)

کہ قوت بازو بھی استعمال کرو لیکن ذکر خدا سے غافل نہ ہو جانا کیونکہ تمہاری اصل طاقت یہی ہے۔

اسی جنگ میں حضور علیہ السلام نے کنکروں کی مٹھی پھینکی جو کافروں پر ایٹمی بارش بن گئی لیکن سائنسی ایٹم اور نبوی ایٹم میں فرق یہ ہے کہ وہ ظالم و مظلوم میں تمیز کئے بغیر بربادی پھیلاتا ہے اور نبوی ایٹم کافر کو لگے تو دوزخ کا شعلہ بن جائے اور مسلمان کو لگے تو جنت کی ہوا کا جھونکا بن جائے کیونکہ اس کارروائی کو اللہ نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔

وما رمیت اذ رمیت ولٰکن اللّٰہ رمٰی۔

؎ آج بھی ہو جو براہیم کا سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

؎ مقام بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

صحابہ کرام کا بدر میں جذبہ (واقعات کی روشنی میں):

حضور علیہ السلام نے اپنی ننھی سی فوج (تین سو تیرہ افراد پہ مشتمل کوئی بوڑھا، کوئی بچہ کوئی بیمار اور وسائل کی حالت یہ تھی

تھے ان کے پاس دو گھوڑے' چھ زرہیں' آٹھ شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

لیکن جب پوچھا گیا کہ کیا پروگرام ہے؟ تو بخاری شریف میں ہے

حضرت مقداد نے عرض کیا لانقول کما قال قوم موسیٰ اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ ولكنا نقاتل عن يمينك وعن يسارك وبين يديك و خلفك فرایت النبی ﷺ اشرق وجهه وسره (ص ۵۶۴' ج ۱)

ہم آپ کو اس طرح کا جواب نہیں دیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کو جواب دیا تھا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ یا رسول اللہ! ہم آپ کے دائیں ہو کر بائیں ہو کر آگے ہو کر پیچھے ہو کر لڑیں گے (راوی کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے جب حضرت مقداد کا جواب سنا تو) میں نے دیکھا آپ کا چہرہ کھل اٹھا اور آپ خوش ہو گئے۔ حفیظ جالندھری نے کیا خوب کہا۔

اٹھے مقداد اٹھ کر عرض کی اے سرور عالم
نہیں ہیں قوم موسیٰ کی طرح کہہ دینے والے ہم
قریش مکہ تو کیا چیز ہیں دیووں سے لڑ جائیں
سنان نیزہ بن کر سینہ باطل میں گھر جائیں
ابوبکر و عمر نے عرض کی اے ہادی دوراں
ہمارے مال و جاں اولاد ہیں سب آپ پہ قربان
تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا   پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرت والی ماؤں کا
نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں   جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

حضور ﷺ اپنے صحابہ کا یہ مجاہدانہ جواب پا کر بہت خوش ہوئے۔
(تاریخ اسلام و مدارج النبوۃ' ص ۵۳' ج ۲)

قرآن پاک میں موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے وہ سارے واقعات موجود ہیں کہ جب انہیں دھوپ نے ستایا تو ان کو یہ نہیں فرمایا گیا کہ مکانات بنالو بلکہ وظللنا عليكم الغمام۔ ہم نے ان پر بادل کو سائبان بنا دیا۔ جب ان کو بھوک لگی تو یہ نہیں فرمایا کہ کھانا تیار کر لیا کرو

بلکہ وانزلنا عليكم المن والسلوى ۔ پکا پکایا جنتی کھانا کئی سال تک ان کو دیا جاتا رہا۔ انہوں نے کہا ہمیں پیاس لگی ہے تو ان کو کنویں کھودنے اور نہریں بنانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ فقلنا اضرب بعصاك الحجر ۔ اے موسیٰ علیہ السلام اپنا ڈنڈا پتھر پہ مار چنانچہ آپ نے اپنا عصا پتھر پہ مارا۔ فانفجرت منه اثنتا عشرة عينا ۔ ایک نہیں بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ انہوں نے دریائے نیل کو پار کرنا تھا تو ان کو پل بنانے کا حکم نہیں دیا بلکہ یہی ڈنڈا دریا پہ مارا تو بارہ راستے بن گئے۔ فانفلق فكان كل فرق كالطود العظيم ۔ لیکن جب آپ نے جہاد کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگے آپ دعا کرتے ہیں تو اللہ ہر کام کر دیتا ہے جہاد کیلئے بھی دعا ہی کر دیں تو بیت المقدس خود ہی فتح ہو جائے گا اور اگر آپ ہمیں مجبور ہی کرتے ہیں تو ہماری طرف سے صاف جواب ہے۔ فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ۔

تو بولی قوم اے موسیٰ ہمیں آرام کرنے دے
خدا کی نعمتیں ملتی ہیں ان سے پیٹ بھرنے دے

دو ننھے مجاہد

معاذ و معوذ: ان دو ننھے مجاہدین کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ انہوں نے اسلام و پیغمبر اسلام کے سب سے بڑے دشمن و قریش کے سردار اور اس امت کے فرعون ابو جہل کا خاتمہ کیا تھا بلکہ نابالغ ہونے کی وجہ سے جب حضور علیہ السلام نے ساتھ لے جانے سے انکار فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ میدان میں تو طاقت دیکھی جاتی ہے اور ہم طاقت میں کسی سے کم نہیں چنانچہ آپ نے بڑے بھائی کو ساتھ لے جانے کی حامی بھر لی تو چھوٹے نے عرض کیا! میں اس سے زیادہ طاقتور ہوں چاہے آپ کشتی کرا لیں چنانچہ کشتی ہوئی تو چھوٹے نے بڑے کے کان میں کہا تجھے تو حضور علیہ السلام نے منتخب فرما ہی لیا ہے ذرا گر جانا تا کہ میں بھی جہاد میں جا سکوں۔ یہ کیسی کشتی تھی جس کا نظارہ خدا کے فرشتے بھی کرتے ہوں گے۔ آج ہمارے بچوں کو ان بچوں کے جذبہ جانثاری کی تقلید کرنی چاہئے اور گیند بلا چھوڑ کر جہاد کی تیاری کرنی چاہیے۔ جب بچوں کا جذبہ یہ تھا تو صدیق و علی کے جذبے کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن میں عوف کہتے ہیں ان دو بچوں میں سے ایک میرے پاس آیا اور آ کر کہا یا عم هل تعرف ابا جهل ۔ اے چچا کیا تو ابو جہل کو پہچانتا ہے؟

میں نے کہا ہاں پہچانتا تو ہوں مگر یہ بتاؤ تمہیں اس سے کیا کام ہے تو اس نے کہا اخبرت انه یسب رسول الله صلی الله علیه وسلم مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور گستاخیاں کرتا ہے۔ والذی نفسی بیده لئن رایته لا یفارق سوادی سواده (ای شخصی شخصه)

بخدا! اگر میں اس کو دیکھ لوں تو اس وقت تک اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ اس کا خاتمہ نہ کرلوں۔

؎ قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

مقام غور ہے کہ ابوجہل مشرک بھی تھا اور شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ لیکن ان ننھے صحابہ نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے سنا ہے وہ شرک کرتا ہے اس لیے ہم اس کو ماریں گے بلکہ ان کے نزدیک اس کا سب سے بڑا جرم یہ تھا کہ انه یسب رسول الله صلی الله علیه وسلم

؎ گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

شرک کرتا ہے تو کرتا پھرے جائے جہنم میں لیکن ہمارے آقا کو گالی دینے کا وہ کیا لگتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کہا!

؎ حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

اور میری یہ بات سن کر بچے جھٹ سے بولے۔

؎ وہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا دستہ

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ابوجہل یجول الناس لوگوں میں بڑی ادا و نخرے سے گھومتا ہوا آیا۔ حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: میں نے ان بچوں کو کہا: الا ان هذا صاحبکما الذی سالتمانی عنه ۔ ارے وہ ہے (ابوجہل) جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں: فتعجبت فابتدراه بسیفهما فضر باه حتی قتلاه ۔

مجھے بہت تعجب ہوا۔ فوراً بچوں نے دوڑ کر ابوجہل پر حملہ کردیا اور اس کو قتل کرکے ہی دم لیا۔ (بخاری ۴۴۱ وج ۱)

ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل کے بیٹے نے اپنے باپ کا حشر دیکھ کر ایک بچے کو تلوار ماری اور اس کا بازو کٹ گیا۔ تھوڑا سا ساتھ لٹکا ہوا تھا جو لڑنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا تھا۔ اس نے وہ ہاتھ پاؤں کے نیچے رکھا اور جھٹکے سے بازو جدا کردیا اور پھر لڑنا شروع کردیا۔

؎ یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر سادہ سی کالی کملی والا تھا

حضور علیہ السلام نے بدر میں اپنے لعابِ دہن کے ذریعے ابتدائی بلکہ ابتدائی اور انتہائی طبی امداد کا مرکز قائم فرمایا جس کا بازو کٹ گیا اس کو لعاب لگا کر بازو جوڑ دیا اور ایسے ہو گیا جیسے کٹا ہی نہیں۔

ابوجہل نے مرتے وقت یہ کہا! کاش مجھے کسی بڑے نے مارا ہوتا۔

(بخاری ص ۳۵۷ وج ۲)

اور کہا! میری گردن ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ پتہ چلے کسی سردار کی گردن ہے۔

؎ تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندانِ لعنت گرفتار کرد

نازکی بات:

حضور علیہ السلام خیمے میں سر سجدے میں رکھ کر اپنے رب سے دعا فرما رہے ہیں کہ

؎ پھلا پھولا رہے یا ربّ چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

اس موقع پر حضور علیہ السلام نے اپنے اللہ سے ایک ایسی بات بھی کہہ ڈالی جو نہ کسی نبی نے کی اور نہ ہی کوئی قیامت تک کہہ سکتا ہے اور وہ بات یہ تھی اللهم ان تهلك هذه العصابة لا تعبد ۔ اے اللہ اگر آج میری یہ مٹھی بھر جماعت ختم ہوگئی تو پھر تیری عبادت بھی نہ کی جائے گی۔ ایسی بات محبوب خدا ہی خدا سے کہہ سکتا ہے۔ جب اللہ نے اپنی نبی کی التجا قبول

کر لی تو حضور خیمہ سے باہر تشریف لائے۔

ے مگر جب کملی والا آ گیا اٹھ کر مصلے سے
خدائی ہو گئی محفوظ شیطانوں کے حملے سے
صدائے نعرۂ تکبیر سے تھرا اٹھی وادی
کہ امت کے ضعیفوں کی مدد کو آ گیا ھادی

میرے ماں باپ تجھ پہ قربان:

حضرت سعدؓ حضور علیہ السلام کا دفاع کر رہے تھے اور حضور کی طرف آنے والے تیر اپنے جسم پہ کھا رہے تھے اور میرے آقا حضرت سعد کو تیر پکڑا رہے تھے اور ساتھ فرما رہے تھے۔ ارم یا سعد فداك امی و ابی ۔اے سعد تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پہ قربان ہو جائیں۔

سبحان اللہ! ابوبکر و عمر و عثمان و علی تو عرض کریں یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پہ قربان اور حضور فرمائیں۔اے سعد میرے ماں باپ تجھ پہ قربان۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میدان بدر میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر اللہ رسول کو خوش کر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ

ے سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے ہی باقی آرام جاں ہمارا
چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

ماموں بھانجے کی لڑائی:

جنگ بدر میں حضرت عمرؓ کا حقیقی ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ غصے میں بھرا ہوا جنگ کیلئے میدان میں نکلا۔حضرت فاروق اعظم نے بڑھ کر مقابلہ کیا اور بھانجے نے ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر گئی اور فاروق اعظم نے قیامت تک کیلئے یہ نظیر قائم کر دی کہ قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول پر قربان ہے۔

غزوۂ بدر کے بارے میں مختلف تقریری نکات:

☆ اسلام کی تمام فتوحات کی بنیاد فتح بدر ہے۔صلاح الدین ایوبی کی بیت المقدس کی فتح ہو یا محمد بن قاسم کی ہندوستان کی فتح ہو۔ بیت المقدس فتح ہوا تو مہینہ رمضان کا تھا۔محمد بن قاسم نے سندھ پہ اسلام کا جھنڈا لہرایا تو مہینہ رمضان کا تھا۔ پاکستان بنا تو مہینہ رمضان کا تھا اور فتح بدر ہوئی تو مہینہ رمضان کا تھا۔اسلام کی تمام فتوحات کی بنیاد فتح بدر ہے اور عظیم فتح، فتح مکہ ہے۔ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور نے لات و عزیٰ و منات کے وجود سے اللہ کے گھر کو پاک کیا اور بدر میں حضور نے ابوجہل و عتبہ وغیرہ کے وجود سے خدا کی زمین کو پاک کر دیا۔

بدر میں تلواریں ٹوٹی ہوئی ہیں، اسلحہ کم ہے، لشکر مختصر ہے۔مگر فرمایا! میرے غلامو! ان فرعونوں سے ٹکرا جاؤ جبکہ فتح مکہ میں اسلحہ بہت زیادہ، لشکر بہت بڑا، تلواریں بہت اعلیٰ قسم کی مگر فرمایا! تلواریں میانوں میں رہنے دو۔آج یوم امن ہے۔یہ ہے اسوۂ رسول

ے شور دریا سے یہ کہتا ہے سمندر کا سکون
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

یوسف علیہ السلام نے تو اپنے بھائیوں کو معاف فرمایا تھا۔مگر حضور علیہ السلام نے دشمنوں کو فرمایا:

لاتثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء۔

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

ہلاکو کا بس چلا تو اس نے سولہ لاکھ مرد و زن اور بچوں کو قتل کر کے دجلہ کا پانی خون سے سرخ کر دیا۔ہٹلر کے دور میں ساڑھے تین کروڑ انسان مارے گئے مگر میرے آقا نے صرف ڈیڑھ سو ناپاک انسانوں کو مٹا کر دنیا میں ایسا امن و سکون پیدا کیا کہ کوئی مائی کا لال کر کے دکھائے تو۔

☆ کافروں کے لشکر میں ناچنے گانے والیاں تھیں اور لشکر اسلام میں تمام لوگ عبادت گزار تھے۔معلوم ہوا کہ جہاں شراب اور ناچ گانا چلتا ہو وہ ابوجہل کے نمائندوں کی تقریب

Scanned with CamScanner

ہوتی ہے اور جن محفلوں میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ بدر کے صحابہ کے ترجمانوں کی محفل ہوتی ہے۔

☆ پہلے نبیوں کے ادوار میں بھی بڑے بڑے معرکے ہوئے لیکن اتنا اہتمام کبھی نہ کیا گیا کہ کبھی تین ہزار فرشتے کبھی پانچ ہزار اور خود بھی ان کے ساتھ انی معکم۔ اس لیے کہ تا کہ محبوب یہ نہ کہہ دے۔

؎ تن سو تیرہ سپاہی میں نال لے کے مولیٰ آ گیا تیرے سہاریاں تے
سانوں ڈونگیاں پانیاں وچہ پا کے آپ "بہہ گیا ئیں" پار کناریاں تے

زمخشری فرماتے ہیں پہلے نبیوں کی پوری پوری قوم کو صرف ایک فرشتہ بھیج کر تباہ کیا جاتا رہا مگر یہاں ہزاروں کیوں؟ اس لیے تا کہ سارے نبیوں پہ حضور کی فضیلت ثابت ہو جائے۔

مسند ابو یعلی اور مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں **کنا نصلی مع رسول اللہ بغزوۃ بدر فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ۔ ہم نے بدر میں حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کی تو آپ نماز میں مسکرا رہے تھے (پیچھے کھڑے ہونے والوں نے کیسے دیکھ لیا کہ حضور مسکرا رہے ہیں پتہ چلا عبادت خدا کی کرتے تھے زیارت مصطفیٰ کی کرتے تھے اور اس وقت یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ حضور کا خیال نماز میں آ جائے تو نماز خراب ہو جاتی ہے۔

؎ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

فقلنا رایناک یارسول اللہ ۔ سلام پھیرنے کے بعد ہم نے عرض کیا! حضور ہم نے آپ کو نماز میں مسکراتے دیکھا ہے اس کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا جبریل آئے تھے اور مجھ سے واپس جانے کی اجازت مانگ رہے تھے اور ساتھ مسکرا رہے تھے (کہ کافروں کی کیسی 'ٹھکائی' ہوئی) ان کو دیکھ کر میں بھی مسکرانے لگا۔

طبقات ابن سعد میں یہ بھی ہے کہ جبریل علیہ السلام جنگ ختم ہونے کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کیا **ان اللہ بعثنی الیک وامرنی ان لا افارقک حتی ترضی** ۔ اللہ نے مجھے خاص طور پہ حکم دیا ہے کہ اے جبریل (دوسرے فرشتے جدھر بھی جائیں جاتے رہیں لیکن)

تو نے میرے حبیب کے ساتھ ہی رہنا ہے جب تک میرا محبوب راضی نہ ہو جائے۔ تو آقا اب آپ راضی ہیں۔ فرمایا **نعم رضیت** ہاں راضی ہوں۔ **فانصرف جبریل** ۔ پس جبریل امین واپس چلے گئے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے **بالف من الملائکۃ**۔ ایک ہزار فرشتے کو بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ حضور نے **اذ تقول للمومنین...... ثلثۃ الاف** ۔ تین ہزار کی بات کر دی۔ اللہ نے منع نہیں کیا کہ میں ایک ہزار کہتا ہوں آپ تین ہزار کہہ رہے ہیں بلکہ فرمایا فرشتے آپ کے غلام ہیں۔ ان کی کیا کمی ہے۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** ۔ یہ لو میں **بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین** ۔ اعلیٰ قسم کے پانچ ہزار بھیج دوں گا تا کہ

؎ جو تیرے منہ سے نکلے وہ بات ہو کے رہے

اللہ نے تین ہزار کو اتار دیا اور دو ہزار کو تیار رہنے کا حکم دے دیا کہ جب محبوب کے ہونٹ ہلیں تم بھی اتر جانا آج کفر کا علاج کر کے چھوڑنا ہے۔ روز روز اپنے محبوب کو تکلیف نہیں دینی۔

حالانکہ فرشتوں کے اترنے کا وعدہ مشروط تھا کہ **ویاتو کم من فورھم** کہ کافروں نے مشہور کر دیا تھا کہ فلاں لشکر بھی ہماری حمایت کیلئے آ رہا ہے اور اللہ کو معلوم تھا کہ آج جب شیطان ان کو چھوڑ کر بھاگ جائے گا تو "شتونگڑے" کس طرح مدد کو آ سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود فرمایا اگر وہ قبیلہ مدد کو آیا تو ہم پانچ ہزار فرشتے بھیجیں گے۔ اگرچہ قبیلہ نہ آیا مگر اللہ نے پانچ ہزار بھیج دیے تو اس طرح ؎ جو تیرے منہ سے نکلی وہ بات ہو کے رہی

یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بیان کر دی تو قیدیوں نے کہا ہم نے تو ایسے ہی کہا تھا کوئی خواب واب نہیں آئی۔ فرمایا **قضی الامر الذی فیہ تستفتین** ۔ تمہیں آئی ہے یا نہیں میں نے جو کہہ دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

☆ حضور علیہ السلام نے نیند میں کافروں کو کم دیکھا جیسا کہ بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعبیر صحابہ کو بیداری میں دکھا دی کہ ایک ہزار کا لشکر صحابہ کو ستر یا سو افراد کا نظر آنے لگا۔
(دلائل النبوۃ للبیہقی)

اسلحہ اگر کم ہے تو کیا ہوا فرمایا جتنا یہ لے کر آئے ہیں ان کے کام نہیں آئے گا بلکہ آپ کا ہی ہے۔

☆ بدر کے قیدیوں میں حضرت عباس (عم مصطفیٰ علیہ السلام) بھی تھے جب حضور نے فدیہ مانگا تو کہنے لگے۔ میرے گھر میں تو کچھ نہیں ہے۔ فرماتے' آتے ہوئے جو میری چچی (اپنی بیوی) کے حوالے کر کے آئے تھے وہ منگواؤ حالانکہ چچا اور چچی کے علاوہ کسی کو خبر تک نہ تھا اور بات بھی اندر کمرے میں خفیہ ہو رہی تھی۔

؎ یہ سن کے حضرت عباس پہ رعشہ ہوا طاری
کہ پیغمبر تو رکھتے ہیں دلوں کی بھی خبر ساری

☆ قلیب بدر (جس کنویں میں کافروں کی لاشیں پھینکی گئی تھیں) پہ کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام نے فرمایا: هل وجد تم ماوعد عليكم ربكم حقا ۔ کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پالیا؟ فقيل له حضرت عمر نے عرض کیا: تدعوا امواتا ۔ حضور آپ ان مردوں کو بلا رہے ہیں (یعنی کیا یہ سنتے ہیں؟) فرمایا: ما انتم باسمع منهم ولكن لايجيبون ۔ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے مگر یہ جواب نہیں دے سکتے۔ فافهم و تدبر فيه ما فيه فتامل ۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

☆ حدیث شریف میں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت کی نظر سے دیکھا اور فرمایا: اعملوا ماشئتم فقد غفرت لكم. جو چاہو کرتے پھرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ (كما قال النبي صلى الله عليه وسلم في حاطب بن ابي بلتعه ابوداؤد)

عن رفاعة بن رافع قال جاء جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ماتعدون اهل بدر فيكم فقال من افضل المسلمين قال وكذلك من شهد بدر امن الملائكة

(بخاری' ص ۲۴۹' ج ۲' کتاب المغازی باب شہود الملائکۃ البدر)

حضرت رفاعہ بن رافع فرماتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ (ﷺ) سے سوال کیا کہ بدری صحابہ کو آپ کس درجے میں شمار کرتے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم ان کو تمام مسلمانوں سے افضل شمار کرتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ہم بھی ان فرشتوں کو سب سے افضل سمجھتے ہیں جو بدر میں اترے تھے۔

فضائل صحابہ حدیث کی روشنی میں

☆ مسلم شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

يا تي على الناس زمان يبعث منهم البعث فيقولون انظروا هل تجدون فيكم احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيوجد الرجل فيفتح لهم.

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ایک لشکر (جہاد کیلئے) بھیجا جائے گا تو لوگ کہیں گے۔ بھلا دیکھو تو تم میں کوئی حضور علیہ السلام کا صحابی ہے؟ چنانچہ اس لشکر میں ایک صحابی ہو گا جس کی وجہ (برکت) سے لشکر کو فتح ہو جائے گی۔

پھر (دور صحابہ کے بعد) ایک لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ کہیں گے (اب صحابہ تو نہ رہے) هل فيهم من راى اصحاب رسول الله فيفتح لهم ۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہو۔ چنانچہ ایک تابعی مل جائے گا جس کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔

پھر (دور تابعین کے بعد) ایک لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ کہیں گے انظروا هل ترون فيهم من راى من راى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم.

دیکھو یار! کوئی ایسا بندہ ہے جس نے کسی صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعین میں سے) پھر اس کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔ ثم يكون بعث الرابع فيقال انظروا هل ترون فيهم احدا راى من راى احدا راى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ۔ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ کہیں گے کوئی ایسا ہے جس نے تبع تابعی کو دیکھا ہو۔ پھر اس کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔ (مشکوٰۃ' ص ۵۵۳)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مثل اصحابي في امتي كالملح في الطعام لا يصلح الطعام الا بالملح ۔ (مشکوٰۃ' ص ۵۵۴' صواعق' ص ۶)

میرے صحابہ کی مثال میری امت میں ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک یعنی کوئی کھانا بھی نمک کے بغیر لذیذ نہیں ہو سکتا اور یہ امت صحابہ کے بغیر خیر امت کہلا ہی نہیں سکتی۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسن فرماتے ہیں: فقد ھذب ملحنا فکیف نصلح. جب ہمارا نمک ہی جاتا رہا تو ہماری اصلاح کیسے ہو؟ (مشکوٰۃ ۵۵۴)

☆ حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مامن احد من اصحابی یموت بارض الابعث قائد اونورا لھم یوم القیمۃ (رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ ص۵۵۴)

میرا کوئی صحابی بھی جس علاقے میں فوت ہوگا وہ قیامت کے دن اس علاقے کے لوگوں کا قائد بن کر اٹھایا جائے گا اور ان کیلئے نور ہوگا۔

☆ ان اللہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین
(الصواعق، ص۲۱۲)

اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے علاوہ میرے صحابہ کو تمام جن و انس پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

☆اذا اراداللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ
(الصواعق، ص۵)

جب اللہ تعالیٰ میری امت کے کسی بندے کا بھلا چاہتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا سالت ربی عن اختلاف اصحابی کہ میں نے اپنے رب سے (اپنے بعد ہونے والے) اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا

فاوحی الی یا محمدان اصحابك عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضھا اقویٰ ببعض ولکل نور فمن اخذ بشئی مما ھم علیہ من اختلافھم فھو عندی علی ھدی (رواہ ارزین، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

پس اللہ نے میری طرف وحی فرمائی کہ اے محمد ﷺ تیرے صحابہ میرے نزدیک ایسے ہیں جس طرح آسمان میں ستارے کہ اگرچہ بعض بعض سے زیادہ روشن ہیں لیکن نور ہر ایک کے پاس ہے تو جو شخص بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافات سے کچھ حاصل کرے گا (یعنی ادب و

احترام کے تقاضوں کے مطابق ان کے اختلافات کی تاویل کرے گا) وہ میرے نزدیک حق و ہدایت پر ہوگا۔

خوارج یہودو سبائی نصاریٰ — بڑھائیں گھٹائیں صحابہ کا درجہ
سمندر میں افراط و تفریط کی ہے — رانہوں نے مسیح و علی کو بہایا
فقط اھل سنت ہیں اوسط نمط پر — وہ ہیں دل سے سب دوستدار صحابہ

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا: یظھر فی امتی فی اخر الزمان یسمون الرافضہ یرفضون الاسلام (صواعق ص۵)

(حضرت علی المرتضیٰ سے روایت ہے کہ) آخری زمانے میں میری امت کے اندر کچھ لوگ (دشمنان صحابہ) ہوں گے جن کو رافضی کہا جائے گا وہ (میری صحابہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے) دین اسلام سے بہت دور ہوں گے۔

اے علی! فان ادرکتھم فاقتلھم فانھم مشرکون.

اگر تو ان کو پالے تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہوں گے۔ حضرت علی نے عرض کیا! ان کی نشانی کیا ہوگی؟ فرمایا!

یفرطونك بما لیس فیك ویطعنون علی السلف.

تیری طرف ایسی باتیں منسوب کریں گے جو تم میں نہیں (مثلاً متعہ، تقیہ، تبرا کا عقیدہ وغیرہ یا تیری شان میں مبالغہ کریں گے) اور سلف (صحابہ) پر لعن طعن کریں گے۔ (ایضا)

طور پر موسیٰ چڑھے ہاروں کو نیچے چھوڑ کر
مصطفیٰ آگے بڑھے حیدر کو پیچھے چھوڑ کر
جب دونوں کو سونپی گئی نگرانی پس ماندگاں
کس قدر سمجھے گئے ہر دور میں اے مہرباں
بعد موسیٰ تھے خلیفہ وہ نہ یہ بعد از نبی
عارضی ڈیوٹی خبر گیری کی دونوں کو ملی

(نامی)

Scanned with CamScanner

(انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی)

تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں تو میں ہوا میں تو ہوا
نسبت و محبت نے علی ہم دونوں کو اک کر دیا
تابعدازیں گوید نہ کس من دیگرم تو دیگری

(انت منی وانا منك)

ابو بکر و عمرؓ عثمانؓ اور دیگر صحابی بھی
نبی کے دوست تھے ان سے علی کو بھی محبت تھی

(من کنت مولاه فعلی مولاه)

طبرانی نے حضرت علی سے بیان کیا من سب الانبیاء قتل و من سب اصحابی جلد (الصواعق، ص ۵)

جو کسی نبی کو گالی دے اس کو قتل کیا جائے گا اور جو کسی صحابی کو برا کہے اس کو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین پر بھی درود
اور اس پر بھی جو رکھے دوستی حضرت سے سوا

☆ ریاض النضرہ، ص ۱۴۱، ج ۲ پہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے منبر پہ جلوہ گر ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔ مالی ارکم تختلفون فی اصحابی اما علمتم ان حبی و حب اهل بیتی و حب اصحابی فرضه الله علی امتی الی یوم القیمة۔ تم میرے صحابہ کے بارے میں اختلاف کرتے ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری، میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت قیامت تک میری امت پہ فرض فرمادی ہے۔ (عن انس رضی اللہ عنہ)

عقیدت کے رشتے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے برکت اندوز ہوتے رہتے۔ مثلاً بچے بیمار پڑتے یا پیدا ہوتے تو ان کو آپ کی خدمت میں حاضر کرتے، آپ

بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کیلئے برکت کی دعا فرماتے۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑا تو میری خالہ مجھے آپ کی خدمت میں لے گئیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت کی۔ اس کے بعد آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو آپ کی خدمت میں لائے، آپ نے اس کا نام رکھا، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کو برکت کی دعا دی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان کو لے کر آئیں اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے کھجور منگا کر چبائی اور اس کو ان کے منہ میں ڈال دیا۔ پھر برکت کی دعا دی آپ بچوں کے منہ میں کلی کا پانی ڈالتے۔ بعض کے منہ میں لعاب ڈال دیتے اور بعض کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتے۔

(بخاری کتاب الدعوات، باب الدعاء للصبیان بالبرکة ومسح روسہم۔ وکتاب العقیقة باب تسمیة المولود وتحنیکه)

حضرت زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے بچپن ہی میں ان کی والدہ ان کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں لائیں اور کہا کہ اس سے بیعت لیجئے۔ آپ نے فرمایا ابھی بچہ ہے۔ یہ کہہ کر ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی چنانچہ جب ان کو لے کر ان کے دادا غلہ خریدنے کیلئے بازار جاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوتی تھی تو یہ حضرات کہتے تھے کہ ہمیں بھی شریک کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو برکت کی دعا دی ہے۔

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برکت حاصل کرنے کیلئے صحابہ کرام کو آپ کی خدمت میں اپنی اولاد کو حاضر کرنے کا بڑا شوق تھا۔''

نماز فجر کے بعد صحابہ کرام کے ملازم برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے آپ ان میں دست مبارک ڈال دیتے وہ متبرک ہو جاتا۔ (بخاری کتاب الشرکة باب الشرکة فی الطعام)

جب پھل پختہ ہوتے تو پہلا پھل آپ کی خدمت میں پیش کرتے، آپ برکت کی دعا فرماتے اور سب سے چھوٹا بچہ جو موجود ہوتا اس کو دے دیتے۔ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی صحابہ کیلئے آب حیات تھا، جس پر وہ جان دیتے تھے۔

Scanned with CamScanner

ایک بار حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو تمام صحابہ نے اس کو جھپٹ لیا۔ (نسائی کتاب الطہارۃ باب انتفاع بفضل الوضو)

ایک دن آپ نے وضو کیا، پانی بچ گیا تو تمام صحابہ نے اس کو لے کر جسم پر مل لیا۔

(بخاری کتاب الوضو باب استعمال فضل وضوء بالناس)

ایک بار آپ سر منڈوا رہے تھے صحابہ کرام نے آپ کو گھیر لیا، حجام سر مونڈتا جاتا تھا اور صحابہ اوپر ہی اوپر سے بالوں کو اچک لینا چاہتے تھے۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی علیہ السلام وتبرکہم)

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا، اس کے بعد انہوں نے عمر بھر نہ سر کے آگے کے بال کٹوائے نہ مانگ نکالی۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب کیفیۃ الاذان) بلکہ ان کو بطور تبرک یادگار کے قائم رکھا۔

آپ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانوں پر تشریف لاتے تو وہ آپ سے برکت حاصل کرنے کی درخواست کرتے۔

ایک بار آپ ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے انہوں نے دعوت کی، جب چلنے لگے گھوڑے کی باگ پکڑ کر عرض کی کہ ''میرے لئے دعا فرمایئے۔'' آپ نے دعائے برکت اور دعائے مغفرت فرمائی۔ (ایضا کتاب الاشربہ فی النفخ فی الشراب)

ایک بار آپ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ انہوں نے آہستہ سے جواب دیا ان کے صاحبزادے نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اذن نہیں دیتے بولے ''چپ رہو مقصد یہ ہے کہ آپ ہم پر بار بار سلام کریں۔'' آپ نے دوبارہ سلام کیا، پھر اسی قسم کا جواب ملا، تیسری بار سلام کر کے آپ واپس چلے، تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ پیچھے پیچھے دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ میں آپ کا سلام سنتا تھا لیکن جواب اس لئے آہستہ سے دیتا تھا کہ آپ ہم پر متعدد بار سلام کریں۔''

(ایضا کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان)

حضور علیہ السلام کی یادگاریں اور صحابہ کرام

صحابہ کرام کے زمانہ میں نبی کریم ﷺ کی یادگاریں محفوظ تھیں جن کو وہ جان سے زیادہ

عزیز رکھتے تھے، اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں یزید کے دربار سے پلٹ کر مدینہ میں آئے تو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور مجھ سے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی تلوار مجھے دے دو ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اس کو چھین لیں، خدا کی قسم اگر تم نے مجھے یہ تلوار دی تو جب تک جسم میں جان باقی ہے کوئی شخص اس کی طرف دست درازی نہیں کر سکتا۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا ایک جبہ محفوظ تھا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب ان کے خاندان میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کیلئے دھو کر اس کا پانی پلاتی تھیں۔ (مسند احمد ابن حنبل ج ۶ ص ۳۴۸)

بہت سے صحابہ ان یادگاروں کو زاد آخرت سمجھتے تھے اور ان کو بعد مرگ بھی اپنے سے جدا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

جب رسول اکرم ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لاتے تو ان کی والدہ آپ کے پسینے کو ایک شیشی میں بھر کر اپنی خوشبو میں ملا دیتی تھیں۔ چنانچہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو وصیت کی کہ یہ خوشبو ان کے حنوط میں شامل کی جائے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کے بالوں کو بھی شیشی میں بھر لیتی تھیں۔ لیکن علامہ ابن حجر نے اس حدیث کی شرح میں پہلے تو اس کو ایک بے جوڑ چیز سمجھا ہے لیکن اس کے بعد لکھا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک اس سے وہ بال مراد ہیں جو کنگھی کرنے میں آپ کے سر سے جھڑ جاتے تھے۔

پھر حضرت انس سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب منیٰ میں اپنے بال منڈوائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لے لئے اور ان کو حضرت انس کی والدہ کے حوالے کیا جن کو انہوں نے اپنی خوشبو میں شامل کر لیا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس خوشبو میں یہ بال شامل تھے اسی میں وہ پسینے کو بھی شامل کر لیتی تھیں۔ (بخاری کتاب الاستیذان من زار قوما فقال عندہم)

محبت کے ناطے

☆ صلح حدیبیہ میں جب عروہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایسے چہرے اور مخلوط آدمی دیکھتا ہوں جو آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کے دل پر اس طنز آمیز فقرہ نے نشتر کا کام کیا، انہوں نے برہم ہو کر کہا ہم اور آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟ (ایضاً)

یہ ایک قول تھا جس کی تائید ہر موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے کی۔

☆ ابتداء اسلام میں ایک بار آپ نماز پڑھنے میں مشغول تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا، اور آپ کا گلا گھونٹنا چاہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو ڈھیل دیا اور کہا کہ ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا معبود اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے خدا کی جانب سے دلائل لے کر آیا ہے۔ (بخاری کتاب المناقب فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

ہجرت کے بعد خطرات اور بھی زیادہ ہو گئے تھے کفار مکہ کے علاوہ اب منافقین اور یہود نئے دشمن ہو گئے تھے جن کا رات دن ڈر لگا رہتا تھا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی حفاظت کیلئے اپنے آپ کو ان تمام خطرات میں ڈال دیتے تھے چنانچہ ابتداء ہجرت میں آپ ایک شب بیدار ہوئے تو فرمایا کاش آج کی رات کوئی صالح بندہ میری حفاظت کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہتھیار کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی، آپ نے آواز سن کر فرمایا، کون ہے؟ جواب ملا ''میں سعد بن ابی وقاص ہوں' فرمایا: کیوں آئے ہو؟ بولے! میرے دل میں آپ کی نسبت خوف پیدا ہوا اس لئے حفاظت کیلئے حاضر ہوا۔'' (ترمذی کتاب الفضائل مناقب سعد بن ابی وقاص)

ان خطرات کی وجہ سے اگر آپ تھوڑی دیر کیلئے بھی آنکھ سے اوجھل ہو جاتے تو جان نثاروں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔

☆ آپ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حلقہ میں رونق افروز تھے، کسی ضرورت سے اٹھے تو پلٹنے میں دیر ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گھبرا گئے کہ خدانخواستہ دشمنوں کی طرف سے کوئی ایذا نہ پہنچے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسی پریشانی کی حالت میں گھبرا کر آپ کی جستجو میں انصار کے ایک باغ میں پہنچے۔ دروازہ ڈھونڈا تو نہیں ملا، دیوار میں پانی کی ایک نالی نظر آئی اس میں گھس کر آپ تک پہنچے اور صحابہ کی پریشانیوں کی داستان سنائی۔

(مسلم کتاب الایمان باب من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعاً)

غزوات میں یہ خطرات اور بھی بڑھتے جاتے تھے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جان

نثاری میں اور بھی ترقی ہوتی جاتی تھی۔

میری حفاظت کون کرے گا

غزوہ ذات الرقاع میں ایک صحابی نے ایک مشرک کی بیوی کو گرفتار کیا، اس نے انتقام لینے کیلئے قسم کھائی کہ ''جب تک اصحاب نبی کریم ﷺ میں کسی صحابی کے خون سے زمین کو رنگین نہ کرلوں گا چین نہ لوں گا۔'' اس لئے جب آپ واپس ہوئے تو اس نے تعاقب کیا۔ آپ منزل پر فروکش ہوئے تو دریافت فرمایا کہ کون میری حفاظت کی ذمہ داری اپنے سر لے گا؟ مہاجرین وانصار دونوں میں سے ایک ایک بہادر اس شرف کو حاصل کرنے کیلئے اٹھے۔ آپ نے حکم دیا کہ گھاٹی کے دہانے پر جا کر متمکن ہو جائیں (کہ وہی کفار کی کمین گاہ ہو سکتی تھی) دونوں بزرگ وہاں پہنچے تو مہاجر بزرگ سو گئے اور انصاری نے نماز پڑھنا شروع کی، مشرک آیا اور فوراً تاڑ گیا کہ یہ محافظ اور نگہبان ہیں، تین تیر مارے اور تینوں کے تینوں ان کے جسم میں پیوست ہو گئے۔ (ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من الدم) لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔

☆ آپ غزوہ حنین کیلئے نکلے تو ایک صحابی نے شام کے وقت خبر دی کہ میں نے آگے جا کر پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ قبیلہ ہوازن کے زن و مرد چار پایوں اور مویشیوں کو لے کر امنڈ آئے ہیں، آپ مسکرائے اور فرمایا، آج میری پاسبانی کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابی مرثد غنوی نے کہا، میں یا رسول اللہ! ارشاد ہوا کہ سوار ہو جاؤ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے تو فرمایا کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ جاؤ۔ آپ نماز فجر کیلئے اٹھے تو صحابہ سے فرمایا کہ تمہیں اپنے شہسوار کی بھی خبر ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ جماعت قائم ہوئی تو آپ نماز پڑھاتے جاتے تھے اور مڑ مڑ کر گھاٹی کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ نماز ادا کر چکے تو فرمایا لو مبارک ہو تمہارا شہسوار آ گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گھاٹی کے درختوں کے درمیان سے دیکھا تو وہ آ پہنچے اور خدمت مبارک میں حاضر ہو کر سلام کیا اور کہا کہ میں گھاٹی کے بلند ترین حصے پر جہاں آپ نے مامور فرمایا تھا چڑھ گیا، صبح کو دونوں گھاٹیاں بھی دیکھیں تو ایک متنفس بھی نظر نہ آیا، آپ نے فرمایا، کبھی نیچے بھی اترے تھے، بولے صرف نماز اور قضائے حاجت کیلئے۔ ارشاد ہوا تم کو جنت مل چکی ہے۔ اس کے بعد اگر

Scanned with CamScanner

کوئی عمل نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ عزوجل)

☆ ایک غزوہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک ٹیلے پر قیام فرمایا، اس شدت سے سردی پڑی کہ بعض لوگوں نے زمین میں گڑھا کھودا اور اس کے اندر گھس کر اوپر سے ڈھال ڈال دی۔ آپ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آج کی شب میری حفاظت کون کرے گا؟ میں اس کو دعا دوں گا۔ ایک انصاری نے کہا کہ میں یارسول اللہ، آپ نے قریب بلا کر ان کا نام پوچھا اور دیر تک دعا دیتے رہے۔ حضرت ابوریحانہ نے یہ دعا سنی تو کہا کہ ''میں دوسرا نگہبان بنوں گا۔'' آپ نے قریب بلا کر نام پوچھا اور ان کو بھی دعا دی۔ (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۱۳۴) آیت کریمہ واللہ یعصمك من الناس نازل ہونے کے بعد آپ نے اپنے لئے پاسبان مقرر کرنا بند کر دیا۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جان نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوہ اُحد میں ہوا، چنانچہ اس غزوہ میں کسی مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف نو صحابہ (جن میں سات انصاری اور دو قریشی تھے یعنی حضرت طلحہ اور حضرت سعد رہ گئے۔) اس حالت میں کفار آپ پر دفعۃً ٹوٹ پڑے تو آپ نے ان جان نثاروں کو خطاب کر کے فرمایا، کہ ان اشقیا کو کون میرے پاس سے ہٹا سکتا ہے؟ ایک انصاری فوراً آگے بڑھے اور لڑ کر آپ پر قربان ہو گئے۔ اسی طرح کفار برابر آپ پر حملہ کرتے جاتے اور آپ بار بار پکارتے جاتے تھے اور ایک ایک انصاری بڑھ کر آپ پر اپنی جان قربان کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ ساتوں بزرگ شہید ہو گئے۔

(صحیح مسلم باب غزوہ بدر)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی قربانیاں

حضرت طلحہ اور حضرت سعد کی جان نثاری کا وقت آیا تو حضرت سعد کے سامنے آپ نے اپنا ترکش بکھیر دیا اور فرمایا کہ تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان، حضرت طلحہ سپر لے کر آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تیر چلانے لگے اور اس شدت سے تیراندازی کی کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ اگر آپ گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تھے تو وہ کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں گردن اٹھا کر نہ دیکھیں، مبادا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینہ کے سامنے ہے۔ (بخاری باب غزوہ اُحد)

☆ اس غزوہ میں حضرت شماس بن عثمان کی جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے ان کی تلوار چمکتی ہوئی نظر آتی تھی۔ آپ پر غشی طاری ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو آپ کی سپر بنا لیا یہاں تک کہ اسی حالت میں شہید ہوئے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت شماس بن عثمان)

☆ اسی غزوہ میں آپ نے ایک صحابی کو حضرت سعد بن ربیع انصاری کی تلاش میں روانہ فرمایا، وہ لاشوں کے درمیان ان کو ڈھونڈھنے لگے تو حضرت سعد بن ربیع خود بول اٹھے کیا کام ہے؟ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارا ہی پتہ لگانے کیلئے بھیجا ہے، بولے جاؤ، آپ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دو، اور کہہ دو کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم لگے ہیں، اور اپنے قبیلہ میں اعلان کر دو کہ اگر رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے اور ان میں ایک متنفس بھی زندہ رہا تو خدا کے نزدیک ان کا کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔

(موطا امام مالک کتاب الجہاد باب الترغیب فی الجہاد)

☆ نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی آپ کی جان نثاری کی آرزو رکھتی تھیں حضرت طلیب بن عمیر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور اپنی ماں اروی بنت عبدالمطلب کو اس کی خبر دی تو بولیں کہ تم نے جس شخص کی مدد کی وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردوں کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے۔

(استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتے تھے۔ اس لئے متعدد بزرگوں نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ابتداء بعثت ہی سے آپ کی خانہ داری کے تمام کاروبار کا انتظام اپنے ذمے لے لیا تھا اور اس کیلئے طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے تھے۔ لیکن آپ کے شرف، خدمت کا چھوڑنا کبھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ حضور کا معمول تھا کہ جب کوئی غریب مسلمان خدمت مبارک میں حاضر ہوتا اور اس کے بدن پر کپڑے نہ ہوتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیتے اور وہ قرض لے کر اس کی خوراک و لباس کا انتظام کرتے۔

Scanned with CamScanner

شرف خدمت کی سعادت

ایک بار کسی مشرک سے اسی غرض کیلئے قرض لیا لیکن ایک دن اس نے دیکھا تو نہایت سخت لہجے میں کہا او حبشی تجھے معلوم ہے کہ اب مہینے میں کتنے دن رہ گئے ہیں؟ چار دن، اسی عرصہ میں قرض وصول کرلوں گا۔ ورنہ جس طرح تو پہلے بکریاں چرایا کرتا تھا اسی طرح بکریاں چرائے گا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس سے سخت رنج ہوا۔ عشاء کے بعد آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ مشرک نے مجھے یہ کچھ کہا ہے اور وہ مجھے ذلیل کر رہا ہے۔ فرمایئے تو جب تک قرض ادا نہ ہوجائے مسلمان قبائل میں بھاگ کر پناہ لوں، گھر واپس آئے تو بھاگنے کا تمام سامان بھی کرلیا لیکن رزاق عالم نے صبح تک خود قرض کے ادا کرنے کا سامان کردیا۔

(ابوداؤد کتاب الخراج باب فی الامام وقبول ہدایا المشرکین)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب آپ کہیں جاتے تو وہ پہلے آپ کو جوتیاں پہناتے، پھر آگے آگے عصا لے کر چلتے، آپ مجلس میں بیٹھنا چاہتے تو آپ کے پاؤں سے جوتیاں نکالتے۔ پھر آپ کو عصا دیتے آپ اٹھتے پھر اسی طرح جوتیاں پہناتے آگے آگے عصا لے کر چلتے اور حجرہ مبارکہ تک پہنچا جاتے۔

آپ نہاتے تو پردہ کرتے، آپ سوتے تو بیدار کرتے، آپ سفر میں جاتے تو بچھونا مسواک جوتا اور وضو کا پانی ان کے ساتھ ہوتا، اس لئے وہ صاحب سواد رسول اللہ یعنی آپ کے میر ساماں کہے جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن مسعود)

☆ حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ بھی شب و روز آپ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانۂ نبوت میں تشریف لے جاتے تو وہ دروازے پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ کو کوئی ضرورت پیش آجائے۔

ایک بار آپ نے ان کو تأہل (شادی) اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ بولے "یہ تعلق آپ کی خدمت گزاری میں خلل انداز ہوگا جس کو میں پسند نہیں کرتا لیکن آپ کے بار بار کے اصرار سے شادی کرنے پر مجبور ہوگئے۔" (مسند ابن حنبل ج ۴ ص ۵۸،۵۹)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ کے مستقل خدمت گزار تھے۔ ان کا کام یہ تھا کہ

سفر میں آپ کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، ابواب شہر رمضان باب المعوذتین)

☆ حضرت انس بن مالک کو بچپن ہی سے ان کی والدہ نے آپ کی خدمت کیلئے وقف کردیا تھا۔

☆ حضرت سلمیٰ ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ ان کو خادمہ رسول اللہ ﷺ کا لقب حاصل ہوا۔ (ابوداؤد کتاب الطب باب الحجامہ)

حضرت سفینہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی والدہ کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری میں صرف کردیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتیں تب بھی میں تانفس واپسیں آپ کی خدمت سے علیحدہ نہ ہوتا۔

(ابوداؤد کتاب العتق باب العتق علی الشرط)

☆ ان بزرگوں کے علاوہ اکثر صحابہ جو آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے ان کو بھی عموماً شرف خدمت حاصل ہوا کرتا تھا۔ ایک بار آپ رفع حاجت کیلئے بیٹھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے پانی کا کوزہ لے کر کھڑے رہے، آپ نے پوچھا عمر کیا ہے؟ بولے کہ وضو کا پانی، فرمایا کہ ہر وقت اس کی ضرورت نہیں۔ (ایضاً کتاب الطہارۃ باب فی الاستبراء)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو ہمیشہ خدمت مبارک میں حاضر رہتے تھے ان کو اکثر یہ شرف ہوتا کہ جب آپ رفع حاجت کیلئے تشریف لے جاتے تو وہ کسی طشت یا کوزہ میں پانی لاتے اور آپ وضو کرتے۔ (ایضاً کتاب الطہارۃ باب الرجل یدلک یدہ الارض اذا استنجیٰ)

☆ حضرت ابوالسمح رضی اللہ عنہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ جب آپ غسل فرماتے تو وہ پیٹھ پھیر کر کھڑے ہوجاتے اور آپ ان کی آڑ میں نہا لیتے۔

☆ جب آپ نے حجۃ الوداع میں رمی جمرہ کرنا چاہی تو خدام بارگاہ میں حضرت اسامہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ ساتھ تھے، ایک کے ہاتھ میں ناقہ کی نکیل تھی اور دوسرے بزرگ آپ کے سر پر اپنا کپڑا تانے ہوئے چلتے تھے کہ آفتاب کی شعاعیں چہرہ مبارک کو گرم نگاہوں سے نہ دیکھنے پائیں۔ (ابوداؤد کتاب المناسک باب فی المحرم یظلل)

Scanned with CamScanner

عقیدت ومحبت کے جذباتی پہلو

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میں تم کو تمہارے باپ، لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم لوگ مومن نہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان کا یہی درجۂ کمال حاصل تھا۔ چنانچہ حضرت جابر کے والد جب غزوہ اُحد کی شرکت کیلئے روانہ ہوئے تو بیٹے سے کہا کہ میں ضرور شہید ہوں گا اور رسول اللہ ﷺ کے سوا مجھ کو تم سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے۔ تم میرا قرض ادا کرنا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔

(اسد الغابہ تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام)

اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بھی مختلف طریقوں سے آپ کی محبت کا اظہار کرتے تھے۔

☆ ایک بار ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جوش محبت میں آپ کی قمیض الٹ دی، اس کے اندر گھس گئے، آپ کو چوما، آپ سے لپٹ گئے۔

(ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب بالا یجوز بیعہ)

☆ حضرت اسید بن حضیر ایک شگفتہ مزاج صحابی تھے۔ ایک روز ہنسی مذاق کی باتیں کرتے تھے کہ آپ نے ان کے پہلو میں ایک چھڑی چبھو دی۔ انہوں نے اس کا انتقام لینا چاہا۔ آپ اس پر راضی ہو گئے لیکن انہوں نے کہا کہ آپ کے بدن پر کرتا ہے، حالانکہ میرے بدن پر کرتا نہیں۔ آپ نے کرتا بھی اٹھا دیا' بس کرتے کا اٹھانا تھا کہ وہ آپ سے لپٹ گئے۔ کروٹ کو بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ یہی مقصود تھا۔ (ابوداؤد)

☆ جب آپ کی خدمت میں وفد عبدالقیس حاضر ہوا تو سواری سے اترنے کے ساتھ ہی سب کے سب دوڑے اور آپ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد کتاب المبیعت باب فی قبلۃ الجد)

☆ حضرت کردم نے حجۃ الوداع میں آپ کی زیارت کی۔ تو آپ کے قدم چوم لئے اور آپ کی رسالت کا اقرار کیا اور آپ کی باتیں سنتے رہے۔ (ایضاً کتاب النکاح باب تزویج من لم یولد)

☆ حضرت زاہر ایک بدوی صحابی تھے، جو رسول اللہ ﷺ سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ اور آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے، آپ بھی ان سے محبت رکھتے تھے اور فرمایا

کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بدوی (دوست) ہیں اور ہم ان کے شہری ہیں۔

ایک دن وہ اپنا سودا فروخت کر رہے تھے، آپ نے پیچھے سے آکر ان کو گود میں لے لیا، انہوں نے کہا کون ہے؟ چھوڑ دو! لیکن مڑ کر دیکھا اور معلوم ہوا کہ آپ ہیں تو اپنی پشت کو بار بار آپکے سینہ سے چمٹاتے تھے اور تسکین حاصل کرتے تھے۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ ﷺ)

☆ عرب میں یہ خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سن ہو جائیں اور وہ اپنے محبوب کو یاد کرے تو یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے، ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں سن ہو گئے تو کسی نے کہا اپنے محبوب کو یاد کرلو، بولے یا محمداہ (ادب المفرد باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں، جب وہ آپ کا ذکر کرتیں تو فرط مسرت سے کہتیں بابی یعنی میرا باپ آپ پر قربان۔

(نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض للعیدین ودعوۃ المسلمین)

صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی تکلیف برداشت نہ کرتے

عزت اور محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آرام وآسائش کا نہایت خیال رکھتے تھے اور آپ کی کسی قسم کی تکلیف کو گوارا نہیں کرتے تھے۔

☆ آپ ایک سفر میں تھے جس میں ایک صحابی نہایت اہتمام کے ساتھ آپ کیلئے پانی ٹھنڈا کرتے تھے۔ (کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل)

☆ ایک عورت تھی جو ہمیشہ مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی، اس کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو دفن کر دیا اور آپ کو اطلاع نہ دی آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں خبر کی؟ بولے حضور روزے سے تھے اور قیلولہ فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہ کیا اسی طرح ایک اور صحابی کا انتقال ہو گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور کو خبر نہ کی اور کہا کہ اندھیری رات تھی حضور کو زحمت ہوتی۔ (سنن ابن ماجہ باب کتاب الجنائز باب ما جاء فی الصلوۃ علی القبر)

''اپنی وہی پسند ہے جو ہے انہیں پسند''

آپ کو جو چیز محبوب ہوتی وہ آپ کی محبت کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی محبوب

Scanned with CamScanner

ہو جاتی۔ کدو آپ کو بہت مرغوب تھا اس لئے حضرت انس بن مالک بھی اس کو نہایت پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک روز کدو کھا رہے تھے تو خود بخود بول اٹھے، اے درخت! اس بنا پر کہ رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے محبت تھی تو مجھے کس قدر محبوب ہے۔ (ترمذی کتاب الاطعمہ باب ماجاء فی اکل الدباء)

آپ کی محبت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک آپ کی ہر چیز کو محبوب بنا دیا تھا آپ کا معمول تھا کہ ہر کام کی ابتداء داہنی جانب سے فرماتے۔

☆ ایک بار حضرت میمونہ کے گھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے دائیں طرف حضرت خالد بن عباس بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، حضرت میمونہ دودھ لائیں تو آپ نے پی کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ حق تو تمہارا ہی ہے لیکن اگر ایثار کرو تو خالد کو دے سکتے ہو۔ بولے میں آپ کا جوٹھا (تبرک) کسی کو نہیں دے سکتا۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب مایقول اذا اکل طعاما)

☆ ایک مرتبہ آپ نے پانی یا دودھ پی کر حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمایا۔ وہ بولیں! میں اگرچہ روزے سے ہوں لیکن آپ کا جھوٹا واپس کرنا پسند نہیں کرتی ہوں۔

(مسند بن حنبل ج ۶ ص ۳۴۳)

☆ ایک بار ایک صحابی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے آپ کھانا کھا رہے تھے ان کو بھی شریک کرنا چاہا، وہ روزے سے تھے اس لئے ان کو افسوس ہوا کہ ہائے رسول اللہ کا کھانا نہ کھایا۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب فرض الطعام)

☆ محبت کی وجہ سے آپ کو رنج ہوتا تو تمام صحابہ کو رنج ہوتا۔ آپ کو خوشی ہوتی تو تمام صحابہ بھی اس میں شریک ہوتے، آپ نے ایک مہینے کیلئے ازواجِ مطہرات سے علیحدگی اختیار کر لی تو تمام صحابہ نے مسجد میں آکر گریہ وزاری شروع کر دی۔

(مسلم کتاب الرضاع باب فی الایلاء والاعتزال عن النساء)

☆ آپ نے جب مرض الموت میں حضرت ابوبکر کو امام بنانا چاہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کو نہ دیکھیں گے تو خود روئیں گے اور تمام صحابہ بھی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی صلوٰۃ الرسول فی مرضہ)

☆ حضرت عمرو بن الجموح ایک فیاض صحابی تھے، ان کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ جب آپ نکاح کرتے تو وہ آپ کی جانب سے دعوت ولیمہ کرتے۔

(اصابہ ج ۴ ص ۲۹۶ تذکرہ حضرت عمرو بن الجموح)

☆ آپ جب کسی غزوہ میں تشریف لے جاتے تو صحابیات فرطِ محبت سے آپ کی واپسی اور سلامتی کیلئے نذریں مانتی تھیں۔

ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ (جاریہ سودہ) نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا کے گاؤں گی۔ (ترمذی کتاب مناقب ابی الحفص عمر بن الخطاب)

آپ عموماً فقر و فاقہ کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جب آپ کی خانگی زندگی کا یہ منظر آ جاتا تھا تو فرطِ محبت سے آبدیدہ ہو جاتے۔

☆ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس پر کوئی بستر نہیں ہے۔

جسم مبارک پر تہبند کے سوا کچھ نہیں، پہلو میں چٹائی کے نشانات پڑے ہیں توشہ خانہ میں مٹھی بھر جو کے سوا اور کچھ نہیں، آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آئے۔ ارشاد ہوا کہ عمر کیوں روتے ہو۔ بولے کیوں نہ روؤں، آپ کی یہ حالت ہے اور قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے اڑا رہے ہیں فرمایا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہمارے لئے آخرت اور ان کیلئے دنیا ہو۔

(مسلم کتاب الرضاع باب فی الایلاء واعتزال النساء وتخییر ہن)

☆ آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب آپ کی یہ حالت یاد آتی تھی تو آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے۔

ایک بار حضرت ابوہریرہ کے سامنے چپاتیاں آئیں تو دیکھ کر رو پڑے کہ سرکار نے اپنی آنکھوں سے کبھی چپاتی نہیں دیکھی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ، باب الرقاق)

☆ ایک دن حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے دوستوں کو گوشت روٹی کھلایا تو رو پڑے اور کہا کہ نبی کریم ﷺ کا وصال بھی ہو گیا اور آپ نے پیٹ بھر جو کی روٹی کبھی نہیں

Scanned with CamScanner

کھائی۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی عیش النبی ﷺ)

☆ اگر آپ کسی چیز سے متمتع نہ ہوسکتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے متمتع ہونا پسند نہ کرتے، آپ کا وصال ہوا تو آپ کے کفن کیلئے ایک حلہ خریدا گیا لیکن بعد کو آپ دوسرے کپڑے میں کفنائے گئے اور یہ حلہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر نے اس خیال سے لے لیا کہ اس کو اپنے کفن کیلئے محفوظ رکھیں گے لیکن پھر کہا کہ جب خدا کی مرضی نہ ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا کفن ہو تو میرا کیوں ہو۔ یہ کہہ کر اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دی۔

(مسلم کتاب الجنائز باب فی کفن المیت)

غزوہ تبوک سخت گرمیوں کے زمانے میں واقع ہوا تھا، حضرت ابوخثیمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو اس غزوہ میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ ایک دن وہ گھر میں آئے تو دیکھا کہ بیویوں نے ان کی آسائش کیلئے نہایت سامان کیا، بالاخانے پر چھڑکاؤ کیا ہے، پانی سرد کیا ہے عمدہ کھانا تیار کیا ہے لیکن وہ تمام سامان عیش دیکھ کر بولے کہ نبی کریم ﷺ اس لو اور گرمی میں کھلے ہوئے میدان میں ہوں اور ابوخثیمہ سایہ، سرد پانی، عمدہ غذا اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ لطف اٹھائے، خدا کی قسم یہ انصاف نہیں ہے، میں ہرگز.......... بالاخانہ پر نہ آؤں گا چنانچہ اسی وقت زادراہ لیا اور تبوک کی طرف روانہ ہوگئے۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۹ تذکرہ مالک بن قیس)

حضور علیہ السلام کی یاد صحابہ کرام کو رُلا دیتی

ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور جمعرات کا دن کس قدر سخت تھا۔ اس کے بعد اس قدر روئے کہ زمین کی کنکریں آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ حضرت سعید بن جبیر نے پوچھا جمعرات کا دن کیا؟ بولے اسی دن آپ کے مرض الموت میں شدت آئی تھی۔

(مسلم کتاب الوصیہ باب ترک الوصیہ لمن لیس (شئ یوصی فیہ)

آپ کی مبارک صحبتوں کی یاد آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے۔

☆ ایک بار حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس میں گئے تو دیکھا کہ سب لوگ رو رہے ہیں، سبب پوچھا تو بولے کہ ہم کو سرکار کی مجلس یاد آگئی، علامہ ابن حجر اس

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کی بیماری کے زمانہ کا ہے۔ جس میں انصار کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر اس مرض میں آپ کا وصال ہوا تو پھر آپ کی مجلس میسر نہ ہوگی، اس لئے وہ اس غم میں رو پڑے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ فرماتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

ایک سوڈانی سے ملاقات

ابھی حال ہی میں جب مجھے عمرے کی سعادت نصیب ہوئی تو مسجد نبوی میں ایک سوڈانی طالب علم کے ساتھ ملاقات ہوئی جو صاحبِ سلسلہ تھا' باتوں باتوں میں کہنے لگا: اگرچہ ساری دنیا سے لوگ آکر زیارات کرتے ہیں اور بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر سلام عرض کرتے ہیں لیکن پاکستان کے لوگوں کو اللہ پاک نے ایک ایسی نعمت عطا فرمائی ہے جو میں نے کسی کے پاس نہیں دیکھی میں نے خوشی کے جذبات میں لبریز ہوکر پوچھا: مـاھـی؟ وہ کیا نعمت ہے؟ تو اس نے کہا: باقی سب تو صرف زیارت کرتے ہیں لیکن پاکستانیوں کی یہ حالت دیکھی ہے:

یزورون ویبکون

یہ زیارت بھی کرتے ہیں اور ساتھ روتے بھی رہتے ہیں

واللہ العظیم هذه نعمة عظیمة

قسم بخدا! یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

حضور علیہ السلام سے تعلق ونسبت کا احترام

ایک بار ایک عراقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مچھر کا خون جو کپڑے سے لگ جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے، بولے ان کو دیکھو رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو تو شہید کر ڈالا اور مچھر کے خون کا سوال کرتے ہیں۔ (ترمذی کتاب المناقب الحسن والحسین)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے چند روز بعد ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک راستے سے گزرے، دیکھا کہ حضرت حسن علی جدہ وعلیہ السلام کھیل رہے ہیں، اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور یہ کہا:

Scanned with CamScanner

وبـائی شبـه الـنبی لیس شبیها بالعلی

''میرا باپ تم پر قربان کہ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل ہو، علی (رضی اللہ عنہ) کے مشابہ نہیں، حضرت علی بھی ساتھ تھے وہ ہنس پڑے۔ (مسند ابن حنبل ج ۱ ص ۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار کے نسبی تعلقات (ایک طائرانہ نظر میں)

حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کے سسر ہیں اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما داماد یعنی دو کو حضور علیہ السلام نے بیٹیاں دی ہیں اور دو سے لی ہیں اور آپ (ﷺ) نے فرمایا! جو میرا داماد بنے اور میں جس کا داماد بنوں ان سب پر اللہ نے دوزخ کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔ لانی سالت اللہ عنه و وعدنی بدلك . ان رشتوں کے بارے میں میں نے اللہ سے سوال کیا اور اللہ نے مجھے یہی جواب دیا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امام جعفر صادق کی ماں کے نانا بھی ہیں اور دادا بھی۔ امام جعفر صادق کا اپنا ارشاد ہے: ولدنی الصدیق مرّتین۔ میں ابوبکر کا دو دفعہ بیٹا ہوں اور وہ اس طرح کہ امام کی والدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور ماں کی طرف سے ام فروہ رضی اللہ عنہا بنت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت علی کے بیٹے امام حسین اور ابوبکر کے بیٹے محمد آپس میں ہم زلف ہیں کیونکہ ایران کے بادشاہ یزدجر کی دو بیٹیاں مال غنیمت میں مدینے آئیں ایک کا نام شاہ زناں (شہر بانو) اس کا نکاح حضرت عمر نے امام حسین سے کیا جس سے زین العابدین پیدا ہوئے اور دوسری بہن کا نکاح خود حضرت علی نے ابوبکر کے بیٹے محمد سے کیا جس سے امام جعفر صادق کے نانا قاسم پیدا ہوئے (کشف الغمہ) اس طرح حضرت ابوبکر کے پوتے امام زین العابدین کے سگے خالہ زاد بھائی لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حضور کے سسر لگتے ہیں اور آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن ایک لحاظ سے حضور علیہ السلام کے ہم زلف ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کی بیوی ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی ایک اخیافی بہن (ماں کی طرف سے سگی بہن) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے نکاح میں تھیں جس کا نکاح بعد میں منذر بن زبیر بن عوام سے ہوا اور ان کے بعد امام حسین سے ہوا اور اسی عبدالرحمٰن کی ایک بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بھی امام حسین کے نکاح

میں آئی۔ اس لحاظ سے حضرت ابوبکر امام حسین کے دادا سسر بھی لگے اور یہی عبدالرحمٰن امام حسن کے دوہرے سسر بھی ہیں کہ ان کی دو بیٹیاں حفصہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالرحمٰن اور ہند بنت عبدالرحمٰن یکے بعد دیگرے امام حسن کے نکاح میں آئیں اور امام حسن کی ایک بیٹی ام الحسن رضی اللہ عنہا ابوبکر صدیق کے نواسے عبداللہ بن زبیر کے نکاح میں تھی۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کے بیٹے محمد بن حنفیہ اس خاتون کے بطن سے ہیں جس کا نکاح ابوبکر صدیق نے حضرت علی سے کیا کہ جب مسلیمہ کذاب سے صدیق اکبر کے دور میں جنگ ہوئی تو ان کے قبیلے نے مسلیمہ کی حمایت کی اور جنگ جیتنے کے بعد ایک عورت اس قبیلے کی مال غنیمت میں آئی جو صدیق اکبر نے علی المرتضیٰ کے حوالے کی جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے جس نے اسی شکرانے میں صدیق اکبر کی شان کے خطبے پڑھے چنانچہ یہی محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں قلت لا بی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم . میں نے اپنے باپ حضرت علی المرتضیٰ سے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام کے بعد سب سے افضل کون ہے تو آپ نے فرمایا! ابوبکر قلت ثم من۔ میں نے پوچھا! پھر کون؟ تو حضرت علی نے فرمایا پھر عمر۔

☆ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت عمر کا وصال ہوا تو میں ان کی چارپائی کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ ایک بندہ میرے پیچھے آ کر میرے کندھے پر کہنی رکھ کر کھڑا ہوا اور ان لفظوں سے حضرت عمر کو دعا دینے لگا۔

یرحمك اللّٰہ انی لارجوا ان یجعلك اللّٰہ مع صاحبیك لانی کثیرا ماکنت اسمع رسول الله صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول کنت ابوبکر و عمر و فعلت و ابوبکر و عمرو انطلقت و ابوبکر و عمر و دخلت و ابوبکر و عمر وخرجت و ابوبکر و عمر۔

اللہ تجھ پر رحم فرمائے بے شک مجھے امید ہے کہ اللہ تجھے تیرے دونوں ساتھیوں (نبی و صدیق) سے ملائے گا کیونکہ میں نے بہت دفعہ حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا میں اور ابوبکر اور عمر۔ میں نے کیا اور ابوبکر نے کیا اور عمر نے کیا میں چلا اور ابوبکر چلا اور عمر چلا۔ میں داخل ہوا اور ابوبکر داخل ہوا اور عمر داخل ہوا۔ میں نکلا اور ابوبکر نکلا اور عمر نکلا۔

Scanned with CamScanner

(شاہ ولی اللہ نے ایسے چالیس سے زیادہ مقامات لکھے ہیں کہ جن میں حضور علیہ السلام نے اپنے ساتھ ابوبکر وعمر کا نام لیا)

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فالتفت فاذا علی ابن ابی طالب۔ میں نے جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کہنے والے حضرت علی المرتضیٰ تھے۔ (مشکوٰۃ، ۵۵۹)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے سسر بھی ہیں کہ آپ ہی کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمر کے سسر بھی ہیں کہ حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عمر کے نکاح میں تھیں اور یہ نکاح حضرت علی نے حضرت فاطمۃ الزہراء کی رضامندی اور مشورے سے کیا اور وجہ یہ بیان فرمائی بواسطہ آنکہ اظہار شہادتین می نمود (مجالس المومنین) یعنی اس لیے کہ عمر کامل الایمان ہیں۔

اور پھر حضرت عمر کا جب وصال ہوا تو حضرت علی اپنی بیٹی کو اپنے گھر لے آئے۔ ان سے حضرت عمر کے دو بچے ہوئے ایک بیٹے کا نام زید اور دوسری بچی تھی جس کا نام رقیہ تھا تو حضرت عمر کی اس اولاد کے حضرت علی نانا ہوئے اور حسن وحسین سگے ماموں لگے۔ روایت میں ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا حق مہر حضرت عمر سے خود حضرت علی نے وصول فرمایا اور یہ رقم چار ہزار درہم تھی۔

☆ حضرت عثمان غنی کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں حضرت امام حسین کی بیٹی فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا آئیں۔ امام حسن کی پوتی حضرت ام القاسم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان کے دوسرے پوتے مروان بن ابان بن عثمان کے نکاح میں تھیں۔

عبداللہ بن جعفر طیار کی بیٹی حضرت عثمان کے بیٹے ابان کے نکاح میں تھیں جو رشتے میں حضرت علی کی پوتی تھیں۔ بنت امراء القیس حضرت سکنہ بنت امام حسین (جو امام کی بیوی رباب کے بطن سے تھیں) عثمان غنی کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھیں۔

حضرت عثمان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے امام حسن سے پھر امام حسین سے ہوا۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ کی حقیقی بھانجی لیلہ بنت مرہ حضرت امام حسین کی بیوی اور علی اکبر بن حسین کی والدہ تھیں اور امیر معاویہ خود حضور علیہ السلام کے ہم زلف بھی تھے کہ ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی علاتی بہن (

باپ کی طرف سے سگی بہن) امیر معاویہ کے نکاح میں تھیں۔

امام حسن کی پوتی نفیسہ کا نکاح امیر معاویہ کے بھتیجے سے ہوا۔

اب بتاؤ کس کو گالی دو گے اور کس کو برا کہو گے۔ رشتے دینے والوں کو یا لینے والوں کو، سسر کو یا داماد کو۔ اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو نواسے کے تو قدم چومتا ہے اور نانے پہ لعنت کرتا ہے۔

ہم ان سے کیوں پیار کرتے ہیں صرف اس لیے کہ وہ تو ایک دوسرے کو رشتے تک دے لے رہے ہیں اور ہم ان کے بارے میں کیوں بدگمانی کریں۔ ہم یزید کو اس لیے برا کہتے ہیں کہ امام حسین نے اس کو برا سمجھا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ تک نہ دیا اور ہم یزید کے باپ کو اس لیے اچھا سمجھتے ہیں کہ امام حسن نے ان کو اچھا سمجھا، ان سے صلح و بیعت فرمائی۔ ان کا بھیجا ہوا لاکھوں کا سالانہ وظیفہ قبول فرماتے رہے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے دن حضرت علی نے خود امام حسن وحسین کو تلواریں دے کر حضرت عثمان کے گھر کا پہرے دار مقرر کیا اور شہادت عثمان کی خبر سن کر حضرت علی نے وفور جذبات میں امام حسن کے منہ پر طمانچہ اور امام حسین کے سینے پر مکہ رسید کیا۔

امیر معاویہ کیلئے حضور علیہ السلام نے ہادی اور مہدی ہونے کی دعا فرمائی۔ ان کو گالی دینے والے کو حضور نے لعنتی قرار دیا اور فرمایا: اے اللہ! معاویہ کو علم کتاب بھی عطا کر، حکومت بھی دے اور نجات بھی عطا کر۔ نیز حضرت علی وحضرت معاویہ کو سامنے بٹھا کر فرمایا: تم دونوں لڑو گے بھی مگر تم دونوں جنتی ہو۔

امام حسن کے سامنے علی ومعاویہ کی جنگیں ہوئیں اس کے باوجود بھی امام حسن نے امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور امام حسن امیر معاویہ کے فضائل سن کر زار و قطار روتے تھے۔ (دیکھو حلیۃ الابرار، ص ۳۳۸)۔

حضرت علی کے نزدیک امیر معاویہ اور ان کے رفقاء میں ایمان کی تمام شرائط پائی جاتی تھیں۔

امام حسین نے حضرت معاویہ کو خط لکھا کہ امت میں تفرقہ ڈالنے والے وہ لوگ ہیں جو

Scanned with CamScanner

آپ کے مخالفین ہیں۔

یزید اگر حضرت معاویہ کا بیٹا ہے تو اس میں ان کا کیا قصور کیا نوح نبی علیہ السلام کا بیٹا کافر نہیں تھا اور ابوجہل کا بیٹا عکرمہ صحابی رسول نہ تھا۔ یہ تو خدا کی شان ہے۔ یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی زندوں سے مردوں کو، مردوں سے زندوں کو نکالتا ہے کافر کا بیٹا مسلمان بنا دیتا ہے اور نبی وصحابی کا بیٹا بے ایمان بنا دیتا ہے۔ لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت ۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ۔ ہر ایک سے اپنی اپنی باز پرس ہوگی۔
لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم

عمر بن حسن، عثمان بن علی، ابوبکر بن حسن، اہل بیت کے افراد اور کربلا کے شہداء ہیں جن کا تم کبھی نام بھی نہیں لیتے کہ پول نہ کھل جائے کہ اگر آپس میں کوئی دشمنی والی بات ہوئی تو ہم جو اتنے غیرت مند ہیں کہ اپنی اولاد کا نام یزید شمر کے نام پر نہیں رکھتے۔ انہوں نے کیسے رکھ لیے۔

کتب احادیث میں ہزاروں احادیث ہیں کہ فاطمۃ الزہراء، صدیق اکبر اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعریف فرما رہی ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان فرما رہی ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ کا وصال ہوا تو قبر کھودنے والوں میں حضرت عمر شامل تھے اور قبر میں اتارنے والوں میں ابوبکر شامل تھے۔ (خصائص کبریٰ)

میں نے چند رشتہ داریاں بیان کی ہیں علاوہ ازیں بھی سینکڑوں حوالے کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ اگر مزید حوالہ جات درکار ہوں تو حاجی محمد علی مرحوم کی کتاب تحفہ جعفریہ جلد۲ کا مطالعہ فرمائیں جس میں شیعہ کتب سے رشتہ داریوں کا ایک وسیع سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ مجھے ایک جگہ اس موضوع پر تقریر کرنا تھی تو حاجی صاحب قبلہ نے مجھے یہ جلد عطا فرمائی اور یہ تقریر میں نے اس کتاب سے تیار کی۔

محبت والے تو گلی کے کتے کے بھی پاؤں چومتے ہیں یہ کیسے محب اہل بیت ہیں کہ ادھر دامادوں کو گالیاں دے رہے ہیں اور ادھر سسرالیوں کو

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے این در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

اور سرتاج الاولیاء تاجدار گولڑہ فرماتے ہیں

ہوویں میں سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبہ اے ہر کامل ولی دا
از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم انداز فضل رب
بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہے ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچیا باہجہ ادب دے کوئی

کراماتِ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

یہاں ہم صرف چوّن صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات کا ذکر حروف تہجی کے مطابق (جامع کرامات اولیاء کے حوالے سے) کرنے والے ہیں چونکہ صحابہ کرام ہی مصدر معجزات و کمالات سیّد العالمین صلوات اللہ تعالیٰ علیہ کے اولین فیض یافتہ ہیں اور امت کے وہی امام ہیں لٰہذا ضروری ہے کہ امت کے سب سے پہلے وہی اولیاء اور نگاہِ نبوت کے فیض یافتہ قرار پائیں اور انہی درویشان علوم نبوت سے فیض و عرفان کے چشمے پھوٹیں تو لیجئے ہم سب سے پہلے امام اول سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا ذکر کرتے ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق کی کرامات

١-سیدنا صدیق اکبر بن ابی قحافہ ؓ' ان کی ایک کرامت امام بخاری اور مسلم نے ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن ؓ سے روایت کی ہے کہ صدیق اکبر ؓ کے پاس تین مہمان آئے اور وہ خود شام کو کھانا کھانے جناب رسالتمآب ﷺ کے پاس چلے گئے۔کافی رات گزر گئی تو واپس پلٹے۔بیگم صاحبہ نے عرض کیا' آپ کو مہمانوں کا خیال نہیں رہا؟ پوچھنے لگے کہ کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ کہنے لگیں' انہوں نے آپ کے آئے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔صدیق ؓ نے فرمایا بخدا میں بالکل اب کھانا نہیں کھاؤں گا۔پھر مہمانوں سے فرمانے لگے کھاؤ! مہمانوں میں سے ایک فرماتے ہیں۔اللہ کی قسم جو لقمہ بھی ہم اٹھاتے تو نیچے والا کھانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا۔ہم سب سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ ہو گیا۔ صدیق اکبر ؓ نے کھانے کو دیکھا تو پہلے جتنا یا اس سے بھی زیادہ پایا۔اپنی بیوی سے فرمانے

لگے' اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہے۔انہوں نے جواب دیا میری آنکھوں کی ٹھنڈک! یہ تو اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہو چکا۔صدیق اکبر نے بھی اس سے کھایا۔فرمانے لگے' وہ قسم تو شیطان کی کوشش تھی۔ پھر یہ کھانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لے گئے۔صبح کھانا حضور کی خدمت میں تھا۔ان دنوں مسلمانوں اور ایک اور قوم کے درمیان عہد تھا۔عرصہ پورا ہو گیا۔ہم نے بارہ آدمیوں کو بانٹ دیا۔ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کتنے آدمی تھے۔حضور ﷺ نے وہ کھانا انہیں بھیج دیا اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

☆ دوسری کرامت یہ ہے کہ جناب عروہ بن زبیر حضرت ام المومنین عائشہ ؓ سے روایت صحیحہ میں بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر ؓ نے ام المومنین ؓ کیلئے مقام غابہ کے مال سے بیس وسق (ایک وسق ساٹھ صاع اور ایک صاع تقریباً چار سیر) متعین فرمائے تھے۔جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ سے ارشاد ہوا کہ پیاری بیٹی میری وفات کے بعد آپ کا غنی ہونا مجھے بہت مرغوب ہے اور آپ کا میری وفات کے بعد محتاج ہونا مجھے سخت دشوار ہے۔میں نے آپ کیلئے بطور عطیہ بیس وسق مقرر کئے تھے۔ اگر آپ وہ مال لے چکی ہوتیں تو بہت اچھا ہوتا مگر اب وہ مال وراثت ہے۔اب آپ کے ساتھ دو بھائی اور دو بہنیں بھی وراثت میں شریک ہیں۔قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق تقسیم کر لینا۔حضرت عائشہ صدیقہ ؓ عرض کرنے لگیں۔میرے محبوب والد! اگر بے شمار مال ہوتا تب بھی میں اسے چھوڑ دیتی (صرف بیس وسقوں کی کیا بات ہے) لیکن میری بہن تو صرف اسماء ہیں۔یہ دوسری کون ہیں؟ جن کا ذکر آپ فرما رہے ہیں۔صدیق نے فرمایا وہ جو تیری ماں کے پیٹ میں ہے وہ لڑکی ہے۔(جب وضع حمل ہوا) تو وہ بچی ہی تھیں۔

(وہ حضرات اس حدیث صحیحہ پر گہری نظر ڈالیں جو ہر وقت اسی تبلیغ میں رہتے ہیں کہ رحموں کے اندر کا کسی کو علم نہیں اور پھر اپنے اس فقرے کا رخ امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کی طرف موڑ دیتے ہیں اور لوگوں کو مشرک و بدعتی کے الفاظ و القاب سے نوازتے ہیں۔علوم مصطفویہ کی تو بات ہی الگ ہے۔یہ صدیق امت ہیں اور امت کی ماں سلام اللہ علیہا کو فرماتے ہیں کہ میری بیوی کے پیٹ میں بچی ہے اور پھر اسی طرح ہوتا ہے۔نہ صدیق ہی یہ سوچتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ یہ تو مافی الارحام کا علم ہے اور نہ ہی سیّدہ صدیقہ بنت صدیق اکبر انہیں عرض کرتی ہیں کہ ابا حضور! مافی الارحام کا علم آپ کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ دعویٰ کیوں فرما رہے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچی ہے جو بات صدیق اور صدیقہ جائز سمجھتے ہیں وہ خدا جانے ان مدعیان علم وتقویٰ نے کیسے ناجائز قرار دے دی۔ کیا ان دونوں کو علم قرآن حاصل نہ تھا جو براہ راست امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کے شاگرد تھے اور دور حاضر کے مدعیان علم کو فہم قرآن ان سے زیادہ حاصل ہو گیا ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں اور نھو، پھتو، خیرے کے شاگرد ہیں۔ اپنے قد کاٹھ کو دیکھے بغیر شہتیر کو بغل میں دبانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ علم عطائے ربانی ہے: ذالك فضل الله یؤتیه من یشآء۔ اگر اللہ کریم نبیوں اور صدیقوں کو عطا فرمادے اور جھوٹے دعویداروں کو نہ دے تو قصور ان کی اپنی کوتاہ ہمتی اور بدنصیبی کا ہے وہ مقدس ہستیاں تو اس حدیث کا مصداق ہیں کہ اتقوا فراسة المؤمن فانهٗ ینظر بنور الله تعالٰی (مومن نور خداوندی کے ذریعے دیکھتا ہے اور نور خداوندی کے سامنے پردے حائل نہیں ہوا کرتے)

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں دو کرامتیں ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پہلی یہ کہ وہ اسی مرض میں وفات فرما جائیں گے کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اب وہ مال وارثوں کا مال ہے۔ دوسری یہ کہ وفات کے بعد ان کی اولاد ہوگی اور وہ بچی ہوگی۔ اس کے ظاہر کرنے کا بھید یہ ہے کہ آپ حضرت صدیقہ کے دل کو مائل و نرم کر رہے تھے کیونکہ دیئے ہوئے مال جس پر تا حال سیّدہ نے قبضہ نہیں فرمایا تھا واپس لے رہے تھے لہٰذا اب انہیں صرف اپنا حصہ لینا ہوگا اور اس مال میں ان کے دو بھائی اور دو بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ اس بات کی دلیل کہ آپ ان کے دل کو مائل فرما رہے تھے اور مقصود استراحت قلبی تھی۔ یہ فقرہ ہے کہ اپنی وفات کے بعد میں آپ کو غنی دیکھنا چاہتا ہوں اور یہ مال کسی اور اجنبی یا دور کے رشتہ دار کو نہیں مل رہا ہے بلکہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں کو ہی مل رہا ہے۔ ان فقروں میں بے حد رفق و نرمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک اور عظیم الشان کرامت کا ذکر سورۂ کہف کی تفسیر فرماتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے کیا ہے حالانکہ وہ بہت ہی کم کرامات صحابہ بیان فرماتے ہیں۔

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ

امام رازی کہتے ہیں صدیق اکبر کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب ان کا جنازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے دروازے کے سامنے آیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درخواست کی گئی یا رسول اللہ صلوات اللہ علیک یہ ابوبکر ہیں جو حضور کے دروازہ مقدس پر حاضر ہیں (ان کے لئے اب کیا حکم ہے) دروازہ دفعۃً کھل گیا۔ روضہ انور سے ہاتف نے آواز دی، محبوب کو محبوب کے پاس لے آؤ۔

ادخلوا الحبیب الی الحبیب

یہ حدیث حضرات شیعہ کی کتب میں بھی موجود ہے وہاں دروازے کا مقفل ہونا مذکور ہے۔ اس حدیث نے مقام صدیق کی عظمتوں اور شان صدیق کی رفعتوں کو مبرھن کر دیا ہے۔ ہم گزشتہ صفحات میں اصحاب تصوف کے نزدیک مقام صدیق کی مختصراً تصریح کر چکے ہیں۔ اس حدیث پاک نے کئی مسائل حل کر دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ بعداز وفات صدیق کی مختصراً تصریح کر چکے ہیں۔ اس حدیث پاک نے کئی مسائل حل کر دیئے ہیں۔ پہلا یہ کہ بعداز وفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یارسول اللہ کہہ کر حضور کریم سے درخواست پیش کی ہے لہٰذا یارسول اللہ کہنا اجماع صحابہ سے جائز ثابت ہوا۔ اب جو اُسے ناجائز کہتا ہے وہ اجماع صحابہ کا منکر ہے اور جو اس مقدس اجماع کا منکر ہے اسے قرآن پاک نے یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا ہے۔ نوله ما تولّٰی ونصله جهنم وساءت مصیرا۔ کہ وہ شتر بے مہار جدھر چاہے گھومے پھرے ٹھکانہ تو اس کا جہنم ہی ہے جو اجماع صحابہ کو سند سمجھ کر آج بھی یارسول اللہ کہہ رہے ہیں انہیں مشرک و بدعتی کہنا خلاف اسلام ہے اور یہ بدعت ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے قائل ہیں۔ اگر قائل نہ ہوتے تو صدیق اکبر کے متعلق اجازت آپ سے کیسے لیتے۔ پھر کسی صحابی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ حیات نبی بھی متفقہ مسئلہ ہے اور اس پر بھی اجماع صحابہ ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں سنتے ہیں۔ اگر نہ سنتے تو یارسول اللہ کی ندا بے کار ہوتی۔ پھر چلا چلا کے بھی تو آپ کے صحابہ نے نہیں بلایا ہوگا کیونکہ ان کی سرکار میں اونچی آواز تو قرآنی آیت نے ممنوع قرار

دے دی ہے اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تو مسجد نبوی میں بھی اونچا بولنے سے منع فرماتے تھے کہ یہ آداب دربار رسالت کے منافی ہے۔ جب حضور اکرم قبرانور میں تشریف فرما ہوں اور صحابہ آہستہ آہستہ یارسول اللہ کہیں تو حضور اکرم ﷺ سن کر انہیں جواب عطا فرمائیں اور جواب حاضرین سر کے کانوں سے سنیں تو پھر کیا خیال ہے ان حضرات کا جو یارسول اللہ کہنے والے کو پکا مشرک اور بدترین کافر قرار دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یارسول اللہ کہہ کر پکارا' آہستہ آواز دی تو وہ کیسے رہے؟ اگر آپ کا نظریہ مان لیں تو سارا گلشن مصطفوی شرک کی خزاں کی زد میں آتا ہے۔ پھر کیوں نہ صحابہ' اولیائے امت اور اہل سنت کے مسلک کو مان لیں اور ان سب کے ہمنوا ہو کر یارسول اللہ کے جان بخش نغمے گانے لگیں۔)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک دن ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے کہ ہنڈیا سے آواز بلند ہوئی۔ اس طرح آواز نکلی جس طرح بچے کی آواز ہوتی ہے پھر تسبیح کی آواز بلند ہونے لگی۔ پھر ہنڈیا الٹ گئی پھر دوبارہ اپنی جگہ پر خود بخود آ گئی مگر اس سے کوئی چیز بھی باہر نہ گری۔ حضرت سلمان حیران ہو کر پوچھنے لگے ابوالدرداء! دیکھیے ایسا تو کبھی نہیں ہوا؟ ابوالدرداء نے فرمایا اگر جناب خاموش رہتے تو اللہ کریم کی بڑی بڑی آیات ملاحظہ فرماتے۔ برتن کے تسبیح کہنے کا ذکر حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے۔

۲۔ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ: امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے حضرت قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوالدرداء اور جناب سلمان فارسی ایک برتن سے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ وہ برتن اور تسبیح کہنے لگ گئے۔ یہ روایت میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ العلمین میں بھی بیان کی ہے۔ پھر میں نے علامہ المناوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب طبقات کا مطالعہ کیا تو اس میں عبارت یوں پائی۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ بھی ہے کہ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا تناول فرما رہے تھے تو برتن نے تسبیح پڑھنا شروع کر دی۔

سیدنا ابوعبس بن جبیر رضی اللہ عنہ:

امام حاکم' امام بیہقی اور امام ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ سے

نقل فرمائی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے پھر بنی حارثہ کے محلے میں واپس آ جایا کرتے۔ ایک رات بارش اور اندھیرا تھا وہ جب مسجد نبوی سے نکلے تو ان کی لاٹھی روشنی دینے لگی اور وہ اس روشنی میں بنی حارثہ کے محلے پہنچے۔

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ:

امام حاکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری جتھے کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب جہاز رات کو سمندر میں چل رہا تھا تو اوپر سے کسی منادی نے پکارا' آیئے میں آپ کو اس فیصلے کی اطلاع دوں جو اللہ کریم نے اپنی ذات کے لیے فرمایا ہے اور وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی کے دن اللہ کریم کیلئے پیاسا رہتا ہے اللہ کا حق ہے کہ وہ اسے پیاس کے دن (قیامت کے دن) پانی پلائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

ان کی ایک کرامت وہ ہے جو علامہ مناوی نے اپنی کتاب طبقات کبریٰ میں نقل فرمائی ہے۔ یہ روایت انہوں نے تاریخ ابن النجار اور رحلۃ ابن الصلاح سے مشہور فقیہہ علامہ زنجانی کے واسطے سے روایت کی ہے۔ زنجانی کہتے ہیں کہ شیخ ابواسحاق شیرازی نے یہ واقعہ قاضی ابوالطیب سے روایت کیا۔ قاضی صاحب کہنے لگے کہ ہم مناظرہ کے ایک حلقہ میں تھے کہ ایک خراسانی نوجوان آیا اور اس نے مصراۃ (وہ گائے بھینس جسے کافی دیر نہ دوہا گیا ہوتا کہ دودھ جمع ہو جائے تو گاہک زیادہ دودھ سمجھ کر خریدے) کے بارے میں سوال کیا اور دلیل مانگی۔ بخاری و مسلم میں اس موضوع پر جو روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اس کے سامنے بطور دلیل پیش کی گئی (سائل حنفی تھا) کہنے لگا ابوہریرہ کی احادیث مقبول نہیں ہیں۔ ابھی فقرہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ ایک سانپ اس پر گرا لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ سانپ سب کو چھوڑ کر صرف اس جوان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ جوان نے جب یہ کیفیت دیکھی تو چلایا۔ میری توبہ۔ میری توبہ۔ میری توبہ۔ دفعتہً توبہ کی آواز سن کر سانپ غائب ہو گیا۔

(اس واقعہ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اولیائے کرام سے کرامات صدور پذیر ہوتی ہیں کیونکہ اس واقعہ سے سینکڑوں برس پہلے حضرت ابوہریرہ وفات پا چکے تھے۔ دودھ

والے ایسے جانور کو بیچنے والے کے پاس واپس کر دیا جاتا ہے۔ یہاں احناف کا نظریہ کچھ اور ہے اور باقی حضرات کا کچھ اور۔ یہاں بحث اس سے نہیں کہ ان نظریات کے پیچھے دلائل کون سے ہیں بحث صرف یہ ہے کہ ایک شخص نے صحابی رسول کو ساقط الاعتبار قرار دیا تو سانپ اس کے پیچھے لگ گیا۔)

سیدنا ابو امامۃ باہلی رضی اللہ عنہ:

امام بیہقی اور حضرت ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے متعدد اسناد کے ذریعے ابو غالب کی سند سے یہ روایت حضرت ابو باہلہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قوم کے پاس بھیجا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے خوب بھوک لگ رہی تھی۔ وہ خون کھائے جا رہے تھے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی۔ میں نے انہیں کہا میں تو تمہیں اس سے روکنے کیلئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا خوب تمسخر اڑایا۔ میری تکذیب کی اور وہاں سے مجھے نکال دیا۔ میں تھکا ہارا بھوک پیاس سے مر رہا تھا۔ میں اسی حالت میں سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب آئے مجھے ایک دودھ والا برتن دیا میں نے برتن پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا۔ میرا پیٹ اچھی طرح بھر گیا۔ میری قوم کے لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے بھائی قوم کا ایک سردار آیا تھا اور تم نے اسے واپس لوٹا دیا۔ اب جاؤ اسے اس کی پسند کا کھانا پینا پیش کرو۔ وہ کھانا پینا لے کر میرے پاس آئے میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہنے لگے ابھی تو آپ بھوک اور پیاس کی شدت میں مبتلا تھے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میرے اللہ نے مجھے کھلا پلا دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ بھی دکھا دیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابن عساکر کی کچھ اسناد یوں ہے کہ میں انہیں دعوت اسلام دیتا تھا اور وہ انکار کرتے تھے۔ میں نے انہیں کہا کہ تمہارا بیڑا غرق ہو مجھے سخت پیاس لگی ہے۔ ایک گھونٹ پانی تو دے دو کہنے لگے ہم تو پانی نہیں دیں گے بلکہ تجھے پیاس سے بلک بلک کر مرتا دیکھیں گے' مجھے غصہ آیا میں نے کھلی چادر میں سر ڈال لیا۔ شدید گرمی میں گرم گرم زمین پر سو گیا۔ خواب میں ایک صاحب شیشے کا بہت خوبصورت گلاس بہت ہی لذیذ شربت سے بھر لائے مجھے دے دیا۔ میں نے نوش جاں کیا' شربت پی کر بھاگ گیا۔ اس شربت کے بعد نہ مجھے پیاس لگی اور نہ ہی اس شربت کے نوش کرنے کے بعد بھوک نے ستایا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ:

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما نابینا تھے۔ صبح کی تاڑ میں رہتے مگر کیا مجال کہ صبح کو تاڑنے میں وہ خطا کر جائیں۔ ادھر صبح ہوئی ادھر انہوں نے سحری کے خاتمہ کیلئے اذان کہہ دی۔ ان کے نام میں بقول مصنف اسد الغابہ اختلاف ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہے اور کچھ کا خیال ہے کہ عمرو ہے۔ لہٰذا میں نے یہ دونوں نام چھوڑ کر کنیت پر اکتفا کیا ہے اور انہیں ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما کی نسبت سے ردیف الف میں لکھا ہے۔

سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ:

ان کی یہ کرامت علامہ ابن اثیر نے اپنی کتاب اسد الغابہ میں انہی کی سند سے روایت کی ہے۔ (وہ قرآن پاک بڑی پیاری آواز سے پڑھا کرتے تھے) فرماتے ہیں کہ میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور قریب ہی میرا ایک لڑکا سویا ہوا تھا۔ میں نے سورۂ بقرہ تلاوت کی تو گھوڑا ناچنے اور جولانی کرنے لگا' میں صرف اپنے بیٹے کے خیال سے اٹھا (کہ گھوڑا اس پر نہ چڑھ جائے) میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر وجد میں آ گیا۔ پھر میں لڑکے کے خیال سے اٹھا۔ پھر پڑھنے لگا تو گھوڑے پر پھر وہی مستی طاری ہو گئی۔ میں نے اوپر سر اٹھایا کہ ایک بادل نما ہے اس میں ستارے ہیں اور وہ آسمان سے آ رہا ہے۔ میں ہیبت زدہ ہو کر خاموش ہو گیا۔ صبح ہوئی تو منبع انوار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا۔ ارشاد ہوا وہ تو فرشتے تھے جو تیری آواز پا کر قریب آ گئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مصروف رہتے تو لوگ ان فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

خادم محبوبِ خدا سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب نسمات الاسحار میں حضرت بازلی کی کتاب غایۃ المرام کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ (یہ کتاب صحیح بخاری کے راویوں کے حالات پر مشتمل ہے) کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی زمین تھی۔ زمین کے نگران نے آپ سے شکایت کی کہ زمین سخت پیاسی ہے (یہ سن کر) حضرت انس نے نماز شروع کر دی۔ نگران سے فرمانے لگے' دیکھ کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ پھر نماز میں محو ہو گئے۔ پھر فرمایا کیا کچھ نظر آ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ پھر نماز میں محو ہو گئے۔ پھر

Scanned with CamScanner

فرمایا کیا کچھ نظر آ رہا ہے؟ اس نے جواب دیا پرندے کے پر جتنا بادل دیکھ رہا ہوں' آپ نے نماز اور دعا جاری رکھی۔ بارش برسی اور زمین سیراب ہوگئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نگران سے پوچھا کہ بتایئے کہاں تک بارش پہنچی ہے وہ کہنے لگا۔ آپ کی زمین سے آگے نہیں بڑھی۔ (صرف) آپ کی زمین کو ہی سیراب کیا ہے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ

شیخین (بخاری و مسلم) نے ان کے بھتیجے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا جناب انس بن نضر نے غزوۂ احد کے دن فرمایا تھا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے احد سے دوسری طرف جنت کی خوشبو آتی ہے پھر وہ شہید ہو گئے (اور جنت کی مہکوں تک جا پہنچے)

سیدنا تمیم الداری رضی اللہ عنہ

امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حرہ سے آگ نکلی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت تمیم وادی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس آگ کی طرف چلیے وہ ساتھ ہو لیے اور میں دونوں کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگ تک جا پہنچے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے آگ کو پیچھے ہٹا دیا۔ حتیٰ کہ آگ گھاٹی میں جا پہنچی حضرت تمیم بھی اس کے پیچھے وہاں جا پہنچے۔ فاروق اعظم فرمانے لگے۔ دیکھنے والا اور نہ دیکھنے والا ایک جیسے نہیں ہوئے۔ آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دہرایا۔ حضرت ابونعیم کے الفاظ یہ ہیں۔ وہ مرزوق سے روایت فرماتے ہیں' کہتے ہیں کہ دور فاروقی میں آگ نکلی تو تمیم رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر شریف سے اسے ہٹانا شروع کر دیا وہ ہٹتی ہٹتی ایک غار میں جا پہنچی۔ حضرت عمر فاروق فرمانے لگے ایسی ہی باتوں میں ہم آپ کی آزمائش کرتے ہیں۔

سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

حضرت بیہقی نے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو دفن کیا آپ خطیب انصار اور غزوۂ یمامہ کے شہید تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی (جب آپ کو ہم قبر

میں رکھنے لگے) تو آپ نے یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ محمد رسول اللہ' ابوبکر صدیق' عمر شہید' عثمان سراپا نیکی (انہیں بولتا پا کر) ہم نے غور سے انہیں دیکھا تو بقید حیات نہ تھے۔ الشفاء میں قاضی عیاض نے بھی یہ روایت لی ہے۔

سیدنا حجر بن عدی رضی اللہ عنہ

وہ اور ان کے ساتھی شام کے گاؤں عذرا میں مدفون ہیں۔ یہاں ہی دور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں وہ شہید ہوئے تھے۔ عارف باللہ سیدی محمد حفنی نے جامع صغیر کے حاشیہ میں اس حدیث پاک کے تحت کہ سیقتل بعذراء الناس یغضب اللہ واھل السماء (مقام عذراء پر کچھ لوگ شہید ہوں گے جن کی شہادت کی وجہ سے اللہ کریم اور آسمان والے ناراض ہوں گے)

جیل میں دعا اور اس کا اثر: فرماتے ہیں کہ سیدنا حجر رضی اللہ عنہ وضو اور طہارت کا بہت خیال رکھا کرتے تھے جب انہیں جیل میں ڈال دیا گیا تو انہیں بدخوابی ہوئی۔ جیل کے داروغہ سے نہانے کیلئے پانی طلب فرمایا وہ کہنے لگا میرے پاس تو صرف ایک شیر کپ (چھوٹا برتن) پانی ہے فرمایا وہ مجھے دے دو تا کہ میں طہارت کر سکوں۔ داروغہ کہنے لگا۔ اگر میں وہ پانی نہانے کیلئے آپ کو دے دوں تو پینے کیلئے کچھ نہیں رہے گا اور آپ پیاس سے مر جائیں گے اور مجھے حاکم جس نے آپ کو جیل میں ڈال رکھا ہے قتل کر دے گا۔ شاید آپ مجھے مروا دینا چاہتے ہیں۔ اب حضرت نے بارش کیلئے اللہ کریم سے دعا مانگی۔ بارش ہوئی اور آپ نے طہارت فرمائی۔ قیدیوں نے درخواست پیش کی کہ ایک دعا ہماری اور اپنی رہائی کی بھی فرما دیں۔ فرمایا میں تو جیل میں رہنا ہی پسند کروں گا کیونکہ مجھے رب تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ سے جیل ملی ہے اور بارش کی دعا تو صرف اس لیے کی ہے کہ پانی نہ ملتا تو عبادت نہیں ہو سکتی تھی۔ شیخ حفنی مرحوم فرماتے ہیں کہ مقربین کا یہی حال ہوتا ہے (کہ رضائے الٰہی اور ارادۂ خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور رضا پر راضی ہو کر دعا نہیں کرتے)

نواسہ رسول سیدنا حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ

علامہ مناوی نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے

Scanned with CamScanner

روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ کی قبر اقدس پر رفع حاجت کی وہ پھر اسی طرح بھونکنے لگا جس طرح کتے بھونکتے ہیں اور اسی طرح بھونکتا بھونکتا مر گیا۔ اس کی قبر سے بھی کتے کے چیخنے کی طرح آواز آتی رہی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

کلبی سے روایت یوں آتی ہے کہ خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہاں کے لوگوں نے عبدالمسیح نامی ایک آدمی بھیجا۔ اس کے پاس ایک لمحے میں کام تمام کر دینے والا زہر تھا۔ حضرت خالد نے فرمایا "آ" ئے اپنی ہتھیلی پر ڈالا پھر یہ دعا پڑھی:

بسم اللّٰہ وباللّٰہ ربّ الارض والسماء بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء

ترجمہ: ارض و سما کے پروردگار اللہ کے نام اور اس کی ذات کے ساتھ' اس ذات برحق کے نام سے جس کی موجودگی میں کوئی مرض ضرر نہیں پہنچاتا۔

پھر اس زہر کو کھا لیا۔ عبدالمسیح نے واپس جا کر کہا کہ انہوں نے لحائی زہر کھا لیا مگر انہیں کچھ نہیں ہوا۔ بہتر ہے ان سے صلح کر لو کیونکہ حکومت کا مسئلہ تو اب ان کیلئے مسلم ہو چکا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے صحیح سند کے ساتھ جناب خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد کے پاس ایک آدمی شراب کا مٹکہ لے کر پہنچا۔ آپ نے فرمایا' اللہ! اسے شہد بنا دے تو وہ شہد بن گیا۔ اسی سند سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے ایک آدمی شراب کی مشک لے کر گزرا' آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے؟ وہ بولا سرکہ ہے آپ نے فرمایا اللہ کرے کہ وہ سرکہ بن جائے۔ لوگوں نے مشکیزہ دیکھا تو فی الواقع وہ سرکہ بن چکا تھا۔ حالانکہ اصل میں وہ شراب تھی۔

حضرت ابن سعد نے جناب لحارب بن دثار سے روایت کیا ہے کہ جناب خالد سے کہا گیا کہ آپ کے لشکر میں شراب پینے والے بھی ہیں۔ آپ لشکر میں گھومے ایک آدمی کے پاس شراب کا مشکیزہ تھا۔ آپ نے پوچھا' یہ کیا ہے جواب ملا' سرکہ ہے۔ خالد نے فرمایا اے اللہ! اسے سرکہ بنا دے۔ اس شخص نے مشکیزہ کھولا تو سچ مچ سرکہ تھا کہنے لگا یہ خالد کی دعا کا اثر ہے۔

سیّدنا حضرت ذویب رضی اللہ عنہ:

ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی جب دعوائے نبوت کے بعد صنعا شہر پر قابض ہوا تو حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آگ نے حضرت ذویب پر ذرا بھی اثر نہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمائی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بولے' خدائے جل وعلا کا شکر ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ نہیں لگتی۔

حضرت عبدان نے کتاب الصحابہ میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ذویب بن کلاب بن ربیعہ خولانی یمن کے پہلے مسلم تھے۔ حضرت ابن عساکر نے ابوبشیر جعفر بن ابی وحشیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک خولانی اسلام لے آیا۔ قوم کفر پر جمی ہوئی تھی اسے پکڑ کر آگ میں پھینک دیا۔ اس کے صرف وہ مقامات اثر پذیر ہوئے جہاں وضو کا پانی نہیں جاتا تھا۔ یہ دور صدیقی میں آیا اور سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ سے طالب دعا ہوا۔ آپ نے فرمایا دعا کرنے کا تو زیادہ مستحق ہے جسے آگ نے نہیں جلایا۔ پھر دعا فرمائی اور یہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔ اسے لوگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ یہ صحابی نہیں ہم نے یہاں محض اس لیے ذکر کر دیا ہے کہ وہ دور نبوی میں نجاشی کی طرح اسلام لایا تھا۔

سیدنا زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ:

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ صحیح روایت بیان کی ہے کہ زید بن خارجہ انصاری (جو بنی حارث بن خزرج کے ایک فرد تھے) دور عثمانی میں وفات فرما گئے۔ جب کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے ان کے سینے میں سے آواز سنی وہ بولنے لگے۔ احمد احمد پہلی کتاب میں ہیں۔ ابوبکر سچے ہیں سچے ہیں۔ وہ اپنی جان کیلئے ضعیف تھے مگر امر خداوندی میں بڑے قوی ہیں۔ یہ بھی کتاب اول میں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سچے ہیں سچے ہیں وہ قوی بھی ہیں اور امین بھی۔ یہ بھی کتاب اول میں ہے۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی انہی کے طریق پر سچے ہیں سچے ہیں۔ ان کے چار سال گزر گئے ہیں دو اور گزریں گے تو فتنوں کا آغاز ہوگا۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ قیامت کا سا ہنگامہ قائم ہوگا۔

Scanned with CamScanner

☆ فوج کی طرف سے اریس کے کنوئیں کی خبر تمہیں معلوم ہو گی اور بیئر اریس کیا ہے؟
ان کے بعد بنی خطمہ میں سے ایک صاحب فوت ہو گئے جب انہیں بھی کفن پہنایا جا چکا تو سینے میں ایک قسم کی آواز پیدا ہوئی پھر وہ بولنے لگے کہ بنی حارث بن خزرج (پہلے مرنے والے صاحب جن کا واقعہ ابھی اوپر گزرا ہے) کے بزرگ دوست (زید بن خارجہؓ) نے سچ کہا تھا' سچ کہا تھا۔ بیہقی فرماتے ہیں کہ بیئر اریس کی بات یوں ہے کہ حضور ﷺ نے انگشتری بنوائی تھی جو آپؐ کے ہاتھ مبارک میں رہتی۔ پھر وہ جناب صدیق امت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں رہی پھر سرکار عثمانی میں پہنچی۔ جب ان کی خلافت کے چھ سال گزرے تو وہ اریس کے کنوئیں میں گر گئی اور کام بگڑ گئے۔ اسباب فتن کا ظہور ہوا اور وہی کچھ وقوع پذیر ہوا جس کی خبر اوپر والے بیان میں حضرت زید بن خارجہ نے دی تھی۔

کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت زید نہیں بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت خارجہ نے مرنے کے بعد کلام فرمایا تھا۔ امام طبرانی وغیرہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ یہ خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں شامل تھے۔ وہ ظہر اور عصر کے درمیان مدینہ طیبہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانکؔ گرے اور وفات پا گئے۔ انصار کو پتہ چلا تو آپ کو گھر اٹھا لےؔ گئے اور دو چادروں میں انہیں کفن دیا۔ انصاری عورتیں انہیں رو رہی تھیں اور انصاری مرد بھی جمع تھے وہ کفن میں پڑے ہوئے تھے کیونکہ اس ناگہانی وفات نے کئی شکوک پیدا کر دیئےؔ تھے۔ ان کے کفن و دفن میں کافی دیر کر دی گئی۔ مغرب وعشاء کے درمیان کسی کی آواز سنائی دینے لگی۔ خاموش! خاموش! یہ آواز تو ان کپڑوں کی نیچے سے آ رہی تھی جو حضرت خارجہ پر لپٹے ہوئے تھے۔ چہرے سے لوگوں نے پردہ اٹھا دیا۔ مرے ہوئے خارجہ کہہ رہے تھے۔ محمد رسول اللہ نبی امی تھےؔ وہ خاتم النبیین تھے جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ یہ کتاب اول میں مذکور ہے۔ پھر کہنے لگے۔ انہوں نے سچ فرمایا۔ سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگےؔ یہ ہیں اللہ کے رسول۔ السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ کہہ کر وہ پہلے کی طرح مردہ حالت میں پلٹے۔ یہ عبارت ہم نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین سے نقل کی ہے۔ انہوں نے روح محمدی اپنے پاس پائی تھی اور یہ سب وفات نبوی کے بعد پیش آیا۔ انہوں نے صرف خلفائے ثلاثہ (صدیق، فاروق، غنی علیہم الرضوان) کا ذکر کیا۔ ان کی ثنا و مدح کی مگر حیدر کرار رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ

یہ واقعہ خلافت مرتضوی سے پہلے پیش آیا۔ میں نے بعد ازاں ابن اثیر کی کتاب اسد الغابۃ کا مطالعہ کیا خارجہ بن زید خزرجی رضی اللہ عنہ کے حالات نظر سے گزرے وہاں لکھا تھا کہ اس میں اختلاف ہے کہ بولنے والے خارجہ بن زید ہیں یا زید بن خارجہ ہیں۔ ابن اثیرؔ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ بولنےؔ والے زید بن خارجہ تھےؔ۔ واللہ اعلم۔

سبحان اللہ! یہ تو غلامان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں جو مرنے کے بعد بولتے ہیں اپنی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں۔ مستقبل کے واقعات بتاتے ہیں۔ خلافت راشدہ کی عظمت کے گیت گاتے ہیں اور پھر قبر میں تشریف لے جاتے ہیں پھر صرف یہی ایک واقعہ نہیں بلکہ ایسے بہت سے واقعات حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح الصدور میں مختلف کتب کے حوالوں سے نقل فرمائے ہیں۔ حضرتؔ ربعی بن خراش رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی نقل فرمایا ہے کہ کفن پہنا کر انہیں اس لیے قبر میں نہ اتارا کہ ان کے بھائی سفر سے واپس آ رہے تھے۔ اچانک حضرتؔ نے منہ سے کفن اتارا اور فرمایا مجھے جلدی لے چلو کہ جنت البقیع میں حضور امام المرسلین صلوات اللہ علیہ بہ نفس نفیس میرے جنازے کا انتظار فرما رہےؔ ہیں۔ دوسری کتب میں بھی محدثین و مفسرین نے بیسیوں ایسے واقعات نقل فرمائے ہیں مگر دور حاضر کے ایک عظیم مفسر محدث اور شیخ کی موت عجیب آئی۔ وہ ملک سے باہر مرے' ہوائی جہاز پر لاد کر لائے گئے نعش صندوق میں تھی۔ رات کو اپنے ادارے میں پہنچائے گئے اعلان ہوا۔ حضرت کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائیگی۔ تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے قیام کو شرک و کفر کہنے والے شیخ کی تعظیم کیلئے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ تابوت صفوں میں گھمایا گیا مگر پھر دفعۃً اعلان ہوا کہ فلاں اور فلاں مولانا کے ارشاد کے مطابق قبر میں اتارنے سے پہلے حضرت شیخ کے چہرۂ انور کی زیارت کرائی جائے گی۔ معتقدین مصر تھے مگر منتظمین فرار کے راستے تلاش کرتے رہے۔ معتبر راوی فرماتے ہیں کہ چہرے سے پھٹہ محرمان حریم ناز نے اٹھایا تو وہاں حالات کو دگرگوں پایا لہٰذا پھٹہ پھر لگا دیا گیا۔ جنازہ کے بعد بھی نقاب کشائی سے کلی اجتناب برتا گیا۔ آخری جھلک دیکھنے والے قبر کے کناروں پر کھڑے منتظر دیدار تھے مگر وہاں بھی چہرۂ انور دکھائے بغیر انہیں قبر کی خاک کے حوالے کر دیا گیا۔ دوسرے دن نوائے وقت راولپنڈی مجریہ ۲۹ مئی ۱۹۸۰ءؔ نے پہلے صفحے پر یہ خبر دی کہ کچھ طبی وجوہاتؔ کے پیش نظر ان کا چہرۂ اقدس نہیں دکھایا گیا۔ اب طبی

Scanned with CamScanner

وجوہات کا مرنے کے بعد کیا اثر تھا کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں۔ ہاں اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مناظر اہل سنت مولانا محمد عمر اچھروی مرحوم ومغفور ایک پیشگوئی فرمایا کرتے تھے۔ شاید وہی مسئلہ ہوا ہو اور اسی طبی وجہ کی بنا پر اتنے عظیم شیخ کا نورانی چہرہ نہ دکھایا گیا ہو۔ ایسا بھی تو ہوتا ہے کہ نور بہت زیادہ ہو جائے تو دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور شدت روشنی کبھی آنکھوں کی روشنی ہی ختم کر دیتی ہے۔ شاید اس خوف سے چہرۂ انور نہ دکھایا گیا ہو کہ اتنے زیادہ نور سے ان کے معتقدین کہیں اندھے ہی نہ ہو جائیں جس شخص نے زندگی بھر نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا انکار کیا ہو کیا اس کا اپنا چہرہ ''انور'' ہو سکتا ہے۔ اخبارات میں بھی جس کی بدعت شکنی کا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہو۔ اس کی اپنی موت پر کن کن بدعات کا احیاء ہوا یہ الگ بحث ہے جس کا ہم ذکر نہیں کرنا چاہتے۔ اتنا عرض کرنا چاہتے ہیں کہ انوار مصطفیٰ میں محو ہونے والے تو مر کر بھی بولتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نہ صرف تنقید بلکہ تنقیص کرنے والے دنیا سے یوں اٹھے کہ حواری ان کے ''چہرۂ انور'' کو صندوقوں میں چھپاتے رہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ روح اقبال سے معذرت کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں۔

نہیں دیکھنے کی چیز نہ اسے بیقرار دیکھ

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ:

امام بخاری، امام بیہقی اور علامہ ابونعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم سفر میں نبی رحمت ﷺ کے ساتھ تھے۔ اندھیری رات میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو میری انگلیاں روشنی بکھیرنے لگیں اس روشنی پر سب لوگ جمع ہو گئے۔ کوئی بھی ہلاک نہ ہوا اور میری انگلیاں مجسمۂ نور بنی رہیں۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ:

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ حضور نبی ہدیٰ ﷺ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا۔ حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے صحابہ نے ان کی کیفیت دریافت کی کہ ان کی بیوی نے جواب دیا کہ جب حاضری کی آواز سن کر وہ گھر سے نکلے تو وہ جنبی تھے۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسی لیے اسے

فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ امام بیہقی اور علامہ ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے ان لفظوں میں حدیث بیان فرمائی ہے کہ میں نے آسمان اور زمین کے درمیان فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو بادلوں کے پانی کو چاندی کے لگنوں میں بھر کر نہلا رہے ہیں۔ حضرت ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں۔ ہم حضرت حنظلہ کو دیکھنے گئے تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامات:

بخاری و مسلم اور بیہقی نے عبد الملک بن عمیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی شکایت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیج دیا تاکہ وہ جناب سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق جا کر احوال واقعی معلوم کرے۔ اسے کوفی کی مساجد میں گھمایا گیا مگر وہاں کے سب لوگوں نے جناب سعد کے متعلق کلمات خیر ہی بیان کیے۔ صرف ایک مسجد میں ابو سعدہ نامی شخص کہنے لگا۔ آپ اتنی تاکید سے دریافت کر رہے ہیں تو سنیے! سعد (مال غنیمت کی تقسیم) مساوی نہیں کرتے تھے۔ کسی فوجی جتھے کے ساتھ چلتے تھے اور فیصلے انصاف سے نہیں کرتے تھے۔ (جب اس کے یہ ریمارکس حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئے) تو فرمایا اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اسے طویل عمر کے ساتھ طویل فقر سے نواز اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔ حدیث کے راوی عبد الملک بن عمیر فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو اتنا بوڑھا دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے بھوئیں آنکھوں پر گرے ہوئے تھے وہ محتاج ہو چکا تھا راستے میں جوان لڑکیوں سے چھیڑ خانی کیا کرتا۔ جب اسے کہا جاتا کہ کیا حال ہے تو کہتا فتنوں کا مارا بوڑھا پھنسا ہوں مجھے سعد کی بددعا نے تباہ کر دیا ہے۔

ابن عساکر نے مصعب بن سعد کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ کوفے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ کوفیوں سے پوچھا۔ میں تمہارا کیسا حاکم تھا؟ ایک شخص بولا۔ بخدا آپ کو پتہ ہے کہ آپ رعایا میں انصاف نہیں کیا کرتے تھے۔ نہ ہی مساوی تقسیم کرتے اور نہ ہی فوجی جماعتوں کے ساتھ میدان جہاد میں اترتے (یہ سن کر) جناب سعد نے فرمایا۔ میرے

اللہ! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کی بینائی ختم فرمادے' اسے جلد ہی محتاجی کا شکار بنادے۔ عمر لمبی دے اور فتنوں کا نشانہ بنادے۔ وہ اندھا ہو گیا۔ محتاجی نے اسے دبوچ لیا۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا تھا۔ مختار کذاب کا فتنہ آیا تو وہ قتل ہو گیا۔

طبرانی' ابن عساکر اور ابو نعیم نے قبیصہ بن جابر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک مسلمان آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو کی۔ حضرت سعد نے فرمایا' میرے پروردگار! اس کی زبان اور ہاتھ کو جس طرح چاہے مجھ سے دور رکھ۔ جنگ قادسیہ کے دن اسے تیر مارا گیا اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ وہ مرنے تک پھر ایک لفظ بھی نہیں بول سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت مغیرہ کی ماں سے یہ روایت لی ہے کہ ایک عورت کا قد صرف ایک بچے جتنا تھا۔ لوگ بتاتے تھے کہ یہ حضرت سعد کی بچی ہیں۔ ان کے وضو کے پانی میں اس نے ہاتھ ڈال دیا تھا تو انہوں نے بددعا کہ اللہ تیری قوت کو ختم کردے بس جہاں تھی وہیں رہ گئی بڑھ نہ سکی۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر بذریعہ بسینا' حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک خاتون حضرت سعد کے پاس آ نکلتی تھی اور آپ اسے اس طرح آنے سے منع فرماتے تھے مگر وہ باز نہیں آتی تھی ایک دن پھر آ دھمکی تو آپ نے بددعا کی تیرا منہ بدل جائے اب اس کا چہرہ بجائے سامنے کے گدی کی طرف ہو گیا۔

حاکم نے قیس سے روایت لی ہے کہ ایک بدبخت نے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی شان اقدس میں گستاخی کی حضرت سعد نے بددعا میں فرمایا' اللہ! یہ تیرے ایک عظیم المرتبت ولی کا گستاخ ہے۔ یہ مجمع اٹھنے سے پہلے انہیں اپنی قدرت کا مشاہدہ کرادے۔ قسم بخدا ہم ابھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوئے تھے کہ اس کی سواری بدکی اور پتھروں میں اسے سر کے بل گرادیا اس کا بھیجا پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ حضرت حاکم نے مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو بددعا دی' اونٹنی آئی اسے مار دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جان کو آزاد کیا اور قسم کھائی کہ اب کسی کو بددعا نہ دیں گے۔

☆ حاکم نے ہی ابن مسیب سے روایت بیان کی ہے کہ مروان نے کہا یہ مال (مال غنیمت) ہمارا اپنا مال ہے ہم جسے چاہیں گے دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور فرمانے لگے کیا میں بددعا کردوں (یعنی مال خدا کو اپنا مال قرار دینے پر بددعا کروں) مروان

چھلانگیں مارتا آپ کے گلے آ لگا اور عرض کرنے لگے' ابو اسحاق! بددعا نہ فرمائیں یہ مال اللہ کا مال ہے (مروان کو پتہ تھا کہ حضرت سیف اللسان ہیں جو کہیں گے وہی ہوگا لہٰذا جان بچانے میں ہی عافیت سمجھی)

بیہقی اور ابن عساکر یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے ان کی سند کے ذریعے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے میرے پروردگار! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے بالغ ہونے تک میری موت کو ٹال دے' موت بیس سال تک ان سے ٹلی رہی۔ یہ اتنی شدید بیماری کے بعد واقعہ پیش آیا جس میں آپ کے بچنے کی ہرگز امید نہ تھی۔

☆ طبرانی حضرت بن سعد سے روایت کرتے ہیں' حضرت سعد ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ جناب حیدر' حضرت طلحہ اور جناب زبیر کو سب وشتم کررہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تم ان لوگوں کو سب وشتم کر رہے ہو جن پر اللہ تعالیٰ کا اکرام واحسان ہے۔ قسم بخدا یہ بکواسات بند کرو ورنہ میں تجھے بددعا دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا آپ مجھے یوں ڈرا رہے ہیں' گویا آپ نبی ہیں۔ حضرت سعد نے کہا میرے اللہ! اگر یہ تیرے معزز ومکرم بندوں کو گالیاں دے رہا ہے تو اسے لوگوں کیلئے سامان عبرت بنادے۔ بختی اونٹنی آئی لوگوں نے اس کیلئے راستہ چھوڑ دیا۔ اس نے اسے کچل دیا۔ لوگ حضرت سعد کے پیچھے دوڑے جارہے تھے اور کہتے جا رہے تھے کہ اے ابو اسحاق! آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لیے مستجاب الدعوات تھے کیونکہ حضور ﷺ نے آپ کو دعا دی تھی امام ترمذی اور امام حاکم نے یہ صحیح حدیث بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اللہ! جب سعد تجھ سے دعا مانگے تو قبول کر لے۔ جب بھی حضرت سعد رضی اللہ عنہ دعا مانگتے قبول ہوتی۔ حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ اللہ! سعد کی دعا قبول کرا اور اس کے نشانے کو درست فرما۔

☆ ابو نعیم نے ابن دوفیلی سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ دریائے شیر پر پہنچے اسے عبور کرنے کیلئے انہیں کشتیاں نہ مل سکیں۔ ایرانی کشتیاں ساتھ لے گئے تھے۔ وہ صفر کے کچھ دن وہاں ٹھہرے۔ اچانک دریا میں اور پانی چڑھ گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مسلمان شہسوار گھوڑوں سمیت پانی میں گھس گئے اور پار چڑھ گئے ہیں۔ دجلہ (دریائے شیر) میں بہت زیادہ طغیانی آچکی تھی۔ انہوں نے خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دریا کو

Scanned with CamScanner

عبور کیا جائے۔ آپ نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ لوگوں نے کہا' ٹھیک ہے۔ لوگوں کو پانی میں اترنے کی آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا یہ دعا مانگتے جاؤ۔

نستعین باللّٰہ ونتوکل علیہ حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

(ترجمہ) ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں ہمارا اسی پر بھروسہ ہے وہ ہمارے لیے کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ قوت اور طاقت کا مرکز صرف عظمت وبلندی والا اللہ ہی ہے''۔

پھر وہ دجلہ میں گھس گئے' لہروں پر سوار ہو گئے۔ دجلہ سیاہ رنگ کی جھاگ پھینک رہا تھا۔ لوگ تیرتے ہوئے یوں باتیں کر رہے تھے جس طرح زمین پر چلتے باہم باتیں کرتے ہیں۔ ایرانی اس معاملے میں حیران وپریشان تھے۔ یہ مسئلہ ان کے حساب وکتاب میں نہیں تھا۔ وہ فوراً بھاگنے کیلئے تیار ہو گئے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

☆ مسلمان صفر ۱۶ھ میں مدائن پر قابض ہو گئے اور کسریٰ کے خزائن ان کے قبضے میں آ گئے۔

ابو نعیم نے ابو عثمان نہدی کی سند سے بیان کیا ہے کہ سعد ساحل دریا پر ٹھہرے رہے۔ پھر لوگوں کو دریا عبور کرنے کی دعوت دی۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم نے دجلہ کو گھوڑوں اور جانوروں سے پھاڑ دیا۔ دونوں ساحلوں پر کھڑے آدمیوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ ہمارے گھوڑے پسینے سے شرابور ہنہناتے پانی سے نکلے۔ جب ایرانیوں نے یہ منظر دیکھا وہ بھاگ کھڑے ہوئے' پلٹنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک پیالے کے بغیر صحابہ کی اور کوئی چیز نہ گم ہوئی۔ یہ پیالہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا وہ ٹوٹ گئی پانی اسے بہا لے گیا مگر ہوائیں اور لہریں اسے ساحل پر لے آئیں اور مالک نے اسے اٹھا لیا۔

☆ ابو نعیم نے ہی ابو بکر بن حفص بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دوش بدوش چل رہے تھے۔ گھوڑے لے کر انہیں تیر رہے تھے اور سعد کہہ رہے تھے ''اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہت کارساز ہے اللہ اپنے ولیوں کی بخدا لازماً مدد فرمائے گا۔ ان کے دین کو غالب کرے گا اور ان کے دشمنوں کو شکست دے گا۔ اگر لشکر میں ایسی کجروی اور گناہ نہ ہوں جو نیکیوں پر غالب آ جائیں (تو لشکر غالب ہو کر رہے گا) حضرت سلمان نے کہا ابھی اسلام نیا ہے خدا کی قسم آپ کے ساتھیوں کیلئے سمندر بھی سرنگوں ہو گئے ہیں جس طرح خشکی سرنگوں ہو گئی ہے۔ صحابہ نے پانی کو ڈھانپ لیا اور ساحل سے پانی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ خشکی کی نسبت اس تری میں زیادہ باتیں کر رہے تھے اور جب وہ پانی سے نکلے تو ان کی کوئی چیز گم نہ تھی اور نہ ہی کوئی ڈوبا تھا۔

ابو نعیم نے عمر ساعدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب لوگ دجلہ میں اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت سلمان پانی میں حضرت سعد کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت سعد نے فرمایا "ذالك تقدير العزيز العظيم" ترجمہ (یہ عظمت وعلم والے خدا کے اندازے ہیں) پانی انہیں اٹھائے ہوئے تھا گھوڑے چل رہے تھے۔ جب بھی تھکتے تو ایک ٹیلہ سامنے آ جاتا جس پر وہ آرام کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ مدائن میں اس سے زیادہ عجیب بات کوئی نہ تھی چونکہ ٹیلوں کو جرثومہ کہتے ہیں تو دریا کو عبور کرنے کا نام ہی یوم الجراثیم رکھ دیا۔ کیونکہ جب بھی کوئی تھکن محسوس کرتا تو راحت کیلئے ٹیلہ سامنے آ جاتا۔ ابو نعیم نے قیس بن ابو حازم سے روایت کی ہے کہ ہم جب دجلے میں اترے تو وہ مچل رہا تھا۔ جب پانی کا زیادہ حصہ عبور کر چکے تو پانی شاہسوار کے تسموں تک بھی نہیں پہنچ رہا تھا۔

ابو نعیم نے حبیب بن صہبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مدائن فتح کرتے ہوئے مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا تو ایرانی کہنے لگے یہ جن ہیں انسان نہیں۔

(بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین)

(شاید تاریخ اسلام کے انہی واقعات کو پڑھ کر علامہ اقبال کا وجدان جھوم اٹھا۔ وہ دل کی گہرائیوں سے گیت گانے لگے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے بیگانہ رکھتی ہے دل کو — عجب چیز ہے لذت آشنائی)

سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ:

حاکم نے یہ حدیث بیان فرما کر اسے صحیح کہا ہے۔ امام بیہقی نے بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم احد حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی طلب میں بھیجا اور فرمایا۔ کہ اگر مل جائیں تو انہیں میرا اسلام کہہ دینا اور پوچھنا وہ خود کو کس حال میں پاتے ہیں؟ جب میں انہیں ملا تو ان کے آخری سانس تھے۔ نیزوں' تلواروں اور تیروں کے ستر زخموں سے جسم چھلنی ہو چکا تھا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا پیغام مبارک سن کر کہنے لگے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالیہ میں عرض کرنا کہ مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور میری قوم انصار سے کہنا کہ اگر آنکھ جھپکنے والا موجود ہو اور کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک تکلیف پہنچانے پہنچ گیا تو پھر تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر روح قفس عنصری سے اڑ گئی۔

کچھ کہے جاتا تھا غرق اپنے ہی افسانے میں تھا
مرتے مرتے ہوش باقی تیرے دیوانے میں تھا

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

حضرت جلال الدین بصری دمشقی نے اپنی کتاب تحفۃ الانام فی فضائل الشام میں لکھا ہے کہ دمشق کے لوگ زمانہ قدیم سے اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کا مزار شریف غوطہ دمشق کے اندر منیحہ نامی گاؤں میں واقع ہے۔ حضرت دمشقی کہتے ہیں کہ شیخ عارف عالی جناب ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ عارف عبداللہ ارموی فرماتے ہیں کہ انہوں نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (کی قبر) کی کئی دفعہ زیارت کی' ایک دفعہ انہیں خیال آیا کہ کیا یہ قبر حضرت سعد کی ہے بھی یا نہیں؟ انہیں اونگھ آ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ قبر شریف بالائی حصے سے کھل گئی ہے۔ ایک لمبا سا گہرے رنگ کا بدوی کندھے پر نیزہ اٹھائے اوپر سے نکلا ہے اور کہہ رہا ہے میں سعد ہوں۔ مجھے بیداری مل گئی۔ میں نے کہا۔ یہ قبر یقیناً انہی کی ہے۔ میں نے (ایصال ثواب کیلئے) قرآن پاک پڑھا' دعا مانگی اور واپسی کا راستہ لیا۔ دور صدیقی میں آپ ۱۴ھ میں شامی علاقہ میں وصال فرما ہوئے تھے۔

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامات:

ابونعیم بحوالہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بہت جلدی میں نکلے اگر جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ واپس نہ پلٹتے اور اگر چادر گر جاتی تو ادھر متوجہ نہ ہوتے۔ آپ نے کسی کی طرف توجہ نہ دی۔ صحابہ نے عرض کیا حضور! آپ تو ہمیں پیچھے چھوڑ کر الگ ہو رہے ہیں۔ فرمایا (اس لیے جلدی کر رہا ہوں) کہ کہیں حضرت حنظلہ کی طرح حضرت سعد کو بھی فرشتے ہم سے پہلے نہلانے نہ لگ جائیں۔

☆ شیخین (بخاری و مسلم) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یوم خندق حضرت سعد بن معاذ کو حیان بن عرقہ نے اکحل (بازو کی وہ رگ جس سے نمونیہ وغیرہ ہونے پر خون نکالا جاتا ہے) میں تیر مار دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں ان کے لئے خیمہ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ وہ قریب رہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت فرما سکیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خندق سے واپس تشریف لائے تو ہتھیار اتار کر غسل فرمایا' آپ کی خدمت میں جبریل علیہ السلام سر کا غبار جھاڑتے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے' سرکار آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ میں نے تو ابھی نہیں اتارے ذرا ان کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہاں چلوں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے۔ قریظی حضرت سعد کی ثالثی پر راضی ہو گئے۔ حضرت سعد نے فرمایا میری ثالثی یہ ہے کہ ان کے لڑاکو لوگ قتل کر دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں اور ان کے مال (بطور غنیمت) تقسیم کر دیئے جائیں۔ عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں۔ (محض رضائے الٰہی کیلئے اپنی ہی قوم کے خلاف حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ فرما رہے تھے) پھر فرمانے لگے میرے اللہ! تجھے تو پتہ ہے کہ میرے نزدیک یہ سب سے محبوب بات ہے کہ میں تیرے رسول کی حمایت میں ان لوگوں سے لڑوں جنہوں نے انہیں گھر سے بے گھر کیا ہے اور ان کی تکذیب کی ہے۔ میرے پروردگار! میں جانتا ہوں کہ تو قریش اور ہمارے درمیان جنگ جاری فرما دی ہے۔ اگر ابھی اس جنگ

نے جاری رہنا ہے تو مجھے زندہ رکھ تا کہ میں تیری ذات پاک کی خاطر ان سے جنگ لڑ سکوں اور اگر جنگ ختم ہوگئی ہے تو پھر میرے زخم کو جاری فرما دے اور مجھے اسی زخم کی موت مار دے' اسی رات زخم سے شدت کے ساتھ خون بہنے لگا اور وہ وفات فرما گئے (کیونکہ قریش رات کو طوفان و باد کی وجہ سے بھاگ گئے لہٰذا ان سے جنگ ختم ہوگئی اور آپ کی دعا قبول ہوگئی۔ اب وفات والی دعا قبول ہوئی لہٰذا آپ وصال یار تک جا پہنچے)

☆ امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ جنگ احزاب کے دن (جنگ خندق) سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا اکحل کاٹ دی گئی۔ خون رکنے کا نام نہیں لیتا تھا۔ دعا مانگنے لگے میرے پروردگار! بنی قریظہ کی موت سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہونے تک مجھے موت نہ دینا۔ اب رگ سے خون بہنا بند ہوگیا۔ ایک قطرہ بھی خون نہ نکلا۔ اب بنی قریظہ نے آپ کو ثالث مانا' آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ جب ان کے قتل کا معرکہ ختم ہوا تو رگ سے خون پھوٹ پڑا اور آپ وفات فرما گئے۔

☆ امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے کیلئے عرش الٰہی جھوما اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے کی معیت میں چلے۔ انہوں نے بسند جابر رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا یہ اللہ کا نیک بندہ ہے جس کی وفات پر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش جھوم اٹھا ہے۔ جبریل نکلے ہی تھے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت رافع زرقی کی سند سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں میری قوم کے پسندیدہ حضرات نے مجھے بتایا ہے کہ جبریل علیہ السلام آدھی رات کو استبرق عمامہ (ریشم کی ایک قسم) لپیٹے تشریف لائے اور کہنے لگے۔ یہ مرنے والے کون بزرگ ہیں جن کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور عرش الٰہی جھوم اٹھا۔ وہ پھر بہت جلدی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے۔ وہاں پہنچے تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ حضرت بیہقی جناب حسن بصری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت سعد کی روح کو پا کر عرش الٰہی خوشی سے جھوم اٹھا۔

☆ ابن سعد نے مسلمہ بن اسلم بن حریش سے روایت لی ہے کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم تشریف لائے تو گھر میں صرف سعد رضی اللہ عنہ تھے جنہیں کفن پہنایا جا چکا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ گویا گردنوں سے پھلانگتے تشریف لے جا رہے ہیں۔ مجھے آپ نے اشارے سے ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ میں ٹھہر کر پیچھے کو ہٹا۔ آپ نے ساعت بھر توقف فرما کر واپسی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور! فداك روحی مجھے کوئی آدمی تو دکھائی نہیں دیا اور آپ پھلانگتے تشریف لے جا رہے ہیں تھے۔ فرمایا' کوئی نشست گاہ خالی نہ تھی (میرے بیٹھنے کیلئے) فرشتے نے ایک بازو کو سمیٹا (تو میں بیٹھا)

☆ ابونعیم نے اشعث بن اسحاق بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت سعد کی وفات کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مقدس گھٹنے سکیڑے اور فرمایا کہ ایک فرشتہ آیا تھا اسے جگہ نہ ملی تو میں نے گھٹنے سکیڑ کر اس کیلئے جگہ پیدا کی ہے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کا جنازہ اٹھایا تو ان کے عظیم الجثہ اور طویل القامہ ہونے کی وجہ سے ایک منافق کہنے لگا' آج تو یہ جنازہ بہت ہی ہلکا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کے جنازے میں ایسے ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں جنہوں نے زمین پر اپنے قدم نہیں رکھے تھے۔

☆ ابن سعد نے محمود بن لبید سے روایت لی ہے۔ محمود کہتے ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! سعد رضی اللہ عنہ سے ہلکی کوئی میت ہم نے نہیں پائی۔ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا' ان کی میت تو ہلکی ہونی چاہئے تھی۔ اتنے اتنے فرشتے آج اترے جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترے تھے وہ بھی ان کے جسم کو تمہارے ساتھ اٹھائے جا رہے تھے۔

☆ ابن سعد اور ابونعیم دونوں نے محمد بن منکدر کی سند سے یہ روایت محمد بن شرحبیل بن حسنہ سے لی ہے کہ کسی آدمی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے اس دن مٹھی بھر مٹی لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا۔ کچھ وقت کے بعد دیکھا تو وہ کستوری بنی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سبحان اللہ! سبحان اللہ! آپ کے چہرۂ اقدس سے (خوشی) محسوس ہو رہی تھی۔ پھر فرمایا الحمدللہ اگر کوئی آدمی قبر کی گرفت سے بچنے والا ہوتا تو وہ سعد ہوتے۔ قبر نے انہیں ہلکا سا بھینچا

Scanned with CamScanner

اور پھر کھل گئی۔

یہ تو اہل سنت کے عقائد ہیں جن کی قبروں کی مٹی کستوری بن گئی ہے اور پھر سیدنا سعدؓ کے بعد بہت سے اولیائے امت سے بھی ایسی کرامت صدور پذیر ہوتی رہی ہیں مگر یاروں نے ان کی قبروں کو بھی معطر و منور کہنا شروع کر دیا جن کی قبروں پر نحوست کی گدھیں منڈلاتی ہیں جنہیں قبر کیلئے جگہ مرگھٹ میں ملتی ہے ایک طرف گرجا ہوتا ہے اور دوسری طرف سینما اور درمیان میں نام نہاد شیخ فرشتوں کو درس قرآن دے رہے ہوتے ہیں۔ ساری زندگی نورانیت محمدی کا انکار کرتے ہیں اور اپنی قبروں کو منور کہتے ہیں۔ دوسروں کو درس دیتے ہیں کہ قبریں کچی رکھو۔ یہ سنت ہے اور اپنی قبریں لنٹر ڈال کر پختہ کرتے ہیں کہ مبادا شیخ مرنے کے بعد بھی شرک' شرک کی گردان کرتا قبر سے نکل نہ بھاگے۔ فرشتوں کو شیخ قرآن پڑھانے گئے ہیں مگر اتنے نورانی چہرے کیساتھ کہ وہ چہرہ ان کے کسی پیروکار کو دکھایا تک نہیں گیا۔ واہ رے ولایت نجدیت)

ابن سعد نے حضرتؒ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی تھی جب بھی ہم مٹی کا کوئی ٹکڑا کھودتے تو اس سے کستوری کی مہک اٹھتی۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ:

شیخین نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اروی بنت اویس جھگڑی اور کیس مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ حضور ﷺ سے اس بارے میں ایک حدیث سننے کے بعد میں کسی کی زمین نہیں لے سکتا۔ مروان نے پوچھا آپ نے آنحضور سراپا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا سنا تھا۔ جواب دیا میں نے رحمت عالم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو شخص ایک بالشت بھر کسی کی زمین ظلم کے ساتھ لے لیتا ہے۔ سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں پڑ جاتا ہے۔ مروان (یہ سن کر) کہنے لگا' اب اس کے بعد میں آپ سے گواہ نہیں طلب کروں گا۔

حضرت سعید نے کہا ''اے اللہ! اگر یہ دعوے میں جھوٹی ہے تو اس کی بینائی زائل فرما دے اور اسے اس کی زمین میں مار دے۔ راوی کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی نظر جاتی رہی۔ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مرگئی۔ امام مسلم نے جو روایت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمرو سے لی ہے وہ بحیثیت معنی اس حدیث سے ملتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ راوی نے اروی کو نابینا دیکھا وہ دیوار ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا نے غارت کر دیا۔ وہ اپنے گھر جس میں جناب سعید سے جھگڑی تھی چل رہی تھی کہ کنوئیں میں جا گری اور کنواں ہی اس کی قبر بن گیا۔

حضرت سیّدنا سفینہ رضی اللہ عنہ

علامہ ابن اثیر نے اپنی مشہور کتاب اسد الغابۃ میں حضرت محمد بن منکدر سے حضرتؒ سفینہ رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بیان کی ہے۔ ابن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھے بتایا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا۔ وہ ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہوگیا۔ وہ تختہ ساحل پر آ لگا۔ وہاں میرے سامنے ایک شیر آ گیا میں نے کہا اے شیر! میں مولائے کائنات ﷺ کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر نے گردن جھکالی۔ اپنے پہلو اور کندھوں کی طرف سے وہ میرا دفاع کرنے لگ گیا اور مجھے راستے تک لے آیا۔ جب میں راستے پر پہنچ گیا تو اس نے ناقابل فہم آواز نکالی' میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں ان کا ذکر خیر حضرتؒ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہے۔ پھر میں نے فاضل دوست شیخ عبدالمجید خانی دمشقی کی کتاب الحدائق الوردیۃ فی اجلاء الطریقۃ النقشبندیہ میں ان کی یہ کرامت پڑھی کہ آپ ایک مہمان کے ساتھ مدائن سے نکلے۔ صحرا میں ہرن دوڑ رہے تھے اور پرندے فضاؤں میں اڑ رہے تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن میرے پاس آ جائے کیونکہ میرے ہاں ایک مہمان آیا ہے اور میں اس کی خاطر داری کرنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر ایک ہرن اور ایک پرندہ آ گیا۔ مہمان آدمی نے یہ دیکھ کر سبحان اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا آپ حیران ہو رہے ہیں؟ کیا ایسا بھی کبھی آپ نے

Scanned with CamScanner

دیکھا ہے کہ بندہ اللہ کریم کی اطاعت کرے اور پھر کوئی بھی چیز اس کی نافرمانی کر سکے؟

☆ حافظ ابونعیم حارث بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارث نے کہا میں مدائن گیا تو ایک آدمی دیکھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے اور ایک سرخ چمڑے کو وہ رگڑ رہا تھا۔ اس شخص نے پلٹ کر مجھے دیکھا اور فرمایا۔ بندۂ خدا اپنی جگہ رک جا' میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا حضرت سلمان ؓ ہیں۔ وہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ سفید کپڑے پہنے پھر تشریف لائے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر پھر مصافحہ فرمایا اور حال پوچھا۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ! ماضی میں نہ آپ نے مجھے دیکھا ہے اور نہ میں نے آپ کو دیکھا ہے نہ آپ مجھے پہچانتے ہیں اور نہ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا' مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میری روح نے آپ کی روح کو پہچان لیا' کیا آپ حارث بن عمیر نہیں ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں حارث ہی ہوں۔ فرمانے لگے میں نے امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کو فرماتے سنا ہے کہ روحیں مستعد لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ الفت کرنے لگتی ہیں اور جو نہی پہچانتی ہیں وہ اختلاف کرنے لگتی ہیں۔ ہرن اور پرندہ والی کرامت میں نے طبقات مناوی میں بھی پڑھی ہے۔

سیدنا عاصم بن ثابت اور سیدنا خبیب ؓ:

امام بخاری اور دوسرے حضرات نے ابوہریرہ ؓ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے ایک دستہ روانہ فرمایا جس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت ؓ کو مقرر فرمایا۔ یہ حضرات جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان پہنچے تو قبیلہ ہذیل کے ایک سو تیر اندازوں نے ان کا تعاقب کیا ان کے نقوش پا کے سہارے انہیں جالیا۔ حضرت عاصم اور ان کے ساتھی ایک بلند چٹان پر چڑھ گئے اور ہذیلیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے ہم عہد و میثاق دیتے ہیں کہ اگر تم لوگ اتر کر ہمارے پاس آ جاؤ تو ہم تم میں سے کسی ایک کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم ؓ نے فرمایا' میں کسی کافر کے عہد پر اترنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ میرے پروردگار! ہمارا حال اپنے پیارے نبی کو بتا دے۔ ہذیلی تیر اندازی کرنے لگے۔ حضرت عاصم سمیت انہوں نے سات صحابہ کو شہید کر دیا۔ اب صرف حضرت خبیب' حضرت زید بن دثنہ اور

ایک اور صاحب زندہ تھے۔ انہیں ہذیلیوں نے عہد و پیمان دیا۔ یہ حضرات اتر کر ان کے پاس جا پہنچے۔ جب ان کی گرفت میں آ گئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ لیا۔ تیسرا زندہ شخص بولا یہ تو غدر و دھوکہ کا آغاز ہو گیا ہے۔ انہوں نے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے انہیں گھسیٹا ساتھ چلنے پر مجبور کیا مگر وہ نہ مانے۔ ہذیلیوں نے انہیں قتل کر دیا۔

حضرت خبیب ؓ کا واقعہ:

حضرت خبیب اور جناب زید ؓ کو مکے میں جا کر بیچ دیا۔ حضرت خبیب ؓ کو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خریدا۔ حضرت خبیب ؓ نے حارث کو معرکۂ بدر کے دن قتل کیا تھا۔ (اس کے لڑکے اپنے باپ کا بدلہ لینا چاہتے تھے) آپ ان کے پاس قیدی رہے۔ جب انہوں نے آپ کے قتل کا پروگرام بنایا تو آپ نے حارث کی کسی بیٹی سے استعمال کیلئے استرا مانگا۔ اس لڑکی نے استرا دے دیا۔ وہ کہتی ہے کہ میں اپنے معصوم بچے سے غافل ہو گئی اور وہ چلتا ہوا حضرت خبیب کے پاس جا پہنچا۔ آپ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ میں یہ دیکھ کر بہت گھبرائی (کہ شاید خبیب اسے قتل کر دیں) وہ تاڑ گئے کہ میرے ہاتھ میں استرا دیکھ کر یوں پریشان ہو رہی ہے۔ کہنے لگے تو اس بات سے ڈر رہی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں انشاء اللہ ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ وہ کہتی ہے میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں انگور کا گچھا کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکے میں کسی قسم کا پھل نہ تھا اور پھر وہ تو لوہے میں جکڑے ہوئے تھے (اگر پھل ہوتا تب بھی لا نہیں سکتے تھے) یہ تو خدائی رزق تھا جو انہیں مل رہا تھا۔ جب قتل کیلئے کافر انہیں حرم سے باہر لے چلے (کیونکہ حرم پاک کی حدود میں وہ بھی قتل کو ناجائز سمجھتے تھے) تو خبیب ؓ نے فرمایا' مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دیجئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور فرمایا' اللہ! ان کا عدد شمار فرما لے اور انہیں الگ الگ کر کے قتل فرما دے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑ۔ حضرت عاصم ؓ کی دعا شہادت کے دن اللہ کریم نے قبول فرمائی کیونکہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کی شہادت کے دن ہی ان کی شہادت کی خبر سب لوگوں کو دی (عاصم کہہ رہے تھے کہ اللہ! ہمارے حال پر اپنے نبی کو مطلع فرما دے اور ادھر نبی اقدس اس واقعہ کی مدینہ والوں کو خبر دے رہے تھے۔ (معلوم ہوا کہ حضرت عاصم کی دعا اللہ کریم

Scanned with CamScanner

نے قبول فرما کر ان کی خواہش کو پورا فرما دیا تھا) جب قریش کو حضرت عاصم کی شہادت کا پتہ چلا تو انہوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا کہ جا کر عاصم کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لاؤ جسے دیکھ کر ہم پہچان لیں کہ یہ عاصم ہی ہیں کیونکہ حضرت عاصم ؓ نے بھی بدر کے دن ایک بڑے مشرک کو قتل کیا تھا۔ اللہ کریم نے بھڑوں کا ایک چھپر نما گروہ بھیج دیا جس نے عاصم ؓ کی حفاظت کی اور ان کی نعش پاک محفوظ رہی اور مشرک جسم اقدس کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔

علامہ بیہقی اور علامہ ابونعیم نے بھی موسیٰ بن عقبہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے حضرت عروہ کی سند سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ عبارت بھی بیان فرمائی ہے کہ حضرت خبیب ؓ نے کہا' میرے اللہ! میرے پاس کوئی ایلچی نہیں جسے تیرے محبوب پاک کے دربار سدا بہار میں بھیجوں تو خود ہی میرا سلام انہیں پہنچا دے۔ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیغام آکر پیش کیا۔ خادمان سرکار کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دن بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا وعلیہ السلام خبیب کو قریش نے مار ڈالا۔

حضرت عاصم ؓ کا ایمان افروز واقعہ:

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ ؓ نے واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ جب ہذیلی حضرت عاصم بن ثابت کو شہید کر چکے تو ان کا سر کاٹ کر سلافہ بنت سعد کے ہاں پہنچا دینا چاہا۔ سلافہ کے دو بیٹے غزوۂ احد میں مارے گئے تھے اس نے نذر مان رکھی تھی کہ اگر اسے حضرت عاصم ؓ کا سر مل گیا تو ان کی کھوپڑی میں شراب پیے گی (ہذیل اسی بنا پر سر کاٹ کر اس کے پاس لے جانا چاہتے تھے) اب بھڑیں یا شہد کی مکھیاں رکاوٹ بن گئیں۔ انہیں آپ کے سر تک نہ پہنچنے دیا تو کہنے لگے اب رہنے دو رات تک یہ بھڑیں چلی جائیں گی تو ہم سر کاٹ لیں گے۔ وادی کو اللہ کریم نے جاری فرما دیا اور پانی حضرت عاصم کو اٹھا کر لے گیا۔ حضرت عاصم ؓ نے اللہ سے عہد کر رکھا تھا کہ وہ کسی مشرک کو نہ اپنی زندگی میں چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے۔ وہ زندگی میں جس بات سے پاک رہے بعد وفات اللہ کریم نے خود انہیں اس بات سے پاک رکھا (کہ مشرک ان کے مردہ جسم کو بھی نہیں چھو سکے)

بیہقی اور ابونعیم نے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ روایت کی ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے حضرت عاصم کو روانہ فرمایا۔ اس حدیث میں بھی واقعہ حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کی طرح منقول ہے۔ ہاں اتنا اضافہ ہے کہ وہ حضرت کا سر مبارک کاٹ کر سلافہ کے پاس لے جانا چاہتے تھے کہ اللہ کریم نے شہد کی مکھیوں یا بھڑوں کا ایک گروہ حفاظت کیلئے بھیج دیا اور وہ حضرت کا سر مبارک نہ کاٹ سکے۔

اس روایت میں حضرت خبیب ؓ کے متعلق مذکور ہے کہ میرے پروردگار! میرے پاس کوئی نہیں جو تیرے محبوب کی خدمت میں میرا اسلام پیش کرے لہٰذا اپنے محبوب کو خود ہی میرا سلام پہنچا دے۔ حاضرین محفل کہتے ہیں کہ حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اسی وقت فرمایا وعلیہ السلام یہ سن کر صحابہ نے درخواست کی حضور! آپ کسے وعلیہ السلام فرما رہے ہیں ارشاد ہوا تمہارے بھائی خبیب کو وعلیہ السلام کہہ رہا ہوں جو شہید کیا جا رہا ہے۔ جب حضرت خبیب ؓ کو سولی کی لکڑی پر اٹھایا گیا تو آپ نے پھر دعا شروع کی۔ ایک شخص نے بیان کیا ہے جب میں نے ان کی یہ دعا سنی تو میں زمین سے چمٹ گیا۔ ابھی ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ وہ سب قاتل تباہ ہو چکے تھے صرف وہ ایک آدمی بچ گیا جو زمین پر لپٹ گیا تھا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف ان کو بطور جاسوس بھیجا۔ کہتے ہیں میں اس لکڑی تک پہنچا جس پر قتل کے بعد قریش نے انہیں صلیب دی تھی۔ میں لوگوں کی نظروں سے بچتا اس لکڑی پر چڑھ گیا۔ میں نے انہیں کھول دیا وہ زمین پر آ گرے میں نے بھی ان کے قریب ہی چھلانگ لگائی۔ پلٹ کر دیکھا تو حضرت خبیب ؓ کا جسم موجود نہ تھا۔ گویا انہیں زمین نگل گئی اور آج تک پھر ان کا کسی طرح کا ذکر تک نہیں آیا۔

ابو یوسف نے اپنی کتاب اللطائف میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت مقداد اور جناب زبیر ؓ کو بھیجا تھا کہ وہ خبیب ؓ کو سولی سے اتاریں۔ وہ مقام تنعیم میں پہنچے۔ (جہاں انہیں سولی دی گئی تھی) وہاں چالیس نشہ میں مست آدمی حضرت خبیب کے اردگرد تھے۔ دونوں حضرات نے انہیں سولی سے اتارا اور حضرت زبیر ؓ نے

انہیں اپنے گھوڑے پر رکھ لیا ان کا جسم بالکل تازہ تھا ذرا بھی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ مشرک ان حضرات کے تعاقب میں آئے جب وہ قریب آ گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو چھوڑ دیا اور زمین انہیں نگل گئی۔ لہٰذا ان کا نام بلیع الارض (زمین کا نگلا ہوا) پڑ گیا۔ (حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اصولاً ردیف خاء میں ہونا چاہیے تھا۔ میں نے ان کا ذکر جناب عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس لیے کر دیا ہے کہ واقعہ ایک ہے اور آنے والے واقعہ سے بھی مناسبت رکھتا ہے۔)

سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ:

امام بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ بئر معونہ کی طرف جانے والے مجاہد شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری قید ہو گئے تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ عامر بن فہیرہ ہیں، عامر کہنے لگا میں نے شہادت کے بعد انہیں زمین اور آسمان کے درمیان دیکھا تھا (یعنی فرشتے انہیں اوپر اٹھا لے گئے تھے) پھر دوبارہ انہیں زمین پر رکھ دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان شہداء کی خبر ملی اور سب صحابہ کو حضور نبی کریم نے ان کی شہادت کی اطلاع دی۔ فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے مولا کریم سے یہ کہہ کر سوال کیا ہے کہ ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے اطلاع دے دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے لہٰذا اللہ کریم نے صحابہ کو (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے) یہ خبر پہنچا دی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ بھیجا۔ تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ آپ اٹھے اللہ کریم کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر ارشاد ہوا کہ تمہارے بھائی (جتھے والے لوگ) مشرکوں سے دوچار ہوئے اور کاٹ دیئے گئے۔ اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں ہے۔ انہوں نے (شہادت کے وقت) کہا ہے اے ہمارے پروردگار! ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہیں (حضور نے فرمایا) اب میں تمہاری طرف ان کا پیغام پہنچانے والا ہوں کہ وہ اللہ سے راضی

ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا۔

☆ واقدی کہتے ہیں مجھے مصعب بن ثابت نے ابوالاسود سے یہ حدیث بتائی۔ ابوالاسود نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ منذر بن عمرو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی تلاش میں نکلا۔ پھر اس راوی نے بھی اوپر والی حدیث پاک کا قصہ بیان کیا۔ اتنا مزید بتایا کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کیا آپ اپنے ساتھیوں کو پہچان سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا جی ہاں، وہ انہیں لے کر شہداء میں گھومنے لگا اور ان کے نسب نامے پوچھنے لگا۔ پھر کہنے لگا کیا آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی ان شہداء میں موجود نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ نہیں ہیں۔ پوچھنے لگا وہ کیسے آدمی ہیں۔ میں نے جواب دیا وہ ہمارے بہترین فرد ہیں۔ کہنے لگا تو ان کا واقعہ میں آپ کو بتاؤں۔ انہیں تو ایک شخص نے نیزا مارا تھا جب نیزہ کھینچا تو وہ آسمان کی طرف اٹھ گئے پھر وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ انہیں جبار بن سلمٰی کلابی نے شہید کیا تھا۔ وہ بتاتا ہے کہ جب اس نے انہیں نیزہ مارا تو وہ پکارے بخدا میں فائز المرام (کامیاب) ہوا۔ کہنے لگا پھر میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس آیا اور یہ سارا واقعہ اسے بتایا اور خود مسلمان ہو گیا۔ میرے اسلام لانے کی وجہ حضرت عامر کی شہادت اور ان کا آسمان کی طرف بعد از شہادت اٹھ جانا تھا۔

ضحاک نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ فرشتوں نے ان کا جسم ڈھانپ لیا اور وہ علیین میں تشریف لے گئے۔ امام بیہقی نے یہ حدیث بیان فرما کر لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے انہیں ایک دفعہ بلندیوں کی طرف لے جا کر زمین پر رکھ دیا گیا ہو اور پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہوں۔ اس تاویل کے بعد امام بخاری کی سابقہ روایت میں جو آتا ہے کہ پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا تھا۔ تعارض نہیں رہتا۔ موسیٰ بن عقبٰی کے مغازی میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ عروہ نے فرمایا تھا کہ عامر کا جسم نہیں موجود تھا اور صحابہ سمجھتے تھے کہ انہیں فرشتوں نے چھپا دیا ہے۔ پھر بیہقی نے حضرت عروہ کی روایت موصولاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے انہیں شہید ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھا وہ آسمان اور زمین کے درمیان تھے۔ اس حدیث میں ان کے پھر زمین پر رکھے جانے کے الفاظ نہیں ہیں۔ اب ان متعدد احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے

کہ رفع الی السماء کے بعد وہ اوپر ہی اوجھل ہو گئے تھے۔ ابن سعد نے بھی بذریعہ واقدی محمد بن عبداللہ سے روایت کی ہے انہوں نے زہری سے اور زہری نے عروہ سے اور عروہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عامر ؓ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور ان کا جسم کہیں نہ مل سکا اور صحابہ سمجھ گئے کہ ملائکہ نے انہیں چھپا دیا ہے۔

سیدنا عباد بن بشر و سیدنا اسید بن حضیر ؓ:

ابن سعد اور حاکم نے اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے بیان کر کے اس کی تصحیح کی ہے۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عباد بن بشر اور جناب اسید بن حضیر ؓ کسی کام کے سلسلہ میں سیّد الانبیاء ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے۔ رات زیادہ گزر گئی اور اندھیرا گھپ تھا۔ جب سرکار سے رخصت ہوئے تو دونوں کے پاس لاٹھیاں تھیں ایک لاٹھی دونوں کو روشنی دینے لگی اس روشنی میں وہ جادہ پیما رہے جب الگ ہونے لگے تو دوسری لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔ اب ہر ایک نے اپنے گھر تک اپنی لاٹھی کی روشنی میں راستہ طے کیا۔

امام بخاری ؒ سیدنا انس ؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے صحابہ میں سے دو حضرات محفل نبوی سے شدید تاریک رات میں اٹھے۔ ان کے سامنے دو دیے روشنی بکھیر رہے تھے۔ جب وہ راستے میں الگ الگ ہوئے ان کے ساتھ ایک ایک دیا ہو لیا اور گھر تک پہنچ گئے۔ (ہم نے یہاں حضرت اسید ؓ کا ذکر حضرت عباد کے ساتھ حرف عین کے تحت کر دیا ہے کیونکہ واقعہ ایک ہے جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم حضرت عاصم و خبیب ؓ کا ذکر کر آئے ہیں۔)

سیدنا عباس بن عبد المطلب ؓ:

ان کی ایک کرامت کا ذکر علامہ تاج الدین سبکی اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم ؓ کے دور میں زمین کو قحط نے خشکی سے دوچار کر دیا۔ سیدنا فاروق اعظم ؓ، حضرت عباس ؓ کو لے کر استسقاء کے لئے باہر نکلے آپ کو دونوں بغلوں سے پکڑ کر کھڑا کیا پھر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا لیں اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! ہم تیرے

محبوب اقدس ﷺ کے چچا کا وسیلہ لے کر تلاش تقرب میں نکلے ہیں۔ تیرا ارشاد ہے اور حق ہے کہ

واما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينه وكان تحته كنز لهما وكان ابوهما صالحا

(رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔)

اللہ! تو نے ان دونوں کے باپ کی نیکی کی وجہ سے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔ اب اپنے نبی کی عظمت کا بھی ان کے چچا کے سلسلہ میں اظہار و تحفظ فرما کیونکہ ہم ان کے ذریعے شفاعت و استغفار چاہتے ہوئے آپ کے قرب کی طرف گامزن ہوئے ہیں۔ پھر فاروق اعظم ؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ الفاظ تلاوت فرمائے۔

استغفروا ربكم انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا

(اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے، تم پر مینہ بھیجے گا)

دعائے عباس ؓ سے بارش کا نزول:

حضرت عباس ؓ پر طویل غم چھایا ہوا تھا آنکھوں سے جھڑی پھوٹ رہی تھی۔ انگشت سبابہ نے ان کے سینے کو جولانگاہ بنایا ہوا تھا اور وہ عرض کر رہے تھے۔ میرے مولا! تو ہی محافظ ہے لہٰذا گم گشتہ کو ضائع نہ فرما اور ٹوٹے بدحال کو تباہی لانے والے گھر میں نہ چھوڑ۔ چھوٹے عاجز ہو گئے ہیں اور بڑوں پر رقت طاری ہے۔ رنج والم کی حد ہو گئی ہے تو ہی چھپی چیزوں اور بہت ہی خفی چیزوں کو جانتا ہے۔ اے اللہ! انہیں اپنی باران رحمت سے نواز۔ ان لوگوں نے میرے وسیلے سے تیرا تقرب تلاش کیا ہے کیونکہ تیرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میرا رشتہ و تعلق ہے۔ بادل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نظر نواز ہوا۔ لوگ چلائے دیکھو دیکھو ٹکڑا اکٹھا ہوا۔ صورت تکمیل پائی ہوا اسے لے اڑی۔ خوب گرجا اور موسلا دھار برسا۔ اب لوگوں نے تہ بند اوپر کو اٹھائے اور گھٹنوں تک پانی میں چلے۔ لوگ جناب عباس ؓ کی پناہ لے رہے تھے ان کی چادر کو چھوتے اور کہتے اے حرمین شریفین کے ساقی! مبارک ہو اللہ نے صحراؤں کو شادابی

بخشی ہے اور شہروں کو سبزہ بخشا ہے اور بندوں پر رحم فرمایا ہے۔

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اسد الغابۃ میں لکھا ہے کہ سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگی۔ یہ عام الرمادہ (قحط و ہلاکت کے سال) کا واقعہ ہے۔ جب قحط کی شدتوں نے لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا (اس وسیلہ کو قبول فرما کر) اللہ کریم نے بارش عطا فرمائی۔ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے بخدا یہ خدا کے سامنے وسیلہ ہے۔

اس واقعہ سے متاثر ہو کر شاعر دربار نبوت جناب حسان رضی اللہ عنہ بول اٹھے:

سئل الامام وقد تابع جدبنا　　　فسقی الغمام بغرۃ العباس

جب قحط سالی مسلسل ہونے لگی تو امام عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا اور حضرت عباس کے نورانی ماتھے کے صدقے میں بارش برسنے لگی۔

عم النبی وصنو والدہ الذی　　　ورث النبی بذات دون الناس

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا ہیں اور آپ کے والد مکرم کے ساتھ اگنے والی شاخ ہیں اور سب لوگوں سے ماوریٰ نبی اقدس کے وارث ہیں۔

احیی الالہ بہ البلاد فاصبحت　　　مخضرۃ الاجناب بعد الیاس

ان کے صدقے میں اللہ کریم نے بارش عطا فرما کر علاقوں اور شہروں کو زندگی عطا فرمائی۔ شہر سرسبز و شاداب صحنوں والے ہوگئے حالانکہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ناامیدی نے لوگوں کو گھیر رکھا تھا۔

(دور حاضر کے نام نہاد محققین اور قلعۂ نجدیت کے محافظین ارشاد فرمائیں کہ کتنے محدثین نے کتنی سندوں سے یہ حدیث پاک بیان فرمائی۔ خود فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے علمبردار توحید نے کیا فرمایا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور عم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد کیا تھا اور شاعر سرکار نبوت جناب حسان رضی اللہ عنہ کے فرمودات کیا تھے؟ انہیں پڑھنے کے بعد بھی کوئی باشعور آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ وسیلہ جائز نہیں فلاں کے وسیلے، فلاں کے صدقے یا فلاں کے حق کے واسطے سے کہہ کر دعا مانگنا آج ان حضرات کے نزدیک شرک ہے وہ امام الموحدین فاروق

اعظم، سید الطالبین حضرت عباس اور سند الشعرا حضرت حسان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرمائیں گے۔ کیا ان حضرات کو مجسمۂ بدعت دور حاضر کے شیخ القرآن جتنا علم قرآن نہ تھا؟ کیا وہ نگاہ محمدی سے مستنیر نہ تھے؟ پھر جو چیز ان کے نزدیک اسلام ہے وہ آج شرک کیوں ہے؟ معلوم ہوتا ہے یہ حضرات کسی اور گھر کے علم کے عالم ہیں۔ کاشانہ مصطفوی کی [illegible]تریوں سے علم حاصل کرنے والے نہیں۔)

سیدنا عبداللہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد۔

ان کی یہ کرامت شیخین نے بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب میرے والد ماجد معرکۂ احد کے دن شہید ہوئے تو میری پھوپھی رونے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اسے نہ روئیے۔ فرشتے اسے اپنے پروں سے سایہ کیے رہے حتیٰ کہ لوگوں نے اسے دفن کیلئے اٹھالیا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے ہی روایت بیان کی ہے کہ میرے والد گرامی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قبر سے نکالا گیا، میں ان کے پاس آیا تو وہ بالکل اسی طرح تھے جس طرح دفن کے وقت ہم نے قبر میں رکھے تھے کوئی تبدیلی نہ آئی تھی میں نے انہیں پھر دفن کر دیا۔

قبر نے بھی قیامت تک امانت کی طرح رکھا　　　نہ اک مو کم ہوا ان کا نہ اک تار کفن بگڑا

ابن سعد، بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم اپنے اُحد کے شہیدوں کی مدد کو پہنچے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے چشمہ جاری فرمایا، ہم شہداء کے پاس آئے انہیں قبروں سے نکالا وہ بالکل تر و تازہ تھے ان کے ہاتھ پاؤں جدھر پھیرتے مڑتے جاتے اور عرصہ چالیس سال کا گزر چکا تھا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے اقدس پر کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ اسے امام بیہقی نے اور سندوں سے بھی روایت فرمایا ہے، ان میں سے ایک سند واقدی کی ہے جو انہوں نے اپنے اساتذہ سے روایت کی ہے۔ اس سند میں یہ عبارت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس حال میں تھے کہ ہاتھ مبارک زخم پر رکھا ہوا تھا۔ جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ پھر ہاتھ کو زخم پر رکھ

Scanned with CamScanner

دیا گیا تو خون تھم گیا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قبر میں جب اپنے والد ماجد کو دیکھا تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ سو رہے ہیں اور وہ کملی جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا جوں کی توں موجود تھی۔ حرمل جوان کے پائے اقدس پر ڈالا گیا تھا وہ بھی بدستور محفوظ تھا عرصہ تو چھیالیس سال کا گزر چکا تھا۔ ایک شہید کے پائے ناز کو کدال لگ گیا تو خون پھوٹ پڑا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بولے کیا اس کے بعد بھی کسی منکر کے انکار کی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ لوگ مٹی کھود رہے تھے مٹی کا ایک ڈھیلا کھودا تو کستوری کی خوشبو مہکنے لگی۔

(اللہ کریم ایسے واقعات بار بار ظاہر فرماتا رہا ہے اور تا قیامت فرماتا رہے گا تاکہ عقل پرستوں اور ایمان کے اندھوں کو تنبیہ ہوتی رہے اور حق پرستوں اور ایمان والوں کی تائید ہو۔ چند سال قبل دنیا بھر کے اخبارات میں یہ خبر تفصیل سے آچکی ہے کہ مدینہ طیبہ کی ایک جگہ کی کھدائی کے دوران سیدنا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب، حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے والد گرامی کی قبر کھولی گئی تو آپ بہ نفس صحیح الاعضاء قبر میں موجود تھے۔ اس واقعہ کو تو چودہ سو سال ہو گئے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو زمین نہیں کھایا کرتی۔ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا: فنبی اللہ حی یرزق (اللہ کا نبی قبر میں زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے) اب جو نبی کے سچے پیروکار ہوں، خواہ شہداء ہوں یا صلحا، علماء ہوں یا اولیاء وہ قبر کا ترنوالہ نہیں بنا کرتے۔ قبریں انہیں محفوظ رکھتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح جسم روح کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ حضرات بھی روح کائنات ہیں۔ ہاں جو زندگی بھر نبی کو مردہ کہیں اور خود جب مرداروں میں شامل ہوں تو ان کیلئے نعرہ مارا جائے کہ وہ زندہ ہیں فرشتوں کو قرآن پڑھا رہے ہیں صرف ہماری نظروں سے اوجھل ہیں تو انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ قول و فعل میں کتنا تضاد ہے؟ ایسے حضرات ان چند سالوں میں ملک سے باہر مرے ہیں اور جس انداز سے ان کی زندگی کے ترانے گائے گئے ہیں وہ پاکستانی پریس میں موجود ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوس میلاد تو شرک ہو مگر لاہور اور پنڈی کی سڑکوں پر مردہ جسموں کو زندہ گدھیں جلوس کی شکل میں گھماتی پھریں تو جائز، زندگی بھر حقیقت کی قبا اوڑھے رہیں مگر مرنے کے بعد تکبیریں پانچ ہوں تو حنفیت پھر بھی برقرار اور پھر کہا یہ جائے کہ جنازہ پڑھانے والا بڑا محقق عالم ہے اس کی

کچھ انفرادی تحقیقات بھی ہیں یعنی یہ نام نہاد محقق امام الائمہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا محقق ہے اور سارے احناف سے بڑا عالم ہے۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی، پھر شیخ کی اصلی تصویر بھی دکھائی گئی کہ وہ حنفی تھے مگر اختلاف کی صورت میں علامہ ابن تیمیہ کے پیروکار تھے۔ واہ رے شیخ، امام الائمہ کو چھوڑ کر پیروی کی ایک ایسے عالم کی جو خود مقلد ہے۔ یہ نہ سوچا کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر علم میں علامہ ابن تیمیہ جیسے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کاسہ گدائی لیے کھڑے ہیں۔)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے صرف چند بال جو ڈاڑھی مبارک میں تھے اور زمین سے ملے ہوئے تھے۔ کچھ بدلے سے تھے۔ پہلے بھی چھ ماہ کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کو قبر سے نکالا تھا کیونکہ یوم احد انہیں ایک اور آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پسند نہ تھی اور میں نے انہیں اس قبر سے نکال کر الگ اکیلی قبر میں دفن کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے یہ بات سن کر سمجھ کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نہیں روکا۔ اسی طرح جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہاں سے نہر گزارنا چاہی تو لوگوں نے انہیں لکھا کہ یہ شہداء کی قبروں سے ہی گزر سکتی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ قبریں کھود ڈالو۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ صحابہ کو کندھوں پر اس طرح اٹھائے لے جا رہے تھے گویا وہ سوئے ہوئے لوگ ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پائے اقدس کے ایک کنارے کو کدال لگ گیا تو خون بہنے لگ گیا۔

کشف الغمہ میں یہی واقعہ کچھ اضافے کے ساتھ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اگرچہ ان کی عبارت لکھنے سے تکرار تو ہوگا مگر تکمیل فائدہ کے لیے میں ان کی عبارت ذکر کرنا پسند کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد گرامی کی قبر کو سیلاب نے بہا دیا ان کے پہلو والے شہید کی قبر بھی بہا دی، ہم نے دونوں کو قبروں سے نکالا تو وہ اسی طرح تھے جس طرح قبروں میں رکھے جانے کے وقت یوم اُحد کو تھے۔ میرے والد ماجد نے زخم پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا، میں نے ہاتھ کو اس جگہ سے ہٹایا اور چھوڑ دیا، تو ہاتھ پھر اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ واقعہ اُحد اور اس سیلاب کے واقعہ کے درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔

Scanned with CamScanner

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

ان کی ایک کرامت امام سبکی نے طبقات میں یوں بیان کی ہے کہ ایک شیر لوگوں کا راستہ روکے کھڑا تھا۔ آپ نے اسے فرمایا ہٹ جا' شیر نے دم ہلائی اور چلا گیا۔ یہ میں نے حجتہ اللہ علے العالمین میں بھی لکھا ہے۔ پھر علامہ مناوی کی طبقات نظروں سے گزری تو وہاں اس کی تفصیل یوں تھی کہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے ان کی کرامت یوں بیان فرمائی کہ وہ ایک سفر کیلئے تشریف لے گئے۔ دوران سفر کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اکٹھے ہیں اور راستہ شیر نے بند کر رکھا ہے۔ آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور شیر کی طرف تشریف لے گئے اس کا کان خوب مروڑا اور راستے سے ہٹا دیا۔ پھر کہنے لگے کہ میں نے آقائے کل ﷺ کو یہ فرماتے سنا' اگر انسان صرف اللہ سے ڈرے تو اللہ کریم کسی اور کو اس پر مسلط نہیں ہونے دیتا۔ ایسی ہی حدیث پاک رسالہ قشیریہ میں بھی روایت ہوئی ہے۔ اس کے الفاظ پاک یہ ہیں:

انما یسلط علی ابن آدم ما یخافه ولوانه لم یخف غیر الله لما سلط علیه شیی۔

ترجمہ: ابن آدم پر صرف وہی شے مسلط ہوتی ہے جس سے وہ ڈرتا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی سے نہ ڈرے تو اس پر پھر کسی شے کا تسلط نہ ہو۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ:

۳۶- ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب حجاج نے آپ کو سولی پر چڑھایا تو لوگ آپ کے وجود سے کستوری کی خوشبو پاتے تھے یہ بات اہل شام کیلئے باعث مصیبت بن گئی۔ (وہ تو باغی کہہ کر شہید کر چکے تھے اور ایسی کرامت کے اظہار سے لوگوں کی آپ سے عقیدت بڑھ رہی تھی جو شامیوں کیلئے دردسر بن رہی تھی) یہ کرامت شیخ علوان حموی نے اپنی کتاب نسمات الاسحار میں نقل کی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ:

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں میں غابہ میں اپنے مال کیلئے گیا۔ رات ہوگئی تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی قبر اقدس کے پاس پناہ گزیں

ہوا۔ میں نے قبر سے ایسی پیاری قرأت سنی جیسی کبھی نہیں سنی تھی۔ میں واپس آیا تو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا وہ قاری عبداللہ ہی تھے۔ تمہیں نہیں پتہ کہ اللہ کریم نے ان کی روح کو زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے درمیان آویزاں کرا دیا ہے؟ جب رات ہوتی ہے تو ان کی روح واپس آتی ہے اور صبح ہونے پر پھر واپس قندیلوں میں چلی جاتی ہے۔

فائدۂ جلیلہ:

مندرجہ ذیل حدیث امام ترمذی نے بیان فرمائی ہے اور اسے حسن کہا ہے۔ امام حاکم نے اس کی تخریج فرمائی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ بیہقی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خباء علی قبر وهو لا یحسب انه قبر فاذا فیه انسان یقراء سورة الملك حتی ختمها فاتی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاخبره فقال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هي المانعة هی المنجیة

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کسی صحابی نے قبر پر خیمہ لگا دیا' انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ انہوں نے سنا کہ کوئی آدمی سورۂ ملک پڑھ رہا ہے اس نے پوری سورت پڑھی۔ وہ صحابی جب حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو اس نے یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ سورۃ تو عذاب سے بچانے والی ہے یہ تو نجات دلانے والی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

ابن سعد' حاکم اور بیہقی نے جناب سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے جنگ اُحد سے صرف ایک دن پہلے حضرت عبداللہ جحش کو فرماتے سنا' اے اللہ! میں تیرے سامنے قسم کھاتا ہوں کہ کل مجھے دشمن ملیں' مجھے قتل کر دیں' پھر میرا پیٹ پھاڑ لیں' میرے کان اور ناک کاٹ ڈالیں پھر تو مجھ سے پوچھے' یہ سب کچھ کس لیے ہوا؟ اور میں جواب دوں' یہ سب تیری محبت کا ثمرہ ہے' جب دوسرے دن جنگ ہوئی تو آپ شہید ہوگئے اور آپ کے ساتھ یہ سب

Scanned with CamScanner

کچھ کافروں نے کیا، جس آدمی نے آپ کو فرماتے سنا تھا بولا کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کی قسم کا پہلا حصہ پورا فرمایا ہے (کہ شہدائے مُثلہ کیے گئے ہیں) اسی طرح ان کی قسم کا آخری حصہ بھی پورا ہوگا۔ (وہ خدا کو جواب دیں گے یہ سب کچھ صرف تیری محبت کا صدقہ ہے)۔

سیدنا عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ:

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچازاد بھائی ہیں۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جناب عبیدہ رضی اللہ عنہ معرکہ بدر کے دن سب مسلمانوں میں عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ غزوہ میں ان کا پاؤں مبارک کٹ گیا تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ان کا سر اپنے مبارک گھٹنے پر رکھ دیا۔ یہ منظر ذرہ نوازی پا کر وہ عرض کرنے لگے۔ یارسول علیک الصلوٰۃ والسلام اگر ابو طالب مجھے اس حال میں دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ ان کے اس شعر کا میں ان سے زیادہ مستحق ہوں۔

ونسلمہ حتی نصرع حولہ ونذھل عن ابناء نا والحلائل

ہم ان کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے اردگرد قتل ہو جاتے ہیں اور اپنے بچوں اور بیویوں کو بھول جاتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ بدر سے واپس ہوئے تو یہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ مقام صفراء پر ان کی وفات ہوگئی۔ مروی ہے کہ جب محبوب خدا ﷺ اس کے بعد وہاں تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ سیّد کل ختم رسل نے فرمایا ایسا کیوں نہ یہاں ابو معاویہ (کنیت حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ) کی قبر ہے۔ مروی ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر چھیاسٹھ سال تھی۔ میانہ قد اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ تینوں ائمہ ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن عبدالبر نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

ان کی کرامات میں یہ کرامت علامہ سبکی نے طبقات میں اور دیگر لوگوں نے بھی بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آ جاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہوتا ہے وہ آدمی یہ سن کر بولا، کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی

وحی ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں یہ وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراست مومنانہ کی حیثیت سے کہہ رہا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا اظہار محض اس لیے فرمایا کہ اس آدمی کو ادب اسلامی سمجھا دیں اور اس کے نامناسب عمل پر اسے تنبیہ بھی کر دیں۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کا دل جب صاف ہوتا ہے تو وہ نور ربانی سے دیکھنے لگتا ہے صاف یا گدلی جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے وہ اسے پہچان لیتا ہے پھر اس شناخت کے مقامات الگ الگ ہوتے ہیں کچھ حضرات کو یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ گدلاہٹ ہے مگر انہیں اس کے اصل وسبب کا علم نہیں ہوتا، کچھ حضرات کا مقام اس سے بلند ہوتا ہے تو وہ اصل وسبب کو بھی پہچان لیتے ہیں۔ یہی مقام جناب عثمان رضی اللہ عنہ کو حاصل تھا جب اس مرد نے عورت کو بنظر غور دیکھا تو اس کی نظروں میں گدلاہٹ وکدورت پیدا ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب کدورت ملاحظہ فرمائی تو اس کے سبب (عورت کو غور سے دیکھنا) بھی ملاحظہ فرمالیا۔

ایک علمی نکتہ:

ایک علمی باریکی بھی سمجھتے جائیں کہ ہر گناہ کے ساتھ ایک کدورت ہوتی ہے اور یہ کدورت اپنی مقدار کے مطابق دل پر ایک سیاہ داغ پیدا کر دیتی ہے یہی وہ رین ہے جسے قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

کلابل ران علیٰ قلوبھم ما کانوایکسبون

کوئی نہیں بلکہ ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے

پھر یہی داغ و رین پختہ ہونے لگتا ہے خدا بچائے۔ اب دل پر تاریکی چھا جاتی ہے اور نور کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اب دل پر مہر لگ جاتی ہے اور توبہ کے راستے بند ہو جاتے ہیں اس مفہوم کو ذات حق نے یوں ارشاد فرمایا۔

طبع علیٰ قلوبھم فھم لایفقھون

تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ (پ ۲۸، س منافقون آیت ۳)

اس نکتے کے سمجھنے کے بعد یہ سمجھ لیں کہ گناہ صغیرہ اپنی مقدار کے مطابق تھوڑی سی گدلاہٹ پیدا کرتا ہے جسے استغفار اور دوسرے کفاروں سے مٹانا آسان ہوتا ہے اس مختصری

Scanned with CamScanner

کدورت کو کوئی عثمان رضی اللہ عنہ جیسا تیز نگاہ عارف ہی پا سکتا ہے۔ آپ نے ابھی ملاحظہ فرمایا کہ صرف نگاہ ڈالنے جیسی چھوٹی سی بات کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کیونکہ صرف عورت پر نگاہ ڈالنا تو چھوٹا سا گناہ ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے اصل سمیت دریافت فرما لیتے ہیں۔ یہ اتنا اونچا مقام ہے جس کے سامنے بے شمار مقامات گردن جھکائے کھڑے ہیں۔ اب اگر گناہ صغیرہ کے ساتھ ایک اور صغیرہ گناہ مل جائے تو کدورت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جب گناہ بڑھتے بڑھتے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جسے ابھی ہم دلوں کی تاریکی (ظلام القلوب) کے الفاظ سے بیان کر آئے ہیں تو پھر ہر صاحب بصر ان گناہوں کو دیکھ سکتا ہے۔ اگر گناہوں سے ایسے لتھڑے ہوئے آدمی کو جو سیاہ دل ہو چکا ہے کوئی شخص نہ سمجھے تو پھر اسے یقین رکھنا چاہئے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے خود اس کی آنکھوں میں نابینا پن آ گیا ہے ورنہ وہ اس تاریک و سیاہ دل کو ضرور دیکھ لیتا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی اپنی نگاہ ہی ہے جو اپنی صفائی کے مطابق دیکھتی ہے۔ ہمارے اس علمی تحفے کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

☆ علامہ ماوردی اور ابن سکن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جہجاہ غفاری جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اٹھا اور آپ کی لاٹھی لے کر توڑ دی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اس کے ہاتھ میں مولا کریم نے گوشت خور پھوڑا نکالا اور وہ اس سے مر گیا۔

ابن سکن نے فلیح بن سلیمان کی سند سے بیان کیا ہے۔ فلیح کی پھوپھی اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ دونوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جہجاہ غفاری آپ کی طرف بڑھا۔ آپ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا۔ لوگ یہ دیکھ کر چلائے۔ اللہ کریم نے اس غفاری کے گھٹنے کو ہی نشانہ بنایا' سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔ یہ تو میں نے حجۃ اللہ علی العالمین میں بھی ذکر کیا ہے۔

(امام نبہانی فرماتے ہیں) میں نے طبقات مناوی میں پڑھا۔ انہوں نے یہ واقعہ ابن باطیش مرحوم کی کتاب اثبات الکرامات سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں دوران محصوری سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کہنے آیا۔ انہوں نے مجھے بھائی کہہ کر خوش آمدید کہا اور ارشاد فرمایا کہ میں نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کھڑکی میں دیکھا ہے

اور آپ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ عثمان! ان لوگوں نے تجھے محصور کر لیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے ایک ڈول میری طرف بڑھایا جس میں پانی تھا' میں نے سیر ہو کر پانی پیا' پھر ارشاد ہوا اگر آپ چاہیں تو آپ کو مدد دی جائے اور چاہیں تو افطاری ہمارے پاس کریں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کے پاس افطاری کرنے کو اختیار کر لیا۔ آپ پھر اسی دن شہید ہو گئے۔

(پتہ چلا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کی خبر گیری فرماتے ہیں' پانی پلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں' ہمارے پاس آنا چاہتے ہو یا مدد لینا چاہتے ہو اور غلام دنیا میں رہنے کے بجائے شفیع محشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضری کو اختیار فرماتے ہیں۔ فرمایئے کیا مجبور لوگ بھی کسی کو مدد کی پیشکش کر سکتے ہیں' مرکر مٹی ہونے والے بھی امداد دینے آیا کرتے ہیں؟ معلوم ہوا وہ زندہ ہیں' مختار ہیں صاحب تصرف ہیں۔ غلاموں کے حالات سے واقف ہیں اور رحیم ہیں کہ تشریف لا کر کرم نوازی فرما کر ذرہ پروری کر کے دلاسے دیتے ہیں۔)

یہ واقعہ مشہور و معروف ہے اور اسناد کے ساتھ کتب حدیث میں موجود ہے۔ اس کی حارث بن اسامہ اور دیگر محدثین نے تخریج فرمائی ہے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن باطیش مصنف کتاب اثبات الکرامات اس سے یہ ہی سمجھتے ہیں کہ یہ خواب نہیں بلکہ بیداری کی بات ہے۔ اگر یہ واقعہ خواب میں پیش آتا تو پھر کرامت نہیں بن سکتا تھا کیونکہ نیند میں تو سب لوگوں کا اس طرح دیکھنا ممکن ہے اور خواب کی بات تو ایسی خارق عادت بات بھی نہیں جسے کرامات میں شمار کیا جا سکے۔ ایسے خواب کا انکار تو منکرین کرامات بھی نہیں کرتے۔ یہاں امام مناوی کی عبارت ختم ہوئی۔

سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی کرامات:

ابو نعیم' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ان الفاظ میں لیتے ہیں کہ میں حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا۔ میں نے ان کی کچھ عادات و خصائل ملاحظہ کیں مگر میں حیران ہوں کہ ان میں سے کس کو عجیب تر کہوں۔ ہم ساحل سمندر پر آئے تو علاء فرمانے لگے۔ اللہ کا نام لے کر اس میں گھس جاؤ۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور پانی میں گھس گئے۔ سمندر عبور کر گئے اور

Scanned with CamScanner

پانی نے ہمارے اونٹوں کے صرف پاؤں کے نچلے حصے کو ہی تر کیا۔ جب واپسی ہوئی تو ہم ایک صحرائی زمین سے گزرے، ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ ہم نے ان کے سامنے شکایت کی۔ انہوں نے دو رکعتیں نوافل پڑھے۔ پھر دعا مانگی، اچانک ڈھال کی طرح کا بادل نمودار ہوا۔ پھر وہ خوب برسا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ ہم نے ریتلی زمین میں انہیں دفن کر دیا۔ ابھی ہم تھوڑے ہی دور گئے تھے کہ خیال آیا کہ کوئی درندہ آ کے ریتلی قبر سے انہیں نکال کے کھا جائے گا۔ ہم واپس پلٹے (تا کہ انہیں وہاں سے نکال کر پختہ جگہ دفن کرنے کیلئے ساتھ لے چلیں) مگر وہ اب قبر میں موجود ہی نہ تھے۔

ابن سعد کے الفاظ روایت یوں ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑے پر سوار سمندر قطع کیا۔ خدائے قدوس سے دعا مانگی تو پانی ریت کے نیچے سے ابلنے لگا۔ سب نے خوب سیر ہو کر پیا اور پھر سفر کیلئے آگے بڑھے۔ ایک شخص پانی پیتے کچھ سامان بھول گیا۔ وہ سامان اٹھانے واپس پلٹا تو وہاں پانی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ پھر یہ الفاظ ہیں کہ ان کی وفات ہو گئی تو ہم ایسی جگہ تھے جہاں پانی نہ تھا۔ پھر اللہ کریم نے بادل اٹھایا اور بارش عطا فرما دی۔ ہم نے انہیں غسل دیا اور دفن کر دیا جب ہم پلٹے تو قبر کا نشان تک نہ پایا۔

تین عظیم اور عجیب واقعات:

☆ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس امت میں تین چیزیں ایسی عظیم المرتبت پائی ہیں کہ اگر یہ بنی اسرائیل میں ہوتیں تو قومیں ان کے ہم سر نہ بن سکتیں۔

ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ وہ کون سی چیزیں ہیں؟ فرمانے لگے ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس فقراء صحابہ کیلئے تعمیر شدہ چھپر) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک خاتون اپنے ایک بالغ لڑکے کے ساتھ حلقۂ بگوش اسلام ہو کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی۔ مدینہ کی وبا نے جلدی ہی لڑکے کو اپنی گرفت میں لے لیا وہ چند دن بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوا۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے وفات کے وقت اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کے کفن دفن کا حکم صادر فرمایا۔ جب ہم اسے غسل دینا چاہتے تھے تو ارشاد ہوا کہ انس! جا کر اس کی والدہ کو اطلاع

کر دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کی والدہ کو اطلاع دی۔ وہ آئی اور اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گئی دونوں پاؤں پکڑ لیے اور کہنے لگی۔ اے اللہ! میں نے خوشی خوشی اسلام قبول کیا تھا اور زہد و تقویٰ کیلئے بتوں کو چھوڑا تھا اور رغبت والفت سے راہ ہجرت اختیار کی تھی۔ اللہ کریم! میری اس حالت پر بتوں کے پجاریوں کو خوش ہونے کا موقع عطا نہ فرما اور مجھ سے یہ عظیم مصیبت نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی سکت میں اپنے اندر نہیں پاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابھی اس کی بات بھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ نو مرگ لڑکے نے اپنے دونوں پاؤں ہلائے منہ سے کپڑا اتار پھینکا اور سید کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف اور اپنی ماں کی وفات کے بعد بھی زندہ رہا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں:

تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار فرما کر اس کی قیادت حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو بخشی، میں بھی ان غزوات میں ساتھ تھا۔ جب ہم مغازی کیلئے بڑھے تو لوگوں کو ہمارا خوف لاحق ہوا۔ انہوں نے پانی کے آثار تک مٹا ڈالے۔ گرمی بہت سخت تھی، ہمیں اور ہماری سواریوں کو پیاس نے نڈھال کر دیا۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر دعا کیلئے ہاتھ پھیلا دیے۔ آسمان پر بادل کا نام بھی نہ تھا۔ قسم بخدا! ابھی انہوں نے دعا سے ہاتھ ہٹائے بھی نہ تھے کہ اللہ کریم نے سہانی ہوا چلائی، بادل اٹھے اور موسلا دھار بارش ہوئی۔ تالاب، جوہڑ اور وادیاں چھلکنے لگیں۔ ہم نے خود پانی پیا، ساتھیوں اور جانوروں کو پلایا۔ پھر ہم دشمن کے مقابل ہونے کیلئے بڑھے جو سمندری خلیج سے ایک جزیرے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج پر آ کر کے اور یہ اسمائے الٰہیہ پڑھے: یا علی یا عظیم یا کریم۔ پھر فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ اتر جاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اتر گئے۔ پانی ہماری سواریوں کے کھروں کو بھی تھوڑا تھوڑا تر کر رہا تھا۔

☆ پھر حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا۔ ہم نے انہیں دفن کر دیا۔ ہم دفن سے فارغ ہوئے تھے کہ ایک آدمی آیا اور پوچھا۔ یہ دفن ہونے والے کون صاحب ہیں؟ ہم نے بتایا، یہ

بہترین انسان جناب ابن حضرمی تھے۔ وہ کہنے لگا۔ یہ زمین مردوں کو باہر پھینک دیتی ہے اگر تم انہیں ایک دو میل دور لے جاؤ تو بہتر ہے تا کہ وہ زمین انہیں قبول کر لے۔ ہم سوچنے لگے کہ ہم اپنے دوست کو اس حال میں کیسے چھوڑ جائیں کہ انہیں (زمین کے اگلنے کی صورت میں) درندے کھاتے رہیں۔ ہم سب نے انہیں قبر سے نکال لینے کا فیصلہ کیا۔ جب ہم قبر کھودتے ہوئے لحد تک پہنچے تو وہ لحد میں موجود ہی نہ تھے اور لحد تا حد نگاہ نور سے دمک رہی تھی۔ ہم نے قبر پر مٹی ڈال دی اور ڈرے سے کوچ کر گئے۔

(صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین انہیں مدینہ طیبہ نہیں لائے' وفات کے بعد فوراً دفن فرما دیا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اب امریکہ' مدراس اور دوبئی میں مرنے والوں کو کتنے کتنے دن صندوقوں میں بند رکھا جاتا ہے۔ پھر ان کے تابوتوں کے جلوس نکالے جاتے ہیں اور پاکستان واپس لا کر چوبیس چوبیس گھنٹے انہیں قبر سے باہر رکھا جاتا ہے جنازہ کسی شہر میں پڑھا جاتا ہے اور پھر دفن کسی دور دراز مقام پر کیا جاتا ہے کیا یہی اتباع سلف ہے؟ کیا یہی انداز صحابہ ہے؟ کیا دوسروں کو بتانے کیلئے اور اسلام ہے اور اپنے گھر کیلئے اور اسلام۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔)

(امام نبہانی فرماتے ہیں) میں نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کا یہی واقعہ علامہ ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی میں بڑی شرح و بسط سے پڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کی اس مفصل روایت کو بھی درج کرتا چلوں۔ علامہ مذکور نے اپنی کتاب کی چودھویں جلد میں فرمایا ہے کہ مجھے یہ بات محمد بن جریر نے اپنی اس سند سے (سری بن یحیٰی بن سہم بن منجاب عن منجاب بن راشد) بیان کی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بحرین کے مرتدوں کے استیصال کیلئے حضرت علاء رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ آپ ہمیں ساتھ لے کر صحرا سے گزرے جب ہم صحرا کے وسط میں تھے تو اللہ کریم نے ہمیں ایک نشانی دکھلائی۔ وہ یہ کہ علاء رضی اللہ عنہ سواری سے اترے اور ہمیں سواریوں سے اترنے کا حکم دیا' رات آدھی گزر چکی تھی کہ اونٹ بدک گئے نہ تو کوئی اونٹ باقی رہا اور نہ زادراہ' نہ ہی توشہ دان اور نہ ہی خیمے باقی رہے ہم یاس واندوہ میں ہم ایک دوسرے کو وصیتیں کرنے لگے کہ حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی طرف سے منادی نے اکٹھا ہونے کیلئے اعلان کیا۔ ہم ان کے اردگرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ کہنے

لگے یہ کیا ہے جو ظہور پذیر ہوا ہے اور تمہیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے؟ لوگ کہنے لگے اب کیا ہوگا اگر کل تک یہی کیفیت رہی تو سورج کی تمازت سے ہم نہیں بچ سکیں گے اور اس صحرا میں ایک کہانی بن کر رہ جائیں گے وہ فرمانے لگے۔ لوگو! ڈرو نہیں کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم انصار خداوندی نہیں ہو؟ سب لوگوں نے کہا' جی ہاں ایسا ہی ہے۔ وہ فرمانے لگے پھر بشارت ہو بخدا اللہ کریم تم جیسے حال والے لوگوں کو رسوا نہیں کرتا۔ جب صبح کا ظہور ہوا تو مؤذن نے اذان کہی اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ہمارے کچھ لوگ تیمّم کیے ہوئے تھے اور کچھ رات والے وضو میں تھے۔ آپ نماز پڑھا چکے تو دونوں گھٹنوں کے بل ہو گئے اور لوگ بھی گھٹنوں پر کھڑے ہو گئے۔ وہ بھی محو دعا ہوئے اور لوگ بھی مشغول دعا ہو گئے۔ ان کے سامنے سراب سا چمکا۔ آپ دعا میں مستغرق رہے۔ پھر اسی طرح سراب چمکا۔ زمین جانچنے والے نے کہا' پانی ہے۔ آپ اٹھے اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہم اس پانی کی طرف چلے خوب پانی پیا اور غسل کیا۔ ابھی دن زیادہ نہیں چڑھا تھا کہ ہر طرف سے اونٹ واپس آنے لگے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ہر آدمی نے اپنی سواری کو پکڑ لیا کسی کی رسی تک گم نہیں ہوئی۔ ہم نے دوبارہ سیر ہو کر پانی پیا اور آرام کرنے کے بعد سفر کیلئے چل نکلے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے رفیق سفر تھے۔ جب ہم اس جگہ سے نکلے تو وہ فرمانے لگے۔

اس پانی کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟ میں نے کہا' میں اس علاقے کا خوب واقف ہوں۔ وہ فرمانے لگے' میرے ساتھ واپس پلٹیے اور مجھے پانی کی جگہ لے چلیے' میں واپس پلٹا اور بالکل اسی جگہ سواری کو جا بٹھایا جہاں پانی تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہاں تالاب ہے اور نہ ہی پانی کی کوئی نشانی و علامت ہے۔ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا' بخدا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں اب یہاں تالاب نہیں پا رہا ہوں تو میں یقیناً آپ کو جگہ بتا دیتا (یعنی جگہ تو بالکل وہی ہے صرف وہ پانی والا کراماتی تالاب اب نظر نہیں آ رہا ہے) میں نے پہلے کبھی یہاں پانی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو بھرے ہوئے برتن وہاں موجود پائے۔ فرمانے لگے کہ اے سہم! (راوی) یہی بخدا پانی والی جگہ ہے۔ میں اسی لیے پلٹا اور آپ کو بھی ساتھ لایا تھا کہ میں نے یہ برتن یہاں سے بھر کر وادی کے کنارے رکھا تھا (اور یہ لینے کیلئے ہی واپس آیا ہوں) میں نے کہا' جناب یہ تو اللہ کریم کا احسان اور اس کی قدرت کاملہ کا نشان ہے جو مجھے معلوم ہوا

ہے میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ پھر ہم چل پڑے اور سب لوگ مقام ہجر پر جا اترے پھر آپ نے کافروں کے ساتھ جنگ اور مسلمانوں کی فتح کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمانے لگے۔ صحرائی کافر بحرین کی طرف بھاگ نکلے۔ وہ کشتیوں کی فتح کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمانے لگے۔ صحرائی کافر بحرین کی طرف بھاگ نکلے وہ کشتیوں کے ذریعے وہاں پہنچے اور اللہ کریم نے انہیں اس طرح اکٹھا کر دیا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بحرین چلنے کی دعوت دی اور انہیں خطبہ دیا۔ ارشاد فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ برتر واعلیٰ نے شیطان کی سب جماعتوں کو اور جنگ کے سبب بھگوڑوں کو آج یہاں آپ لوگوں کیلئے جمع فرما دیا ہے۔ مولا تعالیٰ نے صحرا میں آپ کو اپنی آیات دکھا دی ہیں تاکہ دریاؤں میں آپ انہیں وسیلۂ عبرت بنائیں۔ دشمن پر پلٹ پڑو اور سمندر کو ان کی طرف بڑھتے سامنے رکھو کیونکہ اللہ کریم نے انہیں وہاں اکٹھا کر دیا ہے۔ لوگوں نے تقریر کے جواب میں کہا کہ بخدا ہم ایسا ہی کریں گے اور جب تک زندہ ہیں مقام صحرا والی آیت کے بعد ہرگز نہیں ڈریں گے۔ جناب علاء رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے۔ ساحل سمندر پر جا پہنچے گھوڑوں پر سوار اپنے سامان والی سواریوں، اونٹوں، خچروں سمیت پیادوں اور سواروں نے سمندر میں اتر کر دعائیں شروع کر دیں۔ ان کی دعا یہ تھی:

یا ارحم الراحمین یا کریم یاعلی یا عظیم یا کریم یا حلیم یاصمد یاحی یامحیی الموتی یاحی یاقیوم لا الہ الا انت یاربنا ۔

اے سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان۔ اے کرم فرمانے والے، اے سراپا حلم، اے زندہ، اے مردوں کو زندگی سے نوازنے والے، اے زندہ، اے سب کے سہارے، تیرے بغیر تو کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ اے ہمارے پروردگار۔

وہ بحکم خداوندی خلیج عبور کر گئے۔ وہ یوں چل رہے تھے گویا نرم ریت پر چل رہے ہیں جس پر صرف اتنا پانی ہے جو اونٹوں کے تلوؤں کو ہی ڈھانپ سکتا ہے۔ دارین اور ساحل کے درمیان سمندری جہازوں کا رات اور دن کا سفر تھا، مسلمان وہاں جا پہنچے اور کافروں میں سے کوئی خبر دینے والا بھی زندہ نہ رہا ان کے بال بچے قیدی بن گئے اور مال و مویشی مسلمان ہانک کر لے گئے۔ اتنا مال غنیمت ملا کہ ہر سوار کے حصے میں چھ ہزار اور ہر پیادہ کے حصے میں دو ہزار آیا جب یہ معرکہ ختم ہوا تو جہاں سے چلے تھے وہاں واپس آ گئے۔ مشہور شاعر عتیق اسی سلسلہ

میں کہتا ہے۔

الم تر ان اللہ ذلل بحرہ — وانزل بالکفار احدی الجلائل

دعونا الذی شق البحار فجانا — باعجب من شق البحار الاوائل

(ترجمہ) اے قاری! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کریم نے سمندر کو مسخر کر دیا اور کافروں پر اپنی ایک بہت بڑی مصیبت نازل فرما دی۔ ہم نے اس معبود برحق کو بلایا جو سمندروں کو پھاڑ دیتا ہے تو اس نے پہلے زمانے کے لوگوں سے بھی زیادہ عجیب انداز سے سمندر ہمارے لیے پھاڑ دیا۔ (پہلے دور کے لوگوں سے مراد سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے سامنے سمندر پھٹ گیا اور وہ اسرائیلیوں کو لے کر چلے)

راہب کا قبول اسلام:

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگ واپس آ گئے ہاں جنہیں وہ جگہ پسند آئی وہ رہ گئے۔ مقام ہجر پر ایک راہب رہتا تھا۔ وہ اسلام لے آیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیرے اسلام کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگا، تین اسباب نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی ہے۔ اگر یہ ملاحظہ کرنے کے بعد بھی میں دامن اسلام میں پناہ نہ لیتا تو مجھے اللہ کریم مسخ فرما دیتا وہ تین چیزیں یہ تھیں۔ ریت سے پانی بہنے لگا اور سمندروں کی اٹھان نے اطاعت کیشی کی اور وہ دعا جو میں نے بوقت سحر ان کے لشکر کی ہواؤں اور فضاؤں میں سنی لوگوں نے پوچھا جناب! وہ دعا کیا تھی؟ راہب نے جواب دیا یہ دعا تھی:

اللھم انت الرحمن والبدیع لیس قبلک الغافل والحیی الذی یری ومالایری وکل وعلمت اللھم کل الرحیم لا الہ غیرک شیء والدائم غیر لایموت وخالق ما یوم انت فی شان شیء بغیر تعلیم

اے اللہ! تو ہی تو رحمان ورحیم ہے تیرے بغیر کوئی معبود برحق نہیں ہے تو وہ ہے جو پردۂ عدم سے بازار وجود میں لانے والا ہے، جس سے پہلے کوئی چیز نہیں تو ہی صفت دوام کا موصوف ہے۔ تجھ پر کبھی حیرت وخود فراموشی طاری نہیں ہو سکتی تو تو وہ زندہ ہے، جس پر موت کا سایہ نہیں پڑ سکتا تو ہی تو ہر دیکھنے والی اور نہ دیکھنے والی چیز کا خالق ہے تو تو

Scanned with CamScanner

ہر روز ایک نئے انداز یکتائی سے جلوہ افروز ہوتا
ہے تو ہی وہ برتر و اعلیٰ ہے جو کسی سے سیکھے بغیر
سب کچھ جانتا ہے۔

یہ واقعات دیکھ اور یہ دعا سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس قوم (مسلمانوں) کی مدد فرشتے صرف اس لیے ہی کر رہے ہیں کہ وہ حاملان امر الٰہی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ اس کے بعد بھی ایسی دعائیں سنا کرتے تھے۔

سیدنا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ:

آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت کا ذکر امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی روایت کے ذریعے کیا ہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ کے قبرستان میں جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ گئے۔ آپ نے زور سے فرمایا یا اهل القبور السلام علیکم ورحمة الله و بركاته. کیا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں؟ راوی فرماتے ہیں ہم نے یہ آواز سنی وعليك السلام ورحمة الله وبركاته يا امير المؤمنين ۔ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہمارے بعد کیا ہوا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا' تمہاری بیویاں دوسری شادیاں کر چکی ہیں' تمہارے مال تقسیم ہو گئے ہیں' تمہارے بچے یتیموں میں شمار ہونے لگ گئے ہیں۔ وہ عمارات جنہیں تم نے بڑا پختہ بنوایا تھا آج تمہارے دشمنوں کا مسکن بنی ہوئی ہیں۔ یہ ہیں وہ خبریں جو ہمارے پاس ہیں اب ذرا تم اپنی خبریں ہمیں بتاؤ۔ ایک مردے نے سرکار ولایت کو جواب دیا حضور! کفن پھٹ گئے ہیں' بال بکھر گئے ہیں' چمڑے اکھڑ گئے ہیں' آنکھوں کے ڈیلے پانی بن کر رخساروں پر بہہ گئے ہیں۔ نتھنوں سے پیپ اور پیلا پانی رواں ہے جو نیکیاں پہلے بھیجی تھیں وہ تو مل گئی ہیں اور جو مال پیچھے چھوڑا تھا وہ سراسر خسارہ بن گیا ہے۔ بس یہاں رہن پڑے ہیں:

باپ کو مارنے والے کا انجام:

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں لکھا ہے جناب حیدر کرار اور ان کے دونوں شہزادوں (سیدنا حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما) نے آدھی رات کو کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

یامن یجیب دعاء المضطر فی الظلم — یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
وفدك حول البيت والتبهو — وانت یاحی یاقیوم لم تنم
هل لی بجودك فضل العفو عن ذللی — یامن الیه رجاء الخلق فی الحرم
ان كان عفوك لا یرجوه ذو خطاء — فمن یجود علی العاصمین بالنعم

(ترجمہ) اے ذات اقدس! جو تاریکیوں میں مضطرو بے تاب کی دعا سنتی ہے۔ اے ذات اقدس! جو بیماروں کی تکلیف اور ضرر کو دور فرماتی ہے۔ تیری خدمت میں حاضری دینے والے کعبہ کے اردگرد سو گئے ہیں لیکن اے زندہ و کائنات کے سہارے! تو تو کبھی نہیں سویا کرتا۔ کیا تو محض اپنی سخاوت سے میری لغزشوں پر پانی معافی کا وسیع دامن پھیلا دے گا' حرم میں تیری ہی ذات کی امیدیں لے کر مخلوق اکٹھی ہے۔ اگر خطا کار ہی تیری معافی کے امیدوار نہ ہوں تو پھر گناہ گاروں پر تیرے سوا اور کون نعمتوں کی بارشیں برسائے گا۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کسی کو حکم دیا' ان اشعار والے کو تلاش کرو' وہ اس کے پاس پہنچا اور کہا' امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری دو۔ وہ اپنا پہلو گھسیٹتا جناب امیر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ آپ نے پوچھا میں نے تیری التجائیں تو سنی ہیں اب ذرا اپنا واقعہ بھی سنا دے۔ وہ عرض کرنے لگا۔ میں لہو ولعب اور گناہ میں مبتلا ایک آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت فرماتے' کہا کرتے کہ اللہ کی کچھ سختیاں ہیں اور کچھ گرفتیں ہیں جو ظالموں سے دور نہیں ہیں جب انہوں نے بار بار نصیحتیں کیں تو میں آپے سے باہر ہو گیا اور انہیں پیٹ ڈالا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ مجھے بددعا دیں گے اور استغاثہ لے کر دربار خداوندی میں مکہ مکرمہ جائیں گے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بددعا دی۔ ابھی دعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو سوکھ گیا۔ میں اپنے کیے پر سخت نادم تھا۔ میں نے بڑی مدارات سے انہیں راضی کرنا چاہا انہوں نے وعدہ فرمایا کہ وہ وہاں ہی میرے حق میں دعا کریں گے جہاں مجھے بددعا دی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا۔ اونٹنی بھاگ کھڑی ہوئی اور انہیں دو چٹانوں کے درمیان پھینک دیا' وہ وہاں وفات پا گئے۔ جناب کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ کریم تجھ سے راضی ہیں اگر باپ راضی تھا۔ اس نے کہا باپ تو راضی تھا۔ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ اٹھے' کئی رکعتیں پڑھیں اور کئی مخفی

دعائیں فرمائیں جو اللہ کریم ہی جانتا ہے۔ پھر فرمایا کہ مبارک ہو! کھڑا ہو جا' وہ اٹھا' چلنے لگا اور پہلے کی طرح صحت یاب ہو گیا۔ پھر جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر تو باپ کے راضی ہو جانے کی قسم نہ کھاتا تو میں تیرے لیے دعا نہ مانگتا۔

ایک عجیب و غریب واقعہ:

جناب اسامہ بن منقذ اپنی کتاب الاعتبار میں فرماتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان ۵۶۵ھ کو موصل میں مجھے عالی جناب شہاب الدین ابوالفتح مظفر بن سعد بن مسعود بن بختبگین بن سبکتگین مولائے معز الدولہ ابن بابویہ نے یہ واقعہ بتایا کہ میری موجودگی میں اپنے وزیر کے ساتھ امیر المومنین مقتفی بامر اللہ نے فرات کے مغربی کنارے انبار کے بالمقابل قصبہ صندوریا کی مسجد کی زیارت کی۔ یہ مسجد جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی مسجد کہی جاتی تھی۔ جب مقتفی وہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سادہ سادمیاطی کپڑا پہن رکھا تھا اور تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے جس پر زیورات و سجاوٹ بھی لوہے سے ہی کی گئی تھی۔ پہچاننے اور جاننے والوں کے بغیر کسی کو پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ مسجد کا منتظم وزیر کیلئے بار بار دعائیں مانگتا تھا۔ وزیر نے کہا کیا کر رہے ہو؟ امیر المومنین کیلئے دعا مانگو۔ مقتفی وزیر سے کہنے لگے اس سے مفید بات پوچھیے۔ اس سے یہ پوچھیے کہ اس کا وہ مرض جو چہرے میں تھا اور جو میں نے مولانا مستظہر کے دور حکومت میں دیکھا تھا یہ اتنا گھاؤ نما گہرا پھوڑا تھا کہ اس کے چہرے کا زیادہ حصہ اس نے ڈھانپ رکھا تھا جب کھانے کی طلب ہوتی تو اسے رومال سے باندھتا' تب جا کر کہیں کھانا اس کے منہ میں جاتا۔ اب وہ کدھر گیا ہے؟ منتظم مسجد کہنے لگا' جیسا آپ کہہ رہے ہیں بالکل میرا یہی حال تھا اور میں علاقہ انبار کی اس مسجد میں بار بار آیا کرتا تھا۔ مجھے ایک آدمی ملا اور کہنے لگا کہ تو فلاں انبار کے عہدہ دار کے پاس بار بار آتا جس طرح اس مسجد میں آ رہا ہے تو وہ تیرے لیے کسی حکیم کا بندوبست کرتا جو اس خبیث مرض کو تیرے چہرے سے اتار پھینکتا۔ اس کی بات کو میں نے شدت سے محسوس کیا اور میرا دل تنگ ہوا۔ میں رات کو غم اندوہ میں سو گیا تو مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب میں اسی مسجد میں یہ فرماتے سنا۔ یہ گڑھا کیا ہے؟ یہ زمین میں ایک گڑھے کی طرف دیکھ کر آپ نے فرمایا تھا۔ میں موقع پاتے ہی اپنی بیماری کا معاملہ پیش کرنے لگ گیا مگر آپ نے توجہ پھیر لی۔ میں نے پھر واقعہ دہرا

کر اس آدمی کا بھی ذکر کیا جو مجھے کسی وڈیرے سے طبیب طلب کرنے کو کہہ رہا تھا۔

(اب بھی اولیائے امت کی مساجد اور مزارات پر جانے والوں کو روکتے ہوئے اسی مجہول النسب آدمی کی دلیل اس کے پیروکار دیا کرتے ہیں کہ بھائی اہل اللہ کے مزارات پر کیوں جاتے ہو اب تو سائنس نے علم الادویہ میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ فلاں ڈاکٹر کے پاس جاؤ علاج کراؤ ٹھیک ہو جاؤ گے۔ یعنی ڈاکٹر تو مشکل کشا ہے اور اس کی گولی تو قبض کشا ہے مگر اللہ کے مقرب بندے مشکل کشا نہیں۔ شرک صرف ان کے ماننے سے ہوتا ہے ڈاکٹر کو ماننے سے نہیں۔)

یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ آپ اسی دنیا میں جلد بازی کے ساتھ وصول کرنا چاہتے ہیں۔ یہ فرمان سن کر میں جاگ گیا' گھاؤ والا پھوڑا میرے پہلو میں گرا پڑا تھا اور سب مصیبت ختم ہو چکی تھی۔ یہ واقعہ سن کر جناب مقتفی بولے سچ کہہ رہا ہے۔ پھر وزیر سے فرمایا اس سے بات کیجئے۔ اس کی ضروریات پوچھیے۔ نوٹ لکھیے۔ میرے پیش کیجئے تاکہ میں اس پر حکم صادر کر دوں۔ وزیر نے اس سے بات کی تو وہ کہنے لگا۔ میں مصیبت زدہ ہوں اور میری بیٹیاں ہیں۔ مجھے ہر ماہ تین دینار چاہئیں۔ میں نے اس کی عرضداشت لکھی جس کا عنوان یہ تھا۔ الخادم قیم مسجد علی (خادم مسجد کرار کا متولی) وزیر نے اس کے مطلب ہے کا نوٹ لکھ دیا اور کہا کہ جاؤ اسے رجسٹر میں لگا دو۔ میں گیا اس میں سے صرف نوٹ ہی مطالعہ کیا' باقی درخواست نہیں پڑھی۔ رواج یہ تھا کہ نوٹ (توقیع) اس آدمی کیلئے لکھا جاتا جس کی درخواست ہوتی اور امیر المومنین (حاکم وقت) کی تحریر جو اس پر ہوتی اسے لے لیا جاتا۔ جب کاتب نے خط کھولا کہ اسے رجسٹر میں درج کرے تو اس نے دیکھا کہ جہاں قیم مسجد علی (مسجد کرار کا منتظم) لکھا' بالکل اس کے نیچے جناب مقتفی نے امیر المومنین صلوات اللہ علیہ لکھ دیا۔ اگر وہ اور زیادہ طلب کرتا تو مقتفی اسے ضرور دیتے۔ (چونکہ وہ جناب کرار رضی اللہ عنہ کی ذات سے والہانہ عقیدت کا ثبوت دینا چاہتے تھے)

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ:

علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''تحفۃ الاحباب فی مزارات مصر'' میں لکھا ہے کہ ایک شخص

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیلئے آیا' اس نے وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا پایا اور اس سے حضرت کی قبر کے متعلق پوچھا۔ اس نے پاؤں کے اشارے سے قبر کا پتہ بتا دیا۔ اسی جگہ وہ مبتلائے محن ہو گیا۔ سیدنا عمرو بن عاص کی وفات شب عیدالفطر ۴۳ھ کو مصر میں ہوئی۔

سیدنا غالب بن عبداللہ لیثی رضی اللہ عنہ:

علامہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جندب بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سیّد کل دانائے سبل ختم رسل ﷺ نے حضرت غالب رضی اللہ عنہ کو ایک فوجی دستے میں بھیجا۔ میں خود بھی اس دستہ میں شامل تھا۔ حکم یہ تھا کہ مقام کدیہ پر بنی ملوح پر شبخون مارا جائے۔ ہم نے شبخون مارا اور جانور ہانک کر چل دیئے۔ ان کے اعلانچی نے بنی ملوح کے گھروں میں بھاگ بھاگ کر چلا چلا کر شبخون کی اطلاع دی۔ عجیب حالت تھی ہم جانوروں کو ہانک کر لے جا رہے تھے اور بنو ملوح بالکل ہمارے قریب پہنچ چکے تھے۔ صرف ایک وادی ہمارے درمیان حائل تھی۔ ہم وادی کے ایک گوشے میں سے نکل رہے تھے کہ دفعۃً کناروں تک بھر کر وادی بہنے لگی۔ بخدا ہمیں کہیں بادل کا نشان تک نظر نہ آ رہا تھا اور نہ ہی کہیں بارش کا پتہ تھا۔ پانی اتنا زیادہ تھا کہ اس سے گزرنا کسی کے بس میں نہ تھا۔ بنو ملوح للچائی نظروں سے ہمیں دیکھتے رہ گئے اور ہم اتنے دور نکل گئے کہ وہ اب ہمیں طلب نہیں کر سکتے تھے۔ مگر یہ واقعہ تو دین اسلام کے حق میں بھی ایک آیت ہے صرف حضرت غالب رضی اللہ عنہ کی کرامت نہیں۔

سیدنا مسلمہ بن مخلد انصاری رضی اللہ عنہ:

مشہور یہ ہے کہ آپ مصر و افریقہ کے امیر تھے' آپ نے مصر میں سب سے پہلے اذان کیلئے منارہ تعمیر کرایا۔ حضرت شافع محشر ﷺ کی دعائے کریمہ کی وجہ سے آپ کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ آپ صاحب کرامات تھے۔ ایک کرامت یہ تھی کہ اگر آپ کسی وادی بے آب میں تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے تو اللہ کریم اسی وقت لوگوں کو پانی سے نواز دیتا۔ ایک اور کرامت یہ ہے کہ جب آپ افریقہ تشریف لے گئے اور ایک وادی کو قیام سے منور فرمایا تو لوگوں نے اطلاع دی کہ اس وادی میں لاتعداد درندے اور سانپ ہیں۔ آپ نے درندوں اور سانپوں کو خطاب فرماتے ہوئے حکم دیا۔ اس وادی سے نکل جاؤ۔ درندوں نے اپنے بچوں کو

اور سانپوں نے اپنی اولاد کو اٹھایا اور وادی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہ کرامت علامہ مناوی نے بیان فرمائی ہے۔

(ایسے واقعات سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے کہ غلامان سیّد الابرار ﷺ نے جانوروں کو حکم دیا تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ آج جہاں خرطوم واقعہ ہے یہ جگہ ویرانہ تھی۔ زمین دلدلی تھی جنگلات سے ڈھکی ہوئی تھی۔ یہاں اسلامی جرنیل نے پڑاؤ کیا تو اطلاع ملی کہ بے شمار درندے ہیں اور زمین پر تو بچھو بیٹھنے تک نہیں دیتے۔ کیا کیا جائے؟ پھر دفعۃً چشم فلک نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ جرنیل ٹیلے پر کھڑے ہو کر درندوں کو یوں حکم دے رہا ہے گویا وہ اس کے سپاہی ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا اے شیرو! اے ریچھو! اے انسان کے دشمن درندو! یہاں سے نکل جاؤ کہ اسلام کا لشکر' محمد عربی کے خدام پر مشتمل یہاں چھاؤنی ڈالنے والا ہے۔ بچھوؤ! آج سے اپنی عادت بدل لو' اب کسی کو نہیں کاٹنا ہے۔ اعلان سن کر درندے اپنے بچوں کو مونہوں میں لیے جھاڑیوں سے نکل بھاگے' میدان خالی کر گئے اور بچھوؤں نے اپنی عادت بدل لی۔ وہ دن گیا اور آج کا دن آ گیا ہے۔ تیرہ چودہ سو سال کے طویل عرصہ میں پھر خرطوم کے بچھوؤں نے بھول کر بھی کاٹنے والی عادت کا اعادہ نہیں کیا۔ سچ ہے ہمارے آقا ﷺ کے غلام صرف اور صرف اعلائے کلمۃ الحق کے لیے میدان کارزار میں اترتے تھے۔ وہ ملک فتح کرنے' اپنا جھنڈا بلند کرنے' رنگ و نسل کے بت گھڑنے اور زبان کے گیت گانے نہیں گئے تھے لہٰذا اس خلوص کی قیمت یہ تھی کہ درندے ان کی بات مانتے اور بچھو ان کی اطاعت کرتے تھے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

سیدنا میسرہ بن مسروق عیسیٰ رضی اللہ عنہ:

بقول علامہ ابن اثیر یہ بنی عبس کے ان نو افراد میں سے ایک تھے جو سیّد المرسلین ﷺ کی خدمت عالیہ میں بطور وفد حاضر ہوئے تھے۔ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب حجۃ الوداع کیلئے تشریف لے گئے تو حضرت میسرہ خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور! میں تو مسلسل یہی چاہ رہا تھا کہ آپ کا اتباع نصیب ہو۔ پھر وہ اسلام لائے اور حسن اسلام کا مظاہرہ

Scanned with CamScanner

کیا۔ کہنے لگے اللہ کریم کی حمد ہے جس ذات اقدس نے آپ کے وسیلہ سے مجھے آگ سے نجات بخشی (اندازہ کیجئے کہ صحابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آپ کے وسیلۂ جلیلہ کی عظمت کے ترانے گا رہا ہے اور آج اسی وسیلہ پر کج گفتار لوگ پف زنی کر رہے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جناب میسرہ رضی اللہ عنہ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔) (اسد الغابۃ) آپ فلسطین کے علاقہ اجناد کے امراء میں سے تھے آپ وہاں ہی فوت ہوئے۔ نابلس کے علاقہ کے گاؤں باقہ میں آپ کا مزار مشہور و معروف ہے جس کی زیارت ہوتی رہتی ہے۔ (امام یوسف نبہانی مؤلف کتاب جامع کرامات اولیاء فرماتے ہیں) بیس سال ہوئے میں نے بھی ان کے مزار انور کی زیارت کی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ یہاں مدفون ہیں۔ میں راستہ گزرتے قبر کے قریب سے گزرا تو لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ آپ کی زیارت کیلئے بڑھتے پائے۔ یہ ۱۳۰۵ھ کا یوم حج تھا۔ اس علاقے کے ایک ساتھی سے میں نے اس اجتماع کا سبب پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ یہ دن آپ کے مزار شریف کی زیارت کا مخصوص دن ہے۔ اس علاقہ اور اردگرد کے لوگ اس دن حاضری دیتے ہیں اور یہ سلسلہ عرصہ دراز سے مسلسل چلا آ رہا ہے۔ یہی عمل لوگ رمضان کے آخری دن بھی کرتے ہیں اور یہاں حاضری دیتے ہیں۔ پھر اسی سال میں حکومت کے محکمہ حقوق میں ملازم ہو کر بیروت گیا جہاں دم تحریر تک میں مقیم ہوں۔ میں بیروت پہنچ کر بیمار ہو گیا۔ تین سال کے طویل عرصہ پر مرض پھیل گیا اور ۱۳۰۸ھ تک میں بیمار رہا۔ اطباء نے اسے مرض عضال کا نام دیا۔ اس مرض میں عصبی ہضم میں دقت پیدا ہو جاتی ہے اور معدے کے عصب میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ میں اس مرض کے ہاتھوں چور چور ہو گیا۔ میں شفا سے ناامید تھا۔ پھر ایک رات سوتے ہوئے کسی کی آواز آئی کہ حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کیلئے جایئے۔ میں سمجھ گیا کہ لفظ میسرہ سے مراد حضرت میسرہ عبسی رضی اللہ عنہ ہیں اور مجھے ان کی زیارت کے فیض سے اس مرض سے نجات ملے گی۔ جب میں بیدار ہوا تو زیارت کا پختہ ارادہ کر لیا۔ جب تین سال پہلے میں ان کی قبر اقدس کے قریب سے گزر رہا تھا تو مجھے زیارت کا خیال نہیں آیا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب سچا ہے۔ اسی دن عازم زیارت ہوا۔ سنہ مذکورہ کا آج بھی عرفہ کا ہی دن تھا۔ میں نے مزار کے قریب وادیٔ عارہ نامی ایک گاؤں میں عبدالکریم آفندی بن محمد حسین عبدالہادی کے پاس رات گزاری جنہوں نے میری بہت عزت کی اللہ ان

پر رحم فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ اسی رات مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ٹھیک ہو رہا ہوں۔ آج اتنا آرام آ گیا جو اس سے پہلے مشہور اطباء کی بہت سے دوائیں مہینوں استعمال کرنے کے باوجود نہیں آ رہا تھا۔ صبح میں آپ کی زیارت کیلئے روانہ ہوا میں نے عرفہ کے دن آپ کی زیارت کی جبکہ باقی لوگ بھی حسب معمول زیارت کے لیے جمع تھے۔ میں نے جتنا ہو سکا وہاں قرآن پڑھا اور دلائل الخیرات کی تلاوت کی۔ پھر شکر و حمد کے گیت گاتا واپس ہوا اور بتدریج مجھے شفا ہونے لگی اور آخر کار مرض بیخ و بن سے اکھڑ گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حضرت النجاشی رضی اللہ عنہ

علامہ سخاوی جناب ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث یزید بن رومان نے بسند حضرت عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے بتائی۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نجاشی کی وفات ہوئی تو ان کی قبر پر نور برستا تھا۔ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ اگرچہ صحابی نہیں مگر وہ عہد نبوی میں تھے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے آپ کا غائبانہ جنازہ پڑھایا تھا اس لیے میں نے صحابی نہ ہوتے بھی ان کا ذکر خیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کر دیا ہے۔

سیدنا یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبرستان سے گزر رہے تھے کہ میں نے ایک قبر سے گرفت کی آواز سنی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قبر سے میں نے اس کی گرفت کی آواز سنی ہے۔ آپ نے فرمایا یعلیٰ! تو نے بھی سن لیا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ صلوات اللہ علیک۔ ارشاد ہوا بالکل چھوٹی سی بات پر اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! وہ بات کیا ہے؟ ارشاد ہوا چغلی اور پیشاب (یعنی وہ چغلی کھاتا ہے اور پیشاب کے چھینٹوں سے جسم اور لباس کو نہیں بچاتا تھا)

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

بنت حیدر کرار و سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، آپ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ابن الحورانی نے اپنی کتاب الاشارات فی اماکن الزیارات میں لکھا ہے کہ حضرت فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار مہر پر آپ سے نکاح فرمایا۔ حضرت زید ذوالہلالین آپ سے پیدا ہوئے مگر بچپن میں فوت ہو گئے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ کی کوئی اولاد نہیں چلی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد غوطہ دمشق میں آپ کی وفات ہوئی اور راویہ گاؤں میں مدفون ہوئیں۔ پھر گاؤں کا نام آپ کے نام نامی کی نسبت پا گیا۔ اب بھی چھ افراد کی قبروں کے نام سے یہ جگہ معروف ہے۔

شیخ عارف حضرت ابوبکر موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المعارف الالٰہیہ میں لکھا ہے کہ میں حضرت سیّدہ کی قبر کی زیارت کیلئے ایک دفعہ اپنے احباب کے ساتھ حاضر ہوا۔ میں آپ کے روضۂ اقدس میں داخل نہیں ہوتا تھا بلکہ روضہ کی طرف صرف منہ کر لیا کرتا تھا اور اپنے گروہ سمیت آنکھیں بند کر لیا کرتا تھا کیونکہ علمائے عالی مقام کی یہ تحقیق ہے کہ وفات کے بعد زیارت کرتے وقت قبر والے کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح اس کی زندگی میں کیا جاتا تھا۔ (میں ان کے روضۂ اقدس کی طرف منہ کیے) رو رہا تھا مجھ پر خشوع وخضوع طاری تھا کہ مجھے ایک باوقار، سراپا احترام، مجسمۂ عظمت خاتون دکھائی دیں جنہیں احترام وعظمت کی وجہ سے کوئی انسان نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ایک طرف ہٹیں اور فرمانے لگیں بیٹا! اللہ کریم تیرے ادب واحترام کو اور بڑھائے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرے نانا جان سیّد کل ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین با احترام خاتون ہونے کی وجہ سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ آپ امت کو بشارت دے دیں کہ میرے جدامجد اور ان کے سب صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آل اطہار اس امت سے محبت کرتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی طریق اسلام سے نکل جائے تو وہ ان سب مقدس ہستیوں کا مبغوض بن جاتا ہے۔ مجھے ان کی بات سے قلق نے آلیا جس نے خود فراموشی طاری کر دی جب میں عالم حسی میں پلٹا تو وہ غائب تھیں میں اس دن سے لے کر آج تک پھر ان کی زیارت کیلئے جاتا ہوں۔ اس تحریر کے بعد علامہ حورانی نے علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سیّدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اقدس سے مغرب کی طرف حضرت مدرک فزاری صحابی کا مزار انور ہے۔

علامہ ابن اثیر نے بھی اسد الغابۃ میں سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر ردیف کی حیثیت سے

کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد اپنے چچازاد حضرت عون بن جعفر سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ انہیں یہی حکم جناب کرار رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ ان کی اور ان کے صاحبزادے زید رضی اللہ عنہ کی وفات ایک ہی وقت میں ہوئی تھی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ان کی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھائی تھی۔ اللہ کریم ہمیں ان سب کی برکات سے نوازے۔

(قارئین کرام! حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی اجازت سے ہوا۔ شیعوں اور سنیوں کی معتبر کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ دور حاضر میں شیعہ حضرات نے اس سے انکار کیا ہے اور کچھ سنی حضرات نے بھی یہ راستہ اپنانے کی کوشش کی ہے۔ میں نے ان میں سے اکثر حضرات کی تحریریں پڑھی ہیں ان کے اعتراضات کو جانچا ہے۔ انہوں نے جس انداز سے عقلی گھوڑے دوڑائے ہیں۔ وہ بھی دیکھے ہیں مگر اس بات کا کیا جواب کہ یہ واقعہ فریقین کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے اور کئی اسناد سے اسے روایت کیا گیا ہے۔ پھر تاریخ بھی اس کی شاہد ہے۔ ان سب حقائق کے بعد انکار کا کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ میرے خیال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام میں مغائرت وبغض ثابت کرنے کی بھونڈی کوششوں میں سے یہ بھی ایک چال ہے۔ صفحات کی تنگ دامانی حائل ہے اور پھر یہ مسئلہ مصنف علامہ نے ضمناً ذکر کیا ہے ورنہ ہم آگے بڑھتے اور جانبین کی کتب کے سب حوالہ جات نکال کر ان عقلی دلائل کا پوسٹ مارٹم کر دیتے جو مختلف رسائل میں دور حاضر کے خود ساختہ محققین نے درج کیے ہیں اور ان میں سے اکثر دلائل خود ان کی نجی زندگی کے خلاف منہ بولتا ثبوت اور سر پر چڑھ کر بولنے والا جادو ہیں۔)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا:

امام بیہقی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرات ثابت، ابوعمران جونی اور ہشام بن حسان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی مگر ان کے پاس زادراہ نہ تھا۔ مقام روحاء پر پہنچیں تو پیاس کی شدت سے بے قرار ہونے لگیں۔ فرماتی ہیں: میں نے سر کے اوپر سخت آواز سنی پھر دیکھا کہ سفید رسی سے بندھا ہوا ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے میں نے

Scanned with CamScanner

اسے اپنے ہاتھوں سے اچھی طرح پکڑا اور خوب سیر ہو کر پیا' اس کے بعد یہ حال ہے کہ سخت گرمی کے دن روزہ رکھ کر دھوپ میں گھومتی ہوں کہ مجھے پیاس لگے مگر اس پانی کے پینے کی برکت ہے کہ مجھے پیاس نہیں لگتی۔ ابن ملیع نے اور سند سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا:

حضرت امام بیہقی نے جناب عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں تکلیف و تعذیب پانے والے سات آدمیوں کو آزاد کرایا تھا ان میں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ یہ نابینا ہو گئیں انہیں شدید تکلیفیں راہ خدا میں دی جاتی تھیں مگر یہ اسلام سے منہ نہ موڑتی تھیں۔ نابینا ہوئیں تو مشرک کہنے لگے: لات و منات وعزیٰ نے اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ وہ کہنے لگیں' اللہ کی قسم قطعاً ایسی بات نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ کریم نے انہیں دوبارہ آنکھیں عطا فرمائیں اور وہ دیکھنے لگیں۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا:

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عارم بن فضل سے انہوں نے حماد بن زید سے انہوں نے یحییٰ بن سعید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا نے ہجرت فرمائی۔ راستے میں ایک یہودی ساتھ ہولیا۔ آپ روزہ دار تھیں۔ یہودی اپنی بیوی سے کہنے لگا اگر تو نے اسے پانی پلایا تو خیر نہ ہوگی۔ وہ پیاسی رات گزارنے لگیں رات کا آخری حصہ تھا کہ انہوں نے اپنے سینے پر ڈول رکھا ہوا پایا۔ آپ نے اس سے پانی نوش کیا۔ پھر ان ساتھیوں کو آپ نے پچھلی رات چلنے کیلئے جگایا۔ یہودی کہنے لگا۔ میں ایک عورت کے پانی پینے کی آواز سن رہا تھا؟ اس کی بیوی نے کہا' خدا کی قسم! میں نے اسے پانی نہیں پلایا۔

فرماتے ہیں کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس ایک کپی تھی جو مانگنے آتا آپ اسے عطا فرماتیں۔ ایک آدمی نے آپ سے کپی کی قیمت دریافت کی۔ کہنے لگیں اس میں آپ کی حاجت نہیں ہے پھر اسے پھونک دی اور دھوپ میں لٹکا دی وہ گھی سے بھر گئی۔ راوی کہتے ہیں لوگ کہا کرتے تھے کہ ام شریک رضی اللہ عنہا کی کپی بھی اللہ کریم کی آیات میں سے ایک آیت ہے۔

حضرت فریعہ انصاریہ رضی اللہ عنہا:

سیدی عبدالرحمان بن محمد ثعالبی جعفری مغربی مدفون شہر الجزائر اپنی کتاب "العلوم الفاخرۃ فی النظر فی امور الآخرۃ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ محبوب برحق ﷺ نے حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ تیرا بیٹا ابراہیم مرگیا ہے۔ وہ عرض کرنے لگیں۔ یارسول اللہ! علیک الصلوٰۃ والسلام کیا وہ مرگیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں مرگیا۔ کہنے لگیں الحمدللہ! میرے پروردگار! تجھے پتہ ہے کہ میں تیری طرف اور تیرے رسول ﷺ کی طرف اس امید پر ہجرت کر کے آئی تھی کہ تو ہر سختی کے وقت میری مدد فرمائے گا۔ اب مجھے اس مصیبت میں تو مبتلا نہ فرما اور مجھ سے یہ بوجھ نہ اٹھوا۔ راوی فرماتے ہیں کہ اسی لمحہ ابراہیم نے اپنے منہ سے پردہ ہٹا دیا۔ وہ کھانا کھانے لگا۔ ہم نے بھی کھانا کھایا اور وہ اس کے بعد زندہ رہا۔ ابن قطان نے یہ نقل کیا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک نوجوان انصاری بوڑھی اندھی ماں چھوڑ کر مرگیا۔ ہم نے اس لڑکے کو کفن پہنایا اور دفن کا قصد کیا تو اس کی ماں سے تعزیت کرنے لگے وہ کہنے لگی کیا میرا بیٹا مرگیا ہے؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں مرگیا ہے۔ وہ کہنے لگی پروردگار! جبکہ تجھے پتہ ہے کہ میں تیری طرف اور تیرے نبی مکرم ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آئی ہوں۔ اس سے آگے حدیث کے وہی الفاظ اوپر والے ہیں۔ ابن قطان کی روایت ہے کہ اللہ نے اس وقت اسے زندہ فرما دیا۔ وہ کھانے لگا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بھی تناول کیا۔ میں نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین کے چوتھے باب سے کچھ پہلے یہ واقعہ نقل کیا ہے وہاں عبارت یوں ہے۔ ابن عدی' ابن ابی الدنیا' بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان فرمائی ہے کہ ہم صفہ (مسجد نبوی کے پاس غریب صحابہ کیلئے بنایا گیا چھپر) میں حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھے کہ ایک نابینا بوڑھی خاتون ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک بالغ لڑکا بھی تھا۔ اسے مدینہ کی وبا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ چند دن بیمار رہ کر وہ مرگیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موت کے وقت اس کی آنکھیں بند فرمائیں اور اس کے کفن دفن کی تیاری کا ہمیں حکم دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم

Scanned with CamScanner

اسے غسل دینا چاہتے تھے تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔ انس! اس کی ماں کے پاس جا کر اس کی موت کی اطلاع کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جا کر اس خاتون کو موت کی اطلاع دی۔ وہ آئی اور لڑکے کے پاؤں کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔ دونوں پاؤں پکڑ لیے اور کہنے لگی میرا بیٹا مر گیا؟ ہم نے کہا جی ہاں' پھر کہنے لگی۔ بار الٰہا! تجھے پتہ ہے کہ میں رضا مندی و خوشی سے تیری فرماں برداری اور پرہیزگاری و تقویٰ کیلئے بتوں کو چھوڑا اور رغبت و محبت کی وجہ سے تیری طرف ہجرت کی۔ اللہ! اب میری مصیبت پر بت پرستوں کو خوش نہ فرما مجھ سے وہ بوجھ نہ اٹھوا جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں بخدا! ابھی اس کی بات بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ مردہ لڑکے نے اپنے پاؤں ہلائے' منہ سے کپڑا اتار پھینکا' کھانا کھانے لگا اور ہم بھی اس کے ساتھ کھانے لگے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد بھی زندہ رہا۔ اس کی زندگی میں اس کی والدہ وفات پا گئی۔ رضی اللہ عنہا۔ (باب الکرامات ''جامع کرامات اولیاء'' سے لیا گیا ہے)

حصہ دوئم

وارثانِ

خلافتِ راشدہ رضی اللہ عنہم

…—…—…

حمد باری تعالیٰ

یہ میری خطائیں، یہ لغزشیں، وہ عطا تیری وہ نوازشیں
مجھے مل رہا ہے قرارِ جاں، تیرے عفوِ بندہ نواز میں

تری ہر ادا پہ ہوں میں فدا، جو نہیں ترا وہ مرا نہیں
یہی اِک صدا ہوئی نغمہ زن، تیرے میرے ناز و نیاز میں

دل پاش پاش کی کرچیاں، اُنہیں لے کے جاؤں کہاں کہاں
مری مانگ ہو گی اگر کہیں تو دوکانِ آئینہ ساز میں

میں وہ تشنۂ مئے دید ہوں لب یم بھی آ کے نہ پی سکا!
اُنہیں دیکھنے کو بلا لیا، کہ جو سو رہے تھے حجاز میں

وہ غروب و مطلع شمس ہو کہ وجودِ عشق کا لمس ہو
تری بارگاہِ جمال تک کبھی سوز میں کبھی ساز میں

شمس نظامی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

قلب شاداں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
روح فرحاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
مل رہا ہے گنبد خضرا کے سائے میں سکوں
راحت جاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
بار بار اُن کو میں چوموں، اپنی آنکھوں سے ملوں
کتنا ارماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
جگمگاتے ہیں سرِ مژگاں مسرت کے دیئے
کیا چراغاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
اُن کا فیضانِ کرم جو ہے محیطِ کائنات
وہ فراواں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
جس سر و سامانِ رحمت کے لئے ترسا کئے
کتنا ارزاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
اِک زمانہ اُن کے خوانِ لطف کا ہے ریزہ خوار
خلق مہماں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
آنکھ سے آنسو ہیں جاری، کپکپی ہونٹوں پہ ہے
جسم لرزاں ہے سنہری جالیوں کے سامنے
کاش پوچھیں لوگ عابدؔ کو، تو دنیا یہ کہے
وہ ثنا خواں ہے سنہری جالیوں کے سامنے

عابدؔ نظامی

در مدح خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم

ابو بکر کیسو علی ایک جانب — خلافت کو گھیرے ہیں باصد صفائی
الف اور ی کی طرح ان کو جانو — کہ محصور ہے جن میں ساری خدائی
وہ اول خلیفہ کے اوّل میں آیا — یہ آخر خلیفہ کے آخر میں آئی

(خیر القرون قرنی ۔سب سے بہتر میرا زمانہ ہے۔اس حدیث میں قرنی لفظ کے چار حروف ہیں۔ق سے صدیق، ر سے عمر، نون سے عثمان اور ی سے علی مراد ہیں۔اسی تناظر میں مذکورہ اشعار کہے گئے۔یعنی ابوبکر پہلے خلیفہ ہیں اور الف پہلا حرف ہے اور علی آخری خلیفہ ہیں اور ی آخری حرف ہے ابوبکر کا پہلا حرف الف ان کے خلیفہ اوّل ہونے کی طرف مشیر ہے اور علی کی ی ان کے آخری خلیفہ ہونے کا اشارہ کررہی ہے)

آیۂ استخلاف اور خلفائے راشدین

(ایک تقریر)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط وعداللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ط یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلک فاؤلئک ھم الفاسقون (سورۃ النور آیت نمبر 55)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے (یعنی دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرما دے گا) اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن میں بدل دے گا۔میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں (ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت کے شان نزول کے متعلق خزائن العرفان فی تفسیر القرآن میں صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

سیّد عالم ﷺ نے وحی نازل ہونے سے دس سال تک مکہ مکرمہ میں مع اصحاب کے قیام فرمایا اور کفار کی ایذاؤں پر (جو شب و روز ہوتی رہتی تھیں) صبر کیا پھر بحکم الٰہی مدینہ طیبہ کو ہجرت

Scanned with CamScanner

فرمائی اور انصار کے منازل کو اپنی سکونت سے سرفراز فرمایا: مگر قریش اس پر بھی باز نہ آئے روز مرہ ان کی طرف سے جنگ کے اعلان ہوتے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتیں۔ اصحاب رسول ﷺ ہر وقت خطرے میں رہتے اور ہتھیار ساتھ رکھتے ایک روز ایک صحابی نے کہا: کبھی ایسا بھی زمانہ آئے گا کہ ہمیں امن میسر ہو اور ہتھیاروں کے بارے میں ہم سبکدوش ہوں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کی ایک تقریر سے

تاجدار گولڑہ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک تقریر سے مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں خلفاء راشدین کی خلافتِ حقہ کا ثبوت ملاحظہ ہو:

حضرت فرماتے ہیں کہ استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کو حق تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اِستخلاف کے معنی ولیٔ امر اور خلیفہ بنانے کے ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری آیت میں آیا ہے۔ یاداؤد انا جعلنٰك خليفة فى الارض (اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا) آیت اِستخلاف کے مخاطب اور حقدار وہی لوگ ہیں جو نزول آیت کے وقت با ایمان اور صالح تھے یعنی مہاجرین الاوّلین پھر اس آیت کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ کے ایک قول کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر یا بیان یہ حدیث ہے۔ الخلافة من بعدى ثلاثون سنة ثم تصير ملكا عضوضا ''یعنی خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال رہے گی اور بعد ازاں ہو جائے گی ملوکیت دانتوں سے کاٹنے والی' عربی زبان میں خلافت جانشینی کو کہتے ہیں یعنی ایک شخص دوسرے کی جگہ بیٹھے اور اُس کا نائب ہو کر کام کرے۔ شرع میں خلیفہ وہ حاکم ہے جو بہ نیابت آنحضرت ﷺ دین محمدیہ کو قائم رکھے۔ پس جو شخص کہ حاکم نہ ہو اور حکم اس کا عام نافذ نہ ہو وہ خلیفہ نہ ہوگا ایسا ہی وہ مسلمان حاکم جو مالیہ وغیرہ وصول کرے مگر دین کی اقامت مثل جہاد و اقامت حدود و فیصلہ جاتِ شرعیہ نہ کرے وہ بھی خلیفہ کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہ معنی خلافت مطلقہ کا ہے اور خلافت خاصہ راشدہ میں علاوہ حکمرانی و اقامت دین محمدی کے مہاجرین اوّلین سے ہونا اور سوابق اِسلامیہ سے متصف ہونا بھی شرط ہے۔ چنانچہ خلفائے اربعہ بایں معنی خلافت راشدہ سے متصف تھے اور مثل آنحضرت ﷺ قول و فعل میں واجب

الاطاعت تھے اور وعدۂ الٰہیہ مندرجہ آیت کا تحقق بھی چاروں خلفائے کرام کی خلافت پر ہے نہ صرف کسی ایک شخص کی خلافت پر کیونکہ اس آیت میں جتنے ضمائر موعود لہم کے لئے ہیں وہ سب بصیغۂ جمع ہیں۔ نیز جن امور کا تحقق اس آیت میں کیا گیا ہے یعنی استخلاف' اقامتِ دین' تبدیلی خوف بالامن اور عبادت خالصہ یہ بھی چاروں خلفائے کرام کے وقت میں موجود تھے نہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں اور وعدۂ الٰہیہ کا تحقق بمراعاۃ اوصاف موعود لہم ضرور اور واجب ہے جو خلافت خلفاء اربعہ علیہم الرضوان کے وقت میں ہوا اور روزِ روشن کی طرح ہوا اور کسی کو گنجائش انکار نہیں۔

اس سوال کے جواب میں کہ اگر خلافت راشدہ کے لئے کوئی نص قرآنی موجود تھی تو گروہ انصار اور سیّدنا علی علیہم الرضوان نے بیعت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انکار کیوں کیا تھا اور اپنے لئے مدعی خلافت کیسے ہوئے؟ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ ''ایک نص کیا بلکہ بکثرت نصوص قرآنیہ و احادیث نبوی نہ صرف خلافتِ شیخین بلکہ خلافت اربعہ پر شاہد ہیں مگر چونکہ نصوص قرآنیہ میں شخصی طور پر کسی کے نام کی تخصیص نہیں تھی صرف کلی طور پر اوصافِ جمیلہ کا ذکر تھا۔ لہٰذا بوجہ نامعلومی شخصیت' وفات شریف نبوی کے موقعہ پر باہمی تخالف پیدا ہوا لیکن رفتہ رفتہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ان نصوص اور اوصاف مندرجہ فیہا سے مراد اور ان کا مصداق خلفائے اربعہ ہی ہیں۔

حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں کہ نصوص کی مراد اور مصداق پر سب سے پہلے نظر بھی خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پہنچی' ''نہج البلاغة'' میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ عراق میں بنفس نفیس شریک ہونے کے لئے مشورہ لیا تو سیّدنا علی نے فرمایا: ''جہاد فی سبیل اللہ کی جیت یا ہار لشکر اِسلام کے تھوڑا یا بہت ہونے پر موقوف نہیں' دین اسلام خدائی دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب ادیان پر غالب فرمایا ہے اور لشکر اسلام خدائی لشکر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مہیا (تیار) فرمایا اور ان کی امداد فرمائی اور جس حد تک اسے پہنچنا اور ظاہر ہونا تھا وہ پہنچا اور ظاہر ہوا اور ہم (مہاجرین الاوّلین) منجانب اللہ وعدۂ نصرت دیئے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورے کرنے والا اور اپنے لشکر کو امداد دینے والا ہے والی امر (خلیفہ) بمنزلۂ رشتۂ جواہر ہوتا ہے ان

Scanned with CamScanner

(جواہر) کو باہم جمع رکھنے والا اور ملانے والا ہوتا ہے اگر رشتہ (دھاگہ) ٹوٹ جائے تو جواہر جدا جدا ہو جاتے ہیں اور نظام جاتا رہتا ہے اور پھر کبھی اپنے اطراف کے ساتھ جمع نہیں ہوتا آج کے دن عرب اگرچہ قلیل ہیں مگر بوجہ اسلام کثیر ہیں اور اتفاق کی وجہ سے عزیز اور غالب ہیں۔ پس اے عمر! تو چکی کے قطب کی طرح اپنے مرکز پر قائم رہ اور یہیں بیٹھ کر چکی کو پھرا اور اعداء کو جنگ کی آگ سے جلا دے"۔

آخر میں بطور خلاصہ حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کو بوجہ کشف نبوت' وعدۂ استخلاف میں ایسا اطمینان تھا کہ مرض وفات کے آخری ایام میں خیال شریف میں آیا کہ اس امر کے متعلق کچھ لکھ دیا جائے اور فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں لکھ دوں تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ مگر پھر وعدۂ الٰہی کے بھروسہ اور اطمینان پر تحریر کو ضروری نہ سمجھا۔ اس لئے کہ "لیستخلفنهم" اور "ليمكننهم" اور "ليبدلنهم" اور نیز "ليظهره على الدين كله" کا فرمانے والا اصدق الصادقین ہے ضرور ہی ان وعدوں کو جن کے ہاتھ پر پورا کرنا ہے پورا کرے گا۔ بیعت صدیقی پر حضرت شیر خدا کو شکر رنجی صرف اتنی بات پر تھی کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ اس طرح نظر انداز کیوں کئے گئے کہ بر وقت تنازعہ فیما بین مہاجرین و انصار و اقامت حجت بریک فریق ان کا ذکر تک نہ ہوا۔ حالانکہ جس حجت اور دلیل سے مہاجرین کو بہ نسبت انصار اس امر کا اہل و مستحق سمجھا گیا (الائمۃ من القریش) وہی حجت ان کے لئے بھی تھی کیونکہ ہاشمی کو بہ نسبت قریشی کے آنحضرت ﷺ کے ساتھ زیادہ قرابت اور ارتباط ہے۔ مگر یہ تھوڑی سی کدورت رنجش بھی صدیق اکبر کے بیان معذرت سے جاتی رہی۔ یہ لوگ علیہم الرضوان آیت شریف يعبدو ننى لا يشر كون بى شينا' کے مصداق تھے۔ ان کے پاک سینوں میں کدورت کا مقام کیسے ہو سکتا تھا۔ اس روز بوجہ فراق آنحضرت ﷺ نہ صدیقی ادراک اور نہ مرتضوی فہم موعود لہم کی شخصیت تک پہنچا ہوا تھا ورنہ اتنا تنازعہ بھی نہ ہوتا رفتہ رفتہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ خلافت اربعہ منصوصی ہے اور یہی خوش قسمت لوگ اس نعمت عظمٰی اور اقامت دین پسندیدہ کے لئے منتخب کیے گئے ہیں۔ آیۂ استخلاف میں "الذين امنوا منكم" کا خطاب علم الٰہی میں انہی حضرات اربعہ کی طرف تھا ایفائے وعدہ کے لئے ان

حضرات کی فضیلت و کمال کے علاوہ ان کی عمروں کی ترتیب بھی موجب ترتیب خلافت ٹھہری کیونکہ اگر حضرت علی بلا فصل خلیفہ ہوتے تو باقی تینوں حضرات خلافت سے محروم رہتے۔ اسی طرح اگر بلا فصل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے تو جناب ابو بکر و عمر محروم ہو جاتے علیٰ ھذا القیاس۔ مہاجرین و انصار کا تقاضا خلافت کے لئے اہلِ دُنیا کی طرح بوجہ نفسانیت نہیں تھا بلکہ صرف اس وجہ سے تھا کہ ہر ایک فریق اقامت دین اور خدمت اسلام سے مشرف ہونے کا شرف حاصل کرے یہ لوگ اس مقدس ذات کے جانشین تھے جس کی صحبت کا اثر بقائے عمر تک باقی رہنا چاہیے۔ (مہر منیر)

آیۂ استخلاف اور وعدۂ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ وہ انہیں زمین میں خلافت عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا کیونکہ ہم کبھی وعدہ کرتے ہیں تو پورا نہیں کر سکتے یا تو محتاجی کی وجہ سے مثلاً ہم نے وعدہ کیا کہ اتنے بجے فلاں جگہ پہنچیں گے مگر گاڑی لیٹ ہو گئی تو وعدہ پورا نہ ہو سکا کیونکہ ہم گاڑی کے محتاج ہیں اور اللہ تعالیٰ شان صمدیت رکھتا ہے ہر کوئی اس کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ يا ايها الناس انتم الفقراء الى الله۔

کبھی ہم جھوٹ بول کر وعدہ خلافی کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے اس کا کلام لاریب ہے اور اس کی بات سے سچی کسی کی بات نہیں اس کے قول سے پکا کسی کا قول نہیں اس کا اپنا ارشاد ہے: ومن اصدق من الله حديثا ۔ ومن اصدق من الله قيلا ۔ ان الله لا يخلف الميعاد ۔ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

کبھی ہم سستی' کاہلی اور لاپرواہی کی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر پاتے' حالانکہ حضور علیہ السلام نے وعدہ خلافی کو منافق کی علامت قرار دیا اور الكريم اذا وعد وفى شریف آدمی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ہم نے بھی اللہ تعالیٰ سے کئی وعدے کئے ہیں ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو ہم جیسے غافلوں کو یاد بھی نہیں مثلاً فرمایا: واذ اخذ ربك من بنى ادم...... الست بربكم قالوا بلى۔ مگر خاصان بارگاہ کو کبھی نہیں بھولتے وہ فرماتے ہیں۔

کن فیکون تے کل دی گل اے اساں اگے پریت لگائی

یعنی اقرار تو سب نے کیا مگر بعض اس اقرار پہ قائم رہے اور بعض بھول گئے ان کو قرآن نے یاد دلایا اور بعض منکر بن بیٹھے انہی کو فرمایا: ان ھدینٰہ السبیل اما شاکرًا و اما کفورا۔ ہم نے انسان کو راستہ کی ہدایت دی یا اس پہ چل کر شکر گزار ہو جائے یا نہ چل کر ناشکری اور کفر کا راستہ اپنا لے مزید فرمایا: من شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر۔ راستہ واضح ہو جانے کے بعد اب اس کی مرضی چاہے تو ایماندار بنے چاہے تو بے ایمان۔

احکام پر عمل کرنے کا وعدہ یاد دلانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے اور بھی کئی وعدے فرمایا: مثلاً وفی السمآء رزقکم وما توعدون صرف انسانوں کو ہی رزق دینے کا وعدہ نہ فرمایا بلکہ فرمایا: وما من دابۃ فی الارض الاعلی اللہ رزقھا۔ وہ تو پتھر کے کیڑے کو بھی اسی طرح نوازتا ہے جس طرح دوسری مخلوق کو۔

ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: واذ قال ابراھیم رب اجعل ...... من امن منھم باللہ والیوم الاخر۔ کہ اے اللہ ایمان والوں کو رزق عطا فرما۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے خلیل! میں تو رب العالمین ہوں۔ تیری خلت کا تو یہی تقاضا تھا کہ تو میرے دشمنوں سے دشمنی کرے مگر میری الوہیت کا تقاضا یہ ہے قال ومن کفر فامتعہٗ قلیلا۔ میں کافروں کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور دوں گا۔

سبحان اللہ! کوئی مخیر شخص آپ کی دعوت کرے تو کھانا کم ہونے کا امکان بہت کم ہوتا ہے کیونکہ وہ آپ سے محبت کرتا ہے اور رب العالمین نے ہمیں رزق دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور پھر اپنے دشمنوں کو بھی عطا کرتا ہے اس سے ہمیں کتنی اُمیدیں وابستہ کرنی چاہئیں۔

؎ دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

؎ بتوں سے تم کو امیدیں خدا سے نو میدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

جبکہ اللہ کی شان یہ ہے ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین۔ اللہ یرزق من یشاء

بغیر حساب۔ جب اس کے بندوں کے وعدے اتنے پکے ہیں کہ اسمٰعیل علیہ السلام وعدہ نبھانے کیلئے تین دن تک ایک جگہ کھڑے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی: انہ کان صادق الوعد۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے وعدہ فرمایا: وکذلک یجتبیک ربک ...... اللہ تعالیٰ تجھے چن لے گا تو کس طرح اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوتا ہے؟ بھائیوں نے کنویں میں ڈالا قتل کی کوشش کی بازار مصر میں بکے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگرچہ تم نے میرے یوسف کو کھوٹے درہموں کے بدلے بیچا ہے مگر میں اپنا وعدہ پورا کر کے رہوں گا۔ کہاں کنواں اور کہاں تخت مصر؟ کہاں جیل کی سلاخیں اور کہاں انہی مارنے والے بھائیوں کا منگتا بن کے آنا اور کہنا: یٰایھا العزیز مسّنا واھلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجٰۃ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا۔ اور پھر وخروا لہٗ سجدًا یعنی کبھی صدقے کی بھیک مانگ رہے ہیں اور کبھی سجدۂ تعظیمی کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام کے سامنے جھک رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں سے وعدہ فرمایا: واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ ...... القصص۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ (یوحانذ) کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا۔ مطلب یہ کہ تیرا دودھ پی کر جائے گا اور ہمارا وعدہ ہے کہ تیرا ہی آکر پئے گا۔ اگرچہ تمام جہان کی دائیاں اکٹھی کر لی جائیں۔ اس کو صندوق میں ڈال کر دریا برد کردے انا رادوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔ ہم اسے تیرے پاس نبی ورسول بنا کر لوٹائیں گے۔ اگرچہ بچہ کمزور، دریا کی موجیں خوفناک بظاہر عقل اسے محال جانتی ہے مگر اللہ کا وعدہ تھا جو پورا ہو کر رہا اہل ایمان سے بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار وعدے فرمائے: مثلاً لھم مغفرۃ واجرٌ عظیم۔ اولٰئک ھم الوارثون یقیناً ہم اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے پورے کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا اوفوا بعھدی اوف بعھدکم کیونکہ وعد اللہ حقا اور جب اللہ کا وعدہ پورا ہوگا تو اہل ایمان کی حالت دیدنی ہوگی خوشی سے جھوم رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے الحمدللہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض...... الزمر

Scanned with CamScanner

ایک سوال کا جواب

کسی کے ذہن میں اگر یہ بات آئے کہ قیامت کے دن اگر کافروں نے یہ کہہ دیا کہ یا اللہ! تو نے ہماری تقدیر میں ہی کفر لکھ دیا تھا ہم مجبور تھے۔ لہٰذا تو کریم ہے ہمیں معاف کر دے تو کیا اللہ تعالیٰ معاف کرنے پر قادر نہیں؟ تو اس کا جواب بھی یہی ہے کہ یہ ایک تو اس کی شان عدل کے خلاف ہے کہ مجرم اور محرم، دوست اور دشمن برابر ہو جائیں، خود فرمایا: افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون۔ القلم۔ ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصلحت کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار۔ ص

ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون (الجاثیہ)

اور دوسرا یہ کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد

کیونکہ اس کا وعدہ ہے انہ من یسرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنة وماواہ النار۔

''اللہ ہر شے پر قادر ہے'' کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس کو اس کی اپنی موت پر بھی قادر مان لیں کہ نعوذ باللہ کوئی کہے اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو مارنے پر بھی قادر ہے کیونکہ اس نے فیصلہ کر دیا ہے کہ کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

مرزائی کہہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مرزا کو نبی بنا کر بھیجنے پر قادر نہیں، اس کو بھی یہی جواب دیا جائے گا کہ اس کا وعدہ ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ...... کہ میں نے اپنے حبیب کو آخری نبی بنا کر بھیج دیا ہے اور ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

اسی طرح جو بد بخت کہے کہ اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو ہم اس کو بھی کہیں گے کہ اس نے فرمادیا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ پھر بھلا جھوٹ کا امکان اس سے کیسے ہو سکتا ہے ممکن میں تو دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں جبکہ اس کا سچا ہونا بلکہ اصدق ہونا یقینی ہے اور الیقین لا یزول بالشک۔

اب اسی تناظر میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام سے وعدہ کیا کہ میں ضرور تمہیں

خلافت دوں گا آیت میں من تبعیضیہ ہو یا بیانیہ۔ پھر اللہ نے مثال دے کر سمجھایا کہ جس طرح پہلوں کو خلافت سے نوازا تھا جیسے سلیمان علیہ السلام وغیرہ کو لیکن چونکہ نبوت اب ختم ہے لہٰذا نبی کے یاروں اور اپنے پیاروں اور اہل ایمان کی آنکھوں کے تاروں کو خلافت سے نوازدیا ورنہ وعدہ خلافی لازم آئے گی جبکہ ہم مان چکے ہیں کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

خلفاء راشدین کی شان میں آیات قرآن مجید

آیۂ استخلاف کی تفسیر کے بعد اب چند آیات کا صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جن کے مصداق کامل حضرات خلفاء راشدین ہیں پھر اس سے خود ہی نتیجہ نکال لیں کہ جن نفوس قدسیہ کی اللہ تعالیٰ نے جا بجا تعریف فرمائی ہے بھلا ان کے ایمان میں شک ہو سکتا ہے جیسا کہ مخالفین سمجھتے بلکہ دعویٰ کرتے ہیں۔

1- والسبقون الاولون من المھجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضواعنہ واعدلھم جنت تجری تحتھا الانھار خلدین فیھا ابدا ط ذالک الفوز العظیم (توبہ:100)	مہاجرین اور انصار میں سے سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی۔ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہوئے اور ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔
2- لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل ط اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی (حدید:10)	تم میں سے ان لوگوں کی کوئی برابری نہیں کر سکتا جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں مال خرچ کئے اور جنگ کی یہ لوگ درجہ میں بلند تر ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ) کے بعد مال خرچ کیے اور کفار سے لڑے اور سب کے لیے وعدہ بہشت کا اللہ تعالیٰ نے دیا۔
3- محمد رسول اللہ ط والذین	محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُس

معه اشدآء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله ورضوانا سیماهم فی وجوههم من اثر السجود ط ذالك مثلهم فی التوراة ج ومثلهم فی الانجیل ج کزرع اخرج شطاه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع لیغیظ بهم الکفار ط وعد الله الذین امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظیما o

(فتح:29)

کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت زور آور ہیں اور آپس میں محبت کرنے والے ہیں تو ان کو دیکھتا ہے رکوع اور سجود کرتے ہوئے وہ خدا کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان موجود ہیں تورات اور انجیل میں ان کی داستان ایسے ہے جیسے کھیتی (پہلے) اپنے سبز گھاس کو نکالے پھر اسے قوی کرے پس وہ موٹی ہو جائے اور اپنی جڑوں پر کھڑی ہو جائے (اسے دیکھ کر) کھیتی والے خوش ہوتے ہیں اور کفار غصہ سے بل کھاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے بخشش اور ثواب بزرگ کا وعدہ دیا۔

ان آیات میں بیان کردہ اوصاف جمیلہ سب کے سب خلفائے راشدین پر صادق آتے ہیں بلکہ ان کی مثالیں پہلے آئی ہوئی آسمانی کتابوں میں بھی ہیں۔

4- الذین امنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله ط واولئك هم الفائزون o یبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنت لهم فیها نعیم مقیم o

(توبہ:20-21)

جو لوگ ایمان لائے اور خدا تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں اور وہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں خدا ان کو اپنی رحمت اور خوشنودی کی بشارت سناتا ہے اور بہشتوں کی جن میں وہ ابدی عیش حاصل کریں گے۔

5- لقد رضی الله عن المؤمنین اذ

البتہ بالتحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین سے راضی

یبایعونك تحت الشجرة فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا o ومغانم کثیرة یاخذونها ط وکان الله عزیزا حکیما o

(فتح 18-19)

ہو چکا جبکہ وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کا حال جان لیا اور ان پر رحمت اتاری اور ان کو فتح قریب عطا فرمائی اور بہت سا مال غنیمت جو وہ حاصل کریں گے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بیعت الرضوان والوں کو جن میں شیخین سیدنا علی حقیقۃً اور سیدنا عثمان حکماً شامل تھے اپنی خوشنودی کی سند عطا فرمائی۔

6- ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصلحون o (انبیاء 105)

اور یقیناً ہم نے تورات کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین موعود کے وارث میرے پاک بندے ہوں گے۔

یہ پیشین گوئی بہ شہادت توراۃ و زبور فاروق اعظم کے حق میں ہے جن کے ہاتھ سے ارض مقدسہ (شام) فتح ہوئی۔ آپ بحسب اس آیت کے عبادی الصلحون سے ٹھہرے۔

7- یایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکفرین یجاهدون فی سبیل الله ولا یخافون لومة لائم ط ذالك فضل الله یؤتیه من یشاء والله واسع علیم o (مائدہ8-54)

اے مسلمانو! جو کوئی تم سے اپنے دین سے پھر گیا تو جلدی خدائے تعالیٰ ایسی قوم لائے جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اسے دوست رکھیں گے یہ قوم مسلمانوں پر مہربان کافروں پر سخت گیری کرنے والی ہے خدائے تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے یہ خدا کی عنایت ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالیٰ وسیع علم والا ہے۔

یہ پیشین گوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پوری ہوئی جنہوں نے باوجود مخالفت کے مرتدین امت سے جہاد کیا۔ ان آیات کے علاوہ خلفائے راشدین کی فضیلت کے

Scanned with CamScanner

متعلق جو آیات نازل ہوئیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں جن میں سے۔
انفال 62,34 تا 74,46۔ نحل، توبہ 33,61,88 و 89,111,112,117 حج 40, 41, 78 فتح 16 آل عمران 104, 121,133 حشر 2 چند آیات قدرے تفصیل سے ملاحظہ ہوں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کے ان اشعار پہ بات ختم کر رہا ہوں۔

ابوبکر جان ما است عمر دیدگان ما است
عثمان زبان ما است علی تاج برسر است
ابوبکر یار غار عمر میر درّہ دار
عثمان شاہ سوار علی فاتح لشکر است
ابوبکر ہمچو کعبہ عمر در طواف اوست
عثمان آب زمزم علی حج اکبر است

قرآنِ کریم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

ویسے تو قرآن مجید میں جہاں بھی اہل ایمان کی عظمت وفضیلت کی بات کی گئی ہے ان میں خلفائے اربعہ کا ذکر سب سے پہلے ہوگا اور ان نفوس قدسیہ کی عظمت پر متعدد و بے شمار آیات طیبات قرآن پاک میں موجود ہیں ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔ (یعنی خلفائے اربعہ کی مناسبت سے صرف چار آیات بینات)

(۱) والعصر۔ ان الانسان لفی خسر (الی اخر السورۃ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے سامنے اس سورۃ کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر کیلئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ قسم بخدا والعصر سے تمہارے ربّ نے دن کے آخری حصے کی قسم یاد فرمائی ہے۔

ان الانسان لفی خسر (بے شک انسان گھاٹے میں ہے) سے مراد ابوجہل ہے۔ الاالذین امنوا (مگر وہ جو ایمان لائے) سے مراد ابوبکر ہے۔ وعملو الصّٰلحت (اور جنہوں نے نیک عمل کیے) سے مراد عمر فاروق ہے۔ وتواصوا بالحق (اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے) کی تفسیر عثمان غنی ہے اور وتواصوا بالصبر (اور صبر کی تائید کرتے رہے) کی تفسیر علی شیر خدا ہے۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

(نور الابصار، ص ۴، بحوالہ تفسیر خطیب)

(۲) وجعلنا۔ علی ذات الواح و دسر۔ تجری باعیننا (القمر: ۱۳)۔
اور بنایا ہم نے اس کو (نوح علیہ السلام کو سوار کیا کشتی پر) جو تختوں اور کیلوں والی تھی، ہماری نگاہوں کے سامنے چلتی رہی۔

امام کسائی فرماتے ہیں کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے جب کشتی کو بنانا شروع کیا تو رات تک جتنا حصہ بناتے دن تک اس کو کیڑا کھا جاتا۔ نوح علیہ السلام نے اس بارے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے فرمایا: اس کشتی پر میری مخلوق کے بڑوں کے نام لکھو۔ عرض کیا! وہ بڑے کون ہیں؟ حکم ہوا ھم اصحاب نبی محمد وہ میرے نبی محمد ﷺ کے ساتھی ہیں۔ پوچھا: ان کے نام کیا ہے؟ فرمایا: ابوبکر و عمر و عثمان و علی۔

فکتبھم نوح علیہ السلام علی جوانبھا الاربع فحفظت

چنانچہ نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی کے چہار جانب یہ نام لکھے تو کشتی کیڑوں سے محفوظ ہوگئی۔ (اگر کوئی قبر کے کیڑوں سے محفوظ رہنا چاہتا ہے تو اپنی لوح دل میں خلفائے اربعہ کے نام نقش کرالے) (نورالابصار، ص ۳ بحوالہ قصص الانبیاء للکسائی)

(۳) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدًا یبتغون فضلًا من اللہ ورضوانا (الفتح: ۲۹)

تفسیر خازن ص ۳۲۷، ج ۴ پہ ہے کہ والذین معہ (محمد رسول اللہ کے ساتھ رہنے والے) سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔ اشدآء علی الکفار (کافروں پہ سخت ہیں) سے مراد عمر فاروق ہیں۔ رحمآء بینھم (آپس میں نرم ہیں) سے عثمان غنی مراد ہیں اور مندرجہ بالا آیت کے اگلے حصے کی جیتی جاگتی تفسیر حضرت علی شیر خدا ہیں۔ (تو انہیں رکوع اور سجدے میں دیکھے گا) اور آخری جملے یتبغون فضلا من اللہ ورضوانا (اللہ کا فضل اور اس کی رضا کے متلاشی ہیں) سے مراد باقی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

(٤) ونزعنا ما فی صدورھم من غل (الاعراف: ٤٣)

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینہ نکال دیا۔

حضرت عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک پتھر لایا جائے گا۔ جو بیس میل لمبا ہوگا اور اتنا طویل ہونے کے باوجود اس میں کوئی جوڑ نہ ہوگا کیونکہ اس کو اللہ کی قدرت کاملہ سے بنایا گیا ہوگا اور اس تخت پہ حضرت ابوبکر صدیق اکیلے بیٹھیں گے۔

پھر ایک دوسرا تخت لایا جائے گا جو زرد یاقوت کا بنا ہوا ہوگا۔ اس پر جناب فاروق اعظم جلوہ گر ہوں گے۔ اسی طرح پھر حضرت عثمان غنی کیلئے سبز یاقوت کا تخت لایا جائے گا اور حضرت علی المرتضیٰ کیلئے سفید یاقوت کا تخت لایا جائے گا۔ پھر اللہ کے حکم سے وہ چاروں تخت عرش کے سائے میں اتر جائیں گے۔

ثم تسبل علیھم خیمۃ من الدر الرطب

پھر ان تختوں پر عمدہ موتیوں کا ایک خیمہ تان دیا جائے گا اور وہ خیمہ اتنا وسیع و عریض ہوگا کہ سات زمینیں، سات آسمان اور ساری مخلوق اس کے ایک کونے میں سما سکتی ہے پھر خلفاء اربعہ میں سے ہر ایک کے لئے ایک ایک پیالا لایا جائے گا جس سے وہ کچھ نوش فرمائیں گے اور ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تشریف فرما ہوں گے۔

(ونزعنا ما فی صدورھم من غل اور واخوانا علی سرر متقبلین کا یہی مطلب ہے) پھر اللہ تعالیٰ دوزخ کو حکم دے گا تو وہ ابل کر دشمنان صحابہ اور کفار کو باہر پھینکے گا۔ ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیئے جائیں گے اور ان کو جنت میں امت مصطفیٰ کے ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔ تب وہ کہیں گے۔ ھٰؤلاء الذین سعد بھم الناس ونحن شقینا۔ یہ لوگ ان (خلفاء اربعہ) سے محبت کی وجہ سے نیک بخت ہوئے اور ہم ان سے دشمنی کی وجہ سے بد بخت ہوگئے۔

ثم یردون الی جھنم۔ پھر ان کو واپس جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

(تنویر الابصار، ص ۳ بحوالہ عمدۃ التحقیق)

"حب صحابہ" رحمۃ اللہ

"بغض صحابہ" لعنۃ اللہ

خلفائے راشدین اور محبوب خدا ﷺ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں گیا اس کے باغات اور انہار کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ ایک پھل آیا۔ میں نے اسے پکڑا تو وہ چار ٹکڑے ہو گیا اور ہر ایک ٹکڑے سے ایک حور

ظاہر ہوئی جو اتنی خوبصورت تھی کہ اگر اپنا ایک ناخن ظاہر کرے تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق فتنہ میں پڑ جائے۔ اگر ہاتھ باہر نکالے تو اس کی ضیاء وخوبصورتی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے اور اگر تبسم کرے تو اس کے منہ کی خوشبو سے زمین و آسمان مہک جائیں۔ میں نے ایک حور سے پوچھا کہ تو کس کیلئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابوبکر کیلئے۔ میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے محل میں چلی جا' چنانچہ وہ روانہ ہوگئی۔ دوسری حور سے پوچھا تو کس کیلئے ہے۔ اس نے کہا عمر بن خطاب کیلئے۔ میں نے کہا کہ اپنے شوہر کے مکان میں چلی جا' وہ ادھر روانہ ہوگئی۔ تیسری سے میں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اس مرد مومن کیلئے جو ظلماً قتل ہوگا اور اپنے خون سے رنگا ہوگا اور وہ عثمان بن عفان ہے۔ میں نے کہا اپنے رفیق حیات کے گھر چلی جا۔ چوتھی حور سے پوچھا تو وہ پہلے خاموش رہی پھر کہا یا رسول اللہ! خداوند قدوس نے مجھے حسن فاطمہ رضی اللہ عنہا پر پیدا فرمایا ہے۔ میرا نام بھی وہی رکھا ہے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے ایک ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا ان سے نکاح کیا ہے۔

ہے نورِ احمد سے یہ چار نور

روض فائق میں سرور کائنات ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا۔ پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھا' میں حیاء سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور مجھ سے چار قطرے ساقط ہوئے۔ اے ابوبکر پہلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا۔ دوسرے سے عمر فاروق کو' تیسرے سے عثمان غنی کو اور چوتھے سے علی المرتضیٰ کو پیدا فرمایا رضی اللہ عنہم۔ یعنی ابوبکر' عمر' عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔

بحر العلوم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت مبارک میں سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور پاک ظاہر ہونے لگا تو ملائکہ ان کے پیچھے کھڑے ہو کر اس نور پاک کو دیکھنے لگے یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ فرشتے میری پشت کو کیوں دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد ہوا۔ یہ سید کون و مکان ﷺ جو تمام انبیاء کے خاتم ہیں' کے نور پاک کو دیکھ رہے ہیں۔ جو تمہاری پشت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے باری تعالیٰ! اس نور پاک کو ایسی جگہ رکھ جو

میری نظروں کے سامنے ہو تو وہ نور پاک ان کی سبابہ یعنی انگشت شہادت میں ظاہر ہوا۔ پھر عرض کیا اے اللہ! کیا میری پشت میں اس سے کچھ نور باقی رہا ہے یا نہیں۔ ارشاد ہوا۔ ہاں اور وہ ان کے اصحاب کا نور ہے۔ عرض کیا۔ اے پروردگار عالم اسے میری باقی انگلیوں میں متمکن فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے نور کو درمیان والی انگلی میں' حضرت عمر کے نور کو اس کے ساتھ والی انگلی میں' حضرت عثمان کے نور کو سب سے چھوٹی انگلی میں اور حضرت علی کے نور کو انگوٹھے میں ظاہر فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام ان انوار مبارکہ کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ان کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں چمکتے رہے۔ حتیٰ کہ شجر ممنوعہ سے تناول فرمانے پر تمام انوار دوبارہ ان کی پشت میں منتقل ہوگئے۔

حضور علیہ السلام کی دعائیں

حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ اے اللہ تو نے میرے صحابہ میں برکت فرمائی ہے۔ یہ برکت ان سے سلب نہ فرمانا اور ان کو ابوبکر کا ہمنوا بنا اور اس کے کام کو ضائع نہ فرما۔ وہ ہمیشہ تیرے ہی امر کا پابند رہے۔ اے اللہ عمر کو غلبہ دے' عثمان کو صبر عطا فرما' علی کو قوت عنایت کر' زبیر ابن العوام کو ثابت قدم رکھ' طلحہ کو معاف فرما' سعد کو سلامتی میں رکھ' عبدالرحمٰن کو نیک توفیق دے اور میرے سابقین اولین اور انصار و تابعین کو میرے مخلص دوست بنا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے میرے صحابہ کا انتخاب فرمایا۔ ان کو انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ سب پر فضیلت دی اور ان سے میرے چار ساتھی منتخب کئے وہ ابوبکر' عمر' عثمان اور علی ابن ابی طالب ہیں رضی اللہ عنہم ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابوبکر' عمر' عثمان اور علی سے محبت کرنا تم پر ایسے فرض کیا ہے۔ جیسے نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج کو فرض فرمایا جس نے ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض وعناد رکھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج قبول نہ فرمائے گا اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

من احسن الظن فی اللہ الکریم و فی — رسولہ کان مکتوباً من الشرفا

ومن احب اصحاب المصطفی فله — جنات عدن یری فی ظلها غرفا

ومن یکن باغضا فیهم فان له — نار جهنم ویضحی باکیا اسفا

فهم نجوم الهدی فی کل مظلمة — واللہ حسبی فیما قلته و کفی

ترجمہ:

۱- جس شخص نے اللہ کریم اور اس کے رسول رحیم سے حسن ظن رکھا اس کا نام شرفاء میں لکھا جائے گا۔

۲- اور جس نے مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ سے محبت کی اس کیلئے دائمی جنت ہے اور اس کے سائے تلے محلات میں رہے گا۔

۳- اور جو ان سے بغض وعناد کرے گا اس کیلئے دوزخ ہے جس میں روتا رہے گا اور افسوس کرے گا۔

۴- وہ اندھیروں میں ہدایت کے ستارے ہیں جو کچھ میں نے کہا اس میں مجھے اللہ کافی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ میرے حوض کے چار رکن ہیں۔ ایک رکن ابوبکر کے ہاتھ میں، دوسرا عمر کے ساتھ میں، تیسرا عثمان کے ہاتھ میں اور چوتھا علی کے ہاتھ میں ہوگا جو شخص ابوبکر سے محبت کرے گا اور عمر سے بغض رکھے گا ابوبکر اسے پانی نہیں پلائے گا جو عمر سے محبت کرے گا اور عثمان سے بغض رکھے گا اسے عمر پانی نہیں پلائے گا جو عثمان سے محبت کرے گا اور علی سے بغض رکھے گا اسے عثمان پانی نہیں پلائے گا اور جو علی سے محبت کرے گا اور عثمان سے بغض کرے گا اسے علی پانی نہیں پلائے گا جس نے ابوبکر کے ساتھ حسن ظن رکھا اس نے دین کو تھام لیا جس نے عمر سے حسن ظن رکھا اس نے اپنی راہ کو روشن کرلیا جس نے عثمان سے حسن ظن رکھا اس نے رب العالمین کے نور سے روشنی پائی اور جس نے علی کے حق میں اچھی بات کہی اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی وضاحت کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری باتیں کیں وہ منافق ہے۔

بقول شاعر

ھم صحابة خیر الخلق ایدھم — رب السماء بتوفیق وایثار

فحبهم واجب یشفی السقیم به — فمن احبهم ینجوا من النار

ترجمہ:

۱- وہ سرور کائنات ﷺ کے صحابی ہیں۔ آسمانوں کے رب نے توفیق وایثار سے ان کی تائید فرمائی ہے۔

۲- ان سے محبت واجب اور ضروری ہے۔ اس سے بیمار شفا پاتا ہے جو ان سے محبت کرے گا وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو خوش کیا۔ اس نے مجھے خوش کیا، جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے خوش کرے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

مومن کون؟

سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا اسے مبارک ہو جس نے میری محبت میں اپنا مال قربان کردیا۔ اسے مبارک ہو جس نے مجھے اپنی جان سے مقدم رکھا۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اسے مبارک ہو جو حق وباطل میں فرق کرنے والا ہے۔ مبارک ہو اس کو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دین اسلام کو قوت اور غلبہ دے گا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا۔ مبارک ہو میرے داماد کو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو جمع فرمایا۔ وہ اپنی زندگی میں نیک بخت اور وفات میں شہید ہے اس کا قاتل دوزخی ہے۔ پھر علی ابن ابوطالب رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرمایا میرے بھائی اور چچا کے بیٹے کو مبارک ہو میں اور وہ ایک نور سے پیدا ہوئے۔ پھر فرمایا اے مسلمانو! ان کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں ہوتی ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض کرتا ہے جو ان سے محبت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بغض کی سزا دے گا۔

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے حجرہ شریفہ کی طرف گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ آگے تشریف لے جائیں کیونکہ میں اس شخص سے تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ میرے بعد ابوبکر صدیق سے افضل کسی شخص پر سورج طلوع وغروب نہ ہوگا یعنی میرے بعد ابوبکر سے کوئی افضل نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خیر النساء کو بہترین شخص کے نکاح میں دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جس کے حق میں سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سینہ کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کے سینہ کو دیکھ لے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا جس کے حق میں سیّد عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدمؑ یوسف اور ان کے حسن و جمال، موسیٰ اور ان کی نماز، عیسیٰ اور ان کا زہد وتقویٰ اور محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ کو دیکھ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر تقدم نہیں کرسکتا جس کے حق میں سیّد کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب روز قیامت سب لوگ میدان میں حسرت و ندامت کے ساتھ جمع ہوں گے تو خالق کائنات عزوجل کی طرف سے کوئی ندا کرے گا اے ابوبکر! تم اور تمہارا محبوب جنت میں تشریف لے جاؤ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسے شخص پر کیسے تقدم کرسکتا ہوں جس کے حق میں سیّد رسل ﷺ نے حنین اور خیبر کے روز جبکہ آپ کو کھجور اور دودھ کا ہدیہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا طالب و غالب کا یہ ہدیہ علی ابی طالب کے لئے ہے۔ حضرت علی ﷺ نے کہا میں ایسے شخص کے آگے ہونے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جس کے حق میں سیّد الانبیاء ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تو میری آنکھ ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا کہ علی جنت کی سواری پر آئیں گے تو کوئی ندا آئے گی۔ اے محمد! دنیا میں آپ کا بہتر والد اور ایک بہتر بھائی تھا۔ بہتر والد ابراہیم خلیل اللہ اور بہتر بھائی علی ابن ابی طالب ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے

آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بروز قیامت جنت کا خازن رضوان جنت کی چابیاں لائے گا اور دوزخ کی کنجیاں بھی اس کے پاس ہوں گی اور کہے گا اے ابوبکر! خالق ارض و سماء آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم فرماتا ہے کہ یہ کنجیاں جنت کی اور یہ کنجیاں دوزخ کی ہیں تم جسے چاہو جنت میں بھیجو اور جسے چاہو دوزخ میں بھیجو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس بزرگ شخصیت سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں محشر کے دولہا ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں۔ میں سجدہ شکر بجا لایا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتا ہوں، میں سجدہ شکر بجا لایا پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے شکرانہ ادا کیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسی مقدم شخصیت سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ابوبکر کے ایمان کا ساری زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علی بن ابی طالب، ان کی اولاد اور ان کی بیوی اونٹوں پر سوار آئیں گے تو لوگ کہیں گے کہ یہ کون سا نبی ہے منادی کہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حبیب علی بن ابی طالب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل محشر جنت کے آٹھ دروازوں سے یہ آواز سنیں گے۔ اے ابوبکر جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں میرے اور خلیل اللہ علیہ السلام کے محلات کے درمیان علی المرتضیٰ کا محل ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے حق میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان کے فرشتے کروبی، روحانی اور ملاء اعلیٰ ہر روز ابوبکر صدیق کو دیکھتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر کیسے فائق ہوسکتا ہوں جس کے حق میں اور جس کی اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ اللہ کی محبت میں مساکین، یتامی اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس شخص پر کس طرح فوقیت حاصل کر سکتا ہوں جس کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شخص جس نے سچ کہا اور سچ کی تصدیق کی۔ یہی لوگ

Scanned with CamScanner

پرہیزگار ہیں۔

جبریل امین علیہ السلام کا فیصلہ

اس گفتگو کے دوران میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے رب العالمین کی طرف سے رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! آسمان کے فرشتے آپ کی خدمت میں سلام کے بعد عرض کرتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ کو دیکھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے احترام وادب کے بارے میں ان کی گفتگو سن رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رحمت ورضوان سے ڈھانپ لیا ہے اور ایمان واسلام اور حسن ادب کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ سرور کائنات ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں ایسا ہی دیکھا جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ آپ نے ہر ایک کی پیشانی کو محبت سے چوما اور فرمایا جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں۔ درخت قلمیں بن جائیں اور ارض وسما والے لکھنے بیٹھ جائیں تو تمہاری فضیلت اور وصف اجر کے لکھنے سے عاجز ہو جائیں۔ صاحب روض فائق فرماتے ہیں۔

من ذا یطیق بان یحصی الثناء	علی محمد وعلی الصدیق صاحبه
وقدر فی عمر الفاروق منزله	وحاز عزا و فخراً فی مراتبه
وحاز عثمان فضلاً بالنبی وقد	اثنت جمیع البرایا عن مناقبه
و ذوالفقار علی المرتضیٰ فله	بحر من العلم یدوم من عجائبه
فہم ملاذ من خاف الحساب اذا	ضاقت علیه امور فی مذاهبه
علیہم صلوات الله مالمعت	فی اللیل انوار برق فی غیاهبه

ترجمہ:

۱- سرور کائنات ﷺ اور آپ کے صاحب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ثنا اور تعریف کون کر سکتا ہے۔

۲- عمر فاروق رضی اللہ عنہ منزل مقصود کو پہنچے اور اپنے مراتب میں فخر وعزت کے مقامات کو حاصل

کیا۔

۳- عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی الانبیاء کے صدقہ سے فضیلت حاصل کی اور ان کی خوبیوں کی ساری مخلوق نے تعریف کی۔

۴- اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ذوالفقار ہیں وہ علم کے سمندر ہیں ان کے علمی عجائب ظاہر ہوتے ہیں۔

۵- وہ حساب کے دن سے ڈرنے والے کیلئے جائے پناہ ہیں جبکہ اس پر سب راہوں میں امور تنگ ہو جائیں۔

۶- ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں جب تک رات کے اندھیروں میں بجلی کے انوار چمکتے رہیں۔

اصحاب کہف کا تذکرہ

حیات حیوان میں ہے کہ شب اسریٰ کے دولہا ﷺ نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اصحاب کہف کی زیارت کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ان کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتے لیکن ان کی طرف اپنے چار نیک اصحاب بھیجیں وہ ان کو آپ کا پیغام پہنچائیں اور ان کو ایمان کی دعوت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا ان کی طرف مبلغ کیسے بھیجوں؟ عرض کیا آپ پیاری کملی شریف بچھائیں اور اس کے ہر کنارے پر ایک ایک کو بٹھائیں۔ ایک پر ابوبکر کو دوسرے پر عمر فاروق کو تیسرے پر علی کو اور چوتھے پر ابوذر کو بٹھائیں۔ رضی اللہ عنہم پھر نرم ہوا کو بلائیں جو سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے تابع تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے حسب ارشاد باری تعالیٰ تعمیل فرمائی۔ ان کو ہوا نے اٹھایا اور کہف کے دروازہ تک پہنچا دیا۔ وہ جب اس کے قریب ہوئے اور غار کے منہ سے پتھر اٹھایا تو ان کو دیکھتے ہی کتے نے بھونکنا شروع کر دیا اور ان پر حملہ آور ہوا مگر جب ان کے قریب آیا تو اپنے سر کو ہلایا اور دم کو پھیرنے لگا پھر کہف میں داخل ہونے کیلئے اپنے سر سے اشارہ کیا۔ انہوں نے داخل ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اصحاب کہف کی روحوں نے جواب دیا اور وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہا وعلیکم السلام تم کو سلام ہو اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو سلام۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ وہ سرور کائنات ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کے دین اسلام کو

Scanned with CamScanner

قبول کیا اور کہا ہمارا اسلام رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دینا پھر وہ اپنی آرام گاہوں میں واپس لوٹ گئے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے محبوب خدا ﷺ کو دیکھا کہ آپ ابوبکر اور عمر فاروق پر جھکے ہوئے تھے اور فرماتے تھے۔ ہم اس کیفیت میں وفات پائیں گے اسی طرح قبروں سے باہر آئیں گے اور اسی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما:

رحمت کون ومکان ﷺ کے کسی کام میں مشغول تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان سے فرمایا چلئے نماز پڑھایئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں آپ نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو آگے کیا ہے اور آپ کی تعریف فرمائی ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عثمان بہتر انسان ہے جو میرا داماد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ میرے نور کو جمع فرمایا ہے۔ حضرت عثمان نے فرمایا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے حضور سیّد عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ عمر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسلام کو کمال عطا کرے گا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عثمان سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ حضرت عثمان نے کہا میں آپ کے آگے کھڑا نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ عمر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دین کو کمال عطا کرے گا اور مسلمانوں کو قوت وغلبہ حاصل ہو گا۔ حضرت عمر فاروق نے کہا میں آپ کا نماز میں امام نہیں ہو سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنا ہے کہ عثمان قرآن جمع کرے گا اور وہ اللہ کا حبیب ہے۔ حضرت عثمان غنی نے کہا۔ میں نماز میں آپ کا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ عمر اچھا مرد ہے۔ وہ بیواؤں' یتیموں کو تلاش کیا کریں گے اور ان کے لئے طعام ان کے گھروں میں پہنچایا کریں گے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا میں آپ کے آگے نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بارے میں فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ عثمان کو بخشے وہ تکلیف اور شدت کے دور میں لشکر کی تیاری کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ حضرت عثمان نے

کہا میں آپ کے آگے نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے آپ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اے پروردگار عالم! عمر بن خطاب کی وجہ سے اسلام کو غلبہ عطا فرما' آپ کو رسول اللہ ﷺ نے فاروق فرمایا ہے اور حق و باطل میں فاروق بنایا ہے۔ جب سرور کائنات ﷺ تک یہ گفتگو پہنچی تو آپ نے دونوں کے حق میں دعا فرمائی اور ایک دوسرے کا ادب واحترام کرنے پر ان کی تعریف فرمائی۔

نصیحت کی بات

اے میرے بھائی تم ربّ العالمین کے رسول اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لازماً محبت کرو اور آپ کے اصحاب سے سچی محبت کرو اور رسول اللہ ﷺ سے ان کے مراتب میں جو تفاوت منقول ہے اس وجہ سے ان میں فرق کرنا مضر نہیں۔ شیخ شعرانی نے اپنے منن میں ذکر کیا ہے کہ میں نے سیدی علی خواص رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں یہ کافی نہیں ہے کہ ہم ان سے بطور عادت محبت کریں۔ ہم پر یہ لازم ہے کہ اگر ہمیں ان کے ساتھ محبت کی وجہ سے عذاب بھی دیا جائے تو ان کی محبت سے ہرگز منہ نہ پھیریں جیسے عذاب وتکالیف کی وجہ سے حضرت بلال' صہیب اور عمار رضی اللہ عنہم ایمان سے منہ نہیں پھیرتے تھے اور جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خلق قرآن کے مسئلہ میں کیا تھا جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں اس طرح کی صعوبتیں برداشت نہیں کر سکتا اس کی محبت مخدوش ہے۔ پھر انہوں نے کہا اے میرے بھائی اپنے طور پر یہ سوچو کہ بعض اوقات تمہاری محبت مجازی ہوتی ہے۔ حقیقی اور واقعی نہیں ہوتی تاکہ تو قیامت کے روز اس کا پھل حاصل کرے۔ نیز شیخ شعرانی نے اپنے منن میں ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی اولاد کو میں اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے ان کے والد کو دیکھتا اگر ان کو پاتا گویا کہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ان کے مراتب میں تفاوت کے باوجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کی زندگی میں' میں ان کا ساتھی رہا ہوں۔ ہمارے دلوں میں جو بطور عادت تعظیم ہے۔ اس لحاظ سے ان سے محبت نہیں کرتے (یعنی ہماری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت شرعی ہے جو سرور کائنات ﷺ سے منقول ہے ان سے محبت طبعی نہیں ہے) کیونکہ طبعی محبت میں عصبیت کی دخل اندازی بھی ہو جاتی ہے اور جو محبت شرعی ہو اور جناب

Scanned with CamScanner

رسول اللہ ﷺ سے منقول تفاوت مراتب کے اعتبار سے ہو وہ عقیدہ میں عصبیت سے سالم ہوتی ہے۔(نورالابصار)

ترتیب خلافت

مفتی حرمین محب طبری نے ذکر کیا ہے کہ شریف ابونمی نے ان سے پوچھا کہ تم نے کس لئے ابوبکر کو حضرت علی پر فوقیت دی ہے حالانکہ علم میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو رسول اللہ ﷺ سے بہت قرب حاصل ہے۔انہوں نے کہا اے ہمارے بزرگوار ہم نے اپنی رائے سے ابوبکر کو مقدم نہیں کیا اور نہ ہمیں اس قسم کا کوئی اختیار ہے۔ان کو تو آپ کے جدامجد نے آگے کیا اور فرمایا کہ مسجد میں ابوبکر کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کر دو۔رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح اسناد سے ہم نے یہ حدیث پڑھی ہے۔جب رسول اللہ ﷺ نے وفات فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جس سے جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے دین کے حق میں راضی ہیں ہم بھی دنیاوی امور میں ان سے راضی ہیں۔شریف ابونمی نے کہا یہ تو درست ہے مگر تم نے عمر فاروق کو کیوں مقدم کیا ہے؟ محب طبری نے کہا ابوبکر الصدیق نے اپنی وفات کے وقت عمر فاروق کو مسلمانوں کیلئے پسند کیا۔شریف نے پوچھا پھر عثمان کو مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ محب طبری نے کہا عمر فاروق نے خلافت کا معاملہ ان صحابہ کے مشورہ پر چھوڑ دیا جن سے رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت راضی تھے۔ان حضرات نے عثمان کو مقدم کیا ہے۔شریف نے پوچھا امیر معاویہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ محب طبریؒ نے کہا وہ ایسے ہی مجتہد تھے جیسے علی المرتضیٰ مجتہد تھے۔شریف نے پوچھا۔اگر تم دونوں کے زمانہ کو پاتے تو ان کی باہم لڑائی میں کس کا ساتھ دیتے۔طبری نے کہا علی المرتضیٰ کا ساتھ دیتے۔شریف نے کہا جزاک اللہ عنا خیراً۔اللہ تمہیں اچھی جزا دے۔

امام شعرانی نے کہا اے میرے بھائی اس پابند شریعت عالم کے نفیس کلام کو دیکھو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کی پیروی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت ہم پر لازم ہے۔ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد سے بھی محبت کریں اس میں طبعی محبت کا حکم معتبر نہیں اور سیدہ

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو ابوبکر کی اولاد سے مقدم جانیں جیسے خود ابوبکر الصدیق ان کو اپنی اولاد سے مقدم جانتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ایمان میں کامل نہیں جب تک اپنے والدین اولاد اور تمام مخلوق سے زیادہ مجھے پیارا نہ سمجھے۔

(نورالابصار)

احد و بدر و حدیبیہ میں حاضر تھے جو
جنتی سارے وہ اصحاب نبی ہیں لوگو

(انی لارجوا ان لایدخل النار ان شاء اللہ احد شھد بدرا والحدیبیۃ)

خلیفۂ اوّل بلافصل بالتحقیق امیر المؤمنین

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

منقبت

صدیق! یارِ غارِ محمد تمہیں تو ہو
دارین میں مقرب احمد تمہیں تو ہو

جس کو ملا ہے ثانی اثنین کا خطاب
جس کی نبی کے پاس ہے مرقد تمہیں تو ہے

جو تھا رفیق بدر واحد میں رسول کا
اور جس پہ اعتبار تھا بے حد تمہیں تو ہو

ایمان میں، یقین میں، اخلاص وصدق میں
جس کی نہیں نظیر وہ امجد تمہیں تو ہو

سادہ لباس، سادہ غذا، سادہ بودوباش
جس نے ہمیشہ رکھی وہ ازہد تمہیں تو ہو

جس نے تمام مال نبی ﷺ پر کیا نثار
اصحاب میں جو سب سے تھا اجود تمہیں تو ہو

جس کو نبی ﷺ نے آپ مقرر کیا امام
اور جس کے مقتدی ہوئے احمد تمہیں تو ہو

بعداز وصال سید کونین مصطفیٰ
سالار دین و مرشد ارشد تمہیں تو ہو

احمد ﷺ کے بعد جھوٹے نبی جس قدر ہوئے
قوت سے کرنیوالے انہیں رد تمہیں تو ہو

جو مانع زکوٰۃ تھے اور اہل ارتداد
ٹھیک ان کو کرنے والے مجدد تمہیں تو ہو

سیلاب ارتداد جو اٹھا نبی ﷺ کے بعد
روک اس کی اور سدِّ مشیّد تمہیں تو ہو

نرغے میں دشمنوں کے جو ثابت قدم رہا
وہ دیندار قائد جید تمہیں تو ہو

حسان جس کی مدح کریں پیش مصطفیٰ ﷺ
حق مدح اس کا ہو نامیؔ سے کیا ہونا

(پیرغلام دستگیر نامی علیہ الرحمۃ)

نام ونسب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شجرہ نسب والد اور والدہ کی طرف سے ساتویں پشت میں حضرت کلاب پر جا کر نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے اس طرح کہ عبداللہ (حضرت صدیق اکبر کا اسم گرامی) بن عثمان (آپ کے والد ماجد جو ابوقحافہ کنیت کے ساتھ مشہور ہیں) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم (تیم قبیلہ انہی کے نام سے مشہور ہے جو کہ حضرت ابوبکر صدیق کا ہی قبیلہ ہے) بن کلاب۔

والدہ کی طرف سے اس طرح ہے کہ ام الخیر سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن کلاب

جبکہ حضور علیہ السلام کا نسب مبارک اس طرح ہے محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب

اس کے بعد آگے ایک ہی سلسلہ ہے یعنی کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (المعروف قریش) (طبقات ابن سعد، طبری، مسعودی، اسدالغابہ، استیعاب، اصابہ)

اور جب حضور علیہ السلام کا نسب اقدس از اوّل تا آخر ہر قسم کے شرک وکفر کی غلاظتوں سے پاک ہے تو سیدنا صدیق اکبر کا نسب بھی کم از کم از آدم تا کلاب، والد اور والدہ کی طرف سے پاک ہی ٹھہرا کیونکہ آپ بھی اسی شجر مقدس کے پاکیزہ پھول ہیں۔ یعنی ایک شاخ پر مائی آمنہ کا پھول محمد مصطفیٰ بن کرمہکا (ﷺ) اور اسی درخت کی دوسری شاخ پر یارغار مصطفیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رفاقت رسالت کی خوشبو لے کر کھلے اور افضل البشر بعد الانبیاء کا خطاب لاجواب پایا۔

بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

اگرچہ امام زرقانی کے مطابق اسمه فی الجاهلیة عبد ربّ الكعبة (ص ۲۳۸ ج ۱) کہ قبل از اسلام (زمانہ جاہلیت میں) آپ کا نام عبدربّ کعبہ تھا تاہم ثقہ رواۃ کی روایات کے مطابق آپ کا اسم گرامی قبل از اسلام بھی عبداللہ ہی تھا۔

بڑے عالی نسب والا حسب صدیق اکبر ہیں
رفیق مصطفیٰ محبوب رب صدیق اکبر ہیں

کنیت اور اس کی وجہ تسمیہ

آپ کی کنیت ابوبکر ہے اور بکر کا معنی ہے موسم بہار کا پہلا پھل یہ کنیت آپ کی اس لیے ہے کہ جب گلشن نبوت میں بہار آئی تو اس بہار کا پہلا پھل (اور پھول) ابوبکر صدیق قرار پائے یعنی محبوب خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے۔

عتیق لقب اور اس کی وجہ تسمیہ

سیرت حلبیہ میں ہے فابوبکر رضی اللّٰہ عنہ اوّل من غیر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اسمہ و لقبہ عتیقا لحسن وجھہ اولانہ عتق من النم والعیب او نظر الیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ھذا عتیق من النار فھو لقب وجد فی الاسلام (ص ۳۷۲ ج ۱)

کہ حضور علیہ السلام نے آپ کا اسم گرامی تبدیل فرمایا اور آپ کے حسن و جمال یا عیوب ونقائص سے پاک ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب عتیق رکھا یا پھر (اس لقب کی تیسری وجہ یہ ہے کہ) ایک مرتبہ آپ (ﷺ) نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ (دوزخ کی) آگ سے آزاد ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر

جو روئے زمین پہ کسی دوزخ سے آزاد کیے ہوئے کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔ فسمی عتیقا پس اس وجہ سے آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔

(مشکوٰۃ، تاریخ الخلفاء، کنز العمال، ریاض النضرہ)

ثابت ہوا کہ عتیق لقب آپ کا دو وجہوں سے ہوا ایک تو حسن سیرت وصورت کی وجہ سے اور دوسرا دوزخ سے آزادی کے سبب سے، ہوسکتا ہے ابتداء میں لوگ پہلی وجہ سے آپ (رضی اللہ عنہ) کو عتیق کہتے ہوں اور حضور علیہ السلام نے ایمان کی نعمت ملنے کے بعد آپ کا لقب دوسری وجہ سے عتیق رکھا ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

عتیق کے مزید معانی یہ ہیں پرانا، بزرگ (قرآن مجید میں خانہ کعبہ کو بیت اللہ العتیق فرمایا

گیا) نسبی عظمت وطہارت کی وجہ سے عتیق کا معنی عمدہ بھی ہے۔ ذکرہ البغوی فی معجمہ وقال مصعب و طائفۃ من اھل النسب انما سمی عتیقا لانہ لم یکن فی نسبہ شیء یعاب

(کنز العمال، اسد الغابہ، زرقانی علی المواہب، المستدرک للحاکم، طبقات ابن سعد، ریاض النضرہ، حلیۃ الاولیاء)

امام ابونعیم فرماتے ہیں سمی بذلك لانہ قدیم فی الخیر و العتیق القدیم آپ کا لقب عتیق اس لئے ہے کہ آپ بھلائی اور سخاوت کے پیکر تھے اور کبھی کوئی موقع خیر کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور یہ خوبی روز اوّل سے آپ میں رکھی گئی تھی اور عتیق کا معنی یہی ہے کہ قدیم خوبی والا۔

علامہ امام محب الطبری ریاض النظرہ میں لکھتے ہیں ان تمام اقوال میں کوئی تضاد نہیں اذیجوز ان یکون احد الابوین لقبہ بذلك المعنی ثم تابعہ الاخر علیہ لہ ہو سکتا ہے والدین میں سے کسی ایک نے آپ کا یہ لقب اس خاص معنی کیلئے رکھا ہو اور پھر دوسروں نے ان کی اتباع کی ہو۔ اولمعنی اخر ثم استعمل قریش واقرتہ علیہ ثم بعد الاسلام یا قریش نے دوسرے معنی کی وجہ سے آپ میں اس خوبی کا اعتراف کیا ہو اور اسلام نے بھی اس کو برقرار رکھا ہو۔ (واللہ اعلم)

خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا
کلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا
زبور، انجیل اور توریت میں بھی حق تعالیٰ نے
کیا ہے نام لے کر تذکرہ صدیق اکبر کا

لقب صدیق اور اس کی وجہ تسمیہ

اصدق الصادقین، سید المتقین، امام العارفین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق بھی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قبل از اسلام بھی آپ کا صدق مشہور تھا اور تمام قبائل عرب آپ کی دیانت وامانت اور حسن معاملہ کے معترف تھے۔

نیز حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کفار نے جب واقعہ معراج میں حضور علیہ السلام کی تکذیب کی اور حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آکر اس مسئلہ میں آپ کی رائے پوچھی تو آپ

Scanned with CamScanner

نے برملا فرمایا لقد صدق وانی لا صدقه حضور علیہ السلام نے جو فرمایا ہے سچ فرمایا ہے اور میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔(حاکم و مستدرک)

اسی طرح سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ معراج سے واپسی پر جب حضور علیہ السلام مقام ذی طوئی پر پہنچے تو آپ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا کہ میری قوم (واقعہ معراج کے متعلق) میری تصدیق نہیں کرے گی تو جبریل امین نے عرض کیا ابوبکر تو ضرور آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔

فقط جبریل نے کیا' خود نبی نے بلکہ خالق نے
صفت کی جن کی اجمل وہ عجب صدیق اکبر ہیں

سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر وہ ہیں کہ جن کا نام اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام اور جبریل امین علیہ السلام کی زبان پر صدیق رکھا ہے (مزید فرمایا کہ ابوبکر ہمارے آقا علیہ السلام کے نماز میں خلیفہ ہوئے اور حضور علیہ السلام نے انہیں ہمارے دین کیلئے پسند فرمایا اور ہم نے ان کو اپنی دنیا (خلافت) کیلئے بھی پسند کرلیا (حاکم و مستدرک)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ان اللہ انزل اسم ابی بکر من السماء الصدیق بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کا نام صدیق (لقب) آسمان سے اتارا۔

بہت سی آیتیں قرآن میں نازل ہوئیں دیکھو
کیا ہے ذکر حق نے جا بجا صدیق اکبر کا

رسول پاک نے دیکھا فلک پر عرش اعظم پر
خط قدرت سے لکھا نام تھا صدیق اکبر کا

کہا روح الامیں نے حاضر دربار شاہ ہوکر
صحابہ میں ہے عالی مرتبہ صدیق اکبر کا

احادیث نبی وارد ہیں ان کی شان میں صدہا
سمجھ لو اس سے کیا رتبہ ہوا صدیق اکبر کا

بیان کی خود رسول اللہ نے مدح و صفت ان کی
تو اب کیونکر نہ ہو رتبہ سوا صدیق اکبر کا

مہاجر سب' تمام انصار و اصحاب رسول اللہ
ادب ملحوظ رکھتے برملا صدیق اکبر کا

ہمیشہ جلوت و خلوت میں خود مولائے حیدر نے
بہت اخلاص سے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا

صداقت صدیق کا اعلان پہاڑ کی چوٹی پر

صحیح بخاری اور احتجاج طبرسی میں بروایت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ شریف میں حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے ساتھ جبل احد پر تشریف فرما ہوکر صداقت صدیق اور شہادت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کا اعلان فرمایا جب آپ پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو پہاڑ حرکت کرنے لگا جیسے زلزلہ آجاتا ہے (بلکہ اہل محبت تو فرماتے ہیں کہ پہاڑ نے سرکار کے قدوم میمنت لزوم کا بوسہ لیا اور وجد میں آکر ناچنے لگا۔ ادھر پہاڑ کو وجد آیا اور ادھر بریلی کے تاجدار کو وجد آگیا گویا قدم پہاڑ پر لگے تو ان کی ٹھنڈک بریلی کے تاجدار نے اپنے دل میں محسوس کی اور پھر آپ کے چہرے اور زلفوں کی تعریف میں نہیں بلکہ انہیں قدوم میمنت لزوم کی مبارک ایڑیوں کی شان میں پوری نعت لکھ دی جس کا ایک شعر چونکہ اس واقعہ سے متعلق ہے اس لئے لکھا جاتا ہے۔

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا مقام اللہ اکبر ایڑیاں

حضور علیہ السلام نے احد پہاڑ کے بارے میں ارشاد فرمایا: احد جبل یحبنا ونحبه اُحد پہاڑ (ہوکر بھی) ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم (محبوب خدا ہوکر) اس سے محبت کرتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ بعض پتھر کے بنے ہوئے پہاڑ بھی حضور علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں جس میں نہ جان ہے نہ روح ہے نہ دل' وارہ رے پہاڑ تیری خوش نصیبی' اور واہ رے (نام نہاد)

Scanned with CamScanner

مفسر ومحدث تیری بدبختی کہ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی صحیح بخاری میں بیسیوں مرتبہ حدیث پڑھ پڑھا کر تجھے محبت رسول نصیب نہ ہوسکی۔ کسی نے سچ کہا ہے۔

بے عشق محمد کے جو پڑھاتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری

پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر پہاڑ بھی حضور ﷺ سے محبت کرے تو ہمارے آقا بدلے میں اس سے محبت فرماتے ہیں هل جزآء الاحسان الا الاحسان تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ امتی (اشرف المخلوقات) حضور علیہ السلام سے محبت کرے تو آپ جواب میں اس کو اپنی محبت سے نہ نوازیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پہاڑ (کے دل) میں بھی حضور کی محبت ہو تو آپ کو پتہ چل جاتا ہے تو انسان کے دل میں ہو تب کیوں نہ پتہ چلے گا؟

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

یہ بھی پتہ چلا کہ ہمارے آقا کی محبت وہ ہے کہ جو پہاڑوں کا سینہ چیر کر بھی ان میں داخل ہو جاتی ہے اور

جس دل میں محمد کی محبت نہیں ہوتی
اس پر کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی
میرا یہ عقیدہ ہے کہ گر ذکر خدا میں
یہ نام نہ شامل ہو تو عبادت نہیں ہوتی

قصہ مختصر

حضور علیہ السلام نے احد پہاڑ کو اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے نوازا اور ساتھ فرمایا اثبت احد فانما علیك نبی و صدیق و شهیدان. انما کلمہ حصر ہے جس کا مطلب ہے اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر اس کے سوا اور ہے بھی کون (اور اے خوش نصیب احد تجھے اس کے سوا اور چاہیے بھی کیا کہ) تیرے اوپر ایک اللہ کا محبوب نبی ہے' ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں (سبحان اللہ

زمانہ جن کے قدموں کی جھلک دیکھنے کیلئے ترستا ہے احد ان قدموں کے بوسے لے کر وجد کر رہا ہے اور حضور ﷺ کے نام اقدس پر انگوٹھے چومنے والوں کو حضور علیہ السلام کے قدم چوم کر چومنے چومانے کے عقیدے کی سچائی کا اعلان کر رہا ہے اور جو دلائل سن کر بھی چومنے کو بدعت کہتے ہیں ان کے عقیدے کی خوب ٹھکائی کر رہا ہے اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ دیکھ لو! میں پہاڑ ہو کر محبوب خدا سے محبت کر کے ان کا محبوب بن گیا اور تم کلمہ پڑھ کر بھی سینے حب رسول سے خالی رکھنے کی وجہ سے مردود ہو گئے)۔

از محبت مردہ زندہ می شود
از محبت شاہ بندہ می شود

عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں
یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں

نار کو گلزار کر دیتا ہے عشق
دار کو دلدار کر دیتا ہے عشق

اور ہاں ہاں احد نے یہ بھی سمجھا دیا کہ جن دلوں میں حضور کی محبت ہوتی ہے پھر ان کے پاس

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

پھر ان کو دیدار رسول بھی ہو جاتا ہے اور آپ کے قدموں کے بوسے بھی نصیب ہو جاتے ہیں (اسی طرح کا ایک واقعہ جبل ثبیر پہ مکہ میں بھی پیش آیا اس کا ذکر بھی صحاح میں ہے)

الغرض! حضور علیہ السلام نے فرمایا احد! رک جا تیرے اوپر ایک اللہ کا نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کی صحابیت' عدالت' دیانت و شرافت کا اعلان تو حضور علیہ السلام نے زمین پر کیا اور ابوبکر صدیق کی صداقت کا اعلان ہمارے آقا نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر فرمایا

صدیق پر تھا حضور کا ایسا لطف تام
اصحاب میں سے چن کے انہیں کر دیا امام
ثابت ہوا کہ بس یہی تھے افضل انام
اس واسطے یہ کہتے ہیں سارے ہی خاص و عام
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

(اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی سال بعد میں ہونے والی عثمان و عمر کی شہادتیں حضور علیہ السلام نے کئی سال پہلے بتادیں۔ مگر بے خبر' بے خبر جانتے ہیں)

حضرت امام باقر (رحمۃ اللہ علیہ) کی گواہی

جناب عروہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر بن زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے مسئلہ پوچھا کہ کیا تلوار کی مٹھی (قبضہ) چاندی کی بنوائی جاسکتی ہے! تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں جائز ہے کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا ہو اور دلیل میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے تلوار کی مٹھی چاندی کی بنوائی ہوئی تھی۔ عروہ کہتا ہے (میں نے حیران ہو کر کہا کہ ایک تو آپ ابوبکر کو صدیق کہہ رہے ہیں اور دوسرا ان کے عمل سے دلیل پکڑ رہے ہیں کیا آپ کے نزدیک ابوبکر کا یہ مقام ہے کہ آپ بھی ان کو صدیق کہیں۔

فوثب وثبة و استقبل القبلة وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق	حضرت امام باقر یہ بات سن کر زمین سے اچھلے اور اپنا منہ قبلہ کی طرف کر کے فرمایا ہاں وہ صدیق ہیں' ہاں وہ صدیق ہیں' ہاں وہ صدیق ہیں۔
فمن لم یقل له الصدیق فلا صدق الله له فی الدنیا ولا فی الاخرة	جو شخص ابوبکر کو صدیق نہ کہے خدا اس کی دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے۔

اس روایت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

۱- حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا اور صدیق کا تمام امت سے افضل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ قواعد مقررہ منصوصہ قرآن سے ثابت ہے کہ انبیاء کے بعد مرتبہ صدیقین کا ہے اور صدیق تمام امت سے افضل ہوتا

ہے۔

۲- سائل کے سوال کا ہاں یا نہیں میں جواب دے دینا کافی تھا۔ مگر حضرت امام باقر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فعل کو دلیل بنا کر جواب دیا جس سے واضح ہوا کہ امام باقر رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسائل کا شرعی فیصلہ کرنے کیلئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول و عمل حجت وسند کی حیثیت رکھتا ہے۔

۳- حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ ان کے لقب صدیق کا بھی ذکر فرمایا حالانکہ صرف نام لینا بھی کافی تھا جس سے واضح ہوا کہ حضرت امام باقر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت و عقیدت تھی کہ آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب صدیق کے بغیر ان کا نام لینا گوارا ہی نہ ہوا۔

۴- جب امام باقر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر کو صدیق کہا تو سائل کو تعجب ہوا۔ اس نے امام سے سوال کیا کیا آپ بھی ابوبکر کو صدیق کہتے ہیں؟ اس پر امام کو اس قدر غصہ آیا کہ آپ اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور تین مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدیق ہونے کو بیان فرمایا نہ صرف یہ بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ جو ابوبکر کو صدیق نہ کہے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق نہیں کرے گا۔ (کشف الغمہ ص۲۲۰ احتجاج طبرسی)

خواجہ اوّل کہ اوّل یار بود
ثانی اثنین اذهما فی الغار بود
صدر دیں صدیق اعظم قطب حق
در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق

علامہ طبرسی آیۂ مبارکہ والذی جآء بالصدق و صدق به اولئك هم المتقون کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

الذی جاء بالصدق (رسول اللہ) و صدق به (ابو بکر)	حق و صداقت کو لانے والے سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے اور اس کی تصدیق کرنے والے سے ابوبکر مراد ہیں۔
(تفسیر مجمع البیان) ص۳۲ ج۲	

Scanned with CamScanner

حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرماتے ہیں۔

هما امامان عادلان قاسطان كانا على الحق وماتا على الحق فعليهما رحمة الله يوم القيمة

یہ دونوں امام ہیں عادل انصاف کرنے والے دونوں حق پر تھے۔ حق پر ہی ان کا انتقال ہوا۔ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما امام اور خلیفہ برحق تھے۔ وہ عادل اور منصف تھے۔ وہ حق پر تھے اور وفات تک حق پر رہے۔ وہ قیامت کے دن مستحق رحمت الٰہی ہیں۔ ظاہر ہے خلیفہ برحق وہی ہوسکتا ہے جو غاصب وخائن نہ ہو اور رحمت الٰہی کا مستحق بھی وہی ہوتا ہے جو ایمان وتقویٰ میں کامل ومکمل ہو۔ غرضیکہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ان تمام مطاعن کا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کئے جاتے ہیں قلع قمع ہوگیا۔

ہرچہ حق از بارگاہ کبریا ریخت در صدر شریعت مصطفیٰ
آں ہمہ در سینۂ صدیق ریخت لاجرم نابود از و تحقیق ریخت

حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

امام عسکری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا

جعلك منى بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن

بالیقین اللہ تعالیٰ نے تم کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے کیا ہے اور میرے ساتھ تم کو وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔

(تفسیر حسن عسکری مطبوعہ ایران ۱۶۴/۱۶۵ سورۂ بقرہ)

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے اس تفسیری نوٹ سے واضح ہوتا ہے کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ فنافی الرسول کے درجہ پر فائز تھے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ ان کو جو محبت وعقیدت تھی وہ یک جان ودو قالب کی حیثیت اختیار کرگئی تھی۔ اہل عشق ومحبت ہی حضور علیہ السلام کے مذکورہ

بالا کلمات طیبات کی عظمت کا احساس کرسکتے ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی "سمع وبصر" اور جان ودل قرار دے کر آپ کے افضل امت ہونے کی ایسی نشاندہی فرمائی ہے جس سے انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کا فیصلہ

امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے مکتوب بنام امیر معاویہ میں تحریر فرمایا:

وكان افضلهم فى الاسلام كما زعمت وانصحهم لله و لرسوله الخليفة الصديق وخليفة الخليفة الفاروق و لعمرى ان مكانهما فى الاسلام لعظيم وان المصاب بهما لجرح فى الاسلام شديد يرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا

(شرح نہج البلاغہ علامہ ابن میثم مطبوعہ ایران جز۳)

اور اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا خلیفہ صدیق ہیں اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق ہیں۔ مجھے اپنی جان کی قسم تحقیق ان دونوں کا مقام اسلام میں بڑا ہے اور بہ تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم لگا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان کو ان کے اچھے کاموں کا ثواب عطا فرمائے۔

شیعہ کتب کی عبارات اور ان پر تبصرہ

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لست منكر فضل ابى بكر ولست بمنكر فضل عمر ولكن ابوبكر افضل منه

میں ابوبکر وعمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکر عمر سے افضل ہیں۔

(احتجاج طبرسی ص۲۰۴)

حضرت علی سے ہے یہی وارد باجتہاد
ہر دو امام باقر و جعفر کا اس پہ صاد
سب اہل بیت کا یہی جازم تھا اعتقاد

Scanned with CamScanner

تاکید ان کی تھی کہ رکھو بس اسی کو یاد
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

تفسیر قمی مطبوعہ تہران ص ۱۵۸ زیر آیت ثانی اثنین اذھما فی الغار میں علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی تلمیذ حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

لما کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فی الغار قال لابی بکر کانی انظر الی سفینة جعفر و اصحابه تقوم فی البحر قال ابوبکر فارینهم فمسح علی عینیه فراهم فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم انت الصدیق

ترجمہ: جب رسول اکرم ﷺ غار میں تھے۔ آپ ﷺ نے ابوبکر ؓ سے کہا کہ میں حضرت جعفر طیار ؓ اور اس کے اصحاب کی کشتی کو سمندر میں کھڑا دیکھ رہا ہوں۔ اس پر حضرت ابوبکر ؓ نے کہا مجھے بھی دکھلایئے۔ پس آپ ﷺ نے اس کی آنکھوں کو ہاتھ سے چھوا تو اس نے بھی ان کا دیکھا۔ جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "تو صدیق ہے۔"

تبصرہ

اس غار کی ایک ہی نشست میں حق تعالیٰ اور خاتم الانبیاء ﷺ نے جناب ابوبکر ؓ کے خلوص باطن کی ایسی پرشباب اور تروتازہ بہار دکھائی ہے کہ جہاں ایک طرف دربار صمدیت سے گوناگوں خطابات کی بارش ہو رہی تھی وہاں دوسری طرف دربار رسالت نے بھی نبوت کے بعد صدیقیت کا اعلیٰ ترین خطاب آپ کو مرحمت فرمایا اس عطیہ خطاب کی بات ایسی بین اور واضح تھی کہ باوجود طبعی اہلیت نیش زنی کے اظہار حقیقت میں کسی کو زہر آگین اختراع سازی کی جرأت نہ ہو سکی۔ اسے کہا جاتا ہے "جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔" یہ خطاب گو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے صادر ہوا ہے مگر اس کی اطلاع حق تعالیٰ نے اپنے ملک الرسول یعنی جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے حضور ﷺ کی خدمت بابرکت میں پہنچائی تھی۔ جیسا کہ حضور ﷺ رسالت مآب نے فرمایا تھا کہ لا جرم ان اطلع اللّٰه علی قلبك و وجد ما

فیه موافقا لما جری علی لسانك (ترجمہ) تحقیق حق تعالیٰ نے تیرے دل پر اطلاع حاصل کی اور جو کچھ اس میں پایا وہ اس کے مطابق ہے جو تیری زبان پر جاری ہے۔" دل اور زبان کی اسی تطبیق کا نام تصدیق ہے اور اسی تصدیق کے عادی حامل کو صدیق کہا جاتا ہے۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

خدائی خطابات کی فہرست میں افضل ترین خطاب نبوت کا خطاب تھا لیکن خاتم النبیین ﷺ کی بعثت نے اس خطاب کے نفاذ کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے اور اب صرف صدیقیت کا خطاب بنی آدم کے مقتدر ترین افراد کا واحد نشان افتخار اور امتیاز ہے۔ صدیق اور شہید کے خطابات علی الدوام نافذ العمل ہیں۔ جو خوش نصیب برگزیدگان الٰہی کو قیامت تک دربار خداوندی سے مرحمت ہوتے رہیں گے۔ ان تینوں خطابات کا ذکر علی الترتیب تفسیر مجمع البیان کے شیعہ مفسر اعظم شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی اپنی شہرہ آفاق کتاب احتجاج کے صفحہ ۱۱۶ پر بزبان امیر المومنین حضرت علی ؓ بدیں الفاظ تحریر کرتے ہیں کنا معه علی جبل حرآء اذ تحرك الجبل فقال له قرفانه لیس علیك الا نبی و صدیق و شهید (ترجمہ) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ جبل حراء پر تھے۔ تو پہاڑ نے جنبش کی حضور ﷺ نے فرمایا "ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ) دوسرا صدیق (یعنی حضرت ابوبکر ؓ) اور تیسرا شہید (حضرت علی المرتضیٰ ؓ) بیٹھے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں بھی ان تینوں خطابات کا ذکر اسی ترتیب کے ساتھ پ ۵ سورۃ النساء ع ۹ میں اس طرح درج ہے۔ ومن یطع اللّٰه والرسول فاولئك مع الذین انعم اللّٰه علیهم من النبیین والصدیقین والشهدآء والصلحین وحسن اولئك رفیقا (ترجمہ) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت کرے گا۔ وہی اللہ تعالیٰ کے انعام یافتگان یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ رہے گا اور یہی برگزیدگان الٰہی بہتر رفیق اور دوست ہیں۔" حضرت صدیق اکبر ؓ کی افضلیت کے متعلق اور کونسی ایسی واضح دلیل ہوگی جس پر تم ایمان لاؤ گے۔ فبای حدیث بعده یومنون

گزرے ہیں جس قدر علماء پیشوائے دے
اہل کلام اور فقہا اور محدثین

سب کا یہی عقیدہ یہ مسلک ہے بالیقین
بالاتفاق ہے یہی بس قول مسلمیں
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

رجال کشی کی عبارت اوراس پر تبصرہ

چوتھی صدی ہجری کے شیعہ مجسین الرواۃ کے سرتاج ''صاحب رجال کشی'' ہیں۔ مذہب امامیہ کے اسماء الرجال کے متعلق آپ اپنی مستندترین اورقدیم ترین کتاب میں جناب صدیق اکبر ؓ کوخطاب صدیقیت سے سرفراز ہونے کے موقع پرفرماتے ہیں

عن بريدة الاسلمى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الجنة تشتاق الى ثلثة قال فجاء ابوبكر فقيل له يا ابا بكر انت الصديق وانت ثانى اثنين اذهما فى الغار فلو سالت رسول الله من هو لاء ثلثة (رجال كشى مطبوعه بمبئى صفحه ۲۰)

(ترجمہ) حضرت بریدہ اسلمی ؓ جو رسول مقبول ﷺ کے بزرگ ترین صحابہ ؓ میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضور سرور کائنات ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ جنت تین اشخاص کی مشتاق ہے۔اتنے میں جناب ابوبکر ؓ تشریف لائے تولوگوں نے ان کو کہا کہ اے ابوبکر ؓ توصدیق ہے اورتو دو میں کا دوسرا ہے جب دونوں غار جبل ثور میں (دشمنوں کے ستائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کرکے) پناہ گزین ہوئے۔آپ حضرت ﷺ سے پوچھیں وہ تین کون ہیں۔''

تبصرہ

صاحب رجال کشی اس قدر بلند مرتبہ ''مجسن الرواۃ'' ہیں کہ اگر ان کی وجیہہ شخصیت کو اسماء الرجال کے شیعہ مصنفین کی فہرست سے خارج کردیا جائے تومذہب امامیہ کی کم از کم نصف درجن کتب رجال کا مآخذ ''منہج المقال'' ''رجال نجاشی'' وغیرہم قطعاً بیکار ہوجائیں گی کیونکہ ان سب کتب رجال کا مآخذ صرف رجال کشی ہی ہے جیسا کہ ان کتابوں کے ایک ایک

صفحہ کے کئی کئی مقامات پر رجال کشی کی احسان مندی کا اعتراف موجود ہے (۴۱) پھر رجال کشی کی روایت زیر بحث کا واحد راوی حضرت بریدہ اسلمی ؓ علاوہ صحابی رسول ﷺ ہونے کے اس قدر مشہور، معتبر اور ثقہ ہیں کہ ان کی شہرت اور ثقاہت شک وشبہ کی دسترس سے کوسوں دور ہے جبھی تو صاحب رجال کشی ایسے دقیقہ رس، مجسس اور بالغ نظر محقق ان کی ثقاہت کے متعلق زہریلی تنقید کا ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے۔حالانکہ روایت مذکورہ جناب خلیفہ اوّل کی افضلیت علی الصحابہ کی بہترین اسناد میں شمار ہوتی ہے اور ایسی ثقہ شیعی کتاب میں اس کا وجود جناب علی المرتضیٰ کے مبینہ وصی کے دعوے کیلئے از حد مہلک ہے۔حضرت ابوبکر ؓ کی افضلیت علی الصحابہ کی نسبت ایسی مستند روایت کو دروغ وافتراء کی نیش زنی سے محفوظ رہنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ یہ سند قرآنی آیات کی طرح ناقابل جراحت ہے۔۳۔حضور ﷺ سرور کائنات کی محفل قدسی میں آپ ﷺ کے روبرو جناب صدیق ؓ کو بعض صحابہ ؓ کا یہ کہنا کہ چونکہ آپ ''صدیق'' اور ''ثانی اثنین'' کے خطابات عظیم سے مزین ہیں اس لئے آپ اورصرف آپ ہی اس عزت کے مستحق ہیں کہ آپ حضور اکرم ﷺ سے دریافت فرمائیں کہ ان تین اشخاص کے نام کیا ہیں جن کی جنت مشتاق ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جناب صدیق ؓ کو ''ثانی اثنین'' کہہ کر انہیں واحد رفیق غار موسوم فرمایا تھا اس لئے صرف آپ ہی راز دار نبوت سمجھے جاسکتے تھے لہٰذا اصحابہ کرام ؓ نے آپ ہی کو نام دریافت کرنے کا کام سپرد کیا تھا نیز چونکہ آپ بقول سیدنا حضرت حسن عسکری خدائے عزوجل کے فرمان کے مطابق صدیق تھے یعنی آپ کا دل اور آپ کی زبان دونوں ہمیشہ باہم متفق رہنے کے عادی تھے اور قولاً وفعلاً آپ تقیہ سے مطلقاً معرا تھے اس لئے بھی حضور ﷺ کے صحابہ کرام ؓ نے آپ ہی کو نام دریافت کرنے پر مامور کرنا قرین مصلحت سمجھا تھا۔

اگر مذہب امامیہ کے مقدم ترین نساب کی جستجو اور تفتیش کے بین اور واضح فتوے پر بھی کسی بداعتقاد کلمہ گو کو اعتبار نہ ہو تو لامحالہ ہمیں کہنا پڑے گا فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون (ترجمہ) ''ایسی واضح برہان کے ہوتے ہوئے اور کونسی ایسی برہان ہوگی جس پر ایمان لاؤ گے۔'' (الحامد لرفیق الغار علی لسان الاغیار از شیخ حسن الدین سہروردی)

امت میں جس قدر بھی ہوئے اہل اصطفا
ابدال و قطب و غوث سب احزاب اولیاء
تھے جتنے تابعین اور اصحاب مصطفیٰ
سب نے یہ صاف اپنا عقیدہ سنا دیا
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

عرش معلیٰ پر صدیق اکبر کا نام

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: رأیت لیلة اسری بی مکتوبا حول العرش فی فریدة خضراء بقلم نور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ و ابوبکر ن الصدیق (ریاض النضرہ ص ۱۴۸ ج ۱)

معراج کی رات میں نے عرش معلیٰ کے گرد سبز فریدہ میں نور کے قلم سے کلمہ طیبہ کے ساتھ ابوبکر صدیق کا نام لکھا ہوا پایا اور صرف نام ہی نہیں بلکہ فنا فی الرسول کے تقاضے کے عین مطابق قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیها مکتوبا اسمی محمد رسول اللہ وابی بکرن الصدیق خلفی (الصواعق المحرقہ ص ۷۳، ریاض النضرہ ص ۱۴۸ ج ۱)

ان روایات کی اسناد ضعیف ہونے کے باوجود منتخب کنز العمال میں ہے تر تقی بمجموعها الی درجة الحسن تمام اسناد کے مجموعہ نے ان کو درجہ حسن تک پہنچا دیا ہے۔ (ص ۳۴۳ ج ۳)

ابوبکر کو خدا نے مبارک دی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صنع النبی صلی اللہ علیه وسلم طعاما ودعا اصحابه فاطعمهم لقمة وطعم ابابکر ثلاثة لقم

حضور علیہ السلام نے کھانا تیار فرمایا اور اپنے صحابہ کرام کو بلایا تو سب کو ایک ایک لقمہ ملا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تین لقمے ملے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور

علیہ السلام سے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب ابوبکر نے پہلا لقمہ کھایا قال له جبریل علیه السلام هنیئا لك یا عتیق اے عتیق! تجھے مبارک ہو۔ دوسرے لقمے پر حضرت میکائیل علیہ السلام نے مبارک دی اور جب آپ نے تیسرا لقمہ تناول کیا قال له رب العزة هنیئا لك یا صدیق یعنی خود خدا نے فرمایا اے صدیق! تجھے مبارک ہو۔ (الحاوی للفتاوی للسیوطی ص ۴۳ ج ۲)

شان ابوبکر صدیق میں اس طرح کے مزید ایمان افروز واقعات الحاوی للفتاوی میں دیکھے جا سکتے ہیں جن سے یہ عقیدہ با آسانی سمجھ میں آ جائے گا۔

قرآن اور حدیث کا بھی ہے یہ ماحصل
اجماع مسلمین نے یہ عقدہ کیا ہے حل
اجمل یہی عقیدہ حقہ ہے بے خلل
منکر سے کہہ دے یہ نہیں انکار کا محل
صدیق ہی تھے بعد نبی افضل البشر

زمانہ جاہلیت میں بھی شرافت وطہارت کا پیکر

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زمانہ قبل از اسلام میں نہ صرف بہت بڑے تاجر بلکہ اپنی قوم میں رئیس اعظم اور مروت واحسان کے علمبردار بھی تھے اور قریش کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے جو کہ بہت بڑا عہدہ تھا کیونکہ عرب میں کوئی بادشاہ تو تھا نہیں تمام امور ایک کمیٹی کے متعلق تھے جس کے دس ممبر تھے۔ کوئی جنگ کا کوئی مالیات کا اور کوئی کسی اور کام کا اور ہر ممبر اپنے محکمہ کی ولایت عامہ اور اختیار کامل رکھتا تھا۔ معاملہ فہمی اور دانائی میں آپ کی خاص شہرت تھی اسلام کے بعد سب باتوں سے دل اچک گیا زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کا چال چلن نہایت پاکیزہ اور افعال متین وشائستہ تھے۔ ابن عساکر نے ابوالعالیہ ریاحی سے نقل کیا ہے کہ مجمع اصحاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب پی ہے تو فرمایا:

فقال اعوذ باللہ فقیل ولم قال کنت   خدا کی پناہ احباب نے کہا یہ کیوں کہا ہے؟

اصون عرضي واحفظ مروتي فان من شرب الخمر كان مضيعاً في عرضه ومروته قال فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم قال صدق ابوبكر صدق ابوبكر مرتين (تاریخ الخلفاء)

فرمایا: میں اپنی مروت وآبرو کی حفاظت کرتا تھا اور شراب پینے والے کی عزت وآبرو برباد ہو جاتی ہے یہ خبر سرکار دوعالم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے دو مرتبہ فرمایا ابوبکر نے سچ کہا سچ کہا۔

قبول اسلام کا واقعہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ یوں ہے کہ آپ ملک شام میں تجارت کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے تو آپ نے وہاں ایک خواب دیکھا تھا چنانچہ جب آپ دولت اسلام سے مشرف ہونے لگے تو حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کی دلیل طلب کی، پورا واقعہ اصل عبارت کے ساتھ اس طرح ہے کہ

كان تاجرا بالشام فراى رؤيا نقصها على بحيرة الراهب فقال له بحيرة ممن انت قال من مكة قال من اى قبيلة قال من قريش قال ان صدق الله روياك فانه بعث الله نبيا من قومك تكون وزيره في حياته وخليفة بعد وفاته فا سرها ابوبكر في نفسه فلما بعث النبي صلى الله عليه وسلم جاء ابوبكر رضي الله تعالىٰ عنه فقال يا محمد (صلى الله عليه وسلم) ما الدليل على ماتدعي

حضرت صدیق اکبر تجارت کے سلسلہ میں ملک شام میں تشریف فرما تھے وہاں پر آپ نے ایک خواب دیکھا تو اس کی تعبیر کیلئے ایک راہب کے پاس جا کر خواب سنایا۔ راہب نے کہا آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا ابوبکر اس نے کہا آپ کون سے قبیلہ سے اور کہاں کے رہنے والے ہیں اور کیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں مکہ کا رہنے والا اور بنی ہاشم (قریش) کے خاندان سے ہوں اور تجارت کا کام کرتا ہوں۔ راہب نے کہا تو سن لیجئے مکہ اور قبیلہ بنی ہاشم سے نبی آخر الزماں ﷺ کا ظہور ہو گا۔ اے ابوبکر تم اس کے دین میں داخل ہو گے اور ان کے پہلے وزیر ہو گے اور ان کے وصال کے بعد خلیفہ اوّل بھی تم ہی ہو گے۔ پس ابوبکر متاثر

قال الرؤيا التي رايت بالشام فقبله بين عينيه وقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله

ہوئے جب مکہ میں آئے تو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے اے محمد ﷺ آپ جو دعویٰ کر رہے ہیں اس کی آپ کے پاس کون سی دلیل ہے تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کیا وہ دلیل کافی نہیں ہے؟ جو تم ملک شام میں دیکھ چکے ہو تو فوراً ابوبکر نے پڑھا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبدهٗ و رسولهٗ

(زرقانی علی المواهب ص۲۳۹ ج۱، ریاض النضرہ ص۸۵ ج۱، نزہۃ المجالس ج۲ ص۳۵۴ ج۲ ص۱۵۲)

بحیرا اور دیگر راہبوں نے ان کو پہچانا
کہ ان کے پاس پورا حال تھا صدیق اکبر کا

کیا کرتے تھے جب تعظیم ان کی خود رسول اللہ
فزوں کیونکر نہ ہو اب مرتبہ صدیق اکبر کا

بیان کی خود رسول اللہ نے مدح وصفت ان کی
تو اب کیونکر نہ ہو رتبہ سوا صدیق اکبر کا

امام باقر و جعفر نے اپنی مجلس میں
ہمیشہ ذکر والا ہی کیا صدیق اکبر کا

تمامی اہل بیت اور خاندان آل اطہر کا
جوان و پیر گرویدہ رہا صدیق اکبر کا

گروہ تابعین نے اور سارے ہی آئمہ نے
کتابوں میں بہت رتبہ لکھا صدیق اکبر کا

سبھی غوث وقطب ابدال امت کی زبانوں پر
وظیفہ کی طرح یہ نام تھا صدیق اکبر کا

یہی کہتے رہے اجمل مسلماں ہر زمانے میں
فزوں رتبہ ہے بعد از انبیاء صدیق اکبر کا

قرآنی آیات حضرت ابوبکر صدیق کی شان میں

(مختلف تفاسیر کے حوالے سے آیہ غار جس کی تفصیل کچھ گذرا اور کچھ ان شاء اللہ آگے علیحدہ عنوان سے آئے گی) کے علاوہ مندرجہ ذیل قرآنی آیات حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے حق میں نازل ہوئیں۔

۱- والذین امنوا باللہ ورسولہ اولٰئک ھم الصدقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (الحدید:19)

اور جولوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اپنے رب کے ہاں وہی سچے اور گواہ ہیں (یعنی حق وصداقت کے علمبردار اور پاسبان) ان کیلئے خصوصی اجر اور نور ہوگا۔

۲-وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہٗ یتزکّٰی وما لاحدٍ عندہٗ من نعمۃٍ تجزیٰ الا ابتغاء وجہ ربہِ الاعلیٰ ولسوف یرضیٰ (الیل:۱۷تا۲۱)

اور اس (دوزخ) سے بڑے پرہیزگار کو دور ہی رکھا جائے گا (یعنی اس کو دوزخ سے کیا کام؟ اس کو دوزخ کی ہوا بھی نہ لگے گی کیونکہ) وہ اپنا مال (نام ونمود کیلئے نہیں بلکہ سیرت وآخرت کو سنوانے اور) تزکیہ نفس کیلئے خرچ کرتا ہے اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کو اتارنے کیلئے وہ خرچ کرے بلکہ محض اپنے رب کی رضا کیلئے اور (اللہ کا وعدہ حق ہے کہ) وہ عنقریب خوش ہو جائے گا۔ (اور خوش ہو کر وہ عطا کرے گا جس سے وہ اتقی بڑا پرہیزگار ابوبکر صدیق بھی خوش ہو جائے گا۔)

مفسرین کرام (اہل سنت) نے تو مذکورہ آیات طیبات کو حضرت صدیق اکبر ؓ کی شان میں مانا ہی ہے جبکہ اہل تشیع کے علامہ طبرسی نے مجمع البیان ص ۵۷ ج ۲ یہ بھی تسلیم کیا ہے اور یوں

لکھا ہے عن الزبیر قال الایۃ نزلت فی حق ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن میسرہ وغیرھم واعتقھم کہ مذکورہ آیت الذی یؤتی مالہٗ یتزکی حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی جب وہ اسلام قبول کرنے والے غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے جیسے حضرت بلال اور عامر بن میسرہ وغیرہ۔

صدیق کی صداقت سے چمن میں پھول بنتے ہیں
انہی کے نقش قدم سے اصول بنتے ہیں
تو مجھ سے قصر صداقت کی منزلت مت پوچھ
انہی کے گھر سے تو دولہا رسول بنتے ہیں

جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضرت بلال ؓ کو بھاری قیمت سے خرید کر آزاد کیا تو لوگ سمجھے کہ شاید بلال کا کوئی ابوبکر پہ احسان ہوگا، جس کا بدلہ ابوبکر نے چکایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے صدیق کے بارے میں اتنی بات بھی برداشت نہ فرمائی اور قرآن پاک کی مذکورہ آیات نازل فرما کر لوگوں کے اس خیال کی زبردست طریقے سے تردید فرمائی اور ساتھ شان صدیق بھی بیان کردی کہ آپ کو اتقی قرار دیا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار اور دوسری جگہ ان اکرمکم عنداللہ اتقکم فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا اتقی ہی ہے لہٰذا ابوبکر ملنگ کے ہاں نہ سہی اللہ کے ہاں تو سب سے بڑھ کر عزت والے ہیں۔

نبی پر جس نے مال وزر لٹایا جان بھی دے دی
محبت میں وہ سچے منتخب صدیق اکبر تھے
ہمیشہ دین کے ہر کام میں ہر ایک موقع پر
لوجہ اللہ جو دیتے بے طلب صدیق اکبر تھے
بلال اور چھ مسلماں کافروں کے ظلم سہتے تھے
تو ان سب کی رہائی کے سبب صدیق اکبر تھے

حضرت بلال حبشی ؓ کی خریداری

مولانا روم فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں

Scanned with CamScanner

حضرت بلال پر ہونے والے امیہ بن خلف کے ظلم وستم بیان کیے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا! اے ابوبکر بلال کو خرید کر آزاد کر دیا جائے اور قیمت ادا کرتے ہوئے مجھے اطلاع کرتا تا کہ میں بھی اس میں حصہ ڈالوں' مگر ابوبکر صدیق نے اکیلے ہی بلال کو خرید کر آزاد کر دیا اور جب حضور علیہ السلام کو بتایا تو حضور علیہ السلام کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو چھلک پڑے اور آپ نے فرمایا! اے ابوبکر میرا حصہ کیوں نہیں ڈلوایا تو حضرت ابوبکر نے رو کر عرض کیا۔

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ایں بر روئے تو

اے آقا! اگر بلال آپ کا غلام ہے تو میں بھی تو آپ ہی کا غلام ہوں اور غلام کا سب کچھ آقا ہی کا ہوتا ہے۔

اور جب صدیق اکبر نے اپنی اس قربانی کی یہ عظیم قیمت دیکھی کہ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں اے ابوبکر! تجھے مبارک ہو کہ تیرا مال اللہ اور اس کے رسول کے کام آ گیا ہے۔ تو تڑپ کر عرض کیا۔

ہمارے چند دادم جاں خریدم
بحمداللہ عجب ارزاں خریدم

چند سکوں کے بدلے ایک جان خریدی ہے (اور اس کی اتنی جزا اللہ اکبر) کس قدر سستا سودا ہے۔

غزوۂ تبوک کے موقع پہ گھر کا سارا مال لے آئے

اسی طرح جب غزوۂ تبوک کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروق نے ارادہ کیا کہ ابوبکر ہر بار ہم سے نمبر لے جاتے ہیں۔ اب کی بار (چونکہ مال میں وسعت ہے لہٰذا) میں ضرور آگے بڑھوں گا۔ چنانچہ اپنا آدھا مال (جو ڈھیروں تھا) لیکر حاضر بارگاہِ رسالت ہو گئے اور بعد میں صدیق اکبر کو دیکھا تو پورا مال ہی حضور کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ ٹاٹ کا لباس ہے' کانٹوں کے بٹن ہیں اور صدیق آ رہے ہیں' جب حضور نے پوچھا ما ابقیت لاھلک؛ اے ابوبکر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فقال ابقیت لھم اللہ ورسولہ گھر والوں کیلئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ

آیا ہوں۔ (کیونکہ اس وقت ابھی یہ عقیدہ ایجاد نہیں ہوا تھا کہ اللہ کے ساتھ رسول کا نام لیا جائے تو شرک ہو جاتا ہے) اور عرض کیا ھل انا ومالی لک یارسول اللہ اے میرے آقا میں اور میرا مال سب کچھ آپ ہی کا تو ہے۔ (ترمذی ابوداؤد)

بعض روایات میں ہے کہ دیواروں پر ہاتھ پھیر کر سوئی تک حضور کی بارگاہ میں پیش کر دی اور بعض جگہ اس طرح بھی ہے کہ اس دن جبرئیل علیہ السلام صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی ابوبکر کی طرح ٹاٹ ہی کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جب حضور علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا تو حیران ہو کر اس کا سبب پوچھا' تو جبرئیل نے عرض کیا' نگاہ اٹھا کر دیکھئے آسمان کے سارے فرشتوں نے بھی آج آپ کے یار غار والا لباس پہنا ہوا ہے۔ ان تخلل فی السماء لتخلل ابی بکر فی الارض (صواعق محرقہ ص ۷۵) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدیق سے پوچھیے کہ وہ اس حال میں اپنے رب سے راضی ہے جب ابوبکر سے حضور علیہ السلام نے پوچھا تو وہ خوشی سے رونے لگے اور جھوم کر تین بار عرض کیا انا عن ربی راض' انا عن ربی راض' انا عن ربی راض میں اپنے رب سے راضی ہوں' راضی ہوں' راضی ہوں اور اگر میرا رب مجھ سے اس حال میں راضی ہے تو میں ساری زندگی اسی حالت میں ہی رہوں گا۔ شاید اسی لیے آپ نے بوقت وصال وصیت فرمائی تھی کہ مجھے اس پرانے لباس کا کفن دے کر دفن کر دینا کیونکہ زندہ لوگ نئے لباس کے زیادہ ضرورت مند اور حق دار ہیں۔ اب یہی عشق ومحبت میں ڈوبا ہوا واقعہ ترجمان حقیقت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال کی زبان سے سنیے اور عظمت صدیق پہ قربان ہو جایئے۔

اک دن رسول پاک نے اصحاب سے کہا — دیں مال راہ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرط طرب سے عمر اٹھے — اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے صدیق سے ضرور — بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسول امیں کے پاس — ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرور عالم نے اے عمر! — اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار!
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟ — مسلم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند وزن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا — جس سے بنائے عشق ومحبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت — ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین ودرہم ودینار ورخت وجنس — اسپ قمر سم وشتر وقاطر وحمار
بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی — کہنے لگا وہ عشق ومحبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدۂ مہ وانجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس!

صدیق اکبر کے احسانات

سرکارِ مدینہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مانفعنی مال احد قط مانفعنی مال ابی بکر ۔(ترمذی)

مجھے جتنا ابوبکر صدیق کے مال نے فائدہ پہنچایا اتنا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: مالا حد عندنا یدالا وقد کا فینا ماخلا ابابکر فان له عندنا یدیکافئه الله یوم القیمة (ترمذی، مشکوۃ) ہم نے ہر ایک کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے صرف ابوبکر ہیں کہ جن کے احسانات کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ چکائے گا۔

حدیث شریف میں ہے ان من امن الناس علی فی صحبته و ماله ابوبکر (مشکوۃ ص۵۵۴) اپنی صحبت اور مال کے ساتھ میرے ساتھ سب سے زیادہ احسان وتعاون کرنے والے ابوبکر ہیں۔

دنیا میں تین چیزیں ہی سب سے پیاری سمجھی جاتی ہیں جان، مال اور اولاد۔ حضرت ابوبکر نے غار میں سانپ کے منہ کے آگے اپنی ایڑھی رکھ کر جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ اپنی لخت جگر حضور علیہ السلام کے نکاح میں دیکر اولاد حضور علیہ السلام کے صدقے کر دی اور اپنا مال حضور علیہ السلام کے اشاروں پر لٹا کے بتا دیا کہ

سر کٹے کنبہ مرے اور گھر لٹے
دامن احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دو بندوں کو ہی راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے ولسوف یعطیك ربك فترضٰی کہہ کر اپنے نبی کے ساتھ اور ولسوف یرضٰی کہہ کر اپنے صدیق سے

آیت نمبر ۳

الذین ینفقون اموالهم باللیل والنهار سرا وعلانیة فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون

اور وہ جو مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں اور چھپے اور ظاہر ان کیلئے ثواب ہے ان کے ربّ کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کچھ غم (البقرہ:۲۷۴)

تفاسیر میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دس ہزار اشرفیاں دن کے وقت دس ہزار رات کے وقت دس ہزار صبح اور دس ہزار شام (کل چالیس ہزار اشرفیاں یا دینار) خرچ کیے تا کہ اس آیت پر پوری طرح عمل ہو جائے۔

یار کے نام پہ مرنے والا — سب کچھ صدقے کرنے والا
منزل عشق و صدق کا رہبر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نبیوں کے بعد ہے سب سے بہتر — رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آیت نمبر ۴

لقد سمع الله قول الذین قالوا ان الله فقیر ونحن اغنیاء سنکتب ماقالوا وقتلهم الانبیا بغیر حق و نقول ذوقوا عذاب الحریق

بے شک اللہ نے سنا جنہوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی اور انبیاء (علیہم السلام) کو ان کا ناحق شہید کرنا اور ہم فرمائیں گے چکھو آگ کا عذاب۔ (آل عمران ۱۸۱)

اس آیت کا شان نزول یہ واقعہ ہے کہ جب کسی قوم کے سردار نے کہا ان الله فقیر و نحن اغنیاء کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں اس لیے وہ ہم سے زکوٰۃ مانگتا ہے (نعوذ باللہ) تو حضرت ابوبکر صدیق نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور مقدمہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش

Scanned with CamScanner

ہوا او مدعی نے اپنا جرم نہ بتایا بلکہ اس کو چھپایا اور ابوبکر صدیق کا تھپڑ بار بار دہرایا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے یارِ غار کے حق میں گواہی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: لقد سمع اللہ قول الذین..........۔

جو سب سے پہلے مردوں میں بلا غور تامّل کے
مسلماں ہو گئے وہ خوش لقب صدیق اکبر تھے
سفر میں اور حضر میں ساتھ آقا کے جو رہتے تھے
وہ خدمتگار مخلص باادب صدیق اکبر تھے
خدا نے مصطفیٰ ﷺ نے جب انہیں صدیق فرمایا
تو صدیقین میں بھی منتخب صدیق اکبر تھے
نہ کیوں ان میں نظر آتے نبی کے خلق کے جلوے
کہ اوّل نائب شاہِ عرب صدیق اکبر تھے

آیت نمبر ۵

والذی جآء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون لهم ما یشآء ون عند ربهم ذالك جزآء المحسنین لیکفر اللہ عنهم اسوا الذی عملوا ویجزیهم اجرهم باحسن الذی كانوا یعملون (الزمر: ۳۳تا۳۵)

اور وہ جو (یعنی نبی ﷺ) سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی لوگ متقی (پرہیزگار) ہیں ان کیلئے جو وہ چاہیں اپنے ربّ کے پاس، نیکوکاروں کیلئے یہی اجر ہے تاکہ اللہ اتار دے ان سے برا کام جو انہوں نے کیا اور انہیں ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر جو وہ کرتے ہیں۔

ان آیات کے تحت تو اہل تشیع کی مشہور تفاسیر بالخصوص تفسیر قمی میں لکھا ہے کہ وصدق به سے مراد ابوبکر صدیق ہیں۔

آیت نمبر ۶

ادخلوها بسلم امنین ونزعنا ما فی صدورهم من غل اخوانا علی

سرر متقابلین لایسهم فیها نصب وماهم منها بمخرجین
(الحجر: ۴۸)

(پرہیزگاروں کو کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ اس (جنت) میں امن وسلامتی کے ساتھ، ہم نے ان کے سینوں سے کینے نکال باہر کئے (جس سے وہ آپس میں) بھائی بھائی ہو کر (جنت کے) تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہیں نہ تو وہاں کوئی تکلیف ہوگی اور نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئیں اور کینہ سے مراد دورِ جاہلیت کا کینہ ہے جو بنو تیم، بنو عدی اور بنو ہاشم کے قبیلوں میں تھا مزید فرمایا کہ اسلام کی برکت سے کینے ختم ہوئے اور محبتیں پیدا ہو گئیں۔ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر بیمار ہوئے، کمر میں تکلیف ہوئی تو حضرت علی المرتضیٰ کپڑے یا روئی کی گدی بنا کر لائے اور خود بہ نفسِ نفیس اپنے ہاتھوں سے ابوبکر کی کمر کو سینکتے (گرمائش پہنچاتے رہے یعنی ٹکور کرتے) رہے تب یہ آیات نازل ہوئیں۔

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدیق کا ایقان کا، اسلام کا، ایمان کا

آیت نمبر ۷

اہل ایمان کو عین حالت نماز میں یہ دعا کرنے کا حکم دیا گیا۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم پھر القران یفسر بعضه بعضا کے مطابق خود ہی انعام یافتہ لوگوں کا ذکر سورۂ نساء میں یوں فرمایا گیا انعم اللہ علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین اس آیت کے تحت تفاسیر میں اس طرح لکھا ہے مثلاً معالم التنزیل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فانا احب النبی صلی اللہ علیه وسلم و ابابکر و عمر وارجوا ان اکون معهم بحبی ایاهم وان لم اعمل باعمالهم پس میں حضور علیہ السلام، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور اللہ کی رحمت سے امیدوار ہوں کہ میں ان کے ساتھ اٹھوں گا اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ (ابن کثیر ص ۵۲۳، معالم

Scanned with CamScanner

التزیل مع خازن ۲۶۴ ج ۱) صاحب کشاف نے اس طرح تفسیر کی ہے۔

الصدیقون افاضل صحابة الانبیاء الذین تقدموا فی تصدیقهم کابی بکرن الصدیق (ص ۵۴۰ ج ۱)

صدیقین سے انبیاء کرام کے وہ عظیم الشان صحابہ مراد ہیں جنہوں نے سب سے پہلے نبیوں کی تصدیق کی جیسے (اس امت میں) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اور تفسیر خازن میں علامہ علاؤالدین علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

والصدیقین الصدیق الکثیر الصدق فعیل من الصدق والصدقون هم اتباع الرسل الذین اتبعوهم علی منها جهم بعدهم حتی الحقوابهم وقیل الصدیق هو الذی صدق بکل الذین حتی لا یخالطه فی شك والمراد بالصدیق فی هذه الایت افاضل اصحاب رسول صلی الله علیه وآله وسلم کا بی بکر فانه هو الذی سمی بالصدیق من هذه الامت وهو افضل اتباع الرسل وقیل المراد بالنبیین ههنا محمد صلی الله علیه واله وسلم و بالصدیقین ابوبکر والشهدآء عمر و عثمان و علی رضی الله عنهم

(تفسیر خازن جلد اوّل ص ۲۶۴)

"والصدیقین" "صدیق بہت زیادہ سچ بولنے والا کثیر الصدق اور "الصدیقون" وہ جو رسولوں کی اتباع کرنے والے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو ان انبیاء کے بعد ان کے منہاج پر ان کی اتباع کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے ساتھ مل جاتے رہے۔ اور فرمایا "الصدیق" تمام دین میں سچائی ہے یہاں تک کہ اس میں شک و ریب خلط ملط نہ ہو سکے اور اس آیت میں صدیقین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افاضل صحابہ کرام جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پس ان کا نام ہی اس امت میں صدیق اور وہ اتباع رسل میں افضل ہیں۔

اور کہا گیا "النبیین" سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور "الصدیقین" سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور "الشہداء" سے مراد حضرت عمر و عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

صدق ان کو ملا، عدل ان کو ملا
وہ غنی ہو گئے، یہ علی ہو گئے

آیت نمبر ۸

فان الله یضل من یشاء ویهدی من یشا (فاطر : ۸)

پس بے شک اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو پسند فرمالے۔

اس آیت کی تفسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ویهدی من یشآء من کان اهلا لذلك یعنی ابابکر واصحابه

(تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس، در منثور ص ۲۹۸ ج ۳ تفسیر کبیر)

جن کو اللہ نے پسند فرمایا اور انہیں ہدایت عطا فرمائی وہ ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھی ہیں۔

اس طرح ہدایت والی کئی آیات مبارکہ مثلاً ومن یهدی الله فماله من مضل (الزمر) جسے اللہ ہدایت عطا فرما دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

ولکن الله یهدی من یشاء (القصص:۵۶) اور اللہ ہی ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور اس طرح کی دیگر آیات میں حضرت ابوبکر صدیق کی عظمت و شان کا تذکرہ فرمایا گیا (دیکھیے تفسیر ابن عباس) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں افمن زین له سوء عمله جس کے برے کام اس کو اچھے لگے سے مراد ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں اور ویهدی من یشاء سے مراد ابوبکر اور ان کے ساتھی ہیں۔

وہ سخاوت کا ابر گہر بار — وہ ہے یعسوب ملتِ مختار
جس نے آواز دوست سنتے ہی — بے تأمل لٹا دیا گھر بار
وہ جلال و جمال کی تصویر — نبی کے عشق کا شاہ کار
وہ کہ خیرالبریہ بعد نبی — ثانیٔ حوض و قبر و بدر و غار
وہ اسیران بدر کا شافع — صاحب الوحی کا مشیر و مشار

Scanned with CamScanner

سب سے پہلا خلیفۂ ارشد خواجۂ خواجگاں باستقرار
معرفت میں کتاب و سنت کی ہے وہ ایک بحرِ ذاخر و زخار
ہے بیان اس کی افضلیت کا ایک امر ضروری الاظہار
وعلیہ السلام والاکرام ابداً صبح و شام، لیل و نہار

آیت نمبر ۹

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین

(التوبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کونوا مع الصادقین" کا مطلب ہے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو جاؤ۔ (روح المعانی ص۴۵ ج۶، درمنثور ص۲۹ ج۳ تفسیر کبیر)

اور تفسیر ابن عباس میں ہے مع ابی بکر و عمر واصحابھما فی الحلوس والخروج یعنی ابوبکر، عمر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہو جاؤ، حالت اقامت اور جہاد میں۔

(ص۶۲)

خازن و معالم میں ہے کہ ثقیفہ بنی ساعدہ میں یہی آیت پڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار صحابہ کرام کو بیعت پہ قائل فرمایا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مہاجرین صحابہ کرام کو براہ راست قرآن پاک میں "صادقین" فرمایا گیا ہے چنانچہ سورۂ حشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا و ینصرون اللہ و رسولہ اولئک ھم الصادقون

(آیت نمبر ۸)

جو فقراء مہاجرین (صحابہ کرام) اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کی رضا کو چاہنے والے اور اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں وہی (صادقون) سچے ہیں۔

آیت نمبر ۱۰

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہٗ علیہ وایدہ بجنودلم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ فی العلیا

(التوبۃ)

اگر تم (رسول) کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا (ہجرت کرنی پڑی) صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے کہتے تھے غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھیں اور اللہ ہی کا بول بالا ہے۔

سورہ توبہ کی یہ آیات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متعدد ایسی فضیلتوں اور عظمتوں کی آئینہ دار ہیں جن میں کسی ابہام وتشکیک کی گنجائش نہیں ہے اور یہ فضیلتیں اس نوع کی ہیں جو صرف اور صرف آپ کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔ دیگر صحابہ بھی ان فضائل خصوصی میں آپ کے سہیم و شریک نہیں ہیں۔ ۱۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ثانی اثنین اور لصاحبہ (صاحب نبی) ہونے کے معزز و مکرم اعزازات سے نوازا ہے ظاہر ہے۔ اس منصب رفیع کی حامل وہی شخصیت ہو سکتی ہے جو حضور نبی کریم کی مخلص جاں نثار ہونے کے ساتھ ساتھ کامل الایمان بھی ہو۔ رسول کی نیابت وخلافت بلافصل کا سب سے زیادہ حقدار بھی ہو اور نیابت رسول کی ذمہ داریوں کو سب سے زیادہ ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور رسول کے علم وحکمت کا جامع بھی ہو...... لصاحبہ سے یہ واضح ہوا کہ حضرت صدیق اکبر کا صاحب رسول ہونا قرآن سے ثابت ہے اور حضرت صدیق کے صاحب (صحابی) رسول ہونے سے انکار کرنا قرآن سے انکار ہے۔

اسی لئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ مجلس صحابہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ:

ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا صلوٰۃ — ابوبکر نے تم سے زیادہ نماز و روزہ ادا کرنے

ولکن لشیء وقر فی قلبه — میں فوقیت حاصل نہیں کی بلکہ ان کی فوقیت کی وہ شے ہے جوان کے دل میں ڈالی گئی ہے۔
(مجالس المومنین مجلس سوم ص ۷۹)

اور خود حضور اقدس ﷺ نے بھی حضرت صدیق کے صاحب رسول ہونے کے اعزاز کے متعلق ان الفاظ سے وضاحت فرمائی ہے کہ اے صدیق تمہیں اللہ تعالیٰ نے بمنزلہ میرے سمع وبصر کے کیا ہے اور میرے ساتھ تم کو وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہوتی ہے۔ (تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۳۱)

اب غور کیجئے کہ جس ہستی کو حضور کی ذات اقدس سے ایسی بے مثل و بے مثال نسبت حاصل ہو اور جو بمنزلہ حضور علیہ السلام کے سمع و بصر کے ہو۔ وہ انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل و برتر نہ ہوگا تو اور کون ہوگا؟

(۲) لاتحزن ان اللہ معنا کے الفاظ سے واضح ہے کہ غار ثور میں جو معیت ایزدی اللہ تعالیٰ کا قرب خاص، اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم حضور اقدس کے شامل حال تھا حضور علیہ السلام کے صدقہ و وسیلہ سے حضرت صدیق اکبر کو بھی یہ ہی معیت ایزدی حاصل تھی۔ اسی لئے معی کی جگہ معنا فرمایا گیا اور قرآن نے تصریح کی ہے کہ معیت ایزدی اللہ تعالیٰ کے محسن اور متقی بندوں کو نصیب ہوتی ہے ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اور قرآن نے اس امر کی بھی نشاندہی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر وثواب کو ضائع نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر متقی بھی ہیں اور محسن بھی۔ معیت رسول بھی انہیں حاصل ہوئی اور معیت ایزدی بھی اور یہ سب فضیلتیں اور عظمتیں انہیں حضور اقدس ﷺ کی سچی خدمت گزاری، وفادار ساتھی ہونے کے صلہ میں ملیں کیونکہ اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر وثواب کو ضائع نہیں فرماتا۔

(۳) فانزل اللہ سکینتہ علیہ پھر اللہ تعالیٰ نے غار ثور میں حضور کی معیت کے صلہ میں حضرت صدیق اکبر پر سکینہ (حق وصداقت پر قائم رہنے کی خصوصی اور خاص رحمت) نازل فرمائی اور سکینہ انہیں پر نازل ہوتا ہے جو کامل الایمان مخلص مومن اور تقویٰ کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں۔

(۴) علامہ عبدالجلیل قزوینی نے تصریح کی ہے کہ جب کفار مکہ نے حضور علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا تو حضور اقدس ﷺ نے بحکم الٰہی حضرت صدیق اکبر کو اپنے ساتھ لیا۔

وبہم وجوہ رفتن محمد و بردن ابوبکر بے فرمان خدا نہ بود (مجلس پنجم ص ۳۱۰) — ہر حال میں حضور کا ہجرت فرمانا اور حضرت ابوبکر کو ساتھ لینا حکم خدا کے بغیر نہ تھا۔

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ حضرت جبرئیل امین بحضور نبوی حاضر ہوئے۔ عرض کی اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابوجہل اور جماعت قریش نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا ہے۔

وامرک ان تستصحب ابابکر — اور حکم دیا ہے کہ ابوبکر کو اپنا رفیق سفر بناؤ۔
(تفسیر حسن عسکری)

ایسے خطرناک اور نازک موقع پر اللہ تعالیٰ کا حضرت صدیق اکبر کو رفیق سفر بنانے کا حکم دینا حضرت صدیق اکبر کے مخلص وفادار جاں نثار رسول ہونے کی واضح دلیل ہے۔
(صدیق اکبر علامہ سید محمود احمد رضوی)

علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں ابن عساکر کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ ذم الناس کلھم و مدح ابابکر الصدیق

بے شک اللہ تعالیٰ نے (آیۂ غار میں) دوسرے تمام لوگوں کی مذمت فرمائی اور صدیق اکبر کی تعریف کی ہے۔

اور یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کی صحابیت پہ نص قطعی ہے اور اس انداز سے کسی اور صحابی کی صحابیت کو بیان نہیں کیا گیا اور جس طرح سبحن الذی اسریٰ بعبدہ میں بعبدہ سے مراد حضور علیہ السلام ہی ہیں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس طرح اذیقول لصاحبہ میں لصاحب سے ابوبکر صدیق ہی مراد ہوسکتے ہیں اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

ومن ھذا قالوا ان انکار صحبتہ کفر اسی لئے (اہل علم) کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت کا انکار کفر ہے کہ قرآن پاک کی نص کا انکار ہے۔

Scanned with CamScanner

تفسیر خازن میں حضرت حسن بن فضل سے ہے من قال ان ابابکر لم یکن صاحب رسول اللہ فھو کافر جو کوئی کہے کہ ابو بکر صدیق صحابی نہیں ہیں وہ کافر ہے اور تفسیر نسفی میں ہے۔

من انکر صحبة ابی بکر فقد کفر لا نکارہ کلام اللہ جو صدیق اکبر کے صحابی رسول ہونے کا انکار کرے وہ قرآن کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے۔

غار میں پہلے گئے وہ غمگسار مصطفیٰ
اس لئے مشہور ہیں وہ یار غار مصطفیٰ

تفسیر قمی ص ۲۶۶ ابی الحسن علی بن ابراہیم پہ ہے لما کان رسول اللہ فی الغار قال لابی بکر حضور علیہ السلام نے غار ثور میں ابوبکر سے فرمایا! میں اس وقت جعفر اور ان کے ساتھیوں کا سفینہ دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا! حضور مجھے بھی دکھا دیں۔ فمسح علی عینیه فراھم پس حضور علیہ السلام نے ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو ابوبکر نے بھی ان کو دیکھ لیا فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انت الصدیق حضور نے فرمایا اے ابوبکر تو صدیق ہے۔

جو ہر پردوں میں پنہاں چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

آیۂ غار اور شیعہ مفسرین

آیہ غار کی تفسیر میں جو کچھ شیعہ مفسرین نے لکھا اس کا لب لباب بمعہ جامع تبصرہ الشیخ حسن الدین سہروردی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

فتح اللہ کاشانی مذہب امامیہ کے پیش امام ہیں اور ان کی سب سے مطول تفسیر القرآن موسومہ منہج الصادقین ہے جو دس جلدوں میں مطبع طہران سے طبع شدہ ہے چونکہ یہ کتاب نہایت ضخیم تھی۔ اس لئے اس کے مصنف نے اپنے قلم سے اس کا ملخص ایک جلد میں مختصراً لکھا جو خلاصۃ المنہج کے نام سے موسوم ہو کر مطبع طہران سے شائع ہوئی لیکن اب اس کی طبع جدید چھوٹی تقطیع کی چھ جلدوں میں مطبع اسلامیہ طہران سے ۱۳۷۴ ہجری میں شائع ہوئی ہے۔ اس خلاصہ

کی جلد دوم کے ص ۳۲۹ پر آیت غار کی تفسیر بزبان فارسی اس طرح درج کی گئی ہے۔

وقتیکہ بیروں کردند اورا کافراں یعنی قصد اخراج او کردند حق تعالیٰ او را دستورے خروج داد۔ در حالتے کہ دوم دو بود یعنی با او نبود مگر ابوبکر۔ در وقتیکہ او وابوبکر در غارے بودند کہ اعلائے جبل ثور الطحل است جانب یمین مکہ بمسیر ساعتے از ساعات در آں وقت کسے در آنجا نمیرسید شباناں و اہل صحرا در آں نزول نمی کردند۔ پس پیمبر شب پنجشنبہ در شہر مکہ امیر المومنین علی را در جائے خود بخوابانید۔ برفاقت ابوبکر بیروں آمدہ در ہماں شب بداں غار متوجہ شدہ در آنجا بروز آورد۔ و حق تعالیٰ در آں شب درخت مغیلاں بردر آں غار برویانید۔ و جفت کبوتر وحشی راامر کرد تا پائین در غار را آشیانہ گرفتند وتخم بنہادند۔ و عنکبوت را الہام داد تا در غار تنید۔ چوں گفت پیمبر ﷺ مر یار خود را اندوہ مخور بدرستیکہ خدائے باما ست نصرت بما دہد بر دشمناں و مارا نگاہ دارد از شر ایشاں۔ مروی است کہ یکے از کفار محاذی غار بہ نشست تا اراقہ (پیشاب) کند۔ رسول ﷺ روئے از وے بگردانید و با ابوبکر گفت دیدی کہ مارا نمے بیند اگر مارا دیدندے۔ درمقابل ما کشف عورت نکردندے پس دست بمناجات برداشت و گفت۔ بار خدایا چشمہائے ایشاں کور کن حق چشمہائے ایشاں را کور گردانید از دیدن پیمبر ﷺ تا آنکہ ہمہ کور گردیدند و رخنہ ہائے کوہ را تجسس کردند و در غار نرفتند پس فرو فرستاد خدائے رحمت خود را کہ سبب آرامش دل است بر رسول وقوت داد پیمبر ﷺ خود را بہ لشکر ہائے ملائکہ شما ندیدید ایشاں را یعنی فرشتگان فرستاد در غار تا پاسبانی او کردند۔

ترجمہ: جس وقت کفار نے حضور ﷺ کو شہر بدر کیا یعنی اس امر کا قصد کیا تو حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شہر بدر ہونے کی اجازت دے دی۔ اس حالت میں جب کہ آپ دو اشخاص میں سے دوسرے تھے یعنی آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی نہ تھا (چنانچہ) وہ دونوں ایک غار میں پناہ گزین

Scanned with CamScanner

ہوئے۔ یہ غار جبل ثور میں ہے جو شہر مکہ کے دائیں ظرف واقع ہے۔ اس وقت کوئی شخص اہل صحرا اور چرواہوں میں سے اس غار میں داخل نہیں ہوا کرتا تھا۔ پیغمبر ﷺ نے جمعرات کی رات جناب امیر علیہ السلام کو شہر مکہ میں اپنی جگہ پر سلایا اور ابو بکر ؓ کی رفاقت میں شہر سے باہر آ کر اسی رات غار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہیں شب باشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات کیکر کا درخت غار کے دہانے پر اگا دیا اور دہانے کی دہلیز پر جنگلی کبوتروں کے جوڑے کو حکم دیا کہ گھونسلہ بنا کر اس میں انڈے دے دیں اور مکڑی کو اشارہ کیا کہ در غار پر جالا تن دے۔ اس وقت پیغمبر ﷺ نے اپنے یار غار کو کہا کہ غم نہ کھا کیونکہ حقیقتاً اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ وہ ہم کو دشمنوں پر فتح دے گا اور ان کی شرارت سے ہماری حفاظت کرے گا۔ روایت ہے کہ ایک کافر غار کے منہ کے سامنے ننگا ہو کر پیشاب کرنے بیٹھ گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ابو بکر ؓ کو کہا کہ تو نے دیکھا کہ وہ ہم کو نہیں دیکھتا (کیونکہ) اگر وہ ہم کو دیکھتا تو ہمارے سامنے اس طرح ننگا نہ ہوتا پس آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ خدایا ان کی آنکھیں اندھی کر دے۔ حق تعالیٰ نے ان کی آنکھیں اندھی کر دیں کہ پیغمبر ﷺ کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ وہ سارے پہاڑ پر پھرے تمام سوراخوں کو دیکھا مگر غار میں داخل نہ ہوئے پس اللہ نے اپنی رحمت جو دل کو تسکین دیتی ہے رسول ﷺ پر نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر ﷺ کو فرشتوں کے لشکر سے قوت بخشی جن فرشتوں کو غیر نبی کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

شیعہ مفسر کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے۔

شیعہ مفسر کی عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱- مان بھی لیا جائے کہ ملا کاشانی صاحب علم و فضل میں مہارت تامہ رکھتے ہیں مگر فہم و فراست کی رو سے آپ اس قدر خام مغز ہیں کہ جب ان کے عقائد باطلہ ان کی فراست کی رہنمائی کرتے ہیں تو ان سے اس قسم کی ذہنی بدحواسیاں سرزد ہوتی ہیں کہ عقل سلیم ان کی

فراست کا ماتم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے یہ خلاصہ ایسی بدحواسیوں سے بھرا پڑا ہے جن کا مفصل ذکر اس جگہ نفس مضمون سے چونکہ غیر متعلق ہوگا لہٰذا صرف اسی ایک آدھ کا ذکر کیا جاتا ہے جو صریحاً موقع کے متعلق آیت زیر بحث کی تفسیر کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ وصدیق ؓ دونوں نے تن تنہا مکہ سے ہمسفر ہو کر غار ثور میں شب باشی کی جہاں بے شمار شدید قسم کے خطرات تھے چنانچہ حق تعالیٰ اپنی فوق الفطرت تدابیر حفاظت (وحصانت کو عمل میں لا کر تمام خطرات کا ازالہ کر دیتا ہے جس سے نبی ﷺ کا علم اور آپ کی آنکھ تو مکمل طور پر آگاہ تھی مگر غیر نبی اس سے بالکل بے خبر تھا چنانچہ اپنی بشری لاعلمی کے باعث موخر الذکر اپنے مقدم الذکر محترم ساتھی کی مخدوش گرفتاری کے غم میں فطرتاً بیتاب تھا اس لئے حق تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ ہی کو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام ہدایت کی کہ اپنے یار غار کا غم دور کرنے کیلئے اس کو کہہ دیں کہ تحقیق اللہ ہمارے ساتھ اور ہمارا محافظ ونگہبان ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اطمینان قلبی کے حصول کیلئے بچشم خود مشاہدہ کا مطالبہ کرنے سے واضح کر دیا ہوا تھا کہ خالی علم و معرفت کا ہونا اطمینان قلبی کیلئے کافی نہیں ہوا کرتا۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے جہاں اپنے نبی ﷺ کی معرفت اس کے یار غار کے اضطراب غم کو رفع کیا تھا وہاں اس کے اطمینان قلبی کیلئے اس کے دل پر سکینہ (اطمینان) بھی نازل کیا چنانچہ بعد ازاں نبی اکرم ﷺ نے اپنے دوست کی مزید تسلی کیلئے اس کو مشاہدہ بھی کرا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی درخواست کو شرف قبولیت عطا کرتے ہوئے دشمنوں کو اندھا بھی کر دیا ہے کہ وہ ہم کو غار کے اندر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھ سکتے ورنہ ان میں سے کوئی ایک غار کے دہانے کے سامنے ننگا ہو کر پیشاب نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی اعظم ﷺ نے ہر طرح سے محدود بشری طاقتوں والے ''یار غار'' کے دل کو پوری ''طمانیت عطا'' کر کے دم کر دی مگر قربان جائیں ملا کاشانی کے کہ وہ غم کے بیمار کا علاج کرنے کی بجائے تندرست کا علاج کرنا قرین عقل تصور کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ کو علم ما کان وما یکون حاصل تھا اور حامل وحی جناب جبرئیل علیہ السلام جسے اللہ پاک سورہ ''والنجم'' میں ''شدید القویٰ'' قرار دیتا ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر رہا کرتا تھا اور یہاں بھی تھا نیز ملائکہ کا لشکر جسے غیر نبی کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں۔ غار میں پاسبانی کرنے پر مامور تھا اور آپ ﷺ خود تھے بھی اس قدر مستجاب الدعوات کہ ادھر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور

ادھر حق تعالیٰ نے دشمنوں کو اندھا کر دیا۔ بایں ہمہ یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے ''سکینہ'' بھی اتارا تو آپ کے ہی دل پر اتارا۔ پیاسے مضطرب کو چھوڑ کر سیراب کے منہ میں صندل کیوڑے کی بوتل انڈیلنے کے مترادف ہے جو سراسر عقل و دانش کے خلاف ہے۔

۲- ملا صاحب اپنی اس نامعقول اور غیر دانشمندانہ تدبر کو معقولیت کا رنگ دینے کیلئے عربی قواعد سے امداد لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آیت غار میں "علیه اور ایده" کی باہم متصلہ ضمیریں بقاعدہ فصاحت عربیہ ایک ہی شخص کی طرف راجع ہونی چاہئیں مگر یہاں بھی آپ نے اپنی مزعومہ معقولیت کو نامعقولیت کا جامہ پہنایا ہے کیونکہ آپ کی یہ دلیل قرآن حکیم کی بیسیوں آیات کے خلاف ہے مثلاً (پ ۲۶ سورہ فتح) آیت تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلاً میں پہلی دو ضمیریں رسول ﷺ اللہ کی طرف اور تیسری ضمیر حق تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی ہے وغیرہم اور بھی کئی آیات ہیں جنہیں اختصار کی وجہ سے یہاں نقل نہیں کیا جاتا۔

۳- ملا صاحب جناب امیر المومنین علیہ السلام کو حضور ﷺ کے بستر پر سلائے جانے کے واقعہ کو بغیر کسی خاص اہمیت کے بطور جملہ معترضہ کے بیان کرتے ہیں اور حقیقت ہے بھی یہی مگر بدقسمتی سے اس واقعہ کی نسبت مختلف روایات مختلف کتب سیر وحدیث وغیرہم میں درج ہیں جن پر اگر پوری تنقید کی جائے تو سارا معاملہ ہی مشکوک سا نظر آتا ہے مثلاً اگر آپ کو حضور ﷺ کے بستر پر منہ سر لپیٹ کر سلایا اس لئے گیا تھا کہ محاصرہ کرنے والے سازشی حضور ﷺ کے بستر پر سونے والے کو تمام رات حضور ﷺ ہی تصور کرتے رہیں اور ان کا تعاقب نہ کریں تو یہ مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا تھا جبکہ حضور ﷺ کا بستر گھر کے اندر کسی ایسے مقام پر واقع ہوتا جسے محاصرین مکان کے باہر کھڑے ہوئے پل بہ پل دیکھ سکتے اور دیکھتے رہتے۔ کیا حضور ﷺ کے مکان کی چھت اور دیواریں نہ تھیں اور کیا حضور ﷺ کے مکان کے بے زنجیر دروازے اور کھڑکیاں تمام رات واشگاف کھلی رہتی تھیں۔ یا کیا حضور ﷺ کے مکان کی دیواروں میں جھروکے اور عام دراڑیں تھیں جن میں سے محاصرین ہر وقت تانک جھانک سکتے تھے کیا اس قسم کے بوسیدہ اور شکستہ مکان ایسا پردہ دار اور محفوظ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس میں لوگ اپنی قیمتیں امانتیں حضور ﷺ کی تحویل میں چوری چکاری سے بے خوف ہو کر رکھ سکتے تھے اگر مکان ایسا ہی غیر محفوظ تھا تو حضور ﷺ کا مسلم امین ہونا منصب امانتداری کیلئے کافی نہیں سمجھا جا

سکتا کیونکہ امانتداری کیلئے امانتدار کا امین ہونا اور مکان کا محفوظ اور مضبوط ہونا لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ ایک کے بغیر دوسری چیز محض بیکار ہے اگر اس کے برعکس حضور ﷺ کا مکان ایسا پردہ دار، چونے گچ اور محفوظ تھا کہ اس میں محاصرین کی تاک جھانک نا قابل عمل تھی تو ''تاریک رات'' میں ایسے گھر کے اندر کسی کا لیٹنا یا بیٹھنا' سونا یا جاگنا یکساں حیثیت رکھتا ہے کیونکہ باہر کے لوگ کسی طرح معلوم نہیں کر سکتے کہ گھر کے اندر کوئی ہے بھی یا نہیں اور اگر کوئی ہے تو کہاں اور کس حالت میں ہے۔ اندریں حالات حضور ﷺ کے بستر پر چادر سے منہ سر لپیٹ کر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا سونا اور حضور ﷺ کا ان کو اس احتیاط سے سلانا (معاذ اللہ) ایک عبث فعل اور فرضی قصہ ہے ورنہ بات اگر کوئی اس قسم کی ہو سکتی تھی تو یہی ہو سکتی تھی کہ حضور ﷺ نے آپ کو کہا ہو کہ ''مکان تمہاری حفاظت میں سپرد کر کے میں یثرب جا رہا ہوں۔ تم بھی موقع ملنے پر ہجرت کر کے وہاں پہنچ جانا اور بس۔ یہ یار لوگوں کی اختراع سازیاں ہیں کہ ''جناب صدیق رضی اللہ عنہ'' کی جاں فروشانہ خدمات شب ہجرت کا بزعم خود ایک شاندار جواب حضور ﷺ کے بستر میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو لٹا کر گھڑنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گو یہ کوشش بادی النظر میں از حد مضحکہ خیز ہے۔

وہ بستر آرام پہ بے خوف و خطر تھے
یہ غار میں آلام محمد ﷺ کی سپر تھے

۴- بعض کتب سیر وحدیث میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو گھر پر چھوڑ جانے کی یہ وجہ بیان کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ کی تحویل میں جو اہل قریش کی مالی امانتیں تھیں۔ ان کی واپسی ان کے سپرد کی گئی تھی۔ مالی امانتوں کا معاملہ بھی محض ایک ڈھونگ ہے کیونکہ

☆ جس برگزیدہ نبی ﷺ نے تمام عمر اپنے ذاتی اموال میں سے نصاب زکوۃ کی اقل رقم کو اپنے تصرف میں سال بھر رکھنا جائز تصور نہ کیا تھا اور اس لئے ادائیگی زکوٰۃ کا فریضہ کبھی آپ پر عائد نہ کیا گیا تھا کیا ایسی پاک ہستی لوگوں کی مالی نجاستوں کے متعلق ساہوکارانہ تحویل داری امانت کو جائز سمجھتی ہوگی؟

☆ انبیاء علیہم السلام کو اگر ''رسول امین'' کا لقب سورۃ الشعراء پ ۱۹ میں دیا گیا ہے تو اس سے مبلغانہ امانت داری مراد ہے نہ کہ ساہوکارانہ امانتداری۔ حضرت نوح' حضرت ہود'

Scanned with CamScanner

حضرت لوطؑ حضرت شعیب اور حضرت صالح (علیہم السلام) وغیرہم کی قومیں جب آن کی آن میں برباد کی گئی تھیں تو کیا یہ سب پاک ہستیاں بھی لوگوں کی امانتوں کی تحویل دار تھیں اور انہوں نے بھی اپنے رشتہ داروں کو امانتوں کی واپسی کیلئے مقرر فرمایا تھا۔ یا کیا یہ تقرری صرف حضور سرور عالم ﷺ ہی کے حصہ میں آئی تھی اور باقی سب انبیاء (نعوذ باللہ) خیانت کے مرتکب ہو کر اس جہان سے گزرے تھے۔ ڈرو! ڈرو!! مرسلین کی شان میں بٹہ نہ لگاؤ۔ اللہ کے کلام کی توہین نہ کرو۔

(۵) حق تعالیٰ قرآن مجید پ ۲۸ سورۃ التحریم میں فرماتا ہے ان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملٰئكة بعد ذٰلك ظهير (ترجمہ) تحقیق اللہ اس کا (یعنی حضور ﷺ کا) دوست ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور اللہ کے نیک بندے اس کے دوست ہیں اور اس کے بعد اللہ کے فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ اس آیت کا شان نزول خواہ کچھ ہی ہو مگر عقل سلیم کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ آیت سانحہ ہجرت کی مکمل تعبیر اور اس کا مفہوم غار ثور کی پناہ گزینی کے واقعات کی بعینہ عکسی تصویر ہے۔ آیت غار کی تفسیر میں بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کی فوق الفطرت تدبیروں کے ذریعہ سے دشمنوں کی عقل ودانش کو مبہوت کر کے اپنے دوست کی رفاقت کی تھی اور پھر جناب جبرئیل ''شدید القویٰ'' اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے فرزند رشید اور اس کے غلام رضوان اللہ علیہم نے اپنے مفوضہ فرائض کی ادائیگی سے اپنی مخلصانہ رفاقت کا ثبوت دیا تھا اور بالآخر فرشتوں کی فوج نے پاسبانی کر کے حضور ﷺ اور ان کے نیک دوستوں کی حفاظت اور حصانت سرانجام دی تھی۔

نیر برج عطا صدیق ہیں — منبع جود و عطا صدیق ہیں
مرکز مہر و وفا صدیق ہیں — محور صدق و صفا صدیق ہیں

تفسیر منتہی الکلام

ہاشمی پیشوائیت کے گیارہویں امام جناب حسن عسکری صاحب رضی اللہ عنہ نے (جو انتظار کئے جانے اور نہ آنے والے امام مہدی کے والد ماجد بیان کئے جاتے ہیں) قرآن پاک کی ایک تفسیر بزبان عربی موسومہ ''منتہی الکلام'' تصنیف کی ہے اور جو تفسیر قمی مطبوعہ طہران کے حاشیہ پر

طبع شدہ ہے۔ تفسیر قمی کے صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ کے حاشیوں پر آیت غار کی تفسیر یوں مندرج ہے۔

ان الله تعالىٰ اوحى اليه يا محمد ان العلى الاعلىٰ يقرء عليك السلام ويقول لك ان ابا جهل والملاء من قريش قد دبروا عليك يريدون قتلك وامرك ان تستصحب ابابكر فانه ان انسك وساعدك ووازرك وثبت على ما يعاهدك ويعاقدك كان فى الجنة من رفقائك و فى غرفاتها من خلصائك قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لابى بكر ارضيت ان تكون معى يا ابابكر تطلب كما اطلب وتعرف بانك انت الذى تحملنى على ما ادعيه فتحمل عنى انواع العذاب قال ابوبكر يا رسول الله اما انا لوعشت عمر الدنيا .... اشد عذاب لا ينزل على موت صريح ولا فرج منيج وكان ذلك فى محبتك لكان ذلك احب الى من ان اتنعم فيها وانا مالك لجميع ممالك ملوكها فى مخالفتك وهل انا وما لى وولدى الا فداؤك فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لا جرم ان اطلع الله على قلبك ووجدها فيه موافقا لما جرى على لسانك جعلك منى بمنزلة السمع والبصر والراس من الجسد وبمنزلة الروح من البدن

ترجمہ: تحقیق جناب جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس وحی لائے کہ حق تعالیٰ آپ ﷺ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور اس کی قوم قریش کے سرداروں نے آپ ﷺ کے قتل کی مصمم تدبیر کی ہے اس لئے آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا مصاحب بناؤ اور اسے کہہ دو کہ اگر وہ آپ کی امداد کرے گا اور اس مہم کی سرانجام دہی میں اپنے عہد و پیمان پر قائم رہے گا تو اعلیٰ علیین میں آپ ﷺ کا رفیق ہوگا۔ اس پر آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی ان کے گھر گئے) اور فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تو راضی ہے کہ اس سفر میں

میرے ہمراہ ہو اور کفار قریش جس طرح پر مجھے قتل کیلئے تلاش کریں اسی طرح تجھے تلاش کریں اس طرح تجھے بھی تلاش کریں اور یہ بھی مشہور ہو کہ تو نے مجھے اس کام پر آمادہ کیا ہے اور میری رفاقت کے سبب تجھ پر قسم قسم کے عذاب پہنچیں۔ ابوبکر ﷛ نے عرض کی کہ ''یا رسول اللہ ﷺ میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ ﷺ کی محبت میں مجھ کو قیامت تک سخت ترین بلاؤں میں گرفتار رہنا پڑے تو میرے نزدیک یہ امر اس سے بہتر ہے کہ آپ ﷺ کی مخالفت میں دنیا بھر کی سلطنت قبول کروں۔ میری جان و مال و اہل و عیال سب آپ ﷺ پر قربان ہوں۔'' یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ''تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا اور تیرے دل کی بات کو تیری زبان کی بات سے متفق پایا اور بالیقین خدا نے تجھ کو بمنزلہ میرے سمع اور بصر کے بنایا ہے اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت فرمائی ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔

خلیفہ اوّل محمد کا نائب صحابہ کا سردار صدیق اکبر
ہے قرآن بھی جس کے پڑھتا قصیدے وہ ہے ماہ انور صدیق اکبر

مزید چھ امور کا ثبوت

نبی اکرم ﷺ کو اللہ پاک نے (دیکھو سورۃ القلم) ''خلق عظیم'' پر پیدا کیا ہوا تھا۔ اس لئے ان سے کبھی توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی غیر نبی کو اطلاع دیئے اور اس سے اجازت لئے بغیر مصیبتوں میں گرفتار کر کے خود اپنی جان بچا کر بھاگ نکلنے کی تدبیر اختیار کرتے جو معمولی اخلاق کا شخص انتہائی مصیبت کے وقت بھی اختیار کرنا گوارا نہیں کر سکتا اس اخلاقی اصول کے پیش نظر نبی پاک ﷺ کا جناب علی المرتضیٰ ﷛ کو اپنے آستانہ پاک میں اپنے بستر پر سلاتے وقت ان کو کسی خطرہ کی اطلاع نہ دینا اور ان سے اپنی غیر حاضری کیلئے اجازت طلب نہ کرنا اس امر کا بین ثبوت ہے کہ گھر پر کسی خطرہ کا احتمال نہ تھا ورنہ آپ ﷺ ضرور اطلاع دے کر اجازت لے کر غیر حاضری اختیار کرتے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے ''یار غار'' کو خطرات کی اطلاع بھی دی تھی اور ان خطرات کی وضاحت کے بعد اس سے شرکت فی المصائب کی

رضامندی بھی حاصل کی تھی۔ نیز گھر پر اگر کسی قسم کے خطرہ کا احتمال ہوتا تو جس طرح حق تعالیٰ نے غار کے دہانے پر اپنی بظاہر فوق الفطرت تدابیر کو عمل میں لا کر ازالہ خطرات کا وافر سامان مہیا کیا تھا اسی طرح مکان کے متعلق بھی ضرور اسی قسم کی تدابیر اختیار کر کے مفروضہ خطرات کا ازالہ عمل میں لاتا۔

۲۔ تمام خطرات کی وضاحت کے بعد جب ''یار غار'' نے نبی اکرم ﷺ کے قدموں پر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانوں کے صدقہ کی پیشکش عرض کی تو سرور عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے اپنے ''یار غار'' کے مکمل ایمان کی تصدیق فرمائی کہ اس کا دل اور اس کی زبان باہم مطلقاً متفق ہیں اور دونوں کے درمیان ذرہ بھر تقیہ کا شائبہ موجود نہیں ہے کیونکہ تقیہ دل و زبان کے تضاد کا خوشنما نام ہے۔

۳۔ ''یار غار'' کے ایمان کی تصدیق کے بعد حضور سرور کائنات ﷺ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو نہایت عالیشان خطابات کے عطیات کا مژدہ سناتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس کو بمنزلہ میرے سمع و بصر کے بنایا ہے اور اس کو میرے ساتھ وہ نسبت فرمائی ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔

۴۔ نبی اکرم ﷺ کا گوش ہوش افزا وہ گوش ہے جس نے حضور ﷺ کی بشری خواہش کے زیر اثر کوئی بات نہیں سنی اور اگر کچھ سنا تو وہ حق تعالیٰ کی وحی کے پیغامات تھے جن کے متعلق وہ خود فرماتا ہے لم یجعل له عوجا (ترجمہ) اس کتاب میں کوئی ٹیڑھا یا ترچھا پن نہیں ہے (سورۂ کہف پ ۱۵) اور آپ کی چشم حقیقت بین کی اللہ تعالیٰ فرقان (پ ۲۷ سورۃ النجم) میں اس طرح تعریف کرتا ہے ما زاغ البصر وما طغی (ترجمہ) وہ آنکھ نہ تو (تاب نہ لاتے ہوئے) مندھی اور نہ (حیرت سے بے اختیار ہو کر) پھٹی کی پھٹی رہ گئی (بلکہ اس نے حسب معمول روزمرہ حق تعالیٰ کی تمام بڑی بڑی آیات کی تجلیات کو دیکھا) چنانچہ اس خیال کو ایک بدیع الکلام شاعر اس طرح ادا کرتا ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات تو عین ذات مے نگری در تبسمی

(عزت بخاری)

Scanned with CamScanner

پھر روح جسم میں مبدء جان ہے اور سر جسم میں ظرف عقل جو خود اپنی جگہ پر مدبر جسم و جان کی حیثیت رکھتی ہے پس یہ چاروں اعضاء شرف انسانیت ﷺ کے اعضائے رئیسہ ہیں کیونکہ گوش وچشم بزرگ ترین ذرائع تحصیل علم ہیں جن کی یمن و برکت کے باعث آدم مسجود ملائک قرار پایا تھا۔ پھر یہی علم ہے جو عقل کی رہنمائی اور روح کی تربیت سے ربّ العالمین تک جا پہنچتا ہے چنانچہ مقولہ ہے کہ ''بے علم نتواں خدارا شناخت''

۵- اسلامی اعتقادات کی رو سے جس طرح قرآن کی ایک آیت کے انکار سے تمام قرآن کا انکار لازم آتا ہے اسی طرح ''شرف انسانیت ﷺ'' کے ایک عضو کی توہین سے معاذ اللہ آپ کے سارے وجود اقدس کی توہین لازم آتی ہے کیونکہ جناب صمدیت مآب فرقان حمید کے پ ۲۶ رکوع ۱۳ میں مسلمانوں کو اپنی قہاری اعلان کے ذریعہ سے تنبیہہ کرتا ہے کہ خبردار تمہاری آواز میرے محبوب ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہو ورنہ تمہارے سب نیک اعمال ضائع و برباد ہو جائیں گے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی جب صرف اونچی آواز سے باتیں کرنے پر زندگی بھر کے اعمال کی نیک کمائی برباد ہو جاتی ہے تو معاذ اللہ آپ ﷺ کی توہین کی پاداش میں وہ منتقم حقیقی کس قدر الیم ومہین عذاب کی سزا دے گا۔ انسانی عقل اس کے تصور سے عاجز ہے لہٰذا ''شرف انسانیت ﷺ'' کے قائم مقام کی توہین شرف انسانیت ﷺ کی توہین کے مترادف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ''یار غار'' کو عضوِ حضور ﷺ سے تشبیہہ دی ہے ''یار غار'' کو جو یہ خطابات دربار خداوندی سے عطا ہوئے ہیں وہ اس قدر شاندار اور بے مثل ہیں کہ کوئی اور خوش نصیب صحابی ایسا نہیں گزرا جسے حق تعالیٰ نے اس قسم کے خطابات سے نوازا ہو۔

۶- رنج وراحت کی تقریبات پر ضیافتوں کی محفلوں میں مقتدر مہمان بلاوے پر شرکت کیا کرتے ہیں مگر کچھ مبتذل لوگ بن بلائے بھی وہاں آ گھستے ہیں موخر الذکر قسم کے کسی شخص کے ساتھ اگر میزبان کی طرف سے عمداً بے رخی ہوتی جائے تو چنداں مضائقہ کی بات نہیں ہوتی اور نہیں ہونی چاہئے لیکن کسی مقدم الذکر قسم کے شخص سے اگر غلط فہمی کے باعث بھی سرد مہری کا سلوک کیا جائے تو وہ معزز مہمان کی ناحق دل آزاری اور مہربان میزبان کی شرافت اور مروت

کی بے وجہ خواری کا موجب ہوتا ہے اگر جناب ابوبکر ؓ بن بلائے حضور سرور کائنات ﷺ کے ہمراہ سفر ہجرت میں شریک ہو گئے تھے جیسا کہ بعض سبائی مورخین بیان کرتے ہوئے نہیں شرماتے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ہر قسم کی بے رخی کے مستوجب تھے لیکن جب حق تعالیٰ نے خود اپنے محبوب ﷺ کو حکم دیا تھا ان تستصحب ابابکر یعنی ابوبکر ؓ کو اپنا ساتھی بناؤ اور انہوں نے بنفس نفیس اس کے گھر میں اسے بلا کر غار ثور کے خطرناک قید خانہ میں شریک رنج وغم بنایا اور وہ بطیب خاطر کانٹوں کی المناک سیج پر پڑے رہ کر دکھ اٹھاتا رہا تو اللہ پاک کا اپنے بلائے ہوئے مہمان کے غم سے بے رخی کرتے ہوئے صرف اپنے حبیب ﷺ پر ''سکینہ'' نازل کرتا اور آپ ﷺ کے حبیب کا اپنے ''یار غار'' کو ''مکن راز فاش'' (حملہ حیدری کا شعر نمبر ۱۴ ملاحظہ ہو) کے معاذ اللہ منافقانہ الزام سے متہم گردانا اللہ تعالیٰ کی عدالت اور نبی اکرم ﷺ کی شرافت اور مروت پر ان مٹ دھبہ لگانے کے مترادف ہے اگر سبائی مصنفین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان اتہامات سے بری کرنا چاہتے ہیں تو صدق دل سے توبہ کر کے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے خلاف ان جھوٹے الزامات کو واپس لیں ورنہ جہنم کا ابدی ایندھن بننے کیلئے تیار ہو جائیں۔

مصنف حملہ حیدری کی بے جا تاویلیں

یوں تو ہر سبائی کڑوا کریلا ہوتا ہے مگر صاحب ''حملہ حیدری'' علاوہ ازیں نیم چڑھے بھی ہیں اور کبھی کبھی ضرورت پڑنے پر کریلے میں کونین لوشن کا انجکشن کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے مورخ ہونے کی حیثیت سے واقعہ نگاری میں حتی المقدور تحریف سے گریز ہی کرتے ہیں مگر جگہ جگہ اختراعی تاویلوں سے کام لے کر اکثر واقعات کی شکلیں ضرور بگاڑ دیتے ہیں مثلاً جناب ابوبکر ؓ کو سابق الایمان مانتے ہوئے آپ نے ایک فرضی کاہن کی فرضی پیشینگوئی کی بیچ ساتھ لگا دی ہے جس نے حقیقت کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

اس کاہنی پیشین گوئی کے اختراع کا مقصد صرف یہ تھا کہ جناب صدیق ؓ کی سابق الایمانی کے خلوص کو حرص وآز کی آلائش سے ملوث کر کے ۹ سالہ شرعی نابالغ کو زبدۃ السابقین بنایا جائے۔ نابالغ نے تو خیر جو بننا تھا سو بنا مگر کاہن کے مقابلہ پر (نعوذ باللہ) نہ خدا ہی

Scanned with CamScanner

کامیاب ہوا اور نہ رسول اکرم ﷺ کیونکہ غدیر خم کے موقع پر حق تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضور ﷺ کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بلافصل جانشینی کے اعلان کا جو حکم دیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کی تعمیل میں **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** کا جو اعلان فرمایا تھا یہ حکم اور اعلان دونوں کے دونوں کاہن کی بکواس کے سامنے (نعوذ باللہ) سربسجود ہو گئے۔ صاحب ''حملہ حیدری'' کی خواہش تو یہ تھی کہ صدیق رضی اللہ عنہ کے سر سے افضلیت کی پگڑی اتار لی جائے مگر وہ تو نہ اتری اور اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ناحق بدنام ہو گئے۔ خدا ایسے احمق دوستوں سے ہر کس و ناکس کو بچائے۔ مصلحتاً اسی ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ساری کتاب میں ایسی ٹھوکریں آپ نے جابجا کھائی ہیں جن کا اجمالاً ذکر بھی معاملہ کو خواہ مخواہ طولانی بنا دے گا۔ قصہ مختصر اب ہم حملہ حیدری سے شب ہجرت کے سانحہ کے متعلق اشعار ضرور یہ نقل کرتے ہیں۔

۱- زنزدیک آں قوم پرمکر رفت　　بسوئے سرائے ابوبکر رضی اللہ عنہ رفت
۲- پئے ہجرت اونیز آمادہ بود　　کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
۳- نبی ﷺ بردر خانہ اش چوں رسید　　بگوشش ندائے سفر درکشید
۴- جو بوبکر رضی اللہ عنہ زاں حال آگاہ شد　　زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد
۵- بدیدند غارے درآں تیرہ شب　　کہ خواندے عرب غار ثورش لقب
۶- گرفتند در جوف آں غار جائے　　ولے پیش بنہاد بوبکر رضی اللہ عنہ پائے
۷- بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید　　قبارا بدرید و آں رخنہ چید
۸- بدینگونہ تاشد تمام آں قبا　　یکے رخنہ نگرفتہ ماندازقضا
۹- بآں رخنہ ماندہ آں یار غار　　کف پائے خود رانمود استوار
۱۰- درآمد رسول ﷺ خدا ہم بہ غار　　نشستند یکجا بہم ہر دو یار
۱۱- درآندم بکف پائے آں یار غار　　کہ برروئے سوراخ بود استوار
۱۲- رسیدش بدندان مارے گزند　　وزآں درد افغان او شد بلند
۱۴- پیمبر ﷺ باو گفت آہستہ باش　　رسیدند اعداء مکن راز فاش
۱۵- مخور غم مگرداں صدارا بلند　　کہ از زخم افعی نیابی گزند

۱۶- بغار اندروں تاسہ روز و سہ شب　　بسر برد آں شہ بفرمان ربّ
۱۷- شدے پور بوبکر رضی اللہ عنہ ہنگام شام　　ببردے درآں غار آب و طعام
۱۸- نبی ﷺ گفت پس پور بوبکر رضی اللہ عنہ را　　کہ اے چوں پدر اہل صدق و صفا
۱۹- دو جمازہ باید کنوں راہوار　　کہ مارا رساند بہ یثرب دیار
۲۰- ہم از اہل دیں بُد یکے جملہ دار　　بروکرد راز نبی ﷺ آشکار
۲۱- ازو جملہ دارایں سخن چوں شنود　　دو جمازہ دردم مہیا نمود
۲۲- بصبح چہارم برآمد زغار　　دو جمازہ کا وردہ بُد جملہ دار
۲۳- نشست از بریک شتر شاہ دیں　　ابوبکر رضی اللہ عنہ را کرد باخود قریں
۲۴- برآمد برآں دیگرے جملہ دار　　بہ ہمراہ او گشت عامر سوار

ترجمہ اشعار: ۱- (نبی اکرم ﷺ) اس مکار قوم سے جدا ہو کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

۲- ہجرت کیلئے وہ بھی تیار تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہلے سے کہہ رکھا ہوا تھا۔

۳- جب نبی اکرم ﷺ ان کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو ان کو سفر کی اطلاع دی۔

۴- جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو گھر سے نکل کر ہمراہ ہو لیا۔

۵- (چلتے چلتے) ''اندھیری رات میں انہوں نے ایک غار دیکھی جسے اہل عرب غار ثور کے نام سے پکارتے تھے۔''

۶- اس غار کے اندر دونوں نے پناہ لی مگر پہلے اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہوا۔

۷- جہاں کہیں اس نے غار میں سوراخ دیکھا اپنی قبا پھاڑ کر اس سوراخ کو بند کر دیا۔

۸- اس طرح تمام قبا ختم ہو گئی مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا۔

۹- جو سوراخ خالی رہ گیا تھا اس پر یار غار نے اپنی ایڑی رکھ دی۔

۱۰- اس کے بعد نبی اکرم ﷺ بھی غار میں داخل ہو گئے اور دونوں دوست باہم مل کر ایک جگہ بیٹھے۔

۱۱- جب معاملہ اس طرح طے ہو چکا تو کفار پے بہ پے اس جگہ آنے شروع ہو گئے۔

۱۲-چنانچہ اسی وقت ''یارِ غار'' کی ایڑی پر سانپ نے زور سے کاٹا۔

۱۳-سانپ کے کاٹے پر درد سے ''یارِ غار'' چلا اٹھا۔

۱۴-پیغمبر ﷺ خدا نے فرمایا چپ ہو جاؤ دشمن سر پر پہنچ چکے ہیں راز فاش نہ کر۔

۱۵-پھر فرمایا غم نہ کر، بلند آواز سے نہ رو کیونکہ سانپ کے کاٹنے سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

۱۶-تین دن رات غار کے اندر رسول اکرم ﷺ حکم خدا سے رہے۔

۱۷-شام کے وقت (عبداللہ) ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ غار کے اندر کھانا پینا لے جایا کرتے تھے۔

۱۸-نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ کو کہا کہ (چونکہ تو) اپنے پدر بزرگوار کی طرح صاف اور راست گفتار ہے۔

۱۹-اس لئے ہمارے لئے دو تیز رفتار اونٹنیاں لاؤ جو ہمیں فوراً مدینہ پہنچا دیں۔

۲۰-عبداللہ نے ایک مسلمان اونٹوں والے کو اس امر کی اطلاع دی۔

۲۱-اور وہ سنتے ہی فوراً دو سانڈنیاں لے آیا۔

۲۲-چوتھے روز وہ دونوں اونٹنیاں غار سے نکلیں۔

۲۳-ایک پر حضور ﷺ سوار ہوئے اور اپنے پیچھے صدیق رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔

۲۴-اور دوسری پر اونٹنیوں والا اور صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔

تاویلات باطلہ کا ردِّ بلیغ

(۱) یہاں بھی اس نیم چڑھے کریلے نے واقعہ نگاری میں خواہ مخواہ ''چپ ہو جا۔ راز فاش نہ کر'' کی پخ لگائی ہے تا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ (نعوذ باللہ) وہ منافق تھا اور اس لئے زور زور سے رو رہا تھا کہ دشمن اس کی آواز سن کر نبی اکرم ﷺ کا سراغ نکال لیں اگر ''یارِ غار'' فی الواقعہ منافق ہی تھا تو نبی اکرم ﷺ نے جنہیں علم ما کان و ما یکون حاصل تھا اور جو بمصداق نص قرآن (پ ۲۷ سورۃ النجم) ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کوئی ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے بغیر حکم وحی نہیں نکالا کرتے تھے اپنی ہجرت کی نسبت اس کو پہلے سے اطلاع کیوں دے رکھی ہوئی تھی اور خود چل کر اس کو اس کے مکان سے ہمراہ لے کر چار میل کا دشوار گزار سفر مکہ سے غار ثور تک اندھیری رات میں وحی کے حکم سے کیوں طے کیا تھا؟ کیا یار

غار کی (نعوذ باللہ) منافقت اس قدر مکارانہ نوعیت کی تھی کہ نہ اللہ ہی کو اس کا علم ہو سکا اور نہ رسول اکرم ﷺ ہی اس کا سراغ لگا سکے۔ کیا ہم یہاں بھی مان لیں کہ صدیق اور صدیق کا کاہن اللہ اور اللہ کے رسول اکرم ﷺ کے متحدہ علم و ارادے پر (خاکم بدہن) حاوی تھے؟

(۲) سچ کہنا مشکل ہے مگر اس کا نباہنا آسان ہے اور اس کے مقابلہ پر جھوٹ کہنا آسان ہے مگر اس کا نباہنا مشکل اور سخت دشوار ہے کیونکہ کہنے اور نباہنے کی آخری منزل تک سینکڑوں نشیب و فراز درمیان میں ایسے حائل ہوتے ہیں کہ ابلیس بھی کہیں نہ کہیں ٹھوکر کھائے بغیر نہیں رہ سکتا ''حملہ حیدری'' کا پڑھنے والا فوراً تاڑ جاتا ہے کہ اس کا مصنف دروغ بافی میں بڑا اناڑی ہے کیونکہ جس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے وہ ایک جھوٹ وضع کرتا ہے اس سے وہ مقصد تو حاصل ہوتا نہیں البتہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھا کر گھٹنے اور کہنیاں ایسی بری طرح زخمی کر لیتا ہے کہ فن مدرسۂ کذب آموزی کے ابجد خوان مبتدی بھی اسے انگلیوں پر نچا کر قہقہوں کے طوفان برپا کرنے کا سامان مہیا کر لیتے ہیں۔

(۳) ''حزن'' نام ہے اس کیفیت قلبی کا جب حسیات غم بلا اظہار دل پر مسلط ہوں اور اگر غم کا اظہار کیا جائے تو ان اظہاری کیفیات کو رونا، چیخنا، چلانا، آہ و بکا اور گریہ وزاری کرنا کہتے ہیں۔ اظہار غم کے یہ تمام طریقے صاحب غم کے حوصلہ اور قوت برداشت کی کمی بیشی اور غم کی کثرت اور قلت پر منحصر ہوتے ہیں۔ قرآن پاک ''اظہار غم'' کی تردید کرتا ہے جب اللہ پاک اپنے نبی ﷺ کو کہتا ہے کہ ''اپنے یار کو کہہ دے کہ غم نہ کر، تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے (یعنی ہمارا نگران حال ہے)'' اس ساری عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ''یارِ غار'' کو افعی کے ڈسنے کی تکلیف کا غم نہ تھا بلکہ غم اس امر کا تھا کہ دشمن کے ہاتھوں حضور ﷺ کو بالخصوص کوئی ایذا نہ پہنچے چنانچہ حق تعالیٰ نے اس غم کو اپنی نگہبانی کا یقین دلا کر رفع کرنا چاہا۔ یہ یار لوگوں کی افترا ہے کہ غم کو ان کے ڈسنے کی تکلیف کی طرف موڑنے کی بے سود کوشش کی ہے کیونکہ یہ کوشش قرآنی مفہوم کے معارض ہے گویا کہ ''حزن'' للغیر اور ''خوف'' للذات ہوتا ہے۔

(۴) قرآن کی اصطلاح میں ''حزن'' اس باطنی جذبۂ غم کا نام ہے جس کا محرک صاحب حزن کی اپنی ذات کے علاوہ کسی خارجی چیز سے متعلق ہو اور اس کے بالمقابل ''خوف'' اس

باطنی جذبہ سہم کا نام ہے جس کا محرک "صاحب خوف" کی اپنی ذات سے متعلق ہوا مثلاً۔

(الف) جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو حکم دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے پانی میں بہا دو۔ تو بدیں خیال کہ ماں کو اپنے بیٹے کے ضائع ہونے کا غم ستائے گا۔ فوراً کہہ دیا کہ تو اس کیلئے غم نہ کر، ہم تجھے جلد ہی اس سے ملا کر تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کریں گے۔ (پ۱۵ سورۂ طٰہٰ رکوع۲)

(ب) اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو حکم دیا کہ فرعون کو جا کر تنبیہ کرو تو انہوں نے کہا "ہمیں خوف ہے کہ وہ ہمیں ایذا دے گا" تو اللہ نے فرمایا (پ۱۶ سورۂ طٰہٰ رکوع۲) لا تخافا اننی معکما اسمع واری تم اس کی ایذا کا خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا۔

(ج) پھر جب فرشتے انسانی لباس میں حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں آئے اور لوگ ان کے پیچھے لگ گئے تو حضرت لوط علیہ السلام کو فکر ہوئی کہ اگر یہ لوگ میرے منع کرنے پر بھی باز نہ آئے تو میرے مہمانوں کو یہ لوگ ذلیل کریں گے جس کا مجھے غم ہوگا اور اگر مجھ سے آمادہ فساد ہوں گے تو مجھے خوف ہے کہ مجھے ایذا دیں گے جس پر فرشتوں نے کہا (پ۲۰ رکوع۱۵) لا تخف ولا تحزن چونکہ ہم تو ان کو تباہ کرنے کیلئے فرشتے آسمان سے آئے ہیں اس لئے ہماری تذلیل کا غم اور اپنی جان کا خوف نہ کر۔

کہا ثانی اثنین ان کو خدا نے — کہا ان کو ہے صدیق مصطفیٰ نے
دو عالم کی رحمت سمیٹے ہوئے ہیں — محمد کے قدموں میں لیٹے ہوئے ہیں
صداقت کا تاج ان کے سر پر سجایا — امام ان کو شاہ جہاں نے بنایا

(د) پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم نے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں متاثر کر دیں تو حق تعالیٰ سورۂ یوسف میں فرماتا ہے وابیضت عیناہ من الحزن فھو کظیم (ترجمہ) غم سے ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں کیونکہ وہ غم کو بھسم کرنے والے تھے (اندر ہی اندر پی جانے والے تھے) اس آیت میں بھی "حزن" کے معنی خالص غم کے ہیں نہ کہ اظہار غم کے کیونکہ "کظیم" کا لفظ اظہار غم کی تردید کرتا ہے جو ہرگز انبیاء کا شیوہ نہیں ہوا کرتا۔ عوام

اور عظام میں اتنا ہی تو فرق ہوتا ہے کہ وہ جذبات کے غلام اور یہ جذبات کے معاملہ میں ارباب دست برلگام ہوتے ہیں۔ نیز اظہار غم سے غم ہلکا ہو جاتا ہے وہی غم جانکاہ ہوتا ہے جسے انسان دل کے اندر بھسم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ غم ہونا جب شان نبوت کے خلاف نہیں تو شان صداقت کے کیونکر خلاف ہو سکتا ہے ورنہ معترضین ہی سے پوچھ لو کہ تمہیں غم حسین ہے کہ نہیں ہے یقیناً جس کو غم حسین نہیں بقول تمہارے وہ مسلمان ہی نہیں تو پھر غم رسول کیوں نہ ایمان کی جان ہو؟ کسی بھی مسلمان کی پریشانی کا غم نہ ہونا تو قساوت قلبی ہے۔ خود حضور علیہ السلام کے ایسے واقعات ہیں کہ کئی مرتبہ آپ بادل کو دیکھ کر غمگین ہو جاتے تو جو نبی امت کی پریشانیوں کی وجہ سے غمگین ہوتا رہا اس کا غم صدیق کو نہ ہو تو کس کو ہو اور یہ وہ غم ہے کہ جس کے بارے میں کہا گیا ہے۔

دل کو غم سے خدا جدا نہ کرے

پس ان اصطلاحی معانی کے پیش نظر آیت زیر بحث لا تحزن ان اللہ معنا کے مخصوص معنی یہ ہوں گے (اے میرے یار غار!) میری ایذا رسانی کا غم نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا محافظ ہے (یعنی تیرا بھی اور میرا بھی) چونکہ یار غار کو حضور ﷺ کی وجہ سے اضطراب تھا اس لئے حق تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب ﷺ کو اس کے دوست کی خاطر یہ پیام دیا کہ "کہہ دے اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔" چنانچہ اس تسلی آمیز پیام کے بعد جو سامان اللہ تعالیٰ نے ایک کیلئے موجب نجات بنایا تھا وہ دوسرے کیلئے بھی باعث رفع غم ثابت ہوا۔

(۵) کس قدر بے پناہ اعتماد تھا حضور انور ﷺ کو اپنے دوست کی وفاداری پر کہ اپنی زندگی کے ہولناک اور انقلاب آفرین واقعہ ہجرت کو جسے بفرمان وحی حضور ﷺ نے مخلوقات سے پوشیدہ رکھا تھا حتیٰ کہ اپنے بستر پر سونے والے کو بھی اس کا پتا نہ دیا تھا۔ اس کے برعکس اس واقعہ کا راز حضور ﷺ نے اگر کسی کو بتایا تھا تو جناب صدیق رضی اللہ عنہ کو اور ان کے گھر کے ہر چھوٹے بڑے فرد کو حتیٰ کہ عامر غلام اور اس کی بکریوں تک سے بھی یہ راز مخفی نہ رکھا گیا تھا کیونکہ وہ حضور ﷺ کو دودھ بھی پلایا کرتی تھیں اور غار کے منہ پر عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہم کے پاؤں کے سراغ بھی چل پھر کر اپنے پیروں سے مٹایا کرتی تھیں۔

این سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

(۶) حق تعالیٰ کی چشم انتخاب حضور ﷺ کی رفاقت ہجرت کیلئے صدیق رضی اللہ عنہ پر پڑی تو اس میں کئی حکمتیں مضمر تھیں۔ دنیاوی زندگی کے نشیب وفراز کا فرزانہ تجربہ مصلحت اندیش عقل کی رہنمائی وغیرہ۔ یہ وہ باتیں تھیں جن کی اس شبانہ سفر میں اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ حضور ﷺ کو رفع زحمت کیلئے کندھوں پر بھی اٹھانا پڑا جیسا صاحب ''حملہ حیدری'' اس کی تائید میں مزید لکھتے ہیں۔

ابیات

چو رفتند چندیں بداماں دشت — قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکر رضی اللہ عنہ آنکہ بدوشش گرفت — دلے ایں حدیث است جائے شگفت
کہ درکس چناں قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید

(ترجمہ) جب اس طرح صحرا میں چلتے رہے تو حضور ﷺ کے پاؤں زخمی ہو گئے۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کندھوں پر اٹھالیا مگر یہ بات از حد حیرت انگیز ہے کہ کسی شخص میں بار نبوت اٹھانے کی طاقت اس طرح پیدا ہو جائے۔

بارِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اُٹھانا

صاحب ''حملہ'' نے واقعہ نگاری کے ساتھ ''بارنبوت'' کو کندھوں پر اٹھانے کی نسبت تعجب کے اظہار کی اختراعی بیخ بھی لگادی ہے تاکہ پڑھنے والا شک وشبہ کا شکار ہو۔ بارنبوت کے متعلق ہم تین باتیں عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

(۱) ''بارنبوت'' سے جسمانی بوجھ مراد نہیں ہوا کرتا بلکہ نبوی فرائض کی اہمیت، دشواری اور سنگینی مراد ہوتی ہے جسے سوائے پیغمبروں کے کوئی دوسرا شخص سرانجام نہیں دے سکتا چنانچہ حضور ﷺ کے منصب رسالت کی دشواریوں کے پیش نظر حق تعالیٰ کا سورۂ طٰہٰ میں یہ فرمانا ما انزلنا علیك القرآن لتشقٰی (ترجمہ) ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا تھا کہ تو اس کی تبلیغ میں اپنی جان کو روگ لگالے۔'' انسانی زبان سے (اگرچہ کلمۂ کفریہ ہی سہی مگر نقل

کفر کفر نہ باشد) اس امر کے مترادف ہے کہ باری تعالیٰ گویا اِن جانگداز دشواریوں سے معاذ اللہ پناہ مانگ اٹھا ہے۔

(۲) اگر جسمانی بوجھ بھی مراد ہو تو یہ بوجھ قلعہ خیبر کے آہن پوش دروازے سے زیادہ وزنی نہیں ہوسکتا۔

(۳) اگر فاتح خیبر رضی اللہ عنہ ایک ہاتھ سے دروازہ اُکھیڑ کر اور اس کی ڈھال بنا کر دشمن سے لڑتا رہنے کے بعد اسے آسمان کی طرف اینٹ پتھر کی پھینک سکتا تھا جو بعد میں سو آدمی بھی نہ ہلا سکتے تھے (جب وہ آسمان میں غیب ہوگیا تو بعد میں نہ ہلا سکنے کا کیا مطلب) تو یار غار رضی اللہ عنہ بھی اپنے آقا ﷺ کو بڑی آسانی سے کندھوں پر اٹھا سکتا تھا کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے چنانچہ اسی لئے آپ ﷺ کا سایہ بھی کسی نے نہیں دیکھا تھا جو جسم کثیف کا لازمہ ہوتا ہے نور کیا اور اس کا بوجھ کیا؟

(۴) جب تک خانہ کعبہ پر کفار مسلط تھے انہوں نے اس کو بتوں کا گڑھ بنایا ہوا تھا چنانچہ حرم کے وسیع رقبہ میں کم وبیش تین سو ساٹھ چھوٹے بڑے بت کچھ بیرون کعبہ دیواروں کے گرد نصب تھے اور کچھ اندرون کعبہ دیواروں کے طاقچوں پر دھرے تھے جب مکہ فتح ہوگیا تو اللہ کے حکم سے حضور ﷺ سرور کائنات نے تطہیر خانہ کعبہ کی مہم شروع کی جس کی سرانجام دہی میں خدائے واحد کے اس گھر کو ''شرک کی نجاست کے سروسامان'' یعنی بتوں سے کلیۃً پاک کرنا حضور ﷺ نے اپنا اولین نصب العین قرار فرمایا چنانچہ بیرونی بتوں کو آپ نے جاء الحق وزهق الباطل پڑھ کر عصائے مبارک کے اشارہ سے منہ کے بل گرایا اس کے بعد اندرونی بت چونکہ اونچے طاقچوں پر دھرے تھے جن کیلئے ظاہری اسباب رفعت کی ضرورت بیان کی جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے کندھوں پر سوار ہو کر ان کو نیچے گرا دو جس پر بلحاظ ادب انہوں نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم بارنبوت'' کو اٹھا نہ سکو گے اس لئے تمہیں میرے کندھوں پر ہی سوار ہونا پڑے گا چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ جس مقدس ہستی نے زمین پر کھڑے ہوتے ہوئے انگشت شہادت کے اشارہ سے فضائے آسمانی میں لاکھوں میل بلند چاند کو شق کر دیا تھا اور پھر اسی مقام

Scanned with CamScanner

حرم میں چند ساعت پہلے بیرونی بتوں کو جآء الحق وزھق الباطل پڑھ کر عصائے مبارک کے اشارہ سے سرنگوں گرادیا تھا اسے ایک لمحہ بعد طاقچوں کے بتوں کو گرانے کیلئے دوسروں کی سواری بننے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی۔ یہ صرف یارلوگوں کی چالاکی ہے کہ تفوق علی الصحابہ ثابت کرنے کیلئے ''بارنبوت'' کا نظریہ اختراع کر کے نبی مکرم کے دوش اقدس کی خواہ مخواہ توہین کردی ہے۔ ورنہ خانہ کعبہ کی چھت صرف دس فٹ اونچی تھی۔ اس کمرے کے طاقچوں کے بت آٹھ فٹ کی سیڑھی پر چڑھ کر یا چار فٹ کی لکڑی ہاتھ میں لے کر نیچے گرائے جاسکتے تھے مگر نبی اکرم ﷺ کو سواری بنانے والوں کی دلی منشا چونکہ مبینہ وصی کی شان بلند کرنا تھا اس لئے بار نبوت کا نظریہ بھی وضع کیا اور علی رضی اللہ عنہ کو نبی کے کندھوں پر سوار کیا تاکہ یہ شعر کہا جاسکے۔

علی رضی اللہ عنہ بر دوش احمد ﷺ چشم بددور بہ بیں ثابت شد نور علی نور

(۵) سرور کائنات ﷺ نے پسر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو باطن کی صفائی اور زبان کی سچائی میں باپ کا مثیل قرار دیا ہے تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ تقیہ کے طور پر نہیں کہے تھے بلکہ حقیقت کا اظہار کیا تھا کیونکہ تقیہ کی سپر جو کمزور کی مدافعت کا ہتھیار ہے آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ابھی عالم وجود میں نہ آئی تھی جو ائمہ عظام کے کارخانہ کی پیداوار بیان کی جاتی ہے۔

خلاصہ بحث

گھر سے غار تک اور غار سے یثرب تک حضور اقدس ﷺ نے کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جس کیلئے ان کے ''یارغار'' نے آپ ﷺ کی رفاقت، موافقت اور مساعدت میں ذرہ بھر دریغ کیا ہو اس لئے برہان ثانی میں جو جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت فی الجنۃ کا اقرار کیا تھا وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ ''یارغار'' کی افضلیت کی اس برہان قاطع کے ہوتے ہوئے ہم تحدی سے کہتے ہیں فبای حدیث بعدہٗ یؤمنون

ساطع النور واضح الآثار
ثانی اثنین اذھما فی الغار
ایک صادق تھا دوسرا صدیق
ماہ نوارہ و کوکب زہار

تیسرا ساتھ تھا خدا ان کے
مہربان و مہیمن و ستار
سب سے بہتر ہے جو رسول کے بعد
حسب تصدیق حیدر کرار رضی اللہ عنہ
ملک و حکمت عطا ہوئے [illegible] و
جس کا سینہ [illegible]
وہ یگانہ امام ربانی
مرجع استناد و استظہار
کون تھا دوسرا امن الناس
ہے تو صدیق ازروئے تنزیل

احادیث در فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ نے خود مصلیٰ امامت عطا کیا

حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی مرض وفات میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت نماز کیلئے مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے متعدد بار عرض کی کہ ابوبکر رقیق القلب ہیں حضور علیہ السلام کو مصلی پر نہ پا کر ضبط نہ کرسکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا جائے۔ حضور علیہ السلام نے ہر بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی معذرت کو مسترد فرمادیا اور حکم دیا کہ

مروا ابابکر فلیصل بالناس — ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو حکم دو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بخاری ص۹۲ ج۱)

چنانچہ حضور علیہ السلام کے وصال تک تمام نمازیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے پڑھائیں۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے جس عنوان کے تحت مذکورہ بالا مضمون کی حدیثیں ذکر کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ — جو علم و فضل میں سب سے برتر ہو وہی امامت کا حقدار ہے۔

جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی نظر میں تمام صحابہ کرام میں صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی علم وفضل اور تقویٰ وطہارت میں سب سے زیادہ افضل و برتر تھے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کیلئے منتخب فرمایا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا۔

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یومھم غیرہ (ترمذی)	کسی قوم کو یہ لائق نہیں ہے کہ ان میں ابوبکر ہوں اور امامت کوئی دوسرا کرے۔

محمد ہے شاہکار رب جلی کا — محمد کا شاہکار صدیق اکبر
کوئی اس سے بڑھ کر نہیں اور جنت — ہیں جس جا پہ سرکار صدیق اکبر
یہ صائم بتائے تو کیوں کر بتائے — مقامات و اسرار صدیق اکبر

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیات نبوی میں تین دن نماز پڑھائی۔ مقتدیوں میں جلیل القدر صحابہ کے علاوہ امیر المومنین فاروق اعظم، عثمان غنی، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی تھے سب نے بلا چون وچرا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کی۔

احتجاج طبری میں یہ تصریح ہے کہ علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے۔

ثم قام وتھیأ للصلوٰۃ وحضر المسجد وصلی خلف ابی بکر (احتجاج طبری ص ۵۳)	حضرت علی کھڑے ہوئے، نماز کی تیاری کی، مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکر کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آخری روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں صف باندھے کھڑے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حجرۂ مبارکہ کا پردہ اٹھایا اور ہمیں ملاحظہ فرمانے لگے۔

کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فھممنا ان نفتتن من الفرح برؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	گویا حضور علیہ السلام کا چہرۂ انور مصحف کا ورق ہے پھر حضور علیہ السلام مسکرائے اور حضور علیہ السلام کے دیدار سے ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ نماز چھوڑنے (توڑنے) ہی کو تھے۔

(بخاری ج ۱ ص ۹۳)

دوسری جگہ ہے:

فلما وضح وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما نظرنا منظراً کان اعجب الینا من وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری ج ۱ ص ۹۴)	جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ مبارک ظاہر ہوا تو کوئی منظر ہمیں حضور علیہ السلام کے چہرۂ اقدس سے زیادہ حسین نظر نہیں آیا۔

حضرت ابوبکر صدیق الٹے پاؤں پیچھے ہٹے، انہوں نے خیال کیا کہ حضور اکرم ﷺ نماز پڑھانے کیلئے تشریف لانا چاہتے ہیں لیکن حضور علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا: اپنی نماز پوری کرو اور پردہ گرادیا اور اسی دن حضور علیہ السلام کا وصال ہوا۔

حضور علیہ السلام کا اپنی حیات مقدس میں خصوصی طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنا کر اپنے مصلیٰ پر نماز پڑھانے کا حکم فرمانا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا وہ اعزاز ہے جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے پھر حضور اکرم علیہ السلام کا پردہ اٹھا کر صدیق اکبر کی اقتداء میں صحابہ کرام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر تبسم فرمانا اس کی واضح دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت صدیق اکبر کی امامت وخلافت پر راضی تھے حضور اکرم نے اپنے عمل سے امت پر یہ واضح فرمادیا کہ جب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر راضی ہوں تو تمہیں بھی بلا چون وچرا ان کی امامت پر راضی رہنا چاہئے۔

صحابہ کرام کو حضور ﷺ سے ایسی عقیدت ومحبت تھی کہ بحالت نماز جب انہیں حضور اقدس ﷺ کے روئے زیبا کی جھلک دکھائی دی تو آپ کے دیدار پرانوار کی وجہ سے خوشی ومسرت میں ان کا یہ حال ہوا کہ نماز چھوڑنے ہی کو تھے۔ یعنی ساری توجہ چہرۂ مصطفیٰ کی طرف مرکوز ہوگئی۔

غار اور قبر کا ساتھی

امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل وشرف کی انتہا یہ ہے کہ آپ کو حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ خصوصی اور امتیازی شرف صحبت ومصاحبت حاصل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے رفیق قبر وحشر بھی ہیں اور رفیق غار بھی۔

Scanned with CamScanner

۱-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مسجد میں اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کی سیدھی طرف ابوبکر اور بائیں طرف عمر تھے اور حضور ﷺ دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا

هكذا نبعث يوم القيمة (ترمذی)

قیامت کے دن بھی ہم اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

وہ مزار پرانوار جہاں نور ہے نار نہیں
وہ گلشن سدا بہار جہاں پھول ہے خار نہیں
وہ دارالقرار جہاں یار ہے مار نہیں
وہ حریم شہر یار جہاں رحمت ہے آزار نہیں

دنیا و آخرت کا ساتھی

حضور علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا

انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض (ترمذی)

تم غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہو گے۔

غار میں جو تھے محمد کے شفیق حوض کوثر پر بھی وہ ہوں گے رفیق

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کے دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے ہوتے ہیں۔ فرشتوں میں میرے دو وزیر جبرائیل و میکائیل علیہم السلام ہیں۔

اما وزیر ای من اهل الارض فابو بکر وعمر (ترمذی)

اور اہل زمین میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ادھر جبرئیل و میکائیل سے ہے مشورہ ان کا
ادھر صدیق و فاروق سے ہیں انجمن آرا

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام کے بعد سب سے افضل و برتر حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا كنا نقول و رسول الله صلى الله عليه وسلم حيّ افضل امة النبي صلى الله عليه وسلم بعده ابوبكر ثم عمر ثم عثمان (بخاری، ابوداؤد)

ہم حضور علیہ السلام کے زمانہ میں کسی کو حضرت ابوبکر کے برابر شمار نہیں کرتے تھے۔ ہم حضور ﷺ کی حیات میں یہ کہتے تھے کہ حضور علیہ السلام کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں۔ پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں

چاندنی رات تھی حضور سرور عالم ﷺ حریم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں جلوہ فرما تھے۔ ایسے میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ آسمان کے ستاروں جتنی بھی کسی کی نیکیاں ہیں؟ حضور نے جواب دیا ہاں عمر کی ہیں، عرض کی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کی کیا کیفیت ہے۔ حضور نے فرمایا

جميع حسنات عمر كحسنة واحدة من حسنات ابي بكر

عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح)

جس نے تن من دھن سے کی ہے خدمت خیر الرسل
ہاں وہ ابوبکر فرش و عرش پر ہے جس کا غل

ابوبکر صدیق رضی اللہ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے گزر کر میری امت جنت میں جائے گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میں چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھ لیتا اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اما انك يا ابابكر اوّل من يدخل الجنة من امتي (ابوداؤد، مشکوۃ ص ۵۵۶)

اے ابوبکر میری امت میں سے تو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔

سب سے پہلے داخل جنت جو ہو گا امتی
نام نامی اس کا ہے ابوبکر صدیق نبی

مزاج شناس رسول ﷺ

امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ سرورِ دو عالم ﷺ کے فضل وکمال کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ مزاج شناس رسول ﷺ کے منصب رفیع پر فائز تھے یہی وجہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے ارشادات کے اسرار ومعارف سب سے زیادہ سمجھنے والے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے خواہ وہ دنیا کو اختیار کرے یا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے اسے اختیار کر لے تو اس بندے نے وہ اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حیران تھے کہ ابوبکر کیوں رونے لگے۔ آخر اس میں رونے کی بات ہی کیا ہے؟ لیکن بعد میں معلوم ہوا اس بندے سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات پاک تھی اور اس خطبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کی خبر دی تھی جس کو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے سوائے ابوبکر کوئی نہ سمجھ سکا۔ یعنی صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی کلمات نبوی کی رمز کو سمجھا اور رونے لگے۔

خصوصی شان

وکان ابوبکر اعلمنا فقال یا ابابکر لا تبك ان امن الناس علی فی صحبته و ماله ابوبکر ولو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام و مودۃ لا یبقین فی المسجد باب الاباب ابی بکر
(بخاری)

اور ابوبکر ہم سب میں زیادہ علم رکھتے تھے پھر حضور نے فرمایا ابوبکر مت روؤ تمام لوگوں میں کسی کے مال اور رفاقت کا احسان مجھ پر اتنا نہیں جتنا ابوبکر کا ہے اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا مگر اسلامی محبت و اخوت ہی کافی ہے۔ مسجد کی طرف کسی کا دروازہ باقی نہ رہے مگر اس کو بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔

یہ حدیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دفتر فضائل کا گنجینہ ہے۔

صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ اعلم مانتے اور جانتے تھے۔ خلت سے مراد وہ دوستی ہے جو صرف عبد ومعبود کے درمیان ہو سکتی ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ پوری امت میں صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی لائق خلت تھے۔ مگر میرا خلیل صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

زبان رسالت کے اس اعلان کی عظمت پر غور کیجئے مجھے صدیق کے مال نے جو نفع دیا کسی کے مال نے نہیں دیا۔ حضرت صدیق اکبر کے حق میں حضور علیہ السلام کے یہ کلمات طیبات آپ کے مخلص نیاز مند اور جاں نثار ہونے کی ایسی کھلی ہوئی ڈگری ہے کہ جس کا انکار آفتاب و مہتاب کے انکار کے مترادف ہے۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

آں امن الناس بر مولائے ما
آں کلیم اوّل سینائے ما
ہمت اوکشت ملت راچوں ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پرہیزگاری

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرام سے سوال کیا جو کثرت کے ساتھ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھے من اصبح منکم الیوم صائما آج تم میں سے کس نے (نفلی) روزہ رکھا ہے؟ (ہم جیسے ریاکار پاکستانی ہوتے تو سارے ہی کھڑے ہو جاتے اگرچہ کبھی فرضی بھی نہ رکھا ہو) قال ابوبکر انا ابوبکر صدیق نے عرض کیا میں نے یارسول اللہ حضور نے پوچھا فمن تبع منکم الیوم جنازۃ آج تم میں سے کس نے کسی جنازے میں شرکت کی ہے قال ابوبکر انا ابوبکر نے عرض کیا میں نے۔

آپ نے فرمایا فمن اطعم منکم الیوم مسکینا آج تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ قال ابوبکر انا ابوبکر بولے حضور میں نے۔

حضور نے فرمایا فمن عاد منکم الیوم مریضا آج تم میں سے کس نے کسی مریض

Scanned with CamScanner

کی عیادت (تیمارداری) کی ہے؟ قال ابوبکر انا ابوبکر بولے میں نے۔

پس حضور علیہ السلام نے فرمایا ما اجتمعن فی امرء الا دخل الجنة جس میں یہ خوبیاں ہوں وہ پکا جنتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۷)

اب دو میں سے ایک بات تو ماننا پڑے گی کہ یا تو حضور علیہ السلام نے اپنے علم نبوت سے عظمت صدیق کو ظاہر کرنے کیلئے وہی نیکیاں اور خوبیاں پوچھیں جو صدیق اکبر کر کے آئے تھے اس طرح آپ کا علم غیب ثابت ہوا کہ آپ نے انہی کاموں کے متعلق سوال کئے جو کوئی اور نہ کر کے آیا تھا صرف ابوبکر ہی کر کے آیا تھا محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جانتے ہیں یا پھر صدیق اکبر کی فراست موضانہ تسلیم کرو کہ ان کو پتہ تھا کہ حضور نے آج یہ سوال کرنے ہیں لہٰذا میں یہ کام کر کے جاؤں اور یا پھر تیسری بات یہ کہ کوئی نیکی ایسی نہیں ہے جو ابوبکر میں نہ پائی جاتی ہو۔ الحمدللہ! اہل سنت تو یہ تینوں باتیں مانتے ہیں خدا ہدایت دے نہ ماننے والوں کو کم از کم ایک ایک بات تو وہ بھی مان لیں۔

شان صدیق اکبر بزبان عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو حضرت عمر فاروق رونے لگے اور فرمایا وددت ان عملی کله مثل علمه یوما واحدا من ایامه و لیلة واحدة من لیاله میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری ساری زندگی کی نیکیاں ابوبکر صدیق کی ایک دن رات کی نیکیوں کے برابر ہو جائیں آگے چلنے سے پہلے اس بات پر غور کر لیں کہ عمر فاروق کی نیکیاں کتنی ہوں گی اس کا انداز اس حدیث سے لگایا جائے جس کو امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اتانی جبرائیل یوما فقلت له یا جبرائیل حدثنی بفضائل عمر فی السماء قال لو لبثت و حدثتك بفضائل عمر فی السماء ما لبث نوح فی قومه الف سنة الا خمسین عاما ما نفدت فضائل عمر

(بحوالہ حضرات القدس ص ۶۰ ج ۲ علامہ بدرالدین سرہندی علیہ الرحمتہ)

میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام آئے تو میں نے ان سے کہا ''اے جبرائیل مجھے حضرت عمر کے آسمانی فضائل سنا'' تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے اگر اتنا وقت ملے کہ جتنی دیر نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے یعنی ساڑھے نوسو سال اور میں بیان کرتا رہوں تو عمر فاروق کے وہ فضائل جن کا شہرہ آسمان پر ہے وہ ختم نہیں ہو سکتے۔

جس عمر کی آسمانی شان یہ ہے اس کی زمین والی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے کیونکہ آپ تو حضور علیہ السلام کے زمین کے وزیر ہیں اپنے علاقہ وزارت میں وزیر کی شان دوسرے علاقے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ یہ عمر اس زبان سے ابوبکر کے فضائل بیان فرما رہے ہیں جس کے بارے میں وما ینطق عن الھوی کی زبان والے آقائے دو جہاں کا ارشاد ہے ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر و قلبه (رواہ الترمذی) و فی روایة ابی داؤد عن ابی ذر قال ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول به اللہ نے عمر کی زبان اور دل پہ حق کو رکھ دیا ہے اور وہ حق ہی بولتے ہیں۔

اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ما کنا نبعد ان السکینة تنطق علی لسان عمر، ہم بعید نہیں سمجھتے تھے اس بات کو کہ ''سکینہ'' عمر کی زبان پہ بولتا ہے۔

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ مشکوٰۃ ص ۵۵۷)

جس کی زبان اور دل پہ حق جاری ہو اور وہ اس حق سے کلام کرے جس کی زبان پہ سکینہ (دلوں کے سکون والا کلام) جاری ہو وہ عمر جس کی تعریف کرے اس کے ممدوح کا کیا مقام ہوگا

اب اس کے بعد معنون حدیث کی طرف آئیے کہ وہ کون سا دن ہے اور وہ کون سی رات ہے کہ عمر فاروق خواہش کرتے تھے کہ میری ساری عمر کی نیکیاں اس ایک دن رات کی طرح ہو جائیں چنانچہ فرمایا:

اما لیلته فلیلة سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی الغار رات وہ رات ہے کہ جس رات حضرت ابوبکر حضور علیہ السلام کے ساتھ (سفر ہجرت میں) غار ثور کی طرف گئے اور ابوبکر صدیق نے غار کے پاس جا کر عرض کیا حضور آپ ٹھہریں حتی ادخل قبلك پہلے میں اس (پرانی غار) میں جاتا ہوں فان کان فیه شیء اصابنی دونك اگر

کوئی (نقصان دہ) چیز اس میں ہو تو وہ مجھے تکلیف پہنچا لے آپ کو نہ پہنچائے چنانچہ آپ نے اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخوں کو بند کیا اور دو سوراخ باقی رہ گئے کپڑا ختم ہو گیا فالقمهما رجليه ابوبکر صدیق نے اپنے دونوں پاؤں سوراخوں کے آگے رکھ دیئے اور حضور کی بارگاہ میں عرض کیا ادخل

(آوی جا الم نشرح دے سینے والیا　　آوی جا سوہنے مدینے والا)

حضور علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور ابوبکر صدیق کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما ہو گئے اور صدیق اکبر کے پاؤں میں سانپ نے ڈسنا شروع کر دیا ولم يتحرك مخافة ان يتنبه رسول الله صلى الله عليه وسلم ابوبکر نے حضور علیہ السلام کے آرام کی خاطر حرکت نہ کی۔

مگر صدیق نے پاؤں کو جنبش تک نہ ہونے دی
کہیں آنکھیں نہ کھل جائیں میرے پیارے محمد کی
ڈسا جو سانپ نے تو صدیق نے کہا
سسکی نہیں بھروں گا وفادار نبی ہوں

فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم (درد کی شدت یا حزن کی وجہ سے) صدیق اکبر کی آنکھیں بہنے لگیں اور اشک صدیق رخ والضحیٰ پہ گرے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا مالك يا ابابكر اے ابوبکر کیا ہوا؟ عرض کیا لدغت فداك ابى وامى میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہو جائیں سانپ نے ڈس لیا ہے پس حضور علیہ السلام نے جو لعاب دہن خیبر کے دن علی المرتضیٰ کی دکھتی آنکھوں پر لگایا تھا وہی لعاب مقدس صدیق اکبر کی ایڑی پہ لگا دیا (پھر بھی ملنگ کے نزدیک علی تو حق کا امام ہو جائے اور میرا آقا صدیق کیوں بدنام ہو جائے؟)

فذهب ما يجده درد وغیرہ ختم ہو گئی اگرچہ عند الوفات لوٹ آئی (تاکہ شہادت سری کا مقام بھی مل جائے کیونکہ آقا کی شہادت سری تھی تو غلام کو بھی شہادت سری کا مقام مل گیا) اور یہی زہر صدیق اکبر کی موت کا سبب بنی و كان سبب موته

(اور حضرت عمر نے اپنی ساری زندگی کے دنوں کو جو ابوبکر کی زندگی کے ایک دن جیسا ہونے کی خواہش کی اب اس دن کے بارے خود فرماتے ہیں) واما يومه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم وہ دن جس دن حضور علیہ السلام کا وصال مبارک ہوا کئی عرب قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر کے ارتداد کا ارتکاب کیا تو صدیق اکبر نے فرمایا لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليه اگر ایک رسی بھی (مال زکوٰۃ کی) روک رکھیں گے تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔ میں (عمر) نے عرض کیا نرمی فرمائیے (حالات کچھ اس طرح کے ہو گئے تھے کہ حضور علیہ السلام کا وصال، مسیلمہ کذاب کے ساتھ گھمسان کی جنگ اور اگر ان منکرین زکوٰۃ سے بھی محاذ کھل گیا تو مشکل ہو جائے گی لیکن صدیق اکبر ؓ نے فرمایا اجبار فى الجاهلية و خوار فى الاسلام اے عمر جاہلیت میں تو بڑا بہادر بنتا تھا اب اسلام میں کیوں بزدل ہو گیا ہے؟ خبردار انقطع الوحى وتم الدين اينقص وانا حى وحی بند ہو چکی دین مکمل ہو چکا اب میں بھی زندہ ہوں اور دین میں کوئی کمی کر دے؟ (مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

(ایں خیال است و محال است و جنون)

کیا یہ وجوہات اس شرف کیلئے کافی نہیں کہ حضور فرمائیں لا ينبغى لقوم فيهم ابوبكر ان يؤمهم غيره جس قوم میں ابوبکر ہوں اس قوم کو حق نہیں ہے کہ ابوبکر کے علاوہ کسی کو اپنا امام بنائے۔

اور سیدنا علی شیر خدا ؓ ابوبکر ؓ کی اس فضیلت کا یوں اقرار کریں قدمك رسول الله صلى الله عليه وسلم فى امر ديننا فمن الذى يؤخرك فى دنيانا

اے ابوبکر! جب حضور نے تجھے ہمارا دین کا امام بنا دیا ہے تو ہم کیوں نہ تجھے اپنی دنیا کا امام بھی تسلیم کریں یعنی حضرت علی المرتضیٰ تو خلافت بلافصل صدیق کیلئے مان رہے ہیں اور ملنگ کا عقیدہ کس طرف جا رہا ہے؟ جبکہ ہمارا اہل سنت کا عقیدہ ہے خیبر کے دن جس علی کو حضور نے جھنڈا عطا فرمایا وہ بھی حق کا امام ہے اور علی المرتضیٰ کے آقا نے جس صدیق کو مصلی عطا کیا وہ بھی حق کا امام ہے اور پھر اس کے بلافصل ہونے میں کیا شک ہے جو آج بھی اور قیامت تک نبوت کے ساتھ روضہ پاک میں بلافصل لیٹا ہوا ہے اور سرکار نے فرمایا هكذا نبعث يوم

Scanned with CamScanner

القیمة ہم نے اس طرح قیامت کو اٹھنا ہے۔

زندگی میں اور بعد از فوت بھی ہیں ابوبکر و عمر یار نبی
حشر میں بھی وہ اٹھیں گے ایک ساتھ ہو گا ان کے ہاتھ میں دونوں کا ہاتھ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضور علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہونا اور بعد وفات بھی حضور علیہ السلام کی دائمی حضوری کا شرف پانا آپ کے ذوق محبت وعقیدت کی قبولیت اور آپ کے مخلص مسلمان ہونے کی کھلی ہوئی برہان ہے۔

دائمی حضوری کی سعادت

علامہ جامی قدس سرہ العزیز شواہد النبوت میں تحریر فرماتے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقت وفات وصیت فرمائی تھی کہ مرنے کے بعد میرا جنازہ تیار کر کے روضہ اقدس کے سامنے رکھ دینا اور حضور علیہ السلام سے حضور علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیے جانے کی اجازت چاہنا۔ تو اگر روضہ اقدس سے اجازت مرحمت ہو جائے تو مجھے میرے رسول کے پہلو میں دفن کر دینا بصورت دیگر مقابر مسلمین میں لے جانا' جب حضور علیہ السلام سے اجازت طلب کی گئی تو روضہ اقدس سے آواز آئی۔

ادخلوا الحبیب الی الحبیب حبیب کو اس کے حبیب کے پاس پہنچا دو۔

چنانچہ حضور کی صریح اجازت حاصل ہونے کے بعد پہلوئے نبوت میں آپ کو دفن کیا گیا۔

صحابہ جب جنازہ حضرت صدیق کا لائے
چلے آؤ میرے پیارے ندا آئی یہ اندر سے
ترے ذوق محبت کو شرف اللہ نے یہ بخشا
کہ حاصل ہے حضوری دائمی تجھ کو پیمبر کی

حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر کی یہ خصوصیت بھی منفرد حیثیت رکھتی ہے اور اس فضیلت میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس مقدس مٹی سے حضور سرور دوعالم نور مجسم ﷺ کے جسم منور کو بنایا اسی کے قریب کی طیب وطاہر نورانی مٹی سے حضرت ابوبکر صدیق کے جسم اقدس کی ترکیب بھی عمل میں آئی اور یہ عقیدہ خود امام جعفر صادق سے منقول

ہے تو پھر اتنی بات تو منکر شان صداقت کو بھی مان لینی چاہئے اور اس کا انکار بھی کون کر سکتا ہے سوائے ضدی اور حاسد کے

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

اور جب نام نہاد محبان اہل بیت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص کربلا میں امام عالی مقام کی قبر انور کے قرب و جوار میں دفن ہو گیا وہ جنتی ہے تو پھر اس صدیق و فاروق کے بارے میں دوزخی ہونے کا گندا عقیدہ کیوں؟

حسین کی شان زیادہ ہے کہ حسین کے نانا کی؟ تو حریم حسینی کا مدفون جنتی ہے اور حسین کے نانا کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر سونے والے کس اعزاز و اکرام کے مستحق ہوں گے کیونکہ کوئی عام شخصیت نہیں بلکہ

محبوب رب عرش ہیں اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے
سعدین کا قران ہے پہلوئے ماہ میں
جھرمٹ کئے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں جب تین مبارک قبریں میرے حجرے میں بن گئیں تو میری اس خواب کی تعبیر پوری ہو گئی جو میں نے دیکھا تھا کہ تین چاند میرے حجرے میں اتر آئے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة میرے بیت (یعنی قبر مبارک) اور منبر مبارک کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور اسی باغ جنت میں حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کے دونوں مقدس خلیفہ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما بھی آرام فرما ہیں قرب رسول اور معیت رسول کا ایسا عظیم وجلیل اعزاز عالم امکان میں سوائے حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے اور کسی کو بھی حاصل ہے؟

Scanned with CamScanner

نکتۂ افتخار

ایک جنت خدا نے بنائی' جنت تجری من تحتها الانهر ایک جنت مصطفیٰ نے بنائی۔ما بین بیتی و ممبری روضة من ریاض الجنة ہم نے خدا سے جنت کا سوال کیا تو اللہ نے موت کی شرط لگائی۔حساب و کتاب میں کامیابی کی شرط لگائی کہ پہلے مرو گے پھر حساب ہو گا اگر کامیاب ہو گئے تو جنت مل جائے گی ادھر مدینے والے کی آواز آئی آ جاؤ میرے پاس جنت لے لو نہ جان نہ حساب (صاحبزادہ افتخار الحسن کا تقریری نکتہ بعد از کانٹ چھانٹ)

کیا مقدر ہے صدیق و فاروق کا
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے

عجیب بات ہے کہ جس نبی کو اللہ نے جاهد الكفار والمنافقين کا حکم دیا کہ اے پیارے کافروں اور منافقوں سے جہاد کرتے رہو اور جس نبی نے منافقوں کی مسجد کو گرا کر جلا دیا وہ نبی منافقوں (نعوذ باللہ خاک بدہن بدعقیدہ' نقل کفر کفر نہ باشد) چودہ سو سال سے پاس سلائے ہوئے ہے۔

اس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

اور اگر تمہارا نجدیوں کی طرح یہ عقیدہ ہو کہ نبی کر کچھ نہیں سکتا تو خدا نے اپنے حبیب کو یہ صلہ دیا ہے کہ ساری عمر جو نبی خدا کے حکم سے منافقوں سے جہاد کرتا رہا اس خدا نے چودہ سو سال سے اسی اپنے محبوب کے ساتھ منافقوں کی قبریں بنوادیں (لا حول و لا قوة الا بالله العلی العظیم)

کیسا گندہ اور عجیب عقیدہ ہے پھر اس صدیق کے بارے میں کہ اپنی وفات کے وقت خاص حضرت علی المرتضیٰ کو وصیت کر رہا ہے یا علی اذا مت فاغسلنی بیدالتی غسلت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اے علی جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے انہی ہاتھوں سے غسل دینا جن سے تو نے محبوب خدا کو غسل دیا تھا اور میرا جنازہ بھی اٹھا کر چلنا

(جمال الاولیا، ص۲۹)

صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کے خصائص وامتیازات

ہے زمانہ معترف صدیق تیری شان کا
صدیق کا ایقان کا اسلام کا ایمان کا
تجھ سے رونق دین نے پائی عرب میں شام میں
مقتداء ہے تو علی کا بوذر و سلمان کا

حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ابتداء ہی سے شرک و کفر کی آلائشوں سے دور و نفور رہے ہیں۔آپ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا۔چار برس کی عمر میں آپ کے والد ابو قحافہ آپ کو بت خانہ لے گئے اور کہا ''یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا'' انہیں سجدہ کرو اس پر آپ نے بت کو مخاطب کر کے فرمایا:

''میں بھوکا ہوں' مجھے کھانا دے' میں ننگا ہوں' مجھے کپڑا دے' (اور جب کوئی جواب نہ آیا تو فرمایا) میں تجھے پتھر مارتا ہوں' اگر خدا ہے تو پھر اپنے آپ کو بچا لے''

وہ بت بھلا کیا جواب دیتے' آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خداداد کی تاب نہ لا سکا۔باپ نے یہ حالت دیکھی تو بہت غصہ آیا اس نے تھپڑ رخسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں ام الخیر رضی اللہ عنہا کے پاس لے آیا۔سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا! اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی۔

یا امة الله بالتحقيق ابشرى بالولد العتيق اسمه فى السماء صديق لمحمد صاحب و رفيق

اے اللہ کی سچی لونڈی! تجھے مژدہ ہو' اس آزاد بچے کا' آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کا یار و رفیق ہے۔

یہ واقعہ خود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی موجودگی میں صحابہ کرام کو سنایا جبکہ ہر کوئی زمانہ جاہلیت والا اپنا اپنا حال بیان کر رہا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں:

فلما انقضى كلام ابى بكر رضى الله عنه نزل جبريل على رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال صدق ابوبکر و صدقہ ثلاث مرات (ارشاد الساری شرح بخاری للقسطلانی ص ۶-۷)

جب ابوبکر صدیق بات پوری کر چکے تو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر تین مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق کے بیان کئے ہوئے واقعہ کی تصدیق کی۔

صادق و صدیق میں فرق

الصدیق فعیل مبالغة فی الصدق و هو کثیر الصدق صدیق فعیل کے وزن پہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ وقیل الذی لم یکذب قط بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ صدیق وہ ہوتا ہے جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو (ارشاد الساری ص ۱۸۷ ج ۶)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صادق وہ ہوتا ہے جو واقعہ کے مطابق بات کرے اور صدیق وہ ہوتا ہے کہ واقعہ اس کی بات کے مطابق ہو جائے یعنی جس طرح اس کی زبان سے نکل جائے اللہ تعالیٰ اس کی زبان کی لاج رکھنے کیلئے اسی طرح کر دے۔

یہ مفہوم رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی اللہ لا برہ (مسلم شریف) سے مستفاد ہو سکتا ہے۔

ایک نکتہ

مولائے روم فرماتے ہیں

چوں نہ بد بوجہل از اصحاب درد
دید صد شق القمر باور نہ کرد

یہ تو ابوجہل نے اپنی آنکھوں سے دوبار چاند کو ٹوٹتے ہوتے دیکھا اگر سو بار بھی دیکھ لیتا تو یقین و تسلیم نہ کرتا کیونکہ وہ اصحاب درد میں سے نہیں تھا مگر دوسری طرف ہمارے آقا صدیق اکبر کی حالت یہ ہے کہ

چوں ابوبکر از محمد یافت دیں
گفت ھذا لیس وجہ کاذبیں

ابوبکر نے حضور اقدس ﷺ کا چہرۂ انور دیکھتے ہی کہہ دیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ ہر ناک خوشبو سونگھنے کے قابل نہیں، ہر دل میں محبوبِ خدا کی محبت نہیں سما سکتی ابوجہل کے دل کی زمین غلیظ تھی سب کچھ دیکھ کر بھی والیل اذا یغشی کا مصداق بن گیا اور صدیق اکبر کے دل کی زمین پاک صاف اور محبت یار کے قابل تھی صرف خواب دیکھ کر ایمان لے آیا اور والنہار اذا تجلی کا مصداق بن گیا۔ ثابت ہوا کہ ابوجہل کو انکار کیلئے بنایا اور صدیق کو اللہ نے اپنے یار کیلئے بنایا۔

مہ فشاند نور سگ وع وع کند
ہر کسے بد خلقتے خود می کند

چاند نور تقسیم کرتا ہے اور کتے اس کو دیکھ کر بھونکتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی طبیعت کے مطابق ہی کام کرتا ہے اور اپنی عادت پر مجبور ہوتا ہے اس میں کس کو شک ہے کہ چاند صحیح کر رہا ہے اور اس کو بھونکنے والا اغلاط کر رہا ہے۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس شان سے کہ تلوار میان سے باہر کی اور اعلان کیا قم یا خلیفة رسول اللہ قد ملک رسول اللہ فمن ذالذی یوخرک اے رسول اللہ کے خلیفے اٹھ (اور بیعت لے) جب رسول اللہ نے تجھے آگے کیا ہے تو (میں دیکھتا ہوں) کون تجھے پیچھے کرتا ہے (یہ ثقیفہ بنی ساعدہ کا واقعہ ہے اور اس کو علم عقائد کی کتاب التمہید فی بیان التوحید کے اندر ابوشکور سالمی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے جو کہ مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویری علیہ الرحمۃ کے ہمعصر ہوئے ہیں) خدا کی شان دیکھو کہ شیر خدا کا تو یہ کردار ہے اور آج ان کا ملنگ کس سمت جا رہا ہے چلو! اس بد بخت کے اس رویے سے صدیق کی شان میں کیا فرق پڑ سکتا ہے' کیونکہ

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت بایداز وے رو متاب

انگوٹھی پہ نام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر جلد اوّل میں اور علامہ امام عبدالرحمٰن صفوری

Scanned with CamScanner

نزہۃ المجالس میں یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم دفع خاتم الی ابی بکر وقال اکتب لا اله الا اللّٰہ فدفعه ابوبکر ؓ الی النقاش وقال اکتب علیه لا اله الا محمد رسول اللّٰہ فلما جاء به ابوبکر الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وجد علیه لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ابوبکر الصدیق فقال ماهذه الزیادة یا ابوبکر فقال مارضیت ان افرق اسمك عن اسم اللّٰہ واما الباقی فما قلته فنزل جبرئیل وقال ان اللّٰہ تعالٰی یقول انی کتبت اسم ابی بکر لانه مارضی ان یفرق اسمك عن اسمی فانا مارضیت ان فرق اسمه عن اسمك

(نزہۃ المجالس ص ۱۰۵)

تحقیق نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ابوبکر صدیق ؓ کو اپنی انگوٹھی مبارک دی اور فرمایا اس پر لا الٰہ الا اللہ لکھوالاؤ صدیق اکبر نقاش کے پاس گئے اور اس کو کہا کہ اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دو اس نے لکھ دیا آپ وہ انگوٹھی لے کر بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے انگوٹھی کو دیکھ کر فرمایا ابوبکر یہ زیادتی کیسی؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میرا دل اس بات پر راضی نہ ہوا کہ آپ کا نام اقدس خدا کے نام مبارک سے جدا ہوئے آپ کا نام میں نے اس لئے لکھوالیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو یہ تمہارا نام کس نے لکھ دیا ہے؟ عرض کیا یہ تو میں نے نہیں لکھوایا پھر جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اللہ فرماتا ہے کہ ابوبکر ؓ نے آپ کا نام ہمارے نام سے جدا کرنا مناسب نہ جانا تو ہم نے ابوبکر کا نام آپ کے نام سے جدا ہونا مناسب نہ جانا لہٰذا ابوبکر الصدیق کا نام تو ہم نے خود لکھا ہے۔

بصیرت صدیق اکبر ؓ

حضرت عائشہ صدیقہ ؓا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے مجھے بیس وسق یعنی ساٹھ صاع تقریباً پانچ من کھجوریں جو درختوں پر لگی تھیں ہبہ کیں اور اپنے انتقال سے پہلے ہی فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی! مال و دولت کے باب میں مجھے تم سے زیادہ کوئی پیارا نہیں اور

مجھے تمہاری حاجت مندی بھی پسند نہیں ہے لاریب بیس وسق کھجوریں میں نے تمہیں ہبہ کی تھیں اگر تم نے انہیں توڑ کر اکٹھا کر لیا ہوتا تو وہ تمہاری مملوکہ ہو جائیں لیکن اب وہ تمام وارثوں کا مال ہے جس میں

وانما هوا خواك واختاك فاقتسموه علی کتب اللّٰہ بایت اللّٰہ (قلت له) لو کان کذا و کذا لترکته انما هی اسماء (فاین) الاخری قال ذوبطن ابنة خارجة اذها جارية واخرجه ابن سعد وقال فی اخره قال ذات بطن ابنة خارجة فاستوصی بها خیرا فولدت ام کلثوم

(الاستیعاب)

تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں شریک ہیں اس کو تم قرآن کے حکم کے مطابق تقسیم کراو حضرت عائشہ ؓا نے عرض کیا ابا جان! اگر بہت زیادہ ہوتیں تب بھی میں اس ہبہ سے دست بردار ہو جاتی لیکن یہ تو فرمائیے میری بہن تو صرف اسماء ہے یہ دوسری بہن کون ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے جواب دیا کہ بنت خارجہ (میری موجودہ بیوی) کے پیٹ سے مجھے لڑکی دکھائی دے رہی ہے ابن سعد نے یہ واقعہ اس طرح روایت کیا کہ بنت خارجہ کے پیٹ کی لڑکی کو میرے دل پر القاء کیا گیا یعنی میری بیوی بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے پس میری نصیحت وصیت کو قبول کر۔ بالآخر جناب سیدہ ام کلثوم ؓا پیدا ہوئیں۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے تقسیم میراث کی وصیت فرمائی اور اپنی بیوی بنت خارجہ کے بطن سے جو اولاد بعد از انتقال پیدا ہوئی تھی اس کی خبر بھی دی اس سے معلوم ہوا آپ علوم باطنی یعنی علم مافی الارحام کو بھی بعطائے الٰہی جانتے تھے جبھی تو آپ نے لڑکی پیدا ہونے کی بشارت فرما دی اور چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غلاموں کو مافی الارحام ہوسکتا ہے تو ان کے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیسے مافی الارحام کا علم نہیں ہوسکتا یقیناً بلاشبہ ہے

Scanned with CamScanner

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

خدمت خلق اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک بے آسرا عورت تھی میں اس کے گھر گیا تا کہ اس کے گھر کا کام کاج کر آؤں اور میں دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ابوبکر صدیق اس کے گھر کے برتن دھو رہے تھے (اور اس طرح کے کئی واقعات ہوئے)۔

عمر فاروق نے عرض کیا اے ابوبکر پیچھے ہو جایئے یہ کام میں کرتا ہوں آپ تو امیر المومنین ہیں فرمایا **سید القوم خادمھم**

آج کوئی چند دن کیلئے وزیر بن جائے تو اتنا کچھ جمع کر لیتا ہے یا ہو جاتا ہے کہ نسلوں سے بھی ختم نہیں ہوتا' کروڑوں کے بنگلے' گاڑیاں' فیکٹریاں اور پتہ نہیں کیا کیا بن جاتا ہے لیکن نصف یورپ کے برابر علاقے کا فرمانروا ایک دن خلیفہ بنتا ہے تو دوسرے دن کندھوں پر کپڑا اٹھا کر بیچنے چل پڑتا ہے اور لوگوں کی حیرانگی دیکھ کر کہتا ہے کہ کیا میں اس حکومت کے نشے میں نکما ہو کر بیٹھ جاؤں اور اپنا کام بھی چھوڑ دوں۔ آخر ساتھیوں کے مجبور کرنے اور حکومتی ذمہ داریوں میں مصروفیت کی وجہ سے کام چھوڑنا ہی پڑا لیکن جو تنخواہ مقرر ہوئی بمعہ الاؤنس وہ کل یہ تھی سردیوں گرمیوں میں ایک ایک سوٹ وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ پہلا جمع کروائیں گے تو دوسرا ملے گا اور بس دال روٹی کا خرچہ اور فرمایا کہ پہلے میں اپنا کاروبار کرتا تھا اور اپنے اخراجات پورے کر لیتا تھا اب چونکہ میں مسلمانوں کا حکمران بن کر ان کا خادم بنا دیا گیا ہوں اس لئے اس تنخواہ کا حق دار بھی ہو گیا ہوں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ملک فتح کیے اور دیکھتے ہی دیکھتے کئی لاکھ مربع میل پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت کیسے پھیل گئی؟ اس لئے کہ ابوبکر صدیق نے تمام رکاوٹیں ختم کر کے راستہ ہموار کر دیا تھا۔ سڑک صاف ہو تو ایک گھنٹے میں سو میل کا سفر بھی ہو سکتا ہے اور اگر ایک میل میں سو کھڈے ہوں تو ہو سکتا ہے ایک گھنٹے میں ایک میل بھی نہ ہو سکے۔

بڑے بڑے عوام کے بے لوث خدمتگار بننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہی لوگ منتخب ہو کر

بھیڑیے ثابت ہوتے ہیں اور اس قوم کا خون چوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ ابوبکر کی سوا دو سال حکومت کے دور میں آپ کے کل ذاتی خرچے کا جب حساب کیا گیا تو کل آٹھ ہزار کی رقم بنی (جو ہمارے حکمرانوں کا ایک دن بلکہ آدھے دن کا عیش و عشرت کا سامان بھی نہیں) لیکن ابوبکر صدیق نے اپنی وفات سے پہلے اپنی ساری ذاتی جائیداد بیچ کر بیت المال میں آٹھ ہزار جمع کرا دیا اور اپنی ساری اولاد و اہل و عیال کیلئے صرف پانچ من کھجوروں کی کل جائیداد چھوڑی جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔

بلا خلاف ہوئی ہے خلافت صدیق　　باتفاق ہے ثابت امارت صدیق
اشارہ کرتی ہیں آیات اور حدیثیں خود　　کہ حق ہے بہر خلافت اقامت صدیق
رسول پاک نے اصحاب سے یہ فرمایا　　ہمارے بعد میں کرنا اطاعت صدیق
حبیب حق نے یہ فرمایا ایک عورت سے　　کہ میرے بعد میں ہو گی خلافت صدیق
نبی نے آل واصحاب سب کے ہوتے ہوئے　　خود اپنے آپ کی قائم امامت صدیق
بہت امور ہوئے حل اسی امامت سے　　کہ ثابت اک تو ہوئی افضلیت صدیق
یہی احق خلافت کی اک دلیل ہے صاف　　یہی ثبوت ہے بہر امارت صدیق
اسے دلیل بنایا جناب حیدر نے　　قبول کر لی اسی دن اطاعت صدیق
مہاجرین نے انصار و اہل عترت نے　　اسی بنا پہ تو کی سب نے بیعت صدیق
یہ طے کیا ہے عقیدہ تمام امت نے　　نبی کے بعد خلیفہ ہیں حضرت صدیق
مخالفین خلافت سے کہہ دے اے اجمل
کہ ہے علی کی عداوت عداوت صدیق (رضی اللہ عنہ)

تکبر سے دور اور عجز کا پیکر

ایک مرتبہ اللہ کے محبوب علیہ السلام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ **من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ** کہ جو شخص اپنی چادر تکبر سے گھسیٹ کر چلتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بے قرار ہو کر عرض کیا آقا مجھ سے غیر اختیاری طور پر کئی بار ایسا ہو جاتا ہے کہ چادر زمین پر گھسیٹ جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے اپنے یار کی خوف خدا کی حالت دیکھی اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا انک لست تصنع ذلک خیلاء اے پیارے صدیق! تو کوئی تکبر کی وجہ سے تھوڑا کرتا ہے (یعنی تجھے تکبر سے کیا کام تو تو سراپا عجز و نیاز ہے) (بخاری ص ۵۱۷ ج ۱)

خاص اس سابق سیر قرب خدا — اوحد کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفاء — عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام
(اعلیٰ حضرت)

عکس خصالِ مصطفوی

جناب امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل امت ہونے کی سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ آپ کا سینہ حضور علیہ السلام کے علم و فضل کا خزینہ تھا اور آپ حضور علیہ السلام کے علم و عرفان کے مظہر اتم تھے۔ اللہ عزوجل نے حضور علیہ السلام کے سینہ اقدس میں حقائق و معارف کی جو مشعلیں روشن فرمائی تھیں۔ حضور علیہ السلام نے انہیں سینہ صدیق میں ودیعت فرما دیا تھا۔ غالباً حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ العزیز نے اس مضمون کی حدیث کو یوں نظم فرمایا ہے۔

ہر چہ حق از بارگاہ کبریا — ریخت در صدر شریف مصطفیٰ
آں ہمہ در سینۂ صدیق ریخت — لاجرم لابد ازو تحقیق ریخت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سینہ کا نبوی علم و عرفان کا جلوہ گاہ ہونا آپ کے افضل امت ہونے کی واضح دلیل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لم یفضلکم ابوبکر بکثرۃ صلاتہ ولا بکثرۃ صیامہ وانما ھو شیء وقرفی قلبہ (مجالس المومنین ص ۸۹)

کثرت صوم و صلوٰۃ کے باعث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تم پر فضیلت نہیں بلکہ ایک خاص چیز کی وجہ سے فضیلت ہے جو خاص طور پر ان کے دل میں ڈالی گئی ہے۔

آئینۂ جمال و کمال مصطفوی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے کئی ایسی صفات رکھیں جو کہ حیرت انگیز طریقے سے غیر اختیاری طور پر نبی اکرم ﷺ کی صفات عالیہ کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں۔ ایسا توافق اور تناسب اتفاقی نہیں ہو سکتا۔ اس کی چند مثالیں اشارتاً پیش کی جا رہی ہیں اس ضمن میں پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس راز سے یہ کہہ کر پردہ ہٹایا کہ اے ابوبکر تیری شان تو یہ ہے کہ انت اشبھم برسول اللہ ھدیا و سمتا و رحمۃ و فضلاً (ازالۃ الخفاء) تو تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر حضور علیہ السلام کے ساتھ ہدایت، عادات، رحمت و فضل میں مشابہت رکھتا تھا۔ سفر ہجرت میں (جس کا ذکر آگے تفصیل سے آ رہا ہے) اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے سر انور پر اپنی چادر کا سایہ کر دیا تاکہ اس مشابہت کی وجہ سے لوگ کہیں غلام و آقا کے درمیان شبہ کا شکار نہ ہو جائیں کیونکہ آقا علیہ السلام کے جلووں نے صرف صدیق اکبر کا باطن ہی نہ بدلا بلکہ ظاہر بھی توجہ اتحادی کی وجہ سے نبوت کے رنگ میں ڈھل گیا۔ فعرف الناس رسول اللہ (بخاری باب الہجرت)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت صدیق با پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات گویا ہم خانہ است اگر تفاوت است بعلو و سفل است۔ صداقت و نبوت ہم خانہ ہیں فرق صرف فضیلت و عدم فضیلت کا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا انا و ابوبکر و عمر خلقنا من تربۃ واحدۃ و فیھا ندفن میں، ابوبکر اور عمر ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہیں اور ہم اسی ایک ہی مٹی میں دفن ہوں گے۔ زمانہ آج تک اور قیامت تک اس فرمان کی صداقت کا نظارہ کرتا رہے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے حضور علیہ السلام کی مخالفت ہو یا حضور علیہ السلام کو اس سے تکلیف ہوئی ہو۔ اس کا اعلان حضور علیہ السلام نے حجۃ الوداع سے واپسی پر برسر منبر فرمایا یاایھا الناس ان ابابکر لم یسؤنی قط اے لوگوں سن لو! میرے صدیق نے کبھی میرا دل نہیں دکھایا۔ (ازالۃ الخفاء)

Scanned with CamScanner

منعکس در وے ہمہ خوئے رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اس کا صلہ ابوبکر کو یہ عطا کیا کہ عمل و کردار، سیرت و صورت، طہارت و پاکیزگی، عادات و صفات، خصائل و شمائل، اخلاق و مزاج میں یکسانیت پیدا فرمادی۔ عقل انسانی یہ سمجھے سے قاصر ہے کہ وحدت طینت سے وحدت حالات و سوانح تک میں ہم آہنگی کیسے پیدا ہوگئی کہ نبی و صدیق، دونوں کی صاحبزادیاں تنگدستی کی زندگی گزار رہی ہیں۔ دونوں اپنے گھر کا کام خود فرمارہے ہیں اور کوئی خادمہ دونوں گھروں میں نہیں ہے۔ دونوں کے نواسے شہادت پائیں اور وجہ بھی ایک ہی ہو بلکہ جس بے دردی کے ساتھ نواسہ رسول کو شہید کیا جائے اسی ظلم کے ساتھ نواسہ صدیق (عبداللہ بن زبیر) کو شہید کیا جائے اور ان کی شہادت سے پہلے اعزہ و اقرباء کو شہید کیا جائے اور دونوں کو شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا جائے اور دونوں کی لاشیں سربریدہ تین دن بے گوروکفن پڑی رہیں۔

پھر نبی و صدیق، ہر دو شہادت خفی سے مشرف ہوں۔ دونوں زہر کے اثر سے شہید ہوں، دونوں کو یہودی زہر دیں۔ دونوں کو کھانے میں زہر دیا جائے۔ دونوں کے ساتھ دیگر افراد بھی شہید ہوں۔ دونوں کے ساتھیوں پر زہر جلدی اثر کرے جس سے وہ شہید ہو جائیں اور نبی و صدیق میں زہر سریع التاثیر نہ ہو بلکہ اسی اثر سے کئی سال بعد دونوں کی شہادت ہو۔ اب اصل مطلب کی طرف آتے ہیں۔

اخلاق و عادات، شمائل و خصائل

آغاز وحی کے وقت جب حضور علیہ السلام پہ گھبراہٹ طاری ہوئی تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر حضور کو تسلی دی۔ **انک لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق** (آپ کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے کیونکہ) آپ تو صلہ رحمی کرنے والے، کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے، محتاجوں کی مدد کرنے والے، مہمان نواز اور مصیبتوں میں بھی حق کی حمایت کرنے والے ہیں۔

(بخاری شریف باب بدء الوحی)

بالکل یہی الفاظ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کے متعلق کہے۔ **انک تکسب**

المعدوم و تصل الرحم و تحمل الکل و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق (بخاری: باب الہجرت)

غور فرمائیں متکلم مختلف ہیں ایک خدیجۃ الکبریٰ ہیں جو ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں دوسرا مشرکین مکہ کا رئیس ہے۔ اوقات جدا جدا ہیں حضرت خدیجہ آغاز وحی پر فرمارہی ہیں اور ابن ابن الدغنہ قرب ہجرت کے موقع پر کہہ رہا ہے یعنی بارہ سال بعد۔ شخصیات مختلف ہیں جن کے بارے میں الفاظ ایک ہی طرح کے کہے جارہے ہیں۔

رأفت ورحمت

قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کا رؤف و رحیم ہونا بیان کیا گیا **وبالمؤمنین رء وف رحیم**

تو سیدنا صدیق اکبر کو ان کی رحمت و رافت کی وجہ سے اواہ یعنی نرم دل قرار دیا گیا (طبقات ابن سعد ص۱۷۱ ج۳) اور آپ کے بارے میں حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل ارشادات انہی صفات پر دلالت کررہے ہیں **ارء ف امتی بامتی ابوبکر ارحم امتی بامتی ابوبکر**

(ازالۃ الخلفاء)

غیرت وحمیت

حضور علیہ السلام نے اپنے بارے ارشاد فرمایا **انا اغیر منه** میں اس (سعد بن عبادہ) سے زیادہ غیرت مند ہو (صحیح مسلم کتاب اللعان ص۴۹۱ ج۱)

اور طبقات ابن سعد ص۱۷۶ ج۳ پہ ہے **کان اغیر هذه الامة بعد نبیها ابوبکر** اس امت میں حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر سب سے زیادہ غیرت مند ہیں۔

جسمانی خوشبو

کئی احادیث میں ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام کے جسم اقدس سے قدرتی طور پر بے مثال قسم کی خوشبو آتی تھی چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں **ولا شممت مسکا ولا عنبرة اطیب من رائحة النبی صلی اللہ علیه وسلم** (مشکوٰۃ) میں نے کوئی عنبر اور مشک حضور علیہ

السلام کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہ سونگھا۔

حضرت انس کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کا پسینہ مبارک شیشی میں جمع کررہی تھیں اور جب ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کررہی ہیں تو انہوں نے فرمایا ہم اس پسینے کو اپنی خوشبوؤں میں ملاتے ہیں وھو من اطیب الطیب (مشکوۃ) آپ کا پسینہ مبارک تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

جس راستے سے حضور علیہ السلام گزرتے لوگ آپ کے پسینے کی خوشبو سے پہچان لیتے کہ آپ اس طرف سے گزر کر گئے ہیں۔ من طیب عرقه او قال من ریح عرقه عن جابر (مشکوۃ)

اس وصف میں حضرت ابوبکر صدیق کی حضور علیہ السلام کے ساتھ حیرت انگیز مماثلت و مشابہت ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لقد کان ریح ابی بکر اطیب من ریح المسك (تاریخ الخلفاء فصل فیما ورد من کلام الصحابہ فی فضلہ)

سیدنا صدیق اکبر (کے جسم پاک) کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بڑھ کر تھی۔

جس چمن وچ یار میرے جا کے زلفاں کھولیاں
لے چلی باد صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

شعر و شاعری سے دوری

پورا عرب جس طرح شعر و شاعری کے نغموں اور زمزموں سے گونج رہا تھا شاید ہی کوئی شخص ہو جو اس سے متاثر نہ ہوا ہے لیکن جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کا دامن اس سر دردی سے محفوظ رکھا (وما علمنه الشعر وما ینبغی له. سورۂ یٰسین) حضرت ابوبکر صدیق بھی اس سے بچے ہوئے تھے چنانچہ تاریخ الخلفاء میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں واللہ ما قال ابوبکر شعرا قط فی الجاهلية و الاسلام قسم بخدا حضرت ابوبکر نے نہ کبھی اسلام لانے سے پہلے شعر کہا اور نہ بعد میں۔

جس طرح کبھی موزون کلام بے ساختہ حضور علیہ السلام کی زبان پر جاری ہو جاتا جس طرح غزوۂ احزاب کے موقع پر آپ نے صحابہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا۔

اللھم انه لاخیر الاخیر الاخره — فبارك فی الانصار والمهاجره
اللھم ان العیش عیش الاخره — فاغفر الانصار والمهاجره

یا ایک موقع پر فرمایا:

انا النبی لا کذب — انا ابن عبدالمطلب

(بخاری کتاب المغازی)

طہارت ونفاست

یہ خوبی حضرت ابوبکر صدیق میں بدرجہ اتم دیکھئے کہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت امام حسین کو (اور ایک بار امام حسن کو بھی ایسا ہی کیا) بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھ کر گود میں اٹھالیا اور فرمایا وبابی شبه النبی ولیس شبها بعلی وعلی یضحك اور جناب علی دیکھو مسکرا رہے تھے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۰) لبس شبیها بعلی میرا باپ تجھ پر فدا ہو جائے تو تو نبی سے مشابہ ہے نہ کہ علی سے۔ (مسند احمد ص ۸ ج ۱)

طہارت ونفاست

اللہ کے محبوب علیہ السلام انتہائی نفیس الطبع اور صفائی پسند تھے بمطابق ارشاد باری تعالیٰ وثیابك فطهر والرجز فاهجر (المدثر) چنانچہ غزوہ احد کے موقع پر شدید زخمی اور سخت ضرورت ہونے کے باوجود آپ نے پانی صرف اس لئے نہ پیا کہ صاف نہ تھا۔

یہی حال صدیق اکبر کا تھا کہ دوران سفر ہجرت جب آپ نے ایک چرواہے کو بکریوں کا دودھ دوہنے کیلئے کہا اور فرمایا بکری کے تھنوں کو صاف کر لینا اور پھر اپنے ہاتھ صاف کر کے دودھ دوہنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت صدیق نے وہ دودھ کپڑے سے ڈھانپا اور محبوب خدا کی بارگاہ میں لے آئے۔ (بخاری باب بدء الخلق)

کافروں کا ظلم وستم

اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں جس طرح محبوب خدا کو طائف کے بازاروں میں پتھر مارے گئے' لہولہان کیا گیا' دھکے دیئے گئے اور اتنا ستایا گیا کہ کبھی آپ بے ہوش ہو

جاتے (جس کا مفصل حال میں نے اپنی کتاب شان مصطفیٰ میں لکھا۔)

اسی طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حال ہوا جب عقبہ بن ابی معیط نے حضور علیہ السلام کے گلے میں چادر ڈال کر کھینچا تو آپ کا دم گھٹنے لگا' حضرت ابوبکر صدیق دوڑ کر آئے اور اپنے نبی کا دفاع کیا تو کافروں نے آپ کو اتنا مارا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں اس سے زیادہ سخت منظر کافروں کی طرف سے میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اسی طرح ایک مرتبہ کافروں نے حضور علیہ السلام کو اس قدر مارا حتّٰی غشی علیہ آپ ﷺ بے ہوش ہو گئے اور ابوبکر صدیق کی حالت یہ تھی کہ وطئ ابوبکر و ضرب ضربا شدیدا آپ کو پیروں تلے روندا گیا اور بہت سخت مارا گیا۔ (ازالۃ الخلفاء)

ریاض النضرہ میں ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق نے خطاب کیا وکان اوّل خطیب دعا الی اللہ عزوجل والی رسولہ اور آپ اسلام میں پہلے خطیب تھے جس نے لوگوں کو اللہ ورسول کی طرف بلایا۔ کافر آپ پر ہر طرح سے ٹوٹ پڑے آپ لہولہان ہو گئے آپ کے قبیلے والے آپ کو اٹھا کر لے گئے۔ آپ بے ہوش تھے جب ہوش آتا تو سب سے پہلا سوال یہ کرتے مافعل رسول اللہ حضور کا کیا حال ہے اس وقت تک پوچھتے رہے تا آنکہ آپ کو حضور کی بارگاہ میں لے جایا گیا۔ ام جمیل اور آپ کی والدہ دونوں سہارا دے کر رات کے سناٹے میں بارگاہ رسالت میں لے گئیں یتکی علیھما حتی ادخلتا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانکب علیہ فقبلہ وانکب علیہ المسلمون حضرت ابوبکر حضور علیہ السلام پر جھک گئے اور آپ کے بوسے لینے لگے تو تمام مسلمان ابوبکر صدیق پر جھک گئے۔ وکان اسلام حمزہ یوم ضرب ابوبکر اسی دن حضرت حمزہ ایمان لائے۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے گھر والوں کو فرمایا واللہ لا اذوق طعاما و شرابا قسم بخدا جب تک میں اپنے نبی کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔

عزم وہمت' استقامت وتوکل

نبی اکرم علیہ السلام پر کافروں نے ایسے ایسے ظلم ڈھائے' پیشکشیں کیں کہ دعوت وتبلیغ کا

کام چھوڑ دیا جائے مگر آپ نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ لا قاتلھم علی امری حتی........ (بخاری)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان سے دین کیلئے لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو جائے یا اللہ اپنا دین غالب فرما دے۔

ایک موقع پر فرمایا واللہ لو وضعوا الشمس فی یمینی والقمر فی یساری علی اترك هذا الامر ما تركته حتی یظهره الله او اهلك فیه

(سیرت حلبیہ ص ۲۲۳ ج ۱' ابن ہشام ص ۲۶۲ ج ۱)

بخدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھ دیں اس شرط پر کہ میں دین کا کام چھوڑ دوں تو کبھی نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو غالب کر دے یا میں ہلاک ہو جاؤں۔

ان صفات میں حضرت ابوبکر صدیق کا مانعین زکوٰۃ کے بارے میں کردار آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ آپ اکیلے ہی تلوار لے کر چل پڑے اور عمر فاروق کو فرمایا! تو جاہلیت میں تو بڑا بہادر تھا اسلام میں آ کر تو کیوں اتنا کمزور ہو گیا ہے چنانچہ تمام صحابہ کرام نے بھی ابوبکر کے موقف کو تسلیم کیا فلم یجدوا بدا من الخروج سوائے جہاد کے کوئی چارا نہ دیکھا۔ (ازالۃ الخفاء)

ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں: ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکر قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اھل الردۃ

ابوبکر سے بڑھ کر بعد الانبیاء کوئی بھی افضل نہیں ہے آپ نے مرتدین کے خلاف وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد ابوبکر پر وہ مصیبت آئی کہ اگر پہاڑ پر آتی تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا' نفاق پھیل گیا' قبائل مرتد ہو گئے۔ فواللہ ما اختلفوا فی نقطۃ الاطار ابی بس اللہ کی قسم! اگر کسی نے دین کے ایک نقطے میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد اس (نقطے) کو بچانے کیلئے میدان عمل میں کود پڑے (ازالۃ

الخلفاء) جیش اسامہ کی مثال اس سلسلہ میں کافی ہے کہ اس نازک مرحلہ پر سب لوگوں نے لشکر نہ بھیجنے کا مشورہ دیا مگر آپ نے فرمایا

واللہ لئن تخطفنی الطیرا حب الی من ان ابدأ بشیء قبل امر رسول اللہ فبعثه ۔

خدا کی قسم اگر پرندے بھی مجھے نوچ لیں تب بھی میں حضور علیہ السلام کے حکم میں کوئی تبدیلی نہ کروں گا۔

حضرت اسامہ کی امارت کے بارے میں استقامت

حضرت عمر کو آپ نے ڈانٹ کر فرمایا: اسامہ کو حضور نے امیر لشکر مقرر فرمایا ہے میری کیا مجال کو اس کو بدلوں۔

اسی استقامت کے سبب صحابہ کرام فرماتے ہیں والذی لا الہ الا ھو لولا ان ابابکر استخلف ما عبداللہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی قسم اگر حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت کا سلسلہ جاری نہ رہ سکتا۔ (تاریخ الخلفاء)

آپ نے برملا طور پر حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا اگر میں مارا بھی جاؤں تو صرف ایک بندہ ہی مارا جائے گا پوری امت تو ہلاک نہ ہوگی لیکن خدانخواستہ اگر آپ کو کچھ ہوگیا ھلکت الامة بھلاك الدین پورا دین اور پوری امت ہلاک ہو جائے گی۔ (حضور علیہ السلام کے بعد یقیناً آپ کو بھی یہی حیثیت یعنی پوری جماعت کے برابر حاصل تھی)

(سیرت النبویہ والا ثار المحمدیہ از مفتی مکہ زینی برحاشیہ سیرت حلبیہ ص ۳۳۵ ج ۱)

ہجرت میں مماثلت

اللہ دونوں (حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق) کا تیسرا ہے جیسا کہ غار ثور میں حضور علیہ السلام نے اپنے یار غار کو غمزدہ دیکھ کر فرمایا یا ابابکر ما ظنك باثنین اللہ ثالثھما (متفق علیہ) اے ابوبکر تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن دو کا تیسرا اللہ ہے۔

اس سفر ہجرت میں جو معیت الٰہی حضور علیہ السلام کو حاصل ہوئی حضور علیہ السلام کے صدقے وہی ابوبکر کو حاصل ہوئی ارشاد باری تعالیٰ ہے ان اللہ معنا بے شک اللہ ہم دونوں

کے ساتھ ہے۔ درمیان میں واؤ بھی نہیں۔

دونوں حضرات کی گرفتاری پر مشرکین مکہ نے انعام رکھا چنانچہ سیرت حلبیہ ص ۴۵ ج ۲ پہ ہے کہ من قتل اواسر ابابکر و محمدا کان له مائة ناقة ای فمن قتلھما اواسرھما کان له مائتان جو ابوبکر یا محمد ﷺ کو قتل کرے یا پکڑے اس کو ایک سو اونٹ یعنی جو دونوں کو قتل کرے یا گرفتار کرے اس کو دو سو اونٹ، بخاری شریف میں بھی اس طرح ہے کفار قریش یجعلون فی رسول اللہ وابی بکر دیة کل واحد منھما من قتله اواسره (باب ہجرت النبی ﷺ)

صحابہ کرام جہاں حضور علیہ السلام کو تحفے پیش کرتے ساتھ ابوبکر کو بھی پیش کرتے تھے چنانچہ حضرت زبیر شام سے سامان تجارت لے کر حاضر ہوئے فکسا الزبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر ثیاب بیاض حضرت زبیر نے حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق کو سفید کپڑے پہنائے۔ (بخاری باب الہجرت)

سفر ہجرت میں ابوبکر صدیق حضور علیہ السلام کے پیچھے سوار ہوئے اور حضور علیہ السلام ابوبکر کے پیچھے تو اس طرح دونوں ایک دوسرے کے ردیف ہوئے۔ بخاری شریف میں ہے ان ابابکر کان ردیفا له صلی اللہ علیہ وسلم و فی روایة رکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وراء ابی بکر ناقته

علامہ ابن عبدالبر تمہید میں لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام ابوبکر صدیق کے پیچھے سوار ہونے لگے تو انہوں نے عرض کیا حضور آپ آگے تشریف فرما ہوں اس پر حضور نے فرمایا بل انت ارکب واردفك انا فان الرجل احق بصدر دابة اے ابوبکر! تو ہی آگے سوار ہو میں تیرے پیچھے بیٹھتا ہوں کیونکہ سواری والا اپنی سواری کے اگلے حصے کا زیادہ حقدار ہے۔

دونوں کو ہی مشرکین مکہ نے غمگین کیا کیونکہ آقا پریشان ہو تو ساتھ سچا غلام تو ضرور پریشان ہوگا اس لئے قرآن پاک میں لا تحزن فرمایا گیا لا تخف نہ فرمایا کیونکہ خوف اپنی جان کا اور حزن دوسرے کے متعلق ہوتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں متعدد بار آیا ولا تحزن علیھم۔ ولا تحزنك قولھم اگر اپنی جان کا خوف ہوتا تو سانپ کے منہ میں پاؤں کیوں

Scanned with CamScanner

رکھ دیتے جبکہ آپ کو ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اپنی جانوں کو ہلاکت میں ڈال کر خودکشی نہ کرو والی آیت بھی آتی تھی مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ نبی علیہ السلام کیلئے جان قربان کر دینا خودکشی نہیں اعلیٰ درجے کی شہادت ہے۔

غزوات میں مماثلت کی چند مثالیں

غزوہ بدر میں فرشتوں کے ذریعے اہل اسلام کی مدد پر ہر مسلمان خوش تھا مگر نبی وصدیق کی خوشی ومسرت انتہا پر تھی اسی لئے حضور علیہ السلام نے اپنے یار غار کو ہی بالخصوص خوشخبری سناتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابشر يا ابابكر اتاك نصر الله هذا جبريل اخذ بعنان فرسه اے ابوبکر! تجھے مبارک وخوشخبری ہو اللہ کی مدد تیرے پاس آ پہنچی' یہ دیکھ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے۔(ابن سعد ص ۲۶ ج ۱)

حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں ہونے والی جنگ ذی القصہ اور جنگ بدر میں ایمان و یقین' عزم وثبات اور حزم واحتیاط کے اندر مشابہت تامہ پائی جاتی تھی پھر جنگ بدر کی طرح اس جنگ میں بھی مسلمان بہت تھوڑے تھے اور مدمقابل عبس' ذبیان اور غطفان کی تعداد بہت زیادہ تھی' جنگ کا آغاز یہاں بھی بدر کی طرح کافروں کی طرف سے ہوا' جنگ بدر کی طرح اس جنگ کے نتائج نے بھی مستقبل پر گہرے اثرات چھوڑے۔ وہاں بھی اہل ایمان نے بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا اور اللہ نے فتح سے نوازا اور یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔

غزوہ اُحد (حضور علیہ السلام کے دور میں) اور جنگ یمامہ (جو ابوبکر صدیق کے دور میں لڑی گئی) میں کمال مناسبت اور مماثلت ہے وہاں کل ستر صحابہ شہید ہوئے اور حضرت انس فرماتے ہیں قتل منهم يوم احد سبعون و يوم بئرمعونة سبعون ويوم اليمامة سبعون احد بئر معونہ اور یمامہ میں ستر ستر افراد شہید ہوئے۔(بخاری شریف)

یہ اتفاق کوئی سر بستہ راز ہے
ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

فہم وفراست میں مطابقت

بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے یا ان کو قتل کر دیا جائے۔ حضور علیہ السلام اور

ابوبکر صدیق کی رائے فدیہ پر تھی اور حضرت عمر فاروق کی قتل پر اور جب حکم الٰہی لولا کتب من الله نازل ہوا تو نبی وصدیق دونوں ہی رونے میں مشترک تھے۔(سیرت النبی ص ۳۳۱ ج ۱)

غزوہ حنین کے موقع پر جب حضرت ابوقتادہ نے ایک مشرک کو مارا اور اس کا سامان ابوقتادہ کے علاوہ کسی اور نے لے لیا جبکہ حق ان کا تھا لیکن اس قابض نے حضور علیہ السلام سے کہا آپ ابوقتادہ کو راضی فرمادیں اور سامان میرے پاس ہی رہنے دیں اس پر ابوبکر صدیق بول پڑے کہ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا جس نے مارا ہے سامان اس کو ہی ملے گا۔ حضور نے فرمایا ابوبکر نے سچ کہا ہے اور سامان ابوقتادہ کو دے دیا گیا (بخاری کتاب الجہاد)

غزوہ حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر صدیق کے مشورے کو پسند فرمایا جب انہوں نے عرض کیا یا رسول الله خرجت عامدا لهذا البيت لا تريد قتل احد ولا حرب احد فتوجه له فمن صدنا عنه قاتلنا قال امضوا على اسم الله (بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

یا رسول اللہ آپ بیت اللہ شریف کے ارادے سے نکلے ہیں کسی کے ساتھ نہ لڑنے کا ارادہ ہے نہ کسی کو مارنے کا' سیدھے چلتے ہیں پھر جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی رائے کو پسند فرماتے ہوئے اللہ کا نام لے کر چلنے کا حکم دے دیا بلکہ خود حضور علیہ السلام نے مشرکین کے سفیروں (عروہ بن مسعود' بدیل بن ورقا وغیرہ) کو فرمایا کہ لم نات لقتال احد انما جئنا لنطوف بهذا البيت فمن صدعنا قاتلناه

(طبقات ابن سعد ص ۹۶ ج ۲) ترجمہ تقریباً وہی ہے۔

اس موقع پر جب کافروں کے معاندانہ رویے کی وجہ سے صحابہ کرام بھی جذبات میں آ گئے کہ بالخصوص ابوجندل پابہ زنجیر حاضر ہوئے اور ان کے باپ سہیل نے ان کی واپسی کا مطالبہ کر دیا جو حضور نے قبول فرمالیا تو حضرت عمر فاروق وفور جوش میں عرض کرنے لگے آقا کیا آپ برحق نبی نہیں؟ کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے عرض کیا! پھر ہم دین میں اپنی کمزوری کیوں دکھائیں؟ حضور نے فرمایا: انی رسول الله و لست اعصيه وهو ناصری میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا جبکہ وہ میرا مددگار بھی ہے۔

Scanned with CamScanner

عرض کیا! آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے فرمایا بلی فاخبر تک انا اتیہ العام ہاں! مگر یہ کہا تھا کہ اس سال؟ فانک اتیہ ومطوف بہ پس تم ضرور جاؤ گے اور طواف کعبہ کرو گے۔

اس کے بعد حضرت عمر ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور وہی سوال کیے جو حضور سے کیے تھے اور حضرت ابوبکر نے بعینہ لفظ بلفظ وہی جوابات دیئے جو حضور نے دیئے تھے۔ تفصیل دیکھیے۔ (بخاری شریف کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد والمصالحہ)

اعمال وافعال میں مشابہت

فدک کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا لست تارکا شیئا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس) میں وہی کروں گا جو حضور نے کیا اور آپ کے کسی عمل کو نہ چھوڑوں گا جبکہ اس معاملہ میں حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بنی مروان کو آپ نے جمع کر کے فرمایا کہ فدک کی پیداوار حضور علیہ السلام بنو ہاشم پر خرچ فرماتے تھے ان کے مردوں عورتوں کی شادیاں کرتے وان فاطمۃ سالتہ ان یجعلہا لہا فابی حضرت فاطمہ نے عرض کیا کہ آپ اس پیداوار کو میرے لئے خاص فرما دیں تو آپ (ﷺ) نے ایسا نہ کیا۔ حضور علیہ السلام کی وفات تک یہی ہوتا رہا پھر ابوبکر خلیفہ بنے عمل فیہا بما عمل رسول اللہ فی حیوتہ انہوں نے ساری زندگی اسی طرح کیا جیسا کہ حضور نے کیا تھا پھر حضرت عمر نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر ان کے وصال کے بعد مروان نے اس کو اپنی ذاتی جاگیر بنا لیا جو بطور وراثت مجھے مل گیا فرایت امرا منعہ رسول اللہ فاطمۃ لیس لی بحق جب حضور علیہ السلام نے اپنی (پیاری بیٹی) فاطمہ کو نہ دیا تو اس میں میرا حق کیسے ہو سکتا ہے لہٰذا گواہ ہو جاؤ کہ میں بھی اس کی پیداوار کو اسی طرح خرچ کروں گا جس طرح حضور کرتے رہے اور صدیق وفاروق کرتے رہے۔ (مشکوٰۃ باب الفئی)

مدینہ کے قرب وجوار میں کچھ باغی قبائل (عبس، ذبیان، بنو کنان، غطفان اور فزارہ) نے مسلمانوں سے لڑنے کیلئے فوجیں جمع کیں اور لڑنے سے پہلے کچھ وفد روانہ کئے جنہوں نے بعض لوگوں کے ذریعے پہلے ابوبکر صدیق سے مطالبہ کیا کہ ہم اس شرط پر اسلام قبول کرتے

ہیں کہ نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ ادا نہیں کریں گے۔ بعینہ اسی طرح کا مطالبہ طائف کے قبیلہ ثقیف کے وفد نے حضور علیہ السلام سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں، حضرت ابوبکر نے بھی باغی قبائل کو برملا فرما دیا کہ جو نماز و زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور لڑوں گا۔

حضرت ابوبکر کے دور حکومت میں وہی عامل، عہدیدار یا گورنر تھے جو حضور علیہ السلام کے دور میں تھے اور انہی مقامات پر رہے جن پر ان کو حضور علیہ السلام نے متعین فرمایا تھا مثلاً مکہ میں عتاب بن اسید، طائف پر عثمان بن ابی العاص، صنعا میں مہاجر بن امیہ، حضر موت میں زیاد بن لبید اور بحرین پر علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ (خلفائے راشدین ص ۵۴ وص ۵۵ بحوالہ تاریخ طبری ص ۲۰۸۳)

نظام حکومت بھی ایک جیسا تھا آپ (رضی اللہ عنہ) نے سختی کے ساتھ منع فرما دیا کہ کوئی ایسا ٹیکس نہ لگایا جائے جو حضور علیہ السلام کے دور میں نہ تھا۔

بنو قضاعہ سے حضور علیہ السلام کے دور میں بھی جنگ ہوئی اور دور صدیق میں بھی۔ لشکر کے سپہ سالار (حضرت عمر بن العاص) ہی دونوں ادوار میں تھے۔ اسلامی فوج کے کوچ کا راستہ بھی ہر دو ادوار میں ایک ہی تھا۔ حضور علیہ السلام کے دور میں بھی بنو قضاعہ کو شکست ہوئی اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور صدیق اکبر کے دور میں بھی اسلامی لشکر کامیاب ہوا۔ بنو قضاعہ کو شکست ہوئی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (عمرو بن العاص ص ۵۶)

حضرت خالد بن ولید کی ایک نامناسب حرکت (بتقاضائے بشریت) پر حضرت عمر کے مطالبہ کے باوجود ابوبکر صدیق نے ان کو عہدہ سے معزول نہ کیا کیونکہ حضور علیہ السلام نے اپنی ظاہری حیات میں بنی خزیمہ کے ایک شخص کو جلد بازی میں قتل کرنے پر دیت تو ادا کر دی لیکن حضرت خالد کو عہدہ سے معزول نہ فرمایا۔ (ابوبکر صدیق مصنفہ عباس محمود ص ۲۲۳)

فریضہ حج کی ادائیگی کے سلسلہ میں اس طرح مطابقت کہ پہلے سال نہ حضور علیہ السلام امیر حج تھے نہ صدیق اور دوسرے سال حضور خود امیر حج تھے اور ابوبکر صدیق بھی۔ حضور نے ۹ ھ میں حضرت ابوبکر کو امیر حج بنایا اور اس سے اگلے سال ۱۰ھ میں خود تشریف لے گئے۔ ابوبکر صدیق نے بھی اپنے دور خلافت میں ایسا ہی کیا کہ پہلے سال حضرت عمر کو امیر حج مقرر کیا اور

Scanned with CamScanner

دوسرے سال خود تشریف لے گئے۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۷۷ ج ۳)

امام حسن کو حضور علیہ السلام نے بھی کندھوں پر اٹھایا اور صدیق نے بھی۔ (بخاری شریف)

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ملنے حضور بھی جاتے تھے اور حضور کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر کا بھی یہی معمول تھا (استیعاب) حضرت جابر فرماتے ہیں: عادني النبي صلى الله عليه وسلم و ابوبكر في بني سلمة ماشيين (بخاری کتاب التفسیر باب یوصیکم اللہ)

حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق نے محلہ بنوسلمہ میں میری تیمارداری فرمائی اور دونوں پیدل تشریف لائے۔

رشتہ داری میں توافق وتشابہ

حضور علیہ السلام کے داماد حضرت علی وعثمان بھی اولین سابقین' سادات المہاجرین اور عشرہ مبشر میں سے ہیں اور ابوبکر صدیق کے داماد حضرت زبیر بھی انہی شانوں کے حامل ہیں بلکہ ان سب کو یہ شانیں عطا فرمانے والے خود محبوب خدا بھی ابوبکر صدیق کے داماد ہیں النبي في الجنة و ابوبكر في الجنة و عمر في الجنة (ازالۃ الخفاء)

ایک روایت کے مطابق حضور علیہ السلام خود ان دس (عشرۂ مبشرہ) میں شامل ہیں چنانچہ حضرت سعید فرماتے ہیں: انا تاسع المؤمنين و رسول الله صلى الله عليه وسلم العاشر (مسند احمد ص ۱۸۷ ج ۱)

اولاد میں مماثلت کی مثالیں

حضور علیہ السلام کو اپنی بیٹیوں میں سے حضرت فاطمہ سب سے پیاری اور بیویوں میں سے صدیق کی بیٹی عائشہ سب سے پیاری۔ (مشکوۃ باب مناقب اہل بیت' مناقب ابی بکر)

دونوں کی بیٹیوں نے تنگی اور عسرت کی زندگی گزاری۔

(ابوداؤد ص ۳۴۳' بخاری شریف کتاب النکاح' باب الغیرۃ)

حضور علیہ السلام کی بیٹی حضرت زینب پر اس وقت حملہ ہوا جب وہ اونٹ پر سوار تھیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بھی جب جنگ جمل میں حملہ ہوا وہ بھی اسی حالت میں تھیں۔ دونوں پر تیروں سے حملہ ہوا اور دونوں بوقت حملہ کجاوے میں تشریف فرما تھیں۔ (سیرت عائشہ ص ۱۳۱' اصح السیر ص ۱۴۰)

جس دن حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات نفقہ کی کمی کا شکوہ کر رہی تھیں عین اسی دن حضرت ابوبکر کی بیوی بنت خارجہ بھی آپ سے یہی مطالبہ کر رہی تھیں (ترجمہ ابوبکر صدیق ص ۲۸۶)

کیا یہ اتفاق تھا؟ اتفاق تو دو چار باتوں میں ہوتا ہے یہ مجموعہ اتفاقات تو ساری زندگی میں موجود ہے ہو سکتا ہے دونوں حضرات کی فطرت نے اتفاق کر لیا ہو۔

نواسوں میں مماثلت

دونوں کے نواسوں (امام حسین اور عبداللہ بن زبیر) نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا اور یزید کو بھی دونوں کی طرف سے انکار بیعت کا روز اوّل سے خطرہ تھا اس لئے اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی دونوں سے بیعت لینے کا حکم جاری کیا۔ (سیر الصحابہ ص ۱۵۱ ج ۶)

یزید کے اس مطالبہ ناحق پر دونوں حضرات نے مہلت مانگی۔ (ایضاً)

دونوں کے نواسوں کی مدینہ سے روانگی بھی رات ہی کو ہوئی۔ (ایضاً)

دونوں کے نواسوں کے ہاتھ پر مکہ میں خلق کثیر نے بیعت کی جبکہ ابن زبیر (نواسہ صدیق) کئی برس اور حضور علیہ السلام کے نواسہ اوّل امام حسن چھ ماہ تک مسند خلافت پر فائز رہے۔ دونوں حضرات کے نواسوں کی شہادت نہایت دردناک طریقے سے ہوئی۔ (تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے)

جس طرح نواسہ رسول کے ساتھ کوفیوں نے غداری کی۔ نواسہ صدیق کے ساتھ بھی ساتھیوں نے غداری کی اور دس ہزار افراد بیعت توڑ کر حجاج سے مل گئے۔ (ایضاً)

ہر دو کا محاصرہ ہوا' ہر دو حضرت کے مدمقابل شامی تھے' مخالفین دونوں کے کثیر تعداد میں تھے جس طرح امام حسین بمعہ خویش و اقارب کے شہید ہوئے اسی طرح ابن زبیر بھی بھائیوں اور فرزندوں کے ہمراہ شہید ہوئے جس طرح نواسہ رسول سب سے آخر میں شہید ہوئے اسی طرح نواسہ صدیق بھی۔ جس طرح نواسہ رسول شیروں کی طرح لڑے اسی طرح نواسہ صدیق بھی۔ دونوں کے خلاف لشکر کو برانگیختہ کیا گیا لیکن جس طرح حسین کے مقابلے میں یزیدی کانپتے رہے ابن زبیر کے مقابلے میں بھی پورا لشکر کانپتا نظر آیا۔

دونوں حضرات کے سروں سے خون کے فوارے چھوٹے' بدن زخموں سے چور ہوئے۔

Scanned with CamScanner

دونوں کو کئی افراد نے مل کر شہید کیا' دونوں نے صبر واستقامت کا بے مثال مظاہرہ کیا دونوں کے سرتن سے جدا ہوئے۔ دونوں کو شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا گیا۔ دونوں کی لاشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ دونوں کی لاشوں کو کفنانے دفنانے (تجہیز وتکفین) کی اجازت نہ ملی۔ دونوں کے سر شام روانہ کیے گئے دونوں کے صرف دھڑ ہی دفن کیے گئے۔ (ایضا)

جس طرح امام حسین کی شہادت پر آپ کی خواتین' بیٹیوں اور بہن نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور بے مثال شجاعت کا مظاہرہ فرمایا اس طرح بنت صدیق حضرت اسماء نے بھی اپنے بیٹے کی شہادت پر ایسا صبر کیا اور بی بی زینب کی طرح حجاج کے دربار میں ایسا دلیرانہ خطبہ دیا کہ اس ظالم کے دانت کھٹے کر کے رکھ دیئے۔ (مستدرک حاکم ص ۵۵۳ ج ۳)

ابن زبیر کی والدہ اسماء بنت صدیق نے چھ دن کے بعد بیٹے کو سولی پر لٹکتے دیکھ کر فرمایا: ابھی خطیب صاحب کے منبر سے اترنے کا وقت نہیں آیا؟

تعلقات کے حوالے سے توافق

نبی اکرم علیہ السلام اور صدیق اکبر دونوں صاحبین عمر ہیں۔ حضرت عمر کی وفات کے وقت حضرت علی المرتضیٰ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا: یرحمك الله انی لارجو ان یجعلك الله مع صاحبیك (متفق علیہ' مشکوۃ باب مناقب ابی بکر وعمر)

اللہ آپ پر رحم کرے میں اللہ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (صاحبین' نبی وصدیق) سے ملائے گا۔

دونوں محسنان فاروق ہیں (مکتوبات دفتر اوّل) مربیان علی ہیں (مکتوبات)

محبوبان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں کان عبداللہ بن الزبیر احب البشر الی عائشة بعد النبی صلی الله علیه وسلم و ابی بکر (بخاری باب مناقب قریش)

محبانِ فاطمۃ الزہراء ہیں (مشکوۃ مناقب ابی بکر' طبقات ابن سعد ص ۱۹۵ ج ۳)

محبوبان انس ہیں (حضرت انس فرماتے تھے: انا احب النبی صلی الله علیه وسلم و ابابکر و عمر' بخاری باب مناقب عمر)

نبی وصدیق دونوں امام جعفر الصادق کے جد امجد ہیں۔ اس طرح کہ آپ کی والدہ

حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کے بیٹے محمد بن ابی بکر کے صاحبزادے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر کی بیٹی ہیں۔ آپ کا اپنا ارشاد ہے ولدنی الصدیق مرتین میں ابوبکر کا دوہرا بیٹا ہوں کیونکہ آپ کی والدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا کی ماں حضرت اسماء حضرت ابوبکر کے دوسرے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کی بیٹی تھیں۔

(احقاق حق ص ۶ جلاء العیون ص ۱۴۸' کشف الغمہ ص ۲۱۵' احتجاج طبرسی ص ۲۰۵' صافی شرح اصول کافی ص ۲۱۴)

دونوں صاحبین قوم ہیں (ماضل صاحبکم وما غوی قرآن میں حضور کیلئے ہے اور حضور نے صدیق کے بارے میں فرمایا: اما صاحبکم فقد غامر (صحیح بخاری باب فضل ابی بکر) جبکہ خود قرآن نے اذ یقول لصاحبه فرما کر ابوبکر کو حضور کا صاحب بھی قرار دیا۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

دونوں امت کے مقتداء اور پیشوا ہیں۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا: هما المران یقتدا بهما (بخاری کتاب الحج)

دونوں امان صلوٰۃ ہیں بلکہ ایک ہی نماز میں ابوبکر کے حضور اور ابوبکر لوگوں کے امام بنے ہوئے ہیں یقتدی ابوبکر بصلوة رسول الله والناس یقتدون بصلوة ابی بکر ن الصدیق (متفق علیہ' مشکوۃ باب ما علی الماموم)

دونوں مکتوبان فی السماء ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں جس آسمان سے گزرا وجدت فیها اسمی محمد رسول الله و ابوبکر ن الصدیق خلفی میں نے اپنے نام کے بعد ابوبکر کا نام لکھا ہوا پایا۔ (تاریخ الخلفاء فضل فی الاحادیث الواردة فی فضله)

دونوں حضرات صحابہ کرام کے ممدوح ہیں جیسا کہ حضور کی شان میں صحابہ کرام کی تعریف کا ایک معتدبہ ذخیرہ تو ہے ہی جبکہ حضرت ابوبکر صدیق بھی اس شان میں بہت نمایاں ہیں صرف ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق کی وفات پر آپ کی تعریف میں جو خطبہ ارشاد فرمایا جب آپ نے تقریر مکمل کی تو سب لوگ رونے لگے اور سب نے کہا! اے داماد رسول آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ (ازالۃ الخفاء ص ۱۴۱)

دونوں حضرات کی مشرکین مکہ گستاخیاں کرتے اور اشعار میں ہجو اور مذمت کرتے تو اس طرح دونوں (صدیق و نبی) مشرکین کے مذموم ٹھہرے۔ دونوں پر کافروں نے ظلم کے پہاڑ گرائے۔ دونوں کو کافروں نے مجنون کہا (ویقولون انه لمجنون (القلم)۔ حضور علیہ السلام کے بارے میں کافروں کا قول ہے اور قالوا هذا ابن ابی قحافة لمجنون ابوبکر صدیق کے بارے میں کافروں کا قول ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

دونوں حضرات کا ذکر جناب ابی طالب نے اس شعر میں کیا

وهم رجعوا سهل بن بيضاء راضيا

فسر ابوبکر بها و محمد

(حضرت ابوبکر جب از خود شعب ابی طالب میں حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے اس موقع پر یہ شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے۔)

''اہل مکہ نے سہل بن بیضاء (جو صلح کیلئے قاصد بن کر گئے تھے) راضی کر کے واپس کیا (یعنی مصالحت کر لی) پس اس صلح سے ابوبکر اور محمد (ﷺ) خوش ہو گئے۔''

(سیرت خلفائے راشدین)

ارشادات قرآنی اور القابات ربانی میں موافقت

اس سے پہلے آپ شان ابوبکر صدیق در آیات قرآنی میں پڑھ چکے کہ یہ قرآنی آیت وسیجنبها الاتقی میں اتقی سے مراد صدیق اکبر کی ذات ہے اور قرآن پاک کی روشنی میں جو اتقکم ہے وہی اکرمکم ہے ان اکرمکم عندالله اتقکم (تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے)

اب آئیے حدیث کی طرف حضور علیہ السلام کی شانوں میں سے ایک شان آپ کا اتقی اور اکرم ہونا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: وانا اتقی ولد ادم واکرمهم علی الله ولا فخر میں اللہ کے ہاں تمام اولاد آدم سے بڑھ کر پرہیزگار اور عزت والا ہوں۔ اس حدیث کو ترمذی، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے۔ تفسیر روح المعانی زیر آیت انما یرید الله لیذهب

عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا

اس طرح حضرت ابوبکر صدیق کی یہ شان بھی پیچھے بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی و صدیق ہر دو کو اپنی رضا کی خوشخبری عطا فرمائی۔ ولسوف يعطيك ربك فترضى میں امام الانبیاء علیہ السلام کو اس بشارت سے نوازا اور ولسوف يرضى میں امام الصحابہ رضی اللہ عنہ کو اس بشارت سے نوازا۔

ہر دو حضرات کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں اور محب بھی ہیں چنانچہ امام بیہقی نے امام حسن بصری سے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ خدا کی قسم اس سے مراد ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھی ہیں کیونکہ لما ارتدت العرب جاهدهم ابوبکر و اصحابه حتی ردهم الی الاسلام جب اہل عرب مرتد ہوئے تو ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھیوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو واپس اسلام کی طرف لائے تو اللہ نے صدیق واصحاب صدیق کے متعلق غیبی خبر دی فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه (المائدہ) وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں اللہ ان سے محبت فرماتا ہے (تاریخ الخلفاء) اسی طرح اس سے اگلا جملہ اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین وہ مسلمانوں پر نرم دل اور کافروں پر سخت ہوں گے۔ بھی اصحاب ابوبکر کی عظمت و شان میں اتری۔ نتیجتاً والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم اصحاب رسول اور صدیق اکبر کے ساتھیوں کی صفات کا توافق و تطابق بھی ثابت ہو گیا۔ نہ صرف نبی و صدیق ان صفات میں متحد ہیں بلکہ ان کے ساتھی بھی ان شانوں سے متصف اور متفق ہیں جس طرح حضور علیہ السلام کے صحابہ ولا یخافون لومة لائم کی شان رکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھی بھی اس صفت کے حامل قرار پائے۔ صحابہ کے بارے میں حدیث ہے کہ ہم نے حضور علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری و حق و صداقت کا ساتھ دینے پر بیعت کی اور اس بات پر کہ لا نخاف فی الله لومة لائم (بخاری کتاب الاحکام) اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے اور صدیق اکبر کے ساتھیوں کے بارے میں قرآن مجید غیبی خبر دے رہا ہے ولا یخافون لومة لائم وہ کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ اس آیت میں ذلك فضل الله يوتيه من

Scanned with CamScanner

یشاء کا جملہ ہے۔جس میں نبی وصدیق ہردو کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم ملنے کی بات ہو رہی ہے۔حضور بھی فضل الٰہی کا مورد خاص ہیں اور صدیق بھی فضل رب کے مہبط ہیں۔

قرآن مجید میں لا تحزن کے خطاب سے کئی مرتبہ حضور علیہ السلام کو نوازا گیا اور اس دلنواز خطاب سے یار غار کو غارِ ثور میں اللہ نے اپنے حبیب کے ذریعے نوازا اذیقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا اسی آیت میں ہردو حضرات کو ثانی اثنین بھی کہا گیا کہ ان میں ہر ایک دو میں سے دوسرا ہے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے صدیق اکبر کے جنازے پر فرمایا آپ حضور علیہ السلام کے دوست تھے اکرم الصحابہ' ثانی اثنین اور صاحبه فی الغار تھے (ازالۃ الخفاء) اور حضرت صدیق اکبر کیلئے بیعت خلافت کے موقع پر حضرت علی اور حضرت زبید دونوں نے یہ بیان جاری فرمایا انا نری ابابکر احق الناس بها بعد رسول الله انه لصاحب الغار و ثانی الاثنین

(ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم احادیث خلافت ص ۱۴۷)

بے شک ہم جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر ہی خلافت کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔وہ حضور علیہ السلام کے یار غار اور ثانی اثنین ہیں۔

بڑا ہی مرتبہ اونچا ملا صدیق اکبر کو
ہے کرتا یاد قرآں میں خدا صدیق اکبر کو
رکھا ہے ساتھ اپنے قبر میں بھی شاہ عالم نے — کرے پھر کون آقا سے جدا صدیق اکبر کو
رسول پاک نے معراج کی تصدیق کرنے پر — لقب صدیق اکبر کا دیا صدیق اکبر کو
لعاب اپنا لگا کر سرور عالم نے ایڑی پر — ہمیشہ کیلئے بخشی شفا صدیق اکبر کو
سفارش خضر کی کردیں کبھی دربار احمد میں
پیام اتنا تو دے دینا صبا' صدیق اکبر کو

مرض الوفات میں مماثلت

نبی وصدیق دونوں کو زہر دیا گیا' دونوں کو کھانے میں دیا گیا' دونوں کو کھانا بطور ہدیہ دیا گیا' دونوں کو دیا جانے والا زہر سریع التاثیر نہ تھا' دونوں کے ساتھ زہریلے کھانے میں اور لوگ

بھی شریک تھے اور دونوں کے وصال کا سبب یہی زہریلا کھانا بنا۔

چنانچہ حاکم نے شعبی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ماذا نتوقع من هذه الدنيا الدنية وقد سم رسول الله وابوبكر (تاریخ الخلفاء) ہم اس کمینی دنیا سے خیر کی کیا توقع رکھیں جبکہ حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق کو بھی اس دنیا میں زہر دیا گیا۔

طبقات ابن سعد ص ۲۰۰ ج ۲ پہ ہے ان اليهود سمت رسول الله و سمت ابابكر۔حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر ہردو کو یہود نے زہر دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام مرض الوفات میں فرمایا کرتے تھے کہ اس زہریلے کھانے کی وجہ سے میری (ابہر) رگ منقطع رہی ہے (بخاری باب مرض النبی علیه السلام و وفاته) یہ باتیں ابوبکر صدیق کے بارے طبقات ابن سعد ص ۲۰۱ ج ۲ پہ بھی موجود ہیں۔

دونوں حضرات کی نوعیت مرض' مدت مرض (تقریباً دو ہفتے) شدت مرض (غشی کے دوروں) میں بھی مماثلت تامہ تھی بلکہ وفات کا دن بھی ایک ہی تھا اور وہ پیر کا دن تھا۔

دونوں کی مرض کے نتیجے میں نقاہت انتہا کو پہنچی' دونوں کیلئے سہارے کے بغیر چلنا مشکل ہو گیا۔دونوں نے مسجد نبوی میں نمازیوں کو جھانک کر دیکھا اور نمازیوں نے دونوں کا چہرہ دیکھ کر خوشی وشادمانی کا اظہار کیا۔

(دیکھیے صحیح بخاری ذکر وفات وکتب صحاح کتاب الصلوٰۃ' طبقات ابن سعد ص ۱۹۲ ج ۳)

ہردو حضرات نے علاج معالجے سے ناگواری ظاہر فرمائی۔

(بخاری کتاب المغازی' ابن سعد)

ہردو حضرات نے زندگی کے آخری سانس تک اسلامی خدمات سرانجام دیں۔حضور علیہ السلام نے مرض الوفات میں فرمایا یایها الناس انفذوا بعث اسامة ثلاث مرات

(طبقات ص ۲۴۹ ج ۲)

آپ نے تین دفعہ حضرت اسامہ کے لشکر کو روانہ کرنے کی وصیت فرمائی۔حضرت عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے عندالوفات مجھے حکم دیا کہ مثنی کی مدد کے واسطے لشکر

Scanned with CamScanner

روانہ کردینا اور میری وفات کی وجہ سے لشکر کو جانے سے نہ روکنا (ابوبکر صدیق اکبر ص ۶۳۷)

حضور علیہ السلام نے باوجود شدید تکلیف کے امیر لشکر حضرت اسامہ سے ملاقات فرمائی اس طرح حضرت ابوبکر نے بھی شدید نقاہت و بیماری کے باوجود حضرت مثنی شیبانی سے ملاقات فرمائی۔ حضور علیہ السلام کی وصیت (بمتعلقہ روانگی لشکر) ابوبکر کے ذریعے نافذ ہوئی اور ابوبکر کی وصیت (بمتعلقہ روانگی لشکر) حضرت عمر نے نافذ کی۔

زبدۂ عاشقاں نائب مصطفیٰ جس کو ہے لقب صدیق اکبر ملا
جس کے صدق و صفا کا ہے قرآن گواہ اس کے صدق و صداقت کی کیا بات ہے

عالم نزع کے حالات میں توافق

حضور علیہ السلام پر نزع کی تکلیف بہت شدید تھی۔ آپ بار بار پانی پی کر اپنے چہرے پر ملتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ ان للموت سکرات اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور موت کی تکالیف بڑی شدید ہیں۔ (مشکوٰۃ باب وفاۃ النبی علیہ السلام)

بعض کتب میں یہ الفاظ منقول ہیں اللھم اعنی علی سکرات الموت اے اللہ! موت کی شدت پر میری مدد فرما (اصح السیر ص ۵۷۸)

جبکہ طبقات ابن سعد ص ۲۵۸ ج ۲ پہ ہے کہ آپ یہ الفاظ فرماتے اللھم اعنی کرب الموت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (پہلے میں سمجھتی تھی کہ جس کو موت کے وقت زیادہ تکلیف ہو تو اس کی موت اچھی نہیں ہوتی لیکن) حضور علیہ السلام کی تکلیف دیکھ کر اب مومن کی شدت موت کو اچھا ہی سمجھتی ہوں اور مکروہ نہیں جانتی (ورنہ حضور علیہ السلام پر شدت نہ ہوتی) بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ و وفاتہ (طبقات ص ۲۱۰)

حضرت ابوبکر کی حالت بھی کچھ اس طرح ہی کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں صدیق اکبر کے سرہانے بیٹھ کر یہ شعر پڑھ رہی تھی۔

من لا یزال دمعہ مقنعا فانہ فی مرۃ مدفوق

تو حضرت ابوبکر نے مجھے فرمایا اس شعر کی بجائے یہ آیت پڑھو۔

وجاء ت سکرۃ الموت بالحق ذلک ما کنت منہ تحید (ق)

موت کی بے ہوشی کا ٹھیک وقت آ گیا' کیا اس سے تم بھاگتے تھے۔

(طبقات ص ۱۹۸ ج ۳)

دونوں حضرات (نبی و صدیق) کی بیٹیاں عندالوصال پاس موجود تھیں اور یہ صدمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر نڈھال ہو رہی تھیں اور ان کے والدان کو تسلیاں دے رہے تھے اور صبر کی تلقین کر رہے تھے اور دونوں کی زبان پر دعائیہ الفاظ بھی تقریباً ایک ہی طرح کے تھے۔ حضور علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی: اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق (بخاری کتاب المغازی) اور صدیق اکبر کی زبان پر یہ دعا تھی رب توفنی مسلما والحقنی بالصالحین

بادشاہ کشور صدق و صداقت پر سلام
صد ہزاراں واقف رمز حقیقت پر سلام

(ترجمہ صدیق اکبر ص ۶۳۸)

وفات بھی دونوں (نبی و صدیق) کی ایک ہی دن ہوئی' تجہیز و تکفین میں بھی وحدت کامل تھی کہ دونوں کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا بلکہ جس چارپائی پر حضور علیہ السلام کا جسم انور بعد الوصال رکھا گیا صدیق اکبر کو بھی وہی چارپائی نصیب ہوئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس حاضر ہوئی تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا؟ میں نے کہا! تین سفید سحولی کپڑوں میں۔ فرمایا: فی ای یوم توفی النبی حضور علیہ السلام کی وفات کس دن ہوئی میں نے کہا! پیر کے دن۔ فرمایا: فا ی یوم ھذا آج کون سا دن ہے میں نے عرض کیا! پیر کا۔ فرمایا: ارجوا فیما بینی وبین الیل مجھے تو آج رات کو ہی امید ہے (چنانچہ اس رات یعنی ۲۱ جمادی الاخریٰ کا دن بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء بروز پیر سورج غروب ہونے کے بعد رات بائیس جمادی الاخریٰ کو آپ کی وفات ہوئی) بخاری کتاب

الجنائز۔

جس طرح حضور علیہ السلام کی وفات پر مدینہ تھرا گیا اسی طرح ابوبکر کے وصال پر بھی مدینہ میں ایک کہرام تھا ودهش القوم کیوم قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے دن کی طرح صدیق اکبر کے وصال کے دن بھی لوگ بے ہوش ہو گئے۔ مدینہ شریف آہ و بکا سے گونج اٹھا (ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۱۴۰)

سرفرازی یہ فقط صدیق کی قسمت میں ہے
وقف قرآن مبیں صدیق کی مدحت میں ہے

کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ دونوں حضرات ریاض الجنۃ' حجرہ صدیقہ میں دفن ہوئے۔ دونوں کی تدفین رات کو ہوئی۔ حضور علیہ السلام کے بارے رات کو دفن ہونے کی چھ روایات طبقات ابن سعد ص ۳۰۴ تا ص ۳۰۵ ج ۲ میں ہیں اور ابوبکر صدیق کے متعلق بارہ روایات اسی کتاب میں ہیں کہ دفن لیلا آپ کو بھی رات کے وقت دفن کیا گیا۔

بلکہ ہر دو حضرت کی صاحبزادیوں (فاطمہ و عائشہ رضی اللہ عنہما) کو بھی رات کو ہی دفن کیا گیا حضرت فاطمہ کے بارے صحیح بخاری میں ہے دفنها زوجها علی لیلا (باب غزوۂ خیبر کتاب المغازی) جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے بھی اسی بخاری میں اسی کتاب المغازی میں ہے ماتت عائشة لیلا فدفنها عبدالله بن الزبیر لیلا (سبحان اللہ)

جس طرح حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات مبارکہ تریسٹھ برس تھی (بخاری باب غزوۂ خیبر کتاب المغازی وطبقات ابن سعد ص ۳۰۹ ج ۲ عن ابن عباس و عائشہ و معاویہ و علی بن حسین و سعید بن المسیب) اسی طرح تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت ابوبکر کی عمر بھی تریسٹھ برس تھی (طبقات ص ۲۰۳ ج ۳ سیر الصحابہ ج ا حاشیہ ص ۲۶۳)

جس طرح متعدد روایات میں ہے کہ ما ترك رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا دینارا وّلا درهما ولا شاة ولا بعیرا ولا اوصی بشیء حضور نے کوئی درہم و دنیا' بکری اونٹ نہ چھوڑا اور نہ کوئی وصیت فرمائی (رواہ مسلم' مشکوٰۃ) بخاری شریف میں بھی اس مفہوم کی حدیث ہے مگر اس میں الا بغلة البیضاء و سلاحه وارضا جعلها صدقه (مشکوٰۃ باب وفات النبی) ایک

سفر خچر' اسلحہ اور زمین جو صدقہ کر دی۔

ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

حضرت ابوبکر کے بارے میں ہے ما ترك ابوبكر دینارًا وّلا درهما ضرب الله سكته (ابن سعد ص ۲۹۵ ج ۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی وفات کی رات ایک عورت کے ہاں چراغ بھیجا اور کہا: اس میں تھوڑا تیل ڈال دو کیونکہ حضور علیہ السلام کو بہت تکلیف ہے۔

حضرت ابوبکر وصال کے وقت چھ ہزار درہم کے مقروض تھے جو بیت المال سے ادا کئے گئے اور آپ کے حکم کے مطابق آپ کا ایک باغ بیچ کر بیت المال میں چھ ہزار درہم جمع کرائے گئے (طبقات ابن سعد)

کیا اب بھی ابوبکر غاصب فدک ہے یا تارک دنیا ہے۔

نبی و صدیق نے جس طرح اپنی ذاتی جائیداد نہ چھوڑی اس طرح دونوں نے بیت المال کے اندر مال بھی نہ جمع ہونے دیا بلکہ جو آیا مستحقین پر تقسیم کر دیا گیا اور بیت المال کا علیحدہ کوئی وجود بھی نہ تھا حضور علیہ السلام کے دور میں قصر نبوت ہی بیت المال تھا اور صدیق کے دور میں فجعل بیت ماله فی الدار آپ نے اپنے گھر کو ہی بیت المال قرار دیا ہوا تھا۔ (طبقات ص ۲۱۳ ج ۳)

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما

حضور علیہ السلام کے بعد آپ کے خلیفہ صدیق بعد والی ساری امت سے افضل اور صدیق کے خلیفہ عمر بعد والے سب سے افضل حدیث میں ہے: لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

ہم حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے پھر عمر پھر عثمان (رضی اللہ عنہم) افضل

امة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بعده ابوبکر ثم عمر ثم عثمان

(مناقب ابی بکر بروایت بخاری مشکوٰۃ)

کفار بھی حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکر کا نام ہی لیتے تھے۔ چنانچہ غزوہ احد میں ابوسفیان نے پوچھا: افی القوم محمد کیا قوم میں محمد ہیں؟ حضور نے جواب دینے سے صحابہ کو روک دیا پھر اس نے پوچھا افی القوم ابن ابی قحافة کیا قوم میں ابوقحافہ کا بیٹا (ابوبکر) ہے۔ پھر اس نے پوچھا: افی القوم ابن الخطاب کیا قوم میں عمر ہے۔

(بخاری باب غزوہ احد)

طبقات میں ہے اس نے تینوں حضرات کے متعلق تین تین بار سوال کیا (ص ۲۷ ج ۲) الفضل ماشهدت به الاعداء ایسا کیوں نہ ہو کہ حضور نے صدیق و عمر کو اپنے کان اور آنکھیں قرار دیا ہے فرمایا هذان السمع والبصر (ترمذی مشکوٰۃ) شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں لا غنی لی عنهما انهما من الدین کالسمع والبصر (ص ۱۸۳ احادیث خلافت) حضور علیہ السلام کا مطلب یہ ہے کہ میں ان دونوں سے مستغنی اور لاپرواہ نہیں ہو سکتا کہ یہ دونوں تو میرے دین کیلئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں۔

اہل تشیع کی معتبر کتاب میں ہے کہ امام حسن بن علی المرتضیٰ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفؤاد (معانی الاخبار حاشیہ ازالۃ الخفاء ص ۱۸۲) ابوبکر میرے لئے بمنزلہ کان ہے عمر بمنزلہ آنکھ اور عثمان بمنزلہ دل ہے حضور علیہ السلام کے وزیر و مشیر اور موید ہیں۔ ان دونوں حضرات کی تائید پر حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے اور حمد بجالاتے الحمد للّٰه الذی ایدنی بهما تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ان (صدیق و عمر) دونوں کو میرا موید بنایا۔

اور حضور نے فرمایا لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا (ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم ص ۲۳۸) اور آپ (ﷺ) نے فرمایا فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر 'میرے بعد ابوبکر و عمر کو اپنا پیشوا بنالو (ترمذی)

حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی طرف کوئی دیکھ بھی نہ سکتا تھا (ہیبت و جلال اور ادب و احترام کی وجہ سے اس وقت بھی) ابوبکر و عمر کانا یتبسمان الیه ویتبسم الیهما حضور کو دیکھ کر مسکراتے رہتے اور حضور ان کو دیکھ کر تبسم کناں رہتے۔ (ترمذی مشکوٰۃ)

اور جب کوئی بہت بڑا حیرت انگیز واقعہ ہوتا اور امکان ہوتا کہ کوئی اس کا انکار نہ کر دے تو سرکار علیہ السلام کو ان دونوں پر اتنا اعتماد و یقین تھا کہ ان کی غیر موجودگی میں ہی فرما دیتے فانی اومن به انا و ابوبکر و عمر (متفق علیہ)

میں بھی اس پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر بھی۔

حضرت علی المرتضیٰ صدیق و فاروق کی شان میں فرماتے ہیں هذا سیدان کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین یہ دونوں (صدیق و فاروق) انبیاء و مرسلین کے بعد جنت کے جوانوں اور بوڑھوں کے سردار ہیں اور یہ فرمان حضور علیہ السلام کا ہے اور مخاطب حضرت علی شیر خدا ہیں اس طرح کی حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے اور ابن ماجہ نے ابوحجیفہ حضرت علی المرتضیٰ کا یہ قول بھی نقل فرمایا کہ خیر هذه الامة ابوبکر و عمر۔ اس امت (محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں۔

رجال کشی جو اہل تشیع کی بخاری شریف ہے اس میں اور اہل سنت کی بخاری شریف میں ہے کہ خود حضرت علی المرتضیٰ سے ان کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ نے سوال کیا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام میں سے سب سے افضل کون ہے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پہلے نمبر پر حضرت ابوبکر صدیق کا اور دوسرے نمبر پر حضرت عمر فاروق کا نام لیا۔

اور یہ بھی رجال کشی میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کوفے میں اپنے دور خلافت میں دوران خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا ہے بعضکم یفضلونی علی ابی بکر و عمر تم میں سے بعض لوگ مجھے ابوبکر و عمر پہ فضیلت دیتے ہیں فرمایا من فضلنی علی ابی بکر و عمر جلدته جلد المفتری جو مجھے ان پر فضیلت دے گا میں اس کو کوڑوں کی سزا دوں گا جتنی کہ بہتان تراش کو دی جاتی ہے۔

یہ روایت ابو عمر نے استیعاب میں حکم بن حجل سے بھی روایت کی ہے۔

Scanned with CamScanner

اور جب حضرت علی المرتضیٰ سے صدیق وفاروق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کانا امامی ھدی راشدین مرشدین مصلحین منجحین خرجامن الدنیا خمیصین (طبقات ص ۲۱۰ ج ۳)

یہ دونوں حق کے امام ہادی و رہنما' کامیاب و فہمند تھے انہوں نے دنیا سے خالی پیٹ رحلت فرمائی۔

حضرت امام زین العابدین کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھا کہ صدیق وفاروق کا بارگاہ نبوت میں کیا مقام تھا؟ تو آپ نے فرمایا منزلتھما الساعة جتنا مرتبہ و مقام اور قرب اب ہے اتنا ہی تھا۔ (ازالۃ الخفا مقصد اول فصل چہارم ص ۲۲۴)

امام زین العابدین کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ دیکھتے نہیں ہو حضور علیہ السلام نے ان دونوں کو سب سے بڑھ کر اپنا قرب عطا فرمایا ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضہ انور میں دفن ہیں پھر اس سے بڑھ کر کیا قرب ہوگا بس اس طرح وفات سے پہلے کا حال بھی ہے مگر

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
قرب دنیا میں تھا اس سرکار سے دونوں کا
بعد رحلت بھی رہی قربت رسول اللہ کی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امام باقر علیہ الرحمۃ نے فرمایا جس نے صدیق و فاروق کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت رسول سے جاہل رہا اور خود اپنا موقف ان دونوں کے بارے میں یوں بیان فرمایا انی اتولا ھما واستغفر لھما فما رایت احد امن اھل بینی الا ھو یتولھما میں ان سے محبت کرتا ہوں ان کیلئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور ہمارے اہل بیت کے تمام لوگ ان سے محبت کرتے ہیں اور فرمایا کہ جو ان کو برا کہتے ہیں اولئک المراق وہ بے دین ہیں۔ (ازالۃ الخفا ص ۲۲۴)

نیز فرمایا: من شك فيها كمن شك في السنة وبغض ابی بکر و عمر نفاق جس نے صدیق وفاروق کی فضیلت میں شک کیا وہ اس (گمراہ) کی طرح ہے جس نے سنت

میں شک کیا اور یاد رکھو صدیق وفاروق کا بغض ہی (اصل) نفاق ہے اس طرح تمام آئمہ اہل بیت اور ان کی اولاد نہ صرف صدیق وفاروق بلکہ تمام صحابہ کرام کی فضیلت کی معترف رہی ان کا ذکر خیر و محبت کے ساتھ کرتے رہے اور ان کے گستاخوں سے نفرت کرتے رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں ما اظن رجلا ینتقص ابابکر و عمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میرا نہیں گمان (میں نہیں مانتا) کہ جو ابوبکر و عمر سے بغض رکھے وہ حضور کا محب ہو۔

ایک بار پھر پچھلے موضوع کی طرف آیئے کہ یہ توافق' تماثل صرف دنیا میں ہی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے ابوبکر و عمر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ھکذا نبعث یوم القیمة ہم اسی طرح قیامت کو اٹھائے جائیں گے انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا پھر ابوبکر (ترمذی مشکوٰۃ) اور ابوبکر میرا غار کا بھی ساتھی ہے وصاحبی علی الحوض میرا حوض کوثر کا بھی ساتھی ہے (ترمذی) اور ابوبکر میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد' مشکوٰۃ)

یاد رکھو! اہل ایمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ابوبکر سے محبت حضور سے محبت ہے اور جس نے ابوبکر کو ناراض کرلیا فیغضب اللہ عز وجل ببغضھما اس سے حضور علیہ السلام بھی ناراض' خدا بھی ناراض اور وہ دنیا و آخرت میں ہلاک ہوگیا۔ (الغرض انہی نفوس قدسیہ کی عزت کرنے سے دنیا و آخرت میں عزت ملے گی اور ان کی توہین کرنے سے یہاں خود اپنے آپ کو پیٹیں گے اور وہاں فرشتوں سے جوتے پڑیں گے)

(ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم ص ۱۹۳ و ص ۱۹۴ و فیہ قصۃ طویلۃ)

یہ دیکھو صدقۂ صدیق اکبر
کہ عبد مصطفیٰ دولہا بنا ہے

یہ ہے فاروق اعظم کی کرامت — کہ عبد مصطفیٰ دولہا بنا ہے
کرم عثمان ذوالنورین کا ہے — کہ عبد مصطفیٰ دولہا بنا ہے
سخاوت ہے علی مرتضیٰ کی — کہ عبد مصطفیٰ دولہا بنا ہے

Scanned with CamScanner

ایک تفسیری نکتہ

امام رازی تفسیر کبیر میں سورۂ نمل میں فرماتے ہیں چیونٹی بھی یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ نبی کے ساتھی جان بوجھ کر چیونٹیوں پر بھی ظلم نہیں کرتے تو صدیق اکبر لختِ جگرِ رسول پر کیسے ظلم کر سکتے ہیں اوران کا حق مار سکتے ہیں (زیرآیت لا یحطمنکم سلیمٰن و جنودہٗ)

جس کے بلبل ہیں ابوبکر و عمرؓ عثمانؓ علی
رشکِ جنت ہے وہ بستان حبیب کبریا

صدیق ہیں جان صداقت کی — فاروق ہیں شان عدالت کی
عثمان ہیں کان مروت کی — حیدر کی ولایت کیا کہنا

امام العارفین حضرت شیخ یحیٰ منیری قدس سرہ العزیز مکتوبات میں حضور علیہ السلام سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت وعقیدت کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

''کسی نے حضرت شبلی علیہ الرحمتہ سے امتحاناً سوال کیا کہ زکوٰۃ کتنی مالیت پر واجب ہوتی ہے؟ حضرت شبلی نے کہا جواب مسلک فقہاء پر چاہتے ہو یا مسلک فقراء پر' سائل نے عرض کی دونوں پر۔فرمایا فقہاء کے مذہب کے مطابق ایک سال گزرنے پر دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہے اور مذہب فقراء پر پورے دوسو درہم کے ساتھ اپنی جان بھی پیش کرنی ضروری ہے۔سائل نے کہا اس کی دلیل؟ آپ نے جواب دیا:

''ما ایں مذہب از صادق رب العلمین گرفتیم یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ او ہرچہ داشت بہ پیش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہاد وجگر گوشۂ عائشہ را بشکرانہ داد''

(مکتوبات یحیٰ منیری ص۳۳)

میں نے یہ مذہب صادق رب العالمین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے آپ کے پاس جو کچھ مال وزر تھا سب کا سب رسول کریم علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا اور اپنی جگر گوشہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شکرانہ میں بحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان' اخلاق وعادات' حالات وواقعات کا توافق وتماثل آپ نے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایا اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ توافق

صرف حضور علیہ السلام کے ساتھ ہی نہ تھا بلکہ دیگر انبیاء کرام کی صفات کی جھلک بھی ابوبکر صدیق کی ذات میں موجود تھی مثلاً حضور علیہ السلام نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صدیق اکبر کی رائے کے بارے میں حضرت ابوبکر کو سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور ایک موقع پر فرمایا کہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا زہد دیکھنا چاہے فلینظر الی ابی بکر وہ ابوبکر صدیق کو دیکھ لے۔

رفیق مصطفیٰ صدیق اکبر غار تیرہ میں
ہے جاں دینے کو آمادہ رفاقت اس کو کہتے ہیں

کیا حساب حرم دو گے تم خدا کے سامنے

ان لوگوں کو دعوت ہدایت ہے جو صحابہ کرام بالخصوص صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی ذوات قدسیہ میں طعنہ زنی کرتے رہتے ہیں کہ رب العالمین بے نیاز اور فعال لما یرید ہے لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون جو چاہے کرے کوئی اس سے پوچھنے کا حق نہیں رکھتا وہ چاہے تو علم ہونے بلکہ علیم بذات الصدور ہونے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام سے پوچھ لے وما تلک بیمینک یا موسیٰ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اگر وہی خدا کل قیامت کے دن بھرے میدان محشر میں حضور سے پوچھ لے کہ اے میرے نبی جو میں نے تجھے بیٹیاں عطا کیں ان میں ایک فاطمہ تھی اس کا خاوند تو دکھا میں تیرا داماد دیکھوں تو حضور علیہ السلام حضرت علی کو بلا کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر عرض کریں گے یا اللہ! یہ ہے میری فاطمہ کا شوہر کعبہ کا گوہر اور میرا داماد اور اس وقت پاس صدیق وفاروق بھی ہوں گے اور وہ عرض کریں گے اے اللہ! تیرا فرمان ہے ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون کہ جنت میں اہل جنت کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ہم بھی بات کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کو بات کرنے کی اجازت دے اور وہ عرض کریں' اے اللہ جن کے کندھے پر تیرے نبی نے اپنا ہاتھ رکھا ہے وہ تیرے نبی کا داماد ہے اور تیرا نبی ہم دونوں کا داماد ہے اور پاس ہی عثمان ذوالنورین بھی ہوں گے وہ بھی عرض کریں یا اللہ! مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے؟ ہاں عثمان تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ اے اللہ! علی تو تیرے نبی کا اکہرا داماد ہے کہ اس کے گھر تیرے نبی

Scanned with CamScanner

کی صرف ایک بیٹی تھی اور میں تیرا نبی کا دوہرا داماد ہوں کہ تیرے نبی نے یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں مجھے عطا فرمائیں اور مجھے ذوالنورین بنا دیا۔ اس وقت ان کے بدخواہوں کا جو حال ہوگا وہ نہ بیان کیا جا سکتا ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے نہ سنا جا سکتا ہے نہ سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے نہ بتایا جا سکتا ہے نہ تصور میں لایا جا سکتا ہے چاہیں گے زمین ہمیں نگل لے یا ہم پر آسمان پھٹ پڑے مگر حکم ہوگا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔

اب صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ جہنم کا راستہ ہے کیونکہ تم دنیا میں اپنے دامادوں اور سسروں کے خلاف تو ذرا سی بات سننا گوارا نہ کرتے تھے ان کی توہین کا ایک لفظ سننا بے غیرتی تصور کرتے تھے اور میرے حبیب کے ان مقدس رشتوں کا ذرا احترام نہ کرتے تھے اور بھری مجلسوں میں ان پر طعنہ زنی کرتے تھے ان کا مذاق اڑاتے تھے اور ان کی توہین کر کے مجمع کو خوش کرتے تھے اور جیبیں بھرتے تھے آج میں تمہی سے جہنم کو بھروں گا اور جنت میں وہی جائے گا جو دنیا میں یہ عقیدہ رکھتا تھا۔

ہیں افضل خلق میں بعد از پیمبر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
ہیں گلزار محمد کے گل تر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
عرب کے چاند کے تابندہ اختر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
ہیں اصحاب نبی میں سب سے برتر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
مری آنکھوں میں میرے دل کے اندر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
الٰہی نزع میں ہو میرے لب پر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
تمہارا جو ہو کب کھائے وہ ٹھوکر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
در محبوب حق ہے آپ کا در — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
تمہیں سے بھیک ملتی ہے برابر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
تمہارا ہو' وہ بدمذہب ہے کیونکر — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
ہو اس پر بھی نگاہ مہر پرور — ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
تمہارے کوچہ کا ذرہ ہے اختر
ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر

حال ویکھو حب داراں دا

علی المرتضیٰ کو بہت کچھ بلکہ سب کچھ ماننے والے جب علی المرتضیٰ کے اماموں کو نہیں مانتے جن کے پیچھے انہوں نے پچیس سال نمازیں ادا فرمائیں تو حضرت علی ان نام نہاد حب داروں سے کب خوش ہوتے ہوں گے۔ ان کی محبت یہ ہے کہ علی کی اولاد میں سے صرف دو کو امام مانتے ہیں باقیوں کا نام ہی نہیں کیونکہ ان ناموں میں ابوبکر بن علی، عمر بن علی اور عثمان بن علی بھی ہیں۔ ہم علی کے تمام بیٹوں کو اپنا امام مانتے ہیں پھر ماننے والے ہم ہوئے کہ تم؟ یہ حب داری کے دعوے دار امام حسن کے کسی بیٹے کو امام نہیں مانتے اور ہم ان کی ساری اولاد کو اپنا امام مانتے ہیں۔ بتاؤ اصل محب اہل بیت کون ہوا؟ ہم اپنی اولاد کے نام یزید، شمر، خولی، فرعون، نمرود کیوں نہیں رکھتے حالانکہ ہو سکتا ہے ان ناموں کے باوجود بھی کوئی نیک ہو جائے لیکن ہماری غیرت گوارا ہی نہیں کرتی کہ دشمنوں کے ناموں پر نام رکھے جائیں لیکن اے نام نہاد حب دارو! اپنی ہی کتابیں اٹھا کے دیکھو کشف الغمہ فی تاریخ الائمہ ص ۱۳۳-۴۳ و ص ۸۳ کیا یہ نام (ابوبکر، عمر، عثمان) علی، حسن اور حسین کے بیٹوں کے نہیں تھے؟

صرف نام ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ تھا۔ علی المرتضیٰ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب جب شہید ہو گئے تو حضرت علی نے اپنی (بیوہ) بھاوج کیلئے صدیق اکبر کو منتخب کیا اور نکاح کرنے کی درخواست کی جس کو حضرت ابوبکر نے قبول فرما لیا۔

حضرت علی المرتضیٰ تو عظمت صدیق کے خطبے پڑھیں اور تم ان کو گالیاں دو تو علی تم سے خوش ہوں گے یا ناراض؟

حضرت علی نے اپنے ایک خط میں لکھا **کان افضلھم فی الاسلام** ابوبکر کا اسلام سب سے افضل تھا یا وہ اسلام میں سب سے افضل تھے۔ **وہ مقامھما فی الاسلام عظیم** صدیق و فاروق کا رتبہ اسلام میں بہت بلند تھا۔ **یرحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا** خدا ان پر رحمت فرمائے اور ان کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ (ابن ہیثم جز۳۱ ص۴۵۶)

صدیق اکبر چادر اوڑھ کر جا رہے تھے اور علی المرتضیٰ ان کی طرف اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں کو فرما رہے تھے "اللہ کی بارگاہ پہ اس سے برگزیدہ تر کوئی شخص نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

تفسیر مجمع البیان ص ۶۵ جلد ۳ میں ہے ان من اسلم بعد خدیجة ابو بکر' حضرت خدیجہؓ کے بعد (اور تمام مردوں میں سب سے پہلے) ایمان لانے والے ابو بکر صدیق ہیں۔

محمد بن ابی بکر کی بیوی اور حسین ابن علی کی بیوی آپس میں سگی بہنیں ہیں اور ان کی اولاد آپس میں خالہ زاد بہن بھائی ہیں۔ اے نام نہاد حب داران حسین! تمہارا مذہب ہے کہ ایکسیڈنٹ ہے وہ آپس میں رشتے کر رہے ہیں تم ان پر تبرے کر رہے ہو۔

گھر میں گھوڑے کی تصویر لگاتے ہو کہ امام حسین کی سواری بنا تھا بڑا برکت والا ہے اور جو صدیق حسین کے نانے کی سواری بنا اس صدیق پر لعن طعن کرتے ہو۔

یزید کے لاکھوں کے لشکر کے مقابلے میں شیر خدا کا لخت جگر تن تنہا کھڑا ہو گیا اور تقیہ یاد نہ آیا اور خود شیر خدا جو صدیق و فاروق و عثمان کی زندگی میں ان کے پیچھے پچیس نمازیں پڑھتے رہے اور ان کے وصال کے بعد ان کی تعریفیں کرتے رہے ان پر تقیہ کا الزام لگاتے ہو۔

رجال کشی مطبوعہ کربلا میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کوفہ کی جامع مسجد میں بر سر منبر مجمع عام کے سامنے اعلان فرمایا حب ابی بکر و عمر ایمان و بعضهما کفر ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔

تبھی تو اپنی اولاد کے نام ان کے ناموں پر رکھ رہے ہیں۔ امام زین العابدین نے اپنی کنیت ابو بکر رکھی' اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ امام موسیٰ کاظم نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ امام علی رضا اور امام علی نقی علیہما الرحمتہ کی ایک ہی بیٹی تھی ان دونوں نے اپنی اپنی بیٹی کا عائشہ نام رکھا۔

ابو بکر تو علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت سمجھے' علی صدیق و فاروق کی محبت کو عین ایمان اور ان سے بغض کو عین کفر کہے بتا اے ملنگ اینڈ کمپنی تیرے پلے کیا رہا؟ اس واسطے تجھے درد دل کے ساتھ دعوت دے رہے ہیں اور اس سچے عقیدے کی طرف بلا رہے ہیں' بتا رہے ہیں اور سمجھا رہے ہیں کہ

بن یار نبی دیاں یاراں دا   بن یار نبی دیاں یاراں دا
شک ہووی تے چل مدینے   ویکھ لے جوڑ مزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

شمع رسالت دا پروانہ   جاندا جس نوں کل زمانہ
نام صدیق رفیق پیارا   ساتھی بنیاں غاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

نام عمر دا دل نوں بھاوے   صفت جہدی خدا فرماوے
آپ محمد نال سوا وے   جوڑا خدمت گاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

ذوالنورین سوہنا عثمان   جمع کیتا جس پاک قرآن
دختران پاک نبی نے دتیاں   چارا نہیں چلدا بے چاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

حیدر صفدر شیر خدادا   ایہہ نہیں سوہنا تقیہ کر دا
پیر علی نوں بزدل آکھن   حال ویکھو حب داراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

کربلا دے وچ ڈیرا لایا   سارا ساتھ حسین لٹایا
خنجر تھلے نماز نہ چھوڑی   زور جتھے تلواراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

توڑ دے ساتھی توڑ پچیسن   انگلیاں پھڑ کے جنت ویسن
نال نبی دے سیر کریسن   جنت دی گلزاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا
بن یار نبی دیاں یاراں دا

امتیازات وخصوصیات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

☆ سیدنا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے نبیوں کے بعد صدیقوں کا درجہ ہے پھر شہدا ہیں پھر صالحین جیسے حضور اکرم ﷺ نبیوں اور رسولوں کے سرتاج ہیں۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر تمام صدیقوں میں ممتاز ترین ہیں۔ تقویٰ' جرات' معاملہ فہمی' حربی قیادت' ایثار' سچائی' اولوالعزمی' دیانت' امانت' فیاضی' زہد وورع' جود وسخا' تواضع' علم قرآن وحدیث' اتباع سنت' علم تعبیر وانساب غرضیکہ تمام اعلیٰ اوصاف کے جامع ہیں۔

☆ حضور سرور کائنات ﷺ کے عاشق صادق' مخلص اور جاں نثار اور ذات وصفات نبوی کے مظہر اتم ہیں۔ حضور علیہ السلام کے نائب مطلق' خلیفہ بلافصل' مزاج شناس رسول ہیں' اظہار نبوت سے قبل بھی آپ حضور علیہ السلام کے احباب میں سب سے مقدم تھے۔

☆ حضرت صدیق اکبر نے بعثت نبوی کے اوّل روز ہی سب سے پہلے بلا تردد وجھجک حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی۔ خود حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے تامل ضرور کیا مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تامل کے دعوت اسلام پر لبیک کہا۔ (بخاری)

☆ مردوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے کا شرف بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ (استیعاب)

☆ آپ نے دوبار اپنی ساری دولت حضور علیہ السلام کے قدموں پر ڈال دی۔ ہجرت کے وقت اور جنگ کے موقع پر مکہ معظمہ میں متعدد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی وجہ سے کفار کے ظلم وستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کر دیا۔ ان میں حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

☆ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کیلئے زمین کی قیمت بھی حضرت صدیق اکبر نے ادا کی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''ابوبکر کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا۔''

☆ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جب رسول اللہ ﷺ اور فدا کاران اسلام کو یہودیوں

کی مکاریوں اور منافقین کی ریشہ دوانیوں سے واسطہ پڑا اور قریش مکہ اور یہود مدینہ کی پے در پے کوششوں کے نتیجے میں سارا عرب حضور ﷺ کے مقابلہ میں اٹھ کھڑا ہوا تو اس وقت حضرت ابوبکر ہی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور ﷺ کے خاص الخاص مشیر کے فرائض انجام دیئے اور ہر موقع پر حضور ﷺ کی حفاظت ومدافعت کیلئے اپنے آپ کو ڈھال بناتے رہے۔

☆ حضور سرور عالم ﷺ کے عہد سعادت و برکت میں صدیق اکبر نے ایک عاشق صادق کا بے مثال اور ایمان افروز کردار ادا کیا۔ مکہ میں قریش کے مظالم اور ان کی ایذاء رسانیوں کے مقابلے میں وہی سینہ سپر ہوتے تھے۔ ہجرت کے انتہائی نازک موقع پر غار ثور سے مدینہ منورہ تک پوری جاں نثاری سے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عشق رسول ﷺ ہی نے حضور علیہ السلام کے عظیم منصب ''ختم نبوت'' کا محافظ بنایا۔ آپ نے ناسازگار حالات کے باوجود ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو ناموس رسالت سے کھیلنے کی اجازت نہ دی اور قیامت تک آنے والے عشاق رسول ﷺ کو حفاظت ختم نبوت کا سبق سکھایا جن کذاب مدعیان نبوت کو آپ کے دور میں کچلا گیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ اسود عنسی' طلیحہ' مسیلمہ کذاب' شجاع (سجاعہ) بنت حارثہ تمیمہ۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ شجاع حضرت صدیق اکبر ہیں۔ بدر کی لڑائی میں حضور علیہ السلام کی حفاظت کیلئے عریش (ایک محفوظ چھپر) بنایا گیا تھا۔ خدا کی قسم ہم میں سے کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس عریش کو کفار سے محفوظ رکھنے کیلئے سپر بن جائے۔ اس نازک اور خطرناک موقع پر صرف صدیق اکبر ہی تلوار کھینچ کر کھڑے ہوئے جس کسی نے بھی حضور علیہ السلام پر حملہ کیا انہوں نے مدافعت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء)

☆ حضرت صدیق اکبر کا یہ کارنامہ بھی نہایت ہی زریں ہے کہ جنگ یمامہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آپ نے زید بن ثابت انصاری کو قرآن مجید کی تمام سورتوں کو جمع کرنے پر مامور کیا اور انہوں نے بکمال وخوبی یہ خدمت سرانجام دی۔

☆ حضرت صدیق اکبر نے مملکت اسلامی کی بنیادیں استوار کیں۔ آپ ہی کی کوششوں سے ایسے لوگ مسلمان ہوئے جو بعد میں جلیل القدر صحابی اور اسلام کے سچے فدائی وشیدائی

Scanned with CamScanner

بنے۔ اسلام سے محبت، جان و مال کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت آپ کی زندگی کا مقصد وحید تھا۔ انہوں نے اسلامی مملکت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد فتنوں اور شورشوں نے ہجوم کیا۔ فتنہ ارتداد، قبائلی عصبیت، خاندانی نجابت کا استحقاق، باغیوں کی جانب سے سرکشی کے نئے نئے خطرات، مملکت کو قرآن و سنت کے اصول وضوابط پر حرف بحرف اور من وعن قائم رکھنا غرضیکہ بہت سے نازک اور مشکل مرحلے اس باحوصلہ رفیق رسول نے کمال حسن تدبر، خداداد ذہانت، سیاسی فراست اور دینی استقامت سے طے کئے۔ جہاں تحمل اور سیاسی حکمت عملی درکار تھی وہاں اسے اختیار کیا اور جہاں قوت بازو اور بزور شمشیر منافق، مرتد اور جھوٹے مدعی نبوت کی سرکوبی ضروری تھی، وہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دین کی ناموس کیلئے مسلمانوں کی اجتماعی طاقت اور شجاعت سے کام لے کر مشرکوں، منافقوں اور مرتدوں کا قلع قمع کیا اور قافلہ اسلام پھر اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ رواں دواں ہوگیا۔

☆ مسند آرائے خلافت ہوتے ہی ان کے سامنے صعوبتوں، مشکلوں اور خطرات کے پہاڑ آن پڑے۔ ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت تھے کہ مسلح تصادم پر آمادہ ہوگئے۔ دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھی۔ منکرین زکوٰۃ نے علیحدہ شورش برپا کر رکھی تھی لیکن جانشین رسول ﷺ نے اپنی روشن ضمیری، پاکیزہ سیاست، بے مثال تدبر اور غیر معمولی استقلال کے باعث نہ صرف ان تمام بے دینوں کی تمام ناپاک کوششوں کو ناکام بنا دیا بلکہ پھر اسی مشعل سے تمام عرب کو منور کر دیا۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اسلام کو جس نے حیات نوبخشی اور دنیائے اسلام پر سب سے زیادہ جس کا احسان ہے وہ حضرت ابوبکر ؓ کی ہی ذات گرامی ہے۔ اللہ کی ہزاروں برکتیں اور رحمتیں ہوں اس پاکباز اور مقدس انسان پر جس نے اپنی ساری عمر رسول ﷺ اللہ کی رفاقت، اسلام کی تبلیغ واشاعت اور اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں صرف کر دی۔

☆ حضرت صدیق اکبر ؓ کو سفر و حضر، غزوات و ہجرت حتیٰ کہ وصال کے بعد بھی حضور سرور عالم ﷺ کی رفاقت ومصاحبت حاصل ہے۔

☆ قرآن میں آپ کو صاحب النبی کے معزز لقب سے یاد کیا گیا۔

☆ جنگ بدر میں آپ کو میمنہ کا سردار بنایا گیا۔

☆ غزوہ بدر میں حضور علیہ السلام کے ساتھ ثابت قدم رہے۔

☆ غزوہ تبوک میں آپ نے اپنا سارا مال حضور علیہ السلام کے قدموں پر نثار کر دیا۔

☆ آپ عشرہ مبشرہ کے سرخیل اور حضور اکرم ﷺ کے جمال وجلال کے مظہراتم ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام نے مرض وفات میں آپ کو اپنی جگہ امامت کیلئے مقرر فرمایا۔ آپ نے حیات نبوی میں سترہ وقت کی نمازیں پڑھائیں اور تمام صحابہ کرام بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو غروب آفتاب کے بعد ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ کم وبیش ستائیس ماہ مسلمانوں کی زمام اقتدار ان کے ہاتھ میں رہی اور اس قلیل مدت میں انہوں نے جو نظام حکومت قائم کیا اس پر حضرت عمر ؓ نے ایک رفیع المنزلت عمارت کھڑی کر دی۔

(علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ)

مٹایا آپ ہی کے صدق نے باطل کو دنیا سے
سبحان اللہ! وہ عہد وفا صدیق اکبر کا

کون صدیق اکبر (ؓ)

۱- جنہوں نے سفر میں ایک مبارک خواب دیکھا اور اسے بشارت عظمیٰ سمجھ کر واپس تشریف لائے اور آتے ہی زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہو کر دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ (غزوات حیدری)

۲- جنہوں نے تمام سوسائٹی اور متعلقین ان کے حشمت و رعب اور جاہ وجلال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سرور کائنات ﷺ کی رفاقت و محبت کو ان پر ترجیح دی۔ (غزوات حیدری)

۳- جو اسلام میں داخل ہوئے تو ہزاروں لے کر آئے اور گئے تو کوڑی بھی پاس نہ تھی۔

۴- جن کی ایمانی تائید نبوت کی نشر واشاعت کا باعث بنی۔

Scanned with CamScanner

۵- جن کا مطمع نظر بغیر صاحب نبوت کی رضا کے کچھ اور نہ تھا۔

۶- جو شمع نبوت پر پروانہ وار قربان ہونا اپنے لئے فخر محسوس کرتے تھے۔

۷- جن کے دل کو راحت حضور اکرم ﷺ کے دیدار سے حاصل ہوتی تھی۔

۸- جن کی زندگی کا سرمایہ حضور ﷺ کی رضا تھی۔

۹- جن کا دستور العمل مصطفیٰ کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنا تھا اور بس (بخاری شریف)

۱۰- جو حضور ﷺ کو دیکھے بغیر بے چین و بے قرار رہتے تھے۔

۱۱- جنہوں نے حضور ﷺ کی اجازت سے خطبہ دینے کی جرأت کی۔ مخالفین کے مظالم کا نشانہ بنے۔ (تاریخ اسلام)

۱۲- جو بے ہوشی سے ہوش میں آتے ہی اپنی تکلیف بھول کر دیدار یار کے متمنی ہوئے۔

(تاریخ اسلام)

۱۳- جنہوں نے اپنا سرمایہ قربان کر کے مظلوم بلال رضی اللہ عنہ کو محبوب حقیقی سے ملا دیا۔

(تفسیر خازن)

۱۴- جنہوں نے اس قربانی کے نتیجہ میں اتقیٰ کا لقب پا کر افضلیت کا حق حاصل کیا۔

(روح المعانی)

۱۵- جنہوں نے مالی قربانی کے سلسلے میں خداوند عالم سے ابوالفضل کا لقب پایا۔ (ابن کثیر)

۱۶- جنہوں نے معجزات نبوی کی تصدیق کے صلہ میں صدیق اکبر کا لقب پایا۔ (تفسیر قمی)

۱۷- جن کے کردار، گفتار اور حرکات و سکنات سے سنت نبوت کی خوشبو آتی تھی۔

۱۸- جنہوں نے اخلاص و دیانت داری کے صلہ میں امین الناس کا خطاب پایا۔

(مشکوٰۃ شریف)

۱۹- جن کے قلب کے تزکیہ و تصفیہ کا ذمہ حضور اکرم ﷺ نے لیا۔ (قرآن)

۲۰- جن کی ذات گرامی صفات کو حضور اکرم ﷺ نے بطور نمونہ کے پیش فرمایا۔

۲۱- جن کے احسانات عظیمہ کا اقرار حضور کی ذات مقدس نے کیا۔

۲۲- جنہوں نے چھ سات سال کی پیاری بچی کو حضور علیہ السلام کے عقد میں دے کر نجات دارین حاصل کی۔

۲۳- جنہوں نے روسا مکہ اور عمائد قریش کی سیاست کی پرواہ نہ کی۔

۲۴- جن کو شب ہجرت رفاقت کیلئے پروردگار عالم نے منتخب کیا۔ (حیات القلوب)

۲۵- جن کے دروازے پر سرور کائنات ﷺ بن بلائے تشریف لے گئے۔

۲۶- جن کی رفاقت کو تمام صحابہ کرام کی رفاقت پر سردار دو عالم ﷺ نے ترجیح دی۔

۲۷- جنہوں نے شب ہجرت بار نبوت اپنے کندھوں پر اُٹھایا۔ (غزوات حیدری)

۲۸- غار ثور کے اندر فخر دو عالم ﷺ کے لئے جن کو غار ثور مصفّٰی کرنے کی خدمت نصیب ہوئی۔

(غزوات حیدری)

۲۹- جن کی گود حضور علیہ السلام کے لئے آرام گاہ بنی۔ (سیرت حلبیہ)

۳۰- جن کو اگر سانپ نے کاٹ لیا تو حضور ﷺ کے دہن اقدس سے لعاب دہن کی دوا نصیب ہوئی۔

۳۱- جن کے گھر سے حضور ﷺ کے لئے طعام غار میں پہنچتا رہا۔ (غزوات حیدری)

۳۲- جن کی بیٹی کو رفاقت نبوی ﷺ کے پیش نظر ابوجہل کی طرف سے ایذا پہنچی۔ (تاریخ اسلام)

۳۳- جن کا فرزند کفار کے حالات کی جاسوسی کر کے روح عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچاتا۔ (غزوات حیدری)

۳۴- وقت طلب حضور ﷺ کی اپیل سے جنہوں نے سارے گھر کا سرمایہ محبوب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ (سیرت حلبیہ)

۳۵- جنہوں نے مال و جان عزت و آبرو سب کچھ حضور ﷺ پر نثار کر دیا۔ (متفق علیہ)

۳۶- جنہوں نے فاروق اعظم کے ساتھ سیّدنا علی کو ترویج سیّدہ فاطمہ پر آمادہ کیا۔

(جلاء العیون ص ۱۱)

۳۷- جنہوں نے سیّدنا علی کو ساتھ لا کر مصطفیٰ کے سامنے سیّدہ کے متعلق خطبہ کیا۔ (جلاء العیون)

۳۸- جو بوقت نکاح سیّدہ کے گواہ بنے۔

۳۹- جن کے تذکرہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح فرمایا۔

(جلاء العیون)

۴۰- جنہوں نے بامر رسول سیّدہ کے لئے شادی کے کپڑے اور سامان خرید کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ (جلاء العیون)

۴۱- جن کے پسند کردہ سامان کو حضور ﷺ نے پسند کیا۔ (جلاء العیون)

۴۲- خریدے ہوئے سامان کے انتخاب کے لئے جن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے منتخب فرمایا۔ (جلاء العیون)

۴۳- سیّدہ کی تزویج سے جن کی تحریک کامیاب ہوئی۔ (جلاء العیون)

۴۴- جن کو سارے قرآن میں صاحب النبی کا لقب نصیب ہوا۔ (قرآن)

۴۵- جن کو خدا تعالیٰ نے نصرت خداوندی سے تعبیر کیا۔ (قرآن)

۴۶- جن کو قرآن نے ثانی اثنین کا لقب عنایت کیا۔ (قرآن)

۴۷- جو نبوی ﷺ درس گاہ کے پہلے طالب علم تھے۔ (تاریخ الخلفاء)

۴۸- جنہوں نے مدینہ منورہ پہنچ کر حضور کے سرِ مبارک پر اپنی چادر تان لی تا کہ آقا اور غلام کے درمیان فرق واضح ہو سکے۔ (سیرت)

۴۹- جنہوں نے غزوۂ بدر میں حضور علیہ السلام پر پہرہ داری کا حق ادا کیا۔

۵۰- میدانِ بدر میں حضور ﷺ کو سجدہ الحاح وزاری کرتا ہوا دیکھ کر جنہوں نے تسلی دی۔

۵۱- جن کو غزوۂ بدر میں حضور ﷺ نے لشکر کے میمنہ کا سردار بنایا۔

۵۲- بدر میں قیدیوں کی خلاصی کے سلسلے میں جن کی رائے کے ساتھ سرورِ کائنات نے اتفاق کیا۔

۵۳- غزوۂ اُحد میں جو حضور ﷺ کے پہلو بہ پہلو رہے اور انتشار کا عزم تک نہ کیا۔

۵۴- جنہوں نے الذین استجابو للہ والرسول (پارہ ۴) کے مطابق لڑنے کے لئے اپنی جان کو پیش کر دیا۔

۵۵- غزوۂ خندق میں جن کی طرف سے ایک کافر بھی عبور نہ کر سکا۔

۵۶- غزوۂ خیبر میں جن کی سرداری سے یہودیوں کا غرور ٹوٹ گیا۔

۵۷- سریہ بنی فزارہ میں جن کو سردار بنا کر بھیجا گیا۔

۵۸- ۹ ہجری میں جن کو امیر الحج کا خطاب دربارِ نبوی ﷺ سے نصیب ہوا۔

۵۹- غزوۂ تبوک میں جنہوں نے اپنا سارا مال حضور ﷺ کے قدموں میں نثار کر دیا۔

۶۰- حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد جو ثابت قدم رہے۔

۶۱- وفات رسالت مآب کی وجہ سے طاری شدہ پریشانی جن کے خطبے سے دور ہوئی۔

۶۲- ممبر پر جن کی بجلی کی کڑک نے نزول قرآن کا قصہ یاد دلا دیا۔

۶۳- جن کے برمحل خطبے نے غلوفی الدین کو ختم کر کے اللہ کی توحید کا سکہ دلوں پر بٹھا دیا۔

۶۴- جنہوں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے سارے قرض ادا کر دیئے۔

۶۵- جنہوں نے دستورِ مصطفیٰ کو برقرار رکھا اور حضور ﷺ کے برتاؤ کی تقلید کی۔

۶۶- جن کی دلجوئی اور خبر گیری عترتِ رسول ﷺ اور ازواج النبی ﷺ کے لئے باعث اطمینان بنی۔

۶۷- جنہوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سامنے اپنا سارا گھر حاضر کر دیا، مگر قانون نبوت میں فرق نہ آنے دیا۔

۶۸- جنہوں نے فتنہ ارتداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۶۹- جنہوں نے اسودِ عنسی اور مسیلمہ کذاب جیسے جھوٹے نبیوں سے قتال کر کے مسئلہ ختم نبوت کو قیامت تک کے لئے درخشندہ و تابندہ بنا دیا۔

۷۰- جنہوں نے لشکر اسامہ بھیجنے میں ذرّہ بھر تامل نہ کیا۔

۷۱- جنہوں نے اپنے عہد خلافت میں یادگار رسول سمجھ کر بنائے مسجد میں تجدید نہ کی۔

۷۲- انکار زکوٰۃ پر جو جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔

۷۳- جو **لایخافون لومۃ لائمۃ** کا مصداق ہیں۔

۷۴- جن کے بھیجے ہوئے لشکر کی امداد ماء القرس سے خود خدائے جل شانہ نے فرمائی۔

۷۵- بحرین سے واپسی پر جن کی فوج کو سمندر نے خشک ہو کر راستہ دے دیا۔

۷۶- قیصر و کسریٰ کے فتح ہونے کے مبادی جن کے زمانے سے شروع ہوئے۔

۷۷- ہرقل بادشاہِ روم کے دبدبے کے باوجود جنگِ یرموک میں جن کو فتح و کامرانی نصیب

Scanned with CamScanner

ہوئی۔

۷۸- جن کی خلافت فاروقی دور کے لئے باعث راحت وآسانی بنی۔

۷۹- جنہوں نے خلیفہ ہونے کے بعد بھی ''ھل من اجیر'' ہے کوئی مزدور؟ کے جواب میں اپنی ذات کو پیش کر دیا۔

۸۰- جنہوں نے بیت المال سے بقدرما یکتفی سے زیادہ خرچ نہ کیا۔

۸۱- بوڑھوں اور مسکینوں کی خبر گیری کرنا جن کا شعار تھا۔

۸۲- حضور علیہ السلام نے جسے احب الرجال قرار دیا۔

۸۳- جن کے لئے رحمۃ للعالمین نے ''ارحم امتی'' فرمایا۔

۸۴- جن کو زندگی میں شفیع المذنبین نے صاحبی علی الحوض ہونے کی بشارت فرمائی۔

۸۵- حضور ﷺ نے انبیاء کے علاوہ جن کو سیّد کہول الجنۃ فرمایا۔

۸۶- قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں کے استفسار پر حضور ﷺ نے اپنے بعد کی جن کے متعلق تصریح فرمائی۔

۸۷- جن کو علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے خیر الامۃ بعد النبی ﷺ فرمایا۔

۸۸- جو عشرۂ مبشرہ کے سر لشکر ٹھہرے۔

۸۹- جو السابقون الاولون میں سباق الغایات ٹھہرے۔

۹۰- جن کی اقتداء کا حکم اپنے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

۹۱- جن کو وفات کے لیے وہی یوم نصیب ہوا جو حضور اکرم ﷺ کو ملا۔

۹۲- جن کو وہی عمر نصیب ہوئی جو حضور علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔

۹۳- جن کی جمالی طبیعت سے حضور علیہ السلام کی خوشبو آتی تھی۔

۹۴- جو ہر قول و فعل میں حضور ﷺ کی سنت پر اتباع کرنا اپنا فریضہ جانتے تھے۔

۹۵- جن کی بیٹی کی طہارت پر شہادت خدا تعالیٰ نے قرآن میں دی۔

۹۶- جن کے متعلق حضرت محمد باقر نے علی الاعلان فرمایا کہ جو انہیں صدیق نہ سمجھے خدا اسے سچا نہ کرے۔

۹۷- جنہوں نے اپنے پرانے کپڑے کفن کے لئے مناسب سمجھے۔

۹۸- جنہوں نے نئے کپڑے دین کے مجاہدوں کے لئے موزوں تصور کئے۔

۹۹- جنہوں نے انصار رضی اللہ عنہم سے خلافت لے کر مہاجرین کا حق جتلا کر سیدنا علی رضی اللہ تک پہنچائی۔

۱۰۰- جو جب تک زندہ تھے تو حضور ﷺ کے پہرہ دار رہے اور وفات پائی تو حضور ﷺ ان کے پہرہ دار بنے۔

بارگاہِ صداقت میں نذرانۂ اعلیٰ حضرت

ایا دلے کہ رسیدت غم و الم بسیار
بیا بہ حضرتِ صدیق شاہِ صدق شعار
یہی ہیں اَکْرَمَکُمْ اور یہی ہیں اَتْقَاکُمْ
یہی ہیں ثانی اثنین اذھما فی الغار
وہ دو یہی ہیں کہ جن دو کا تیسرا ہے خدا
یہ دو وہی ہیں کہ جن کا خدا ہے وصف شمار
نہیں ہے ان پہ کچھ احسان کسی کا دنیا میں
کہ اس کے بدلے میں کرتے ہیں رحمتیں ایثار
غرض ہے صرف رضائے حق اس سخاوت سے
خدا گواہ ہے شاہد ہیں احمد مختار
میر خیلِ صحابہ قوام دین اللہ
وزیر خسرو عالمِ امامِ اہلِ وقار
نظام بزمِ خلافت حسام رزمِ جہاد
خدا کے لشکر جرار کے سپہ سالار
نہیں ہے بعد رُسل ان کا مثل عالم میں
یہی ہے میرا عقیدہ یہی ہے راہِ خیار

یہ اہل بیت کے واصف وہ ان کے مدح طراز
یہ ان پہ جان سے قرباں وہ ان پہ دل سے نثار
انہیں کے واسطے شایاں ہے وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ
وہ جوشِ بحرِ معیت رہا کہ حد نہ کنار
نہ چھوڑا بعد فنا بھی نبی کے قدموں کو
اُٹھیں گے دست بدست جنابِ روزِ شمار
جو ان سے دل میں رکھے پیچ وتاب افعی ساں
خدا کی مار ہو اس پر شقی ہو وہ فی النار
الٰہی چاروں خلیفہ کا صدقہ اِغفرلی
طفیل سید عالم قِنا عذاب النار

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ)

ایک ضروری حوالہ

شیعہ حضرات کے اکابرین میں سے ملا مجلسی نے تذکرۃ الائمہ میں صحابہ کرام کی تعداد چار لاکھ بتائی ہے اور علامہ شریف مرتضیٰ نے بہار الانوار کی جلد سوم میں یہ تصریح کی ہے کہ تمام مسلمانوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت وامامت کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کیا اور برضا ورغبت بلا جبر واکراہ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی:

''جمیع مسلمانان با ابوبکر بیعت کردند واظہار رضا وخوشنودی با دوسکون واطمینان بسوئے اونمودند وگفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ وخارج از اسلام است۔''

(تمام مسلمانوں نے برضا ورغبت خود سکون قلبی کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مخالف بدعتی اور اسلام سے خارج ہے۔)

یہ ہے خلافت صدیقی کے حق وصواب ہونے کے متعلق چار لاکھ مسلمانوں کا فیصلہ جن میں مہاجرین وانصار اور بنی ہاشم اور اہل بیت نبوت بھی شامل تھے۔

کے شود بر تو حقیقت منجلی
اے گرفتار ابوبکر و علی

(مولائے روم)

ابوبکر صدیق کا دور خلافت اور جنتی نظام

لوگ اسلام کے نام پر کئی کئی سال حکومت کر جاتے ہیں مگر اسلام کا الف بھی نافذ کرنے کی توفیق نہیں ملتی حضرت ابوبکر صدیق نے سوا دو سال کے عرصہ میں مکمل اسلام کا نظام رحمت نافذ فرمایا کہ دس جھوٹے نبیوں کو قتل کیا جبکہ ہم سے ایک منحوس قابو نہ ہو سکا۔ ابوبکر صدیق نے جھوٹے نبیوں کا کام تلوار سے کر کے بتا دیا کہ جو محبوب خدا کے بعد نبی ہونے کی بات کرے اس کا ایک ہی علاج ہے وہ تلوار ہے یہ علاج نہیں کرو گے تو یہ فتنہ ساری دنیا کو پریشان کر دے گا۔

آپ نے اپنے پہلے خطبے میں فرمایا! اگر میں صحیح کام کروں تو میری بات مانو اور اگر میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کرنے کا تم میں سے ہر ایک کو اختیار ہے۔

جنتی نظام یہ ہے کہ ولكم فيها ما تشتهي انفسكم ولكم فيها ما تدعون جو خواہش کرو وہ پوری ہو جائے اور دوزخی نظام یہ ہے لهم فيها زفير وهم فيها لايسمعون (القرآن) دوزخ میں چیخ وپکار ہوگی اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی ہوگی۔ مطالبات' احتجاج' کہیں مہنگائی کا رونا تو کہیں حقوق کے غصب ہونے کا واویلا' ہماری ملک پاکستان میں جو نظام چل رہا ہے وہ یہی منحوس نظام ہے۔

جبکہ ابوبکر صدیق نے ایسا نظام نافذ فرمایا کہ حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے سوچا کہ ابوبکر صدیق فلاں وقت اس طرف جاتے تھے میں بھی جاتا ہوں آگے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نہایت ضعیف شخص ہے جو ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتا آپ واپس آئے اور اس کیلئے حلوہ بنا کر لے گئے لکڑی پر حلوہ رکھ کر اس کے منہ میں ڈالا تو بابا جی نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پوچھا کہ ابوبکر فوت ہو گئے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا! ہاں مگر تجھے کیسے معلوم ہوا؟ تو بابے نے جواب دیا وہ حلوہ اپنی زبان پر رکھ کر میرے منہ میں ڈالتے تھے کہ کہیں گرم نہ ہو۔ آج جب لکڑی پر رکھ کر تو نے حلوہ میرے منہ میں ڈالا تو میں سمجھ گیا کہ صدیق اکبر فوت ہو گئے ہوں

Scanned with CamScanner

گے۔ہائے اب میرے کپڑے کون دھوئے گا' میری خدمت کون کرے گا۔

من ذا یطیق بان یحصی اثناء
علی محمد و علی الصدیق صاحبہ

کون ہے جو نبی وصدیق کی کما حقہ تعریف کر سکے

ایک عجیب واقعہ اور مندرجہ ذیل اشعار

لا الہ الا اللہ العزیز الجبار
محمد رسول اللہ النبی المختار
ابوبکرن الصدیق صاحبہ فی الغار
عمر الفاروق فاتح الامصار
عثمان القتیل فی الدار
علی سیف اللہ علی الکفار
فعلی مبغضھم لعنۃ العزیز الجبار
وما واہ النار وبئس القرار

امام محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ وہ اشعار ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ اسقف کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو دین اسلام کی طرف کیسے آیا اور اپنے بڑوں کے دین کو کس طرح چھوڑا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کا نعم البدل حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو اس نے کہا میں سمندر میں کشتی پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک کشتی ٹوٹ گئی۔ کشتی کے سوار سمندر میں بکھر گئے۔ سمندر کی لہریں ہمیں ایک جزیرے میں لے گئیں جس میں بہت درخت تھے ہم ان کے پھل کھا کر گزارا کرتے رہے جب رات ہوئی تو میں خطرات سے بچنے کیلئے درخت کے اوپر چڑھ گیا اور اس کی ایک شاخ پر سوار ہو گیا آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ سمندر کے پانی کی سطح پر ایک جانور مندرجہ بالا اشعار پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے اور طلوع فجر تک پڑھتا رہا اس کے بعد اس نے مندرجہ ذیل کلمات پڑھے۔

لا الہ الا اللہ الصادق الوعد و الوعید محمد رسول اللہ الھادی الرشید' ابوبکر الموفق لتسدید' عمر بن الخطاب سور من حدید عثمان ن الفضل الشھید علی بن ابی طالب ذی الباس الشدید فعلی مبغضھم لعنۃ الملک المجید

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ سچے وعدے' وعید والا ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ ہدایت والے ہادی ہیں۔ ابوبکر صدیق درستی کی توفیق دیئے گئے۔عمر بن خطاب لوہے کی دیوار ہیں' عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔علی بن ابی طالب بہت قوت والے ہیں اور ان سب سے بغض رکھنے والوں پر اللہ بزرگ و برتر کی لعنت ہو۔

اشعار کا ترجمہ یہ ہے

۱- اللہ عزیز اور جبار کے سوا کوئی معبود نہیں' محمد رسول اللہ اختیار والے نبی ہیں۔
۲- ابوبکر صدیق یار غار مصطفیٰ ہیں' عمر فاروق شہروں کو فتح کرنے والے ہیں۔
۳- عثمان کو ان کے گھر ہی شہید کر دیا گیا' علی تو کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔
۴- ان کے ساتھ بغض رکھنے والوں پر اللہ عزیز و جبار کی لعنت ہو اور ان مبغضین کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف کہتا ہے اس کے بعد میں جنگل میں گیا تو عجیب وغریب جانور دیکھا' جس کی ٹانگیں اونٹ جیسی اور دم مچھلی جیسی تھی میں اس سے ڈر کر بھاگا تو اس نے مجھے فصیح عربی زبان میں کہا ٹھہر جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ میں ٹھہر گیا اور اس جانور نے مجھ سے میرا دین پوچھا تو میں نے کہا میں عیسائی ہوں۔اس نے کہا دین حنیف کی طرف لوٹ آؤ کیوں ہلاک ہوتے ہو؟ میں مسلمان جنوں کے گھروں میں بھی گیا ہوں ان میں سے بھی وہی نجات پائے گا جو مسلمان ہوگا۔ میں نے کہا' میں کیسے مسلمان ہو جاؤں؟ اس نے کہا پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے یہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس نے کہا ابوبکر' عمر' عثمان اور علی سے محبت کر کے اپنے دین کو کامل کرو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی ہے؟ اس نے کہا! ہماری ایک جماعت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی

Scanned with CamScanner

اور آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتے ہوئے آئے گی اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو میرے ارکان کو مضبوط کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تیرے ارکان ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کر دیئے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس جانور نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں رہنا چاہتے ہو یا واپس گھر جانا چاہتے ہو؟ میں نے گھر جانے کی خواہش ظاہر کی۔ اس نے کہا! یہیں ٹھہر جاؤ ابھی سواری آتی ہے تھوڑی دیر بعد کشتی آ گئی جس میں بارہ افراد سوار تھے وہ بھی سارے کے سارے عیسائی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہاں کیسے آئے ہو میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ﷺ ص ۲۲ تا ص ۲۵ ج نمبر ۱)

هم صحابة خير الخلق ايدهم ... ربّ السماء بتوفيق وايثار

فحبهم واجب يشفي السقيم به ... فمن احبهم ينجو من النار

وہ سرکار دو عالم علیہ السلام کے صحابہ ہیں۔ آسمان والے رب نے قربانی اور ایثار سے ان کی مدد فرمائی ہے۔

ان سے محبت لازم ہے جو ان سے محبت کرے گا وہی نجات پائے گا۔

عظمت صدیق اکبر کے نکتے

ہجرت کی رات جو (حضرت علی) نبی علیہ السلام کے بستر پر آرام فرما ہو جائے وہ تو حق کا امام ہو اور اس رات جو (صدیق) نبی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اٹھائے وہ کیوں بدنام؟

جس کی گود میں امام الانبیاء علیہ السلام عصر سے مغرب تک (مقام صہباء) پر رکھ کر آرام فرما رہیں وہ علی تو حق کا امام ہو جائے اور جس کی گود میں اللہ کے نبی تین راتیں اور تین دن آرام فرما رہیں وہ کیوں بدنام؟

خیبر کے دن اللہ کے نبی جس (علی) کی دکھتی آنکھ پر اپنا لعاب دھن لگائیں وہ تو حق کا امام اور غار ثور میں یہی لعاب دھن جس (صدیق) کی ایڑی پر لگائیں وہ کیوں بدنام؟

جس کو نبی اپنا جھنڈا عطا کر کے خیبر کی طرف بھیجیں وہ علی بھی ہمارا حق کا امام ہے اور جس

کو نبی نے اپنا مصلیٰ عطا فرمایا وہ صدیق بھی ہمارے لیے حق کا امام ہے۔ ان کو جھنڈا دیا ان کو مصلیٰ دیا وہ جوان تھے یہ بزرگ تھے، جھنڈے جوانوں کے ہاتھ میں سجتے ہیں مصلیٰ پر بزرگ اچھے لگتے ہیں۔

جو نبی کا داماد بنا وہ علی بھی حق کا امام ہے اور جس کا نبی داماد بنا ملنگ جی وہ کیوں بدنام ہے؟

ہجرت کی رات علی المرتضیٰ کو نبی الانبیاء نے کافروں کی امانتیں سپرد کیں اور اسی رات خدا نے ابوبکر کو نبوت کی امانت سپرد فرمائی جو نبی کی امانت کی حفاظت کرے وہ بھی حق کا امام ہے اور جو (صدیق) خدا کی امانت (نبوت و رسالت) کا محافظ بنا وہ بھی حق کا امام ہے۔ وہ (علی) بھی ہمارا امام ہے اور یہ (صدیق) بھی ہمارا امام ہے۔ (سیّد یعقوب شاہ علیہ الرحمۃ کی ایک تقریر سے)

امام حسین نبی کے کندھوں پر سوار ہو کر حق کا امام ہے اور صدیق اکبر حسین کے نانا کو اپنے کندھوں پر سوار کر کے حق کا امام ہے۔

من ذا يطيق بان يحصي الثناء

على محمد و على الصديق صاحبه

رحل پر قرآن آ جائے تو قرآن کے ساتھ رحل کی بھی تعظیم کی جاتی ہے تو صدیق کے کندھوں پر صاحب قرآن آ گیا پھر اس کی توہین کیوں؟

ایک صحابی کا گھوڑا چلنے سے عاجز آ گیا حضور نے اس کو ہاتھ لگایا یا اس پر سوار ہوئے تو وہ سب سے آگے آگے اور تمام گھوڑوں سے سبقت لے گیا اور جب ہمارے آقا نے صدیق اکبر کے کندھوں پر سواری فرمائی تو صدیق اکبر تمام صحابہ سے سبقت لے گئے۔

ہمارے دوست گھوڑے کی تعظیم تو کرتے ہیں کہ حسین کی سواری بنا حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ وہ اصل گھوڑا نہیں جو حسین کی سواری بنا تھا صرف نام میں مشارکت ہے اور صدیق تو اصل ہے پھر اس کی تعظیم کیوں نہیں حالانکہ حسین کی نہیں بلکہ حسین کے نانے کی سواری بنا۔ گھوڑا تو نہ وہ ہے جس پر حسین سوار ہوئے پھر اس کی اتنی تعظیم کرتے ہو کہ اس کے منہ کی جھاگ کو متبرک جانتے ہو اور بچوں کو اس کے نیچے سے گزارتے ہو (جیسے بہشتی دروازہ ہو) نہ اس کی نسل سے ہے

نہ اس علاقے کا ہے اور صدیق تو وہی ہے اور آج بھی حسین کے نانے کے ساتھ آرام فرما ہے۔

مـن ذا يـطيق بـان يـحـصٰى الثـنـاء

علـى مـحـمـد و علي الصديق صاحبه

مولانا روم فرماتے ہیں کہ مجنوں کو بادشاہ نے ملامت کی کہ اچھا بھلا ہو کر کیوں ایک عورت کے پیچھے پڑ کر پاگل ہو گیا ہے ذرا دکھا تو وہ کتنے حسن کی مالکہ ہے چنانچہ بادشاہ نے لیلیٰ کو بلایا اور پوچھا

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — کز تو مجنوں شد پریشان وغوی

کیا تو وہی ہے جس کی وجہ سے مجنوں پاگل و دیوانہ ہو گیا ہے؟

از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

دوسری عورتوں سے تو زیادہ خوبصورت تو نہیں۔ لیلیٰ نے جواب دیا! اے بادشاہ! چپ ہو جا کیونکہ تو مجنوں نہیں ہے اور مجھے دیکھنے کیلئے مجنوں کی آنکھ چاہئے۔

مولانا روم نتیجہ نکالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لیلیٰ کو دیکھنے کیلئے تو مجنوں کی آنکھ چاہئے اور رسول کو دیکھنے کیلئے ابوبکر کی آنکھ چاہئے۔

تمام صحابہ کی صحابیت حدیث و تاریخ سے ثابت ہے صرف ایک صدیق ہیں کہ جن کا صحابی ہونا بھی قرآن سے ثابت ہے اسی لئے کسی بھی صحابی کی صحابیت کا انکار گمراہی ہے اور صدیق اکبر کی صحابیت کا انکار نص قطعی کا انکار ہونے کی وجہ سے کفر ہے۔

معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں جبریل امین نے حضور علیہ السلام کو مصلی امام پر کھڑا کیا تو کسی نبی کو انکار نہ ہوا اور مسجد نبوی کے مصلّی پر خود امام الانبیاء نے صدیق اکبر کو کھڑے ہونے کا حکم دے کر آپ کو تمام صحابہ کا امام بنا دیا تو کسی صحابی کو اعتراض نہ ہوا اور جب صدیق نماز پڑھا رہے تھے تو حضور حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر ملاحظہ فرما رہے تھے کہ دیکھوں کون ہے جو میرے صدیق کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرتا ہے۔

مـن ذا يـطيق بـان يـحـصٰى الثـنـاء

علـى مـحـمـد و علي الصديق صاحبه

وہ صدیق! جس کا فعل ائمہ اہل بیت کے نزدیک حجت اللہ ہے جس کا وجود عتیق اللہ ہے جس کی رضا تقدیر اللہ ہے جس کی خلافت فضل اللہ ہے اور جس کی تمنا النظر علی وجہ رسول اللہ ہو

جس بدبخت کے سینے میں اس صدیق کا بغض ہے وہ سینہ یقیناً

پیٹنے کے ہے مناسب رات دن پٹتا رہے

واقعہ ہجرت (بانداز مقررانہ)

قرآن مجید کی دو آیات طیبات کا واقعہ ہجرت سے بطور خاص تعلق ہے اور دونوں آیات میں سے پہلی سورۂ انفال کی آیت نمبر ۳۰ ہے اور دوسری سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۴۰ ہے۔ پہلی نویں پارے کی ہے اور دوسری دسویں پارے کی۔ پہلے دونوں آیات کا ترجمہ و تفسیر لکھی جاتی ہے اور پھر واقعہ ہجرت کے متعلق چند تقریری نکات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

پہلی آیت: واذ يمكربك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك او يخرجوك ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين

(الانفال آیت نمبر ۳۰)

اور یاد کیجئے (اس وقت کو) جب کافر (آپ کے خلاف) خفیہ تدابیر کر رہے تھے تاکہ آپ کو قید کر دیں یا شہید کر دیں یا آپ کو (شہر مکہ سے) نکال دیں۔ (ادھر) وہ سازشیں کر رہے تھے (آپ کو ختم کرنے کی) اور (ادھر) اللہ تعالیٰ خفیہ تدبیر فرما رہا تھا (آپ کو بچانے کی اور ان کے ناپاک منصوبوں کو ناکام بنانے کی) اور اللہ تعالیٰ بہترین خفیہ تدبیر فرمانے والا ہے۔

اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اہل یثرب میں اسلام کی روشنی پھیلنے سے کفار کو یہ فکر دامن گیر ہو گئی تھی کہ کہیں حضور ﷺ بھی ہجرت کر کے انہیں کے پاس نہ چلے جائیں اگر ایسا ہوا تو پھر اسلام کے خطرے کا سدباب ہمارے اختیار سے باہر ہو جائے گا چنانچہ کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانے سے پہلے انہوں نے اپنی قومی پارلیمنٹ (دارالندوہ) میں قوم کے مفکرین اور دانشوروں کا اجلاس طلب کیا۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ آپ کو ایک تنگ و تاریک حجرے میں ہمیشہ کیلئے قید کر دیا جائے بعض نے کہا کہ

Scanned with CamScanner

آپ کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے لیکن آخری فیصلہ ابوجہل کی رائے کے مطابق ہوا کہ مکہ میں جتنے قبائل آباد ہیں ان میں سے ایک ایک بہادر منتخب کیا جائے۔ سارے قبائل سے چنا ہوا بہادروں کا یہ دستہ رات کے وقت آپ کے گھر کا محاصرہ کر لے۔ سحری کے وقت جب حضور ﷺ باہر نکلیں تو یکبارگی آپ پر تلواروں کا مینہ برسا کر آپ کا چراغ حیات گل کر دیا جائے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی کہ اس طرح مکہ کے سارے قبائل اس قتل میں شریک ہوں گے اور بنی ہاشم کس کس سے انتقام لے سکیں گے۔ آخر کار وہ دیت لینے پر رضامند ہو جائیں گے اور ہم سب مل کر آسانی کے ساتھ دیت ادا کر دیں گے سب نے اسے پسند کیا خصوصاً ابلیس جو شیخ نجد بن کر شریک اجلاس ہوا تھا وہ تو خوشی سے لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہنے لگا ھذا الرای لا رای غیرہ یعنی اس جیسی کوئی رائے نہیں ہو سکتی۔ ادھر لات وہبل کے پرستار محبوب خدا کو قتل کرنے کی سازشیں کر رہے تھے اور ادھر رب محمد ﷺ اپنے محبوب کا بال بھی بیکا نہ ہونے کا ارادہ فرما رہا تھا۔ جبریل امین حاضر ہوئے اور اللہ کا حکم پہنچایا کہ آج کی رات ہجرت کی رات ہے۔ حضور ﷺ نے امانتیں حضرت علی ؓ کے سپرد کیں۔ سورۃ یاسین کی تلاوت فرماتے ہوئے اپنے کاشانہ اقدس سے قدم مبارک باہر رکھا وجعلنا من بین ایدیھم الخ کی آیت تک پڑھ کر ان شمشیر بکف کلی سورماؤں پر پھونکا جو محاصرہ کئے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کی بینائی سلب ہو گئی۔ نیند سے اونگھنے لگے اور اللہ کا حبیب اپنے اللہ کی حفاظت میں بخیر وعافیت وہاں سے نکل کر اپنے یار وفا شعار حضرت ابوبکر ؓ کے گھر آیا اور ان کو ہمراہ لے کر غار ثور کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضرت امام حسن عسکری ؑ نے اپنی تفسیر میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمادیا کہ وہ اس پر خطر سفر میں حضرت صدیق ؓ کو ہمراہ لے جائیں (جیسا کہ تفصیلاً گزر چکا)

آیت میں یثبتوک کا کلمہ ہے اس کا معنی ہے لیحبسوک، تا کہ آپ کو محبوس کر دیں، قید کر دیں۔ (قرطبی، بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن زیر آیت مذکورہ)

واقعہ ہجرت کی تفصیلات

علماء اہل سنت نے اس ضمن میں جو کچھ بیان فرمایا اس کا ماحصل یہ ہے کہ جب بہت

سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور علیہ السلام نے ہجرت کی اجازت عطا فرمادی اور ابوبکر صدیق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما باقی رہ گئے ادھر کفار مکہ نے حضور علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کے منصوبے بنانے شروع کر دیئے چنانچہ دارالندوہ (ان کے پارلیمنٹ ہاؤس) میں بہت بڑا اجلاس ہوا جس میں قریش مکہ کے رؤسا شامل ہوئے جن میں عتبہ، عتیبہ، شیبہ، ابوجہل، ابولہب، ابوسفیان اور امیہ بن خلف کے نام سرفہرست تھے اور غیاث اللغات شین کی پٹی میں ہے شیخ نجدی سے مراد شیطان ہے۔ جس نے اس اجلاس کی صدارت کی (ابن ہشام، سیرت رسول عربی) ایسوں کے جلسوں میں صدارت بھی ایسوں کی ہی ہوتی ہے ہماری جلسے ہوں تو صدارت شرقپور شریف، گولڑہ شریف، شورکوٹ شریف، کرمانوالہ شریف اور کیلیانوالہ شریف والے کرتے ہیں اور روحانی طور پر غوث پاک، داتا صاحب کرتے ہیں اور ایسوں کے جشن ہوں یا جلسہ تو صدارت اندرا گاندھی، نہرو اور روحانی طور پر شیخ نجدی کی ان کے ہر جلسے میں صدارت ہوتی ہے اسی لئے ان کا ہر جلسہ گستاخیوں سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ چنانچہ دارالندوہ کے اجلاس خاص میں مختلف قسم کی تجویزیں آنے لگیں۔

نمبر ۱: ایک نے کہا! اس نبی کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے، نہ کچھ کھانے کو دیا جائے نہ پینے کو۔ شیخ نجدی نے کہا! یہ تجویز ناقابل عمل ہے اور ہمیں ناکامی سے ہمکنار کر دے گی کیونکہ اس نبی کا ارشاد ہے: ابیت عند ربی یطعمنی و یسقینی میں راتیں اپنے رب کے ہاں گزارتا ہوں جو مجھے کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے، جس کو اس کا رب کھلاتا پلاتا ہے وہ تمہارے کھانے اور پانی کا محتاج نہیں ہے لہٰذا تمہاری ساری محنت ضائع ہو جائے گی اور بدنامی مفت کی۔ (جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے۔)

اور شیخ نجدی نے کہا اس لئے بھی ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے کہ تم جانتے ہو اس نبی کے پسینے سے کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی ہے تم اس کو قید کرو گے گرمی کی وجہ سے اس کو پسینہ آئے گا پسینے کی خوشبو پھیلے گی تو اس کا یار صدیق اس کو قید سے نکال کر لے جائے گا اور تمہارے پلے کچھ نہ آئے گا۔ (لیثبتوک)

۲- ایک نے کہا اس کو خالی ہاتھ مکہ سے باہر نکال دیا جائے۔ اکیلا کیا کرے گا؟ شیطان

نے کہا! ایسا بھی نہ کرو کیونکہ اسطرح بھی ناکامی تمہارا مقدر ہوگی' وہ کیسے؟ اجلاس نے پوچھا۔ صاحب صدر نے جواب دیا! تم خود ہی تو اس کو جادوگر کہتے ہو اور دنیا جانتی ہے کہ یہ جادوگر نہیں اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ ہیں جو جادو کا سا اثر رکھتے ہیں یہ اکیلا اور نہتا ہی سہی اگر کسی قبیلے کے پاس چلا گیا تو اس کے چند بول اس قبیلے کو اس کی زلفوں کا اسیر بنانے کیلئے کافی ہیں کیا تم جانتے نہیں۔

ایہہ تے پتھراں نوں کلمہ پڑھا جاندا اے
ایہہ سکیاں کھجوراں اُگا جاندا اے
ایہہ گونگیاں نوں گلاں کرا جاندا اے

لہٰذا اگر چند قبائل کو اس نے اپنا گرویدہ بنالیا تو تمہارے لئے سودا مہنگا ہوگا۔

الفضل ما شهدت به الا اعداء (یخرجوك)

۳-اڑڈاچی (ضدی اونٹنی) پہ پر باندھ کر مکہ کی گلیوں میں چھوڑ دو خود ہی دیواروں کے ساتھ رگڑ رگڑ کے ختم کردے گی۔ تیسرے نے یہ تجویز دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: یریدون ان یطفؤا نور اللّٰه بافواهم واللّٰه متم نوره ولو کره الکفرون (التوبہ)

ان کا ارادہ یہ ہے کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کرنا چاہتا ہے اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے

اسی (مشرکانہ) عقیدے کے لوگ آج بھی نبی کے متعلق مر کے مٹی میں مل جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں جبکہ اہل محبت کا عقیدہ وہ ہے جو امام عشق ومحبت نے بیان فرمایا ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

چنانچہ شیخ نجدی (شیطان) بولا یہ تجویز بھی غلط ہے اور ہمیں ناکامی تک لے جائے گی کیونکہ تمہارے سامنے اس نبی نے بے جان چاند کو انگلی کا اشارہ کیا تو وہ آسمان سے زمین پر ٹکڑے ہو کر آ گیا تو جو آسمان کے بے جان چاند کو اشارہ کرکے زمین پر لا سکتا ہے وہ جاندار اونٹنی کو اشارہ کرکے صدیق کے گھر کی طرف لے جائے گا اور وہ اپنے یار کو اتار لے گا اور تمہارے ہاتھ کیا آئے گا؟

۴-آخر ابوجہل بولا جس کے بارے میں ہمارے آقا نے ایسے ہی نہیں فرمایا تھا کہ فرعون هذه الامة ہے یہ میری امت کا فرعون ہے کہنے لگا قریش کے ہر خاندان کا ایک نوجوان آئے اور رات کے اندھیرے میں دفعتہً حملہ کردیتے ہیں پتہ ہی نہ چلے گا کس نے قتل کیا ہے۔ بنو ہاشم سارے قبائل سے تو لڑ نہیں سکیں گے زیادہ سے زیادہ خون بہا (دیت) مانگیں گے تو سارے قبائل مل کر ادا کردیں گے۔ شیطان نے ابوجہل کو تھپکی دی اور بہت خوش ہوا کہ یہ ہوئی نہ بات (یقتلوك)

کافروں کی انہی باتوں کو ویمکرون فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے منصوبوں سے اپنے محبوب کو آگاہ فرمادیا اور رات کے وقت اپنے یار غار کو ساتھ لے کر مکہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ اس کو ہجرت کہتے ہیں۔ اس سے آگے کا واقعہ دوسری آیت کی تفسیر کے بعد آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ (ان شاءاللہ)

دوسری آیت: الا تنصروه فقد نصره اللّٰه اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذهما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللّٰه معنا فانزل اللّٰه سکینته علیه وایده بجنود لم تروها وجعل کلمة الذین کفروا السفلی وکلمة اللّٰه هی العلیا واللّٰه عزیز حکیم

(التوبه: ٤٠)

اگر تم میرے پیارے رسول کی مدد نہ کرو گے (تو کیا ہوا) ان کی مدد تو ان کے اللہ

نے فرمائی ہے جب کافروں کی شرارت کی وجہ سے آپ کو (مکہ سے مدینہ کی طرف) تشریف لے جانا ہوا آپ (ﷺ) دو میں سے دوسرے تھے جب وہ دونوں (نبی وصدیق) غار میں تھے۔ جب وہ (نبی) فرما رہے اپنے ساتھی (صدیق) کو کہ غم نہ کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین ان پر اتاری اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کافروں کی بات (چال) کو سرنگوں (ناکام) کر دیا اور اللہ کی بات ہی ہمیشہ سربلند ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بھی ضیاء القرآن سے پیش کی جارہی ہے۔

تفسیر

اس آیت پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا کہ اگر تم اس (نبی علیہ السلام) کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اس نازک وقت میں اپنے حبیب کی اعانت فرمائی تھی وہ اب بھی اس کا ناصر اور معین ہے۔ ہجرت کا مختصر واقعہ (جو مفسرین نے بیان فرمایا) یوں ہے کہ کفار نے اپنی مجلس شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرے اور جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یک بارگی حملہ کر کے حضور ﷺ کو شہید کر دیں۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب ﷺ! صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لو اور آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو سدھارو۔ وامرك ان تستصحب ابابكر (تفسیر حسن عسکری) حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ کوئی تمہارا بال بھی بیکا نہ کر سکے گا صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں ان کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا۔ حضور ﷺ باہر نکلے تو کفار محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیتیں وجعلنا من بين ايديهم سدا الخ تک پڑھ کر ان پر دم کیا ان پر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی اور حضور بخیر و عافیت ان کے نرغہ سے نکل کر صدیق اکبر کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہ ثور کی ایک غار میں آ کر قیام فرمایا۔ اس کا منہ بہت تنگ تھا۔ صرف لیٹ کر ہی انسان اندر داخل ہو سکتا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلے خود

اندر گئے۔ غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا جتنے سوراخ تھے ان کو بند کیا ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں اپنے پاؤں کی ایڑھی رکھ دی اور عرض کی کہ حضور اندر قدم رنجہ فرمائیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ صدیق کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے۔ صدیق رضی اللہ عنہ کے بخت کی یاوری کا کیا کہنا بیتاب نگاہیں اور بیقرار دل اپنے محبوب کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں سیراب ہوتی ہیں۔ وہ حسن سرمدی وہ جمال حقیقی جس کی دل آویزیوں نے چشم فطرت کو تصویر حیرت بنا دیا تھا آج صدیق کے آغوش میں جلوہ فرما ہے۔ اے بخت صدیق کی رفعتو! تم پر یہ خاک پریشان قربان اور یہ قلب حزیں نثار! اسی اثناء میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے ڈس دیا۔ زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جنبش تک ہوئی ہو۔ حضور بیدار ہوئے اپنے یار غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا وہاں اپنا لعاب دہن لگایا جس سے درد اور تکلیف کافور ہو گئی۔ اہل مکہ تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے تھے۔ ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اس غار کے دہانے تک پہنچ گئے جب قدموں کی آہٹ سنائی دی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ کفار کی ایک جماعت غار کے منہ پر کھڑی ہے۔ اپنے محبوب کو یوں خطرہ میں گھرا دیکھ کر بے چین ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھا تو یہ ہمیں پالیں گے۔ حضور رحمت عالمیاں ﷺ نے فرمایا یا ابابكر ما ظنك باثنين الله ثالثهما اے ابوبکر! ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔ نبی کی قوت یقین ملاحظہ ہو یہ ہے توکل علی اللہ کا وہ مقام جو شان رسالت کے شایاں ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب مکرم پر نازل فرمائی اور حضور ﷺ کے صدقے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بھی اس کا ورود ہوا جس سے ان کی ہر طرح کی پریشانی دور ہو گئی۔ حضور ﷺ تین دن تک وہاں قیام فرما رہے۔ حضرت اسما حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی آ کر کھانا پہنچا جاتیں۔ آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے آتا اور تازہ دودھ پیش کرتا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابل اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو افشانہ کیا اور گراں قدر انعام کا لالچ ان کے غلام کے دل کو بھی نہ للچاسکا۔ کفار مکہ نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی اس طرح ناکام ہوئی اور اللہ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہوگئی۔

سطور بالا کے مطالعہ کے بعد اس آیت کی تشریح کیلئے مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ایک طالب حق کیلئے اس آیت کا ہر کلمہ حضور ﷺ کی عظمت ورفعت کا آئینہ دار ہے اور حضور ﷺ کے یار غار کے لازوال صدق اور بیمثال وفا کا شاہد عادل ہے لیکن ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ دھرمی کا کہ یہ دل سے خلوص، عقل سے فہم، زبان سے اعتراف حق اور قلم سے اظہار صداقت کی جرأت سلب کر لیتی ہے اور انسان علم ودانش کے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علما نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے مناسب تو یہ تھا کہ ان صفحات کو ایسے بے معنی مباحث سے پاک رکھا جاتا لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں قصر اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہے ان کا تقاضا ہے کہ ان باتوں کو بھی زیر بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر متاع ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں۔ (اگرچہ اس سے پہلے بھی یہ موضوع زیر بحث آ چکا ہے لیکن پیر صاحب کے منفرد انداز تحریر سے بھی آپ ضرور مستفید ومستفیض ہوں ان شاء اللہ اکتاہٹ نہ ہوگی۔)

واللہ ولی التوفیق

۱۔ بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر ؓ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اٹھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق ؓ کی فضیلت کو ثابت کرنے کیلئے تم اس آیت طیبہ کو پیش کرتے ہو اور کہتے ہو کہ آپ کو سفر ہجرت میں رفاقت کی سعادت حاصل ہوئی لیکن تمہارا یہ قول بے بنیاد ہے اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابوبکر ؓ نے رفاقت کی ہوتی تو اسے وجہ شرف کہا جا سکتا لیکن یہ تو از خود ساتھ ہو لئے تھے اور حضور ﷺ نے اس لئے ان کو ساتھ چلنے سے نہیں روکا کہ مبادا اور کفار کو مطلع کریں

اور اس طرح گرفتار کرادیں۔

جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا پروگرام بڑی رازداری سے طے پایا۔ جب کفار قبائل کے نوجوان حضور ﷺ کے کاشانہ اقدس کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ان کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے تشریف لے گئے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس راز سے حضرت ابوبکر ؓ کو کس نے آگاہ کیا یا حضور نبی کریم ﷺ نے آگاہ کیا ہوگا اور یا علی مرتضیٰ ؓ نے، اگر حضور ﷺ نے آگاہ فرمایا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت صدیق ؓ پر کامل اعتماد تھا ورنہ اپنے دشمن کو ایسے رازوں سے آگاہ کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں اور اگر حضرت علی ؓ نے آگاہ کیا تو ماننا پڑے گا کہ آپ کو بھی حضرت صدیق ؓ کے صدق ووفا پر پورا بھروسا تھا اس لئے آگاہ کیا اور اگر ان کو منافق سمجھتے ہوئے (العیاذ باللہ) آگاہ کیا تو پھر حضرت علی ؓ کی وفاداری بھی مشکوک ہو جاتی ہے یعنی آپ نے اس راز کو افشا کر کے حضور ﷺ کو مشکلات میں مبتلا کرنے کا آغاز کر دیا اور اس لایعنی بات کو کوئی ایماندار قبول کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ صدیق کا ایمان وہ ایمان ہے جس پر خدا کو، رسول خدا کو اور علی شیر خدا کو مکمل اعتماد ہے۔ اسی لئے ان کو اس راز سے آگاہ بھی کیا گیا اور شریک سفر ہونے کی سعادت بھی ارزانی فرمائی گئی جب حضرت صدیق ؓ کے ایمان کی گواہی علیم بذات الصدور خدا نے دی اور نبی کریم ﷺ نے دی اور علی مرتضیٰ ؓ نے تصدیق کی اگر آج کا بے عمل (نام نہاد) مسلمان صدیق اکبر ؓ پر زبان طعن دراز کرنے کی جرأت کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے، صدیق اکبر ؓ کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔ خود اس فرقہ کے علماء نے ان کے اس زعم باطل کی تردید کی ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

پس پیغمبر ﷺ شب پنجشنبہ در شہر مکہ امیر المومنین را بر جائے خود میخوابانید، وخود از خانہ ابوبکر در رفاقت او بیرون آمدہ بداں غار توجہ نمود

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے پنجشنبہ کی رات کو مکہ مکرمہ میں امیر المومنین کو اپنی جگہ

پرسونے کا حکم دیا اور خود ابوبکر کے گھر تشریف لے گئے اور انہیں ہمراہ لے کر باہر آئے اور اس غار کا قصد فرمایا۔

مصنف حملہ حیدری' علامہ باذل نے واقعہ ہجرت کے بارے میں جو لکھا ہے وہ درج ذیل ہے شاید ان دوستوں کیلئے سرمۂ چشم بصیرت کا کام دے۔

چنیں گفت راوی کہ سالار دیں — چوں سالم بحفظ جہاں آفریں
زنزدیک آں قوم پر مکر رفت — بسوئے سرائے ابوبکر رفت

راوی کہتا ہے کہ دین کے سالار اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اس مکار قوم کے محاصرے سے باہر نکلے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

پئے ہجرت او نیز آمادہ بود — کہ سابق رسولش خبر دادہ بود

حضور ﷺ نے انہیں سفر ہجرت کی خبر دے دی تھی اس لئے وہ ساز و سامان کے ساتھ تیار بیٹھے تھے۔

نبی ﷺ بر در خانہ اش چوں رسید — بگوشش ندائے سفر در کشید

نبی کریم ﷺ جب ان کے گھر پہنچے تو انہوں نے سفر کرنے کی ندا سنی۔

چوں بوبکر ازاں حال آگاہ شد — زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب اس حال سے خبردار ہوئے تو اپنے گھر سے روانہ ہو کر حضور ﷺ کے ہمراہ ہو گئے۔

ان دونوں حوالوں سے یہ واضح ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے خود حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے ہجرت کے ارادہ سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں بھی حکم دیا ہوا تھا کہ وہ بھی اس سفر میں ہمرکاب ہونے کیلئے تیار رہیں۔ حضور ﷺ کفار کے محاصرہ سے بخیریت نکل کر سیدھے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور انہیں ہمراہ لے کر مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

آخر میں حضرت امام حسن عسکری کی روایت پیش خدمت ہے امید ہے آپ کے اس ارشاد سے اس تاویل باطل کا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

تفسیر حسن عسکری میں مروی ہے کہ جب کفار نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو

جبریل حاضر خدمت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا' کفار کی ریشہ دوانیوں کی اطلاع دیں اور یہ پیغام الٰہی بھی گوش گزار کیا وامرک ان تستصحب ابابکر اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اس پرخطر سفر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لے جائیں۔

کیا اب بھی آپ قاضی نور اللہ شوستری کی بات مانیں گے یا گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری کے ارشاد کو تسلیم کریں گے۔

۲۔ معترضین کی کج ادائی کے کرشمے اسی پر ختم نہیں ہوتے بلکہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مان لیا ابوبکر کو حضور ساتھ لے گئے تھے اور انہوں نے راستے کی صعوبتیں بھی برداشت کیں لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ ان کی نیت بھی خالص تھی اور جب تک خلوص نیت نہ ہو کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی مقبول نہیں ہوتا اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سفر ہجرت میں ہمرکاب ہونا ان کیلئے ہرگز باعث فضیلت نہیں۔

سبحان اللہ! اس ندرت فکر کی بلائیں لینے کو جی چاہتا ہے۔

دوپہر کے وقت اگر کوئی شخص طلوع آفتاب کی دلیل طلب کرے تو اس میں اتنا اچنبھا نہیں جتنا ہمارے ان دوستوں کے اس ارشاد میں ہے۔ وہ شخص جو ایک کامیاب تاجر ہے جس کے پاس مال و ثروت کی فراوانی ہے جسے ہر قسم کی عزت و آسائش میسر ہے' بچے ہیں' بچیاں ہیں' وہ ان سب چیزوں کو ٹھکرا کر ایک ایسی ہستی کا ساتھ دیتا ہے جس کو شہید کرنے کے منصوبے بن چکے ہیں۔ عرب کا بچہ بچہ اس کے خون کا پیاسا ہے' خطرات کے مہیب بادل ہر طرف سے بڑھتے چلے آرہے ہیں جو شخص ان سنگین حالات میں جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنگت اختیار کرتا ہے اس کے خلوص نیت پر شک کرنے سے انسان کو شرم آنی چاہئے۔

مزید برآں غار میں تین چار روز قیام رہتا ہے اس عرصہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیٹا عبداللہ ہر روز سر شام حاضر ہوتا ہے اور اہل مکہ کے ارادوں سے آگاہ کرتا ہے ان کی صاحبزادی اسماء ہر روز کھانا لے کر آتی ہیں ان کا غلام عامر بن فہیرہ دن بھر ریوڑ چراتا ہے شام کے وقت اسے ہانکتا ہوا غار کے قریب آکر ڈیرا جماتا ہے' دودھ دوہتا ہے اسے گرم کرتا ہے اور خدمت اقدس میں پیش کرتا ہے ابوبکر کا سارا خانوادہ اس جاں نثاری اور خدمت گزاری کا مظاہرہ اس

Scanned with CamScanner

وقت کر رہا ہے جب مکہ والوں نے حضور ﷺ کو زندہ پکڑ کر لانے یا شہید کر دینے کیلئے ایک سو سرخ اونٹوں کے انعام کا اعلان کر دیا ہے۔ عرب کے کئی طالع آزما شہسوار اس انعام کے لالچ میں اپنے سبک رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور ﷺ کی تلاش میں اس علاقہ کے چپہ چپہ کو چھان رہے ہیں ادھر یہ خاندان ہے جس کا صرف ایک فرد نہیں بلکہ تمام افراد بچے' بچیاں حتیٰ کہ زر خرید غلام سب کے دل میں ایک ہی سودا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اور ان سب کا محبوب بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ انسانیت اور اس کی اخلاقی قدروں پر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایسے شخص کی حسن نیت پر شک کیا جائے اور شک کرنے والے ایسے لوگ ہوں جنہیں راہ حق میں کبھی کانٹا تک چبھنے کی سعادت بھی نصیب نہ ہوئی ہو۔

پھر کہتے ہیں کہ لغت عرب میں صاحب کا معنی ہے ساتھی' رفیق' ہمنشین' اس لفظ میں شرف وفضیلت کی کوئی وجہ نہیں۔ ایک کافر ایک مومن کا' ایک فاسق ایک پارسا کا ساتھی اور ہمنشین ہو سکتا ہے جیسے اس آیت میں ہے۔

وقال لصاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذى خلقك من تراب

(۳۸:۱۸)

یعنی "جب اس نے اپنے صاحب (ساتھی) کو کہا جب وہ اس سے گفتگو کر رہا تھا کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا۔"

اس آیت میں صاحب کا لفظ ہے اور اس سے مراد کافر ہے۔

سورہ یوسف میں یصاحبی السجن اے قید خانہ کے دو ساتھیو

اور وہ دونوں بھی کافر تھے بلکہ اہل عرب تو حیوان کو بھی انسان کا صاحب (ساتھی) کہہ دیا کرتے۔

ان الحمار مع الحمار مطية

واذا خلوت به فبئس الصاحب

اگر ان دوستوں کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو پھر صرف "صاحب" کا لفظ ہی نہیں بلکہ بہت سے الفاظ اپنی عظمت و شرف سے محروم ہو جائیں گے۔ ایمان کے لفظ کو ہی لیجئے اس کا معنی

تصدیق کرنا ہے یہ تصدیق اللہ تعالیٰ کی توحید کی بھی ہو سکتی ہے اور طاغوت اور جبت کی بھی آیت ملاحظہ ہو۔

الم ترالى الذين اوتوا نصيبا من الكتاب يؤمنون بالجبت والطاغوت (۵۱:۴)

ترجمہ: "کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے (وہ اب) ایمان لائے ہیں جبت اور طاغوت پر۔"

اسی طرح ہجرت کا لغوی معنی ہے کسی شہر کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں چلے جانا یہ ترک وطن اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی رضا کیلئے بھی ہو سکتا ہے اور کسی دنیوی منفعت کیلئے' کسی عورت سے شادی رچانے کیلئے بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح عبادت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو سکتی ہے اور معبود ان باطل کی بھی ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم "وہ اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔"

اگر وہ صاحب' اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے باعث شرف نہیں تو پھر' ایمان' ہجرت' عبادت اور دیگر اسلامی مصطلحات بھی شرف وفضیلت سے بے بہرہ ہوں گے اور کسی کو مومن' مہاجر' عابد کہنے سے اس کی قطعاً عزت افزائی نہیں ہو گی۔ درحقیقت ان الفاظ میں عزت و شرف ان کے لغوی معنوں کے اعتبار سے نہیں بلکہ ان کے متعلقات سے ہے۔ ایمان جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ہو گا' ہجرت جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہو گی۔ عبادت جب اللہ تعالیٰ کی ہو گی تو یہ کلمات معزز و ذیشان ہوں گے اسی طرح صاحب کے لفظ میں فضیلت نہیں بلکہ جس کا وہ صاحب ہے یعنی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات اسی نسبت نے اس لفظ کو بھی چار چاند لگا دیئے ہیں اور جو صاحب کے لفظ کا مصداق ہے یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کو بھی وہ رفعتیں اور سرفرازیاں بخشی ہیں جن کے سامنے فلک الافلاک کی بلندیاں بھی ادب سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔

از راہ انصاف آپ ہی بتائیے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب کی صحبت و معیت اور ایک کافر د فاسق کی صحبت و معیت یکساں ہے؟ کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا نیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اس سنگت اور رفاقت کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے وہ بھی اپنے

اندر ایک خصوصی شان رکھتی ہے۔

۴۔ ثانی اثنین کے دو لفظوں میں غور فرمائیے۔ اس قسم کے عدد کا ذکر لغت عرب میں دو طرح سے کیا جاتا ہے کہتے ہیں ثانی اثنین' ثالث ثلاثہ' رابع اربعہ وغیرہا یعنی دو میں سے دوسرا' تین میں سے تیسرا' چار میں سے چوتھا' اس صورت میں پہلا عدد دوسرے عدد کا جزو اور حصہ ہوتا ہے اور اس میں داخل ہوتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ثالث اثنین' رابع ثلاثہ' خامس اربعہ یعنی دو کو تین بنانے والا' تین کو چار اور چار کو پانچ بنانے والا۔ اس صورت میں یہ عدد پہلے عدد میں داخل نہیں ہوتا۔ اب اسے اس میں داخل کیا جا رہا ہے پہلے صرف دو تھے۔ اس عدد کے اضافہ سے اب وہ تین ہو گئے' پہلے صرف تین تھے۔ بعد میں اضافہ ہوا' اب وہ تین کے چار بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں ثانی اثنین فرمایا یعنی پہلے جو دو موجود تھے ان دونوں میں سے دوسرا' یہ یگانگت' یہ رفاقت' یہ صحبت خدا شاہد ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ ہے۔ ان کلمات کے مفہوم کو خود زبان رسالت نے یوں بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد شاید کسی قسم کی ہرزہ سرائی کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اسی فرقہ کے ایک فاضل علامہ فتح اللہ کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین میں اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

''چوں ابوبکر در غار کفار را بدید' مضطرب شد و بسیار خائف گشت و گفت یا رسول اللہ! اگر کسے از مشرکان در زیر قدم خود نگہ کند ہر آئینہ مارا بیند' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود وماظنك باثنين الله ثالثهما

ترجمہ: ''جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غار میں سے کفار کو دیکھا تو انہیں بڑا اضطراب لاحق ہوا اور اندیشہ پیدا ہوا عرض کی یا رسول اللہ! اگر مشرکین میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی جگہ دیکھا تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔''
اس سے بڑی عزت افزائی کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔

ارے نصیب! اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ہمارے یہ کرم فرما لاتحزن کے لفظ سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر الزامات و مطاعن کی بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں آپ بھی سنیے اور ان کی روش بیداد کی داد دیجئے۔

کہتے ہیں کہ ''یہ حزن جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو منع کیا جا رہا ہے یہ طاعت تھا یا معصیت' طاعت تو ہو نہیں سکتا ورنہ اس سے منع نہ کیا جاتا۔ اللہ اور اس کے رسول نیک کاموں سے نہیں روکا کرتے۔ لازماً یہ حزن معصیت ہوگا۔ اس آیت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا عاصی اور گناہگار ہونا ثابت ہے نہ کہ آپ کی فضیلت۔

جواباً عرض ہے کہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و رسل کو حزن اور خوف سے روکا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا **لا تخف انك انت الاعلىٰ** اے موسیٰ خوف نہ کرو تم ہی سربلند ہو گے۔ (۶۹:۲۰)

حضرت لوط کو فرشتوں نے کہا: **لا تحزن انا منجوك واهلك**
''اے لوط! حزن نہ کرو ہم تمہیں اور تمہارے اہل و عیال کو نجات دینے والے ہیں''
خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: **لا تحزنك قولهم**
''اے حبیب! کفار کی باتیں آپ کو حزین و غمگین نہ کریں۔''
دوسری جگہ ارشاد ہے: **قدنعلم انه ليحزنك الذين يقولو ن............الايه**
''اے حبیب! ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو کفار کی باتیں غمزدہ کر دیتی ہیں۔''

کیا ہم ان محققین سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ ان آیات کی روشنی میں انبیاء کرام بلکہ سید الانبیاء والرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کا فتویٰ کیا ہے۔ یہ خوف اور حزن جس سے انبیاء کو روکا جا رہا ہے لازماً (تمہارے نزدیک) معصیت ہوگا۔ اب فرمائیے انبیاء کرام کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حزن اور خوف امور طبعیہ میں سے ہیں۔ بڑے سے بڑا آدمی بھی ان سے دوچار ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دلجوئی لاتخف اور لاتحزن کہہ کر فرماتا ہے نیز حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حزن و ملال اپنی ذات کیلئے ہرگز نہ تھا اگر انہیں اپنی جان پیاری ہوتی اور اپنا آرام عزیز ہوتا تو وہ اس پرخطر سفر میں سنگت ہی نہ کرتے انہیں اگر کوئی غم تھا یا اگر کوئی حزن تھا' اگر کوئی اندیشہ تھا تو فقط یہ کہ ان

کے ہادی ومرشد محمد رسول اللہ ﷺ کو مبادا کوئی گزند پہنچے ورنہ یہ بزم عالم درہم برہم ہو جائے گی، گلشن ہستی میں خاک اڑنے لگی گی' عروس گیتی کا سہاگ لٹ جائے گا۔ارض وسما کی یہ رونقیں' یہ روشنیاں' یہ بہاریں ہمیشہ کیلئے ناپید ہو جائیں گی' اپنے محبوب کو خطرے میں گھرا دیکھ کر صدیق رضی اللہ عنہ کے حزن وملال کی حد نہ رہی۔حضور پرنور ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا اے میرے یار باوفا! غم نہ کر بے شک اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔جب ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے تو یہ کفار ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

''معنا'' کا لفظ بھی غور طلب ہے معیت الٰہی کی کئی قسمیں ہیں۔ایک معیت علم ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور اپنے علم کے ذریعہ ہر چیز کے ساتھ ہے جیسے اس آیت میں ہے۔

الم تران اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض ما یکون من
نجوی ثلثة الا ھورا بعھم ولا خمسة الا ھو سادسھم ولا ادنیٰ من
ذالك ولا اکثر الا ھو معھم اینما کانوا (۸:۵۸)

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے' کوئی تین آدمی مشورہ کرنے والے نہیں ہوتے جبکہ وہ (اللہ) ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ مشورہ کرنے والے ہوتے ہیں جبکہ وہ ان کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس تعداد سے کم ہوتے ہیں نہ زیادہ' وہ ہر صورت میں ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی مشورہ کر رہے ہوں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے ایسی معیت میں کوئی فضیلت نہیں بلکہ اس میں تہدید اور سرزنش ہے خبردار اگر تم نے نافرمانی کی تو ہماری گرفت سے تم بچ نہیں سکتے۔معیت الٰہی کی دوسری قسم وہ ہے جو متقین اور محسنین کو حاصل ہوتی ہے ارشاد باری ہے۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور ان کے ساتھ ہے جو نیکو کار ہیں۔
اس معیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ان کی دستگیری کرتا رہتا ہے اور اپنے لطف سے ان کو نوازتا رہتا ہے۔

معیت الٰہی کی تیسری قسم وہ ہے جو انبیاء ورسل کو میسر ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر دشمن کے مقابلہ میں ان کی تائید ونصرت فرماتا ہے۔ہر میدان میں وہ کامیاب وسرفراز ہوتے ہیں اور کفر وباطل کے سرغنے ذلیل ورسوا ہوتے ہیں اور ان تمام اقسام سے اعلیٰ وارفع معیت الٰہی کی وہ قسم ہے جو سید الانبیاء والرسل ﷺ کیلئے مخصوص ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے یار وفادار کو ان اللہ معنا فرما کر اس خصوصی معیت میں شرکت کی سعادت ارزانی فرمائی۔

فداك ابی وامی یارسول اللہ ما اکرمك وما اجودك وجزاك
اللہ عناو عن سائر المومنین یا ابابکر ما اوفاك وما اسعد حظك

ایک روز نبی کریم ﷺ نے شاعر دربار نبوت حضرت حسان سے پوچھا کہ اے حسان! کیا تم نے شان صدیق رضی اللہ عنہ میں بھی کچھ اشعار کہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! میں نے آپ کے یار غار کی مدحت سرائی بھی کی ہے۔فرمایا سناؤ میں سننا چاہتا ہوں۔حسان نے عرض کیا۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدوبه اذ صعد الجبلا

آپ دو میں سے دوسرے تھے اس بابرکت غار میں اور دشمن نے اس کے اردگرد چکر لگایا جب وہ پہاڑ پر چڑھا

وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریة لم یعدل به الرجلا

''ابوبکر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے محبوب تھے اور لوگوں کو اس بات کا علم تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ساری مخلوق میں سے کسی کو آپ کا ہم پلہ نہیں سمجھتے۔

حسان کے یہ شعر سن کر حضور ہنس پڑے۔فرمایا اے حسان تم نے سچ کہا ہے۔ابوبکر رضی اللہ عنہ ایسے ہی ہیں۔(ابن عساکر ابن زہری عن انس)

اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمال مصطفویٰ کے پروانوں کی عزت واحترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس ﷺ۔

(تفسیر ضیاء القرآن زیر آیت مندرجہ بالا)

Scanned with CamScanner

واقعہ ہجرت کی بقیہ تفصیلات

اس موضوع پر علماء اہل سنت کی تقاریر جو میں نے زمانہ طالبعلمی میں اپنے رجسٹر پر محفوظ کیں ان کا خلاصہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

سوال: کمال تو علی شیر خدا کا ہے کہ جو شیر بن کر حضور علیہ السلام کے بستر پر سو گئے۔ ابوبکر تو ڈر کر ساتھ بھاگ گئے۔ (نعوذ باللہ)

جواب: فتح مکہ کے دن جب بیت اللہ شریف سے بتوں کو اتارنے کی بات آئی تو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے بارگاہ نبوت و رسالت میں عرض کیا۔ آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں اور بتوں کو اتارتے جائیں تو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا: اے علی تو نبوت کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ تو میرے کندھوں پر چڑھ جا اور بتوں کو اتارتا جا۔ اس طرح ہجرت کی رات بھی حضور علیہ السلام نے علی المرتضیٰ کو فرمایا کہ اے علی تو میرے بستر پر آرام سے سو جا آج نبوت کا بوجھ صدیق کے کندھوں کے سوا کوئی اٹھانے والا نہیں ہے۔

پیّاں بھار قدم نہیں لاندا ثور پہاڑ تے چڑھیا جاندا
پشت تے بھارا بھار نبی دا' غار دے اندر یار نبی دا
او دسدا' او دسدا ای یار نبی دا او دسدا
عشق نے کیتا' وانگ فقیراں دامن کر کے لیراں لیراں
بند سوراخ جا غار دے کیتے ہو کے بہت ہوشیار نبی دا
او دسدا' او دسدا دلدار نبی دا او دسدا

جواب نمبر۲: حضور علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ کفار مکہ نبی و صدیق کے دشمن ہیں اس لئے صدیق کو ساتھ لے گئے اور علی کو بستر پر سلا دیا وہی پرانی دشمنی صدیق کے ساتھ آج تک چلی آ رہی ہے اس کی علامت (کہ وہ کون تھے جو صدیق و نبی کے دشمن تھے) یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے کاشاء اقدس سے نکلتے ہوئے اُن مردہ دلوں پر سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔

وہ دراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سورہ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا

اور ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے خانہ صدیق اکبر کی جانب روانہ ہوئے آج بھی جن کے سروں پر خاک ہو گی وہی دشمنان صدیق ہوں گے کیونکہ خاک مصطفیٰ نے ڈالی ہے قیامت تک نکل نہیں سکتی پنجابی میں کہتے ہیں ''بلھے داہلھا نہیں تے پھلی ضرور ہو وے دی' پورا سال خاک نظر آئے یا نہ آئے محرم کے دس دنوں میں تو ضرور دکھائی دے گی تاکہ سند رہے۔

حضور علیہ السلام یٰسین کی تلاوت کرتے تشریف لے جا رہے ہیں کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں لیکن حضور تشریف لے گئے اور ان کو نظر نہ آئے حالانکہ مانتے تھے حضور (حاضر) ہیں جو لوگ آج شور مچاتے ہیں کہ اگر حضور حاضر ناظر ہیں تو نظر کیوں نہیں آتے ان کو چاہئے کہ ان سے ہی پوچھ لیں اور اگر ہم سے پوچھیں گے تو ہم تو یہی جواب دیں گے کہ جب ان بڑوں کو نظر نہیں آئے تو تم چھوٹوں کو کیا نظر آئیں گے دراصل بات یہ ہے کہ

ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

بہرحال ثابت ہوا کہ اگر صدیق کی وفاداری میں شک ہوتا تو علی سے بڑا تو نبی کا کوئی وفادار نہیں تھا وہ تو ضرور حضور کی بارگاہ میں عرض کر دیتے کہ حضور! اس کو ساتھ نہ لے جائیں یہ سارے راز کھول دے گا اور آپ کو نقصان پہنچائے گا (نعوذ باللہ) اور جب علی المرتضیٰ نہیں بولے اور سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے تو کسی ملنگ کو بھی شان صدیق میں بکواس نہیں کرنی چاہئے۔

ہمارے آقا سورۃ یٰسین پڑھ رہے ہیں اور کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

بسوئے سرائے ابوبکر رفت

زبان پر سورۃ یٰسین کی یہ آیت ہے انك لمن المرسلين على صراط مستقيم اے میرے نبی تو رسولوں میں سے ہے اور سیدھے راستے پر ہے اور نبی کس راستے پر جا رہے ہیں؟ جو راستہ صدیق اکبر کے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیدھا راستہ وہی ہے جو خانہ صدیق کی طرف جاتا ہے۔

اور میں ابوبکر کے مقدر پر کیوں نہ قربان ہو جاؤں کہ ہر کوئی در مصطفیٰ پر جانے کی خواہش

Scanned with CamScanner

کرتا ہے اور ہمارے آقا درِ صدیق کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا و مصطفیٰ کو پانا ہے تو درِ صدیق اکبر پر آنا پڑے گا۔

ابھی آقا علیہ السلام سوچ ہی رہے تھے کہ صدیق اکبر کو کیسے بتایا جائے دروازہ کھٹکھٹاؤں یا آواز دوں؟ ادھر صدیق نے خود ہی دروازہ کھول کر عرض کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (یاد رہے کہ روایات میں دوپہر کے وقت بھی تشریف لانے کا ذکر ہے۔ ہو سکتا ہے دوپہر کو تیاری کے متعلق تشریف لائے ہوں۔) اور جھوم کر بولے:

سکون قلب ملا لذت حیات ملی
درِ حبیب ملا تو ساری کائنات ملی

آقا علیہ السلام نے پوچھا اے ابوبکر! تو آدھی رات تک جاگ رہا ہے، سویا کیوں نہیں؟ عرض کیا! اے میرے آقا! میں تو اسی دن سے جاگ رہا ہوں جس دن میں نے آپ سے ہجرت کی اجازت چاہی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ ابھی انتظار کرو ہو سکتا ہے ہم دونوں اکٹھے ہجرت کریں۔ میں تو اس دن سے اپنی آنکھیں دروازے پر لگائے بیٹھا ہوں اور آپ کا انتظار کر رہا ہوں؟ اب آپ کی خوشبو آئی ہے تو میں نے دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ کا دیدار کر کے ساری پریشانی ختم ہو گئی اور

سکون قلب ملا لذت حیات ملی

اور سب سے زیادہ خوشی مجھے اس بات کی ہوئی ہے کہ

یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں
کوئی جذبۂ محبت میرے کام آ گیا ہے

اور

شکر الحمد! کوئی آیا ہے مہماں اپنا
خونِ دل، لختِ جگر، خوب ہے ساماں اپنا

سرکار نے فرمایا: ذرا سوچ کر بتاؤ کہ کیا پروگرام ہے کیونکہ تیرا باپ بوڑھا، بچیاں جوان، گھر میں کوئی دوسرا کمانے والا نہیں یہ بھی ممکن ہے کہ کافروں کو جب پتہ چلے کہ صدیق اپنے نبی

کو لے گیا ہے تو تیرے گھر والوں پر سختی کریں۔

عرض کیا حضور! اپنا تو روزِ ازل سے یہی عقیدہ ہے کہ

سر کٹے کنبہ مرے یا گھر لٹے
دامنِ احمد نہ ہاتھوں سے چھٹے

الغرض! دونوں یار (نبی و صدیق) مکہ شریف سے نکل کر سوئے طیبہ روانہ ہوئے تو مکہ سے نکلتے ہی ابوبکر صدیق نے اپنے آقا کی بارگاہ میں عرض کیا یہاں کے لوگ (کھوجی یا قیافہ شناس) بہت چالاک و ہوشیار ہیں۔ پتھریلی زمین پر بھی قدموں کے نشان پہچان لیتے ہیں کہ ایک بندہ گیا ہے یا دو۔ حضور نے فرمایا پھر کیا کیا جائے؟ صدیق نے عرض کیا! میں چاہتا ہوں سفر دونوں کرتے رہیں مگر قدم ایک کے لگیں۔ حضور نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ عرض کیا صدیق کے قدم زمین پر لگیں اور آپ کے قدم صدیق کے کندھوں پر لگیں۔ صدیق اکبر نے محبوب خدا کو کندھوں پر اٹھا لیا آج حضور نے نہیں فرمایا کہ اے صدیق تو نبوت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور ایک بار تو عرش نے بھی جھک کر صدیق کی عظمت کو ضرور سلام کیا ہو گا۔ ابوبکر مصطفیٰ کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ گنگنا رہے ہیں۔

ہم بھی ادھر نکل گئے یار جدھر نکل گیا
مل جل کر ہم جائیں گے یار جدھر چلا گیا

رب العالمین کا ارشاد ہے کہ اگر قرآن کو پہاڑوں پر اتارا جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور اس کا وزن نہ اٹھا سکتے اور صدیق نے قرآن اور صاحب قرآن دونوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کبھی آگے دیکھتے ہیں کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں کہ کسی طرف سے کوئی موذی میرے آقا کو تکلیف نہ پہنچائے۔

سینکڑوں تبدیلیاں رفتار میں
جا رہے تھے یہ خیال یار میں

لوگ کہتے ہیں کہ جن کے سر پر ہما (پرندے) کا سایہ پڑھ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔ میں صدیق اکبر کو کیا کہوں کہ جس پر محبوب خدا کا سایہ ہی نہیں بلکہ محبوب خدا سارا ہی آ گیا۔

Scanned with CamScanner

زمین وآسمان کا مناظرہ

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ زمین وآسمان کا آپس میں اس بات پر تکرار و مناظرہ ہو گیا کہ ہم میں سے کون افضل ہے دونوں نے اپنی اپنی فضیلت کے دلائل دینے شروع کر دیئے۔ زمین نے کہا میں اس لئے افضل ہوں کہ مجھ پر دریا سمندر اور نہریں ہیں۔ آسمان نے کہا تجھ پر اگر پانی کی نہریں ہیں تو میرے اوپر شہد اور دودھ کی نہریں ہیں۔ زمین نے کہا میرے اوپر باغات ہیں تو میں اس لئے افضل' آسمان نے کہا تیرے اوپر خالی باغات ہیں تو میرے اوپر جنت کے باغات ہیں دلائل کا سلسلہ بڑھتا چلا گیا تو آخر زمین نے کہا میں اس لئے افضل کہ میرے اوپر محبوب خدا رہتے ہیں۔ اب آسمان یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ اگر تیرے اوپر محبوب خدا رہتے ہیں تو میرے اوپر خود خدا رہتا ہے کیونکہ خدا کی شان اس تصور سے بلند و بالا ہے وہ جیسے آسمان پر ہے ویسے زمین پر بھی ہے وہ رہنے سے اور اوپر نیچے کے تصورات سے وراء الوراء ہے۔ آسمان کے پاس اس دلیل کا توڑ نہ تھا تب آسمان نے بارگاہ ربّ العالمین میں عرض کیا کہ اپنے محبوب کو ایک بار عرش پر بلا تا کہ حضور علیہ السلام کے قدم میرے اوپر لگیں تو میں زمین کے سامنے یہ کہہ سکوں کہ ؎ لو تاجدار ہم بھی ہیں

ثابت ہوا کہ فی الحقیقت نہ زمین افضل نہ آسمان افضل بلکہ فضیلت ساری مصطفیٰ کے قدموں میں ہے وہ جہاں لگیں گے فضیلت ملتی جائے گی۔

جہاں نظر نہیں پڑتی وہاں ہے رات آج تک
وہاں وہاں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گئے
نفس نفس پہ برکتیں قدم قدم پہ رحمتیں
جدھر جدھر سے وہ شفیع عاصیاں گزر گئے

حضور علیہ السلام کے قدم زمین پر لگیں تو زمین افضل' آسمان پر لگیں تو آسمان افضل مائی آمنہ کے بطن اطہر میں لگیں تو وہ افضل' حلیمہ کی گود میں لگیں تو وہ ساری دائیوں کی سردار اور صدیق کے کندھوں پر لگیں تو صدیق سارے صحابہ کا سردار۔

غار میں داخلہ

آگے جا کر غار ثور آ گئی تو ابوبکر نے عرض کیا بہت پرانی غار ہے آپ ذرا باہر رکیں میں اندر جا کر غار کو صاف کر لوں چنانچہ غار کے سوراخوں کو اپنی چادر پھاڑ کر بند کیا۔ غار کو صاف کیا اور اپنے محبوب کو آواز دی۔

آ وی جا والضحیٰ دے چہرے والیا
آ وی جا یٰسین سہرے والیا

مصطفیٰ نے فرمایا' اے صدیق آج تو نے مجھ سے پہلے غار میں جا کر میرے لئے غار کو صاف کیا ہے کل میں تجھ سے پہلے قبر میں جا کر تیرے لئے مزار کو صاف کروں گا پھر حضور غار میں جلوہ گر ہوئے تو

نور اوہدا چمکیا غائب ہنیرا ہو گیا
کملی والا آ گیا تھاں تھاں سویرا ہو گیا

ابوبکر نے غار ثور میں اپنی گود کو محبوب خدا کیلئے بچھا دیا حضور اپنے صدیق کی گود میں آرام فرما ہو گئے اور صدیق اکبر ربّ اکبر کے محبوب کو گود میں لے کر رخ والضحیٰ کا دیدار فرما ہو گیا اور ساتھ اللہ سے یہ دعا فرما ہو گیا کہ اے میرے مولیٰ

لوں لوں میرا اکھیاں ہو جاوے محتاج نہ میں کسے اکھ دار ہواں

کیونکہ جب

مرشد دا دیدار ہے باہو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ہو

کی شان رکھتا ہے تو محبوب ربّ العالمین کے دیدار میں کیا لذّت ہو گی یہی وہ نیکی ہے جس کے بدلے عمر فاروق اپنی ساری عمر کی نیکیاں دینے کو تیار ہو گئے تھے مگر ابوبکر نے کہا۔ یہ سودا مجھے منظور نہیں۔

سانپ کا ڈسنا

پھر جہاں خزانہ ہو وہاں سانپ تو ہوتا ہے۔ صدیق اکبر دیدار مصطفیٰ میں محو ہیں سانپ ابوبکر کو ڈسنے میں مصروف ہو گیا۔ بعض اہل عشق کی رائے یہ ہے کہ جب دیدار یوسفی میں محو

Scanned with CamScanner

ہونے والیوں نے انگلیاں کاٹ لیں اور انہیں خبر تک نہ ہوئی تو دیدار محمدی میں محو ہونے والے صدیق کو بھی درد کا احساس تک نہ ہوا جبکہ محققین کے نزدیک بتقاضائے بشریت صدیق اکبر کو سانپ کے ڈسنے کی درد ہوئی اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوئے مگر وہ زمین پر نہ گرے بلکہ رخ والضحیٰ یعنی چہرۂ مصطفیٰ پر گرے اور حضور نے بیدار ہو کر اپنے یار غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پوچھا کہیں گھر والے، بچے اور باپ کی یاد نے تو نہیں ستایا عرض کیا حضور! وہ تو سب کچھ آپ پر قربان اب رونے کی وجہ سانپ کا ڈسنا ہے اور وہ بھی اس وقت کہ جب

نشۂ الفت میں میں سرشار تھا
سربسر محو خیال یار تھا

میرے آقا کو صدیق اکبر کا غمگین ہونا کیسے گوارا ہو سکتا تھا فرمایا! اے ابوبکر! گھبرانے کی کوئی بات نہیں ''تیرے پیراں وچہ کنڈے نیں تے جھولی وچہ پھل اے، پیراں وچ ظلمت اے تے جھولی وچ نور اے، پیراں وچہ اگ اے تے جھولی وچہ پانی اے، پیراں وچ زحمت اے تے جھولی وچ رحمت اے، پیراں وچ درد اے تو جھولی وچ دوا اے، پیراں وچ مرض اے تے جھولی وچ شفا اے، پیراں وچ دکھ اے تے جھولی وچ سکھ اے، پیراں وچ غمی اے تے جھولی وچ خوشی اے، پیراں وچ مضرت اے تے جھولی وچ مسرت اے، پیراں وچ باطل اے تے جھولی وچ حق اے، پیراں وچ نار اے تے جھولی وچ نور اے، پیراں وچ سپ اے تو جھولی وچ محمد اے۔ (سید یعقوب شاہ صاحب)

میرے آقا نے اپنا لعاب دہن (وہی جو خیبر کے دن علی المرتضیٰ کی دکھتی آنکھ پر لگایا تھا) صدیق کی ایڑی پر لگا کر درد کا احساس تک ختم کر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ میرے صدیق پر یہ کالے لباس والے کالے ناگ قیامت تک بھی حملے کرتے رہیں گے تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔

کیونکہ۔ جس کا حامی ہو رسول اس کو مٹا سکتا ہے کون؟

اس موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت ابوبکر صدیق کیلئے یہ دعا فرمائی اللهم اجعل ابابکر معی فی درجتی یوم القیمة اے اللہ! ابوبکر کو میرے ساتھ میرے مقام میں بروز قیامت جگہ عطا فرما۔ اس وقت وحی آئی کہ آپ کی دعا قبول ہو چکی۔

(الوفا با حوال المصطفیٰ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی ابواب الہجرۃ)

صدیق اکبر اور معیت مصطفیٰ ﷺ

وہ کونسا مقام ہے کہ بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر بڑھاپے تک صدیق اکبر سائے کی طرح حضور ﷺ کے ساتھ دکھائی نہ دیتے ہوں حنین ہو یا خندق، احد ہو یا احزاب، بدر میں ساتھ آج قبر میں بھی ساتھ اور کل حشر میں بھی ساتھ، انگوٹھی پر نام لکھانے تک بھی خدا نے صدیق کو مصطفیٰ سے جدا نہیں ہونے دیا (تفسیر کبیر) نہ خدا کو ابوبکر کا مصطفیٰ سے جدا ہونا پسند نہ مصطفیٰ کو، ابوبکر صدیق ایسے فنافی الرسول ہو گئے تھے کہ اپنی مرضی بھی ختم ہو گئی اور ان کی ہر پسند میں حضور کی پسند کا رنگ چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے تمہاری دنیا میں سے تین چیزیں زیادہ پسند ہیں الطیب والنساء وقرة عینی فی الصلوة خوشبو، حلال عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور جب صدیق اکبر سے پوچھا گیا کہ آپ کو دنیا کی کون کونسی اور کتنی چیزیں پسند ہیں تو انہوں نے بھی تین ہی بتائیں۔ ان انفق مالی بحکم رسول الله، مال میرا ہو حکم سرکار کا ہو۔ نمبر۲ ان تکون ابنتی تحت رسول الله بیٹی میری ہو بستر سرکار کا ہو۔ نمبر۳ النظر علی وجه رسول الله نگاہ میری ہو چہرہ سرکار کا ہو۔ خدا نے تینوں خواہشیں بوجہ تمام وکمال پوری فرما دیں۔

ایک دن ابوبکر صدیق کا ایک بیٹا کہنے لگا کہ فلاں جنگ میں جبکہ میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا آپ میری تلوار کی زد میں تین مرتبہ آئے تھے میں نے ہر مرتبہ باپ سمجھ کر آپ کو چھوڑ دیا۔

ابوبکر صدیق نے فرمایا! خدا کی قسم اگر اس جنگ میں تو میری تلوار کی زد میں ایک بار بھی آ جاتا تو میں تجھے بیٹا سمجھ کر چھوڑ نہ دیتا بلکہ دشمن رسول جان کر تیرا سر تن سے جدا کر دیتا۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ ابوبکر صدیق کی ذات رسالت مآب علیہ السلام میں فدائیت کو واقعۂ معراج کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے تو سدرہ پر جا کر آگے جانے سے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ

اگر برسر موئے برتر پرم — فروغ تجلی سوزد پرم

کہ اگر میں بال کے برابر بھی آگے جاؤں گا تو میرے پر جل جائیں گے۔

اور مولائے روم فرماتے ہیں

Scanned with CamScanner

جبریلا! گو شریفی گو عزیز　　تو نہ ای پروانہ آں شمع نیز

اے جبریل! تو بڑی شان والا ہے لیکن شمع محمدی کا پروانہ تو نہیں (بلکہ ابوبکر صدیق ہے آج اگر وہ ہوتا تو جل کے راکھ ہو جاتا لیکن مصطفیٰ علیہ السلام کا ساتھ نہ چھوڑتا)

کسی بات پر حضرت عمر صدیق اکبر سے ناراض ہو گئے' ابوبکر کے معافی مانگنے کے باوجود عمر راضی نہ ہوئے' تو ابوبکر نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو آپ نے یہ دعا کی یغفر اللہ لك یا ابابکر (عمر نہیں معاف کرتا تو نہ کرے) اے ابوبکر خدا تجھے معاف فرما دے گا۔ آپ نے تین بار اس طرح دعا دی۔ حضرت عمر کو معلوم ہوا تو ندم عمر حضرت عمر سخت شرمندہ ہوئے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام کے چہرے کو غصے اور جلال سے سرخ دیکھا اور آپ نے حضرت عمر کو مخاطب کر کے فرمایا! تو جانتا نہیں جب سارے مجھے کذبت کذبت (جھوٹا' جھوٹا) کہہ رہے تھے تو ابوبکر مجھے صدقت صدقت (آپ نے سچ کہا' آپ نے سچ کہا) کے نعرے لگا رہا تھا۔ اس نے اپنی جان اور اپنا مال میرے لئے قربان کر دیا فھل انتم تارکو اصاحبی کیا تم میرے ساتھی ابوبکر کو چھوڑ دو گے۔ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں فما اوذی بعدھا اس کے بعد کبھی کسی نے مجھے نہیں ستایا۔ (بخاری شریف ص ۵۱۶)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عشق رسول میں اسقدر فنا ہو چکے تھے اور احترام رسالت مآب علیہ السلام میں اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد اپنے دور خلافت میں جب بھی خطبے کیلئے منبر پر بیٹھتے تو اس سیڑھی پر نہ بیٹھتے تھے جہاں حضور بیٹھتے تھے بلکہ منبر کی جس سیڑھی پر حضور علیہ السلام کے قدم لگتے تھے اس سیڑھی پر بیٹھتے اور آپ کے بعد پھر عمر فاروق حضرت ابوبکر صدیق کے قدموں والی سیڑھی پر بیٹھتے۔

سوال: عجیب بات ہے کہ صدیق اکبر کی گود میں سراپائے مصطفیٰ ہو اور پھر سانپ ڈس لیا اس کا مطلب ہے..........؟

جواب الزامی: عجیب تر یہ بات نہیں' کہ نواسۂ رسول ہے راکب دوش نبوت ہے جگر گوشۂ بتول ہے' جنت کے جوانوں کا سردار ہے' حضور کا محبوب ہے بلکہ ان سے محبت کرنے والا بھی خدا و مصطفیٰ کا محبوب ہے لیکن میدان کربلا میں بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا اور حضرت امام حسن کو

زہر دے دیا گیا۔ خود علی شیر خدا کو مسجد کوفہ میں مصلیٰ امامت پر شہید کر دیا گیا اور کیا اس سے بھی عجیب تر بات یہ نہیں کہ خود محبوب خدا کو طائف کے بازاروں میں لہولہان کیا گیا اور میدان احد میں دندان مبارک شہید کر دیا گیا اور چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اس کی شان ہے: ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

جواب تحقیقی

یہ سارے امور بشریت کے تقاضے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ابوبکر صدیق نے حضور علیہ السلام کو کندھوں پر اٹھایا تو سارا جسم حضور علیہ السلام کے جسم اقدس سے مس ہو گیا۔ لوگ کہتے ہیں جہاں استاد کی مار پڑ جائے جسم کا وہ حصہ دوزخ کی آگ سے محفوظ ہو جاتا ہے اور حدیث میں تو یہ ہے کہ جس چیز کو حضور علیہ السلام ہاتھ لگا دیں اس کو دنیا کی آگ تو کیا دوزخ کی آگ بھی نہیں جلا سکتی (جیسا کہ حضرت انس کے گھر دعوت کے موقع پر حضور علیہ السلام نے رومال کے ساتھ ہاتھ پونچھے تو وہ رومال جب بھی میلا ہوتا حضرت انس اس کو آگ میں ڈال دیتے میل جل جاتی اور رومال اجلا ہو کر باہر آ جاتا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء کی رضامندی کیلئے حضور علیہ السلام نے روٹی لگائی تو ساری روٹیاں پک گئیں مگر حضور علیہ السلام کی لگائی ہوئی روٹی پر آگ نے اثر تک نہ کیا) ابوبکر صدیق کے پاؤں ہی باقی رہ گئے تھے جس پر جسم رسول لگتا تو بے ادبی ہوتی خدا نے چاہا کہ جہاں محبوب کا جسم نہیں لگ سکا رسول کا لعاب لگ جائے تاکہ اس لحاظ سے بھی صدیق کا درجہ سب سے اونچا ہو جائے۔

سانپ نے کیوں ڈسا؟

پھر بعض روایات میں ہے کہ حضور نے سانپ سے پوچھا کہ تو نے میرے صدیق کو کیوں ڈسا ہے تو اس نے کہا میری کیا مجال کہ میں آپ کے یار غار کو تکلیف دوں دراصل میں داؤد علیہ السلام کے دور سے اس غار میں صرف آپ کی زیارت کیلئے چھپا بیٹھا ہوں کیونکہ میں نے سنا تھا کہ آپ نے اس غار میں تین دن رات قیام کرنا ہے تو ساڑھے نو سو سال کی انتظار شدید کے بعد اب جب وقت آیا ہے تو

مالی باغ نہیں دیکھن دیندا آئیاں جدوں بہاراں

ابوبکر نے دیدار پر پابندیاں لگادی ہیں میں نے پہلے ابوبکر کے پاؤں کو بوسہ دیا ہے اور پھر مجبور ہو کر ڈسا ہے اللہ کے محبوب نے اس کو یہ پیغام پہنچانے کا حکم دے دیا کہ جا کر دنیا کو بتا دے کہ رسول کو ملنا ہو تو صدیق کے پاؤں چومنے پڑتے ہیں۔

سراقہ بن مالک کا واقعہ

سفر ہجرت میں سراقہ بن مالک بن جعشم کا واقعہ بھی پیش آیا جب اس نے انعام کے لالچ میں حضور علیہ السلام کا پیچھا کیا اور جب قریب پہنچا تو ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں ڈھونڈنے والے پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لاتحزن ان اللہ معنا غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے (صرف تجھے ہی میری فکر نہیں کسی اور کو بھی ہے)

حتیٰ کہ وہ قریب آ گیا اس کے اور ہمارے درمیان تین بلکہ دو بلکہ ایک نیزے کا فاصلہ رہ گیا تو میں (صدیق) نے عرض کیا حضور دشمن تو سر پر آ پہنچا ہے اور (حضور علیہ السلام کی تکلیف کے احساس نے مجھے اتنا تڑپایا کہ) میں رونے لگا۔

آپ نے پوچھا اے ابوبکر! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا خدا کی قسم اپنے لئے نہیں روتا بلکہ اس لئے کہ کہیں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ تب حضور علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں ان الفاظ کے ساتھ دعا کی۔

اللھم اکفنا لما شئت

اے مالک و مولیٰ! ہمیں دشمن کے شر سے بچا اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ کر جو تو چاہتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے منہ مبارک سے جونہی یہ الفاظ نکلے سراقہ کے گھوڑے کے چاروں پاؤں سخت ترین پتھریلی زمین میں دھنس گئے۔ وہ گھوڑے سے کود گیا اور کہنے لگا اے محمد (ﷺ) میں اس امر کا یقین رکھتا ہوں کہ یہ حادثہ تمہاری دعا کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اب دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اس پریشانی سے نجات فرمائے۔ میں آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں (کہ خود تکلیف پہنچانے کا ارادہ فاسدہ تو درکنار) بخدا جن کو اس راہ پہ آتے دیکھوں گا انہیں بھی باز رکھوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے ایک تیر لے لیں آپ کا اس راہ میں فلاں فلاں

جگہ میری اونٹنیوں اور بھیڑ بکریوں پر گزر ہوگا تو جو بھی ضرورت ہو دودھ کی یا سواری کی وہاں سے لے لینا۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس کیلئے دعا نجات و خلاص فرمائی فوراً گھوڑا زمین سے باہر آ گیا۔ وہ واپس اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

سراقہ کا اپنا بیان

عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے سراقہ بن مالک کو (حالت اسلام میں) فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس قریش کے آدمی آئے اور کہا انہوں نے رسول خدا ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ میں سے ہر ایک کے متعلق ہر اس شخص کیلئے جو ان کو قتل کرے یا قید کر کے لے آئے سو سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے چنانچہ میں اپنی قوم کی محافل میں سے ایک محفل کے اندر بیٹھا تھا کہ کفار کے ایلچیوں میں سے ایک شخص میری طرف آیا حتیٰ کہ ہمارے پاس آ کھڑا ہوا اور کہا کہ اے سراقہ میں نے ابھی ابھی ساحل سمندری جانب چند اشخاص دیکھے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں اور ان کے ساتھی۔

حضرت سراقہ فرماتے ہیں میں نے بھی یقین کر لیا کہ واقعی بات تو اسی طرح ہے لیکن اس کو مغالطہ دینے کیلئے کہا کہ وہ اشخاص جو تو نے دیکھے وہ فلاں فلاں ہیں جو ابھی ہمارے یہاں سے گزرے ہیں اور گمشدہ شے تلاش کر رہے ہیں۔ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ پھر میں تھوڑی دیر مجلس میں بیٹھا رہا بعد ازاں اٹھ کر گھر میں داخل ہوا اور اپنی خادمہ سے کہا کہ میرے گھوڑے کو باہر نکالو اور اسے ٹیلے کی اوٹ میں لے کر کھڑی رہنا۔ ادھر میں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور گھر کی پچھلی طرف سے باہر نکلا۔ نیزے کا پھل زمین کی طرف رکھا اور دستہ بھی فضا میں بلند نہ ہونے دیا حتیٰ کہ اپنے گھوڑے کے قریب پہنچ گیا جوں ہی اس پر سوار ہوا اس کو سرپٹ دوڑاتا ہوا آنحضرت ﷺ اور آپ کے رفقاء سفر کے قریب جا پہنچا لیکن یکا یک گھوڑا پھسلا اور میں اس سے گر پڑا۔ جلدی سے اٹھا ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور فال نکالنے والے تیر نکال کر فال لی کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا یا ناکام اور سرور عالم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر ؓ کو کوئی گزند پہنچا سکتا ہوں یا نہیں مگر فال میری خواہش کے برعکس نکلی۔ انعام کے لالچ میں فال کے برعکس پھر گھوڑے پر سوار ہوا اور اتنا قریب ہو گیا کہ رسول اکرم ﷺ کی

Scanned with CamScanner

قرأت کی آواز سنائی دینے لگی آپ تو قرأت وتلاوت میں اہل طرح مستغرق ومنہمک تھے کہ بالکل دوسری جانب التفات اور دھیان نہیں فرماتے تھے البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ ادھر ادھر دیکھتے تھے اور خطرات سے باخبر رہنے کی سعی فرماتے تھے اسی دوران اچانک میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے میں اس کی پشت سے فرش زمین پر آرہا۔ میں نے اس کوڈانٹا اور جھڑکا تاکہ پاؤں باہر نکالے چنانچہ اس نے مشکل سے پاؤں باہر نکالے اور سیدھا کھڑا ہوگیا اور میں کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے پاؤں نکالنے کے بعد وہاں سے اس قدر غبار بلند ہوا کہ آسمان تک جا پہنچا اور دھوئیں کی طرح سیاہی میں تبدیل ہوگیا۔ میں نے پھر تیروں کے ساتھ فال نکالی تو میری خواہش پھر پامال ہوتی نظر آئی اور میں اپنے مقصد میں ناکام ہوتا نظر آیا۔ اب کے میں ازلام کی فرمائش اور فال کے مطابق عمل کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء سفر سے امان کا طلبگار ہوا۔ وہ حضرات ٹھہر گئے۔ میں سواری پر سوار ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے دل میں اس امر کا یقین واعتماد پیدا ہو چکا تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غالب آکر رہیں گے (اور دشمن ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے) الغرض ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کے شہید کرنے والے شخص کیلئے اس قدر انعامات مقرر کر رکھے ہیں اور وہ آپ کے متعلق یہ عزائم اور ارادے رکھتے ہیں اور آپ پر اور آپ کے جملہ شرکاء سفر کیلئے زادراہ اور دیگر ضروری ساز وسامان پیش کیا مگر انہوں نے مجھے اس قسم کی تکلیف نہ دی اور نہ ہی مجھ سے کسی امر کا مطالبہ کیا البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا کہ تو ہمارا معاملہ لوگوں سے مخفی رکھنا اور ان کو ہمارے متعلق اطلاع نہ دینا۔

میں نے آپ سے درخواست کی کہ میرے لیے امن وامان کا عہد تحریر فرما دیں۔ آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا اس نے چمڑے کے ٹکڑے پر میرے لئے عہد امان لکھا اس کے بعد آپ نے اپنا سفر جاری فرمالیا (اور میں وہاں سے واپس ہوا)

زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسی دوران ملاقات کی وہ سفر شام سے اہل اسلام کے تجارت کے قافلہ میں واپس آرہے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے زیب تن کرنے کیلئے پیش کئے۔ (الوفا باحوال المصطفیٰ لابن جوزی)

نگاہِ نبوت نے صدیق اکبر کو کیا بنا دیا؟

تین دن رات جب غار ثور میں چہرہ صدیق پر انوار رخ مصطفیٰ بارش کی طرح برستے رہے اور جب غار سے باہر آئے تو اس توجہ اتحادی سے (جو دونوں کو ایک جیسا کر دیتی ہے جس طرح خواجہ باقی باللہ نے نان بائی پر توجہ فرمائی تو لوگ پہچان نہ سکے خواجہ باقی باللہ کون ہے اور نان بائی کون ہے) لوگ پہچان نہ سکے کہ صدیق کون ہے اور مصطفیٰ کون ہے۔

تیرے نام میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اسے مٹائے وہ خود مٹا وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

تب ابوبکر صدیق نے چادر کا سایہ حضور علیہ السلام کے سرانور پر کر دیا تاکہ لوگ جانیں کہ میں غلام ہوں آقا تو یہ ہے۔

ے جہدے سر تے میم مروڑی دا (بلھے شاہ)

جب ابوبکر نے چادر کا سایہ کیا تو لوگوں کو چادر کے سائے میں آفتاب رسالت نظر آیا۔

حضرت ابوبکر حضور علیہ السلام کا کس طرح دفاع کرتے ہیں

چونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کے سلسلہ میں ان علاقوں میں آتے جاتے رہتے تھے اس لئے کئی لوگ آپ کو جانتے تھے اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور نے سفر ہجرت میں ابوبکر صدیق کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے ہی بٹھا لیا۔ راستے میں جو کوئی پوچھتا کہ اے ابوبکر یہ تیرے آگے کون سوار ہے تو آپ توریۃ (ایسا کلام کہ جس کے دو مفہوم بن سکتے ہوں متکلم بعید والا مفہوم مراد لے اور مخاطب قریب والا مفہوم سمجھتا رہے اس سے کلام میں کذب لازم نہیں آتا اور اظہار حقیقت جس سے مفاسد کا اندیشہ ہو ان سے بھی بچا جا سکتا ہے چنانچہ ابوبکر صدیق) فرماتے: رجل یھدینی السبیل یہ وہ بندہ ہے جو مجھے راہ دکھاتا ہے (لوگ سمجھتے کہ کسی بندے کو اجرت پر لیا ہوگا جو راستے کی رہنمائی کر رہا ہوگا جس طرح کہ ان علاقوں میں معمول تھا مگر آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ ہستی تو مجھے رب کی راہ دکھانے والی ہے۔)

ام معبد کی کلی کا واقعہ

یہ ایمان افروز واقعہ آپ آئندہ سطور میں الوفا کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے اس سے پہلے یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ حضور علیہ السلام جب ام معبد رضی اللہ عنہا کی کلی میں تشریف لائے تو اس نے ابو بکر صدیق سے آپ کا تعارف پوچھا تو اہل محبت کی زبان میں ابو بکر نے اس کو یوں تعارف کرایا۔

عبد اللہ دا چن وکھیاں دا سجن
جتھوں لنگدا گیا رنگ لاندا گیا

اس وقت ام معبد نے بھی ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ہوگا۔

ایہہ کلی مست ملنگاں لیہوں عرش بنا جا اج دی رات
ایہہ اجڑی اے بڑی مدت دی اک جھاتی پا جا اج دی رات

اے اللہ کے رسول حلیمہ سعدیہ کی کلی میں کئی سال رہ کر اس کو رشک عرش بنانے والے مجھ غریب کے جھونپڑے میں بھی نگاہ کرم فرما دیجئے تا کہ میں ساری زندگی کہتی رہوں۔

یہ کہاں نصیب میرے کہ وہ آپ چل کے آئیں
کوئی جذبہ محبت میرے کام آ گیا ہے

ام معبد کی جس بکری کا ذکر آپ پڑھیں گے وہ لاغری اور کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ جا سکی اور دودھ تو مدت ہو گئی تھی اس نے دینا بند ہی کر دیا تھا جب ام معبد رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا یہ بکری "ملتی" یعنی دودھ دیتی ہے یا نہیں تو اس نے عرض کیا یہ تو نہیں ملتی ہم ہی اسے ملتے رہتے ہیں۔ فرمایا: اجازت ہو تو اس کو ہاتھ لگا لوں۔ عرض کیا سو بار لگائیں۔ بدل و جان اجازت ہے (ام معبد کو کیا معلوم تھا کہ سو بار ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہے ایک بار سے ہی سارے مسئلے حل ہو جائیں گے بلکہ یہ تو وہ بارگاہ ہے کہ

فقط اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حضور علیہ السلام نے ہاتھ لگایا تو بکری کے تھنوں سے دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں اور

ایک دو دن نہیں بلکہ ہجرت کے اٹھارویں سال تک حضرت عمر فاروق کے دور خلافت میں یہ بکری فوت ہوئی اور مسلسل دودھ دیتی رہی۔

اس تمہید کے بعد اب علامہ ابن جوزی کی کتاب الوفا باحوال المصطفیٰ' ترجمہ شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور سے پڑھیے اپنے آقا کے اس معجزے اور حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کی زبان سے نکلے ہوئے حضور علیہ السلام کے حسن و جمال کی ترجمانی کے الفاظ پر قربان ہو جایئے اور پختہ یقین اور عقیدہ بنا لیجئے کہ

بے مثل نے محبوب کو بے مثل بنایا ہے

ام معبد کے تاثرات

ابو معبد خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ کی ہمراہی میں اور عبد اللہ بن اریقط کی رہنمائی میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے چلتے ہوئے ام معبد خزاعیہ کے خیموں پر گزرے جو کہ بہادر اور دلیر عورت تھی اور خیموں سے باہر کھلی جگہ میں بیٹھی گزرنے والوں کو کھانے پینے کا سامان مہیا کرتی تھی۔

آنحضرت ﷺ نے اس سے کھجوروں اور گوشت وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا تا کہ خرید لیں مگر اس کے ہاں کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکی کیونکہ وہ قحط سالی کا شکار تھے اور مسکین وفقیر ہو چکے تھے۔ اس نے عرض کیا بخدا ہمارے پاس اگر کوئی شے ہوتی تو مہمان نوازی میں پس وپیش نہ کرتی اور تم سے کوئی شے بچا کر نہ رکھتی۔

سید انس و جان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی تو دریافت فرمایا اے ام معبد یہ کیسی بکری ہے۔ اس نے عرض کیا یہ تو انتہائی لاغر اور کمزور بکری ہے جو ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ہمراہ نہیں جا سکی۔ آپ نے فرمایا تو اس کا دودھ نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو دودھ دینے سے رہی (اس کی تو ہڈیوں میں مغز بھی نہیں اور بدن پر گوشت نام کو نہیں' دودھ کیسے دے) آپ نے فرمایا مجھے اجازت ہے میں اس کو دوہ لوں اور اس کا دودھ نکال لوں۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اگر آپ کو دودھ نظر آتا ہے تو نکال لیں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

Scanned with CamScanner

امام الانبیاء علیہ التحیہ والثناء نے بکری کو اپنے پاس منگوالیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کے پستانوں پر ہاتھ پھیرا اور دعا فرمائی اے اللہ! ام معبد رضی اللہ عنہا کیلئے اس کی بکری میں برکت عطا فرما۔ ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بکری نے فوراً جگالی شروع کر لی۔ پاؤں چوڑے کر لئے اور دودھ سے پستان بھر لئے۔ آپ نے اتنا بڑا برتن طلب فرمایا جو ایک جماعت کو کفایت کر سکے چنانچہ اس میں اس قدر قوت وطاقت سے دودھ دوہا کہ جھاگ برتن کے منہ تک چڑھ آئی۔ پہلے پہل آپ نے حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ عطا فرمایا جب وہ اچھی طرح سیراب ہوگئیں تو پھر دوسرے ساتھیوں کو پلایا۔ سب سے آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دودھ نوش فرمایا اور دوسرے ساتھیوں کو دوبارہ پلایا حتیٰ کہ اور پینے کی گنجائش باقی نہ رہی۔

دوبارہ پھر اس برتن میں دودھ دوہا اور اسے ام معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں چھوڑ کر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ان کا خاوند ابو معبد بوڑھی کمزور اور بدحال بکریاں ہانکتے ہوئے آپہنچا جو کہ ضعف اور لاغری کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلتی تھیں جن کی ہڈیوں میں مغز قلیل بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا جب اس نے دودھ دیکھا تو حیران ہوگیا اور پوچھا یہ دودھ کہاں سے آ گیا ہے؟ جو بکری گھر میں تھی وہ تو ریوڑ سے (لاغری اور ناتوانی کی وجہ سے) پیچھے رہ جانے والی تھی اور کوئی شیر دار جانور تھا نہیں۔ ام معبد رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں نہیں بخدا یہ ہماری اسی لاغر اور ضعیف ونزار بکری کا دودھ ہے۔ ایک مبارک ہستی کا یہاں سے گزر ہوا جن کی صفت اور کیفیت ایسی ایسی تھی (انہوں نے اپنے شان اعجازی اور خداداد قدرت کا کرشمہ دکھاتے ہوئے ہمیں دودھ نکال کر دیا ہے) اس نے کہا مجھے تو یہ وہ ہستی معلوم ہوتی ہے جن کے تعاقب میں قریش دوڑ رہے ہیں۔ ذرا ان کا حلیہ اور وضع قطع تو بیان کیجئے۔

ام معبد حضور علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتی ہیں

ام معبد نے کہا میں نے جس ہستی کا شرف دیدار حاصل کیا ان کی چمک دمک نمایاں تھی اور چہرہ انور کشادہ اور روشن، جسم کے اعضا میں مکمل تناسب تھا اور موزونیت کا مالہ نہ ان کو پیٹ کے بڑھ جانے کا عیب لاحق تھا اور نہ سر اور گردن کے چھوٹا ہونے کا نقص۔ وہ انتہائی حسین و جمیل تھے، ان کی آنکھیں سیاہ اور موٹی تھیں اور پلکیں گھنی تھیں اور دراز۔ آواز بلند گرجدار، رنگت

سفید آنکھیں سرگیں، بھویں باریک لمبی اور باہم ملی ہوئی، بال سخت سیاہ، گردن مبارک میں طول اور لمبائی، داڑھی مبارک گھنی، جب سکوت اور خاموشی اختیار کریں تو شان وقار نمایاں اور جب گفتگو کا آغاز کریں تو سر اقدس اور ہاتھ بلند فرماتے ہیں اور چہرہ اقدس پر رونق و بہار نظر آتی ہے۔ ان کی گفتار پروئے ہوئے موتی معلوم ہوتے ہیں جو یکے بعد دیگرے نیچے گر رہے ہوں باتوں میں شہد کی مٹھاس اور کلام مقصد پر دلالت میں واضح اور غیر ملتبس اور مقصد کے مطابق نہ بالکل مختصر اور نہ بہت طویل کہ بے مقصد اور موجب ملال ہو، دور سے دیکھیں تو سب سے بلند قامت اور خوبصورت اور قریب سے دیکھیں تو سب سے شیریں اور حسین ترین۔ ایسا درمیانہ قد کہ نہ تو دیکھنے والی آنکھ ان کو درازی قامت کی وجہ سے عیب لگائے اور نہ کوتاہ قامتی کی وجہ سے آنکھ ان کو حقیر جانے گویا وہ دو نرم ونازک شاخوں کے درمیان ایک ایسی شاخ ہیں جو ان دونوں سے دیکھنے میں خوش منظر اور قد وقامت میں حسین ترین۔ ان کے رفقاء سفریوں ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے جیسے چاند کے گرد ہالہ، جب آپ بات کرتے تو رفقا مجسم کان بن جاتے اور جب حکم دیتے تو اطاعت وامتثال کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، وہ مخدوم ہیں اور مطاع جن کی خدمت میں لوگ ہر وقت کمربستہ کھڑے رہتے ہیں نہ ترش رو اور تیوری چڑھانے والے اور نہ لوگوں کی طرف سے کم عقلی اور ناسمجھی کا طعنہ سہنے والے۔

ابو معبد نے کہا بخدا یہ وہی قریش کی عداوت اور دشمنی کا نشانہ بننے والی ہستی ہیں جن کو اپنا مقام اللہ رب العزت کی طرف سے بتلا دیا گیا اور مرتبہ ودرجہ (نبوت) واضح کر دیا گیا ہے اگر میں آپ کو پالیتا تو اپنے ساتھ رکھنے کی ان سے التماس کرتا اور میں جب بھی موقع ملے گا ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔

جن نے مدح سرائی کی

اور صبح کو اہل مکہ نے زمین وآسمان کے درمیان گونجنے والی آواز کو سنا، آواز انہیں سنائی دیتی جا رہی تھی مگر وہ آواز دینے والا شخص ان کو نظر نہیں آتا تھا (وہ شخص دراصل جن تھا اور سرور عالم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق مدحیہ اشعار اس کی زبان پر تھے) اور وہ یوں کہہ رہا تھا۔

Scanned with CamScanner

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ   رفیقین حلا خیمتی ام معبد

لوگوں کا پروردگار جو جزا کا مالک ہے، بہترین جزاء عطا فرمائے ان دو رفیق سفر مقدس ہمراہیوں کو جو ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیموں میں تشریف فرما ہوئے۔

ھما نزلا بالبر وارتحلا بہ   فافلح من امسی رفیق محمد

وہ دونوں برّ و احسان کے ساتھ نزول فرما ہوئے اور اسی صورت میں وہاں سے کوچ بھی فرمایا۔ پس فلاح پانے والا ہے وہ شخص جو محمد عربی ﷺ کا رفیق بن گیا۔

فیال قصی مازوی اللہ عنکم   بہ من فعال لا تجازی و سؤدد

اے آل قصی ان کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تم سے کس قدر عظمتوں اور برتریوں کو سمیٹ لیا ہے اور ایسے افعال کو جن کی اپنی عظمت کی وجہ سے جزاء نہیں دی جا سکتی۔

سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا   فانکم ان تسالو الشاۃ تشھد

اپنی بہن (ام معبد) سے اس کی لاغر اور ضعیف و نزار بکری کے متعلق دریافت کرو اور برتن کے متعلق جو دودھ سے بھر گیا بلکہ خود بکری سے دریافت کرو تو وہ بھی ان کی شان اعجازی اور فیوض و برکات کی گواہی دے گی۔

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت   لہ بصریح ضرۃ الشاۃ مزبد

طلب فرمایا ان سے ایسی بکری کو (جو شیر دار تو کجا) حاملہ بھی نہیں تھی مگر وہی بکری ان کو خالص دودھ دینے لگی اور بکری کی شیر دانی جھاگ بہا رہی تھی۔

فغادرہ رھنا لدیھا لحالب   بدرتھا فی مصدر ثم ھو مورد

پس اس دودھ کو اس بکری کا دودھ نکالنے والے کیلئے دوسری بار ام معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا

نبی یری مالا یری الناس حولہ   ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد

وہ ایسے عظیم نبی ہیں جو دیکھتے ہیں اپنے اردگرد امور مخفیہ کو جو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور ہر مجمع و محفل میں اللہ تعالیٰ کی کتاب تلاوت کر کے سناتے ہیں۔

وان قال فی یوم مقالۃ غائب   فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم اوغد

اگر کسی دن غائب امر کے متعلق بات فرمائیں اور خبر دیں تو اس کی تصدیق اس دن چاشت کے وقت یا اگلے دن ظاہر ہو جائے گی۔

لیھن ابابکر سعادۃ جدہ   بصحبتہ من یسعد اللہ یسعدا

مبارک ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلئے ان کی نیک بختی اور سعادت مندی حبیب پاک کی صحبت اور رفاقت کے ساتھ اور جس کو اللہ تعالیٰ سعادت مند بناتا ہے وہ سعادت مند بن جاتا ہے۔

ویھن بنی کعب مکان فتاتھم   ومقعدھا للمسلمین بمرصد

اور مبارک ہو بنی کعب کیلئے ان کی جواں ہمت ہم قوم عورت کا مسلمانوں کی راہ پر موجود ہونا اور ان کے انتظار میں بیٹھنا۔

اہل مکہ کی حسرت وحیرت

قوم قریش نے صبح کو دیکھا تو نبی اکرم ﷺ ان میں موجود نہیں تھے اور وہ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیموں کی طرف دوڑے۔

اس ہاتف کے ان اشعار کا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان اشعار میں جواب دیا۔

لقد خاب قوم زال عنھم نبیھم   وقدس من یسری الیہ ویغتدی

یقیناً وہ قوم رسوا ہوئی جن سے ان کا نبی (تنگ آ کر) جدا ہو گیا اور پاکیزہ ہوئی وہ قوم جن کے ہاں رات کو یا دن کو وہ تشریف فرما ہوئے۔

ترحل عن قوم فزالت عقولھم   وحل علی قوم بنور مجدد

ایک قوم سے انہوں نے رحلت اختیار فرمائی پس ان کے عقول و افہام زائل ہو گئے اور ایک دوسری قوم پر تازہ نور لے کر نزول فرما ہوئے۔

وھل یستوی ضلال قوم تسفھوا   عمی وھداۃ یقتدون بمھتدی

کیا ایک قوم کے گمراہ لوگ جو اندھے ہونے کی وجہ سے بیوقوف بن بیٹھے اور دوسری قوم کے ہدایت یافتہ لوگ جو لوگوں کو راہ دکھانے والے ہیں اور عظیم ہدایت یافتہ رہنما

Scanned with CamScanner

کی اقتدا کرنے والے ہیں یا باہم برابر ہو سکتے ہیں۔

اُم معبد کے ہاں دوسرا معجزہ

ام معبد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ چار اشخاص دو اونٹنیوں پر سوار ہم پر رونما ہوئے۔ میرے پاس اترے میں ایک بکری سرکار دو عالم رسول معظم ﷺ کی خدمت میں لائی تا کہ اسے ذبح کر کے آپ کو کھلاؤں کیا دیکھتی ہوں کہ وہ دودھ سے بھرپور ہے۔ میں اسے آپ کے قریب لائی آپ نے اس کے پستانوں کو ہاتھ لگایا اور فرمایا اس کو ذبح نہ کرو۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور دوسری بکری لا کر ذبح کی اور گوشت پکا کر پیش کیا۔ آپ نے بھی تناول فرمایا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی اور جتنا ان کے دسترخوان میں سما سکتا تھا اور توشہ دان میں ان کے ہمراہ بھی دیا اور جو ہمارے پاس بچ گیا وہ اتنا تھا جتنا پوری بکری کا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

اور وہ بکری جس کے تھنوں کو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہاتھ لگایا تھا اس کی عمر میں برکت پیدا ہوئی کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں رونما ہونے والے قحط جس کو عام امادہ کہا جاتا تھا یعنی ہجرت کے اٹھارہویں سال تک صحیح وسالم رہی اور ہم اس زمانہ میں بھی اس کو صبح وشام دوہا کرتے تھے اور اس کے دودھ سے سیراب ہوا کرتے تھے جبکہ زمین میں جانوروں کو کوئی شے کھانے کو ملتی ہی نہیں تھی۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن جوزی باب الہجرۃ)

بریدہ اسلمی کے قبول اسلام کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کسی شے سے بدفالی نہیں لیتے تھے البتہ نیک فال ضرور لیتے اور جب قریش نے آپ کو گرفتار کر کے (ان کے حوالے کرنے) والے کیلئے انعام مقرر کر رکھا تھا تو بریدہ اپنی قوم بنی سہم کے ستر سواروں کے ہمراہ سوار ہو کر اپنے گھر سے نکلے اور آنحضرت ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا آپ نے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا میں بریدہ ہوں۔ آپ نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ہمارا معاملہ حرارت وگرمی اور شدت وحدت سے محفوظ ہو گیا بلکہ سرد اور خنک ہو گیا۔ (کیونکہ بریدہ برد سے ہے اور برد کا معنیٰ ہے ٹھنڈک) پھر استفسار فرمایا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا قبیلہ اسلم سے ہوں تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر ہم

سلامتی میں ہیں (اسلم کا مادہ سلامتی ہے) پھر پوچھا قبیلہ اسلم میں سے کس شاخ سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا بنی سہم سے تو آپ نے حضرت صدیق سے فرمایا تمہارا حصہ اور نصیبہ نکل آیا۔ (سہم کا معنیٰ ہے حصہ)

حضرت بریدہ نے عرض کیا آپ کی تعریف کیا ہے؟ فرمایا میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ تعالیٰ کا رسول اور برگزیدہ بندہ تو بریدہ نے عرض کیا: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ و رسولهٗ

بریدہ اکیلے ہی نہیں ان کے تمام ساتھی بھی مسلمان ہو گئے اور حضرت بریدہ نے اپنی دستار کا جھنڈا بنایا اور مصطفیٰ کی مدینہ شریف میں آمد پر اس طرح جلوس نکالا گیا (الوفاء) بریدہ جو حضور علیہ السلام کی گرفتاری پر انعام کے لالچ میں مسلح ہو کر نکلے تھے اور اب واللیل کی زلفوں کے اسیر نظر آ رہے ہیں تو کیوں اس لئے کہ

تیری نگاہ نے صورت میں آ کے لوٹ لیا
حسین بن کے نظر میں سما کے لوٹ لیا

اور کسی نے جب حضرت بریدہ سے پوچھا کہ اتنی جلدی تیرا ارادے میں تبدیلی کیسے آئی تجھے تو ہم نے دوسرے مقصد کیلئے بھیجا تھا بہت افسوس ہے تجھ پر تو نے یہ کیا کیا تو بریدہ نے تڑپ کر فرمایا:

اکھ اکھ چہ پا کے تکیا سو — میرے دل دے کر گیا دو ٹکڑے
افسوس کرو ایہناں اکھیاں تے — اوہدا وار بچانا نہ آیا

مدینہ شریف میں داخلہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اہل مدینہ کو حضور علیہ السلام کے مکہ سے مدینہ آنے کی اطلاع ملی تو وہ روزانہ مقام حرہ پر آ جاتے اور صبح سے دوپہر تک شدید گرمی میں انتظار کرتے رہتے تا آنکہ ایک دن انتظار لمبا ہو گیا اور اس کے بعد جب وہ گھروں کو لوٹے ہی تھے کہ ایک یہودی مدینہ شریف کے کسی ٹیلے پر کوئی چیز دیکھنے کیلئے چڑھا تو اس کو نور کے جلوے اس طرح نظر آئے کہ جہاں ان کے سائے پڑ رہے تھے سراب زائل ہو رہا تھا اور دو گھاٹیوں

کے درمیان جب آمنہ کا چاند نظر آیا تو ایسے لگا جس طرح کالے سیاہ بادلوں سے چوہویں کا چاند طلوع ہو رہا ہے۔ یہودی یہ منظر دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھا۔ اے مدینہ والو! یہ رہا تمہارا بخت اور نصیب جس کی تم اتنے دنوں سے انتظار کر رہے تھے یا بالفاظ دیگر یوں کہا

ہن ہو گیا کم سخالا جے
اوہ ! آ گیا کملی والا جے

انہوں نے حضور علیہ السلام کے انتظار میں کئی دن گزارے تو حضور ان کو مل گئے مولانا روم فرماتے ہیں انتظار کرتے رہو تمہیں بھی ایک دن جلوہ دکھا دیں گے جس طرح مجھے دکھایا ہے۔

شب کہ چشم بر جمال یار بود
من بخوابم بخت من بیدار بود

میں سویا ہوا تھا میرا نصیب جاگ پڑا اور یار کا جمال جہاں آراء میری آنکھوں کے سامنے آشکار ہو گیا۔

مدینے میں خوشیاں منائی گئیں

تمام اہل مدینہ اس وقت اس علاقے کے رواج کے مطابق ہتھیار لے کر مقام حرہ پر پہنچ گئے اور صحیح مسلم میں ہے کہ عورتیں بچے بوڑھے چھتوں پر چڑھ گئے۔ مرد باہر نکل آئے اور ینادون یا محمد یا رسول اللہ مدینہ شریف نعرہ رسالت سے گونج اٹھا۔ مدارج النبوۃ میں ہے جاء رسول اللہ جاء نبی اللہ کی آواز میں گونجنے لگیں (جلد نمبر ۲ ص ۶۳) حضرت انس فرماتے ہیں میری عمر اس وقت آٹھ یا نو سال تھی یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے در و دیوار حضور علیہ السلام کے چہرہ انور کی وجہ سے چمک رہے ہیں کہ گویا سورج طلوع ہو گیا ہے۔

حضرت انس ہی سے روایت ہے: لما کان الیوم الذی دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منھا کل شئی (ابن ماجہ) جس دن آپ مدینہ تشریف لائے ہر شے روشن ہو گئی۔ ابن ابی خیثمہ کہتے ہیں میں بھی اس دن مدینہ میں ہی تھا فلم ار یوما احسن منہ ولا اضوا اس دن سے زیادہ حسین و روشن دن میں نے زندگی بھر نہیں دیکھا (سبل

الہدیٰ ص ۳۸۶ ج ۳) جب ہر طرف سے خوشیوں کے ترانے گائے جا رہے تھے۔

فجاء محمد سراجًا منیرًا   فصلوا علیہ کثیرًا کثیرًا

علامہ طنطاوی رجال من التاریخ میں لکھتے ہیں ولو استطاعت من الحب لفرشت لہ الطریق بقطع اکبادھا حتی یمشی علی قلوبھا لوگوں کا بس چلتا تو اپنے دل نکال کر حضور علیہ السلام کے قدموں میں بچھا دیتے۔

حضرت انس فرماتے ہیں: لعبت الحبشتہ بحرا بھا فرحا بقدومہ

(رواہ الامام احمد وابوداؤد)

حضور کی آمد کی خوشی میں حبشیوں نے اپنے ہتھیاروں کے ساتھ جنگی کرتب دکھائے کہیں یہ نعرے بلند ہو رہے تھے۔

اللہ اکبر قد جاء رسول اللہ   اللہ اکبر جاء محمد

تو کہیں بنی بخار قبیلے کی بچیاں یہ اشعار پڑھ کر اپنے آقا کا استقبال کر رہی تھیں۔

طلع البدر علینا   من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا   ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا   جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدینہ   مرحبا یا خیر داع

ثنیۃ الوداع (وہ چوٹی جہاں مہمانوں کو الوداع کہا جاتا) سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہو گیا۔

جب تک اللہ کی طرف بلانے والا اللہ کی طرف دعوت دیتا رہے گا ہم پر اس کا شکر واجب ہے۔

اے اللہ کے بھیجے ہوئے ہماری طرف! آپ ایسا دین لے کر آئے جس کی تا قیامت اطاعت کی جائے گی۔ آپ آئے تو مدینہ کو آپ نے چار چاند لگا دیے۔

اے تمام نبیوں کے سردار نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔

سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ بنو بخار قبیلے کی یہ بچیاں دفیں بجا کر مذکورہ اشعار پڑھ رہی تھیں اور اپنے محبوب نبی اور جلیل القدر مہمان کو مرحبا اور خوش آمدید کہہ رہی تھیں اور ساتھ اپنا

تعارف بھی یہ شعر پڑھ کر کروا رہی تھیں۔

نحن جوار بنی النجار   یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں یا محمد (فداك ابی واُمی) آپ کے کتنے بہترین پڑوسی ہیں۔

آپ (ﷺ) نے ان کی طرف توجہ فرمائی اور پوچھا اتحبینی کیا واقعی تم مجھ سے پیار کرتی ہو قلن نعم انہوں نے کہا! بے شک ہم آپ سے محبت کرتی ہیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا وانا واللہ احبکن وانا واللہ احبکن واللہ احبکن بخدا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں، قسم بخدا میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ (سبل الہدیٰ ص ۳۹۰ ج ۳)

حفیظ جالندھری کہتے ہیں

تو بولیں ہم ہیں بچیاں نجار کے عالی گھرانے کی
خوشی ہے آمنہ کے لعل کے تشریف لانے کی
مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کوچے خدا کی حمد سے مسرور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی
رکی یکبارگی ناقہ بحکم حضرت باری
جہاں اس سمت رہتے تھے ابوایوب انصاری

نکتے کی بات

جنہوں نے محبوب خدا کو پہلی نظر سے دیکھا انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جاء البشر علینا کہ ہمارے پاس ایک بشر آ گیا ہے یا طلع القمر علینا ہمارے پاس چاند آ گیا ہے بلکہ طلع البدر علینا کیونکہ عربی میں ہلال پہلی دوسری اور ۲۸، ۲۹ تاریخ کے چاند کو، قمر مطلق چاند کو اور بدر چودھویں رات کے ماہ تمام کو کہا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس چودہویں رات کا چاند آ گیا۔ بن دیکھے اپنے جیسا کہنے والوں کی مائیں یا دیکھ کر چودہویں کا چاند قرار دینے

والوں کی

تمہارے حسن کا کونین میں جواب نہیں
غروب ہو جو کہیں یہ وہ آفتاب نہیں

پیر دے دن جہاناں دا پیر آ گیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین واستبنی یوم الاثنین و رفع الحجر الاسود یوم الاثنین وھا جر یوم الاثنین وقبض یوم الاثنین (ابن اثیر ج ۲ ص ۱۰۷)

پیر کے دن ہی حضور کی ولادت ہوئی اسی دن آپ کو تاج نبوت پہنایا گیا اسی دن آپ نے حجر اسود کو کعبہ کے کونے میں رکھا۔ اسی دن ہجرت فرمائی (مدینہ تشریف لائے) اور اسی دن ہی آپ کا وصال ہوا۔

آپ نے چودہ دن عمرو بن عوف کے قبیلہ میں قیام فرمایا اس مدت میں مسجد قبا تعمیر فرمائی جس کی اور جس کے نمازیوں کی طہارت کی تعریف قرآن میں فرمائی گئی لمسجد اسس علی التقویٰ (التوبہ) اور جس میں نماز پڑھنے پر عمرے کا ثواب ملنے کی خوشخبری سنائی گئی من توضأ واسبغ الوضوء ثم جاء مسجد قباء فصلی فیه کان له اجر عمرة اور ہمارے آقا علیہ السلام ہر ہفتے کبھی پیدل اور کبھی سوار ہو کر اس مسجد میں تشریف لاتے۔

یہاں سے مدینہ شریف جاتے ہوئے راستے میں جمعہ ادا فرمایا جہاں آج مسجد جمعہ ہے آپ نے طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جمعہ ادا فرما کر مدینہ شریف میں داخلہ ہوا تو ہر کوئی چاہتا کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائیں مگر آپ نے فرمایا خلوا سبلیها فانها مامورة میری اونٹنی کو چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم سے ہی رکے گی (اونٹنی سب کچھ جانتی ہے لیکن ہمارے پاکستانی اونٹوں کو ابھی تک پتہ نہیں چلا کہ جو آج بھی علی الاعلان کہہ رہے ہیں نبی کچھ نہیں جانتا)

میزبانی رسول علیہ السلام کی سعادت

حضور علیہ السلام اونٹنی سے اترے تو چار مرتبہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وقل

رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین پھر آپ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی اور اس وقت آپ ابوایوب انصاری کے گھر کے دروازے کے پاس تھے (یہ مدینہ شریف میں ایک نہایت ہی غریب گھر تھا جس گھر کے سارے افراد سر سجدے میں رکھ کر اللہ کے محبوب کا میزبان بننے کی دعا کر رہے تھے لیکن گھر میں تو شاید مٹی کا پیالہ بھی نہ تھا جس میں اس مہمان عالی شان کو پانی پلا سکیں مگر یقین تھا کہ

اساں سنیاں سوہنا اوہدی بانہہ پھڑدا جہدا کوئی سہارا نہ ہووے
اوہدی کشتی پار لنگھا دیندا جہدا کوئی کنارا نہ ہووے

حضور کی سواری محبت کی خوشبو سونگھتی سونگھتی اس دروازے پر آ کے رکی تو کسی نے آ کر ابوایوب کو کہا! سجدے سے سر اٹھا اور دیکھ تیرے دروازے پر کون کھڑا ہے۔

یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

ابوایوب نے سر اٹھایا اور حضور علیہ السلام کے قدموں کو بوسہ دے کر عرض کیا۔

غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
محمد نام پہ سودا سربازار ہو جائے

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

شکر الحمد کوئی آیا ہے مہماں اپنا
خون دل لخت جگر خوب ہے ساماں اپنا

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
خیال مصطفیٰ سے دل جو بہلایا نہیں کرتے

جو ہو ذوق یقیں کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے

اس کو کیا کہیں؟

جب حضور علیہ السلام کا گزر مختلف محلوں اور قبیلوں سے ہو رہا تھا اور ہر کوئی عرض کر رہا تھا یا رسول اللہ هلم الینا الی العدد والعدة والمنعة ہمارے ہاں رک جایئے۔ ہم بڑی تعداد میں ہیں جنگی ساز و سامان والے ہیں اور آپ کے دفاع کی پوری طاقت رکھتے ہیں اور حضور علیہ السلام ہر قبیلے کو یہی فرما رہے تھے خلوا سبیلها فانها مامورة میری اونٹنی خدا کے حکم سے ہی رکے گی۔ قبیلہ بنی سالم' زیاد بن لبید اور فروہ بن عمر کا قبیلہ' قبیلہ بنو ساعدہ کے دو رئیس سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو' قبیلہ بنو حارث کے سعد بن ربیع' خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ' محلہ دار بنی عدی بن نجار آپ کے ننہال کا محلہ تھا۔ ان سب کو انتہائی چاہت کے باوجود آپ اس جواب سے نوازتے گئے خلوا سبیلها فانها مامورة

سیرت حلبیہ ص ۴۵۴ ج ۱ پہ ہے کہ مختلف قبائل سے گزرتے ہوئے جب آپ قبیلہ خزرج کے سردار (رئیس المنافقین جو مدینہ کا بادشاہ بننے کے خواب دیکھ رہا تھا اور اہل مدینہ چند ہی دنوں بعد اس کی تاج پوشی کرنے والے تھے۔ اور تاج سنار کے پاس بن رہا تھا حضور علیہ السلام کی آمد پر اس کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے جب حضور اس کے مکان کے پاس سے گزرے تو اس نے غصے کی آگ میں جل کر کہا اذهب الی الذین دعوك وانزل علیهم یہاں نہ اترنا جاؤ ان کے پاس جنہوں نے آپ کو دعوت دے کر بلایا ہے۔ حضور کو اس کی یہ بات سن کر بہت تکلیف ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے مذکورہ وجہ حضور علیہ السلام کے سامنے بیان کر دی کہ یہ کیوں پیچ و تاب کھا رہا ہے۔

ابوایوب انصاری کے گھر ٹھہرنے کی وجہ

مبارک منزلے کاں خانہ راما ہے چنیں باشد
ہمایوں کشورے کاں عرصہ راشاہے چنیں باشد

ابن عساکر میں ہے کہ تبع (بادشاہ) خانہ کعبہ کی زیارت اور بیت اللہ شریف کو غلاف پہنا کر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ یثرب (مدینہ) کی طرف جا رہا تھا اس وقت وہاں کوئی آبادی بلکہ کھیتی باڑی کا نام و نشان بھی نہ تھا صرف ایک چشمہ تھا اس کے ساتھ علماء کا بھی ایک جم

Scanned with CamScanner

غفیر تھا جو اس نے اپنی حکومت کے مختلف علاقوں سے بلائے تھے اور ان کی تعداد چار سو تھی۔ جب یثرب کی سرزمین آئی تو ان علماء نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ ہمیں اس جگہ سے آخر الزمان نبی کی خوشبو آ رہی ہے اگر تو ہمیں اجازت دے تو ہم یہاں ہی رہنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے حضور علیہ السلام کے چند فضائل بھی بیان کئے اور آپ پر ایمان لانے پر انعاماتِ الٰہی کا ذکر بھی کیا چنانچہ اس نے بخوشی اجازت دے دی۔ ان کیلئے چار سو مکانات بنوائے، چار سو کنیزیں آزاد کر کے ان کے نکاح کئے۔ اخراجات وافر دیئے اور ایک خط جس کو اس نے سونے کے ساتھ سربمہر کیا ان میں سے سب سے بڑے عالم کے حوالے کیا اور نہایت تاکید کے ساتھ التماس کی کہ اگر آپ کے دور میں نبی آخرالزمان تشریف لائیں تو یہ خط خود ان کی خدمت میں پیش کر دینا ورنہ اپنی اولاد کو وصیت کر دینا بہرحال یہ خط ان کو ضرور ملنا چاہیے۔
اس خط کے چند الفاظ یہ تھے۔

اما بعد يا محمد انى امنت بك وبكتابك الذى نزله الله عليك وانا على دينك و امنت بربك و ربّ كل شى وان ادركتُ فبها و نعمت وان لم اكن ادرك فاشفع لى يوم القيامة

(اس وقت جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لائے تو تبع کو فوت ہوئے ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا اور اس کا یہ خط حضرت ابوایوب انصاری اور ان کے قبیلے کے پاس تھا جو ابولیلیٰ کے ذریعے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا جس میں اس نے لکھا) حمد و صلوٰۃ کے بعد اے محمد (ﷺ) میں آپ پر اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب (قرآن مجید) پر ایمان لایا، میں آپ کے دین پر ہوں اور آپ پر اور آپ کے رب پر ایمان رکھتا ہوں اگر میں آپ کو پا لوں تو یہ میری خوش نصیبی ہے ورنہ میرا غائبانہ سلام و ایمان قبول کر کے قیامت کے دن میری شفاعت فرما دینا۔ حضور علیہ السلام نے اس خط کی عبارت سن کر تین بار فرمایا: مرحبا بالاخ الصالح میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔ جلالین ص ۴۱۲ حاشیہ ۴ میں اس خط کے کچھ اشعار کی نشاندہی بھی فرمائی گئی۔

شهدت على احمد انه   رسول من الله بارى النسم

ولو مد عمرى الى عمره   لكنت وزير اله وابن عم
وجاهدت بالسيف اعداه   وفرجت عن صدره كل هم

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو اللہ تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔
اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضور (ﷺ) کا زمانہ پالیا تو ان کا وزیر اور چچازاد بھائی بن کر ان کا ساتھ دوں گا۔
تلوار اٹھا کر ان کے دشمنوں سے لڑوں گا اور ان کے غم کا بوجھ ہلکا کر دوں گا۔

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
لیکن تو میرا شوق اور انتظار دیکھ

بعض کتب میں تبع کے خط کے یہ الفاظ بھی ہیں

ولا تنسنى يوم القيمة فانى من امتك الاولين وبايعتك قبل مجيئك وانا على ملتك وملة ابيك ابراهيم (ونقش عليه) لله الامر من قبل و من بعد (وكتب على عنوانه) الى محمد ابن عبدالله نبى الله و رسوله و خاتم النبيين و رسول ربّ العالمين وذلك قبل تسع مائة سنة

مجھے قیامت کے دن بھلا نہ دینا، میں آپ کے پہلے امتیوں میں سے ہوں اور آپ کے آنے سے پہلے ہی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں میں آپ کے اور آپ کے باپ ابراہیم کے دین پر ہوں (اور اس خط پر یہ الفاظ نقش تھے) اللہ ہی کیلئے معاملہ ہے پہلے اور بعد (اور اس خط کے عنوان میں لکھا ہوا تھا کہ) یہ محمد بن عبداللہ اللہ کے نبی اور رسول کی طرف ہے جو خاتم النبیین اور رسول ربّ العالمین ہیں اور یہ (آپ کی پیدائش سے) نو سو سال پہلے کی بات ہے۔

معراج کی رات اور ہجرت کی رات

واقعہ ہجرت قدرے تفصیل کے ساتھ اس لئے لکھ دیا گیا ہے کہ یہ واقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

کیلئے معراج سے کم نہ تھا۔ حضور علیہ السلام کو معراج ہوئی تو یا خدا تھا یا مصطفیٰ تھا اور صدیق کی معراج غارِ ثور میں تھی جہاں یا صدیق تھا یا مصطفیٰ تھا نہیں نہیں بلکہ ان اللّٰہ معنا (خدا بھی ساتھ تھا) معراج کی رات جبریل نے حضور کو جگایا اور ہجرت کی رات حضور نے صدیق کو جگایا اور صدیق نے حضور کو کندھوں پر اٹھایا اس طرح خدا نے ابوبکر کو معراج کرایا اور خوب جی بھر کے اپنے محبوب کا جلوہ دکھایا۔

معراج کی رات جس طرح جبریل کیلئے سدرہ کی منزل تھی ہجرت کی رات غارِ ثور صدیق کی منزل تھی۔ وہ جبریل کا امتحان تھا یہ صدیق کا امتحان تھا۔ ایسے لگتا ہے اس وقت جبکہ آقا صدیق نے حضور کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا تو جبریل نے ان کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دیئے ہوں ورنہ اتنی اونچی غار کہ جہاں تک جانے کیلئے آج بھی جوان سے جوان مرد ہزار جذبے کے باوجود کم ہی ہمت کرتا ہے زیادہ تر نیچے کھڑے ہو کر ہی صدیق کی عظمت کو سلام کر لیتے ہیں یا پھر اللہ نے غار کو فرمایا ہوگا کہ اگر تو چاہتی ہے کہ تجھ میں میرا محبوب محمد نور آ جائے تو اپنی بلندیاں ختم کر کے عاجزی کر اور صدیق کے قدموں میں سمٹ جا عاجزی کرنا تیرا کام ہے اور اپنے محبوب کو لے کر تیرے اندر آ جانا صدیق اکبر کا کام ہے۔

واقعہ ہجرت اور عظمت صدیق اکبر

اور سفرِ ہجرت صدیق اکبر کیلئے اس لئے بھی فضیلت کا حامل ہے کہ جب ہجرت کی رات حضور علیہ السلام کافروں کے درمیان سے سورہ یٰسین پڑھتے ہوئے جا رہے تھے تو کوئی پردہ نہ ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام ان کو نظر نہیں آ رہے تھے اور دروازہ بند ہونے کے باوجود حضور ابوبکر کو نظر آ گئے ثابت ہوا کہ پردہ نہ ہونے کے باوجود بھی دشمن پردہ میں رہتا ہے اور پردہ ہونے کے باوجود بھی یار کیلئے کوئی پردہ نہیں۔

ایسے پردے کے قربان جاؤں گی لاکھ پردوں میں پردہ نہیں ہے

کیونکہ جو اپنے سینے کو عشق مصطفیٰ کا گنجینہ اور محبت مصطفیٰ کا مدینہ بنا لیتا ہے وہ پھر پردہ ہٹانے کا محتاج نہیں رہتا بلکہ اس کو ہواؤں اور فضاؤں کے ذریعے بھی حضور کی آمد کی اطلاع ہو جایا کرتی ہے اور کہہ اٹھتا ہے کہ

یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے ۔۔۔ آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

آپ دیکھتے نہیں کہ علی المرتضیٰ حضور علیہ السلام کے بستر پر آرام فرما ہیں' چادر تان کر سوئے ہوئے ہیں۔ ربّ العالمین جبریل و میکائیل کے سامنے علی المرتضیٰ کی اس جاں نثاری پر مباہات فرما رہا ہے اور صبح ہوئی تو کافر علی سے پوچھ رہے تھے اے علی نبی کہاں ہے؟ فرمایا پاگلو! پہرہ تم دے رہے ہو اور پوچھتے مجھ سے ہو۔

شانِ صدیق اکبر کے وجد آفرین نکات

تاریخ میں ایک ہی ایسا واقعہ ملتا ہے کہ آنسو صدیق کے تھے اور چہرہ مصطفیٰ کا تھا۔ سبحان اللہ! وہ ابوبکر صدیق جو آج بھی اپنے پیارے نبی کے ساتھ آرام فرما ہے اور جس کا مزار پہلوئے مصطفیٰ میں بنا ہوا ہے کہ اگر ابراہیم کے قدموں کی جگہ بشہادت قرآن واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی بنتی ہے تو ہمارے آقا کے قدم لگنے کی جگہ عرش معلّٰی بنتی ہے اور روضہ اقدس پر تو عرش معلّٰی بھی قربان ہو جاتا ہے جب خدا کی رحمتیں اترتی ہیں تو رحمت للعالمین کی رحمت کا صدقہ ان کے چھینٹے صدیق پر بھی پڑتے ہیں اور اگر امام الانبیاء کا پتہ گنبد خضریٰ ہے تو ابوبکر کا ایڈریس بھی وہی گنبد خضریٰ ہے۔

گنبد خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے
دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں

میرے آقا نے فرمایا جو کچھ میرے سینے میں تھا میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے جب سے ہوش سنبھالا حضور علیہ السلام کو روزانہ اپنے گھر میں دو مرتبہ چل کر آتے ہوئے دیکھا۔ جو مردوں میں سب سے زیادہ حضور علیہ السلام کو پیارے۔ جس صدیق نے کلمہ پڑھا تو کلمہ والے آقا کو دیکھ کر پڑھا جس نے محبت کی تو خدا کے محبوب سے جس کو صداقت کا تمغہ کسی دنیا کے بادشاہ نے نہیں بلکہ محبوب خدا نے دیا ہے' جس نے اپنی بیٹی کسی دنیا کے بادشاہ کو نہیں آمنہ کے دریتیم کو دی۔ قیامت کے دن جبکہ نمازوں والے جنت کے دروازے باب الصلوٰۃ سے بلائیں جائیں گے۔ روزے دار باب الریان سے اس طرح ہر نیکی کرنے والا کسی نہ کسی (مگر ایک) دروازے سے جنت میں بلایا جائے گا مگر

ابوبکر صدیق وہ ہے کہ جس کو جنت کے ہر دروازے سے جنت کی طرف بلایا جائے گا۔

(نعم وار جوا ان تکون منھم بخاری ص ۲۵۵)

☆ جس کی دولت پر حضور کا حکم چلتا رہا اور جس کی تلوار حضور علیہ السلام کے حکم سے حضور علیہ السلام کے دشمنوں پر چلتی رہی جس نے رسول کی بارگاہ میں عرض کیا۔ میری گود ہو آپ کا سر ہو، میری بیٹی ہو آپ کا گھر ہو، میرے کندھے ہوں آپ کا قدم ہو اس سے بڑھ کر بھلا صدیق پر کیا کرم ہو۔

جس کو نبی نے فرمایا جب کافر میری جان کے دشمن تھے، خون کے پیاسے تھے تو صدیق نے میرا ساتھ دیا جب سب نے مجھے چھوڑ دیا تو صدیق میرے ساتھ تھا، مجھے سواری کی ضرورت ہوئی تو صدیق نے اپنے کندھے پیش کر دیئے تو پھر سن لے اے صدیق! هل جزاء الاحسان الا الاحسان اگر تو نے وفاداری کی ہے ہم بھی بے وفائی کرنے والے نہیں۔

انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض اے صدیق تو اگر غار میں میرے ساتھ رہا ہے تو میں حوض کوثر پر بھی تجھے نہیں بھولوں گا بلکہ اپنے ساتھ ہی رکھوں گا اور تیری قبر بھی میرے حجرے میں بنے گی جس طرح ثور کی غار میں حضور اس وقت تک نہ گئے جب تک صدیق نہ گئے اسی طرح دل کے غار میں بھی اس وقت تک آقا کی محبت کی جلوہ گری نہیں ہوتی جب تک کہ صدیق اکبر کی محبت کا ڈیرہ نہیں ہوگا جس سینے میں صدیق کی محبت نہ ہو ایسا سینہ اگر اپنے ہاتھوں تھپڑ، ور چھریاں نہ کھائے تو اور کیا کھائے۔ صدیق کی محبت دل میں بساؤ پھر اگر مار پڑ گئی تو مجھے مار دینا ورنہ

بغض جس سینے میں ہے صدیق کا فاروق کا
ہے مناسب پیٹنے کے رات دن پٹتا رہے

اس صدیق کے بارے بڑی بے حیائی کے ساتھ یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ السلام کے دور میں تو ٹھیک تھے بعد میں ایسے ہو گئے ویسے ہو گئے جبکہ اللہ تعالیٰ علم مافی قلوبھم کے ساتھ لقد رضی اللہ عن المؤمنین فرما رہا ہے کہ میں ان کے دلوں کی کیفیت جان کر ان سے راضی ہوا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

وہ صدیق کہ اپنے محبوب کے وصال کے بعد بیمار رہنے لگا جب حکیم کو بلایا گیا تو اس نے کہا اس کو کوئی اور بیماری نہیں ہے سوائے فراق محبوب کے، محبوب کا ملنا ہی اس کا علاج ہے اور صدیق نے فرمایا میں علاج کرنا بھی نہیں چاہتا۔

خیال یار میں ہوں میں مجھے آزاد رہنے دو
یہ حکمت اپنی گھر رکھیے، مجھے بیمار رہنے دو

اس دوران خواب آیا کہ حضور علیہ السلام کے جسم پر دو سفید چادریں ہیں جو اچانک سبز ہو گئیں۔ نبی نے صدیق سے مصافحہ فرمایا سینے سے لگایا اور فرمایا کب ملو گے۔ بس اس جملہ کا سننا تھا کہ صدیق زاروقطار رونے لگے تو حضور نے تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں جلد ہی ملو گے۔ صدیق نے علی المرتضیٰ کو وصیت کی کہ جس ہاتھوں سے حضور کو غسل دیا تھا انہی سے مجھے بھی غسل دینا۔ پھر میرا جنازہ در رسول پر لے جانا، اجازت ملے تو روضہ انور میں ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا پھر اجازت ایسی ملی کہ آج تک دھوم مچی ہوئی ہے۔ حضور نے اپنے آپ کو خدا کا حبیب کہا تو صدیق کو اپنا حبیب قرار دیا ادخلوا الحبیب الی حبیب علی فرماتے ہیں کہ جب میں نے صدیق کو قبر میں اتارا تو دیکھا کہ حضور انور اپنی قبر میں اللہ سے دعا کر رہے تھے اے اللہ! میرے صدیق کی سفید ریش کا صدقہ میری امت کے بوڑھوں کو بخش دے۔

ارے ستر گز نہیں ستر میل بھی کہو تو ہم نوائے رسول کی عظمت ماننے کو تیار ہیں کہ اگر ان کے روضہ پاک کے ارد گرد ستر میل تک بھی قبر کی جگہ مل جائے تو انسان بخشا جائے لیکن مدینہ کی طرف بھی تو دیکھو کہ

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں پر خاک جہاں کا خمیر تھا

ذرا غور تو کرو ہم تو مسجد میں تب جاتے ہیں جب حی علی الصلوٰۃ کی آواز آتی ہے اور صدیق کا گھر تو وہ ہے کہ جہاں محبوب خدا روزانہ دو مرتبہ جاتے بھی ہیں، صدیق کی خوابوں میں آتے بھی ہیں اور اس کو اپنے روضے میں بلاتے بھی ہیں۔ خدا نے اپنے محبوب کو ثانی اثنین فرما

کر ثانی فی الغار بنایا اور مصطفیٰ نے اپنے محبوب صدیق کو ثانی فی الخلافت بنایا' ثانی فی الامامت بنایا ثانی فی القبر بنایا ثانی فی الحشر بنایا۔ فرمایا اے صدیق تو نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا کے مجھے میرے دشمنوں سے تجھے بچایا میں اپنے روضے میں تیری قبر بنوا کر قیامت تک کیلئے تجھے تیرے دشمنوں سے بچاؤں گا جس طرح کل غار میں صدق بھی تھا صدیق بھی تھا نبوت بھی تھی نبی بھی تھا مگر کافر نہ جھکے اور ان کو کچھ نظر نہ آیا' جھک جاتے تو نبی بھی نظر آتا اور صدیق بھی دکھائی دیتا اس طرح آج مزار میں نبی بھی ہے صدیق بھی ہے جو عظمت صدیق کو سلام کرے گا اس کا درود و سلام نبوت کی بارگاہ میں قبول ہے اور حاضری مقبول ہے۔ جس طرح کل غار پر آسمان کی بلندی جھکتی نظر آتی تھی آج مزار پر عرش معلیٰ سلامی دیتا دکھائی دیتا ہے کیونکہ عرش کو یاد ہے کہ جب یہ محبوب معراج پر گیا تھا اور ایک مقام پر کچھ وحشت محسوس ہوئی تھی تو خدا نے اپنے نبی پر درود و سلام جو بھیجا تو مصطفیٰ کے کانوں میں صدیق اکبر کی آواز میں درود و سلام کی آواز گونجی تھی۔

☆ کوئی صاحب بصیرت ہے کوئی صاحب قوت ہے کوئی صاحب علم ہے اور ابوبکر صدیق ان ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ بشہادۃ قرآن (اذیقول لصاحبه) صاحب رسول بھی ہے۔

☆ نعلین شریفین نے حضور علیہ السلام کے خالی قدموں کی حفاظت کی تو عرش معلیٰ سے اوپر پہنچ گئیں اور ابوبکر نے پورے وجود مصطفیٰ کی حفاظت کی تو خدا نے رشک عرش معلیٰ روضہ رسول میں پہنچا دیا۔

☆ تاریخ امامت پر نظر دوڑائیں کسی کو انتظامیہ امام بناتی ہے کسی کو پیروکار امام بناتے ہیں' کسی کو حکومت امامت کا عہدہ سونپتی ہے لیکن مصطفیٰ نے صدیق کو امام بنایا تو ساتھ یہ بھی فرمایا: قدمه الله صدیق کو خود اللہ نے آگے کیا ہے۔

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے کوئی اور گھٹاتا کیا جانے

☆ آقا علیہ السلام کو تو کسی کا بازار میں بھی ابوبکر صدیق کے آگے چلنا پسند نہیں ہے۔ ایک مرتبہ ابو درداء رضی اللہ عنہ بے خیالی میں حضرت ابوبکر سے بازار میں آگے جا رہے تھے تو حضور نے فرمایا

اے ابو درداء تو اس کے آگے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے کہیں بہتر ہے۔ مطلب یہ تھا کہ بازار میں بھی چلو تو دیکھ لیا کرو کہ پیچھے ابوبکر تو نہیں آ رہا کیونکہ قدمه الله اس کو تو اللہ نے آگے کیا ہے۔

قرآن فرماتا ہے: ان اللہ معنا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور اللہ کن کن کے ساتھ ہوتا ہے؟ صابرین کے ساتھ ان اللہ مع الصابرین معلوم ہوا کہ صدیق صابروں کے سردار ہیں۔ اللہ متقین کے ساتھ ہے واللہ مع المتقین ثابت ہوا کہ ابوبکر حضور کی امت کے پرہیزگاروں کے پیشوا ہیں۔ اللہ سچوں کے ساتھ ہے وکونوا مع الصدقین تم بھی سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اور ابوبکر صدیق اکبر ہیں سچوں کے رہنما و پیشوا ہیں تقویٰ' صداقت اور صبر و استقامت کی خیرات اگر ملے گی تو در صدیق سے ملے گی۔

واقعہ برائے سبق

انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی بنیاد پر جب برطانوی دور حکومت میں ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس کی حکومت قائم ہوئی تو کانگریس کے رہنما مہاتما گاندھی نے اپنے کانگریسی وزیروں کو اپنے اخبار ہریجن میں ایک ہدایت نامہ شائع کروایا جو ہریجن کے علاوہ دوسرے اخبارات میں بھی چھپا۔ ہدایت نامہ یہ تھا کہ کامیاب حکومت کرنی ہے تو ابوبکر و عمر کے طرز حکومت کو اپناؤ اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے تاریخ میں ابوبکر و عمر جیسی کامیاب حکومت کی مثال نہیں ملتی۔ الفضل ما شهدت به الاعداء

(حاشیہ انقلاب ایران' منظور احمد نعمانی)

حضرت ابوبکر صدیق کے چند اقوال کا منظوم ترجمہ

(بزبان پنجابی)

بندیا! تیرے لئی مناسب اس دن اتے رو
نیکی کیتے بنیاں ای تیتھوں گزر گیا ای جو
بریاں دے وچہ بیٹھن نالوں چنگی اے تنہائی
ایہدے کولوں وی چنگی اے نیکاں دی اشنائی

جھڑا علم توں وانجا ہووے اوہ بیمار انسان
جس دا علم اے عملوں خالی اوہ بیکار انسان
ہر نیکی دے اجر دا ہووے وکھو وکھ حساب
اندازہ وی ہو ئیں سکدا صبر دا ایڈ ثواب
میرے دفن لئی تے میرے تن دے کپڑے چنگے نیں
نویاں دا حق اونہاں دا اے جو زندہ پر ننگے نیں

(محسن رفیع جواز)

آپ کا ایک مشہور قول ہے عرفت محمد ابربی و عرفت ربی بمحمد کہ میں نے محمد ﷺ کو ربّ کے ذریعے سے پہچانا اور ربّ العالمین کو محمد ﷺ کے ذریعے سے پہچانا۔

حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد وامجاد

آپ کی چار بیویاں، تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔

بیویوں کے نام: قتیلہ، ام رومان، اسماء بنت عمیس، ام حبیبہ خارجہ بنت زید

بیٹوں کے نام: عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد

بیٹیوں کے نام: عائشہ رضی اللہ عنہا، اسماء رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا (تاریخ الخلفاء)

حالات ازواج واولاد امجاد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ سب سے بڑے تھے ان کی والدہ قتیلہ عامر بن لوئی۔ یں یہ اسلام نہ لائیں۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر طائف اور حنین میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ حاضر ہوتے رہے۔ طائف میں ابومحجن ثقفی نے گہرا تیر مارا پس وہ زخم خلافت ابوبکر میں صحیح ہو گیا تھا بعد میں شوال ۱۱ھ میں انتقال فرما گئے بعد نماز ظہر جنازہ حضرت ابوبکر نے خود پڑھایا اور بھائی اور اصحاب نے لحد میں اتارا۔

حضرت عبدالرحمٰن: ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی، ان کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا تھیں جو حرث کی بیٹی اور بنی فراس بن غنم سے تھیں مشرف بہ اسلام ہوئیں حضرت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ بدر اور احد میں مشرکوں کے ساتھ آئے اور حدیبیہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام

ہوئے جس وقت یہ مشرف بہ اسلام نہ تھے اس وقت انہوں نے اپنا نام عبدالکعبہ رکھا ہوا تھا، سیدنا ابوبکر نے عبدالرحمٰن نام رکھا تھا۔ بعد اسلام یمامہ میں بھی حاضر ہوئے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ اس کے علاوہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقعہ جمل میں بھی ان کے ساتھ تھے۔ کل ۶۵ سال کی عمر پائی اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔

حضرت محمد: کنیت ابوالقاسم تھی۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور یہ پہلی ہجرت والیوں میں سے تھیں مشرف بہ اسلام ہوئیں یہ پہلے جعفر بن ابوطالب کے نکاح میں تھیں اور جعفر کے ساتھ حبشہ میں ہجرت کی۔ جعفر جب ارض شام میں وفات پا گئے تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت محمد بن ابوبکر جمل اور حنین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو مصر کا گورنر بھی بنایا تھا بعد میں معزول کر دیئے گئے اور انہوں نے مصر میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

بیٹیوں کے حالات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمٰن کی سگی بہن تھیں۔ ان کا نکاح حضور علیہ السلام سے ہوا اور آپ کو زوجۃ النبی اور اُم المومنین رضی اللہ عنہا کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت اسماء حضرت عبداللہ کی بڑی بہن تھیں اور ان کا نکاح حضرت زبیر بن عوام سے ہوا۔ حضرت عبداللہ انہی کے لخت جگر تھے جن کو نواسہ صدیق ہونے کا شرف حاصل ہوا اور پیچھے آپ ان کی اور نواسہ رسول کی شہادت میں توافق پڑھ چکے ہیں۔ حجاج بن یوسف نے ان کو شہید کیا اور کئی دن لاش سولی پر لٹکتی رہی۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی والدہ ام حبیبہ خارجہ بنت زید تھیں جو اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ حضرت ابوبکر نے اپنی وفات سے پہلے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرما دیا تھا کہ میرے ہاں بچی پیدا ہو گی اس کو بھی میری میراث سے حصہ دینا۔ ان کا نکاح حضرت طلحہ بن زبیر سے ہوا۔ (نورالابصار)

آں کیست کہ در زیست رفیق سرور
دمساز اوہم کہ بود در محشر

آمد درگوش من ندائے جبریل
صدیق اکبر ، صدیق اکبر

جاہے داد آفرید گار عالم
ازچار وزیر با رسول اکرم
جبریل و میکال بہ عرش و بہ زمین
صدیق اکبرؓ فاروق اعظم

دہ جنتان خاص زاصحاب کبار
بوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ حیدر بشمار
عبدالرحمٰن و بو عبیدہ و طلحہ
ہم سعد و سعید چوں زبیرا زاخیار

(حافظ محمد افضل فقیر)

اقوال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

☆......سو درہم میں سے اڑھائی درہم بخیلوں اور دنیاداروں کی زکوٰۃ ہے اور صدیقوں کی زکوٰۃ تمام مال کا صدقہ کر دینا ہے۔

☆......صدقہ فقیر کے سامنے عاجزی سے باادب پیش کر' کیونکہ خوشدلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔

☆......نہیں حاصل ہوتی دولت' ساتھ آرزو کے' نہیں حاصل ہوتی جوانی ساتھ خضاب کے' نہیں حاصل ہوتی صحت ساتھ دواؤں کے۔

☆......عبادت ایک پیشہ ہے' دکان اس کی خلوت ہے' راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔

☆......عدل وانصاف ہر ایک سے خوب ہے یعنی خوب تر ہے۔

☆......گناہ سے توبہ کرنا واجب ہے مگر گناہ سے بچنا واجب تر ہے۔

☆......مصیبت میں صبر کرنا سخت ہے مگر صبر کے ثواب کو ضائع نہ ہونے دینا سخت تر ہے۔

☆......زمانہ کی گردش اگرچہ عجیب امر ہے لیکن اس سے غفلت عجیب تر ہے۔

☆......جو امر پیش آتا ہے وہ نزدیک ہے لیکن موت اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

☆......شرم مردوں سے خوب ہے مگر عورتوں سے خوب تر ہے۔

☆......توبہ بوڑھے سے خوب اور جوان سے خوب تر ہے۔

☆......بخشش کرنا امیر سے خوب ہے لیکن محتاج سے خوب تر ہے۔

☆......گناہ جوان کا بھی اگرچہ بد ہے لیکن بوڑھے کا بدتر ہے۔

☆......مشغول ہونا ساتھ دنیا کے جاہل کا بد ہے لیکن عالم کا بدتر ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سستی عام لوگوں سے بد ہے لیکن عالموں اور طالبعلموں سے بدتر ہے۔

☆......تکبر کرنا امیروں کا بد ہے لیکن محتاجوں کا بدتر ہے۔

☆......تواضع غریبوں سے خوب ہے لیکن امیروں سے خوب تر ہے۔

☆......پورا کرتا ہے نماز کو سجدہ سہو' پورا کرتا ہے روزہ کو صدقہ فطر' پورا کرتا ہے حج کو فدیہ اور پورا کرتا ہے ایمان کو جہاد۔

☆......جسے رونے کی طاقت نہ ہو' وہ رونے والوں پر رحم ہی کیا کرے۔

☆......زبان کو شکوہ سے روک' خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔

☆......اس دن پر رو' جو تیری عمر کا گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

☆......ہرگز کوئی شخص موت کی تمنا نہیں کرے گا۔ سوائے اس کے جس کو اپنے عمل پر وثوق ہوگا۔

☆......مسئول پر سائل کا حق واجب ہے اور عمدہ جواب حسن اخلاق ہے۔

☆......ہر چیز کے ثواب کا ایک اندازہ ہے' سوائے ثواب صبر کے کہ وہ بے انداز ہے۔

☆......شکرگزار مومن عافیت سے قریب تر ہے۔

☆......جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے۔

☆......خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی بقدر جہالت

☆......خلقت سے تکلیف دور کر کے خود اٹھالینا حقیقی سخاوت ہے۔

☆......اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے دنیا کو آخرت کیلئے اور آخرت کو اللہ تعالیٰ کیلئے چھوڑ دے۔

☆......تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھے اپنے سے نکالنے میں سرگرم ہے۔

☆......جس کا سرمایہ دنیا ہے' اس کے دین کا نقصان زبانیں بیان کرنے سے عاجز ہیں۔

☆......علم کے سبب کسی نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا' بخلاف مال کے

☆......آپ جب کسی کی ماتم پرسی کیلئے جاتے تو فرماتے ''صبر میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے

میں کچھ فائدہ نہیں۔ رسول خدا ﷺ کی وفات کو یاد کرو تو تم کو اپنی مصیبت بہت کم معلوم ہوگی۔

☆......عورتوں کو سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی نے ہلاک کر رکھا ہے۔

☆......جو شخص ابتدائے اسلام میں مر گیا وہ بہت خوش نصیب تھا۔

☆......کاش میں کسی مومن کے سینے کا ایک بال ہی ہوتا۔

☆......لوگو! خدا تعالیٰ سے شرم کرو۔ واللہ' میں جب کبھی میدان میں قضائے حاجت کیلئے جاتا ہوں تو خدا تعالیٰ سے شرما کر سر نیچے کر لیتا ہوں۔ لہٰذا اپنے اعمال و افعال میں خدا تعالیٰ کو ہر وقت موجود سمجھ کر ڈرتے اور شرم کرتے رہو۔

☆......گفتگو میں اختصار سے کام لو' کلام اتنا ہی مفید ہوتا ہے جتنا آسانی سے سنا جا سکے۔ طول کلامی گفتگو کا کچھ حصہ ذہنوں سے ضائع کر دیتی ہے۔

☆......خالد رضی اللہ عنہ بن ولید سپہ سالار اعظم کو ہدایت فرماتے ہوئے فرمایا' جاہ و عزت سے بھاگو تو عزت تمہارے پیچھے پھرے گی اور موت پر دلیر رہو تا کہ تمہیں ابدی زندگی بخشی جائے۔

☆......علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار' فرعون و قارون وغیرہ کی۔

☆......دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم ہے۔ علم بھی مردہ ہے اور اس کی زندگی طلب کرنے سے ہے۔

☆......صبح خیزی میں مرغان سحر کا سبقت لے جانا تیرے لیے باعث ندامت ہے۔

☆......وہ علما حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جاتے ہیں اور وہ امراء حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں۔

☆......نوک زبان کو بار بار پکڑتے اور فرماتے کہ اس نے مجھے بہت جگہ پھنسایا ہے۔

☆......بندے کے اندر جب کسی زینت دنیا سے عجب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دشمن رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زینت سے جدا ہو جائے۔

☆......اونٹنی کی مہار گر جاتی تو خود اتر کر اٹھاتے۔ دوسرے کو کہنا داخل سوال فرماتے تھے۔

☆......کاش میں درخت ہوتا کہ اس کو کاٹ کر کھا لیتے۔ یہ اس لیے تھا کہ آپ پر خوف و حزن

Scanned with CamScanner

بغایت درجہ غالب تھا۔

☆......میری نصیحت قبول کرنے والا دل موت سے زیادہ کسی کو محبوب نہ رکھے۔

☆......وہ لوگ بہتر نہیں ہیں جو دنیا کو آخرت کیلئے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بہتر وہ ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کو لیتے ہیں۔

☆......مافات کا تدارک ما آت سے کرو اور پرانے گناہوں کو نئی نیکیوں سے مٹاؤ۔

☆......جو اللہ تعالیٰ کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

☆......مومن کو اتنا علم کافی ہے کہ اللہ عزوجل سے ڈرتا رہے۔

☆......بُعد سفر اور قلت زاد راہ سے ڈرتا رہ۔

☆......مصیبت کی جڑ کی بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔

☆......مومن کے خوف و رجا کو اگر وزن کریں تو دونوں برابر ہوں گے۔

☆......شریف جب علم پڑھتا ہے تو متواضع ہو جاتا ہے اور وضیع (کمینہ) جب پڑھتا ہے متکبر ہو جاتا ہے۔ آپ کے مختصر الفاظ بطور ورد ''وھوالقادر اللہ'' تھے۔

☆......بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے اور تنہائی سے صلحا کی صحبت بدرجہا بہتر ہے۔

☆......طالب دین عمل میں زیادتی کرتا ہے اور طالب دنیا علم میں۔

☆......حضرت جنید ؒ فرماتے ہیں کہ توحید میں سب سے بزرگ کلام جناب حضرت صدیق ؓ کا ہے اور وہ یہ ہے (ترجمہ) ''وہ ذات پاک ہے جس نے اپنی مخلوق کیلئے سوائے عجز کے کوئی راستہ نہیں بنایا''۔

☆......اگر کوئی نیکی کسی وجہ سے رہ جائے تو اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اگر اسے پالو تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

☆......جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جانے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔

☆......علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری اور بسیار دانی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت اور ابلہی پیدا کرتی ہے۔

☆......عمل بغیر علم کے سقیم و بیمار اور علم بغیر عمل کے عقیم و بے کار ہے۔

☆......آنکھ کا کاسہ دل کا دروازہ ہے کہ قلب کی تمام آفتیں اسی راستہ سے آتی ہیں اور شہوات و لذات پیدا ہوتی ہیں۔ آنکھ بند کر لے تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائے گا۔

☆......بذل نوال قبل سوال کے بجالا۔ اگر سائل کے سوال کرنے پر تو نے دیا تو جتنا تو نے دیا اس سے دگنی آبرو اس کی تو نے لے لی۔

☆......انسان ضعیف ہے۔ تعجب ہے کہ وہ کیوں کر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆......موت سے محبت کرو تو زندگی عطا کی جائے گی۔

☆......بدبخت ہے وہ شخص جو خود تو مر جائے اور اس کا گناہ نہ مرے یعنی کوئی بری بات جاری کر جائے مثلاً کوئی کھوٹا سکہ بنانا' برا کھیل جاری کرنا' بری کتاب کی اشاعت کرنا وغیرہ۔

متفرقات

آپ کی اولیات

(۱) سب سے اول اسلام قبول کیا (۲) سب سے اول قرآن مجید کو یکجا جمع کر کے اس کا نام مصحف رکھا (۳) کفار کے ساتھ سب سے پہلے آپ نے جہاد کیا (۴) سب سے پہلے خلیفہ بنے (۵) آپ کو اپنے باپ کی حیات میں خلافت ملی (۶) سب سے پہلے آپ نے اپنا جانشین مقرر فرمایا (۷) سب سے پہلے آپ ہی نے اسلام میں اجتہاد کیا (۸) سب سے پہلے آپ ہی نے مسجد بنوائی (۹) سب سے پہلے آپ ہی کو ''لقب صدیق'' عطا ہوا۔

آپ کا تقویٰ

حالت کفر میں بھی آپ نہایت سخی تھے جس قدر آمدنی ہوتی غربا و مساکین کو کھلا دیتے۔ بعد از قبول اسلام کسی نے پوچھا اے ابوبکر ؓ! کیا تم نے جاہلیت میں شراب پی تھی؟ آپ نے فرمایا' میں ہمیشہ اپنی عزت اور انسانیت کی حفاظت کرتا تھا' جس نے شراب پی' اس نے اپنی عزت و انسانیت کو ضائع کر دیا۔ شراب نوشی' قمار بازی' زنا اور بت پرستی قبل از اسلام عرب میں

اس قدر عام تھی کہ اس سے بچے رہنا محالات یا ناممکنات سے تھا لیکن آپ نے زمانہ کفر میں بھی ان تمام برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا۔ ایک روز سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں مہاجرین و انصار کا اجتماع تھا۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔ یا حضرت ﷺ! بخدا میں نے جاہلیت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا بلکہ موقع پا کر ان کو توڑ دیتا تھا۔

سابق الایمان ہونا

اس کے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں۔ بعض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بعض سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بعض سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سابق الایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ سب احادیث اپنے اپنے موقع پر بالکل صحیح ہیں اس لیے کہ بالغ اور آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بالغ و آزاد عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور نابالغ اور آزاد لڑکوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے اور تینوں اپنی اپنی جگہ ''سابق الایمان'' ہیں۔

پہلا خطبہ

تمام مسلمانوں کے اتفاق آرا سے جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو پہلے خطبے میں آپ نے فرمایا۔

آپ حضرات نے اتفاق کر کے مجھے خلیفہ اور امیر مقرر کیا ہے حالانکہ میں اپنے اندر اس قدر قابلیت نہیں رکھتا۔ یاد رکھو کہ میں انسان ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میں احتیاط کروں اور محال نہیں ہے اگر برائی کروں لہٰذا تم میرے اچھے کاموں میں مدد و معاون بنو اور برے کاموں سے مجھے روک دو۔ مجھے سرزنش کرو۔ بلاشبہ صدق امانت اور کذب خیانت ہے۔ خدا تعالیٰ مجھے صدیق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ تم میں سے جو ضعیف ہے وہ میری نظروں میں قوی ہے یہاں تک کہ میں اس کی حق رسی کروں اور جو قوی ہے وہ میری نظروں میں ضعیف ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے حق لے لوں۔ مسلمانو! جو قوم جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کر دیتی ہے وہ ذلت و خسران کے تنگ و تاریک غاروں میں گر جاتی ہے اور جو قوم بدکاری میں مبتلا ہوتی ہے۔ خدائے قدوس اس پر نزول مصائب کرتا ہے۔ اے مسلمانو! یاد رکھو کہ جب تک میں خدا اور اس کے رسول ﷺ کی

پیروی کرتا رہوں اس وقت تک تم میری متابعت و فرمانبرداری کرو اور جب راہ مستقیم سے میرے قدم ادھر ادھر دیکھو تو میری اطاعت نہ کرو کیونکہ گمراہ کی پیروی گمراہی ہے۔

دینی غیرت

ایک دفعہ مرتدین کی جانب سے ایک وفد آیا جو ان کے چند سربرآمدہ لوگوں پر مشتمل تھا۔ انہوں نے اپنی جماعت کی طرف سے یہ کلمات نہایت ہی بے خوف اور نڈر ہو کر کہے کہ ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اگر تم چاہتے ہو کہ ہم مسلمان رہیں تو نماز میں تخفیف کر دو اور زکوٰۃ معاف کر دو''۔ آپ نے یہ کلمات سنے تو غصہ سے سرخ ہو گئے اور فرمایا ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نہ نماز میں رتی بھر تخفیف ہو سکتی ہے اور نہ صاحب نصاب پر زکوٰۃ ایک دقیقہ کے لئے معاف ہو سکتی ہے۔ اے موذیو! تم نے اسلام کو کھیل سمجھ رکھا ہے۔ یاد رکھو کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسی جیسی حقیر چیز کیلئے بھی تم سے لڑے گا اور تمہیں کیفر کردار تک پہنچائے گا۔ خواہ ایک شخص بھی میری مدد پر نہ ہو۔ جب تک میرے جسم میں جان اور ہاتھ میں تلوار ہے۔ میں مفسدوں سے برابر جہاد کرتا رہوں گا''۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں فتنہ ارتداد کا قلع قمع کر دیا۔

خدمتِ خلق

آپ کے منصب خلافت پر فائز ہونے کا جب اعلان ہوا تو ایک لڑکی نے کہا ''افسوس اب ہماری بکریاں کون دوہے گا؟'' آپ نے فرمایا ''خدا تعالیٰ کی قسم! خلافت مجھے خدمت خلق سے کبھی باز نہ رکھ سکے گی''۔ مثلاً ایک ضعیف اور نابینا عورت کے جھونپڑے میں جا کر ہر روز اس کی ضروریات پوری کرتے وغیرہ۔

عیسائی یہودی طریقے نہ اپناؤ

قاعدہ تھا کہ لڑائیوں میں امیر لشکر کا سر کاٹ کر دربار میں بھیجا جاتا تھا۔ ایک دفعہ آپ کی خدمت میں بھی کسی شامی سردار کا سر آیا تو آپ نے فرمایا کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ ہونا چاہیے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کفار بھی تو ہمارے سروں کو کاٹ کر اپنے بادشاہ کے حضور میں پیش کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہمیں خدا تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے روم و فارس کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

ذمہ داری کا بوجھ

ایک چڑیا درخت پر بیٹھی چہچہا رہی تھی۔آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا ''تو بڑی خوش قسمت ہے جو بغیر روک ٹوک کے اڑتی پھرتی ہے۔درختوں کے سائے میں بیٹھتی ہے اور زمزمہ سرائی کرتی ہے۔کاش ابوبکر ؓ تیرے ہی جیسا ہوتا اور اس پر اتنی ذمہ داریاں نہ ہوتیں''۔

حلیہ مبارک

آپ کا بدن چھریرا اور رنگ نہایت ہی گورا تھا۔رخسارے بیٹھے ہوئے تھے۔جبین مبارک پر عموماً خوف ہی سے پسینہ رہا کرتا تھا۔حنا یا کسم سے خضاب کیا کرتے تھے۔تہ بند باندھا کرتے تھے جو نیچے کی جانب کھسکا رہتا تھا۔خوف خدا اور حقوق العباد کے افکار و خدشات آپ کے دل و دماغ پر اثر انداز رہتے تھے۔اس وجہ سے آنکھیں اندر کی جانب دھنسی ہوتی تھیں۔تمام صحابہ کرام ؓ سے آپ زیادہ فصیح البیان تھے۔

☆...... بوقت وفات حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا ''خلیفہ بننے کے بعد میں نے زیادہ قناعت کی زندگی بسر کی ہے۔رعایا کے مال میں سے میرے پاس ایک حبشی غلام ایک اونٹ اور اس پرانی چادر کے سوا اور کچھ نہیں۔میری وفات کے بعد یہ تمام اشیاء حضرت عمر ؓ کو دے کر بری ہو جانا''۔

ایک حدیث کا مطلب

ایک شخص نے آپ کے حضور میں شکایت کی کہ میرا باپ مجھ سے کل مال لے کر مجھے محتاج کرنا چاہتا ہے۔آپ نے اس کے باپ کو بلا کر کہا کہ تجھ کو جس قدر مال کی ضرورت ہو لے لے اور باقی اس کو دے دے۔اس نے عرض کی کہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق بیٹا اور اس کا مال باپ کا ہے۔آپ نے جواباً فرمایا ''ٹھیک ہے لیکن ارشاد پاک کا معنی نفقہ جانبین کے ہیں''۔

قناعت پسندی

اپنے عہد خلافت میں آپ صرف اسی قدر وظیفہ ماہوار بیت المال سے لیا کرتے تھے جس سے کہ بمشکل تمام آپ کی گزران ہو سکے۔ایک مہینہ میں آپ کی اہل خانہ نے کسی

ضرورت نسوانی کیلئے ماہوار وظیفہ میں نہایت کفایت شعاری کر کے چند پیسے بچا لیے اور ان کے خرچ کرنے کی آپ سے اجازت طلب کی۔آپ نے وہ پیسے بیت المال میں جمع فرما دیئے اور آئندہ ہمیشہ کیلئے ماہوار وظیفہ میں اتنے ہی پیسے کم کر دیئے باین خیال کہ اتنے کم خرچ میں بھی گزارہ ہو سکتا ہے۔

عاجزی وانکساری

اگر کوئی شخص آپ کو دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جاتا تو فرماتے ''خدایا تو اس کے حسن ظن سے مجھے بہتر ثابت کر اور مجھے خدمت خلق کی توفیق عطا فرما اور میرے گناہوں کو بخش دے''۔

آپ کی وصیتیں

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ نے شدت سرما میں غسل کیا۔ہوا نہایت ٹھنڈی تھی۔بایں سبب مبتلائے بخار ہو گئے۔پندرہ روز تک نماز کیلئے مسجد میں تشریف نہ لا سکے۔

جب آپ پر عالم نزاع طاری ہوا تو حضرت عائشہ ؓ کو بلایا اور فرمایا:

۱۔ ''میری نور نظر عائشہ ؓ! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جس وقت میں انتقال کر جاؤں تو میری دو استعمال کردہ چادریں دھو ڈالنا اور انہیں سے مجھے کفن دینا کیونکہ اگر مجھے پرتکلف کپڑوں کا کفن دیا تو میرا رتبہ کچھ بڑھ نہ جائے گا اور اگر ردی کپڑوں میں مجھے کفنایا گیا تو میرا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ کم نہ ہو جائے گا''۔

۲۔ مجھے میری زوجہ اسماء بنت قیس غسل دیں۔میرا لڑکا عبدالرحمٰن پانی ڈالے اور غسل میں خاص احتیاط سے کام لیا جائے۔

۳۔ جب مجھے کفنا چکیں اور نماز جنازہ پڑھا چکیں تو مجھے آنحضرت ﷺ کے برابر دفن کر دیں۔

تاریخ وفات: ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ مابین مغرب وعشاء۔عمر ۶۳ سال۔مدت خلافت دو سال چار ماہ۔ ؓ

آپ کی وفات پر حضرت علی کا طویل خطبہ

آپ کی وفات پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں کو تلقین صبر کے سلسلے میں ایک طویل

و بلیغ خطبہ آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''آپ کا ایمان خالص اور یقین سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا۔ اللہ تعالیٰ سے آپ سب سے زیادہ ڈرا کرتے تھے اور آپ نے سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دین کو نفع پہنچایا۔ خدمت نبوی میں سب سے زیادہ حاضر رہنے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لیے شفیق اور بابرکت، رفاقت میں سب سے زیادہ بہتر، فضائل میں سب سے آگے، درجہ میں بلند، سیرت ہیئت، مہربانی اور فضل میں رسول اللہ کے سب سے زیادہ مشابہ، قدر و منزلت میں سب سے بلند، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی جانب سے جزائے خیر دے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بمنزلہ ان کی سمع و بصر تھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت سچا جانا جب سب انہیں جھوٹا کہتے تھے۔ اسی لیے آپ کا نام صدیق ؓ ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا: "والذی جآء بالصدق و صدق بہ"۔ یعنی وہ جو سچ لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی۔ سچ لانے والے جناب رسول خدا ﷺ تھے اور اس کی تصدیق کرنے والے جناب صدیق اکبر ؓ تھے جس وقت کہ دوسرے لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تنگ دلی کا برتاؤ کیا۔ اس وقت آپ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ غمخواری کی۔ آپ دو میں سے ایک تھے اور غار میں رفیق، اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنی سکینت نازل فرمائی۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہو گئے اور آپ کے ساتھی سستی کرنے لگے اور آپ کو کہنے لگے کہ مرتدین کی تالیف قلوب کرنی چاہیے اور ان سے نرمی کا برتاؤ مناسب ہے تو اس وقت آپ نے امت محمدیہ ﷺ کی ایسی حفاظت اور نگہبانی کی جو کسی نبی کے خلیفہ نے پیشتر ازیں نہیں کی تھی۔ اس وقت آپ نے دشمنوں کی کثرت اور اپنی کمزوری کا خیال نہیں کیا بلکہ احیائے دین کیلئے دلیرانہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اگرچہ آپ کے خلیفہ ہونے کے وقت باغی لوگ غیظ و غضب میں تھے۔ کفار کو رنج تھا اور حاسدوں کو آپ کے خلیفہ ہو جانے کے باعث کراہت ہو رہی تھی۔ تب بھی آپ بلا نزاع و تفرقہ خلیفہ برحق تھے۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد لوگوں کی بزدلی اور گھبراہٹ کے وقت آپ ثابت قدم رہے اور لوگوں کو بھی اپنا پیرو بنا کر ان کو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اگرچہ آپ کی آواز پست تھی لیکن آپ کا تفوق سب سے بڑھا ہوا تھا۔ آپ کا کلام

باوقار تھا اور گفتگو باصواب آپ کی خاموشی طویل اور قول بلیغ تھا۔ آپ عمل میں سب سے بزرگ، معاملات میں واقف کار اور شجاع ترین انسان تھے۔ خدا کی قسم! آپ مومنین کے سردار تھے۔ لوگوں کے ارتداد کے وقت آپ آگے بڑھے اور ان کو ارتداد سے بچا لیا اور ان کے پشت و پناہ بن گئے۔ امتِ محمدیہ کیلئے آپ بمنزلہ باپ کے تھے۔ شفیق، مہربان اور اہل دین بمنزلہ اولاد کے ہونے جن کی فروگزاشتوں کی آپ نے نگہداشت کی اور جو کچھ وہ نہ جانتے تھے ان کو سکھایا۔ ان کی عاجزی کے وقت آپ نے جانبداری اور ثابت قدمی دکھائی۔ فریادیوں کی فریاد کو پہنچے۔ وہ اپنی رہنمائی کیلئے آپ کے پاس آئے اور آپ نے خدا کی مہربانی سے ان کو کامیاب بنایا۔ آپ کی شجاعت، تہور اور اولوالعزمی کا صدقہ ان کو وہ کچھ ملا جس کا ان کو وہم و گمان تک بھی نہ تھا (یعنی سلطنت روم و ایران کا قبضہ) کافروں کے حق میں آپ برق سوزاں سے کم نہ تھے اور مومنین کیلئے باران رحمت سے زیادہ تھے۔ آپ اس پہاڑ کی مانند تھے جس کو نہ تو زمانے کے شدائد ہلا سکتے تھے اور نہ تیز و تند ہوا کے طوفان جنبش دے سکتے تھے۔ اگرچہ آپ بدن کے ناتواں تھے مگر آپ کا دل سب سے زیادہ قوی اور دلیر تھا نہ تو آپ کی دلیل کو شکست ہوئی نہ آپ نے بزدلی دکھائی اور نہ آپ کا دل راہ راست سے بھٹکا۔ آپ کے مال نے آنحضرت ﷺ کو سب سے زیادہ نفع پہنچایا جس کیلئے وہ ہمیشہ آپ کے احسان کا تذکرہ کرتے رہتے تھے اور جس کا اجر عظیم خدائے تعالیٰ آپ کو مرحمت فرمائے گا۔ اگرچہ آپ اپنے آپ کو ہمیشہ ناچیز تصور کرتے رہے لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک اور اس کے رسول ﷺ کی نظروں میں نیز تمام لوگوں کی نگاہوں میں سب سے زیادہ گرامی قدر تھے اور ہم سب سے فضائل میں بازی جیت لے گئے۔ آپ کی نسبت کسی کو طعن کا موقع نہ ملا کیونکہ آپ نے کبھی کسی کی بے جا رعایت نہیں کی۔ اس لیے لوگوں کے دلوں میں آپ کا جلال اور رعب و وقار قائم تھا۔ کمزور آپ کے نزدیک قوی تھا جب تک کہ اس کا حق نہ لے لیتے تھے۔ آپ کا سب سے زیادہ مقرب وہی تھا جو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کا فرمانبردار اور مطیع تھا۔ آپ کی رائے میں دانائی اور اولوالعزمی پائی جاتی تھی اور اس کے طفیل آپ نے باطل کو شکست دے کر فنا اور مشکلات کا راستہ صاف کر دیا اور آپ کی وجہ سے اسلام قوی بن گیا اور مسلمان مضبوط ہو گئے۔ اگرچہ آپ کی وفات نے

Scanned with CamScanner

ہماری کمر توڑ دی لیکن آپ کی شان ہماری آہ و بکا سے ارفع ہے۔ آپ کا سوگ آسمان عظیم پر ہے لیکن ہم سوائے اناللہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہہ سکتے ہیں اور بجز اس کے رضائے الٰہی پر رضامندر ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ خدا تعالیٰ کے حکم کو مان کر صبر شکر کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قسم! آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی وفات سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ آپ اسلام کیلئے عزت اور مسلمانوں کیلئے ملجا و ماوئی تھے۔ اس کی جزا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو جناب رسالت پناہ ﷺ سے ملائے اور ہمیں آپ کے اجر سے محروم اور آپ کے بعد گمراہ نہ کرے۔ آخر میں ہم پھر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ حاضرین نے نہایت سکون و خاموشی سے اس خطبہ کو سنا اور اس قدر روئے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ بالاتفاق سب نے کہا ''اے رسول اکرم ﷺ کے عزیز و خویش! جو کچھ آپ نے فرمایا ہے سب سچ ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

(سیارہ ڈائجسٹ خلفائے راشدین نمبر سے)

خلیفۂ ثانی امیر المومنین سیدنا

عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

منقبت

قریشی نسل، فخرِ خانداں فاروق اعظم تھے
بڑے بارعب و باشوکت جواں فاروق اعظم تھے
دعا حضرت نے کی جن کے اسلام لانے کی
ظہور دیں کے وہ پہلے نشاں فاروق اعظم تھے
مسلماں کیا ملک بھی خوش ہوئے جن کے اسلام لانے پر
وہ حق کی شان غیظ دشمناں فاروق اعظم تھے
پڑھی جانے لگیں ساری نمازیں خانۂ حق میں
مسلمانوں کی اس شوکت کی جاں فاروق اعظم تھے
اترتی تھی وحی جس کی موافق رائے کے اکثر
وہ صاحب رائے حق کے ترجماں فاروق اعظم تھے
مقابل ان کے آسکتا نہیں تھا حامی باطل
کہ سب باطل پرستوں پر گراں فاروق اعظم تھے
رسول پاک کی اک اک ادا پر مٹنے والے تھے
علی، سبطین سب کے مدح خواں فاروق اعظم تھے
سب اہل بیت کے سب خاندان آل اطہر کے
ہر اک خورد و کلاں کے قدرداں فاروق اعظم تھے

علوم خاص کے حامل غیوب اسرار کے کاشف
فروع واصل دیں کے راز داں فاروق اعظم تھے
اشدآء علی الکفار اجمل ان کی شاں لیکن
مسلمانوں کے حق میں مہرباں فاروق اعظم تھے

ولادت اور نام ونسب

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے۔ اس وقت عرب میں نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی، فصاحت و بلاغت اور کتابت کی تعلیم دی جاتی تھی۔ خاص طور پر حضرت عمر فاروق کا خاندان ان کمالات میں ید طولیٰ رکھتا تھا بلکہ یہ اوصاف آپ کے خاندان میں موروثی تھے۔ آپ نے بھی یہ کمالات بطریق احسن حاصل کئے۔ علامہ بلاذری نے بہ سند لکھا ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو قریش کے تمام قبیلوں میں صرف سترہ آدمی لکھنا جانتے تھے جن میں ایک حضرت عمر تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر فاروق کے والد خطاب کے پاس اونٹوں کی خاصی تعداد تھی جن کو چرانا آپ کی ذمہ داری تھی اور جس وادی میں آپ اونٹ چراتے تھے اس کا نام ضجنان تھا۔ جو مکہ معظمہ کے قریب قدید سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ آپ کا اس جگہ سے گزر ہوا تو آبدیدہ ہو کر فرمایا اللہ اکبر ایک زمانہ وہ تھا کہ نمدے کا کرتہ پہن کر اونٹ چرایا کرتا تھا اور تھک کر بیٹھتا تو والد خطاب سے جھڑک لیتا تھا، آج یہ دن ہے کہ اللہ کے سوا مجھ پر کوئی حاکم نہیں آپ نے اپنا بچپن اور جوانی قبل از اسلام بھی نہایت پاکیزگی سے گزاری۔ نہایت مدبر اور عزت و غیرت کی حفاظت کرنے والے تھے اور نہایت قوت وجلالت رکھتے تھے۔

آپ کا اسم گرامی عمر، کنیت ابوحفص لقب فاروق اعظم ہے۔ نسب آباؤ امہات اس طرح ہے۔ عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ختمہ بنت ہاشم بن مغیرہ ہے۔ ایک روایت میں بنت ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم ہے۔ پہلے قول کی بنا پر ابوجہل کی چچازاد بہن اور دوسرے

قول کی بنا پر ابوجہل کی ہمشیرہ ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب باپ کی طرف سے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جد ہشتم کعب سے جا ملتا ہے جو حضرت عمر فاروق اعظم کے نویں جد امجد تھے۔ (تاریخ الخلفاء)

اہل عرب عموماً عدنان یا قحطان کی اولاد ہیں۔ عدنان کا سلسلہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے اور عدنان کی اولاد میں گیارہویں پشت پر فہر بن مالک کا نام آتا ہے جو بڑے صاحب اقتدار بزرگ تھے انہی کی اولاد قریش کے لقب سے مشہور ہے۔ قریش کی نسل سے دس افراد نے اپنی قابلیت کے بل بوتے پر بڑا مقام حاصل کیا جن کے نام پر دس قبیلے مشہور ہوئے جو مندرجہ ذیل ہیں ہاشم، امیہ، عبدالدار، اسد، تمیم، مخزوم، عدی، جمح، سہم، حضرت عمر عدی کی اولاد سے ہیں اور عدی کے دوسرے بھائی مرّہ ہیں جو حضور علیہ السلام کے جد اعلیٰ ہیں۔

خانہ کعبہ کے مجاور ہونے کی وجہ سے قریش کا بڑا مقام تھا اور کعبہ کی نگرانی، حاجیوں کی خبر گیری، سفارتی تعلقات، شیوخ قبائل کا انتخاب مقدمات کا فیصلہ، مجلس شوریٰ وغیرہ کے تمام امور انہی کے ہاتھ میں تھے اور حضرت عمر فاروق کے جد اعلیٰ عدی شعبہ سفارت کے اعلیٰ افسر تھے۔ جب برابر کے دو رئیسوں کو ایک دوسرے پر فوقیت کا دعویٰ ہوتا تو عدی ہی ان میں فیصلہ بھی کرتے اور دونوں میں سے کسی ایک کی زیادہ صلاحیت کی بنا پر اس کو دوسرے پر ترجیح دیتے۔ (العقد الفرید باب فضائل العرب)

حضرت عمر فاروق کے دادا نفیل کے دو بیٹے تھے ایک کا نام خطاب اور دوسرے کا نام عمرو تھا۔ خطاب قریش کے ممتاز افراد میں سے تھے۔ (کتاب المعارف لابن قتیبہ)

خطاب نے متعدد شادیاں کیں حضرت عمر کا نانا مغیرہ اس رتبہ کا آدمی تھا کہ جب قریش نے کسی مہم کیلئے لشکر ترتیب دینا ہوتا تو یہ انہی کی ذمہ داری قرار پاتا اس مناسبت سے خطاب کو صاحب الاعنہ (جس کے ہاتھ میں باگ دوڑ ہو) کہا جاتا، حضرت خالد بن ولید انہی کے پوتے ہیں۔ اس طرح مغیرہ کے بیٹے ہشام (حضرت عمر کے نانا) بھی بڑے ممتاز آدمی تھے۔

زمانہ جاہلیت میں مقام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل (زمانہ جاہلیت میں) بھی بڑا مقام رکھتے تھے

Scanned with CamScanner

چنانچہ جس پہاڑ کے قریب آپ کا خاندان رہتا تھا پہلے اس کا نام جبل عاقر تھا اور بعد میں آپ کی نسبت سے اس کا نام جبل عمر رکھا گیا۔ آپ خود اشراف قریش میں سے تھے اور قریش نے آپ کو سفارت کی ذمہ داری سپرد کی ہوئی تھی وذلك ان قريشا كانوا اذا وقع بينهم حرب او بينهم و بين غيرهم بعثوه سفيرا (الفاروق، علامہ محمد رضا مصری)

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق و باطل امام الھدیٰ
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

علامہ مسعودی نے اپنی مشہور کتاب ''مرج الذہب'' میں لکھا ولعمر بن الخطاب اخبار كثيرة في السفارة في الجاهلية الى الشام والعراق مع كثير من ملوك العرب والعجم وقد اتينا على مبسوطها في كتابنا اخبار الزمان والكتاب الاوسط

حضرت عمر بن خطاب نے زمانہ جاہلیت میں عراق اور شام کے جو سفر کئے اور ان میں جس طرح آپ عرب و عجم کے بادشاہوں سے ملے اس کے متعلق بہت سارے واقعات ہیں جو میں نے اپنی کتاب اخبار الزمان اور کتاب الاوسط میں مفصل بیان کئے ہیں۔

پیر فاروق اعظم حبیب نبی
جن کا تھراتے ہیں نام سن کے شقی
ان کے انصاف کی دھوم عالم میں ہے
ان کی شان عدالت کی کیا بات ہے

قبول اسلام

نورالابصار اور نزہۃ المجالس میں آپ کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ نبی ﷺ کے بارے میں قریشی دشمنوں نے مشورہ کیا کہ تم میں سے کون ہے جو کہ محمد ﷺ کو قتل کر ڈالے

تو حضرت عمر اٹھے اور کہا میں ان کو قتل کر دیتا ہوں قریش کے اجلاس والے کہنے لگے بالکل درست ہے۔ پس حضرت عمر تلوار لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچے جہاں حضرت حمزہ و دیگر اصحاب بمعہ نبی ﷺ موجود تھے جب حضرت عمر آگے جانے لگے تو حضرت سعد بن ابی وقاص زہری ملے کہنے لگے اے عمر کس طرف جا رہے ہو کہا میں محمد ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سعد نے کہا کیا تم یہ گمان کرتے ہو اور معمولی سمجھتے ہو ایسا کرنے سے تمہیں بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے لوگ قتل کر دیں گے۔ عمر نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی بے دین ہو چکے ہو سعد ؓ نے کہا میں تم کو اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی (سعد) اور تمہاری بہن (فاطمہ) دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر اپنے بہنوئی کے مکان کی طرف چلے گئے وہاں حضرت خباب ؓ بھی تشریف رکھتے تھے آپ کی آمد کی آہٹ سن کر چھپ گئے کیونکہ اس وقت تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے آپ کے آجانے سے خاموش ہو گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا۔ آپ کی بہن بہنوئی نے کہا کچھ نہیں باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو آپ کے بہنوئی نے کہا جب تمہارے دین میں حق ہی نہیں تو پھر کیوں نہ ہم حق والا دین قبول کرتے۔ اس پر آپ کو غصہ آیا اور زور سے ایک طمانچہ کھینچ مارا آپ کی بہن نے آپ کو چھڑانا چاہا تو آپ نے بہن کو دھکا دے دیا جس سے ان کو بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا۔ آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا ایک ہی معبود ہے اور محمد ﷺ اللہ کے سچے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں۔ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہونے کی وجہ سے نجس ہو اس مقدس کتاب کو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں۔

اول غسل کرو کم از کم وضو کرو آپ نے وضو کیا اور کتاب لے کر پڑھی اس میں سورت طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ آپ نے طٰہٰ سے پڑھنا شروع کیا جب اس آیت پر انني انا الله لا اله الا انا فاعبدون. واقم الصلوة لذكرى پر پہنچے تو آپ نے فرمایا مجھے محمد ﷺ کے پاس لے چلو جس وقت حضرت خباب ؓ نے یہ سنا آپ باہر آئے اور فرمایا اے عمر ؓ تم کو

Scanned with CamScanner

بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی شب کو ہمارے آقا مولا سرکار دو عالم ﷺ نے جو یہ دعا فرمائی تھی اے الہ العالمین عمر کے ساتھ اسلام کو عزت، قوت، غلبہ دے وہ قبول ہو گئی ہے اور اس کا یہ اثر ہے۔ (دار قطنی)

پس حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں حاضر ہوئے اس وقت نبی ﷺ جس مکان میں تشریف فرما تھے اس کے دروازے پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ جمع تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ کر کہا عمر رضی اللہ عنہ آ رہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ رکھتا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ جائیں گے ورنہ ان کا قتل کرنا میرے لئے آسان ہے۔ اسی اثناء میں نبی علیہ السلام پر تمام حالات منکشف ہو چکے تھے۔ حضور ﷺ مکان سے باہر تشریف لائے اور عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر ایک غیبی خبر سے نوازا جس پر حضرت عمر نے عرض کیا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک عبد اللہ ورسولہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں کہ اللہ ایک معبود ہے اور بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔

اسلام میں عمر کی ہے اک شان امتیاز
یہ حاصل دعائے رسالت مآب ہے

پس جتنے صحابہ اس وقت گھر پر تھے انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے یہاں تک کہ اہل مسجد اور دوسری روایت میں تمام مکہ کے رہنے والوں نے صحابہ کے نعروں کی آواز سنی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لقد استبشر اھل السماء باسلام عمر (مستدرک، ابن ماجہ، ابن سعد)

جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے پر آسمان والے بھی خوشیاں منا رہے ہیں۔

دعائے محمد عطائے خدا ہے
صحابہ کا سردار فاروق اعظم

جلالت کا پیکر ہے خوددار و غازی
علی پاک کا یار فاروق اعظم

عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد رسول ﷺ ہیں

معلوم ہوا سارے صحابہ مرید رسول ہیں اور عمر فاروق مراد رسول ہیں کہ آپ کو اسلام کی عزت کیلئے خود مصطفیٰ نے خدا سے مانگ کر لیا۔ ساری دنیا خدا سے مصطفیٰ مانگتی ہے اور مصطفیٰ کریم علیہ السلام خدا سے عمر فاروق کو مانگ رہے ہیں جو بدنصیب عمر فاروق کی ذات میں عیب لگاتا ہے وہ دعائے مصطفیٰ میں عیب لگاتا ہے اور عطائے مصطفیٰ سے کیڑے نکالتا ہے کیونکہ

محبوب خدا نے منگی دعا اللہ نے کیتا عمر عطا
جیہڑا آکھے عمر مراد نئیں اوہدے کلمے دا اعتبار نئیں

بعض دیگر روایات میں ہے کہ عمر فاروق نے نعیم بن عبداللہ کے کہنے پر (کہ تیری بہن اور بہنوئی تو اسلام قبول کر چکے ہیں نبی کو قتل کرنے سے پہلے ان کی خبر لے) اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا اور غصے سے لال پیلا ہو کر سیدھا بہن فاطمہ کے دروازے پر گئے اور جب بہن کو خوب مارا اور زخمی کر دیا لیکن بہن نے صاف الفاظ میں عمر کو بتا دیا۔

تو ہو کے ترشرو ہمیں گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

ان کلمات نے عمر کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ یہ بہن میرے سامنے بولتی نہیں تھی اور اب علی الاعلان کہہ رہی ہے کہ ہم تجھے چھوڑ سکتے ہیں لیکن والیل کی زلفوں سے غداری نہیں کر سکتے تو کہا ذرا وہ کتاب تو دکھاؤ جس نے تمہارے اندر اتنی استقامت پیدا کر دی ہے کہ بہانگ دہل کہہ رہے ہو کہ

جے چھڈ دیئے دنیا ہو سکدا گزارا
محمد نوں چھڈیاں گزارا نہیں ہونا

تو بہن نے کہا وہ کتاب اتنی شان والی ہے کہ لایمسہ الا المطھرون اس کو تو پلید شخص ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا (ناپاک انسان دوہڑے مرثیے تو پڑھ سکتا ہے لیکن محمد مصطفیٰ پر نازل ہونے والا قرآن نہیں پڑھ سکتا) اور تیری حالت یہ ہے کہ تو مشرک ہے اور ہماری کتاب کہتی ہیں انما

Scanned with CamScanner

المشرکون نجس مشرک پلید ہوتے ہیں۔تو عمر نے ہار کر گلے میں کپڑا ڈال لیا اور کہا:

؎ آیا مارن دی خاطر ساں میں پاپی‘ مینوں مار دے مار دے لے چلو
جتھوں پُجنے نے تساں نے پھل نوری‘ مینوں اوس گلزار وچہ لے چلو
گل پاپلو وانگ مجرماں دے مینوں اوس دربار وچہ لے چلو
ایوں عمر دی عمر برباد ہو سی جتھے عمر سنوار دے لے چلو

حضرت عمر فاروق دربارِ رسالت میں

جب عمر فاروق کو دربار رسالت میں لایا جارہا تھا تو حضور علیہ السلام کے صحابہ آپ کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے یارسول اللہ! عمر آ رہا ہے فرمایا گھبراؤ نہیں۔

یہ خود آیا نہیں لایا گیا ہے

اور حضرت امیر حمزہ نے فرمایا ڈرنے کی ضرورت نہیں اگر اچھے ارادے سے آیا ہے تو اس کی عزت کی جائے ورنہ عمر کوئی بندے نہیں کھاتا دیکھنا اسی کی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا جائے گا۔

حضور علیہ السلام نے دعا کرتے ہوئے یوں کہا تھا۔

اللھم اعزالاسلام بعمر ابن الخطاب اور بعمرو ابن ھشام یا اللہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) کو مسلمان کر کے اسلام کو عزت دے دے۔

(وفی روایۃ اللھم اعز الاسلام بعمرا بن الخطاب خاصۃ ' ابن ماجہ)

دعائے مصطفٰی فاروق اعظم
عطائے کبریا فاروق اعظم

مشیت ایزدی نے کہا: محبوب تیری زبان پر پہلے عمر فاروق کا نام آیا ہے تو لے ہم اس کو ہی اسلام کی دولت سے نواز دیتے ہیں۔ہمارا ایمان ہے کہ اگر ابوجہل کا نام پہلے آ جاتا تو ہو سکتا ہے وہ بھی مسلمان ہو جاتا لیکن کیا کیا جائے کہ

بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

اور اگر ہمارے آقا کلمہ او استعمال نہ فرماتے کہ یا اس کو یا اس کو تو دونوں کو ایمان کی دولت

مل جاتی لیکن

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

عمر گھر سے تلوار لے کر چلے تو آسمان پر فیصلے ہو رہے تھے یہ جو نبی کا سر لینے آ رہا ہے۔یہ نبی کے قدموں میں سر دے کے آئے گا۔عمر کی تلوار نے تو کام نہ دکھایا نبی کی دعا نے کام کر دکھایا کہ لوگوں کو عمر کے ہاتھ میں تلوار نظر آ رہی تھی اور نبوت کو عمر کے سر پر خلافت کی دستار نظر آ رہی تھی۔عمر لوہے کی تلوار لے کر گئے اور خلق محمد کی تلوار سے نبی کے قدموں پر قربان ہو گئے۔

عمر اسلام کو مٹانے گئے تھے مگر اپنا کفر مٹا بیٹھے۔

ہزاروں سال پہلے اسی سرزمین پر ابراہیم علیہ السلام نے امام الانبیاء کے لئے دعا کی ربنا وابعث فیھم رسولا ابراہیم نے خدا سے اس کا رسول مانگا جو کعبہ کو آباد کرے اور ہزاروں سال بعد اسی سرزمین پر وہی رسول خدا دعا کر کے عمر فاروق کو مانگ رہے ہیں تا کہ اس کے عدل وانصاف سے ظلم کا خاتمہ ہوا اور مکہ و مدینہ آباد رہے۔

منکر جو نبی دیاں یاراں دا اوہدا حشر نوں بیڑا پار نئیں

بقول انگریز اگر دنیا میں ایک عمر اور ہوتا تو پوری دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جاتا اور اسلام کے سوا کوئی مذہب نظر نہ آتا۔

عمر فاروق جب اپنے نبی اور نبی کے صحابہ کے ساتھ کعبہ میں نماز ادا کرنے جا رہے تھے تو اولاً کافر خوش ہوئے کہ ہم نے تو کہا تھا صرف نبی کو لے کر آنا اور یہ کتنا بہادر ہے کہ سارے مسلمانوں کو بھی ساتھ لا رہا ہے تو عمر فاروق نے ان کے تیور دیکھ کر فرمایا خبردار! جو میرے رسول اور رسول کے غلاموں کی طرف کسی نے میلی آنکھ سے بھی دیکھا تو آنکھ نکال دوں گا‘ کسی نے ہاتھ بڑھایا تو ہاتھ کاٹ دوں گا جو مجھے چاہئے تھا مل گیا ہے اور کیا چاہئے تھا۔

من نخواہم مال و دولت طمطراق
سوز خواہم درد خواہم اشتیاق

جس کا ترجمہ بابا بلھے شاہ نے پنجابی میں یوں فرمایا

اک ماہیا مینوں لوڑی دا
جہدے سر تے میم مروڑی دا

Scanned with CamScanner

خدا سے مصطفیٰ نے ان کو مانگا ۔۔۔ نبی کا مدعا فاروق اعظم

حضرت عمر کو فاروق کا لقب کب عطا ہوا

ابن ہشام نے حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے کے واقعہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود سے یوں روایت کیا کہ فلما اسلم عمر قاتل قریشا حتی صلی عند الکعبه و صلینا معه حضرت عمر اسلام لائے اور قریش سے لڑائی کے بعد ہم نے ان کے ساتھ کعبہ میں نماز ادا کی اس موقع پر حضور علیہ السلام کی طرف سے آپ کو فاروق کا لقب عطا ہوا چنانچہ اسد الغابہ اور دار قطنی میں ہے۔

اسلام لانے کے بعد حضرت عمر نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں۔ آپ نے جواب دیا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا تو آپ کیوں اخفاء سے کام لے رہے ہیں پس ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں حمزہ رضی اللہ عنہ اور دوسری میں میں تھا قریش نے مجھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اس قریش کو بہت صدمہ و رنج پہنچا اور کہنے لگے آج مسلمانوں نے سب بدلہ ہم سے لے لیا (یعنی حضرت عمر کے اسلام کی وجہ سے) ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے اور کعبہ کا طواف کیا اسی دن حضور ﷺ نے میرا نام فاروق رکھ دیا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل میں فرق ہو گیا۔

فسمانی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الفاروق یومئذ لانه ظهر الاسلام وفرق بین الحق والباطل

روایت میں ہے لما اسلم عمر قال المشرکون قد انتصف القوم الیوم منا وانزل اللہ یا ایها النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المؤمنین وعن ابن مسعود قال مازلنا اعزة منذ اسلم عمر

جب عمر فاروق اسلام لائے تو مشرکین نے کہا آج (مسلمان) قوم نے ہم سے سارا بدلہ لے لیا ہے اسی وقت ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی شان میں آیت اتاری اے میرے نبی! آپ کیلئے اللہ ہی کافی ہے اور اہل ایمان میں سے (اب) جس نے تیری پیروی کی ہے حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کے اسلام لانے کے بعد ہمیشہ

کیلئے ہم معزز ہو گئے۔ (الفاروق ص ۱۹)

عمر ہے محبت کا ماہ حسین بھی ۔۔۔ فدائے جمال شہِ مرسلین بھی
امیر امیراں امام زمانہ ۔۔۔ ہے سطوت کا مینار فاروق اعظم

حضرت عمر فاروق اسلام لانے کے بعد ہر وقت حضور علیہ السلام کے ساتھ ہی رہتے تھے تا کہ کوئی دشمن حضور علیہ السلام کے قریب آ کر آپ کو نقصان نہ پہنچائے چنانچہ طبقات ابن سعد، الاستیعاب اور ابن عساکر میں ہے کہ

جب آپ اسلام لائے تو اسلام ظاہر ہوا اسلام کی طرف سے اعلانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ شریف میں بیٹھنے والے اور طواف کرنے والے جواب لینے اور جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جس کسی نے ہجرت کی چھپ کر ہی کی بجز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آپ کی ہجرت کی یہ شان تھی کہ مسلح ہو کر خانہ کعبہ میں آئے کفار کے سردار وہاں موجود تھے آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعتیں ادا کیں پھر قریش کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور للکار کر فرمایا کہ من ارادان تثکله امه و یوتم ولده ویرمل زوجته فلیلقنی وراء هذا الوادی قال علی فما تبعه احد (الفاروق) جو اس کیلئے تیار ہو کہ اس کی ماں اسے روئے اور اس کی اولاد یتیم ہو، بیوی بیوہ ہو وہ میدان میں میرے مقابل آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات سن کر ایک سناٹا سا چھا گیا کفار میں کوئی بھی جنبش نہ کر سکا۔

یوسف گم گشتہ آئے جیسے سوئے کارواں

شیعہ کتب سے

جو لوگ آپ کی صفات کو تسلیم نہیں کرتے انہیں حضرات کی مستند کتاب ناسخ التواریخ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام اور اعلیٰ صفات کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

یا رسول اللہ از بہر آمدہ ام کہ مسلمانی گیرم وکلمہ توحید بر زبان رانم پیغمبر ﷺ از اسلام عمر چناں شاد شد کہ بابانگ بلند تکبیر گفت و تکبیر اں حضرات اصحاب شنیدند

ہمہ بہ یک بار تکبیر گفتند و باستقبال عمر بیرون آمدند و آنگاہ عمرؓ گفت یا رسول اللہ کافراں لات وعزیٰ را آشکارا پرستش میکنند چرا باید خدائے را پنہانی پرستش کردہ شود پس آہنگ کعبہ کردند

ترجمہ: حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام قبول کروں پس کلمہ توحید و رسالت پڑھوں۔ حضور ﷺ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے اتنے خوش ہوئے کہ بلند آواز سے تکبیر کہی آپ کی تکبیر اصحاب نے سنی اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ حضرت عمرؓ کے استقبال و تعظیم کیلئے باہر نکلے اس وقت حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کافر تو لات وعزیٰ کی پرستش ظاہر ہو کر کریں۔ ہم خدائے قدوس کی عبادت کیوں چھپ کر کریں پھر انہوں نے کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

جب حضور ﷺ نے علانیہ نماز پڑھنے کی اجازت فرمائی تو مصنف کتاب موصوف لکھتے ہیں کہ سب صحابہ کعبہ کو اس شان سے روانہ ہوئے۔

عمرؓ از یک جانب پیغمبر و ابوبکرؓ از طرف دیگر و علی علیہ السلام از پیش و اصحابؓ از دنبال رواں شدند و عمرؓ باشمشیر خویش از پیش جملہ ہمی رفت و از اں سوئے کفار قریشاں چناں مے پنداشتند کہ عمرؓ رسول خدائے را آسیب خواہد رسانید ناگاہ دیدند کہ پیش رسول خدا باشمشیر حمائل کردہ می آید گفتند ہاں عمر بر چہ گونہ گفت با رسول خدا ایمان آوردم و اگر کسے از شما بنالائقی جنبش کند باہمیں تیغش کیفر کنم

حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے ایک پہلو میں تھے ابوبکرؓ دوسرے پہلو میں تھے اور علیؓ سامنے اور دیگر اصحاب پیچھے روانہ ہوئے اور حضرت عمرؓ اپنی تلوار لئے سب سے آگے چلے ادھر کفار قریش منتظر تھے کہ حضرت عمر حضور ﷺ کو ایذا دیں گے ناگاہ انہوں نے دیکھا کہ وہ تو رسول خدا علیہ السلام کے آگے آگے تلوار حمائل کئے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ سب نے کہا ہاں عمر تمہاری کیا حالت ہے آپ نے کہا کہ میں رسول خدا علیہ السلام پر ایمان لایا ہوں اور تم میں سے کوئی شخص اپنی نالائقی سے ذرہ بھی کچھ بیجا حرکت کرے گا تو اسی تلوار سے اس

کا سر قلم کر دوں گا۔

اس کے بعد مصنف لکھتے ہیں۔

آں جماعت از کعبہ با کنار کردو رسول خدا دو رکعت نماز بگذاشت و باز بخانہ شد

پس رسول خدا ﷺ نے اصحاب کے ساتھ کعبہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور پھر گھر واپس چلے گئے۔ مزید لکھا کہ

بالجملہ بعد از اسلام بخانہ ابوجہل رفت و در بکوفت و ابوجہل چوں بانگ اذن بشنید بیامد و در بکشود و گفت مرحبا و اہلا از چہ حاجت مرا یاد کردہ ای و بدنیجاہ شدی گفت آمدم تا ترا آگہی دہم کہ ایمان بخدا و رسول آوردم ابوجہل در خشم شد و در بروئے بست و گفت قبحه الله و قبح ما جنته

ترجمہ: حضرت عمرؓ بعد از اسلام ابوجہل کے گھر گئے دروازہ کھٹکھٹایا ابوجہل نے دروازہ کھولا اور آؤ بھگت کر کے کہنے لگا آپ نے مجھے کیسے یاد کر لیا اور کس طرح تشریف لائے آپ نے فرمایا تجھے یہ بتانے آیا ہوں کہ میں خدا اور رسول علیہ السلام پر ایمان لے آیا ہوں ابوجہل کو بہت غصہ آیا دروازہ بند کر لیا اور کہنے لگا خدا تمہارا برا کرے اور جو تم خبر لائے ہو۔

(ناسخ التواریخ۔ بحار الانوار)

زمانہ میں ہے عدل مشہور جس کا
تھا قرآن و سنت ہی دستور اس کا
بڑی محنتوں سے سجایا جہاں میں
عدالت کا گلزار فاروق اعظم
ہے کسریٰ کو کس نے رلایا؟ عمر نے
ہے قیصر کو کس نے بھگا دیا؟ عمر نے
ہے باطل کو کس نے مٹایا؟ عمر نے
ہے اللہ کی تلوار۔ فاروق اعظم

حضرت عمر فاروقؓ کیلئے اس سے بڑھ کر قابل فخر بات کیا ہوگی کہ آذان جو کہ نماز کا

Scanned with CamScanner

دیباچہ اور اسلام کا بہت بڑا شعار ہے یہ شعار عظمت وقار انہی کی رائے کے موافق قائم ہوا۔

حضرت عمر کی دشمنی کا وبال

یاد رہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی زمینی سلطنت کے وزیر ہیں۔ اس حوالے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل میں حدیث گزر چکی ہے لیکن اس حدیث کی روشنی میں قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضور علیہ السلام کے آسمانی وزراء حضرت جبریل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور قرآن پاک میں ان دونوں کے بارے میں ارشاد رب العالمین ہے:

من كان عدوا لله وملائكته ورسله وجبريل و ميكال فان الله عدو للكفرين (البقرہ)

کہ جو اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں، رسولوں (اور بالخصوص) جبریل و میکائیل کا دشمن ہے (وہ کافر ہے اور) بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کا دشمن ہے۔

تو جب آسمانی وزراء کا دشمن مسلمان نہیں تو زمینی وزراء کا دشمن کس درجے کا مسلمان ہوگا؟

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

لطیفہ

پاکستان کے بعض علاقوں میں جہاں رافضیوں کا ذرا زور شور ہوتا ہے تین کے عدد کو بہت منحوس سمجھتے ہیں (خاکم بدہن) خلفاء ثلاثہ کی وجہ سے (نعوذ باللہ من ذلک) ایک عورت جو کہ سنی العقیدہ تھی بدقسمتی سے اس کا خاوند شیعہ عقائد کا شکار ہوگیا۔ اس نے بیوی سے کھانا مانگا تو بیوی نے تین روٹیاں اس کے آگے رکھ دیں سخت غصے میں آگیا اور روٹیاں دور پھینک دیں۔ عورت اس کی خباثت کو جان گئی اور کہنے لگیں کہ تم تین بھائی ہو، تمہارے باپ تین بھائی تھے، تمہاری ماں کی تین بہنیں تھیں، تیرے باپ کی تین بہنیں تھیں کیا صرف تین روٹیاں ہی منحوس ہیں یا تیرا سارا خاندان بھی منحوسوں کا ہی ہے۔

کیا ہے کفر و دین میں فرق ایسا
لقب ان کو ملا فاروق اعظم

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ایڈریس

جلنے والے جلتے رہیں گے مگر غلامان مصطفیٰ تا قیامت درود وسلام کے نذرانے اپنے آقا کے دربار میں جب بھیجیں گے تو رحمت کی اس برسات کے چھینٹے صدیق وفاروق تک پہنچتے ہی رہیں گے اگر امام حسین کا پتہ کربلا کی ریت کے ذرے ہیں۔ داتا گنج بخش کا ایڈریس لاہور میں سبز گنبد والا قبہ ہے تو صدیق وفاروق کا ایڈریس بھی وہی گنبد خضریٰ ہے جو امام الانبیاء کی عظمت وشان کا پتہ بتا رہا ہے۔

کیا اسی کو غلبۂ دین کہا جائے گا

عجیب بات ہے کہ ڈاکٹر بڑا اچھا ہے لیکن جو مریض آئے مر کر ہی واپس جاتا ہے۔ ٹیچر بڑا اچھا ہے لیکن اس کا ہر سٹوڈنٹ فیل ہوتا ہے۔ معمار بڑا اچھا ہے لیکن مکان مکمل کرنے سے پہلے ہی زمین پر آپڑتا ہے۔ وکیل بڑا قابل ہے لیکن ہر مقدمہ ہار جاتا ہے۔ نبی تو بڑی شان والا ہو لیکن دو تین افراد کے سوا کسی کو مومن نہ بنا سکا کیا یہی مطلب ہے ان آیات کا ورایت الناس يدخلون في دين الله افواجا اور هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ و دين الحق ليظهره على الدين كله

ولا کی ہے تو شان جان وفا ہے
تو فردوس والوں کا روشن دیا ہے
ترے سارے دشمن ہیں لاریب ارذل
ہیں سب قابل ناز فاروق اعظم

ظلمت سے نور کی طرف

رب العالمین کا ارشاد پاک ہے الله ولي الذين امنوا يخرجهم من الظلمت الى النور (البقرہ) اللہ ایمان والوں کا ولی ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور جس خدا کے محبوب کا روضہ انور سارے جہان کے نوروں کا مرکز ہے صدیق وفاروق کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے روضے کے اندر لے گیا۔

Scanned with CamScanner

سنو! پانی میں ایک رتی کی سوئی نہیں تیر سکتی مگر کشتی کے ساتھ لگ کر دس من لوہا بھی تر جاتا ہے۔ پھر امام الانبیاء کے سینے کے ساتھ چودہ سو سال سے لگے ہوئے صدیق و فاروق کے ایمان میں کون شک کر سکتا ہے مگر وہی جس کا اپنا ایمان کمزور ہوگا۔

برائے خدا از طفیل پیمبر　　کرم کی نظر ابن خطاب مجھ پر
خضر کی صدا ہے کہ منظور کرنا　　یہ دوچار اشعار فاروق اعظم

جلال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جب فاروق اعظم جلال میں ہو تو ان سے بچا کرو کیونکہ اس وقت خدا بھی جلال میں ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الواعظین)

منافق کا سر قلم کر دیا

حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی اور ایک منافق میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا یہودی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو میں اسے حضور ﷺ کی خدمت میں لے چلوں چنانچہ وہ کوشش کر کے اسے حضور ﷺ کی بارگاہ عدالت میں لے آیا۔ حضور علیہ السلام نے واقعات کو سن کر فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ وہ منافق یہودی سے کہنے لگا میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلوں گا اور ان کا فیصلہ قبول کروں گا۔ اس نے کہا عجیب شخص ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے فیصلہ کر دیا ہے تو پھر اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے مگر وہ منافق نہ مانا۔ اس یہودی کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا ہمارا فیصلہ کیجئے' آپ نے فرمایا کیا تمہارا فیصلہ میرے آقا کائنات ﷺ نے نہیں فرمایا۔ یہودی بولا حضرت حضور علیہ السلام نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے لیکن یہ منافق ان کے فیصلہ سے مطمئن نہیں ہوا اور اب آپ کے پاس فیصلہ کرانے کیلئے مجھے لایا ہے کہ میرا فیصلہ وہ کریں گے آپ نے فرمایا اے منافق! اب تم مجھ سے فیصلہ کرانے کیلئے آئے ہو؟ عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا ٹھہرو یہ کہہ کر اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر نکلے اور اس منافق کی گردن پر یہ کہتے ہوئے ماری کہ جو حضور سرور کائنات کے فیصلہ کو نہ مانے عمر کی عدالت میں اس کا فیصلہ یہی ہے۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا واقعی عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کسی

مومن پر نہیں چلتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی خود تصدیق فرمائی۔ (نسفی' خازن' روح المعانی' تاریخ الخلفاء ص ۸۸)

فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت و يسلموا تسليما (پ نساء رکوع)

اے رسول (ﷺ) مجھے قسم ہے آپ کے ربّ کی وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ اپنے کسی معاملہ میں بھی آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں اور پھر آپ کے فیصلہ سے ان کے دلوں میں افسوس نہ ہو بلکہ نہایت خوشی خوشی سے تسلیم کر لیں۔ (سیرت فاروق اعظم)

نزول آیت خداوندی نے ظاہر کر دیا کہ جو رسالت مآب ﷺ کے فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے وہ بے ایمان ہیں لہٰذا ایسے کا فیصلہ جو عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تلوار سے کیا ہے اے محبوب مجھے آپ کے ربّ ہونے کی قسم ہے وہ ایمان والے نہیں۔

ابن سعد نے ایوب بن موسیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

ان الله جعل الحق على لسان عمر و قلب وهو الفاروق فرق بين الحق والباطل (صواعق محرقه ص ۹۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے وہ فاروق ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔

کیا کفر و ایمان میں فرق جس نے
وہ حق ہیں وہ حق آشنا اللہ اللہ

دریائے نیل کا جاری ہونا اور آگ کا بجھ جانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مصر فتح ہوا تو آپ کے سامنے لوگوں نے درخواست پیش کی کہ دریائے نیل ہر سال خشک ہو جاتا ہے اور جب تک ایک کنواری لڑکی کو اس میں نہ پھینکا جائے وہ دوبارہ جاری نہیں ہوتا جس کی وجہ سے فصلیں تباہ اور ملحقہ علاقے خراب ہو جاتے ہیں حضرت عمر بن عاص نے جناب عمر

Scanned with CamScanner

فاروق کی بارگاہ میں اطلاع کی تو عمر فاروق نے دریائے نیل کی طرف جاہ وجلال سے معمور چند الفاظ کا خط لکھا نور الابصار میں اس خط کے الفاظ اس طرح ہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ من عبد اللہ امیر المومنین الی نیل مصر اما بعد فان کنت تجری من قبلك فلا تجروان کان اللہ الواحد القهار هو الذی یجریك فنسئل اللہ القهار ان یجریك اللہ تعالیٰ کے نام سے (لکھ رہا ہوں) جو بڑا مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ کے بندے، اہل ایمان کے امیر (عمر بن الخطاب) کی طرف سے مصر کے (دریائے) نیل کی طرف حمد وصلوٰۃ کے بعد اے نیل اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے (چاہے ساری عمر) نہ چل اور اگر تجھے اللہ واحد قہار چلاتا ہے تو ہم اپنے ربّ سے ہی سوال کرتے ہیں کہ تجھے چلائے (آج کے بعد یہ بُری رسم ختم ہے) جب یہ رقعہ دریا میں ڈالا گیا تو دریا بہنے لگا اور ایسا کہ دنیا بھر کے دریا خشک ہوں تو ہوں مگر نیل آج تک خشک نہیں ہوا اور ہیبت عمر سے قیامت تک جاری رہے گا (انشاء اللہ العزیز) اسی طرح مدینہ شریف میں بعض مکان میں آگ لگ گئی آپ نے آگ کی طرف رقعہ لکھا (یا نار اسکنی باذن اللہ اے آگ! اللہ کے حکم سے بجھ جا) تو آگ فوراً بجھ گئی (تفسیر کبیر ص ۲۹۹ ج ۴)

طوفانوں کے سرخم تیرے احکام کے آگے
ہے یاد زمانے کو ابھی نیل کا قصہ

زلزلہ رُک گیا اور سورج کی روشنی ماند پڑ گئی

اس طرح مدینہ شریف مسجد نبوی میں حضرت عمر فاروق منبر رسول پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ زلزلہ آ گیا، آپ نے زمین پر عصائے فاروقی مار کر فرمایا رک جا کیا تیرے اوپر عمر انصاف نہیں کر رہا تو کیوں کانپ رہی ہے۔ وہ دن گیا اور یہ آیا آج تک مدینہ میں زلزلہ نہ آیا۔ (وما حدثت الزلزلة بالمدینة بعد ذٰلك)

عمر فاروق کے دور میں ایک مرتبہ سورج کی روشنی ماند پڑ گئی لوگ آپ کے پاس آئے اور پوچھا کیا ماجرا ہے؟ آپ نے فرمایا بس یوں ہی سورج کی دھوپ بہت ستا رہی تھی اور میں نے صرف اس کی طرف دیکھا ہی ہے۔

لہر میں آئیں تو کر دیں خشک دریا کو رواں
قہر میں آئیں تو کر لیں سلب نور آفتاب

یہ تمام واقعات حضرت عمر فاروق کی کرامات کے زمرے میں آتے ہیں میرے قلم نے جلد بازی سے کام لیا اور ادنیٰ نہیں بلکہ اعلیٰ مناسبت کی وجہ سے جلال فاروق اعظم کے موضوع میں لکھ دیئے۔

قرآنی آیات اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کی ایک امتیازی شان ایسی ہے کہ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی اس جزوی فضیلت میں آپ کا ثانی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ الذی کان رایه موفقا بالوحی والکتاب آپ کی رائے اس قدر بلند اور پاکیزہ تھی کہ قرآن پاک کی کئی آیات کا نزول آپ کی رائے کے مطابق ہوا چنانچہ

ابن مردویہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو کوئی رائے دیتے تھے قرآن حکیم اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔ ابن عساکر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ان فی القرآن لرأیامن رای عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه کہ اکثر قرآن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ کی آراء موجود ہیں۔ (سیرت حلبیہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ اگر بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ اور ہوتی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری تو قرآن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

مقام ابراہیم کی آیت

بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم علیہ السلام کو نماز کی جگہ بناتے۔ لو اتخذت من مقام ابراهیم مصلی (خازن، درمنثور) اس کے بعد ہی یہ آیت قرآنی نازل ہوئی اور حضرت عمر کے الفاظ کے مطابق ہی نازل ہوئی۔

Scanned with CamScanner

واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى وعهدنا الى ابراهيم و اسمٰعيل ان طهرا بيتي (سورت بقره)

اور پکڑلوتم مقام ابراہیم (علیہ السلام) کو نماز کی جگہ اور ہم نے عہد لیا ابراہیم علیہ السلام سے کہ میرے گھر کو پاکیزہ رکھیں۔

پردے کی آیت

بخاری ومسلم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ ازواج مطہرات کے پردہ کا خاص حکم ہو۔ چنانچہ اس کے بعد یہ آیت قرآنی خاص ازواج مطہرات کیلئے نازل ہوگئی۔

واذا سالتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب (سورت احزاب)

اور جب تم لوگ ان (ازواج مطہرات) سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو ذالكم اطهر لقلوبكم وقلوبهن اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں کی اور ان کے دلوں کی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۸)

ازواجِ مطہرات کے بارے میں حکم خداوندی

بخاری ومسلم میں روایت ہے کہ جب ازواج مطہرات نے حضور علیہ السلام سے مغافیر کے بارے میں عرض کیا اور بات بڑھی تو حضرت عمر فاروق نے ان کو ارشاد فرمایا اگر حضور تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ (ﷺ) کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا چنانچہ بعینہٖ انہی الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ آیت نازل فرمادی۔

عسٰی ربه ان طلقكن ان يبدلهٗ ازواجا

شراب کی حرمت کا حکم

حضرت عمر فاروق نے بارگاہ الٰہی میں کئی مرتبہ یہ دعا کی کہ شراب کے بارے میں کوئی حتمی بات نازل ہو جائے اور اس ام الخبائث کو حرام ہی کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور اولاً سورۃ بقرہ کی آیت يسئلونك عن الخمر والميسر نازل ہوئی

اور ثانیا سورہ مائدہ ساتویں پارے کی آیت یاایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر نازل فرما کر شراب کو حرام اور نجس قرار دے کر عرش والے نے حضرت عمر فاروق کی رائے کا احترام کر کے حضرت عمر کے دل کو خوش کر دیا۔

کئی بار ان کی باتیں بن گئیں آیات قرآنی
مسلم تھی فراست حضرت فاروق اعظم کی

تخلیق انسانی کے بارے میں آیت

ابن حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب قرآن کی آیت لقد خلقنا الانسان من سلالةٍ من طين نازل ہوئی ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ شان خداوندی میں نکلے فتبارك الله احسن الخالقين بڑا ہی برکت والا ہے وہ اللہ جو بہترین پیدا فرمانے والا ہے اس کے فوراً بعد نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فتبارك الله احسن الخالقين (سیرت عمر)

بڑا ہی برکت والا ہے اللہ جس نے تمام انسانوں کو بہترین انداز میں پیدا فرمایا ہے۔

منافق کا جنازہ

مستند تفاسیر میں حدیث ہے کہ عبداللہ (ابن ابی بن خلف) کی نماز جنازہ پڑھانے کے موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ منافق تو ساری عمر آپ کی توہین کرتا رہا پھر آپ ایسے منافق کی نماز جنازہ کیوں پڑھاتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کی بخشش کی دعا کروں یا نہ کروں چنانچہ نماز جنازہ کی فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کی یہ آیت نازل فرما کر ہمیشہ کیلئے منافقین کی نماز جنازہ پڑھانے اور ان کی قبر پر کھڑے ہونے کی ممانعت فرمادی۔ (تفسیر خازن)

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله

اے محبوب ﷺ آئندہ سے کبھی بھی کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک یہ اللہ ورسول علیہ السلام

کے منکر ہیں۔ (سورت توبہ)

واقعۂ افک اور عمر فاروق

علماء کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قصہ افک (یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکیزدگی پر جو منافقین نے بہتان لگایا تھا) کے بارے میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشورہ فرمایا تو اس دوران حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا نکاح کس نے کیا تھا فرمایا! میرے اللہ نے عرض کیا پھر آپ یہ گمان فرما سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے نکاح میں عیب دار شئی (بیوی) دے حضرت عمر نے عرض کیا سبحانك هٰذا بهتانٌ عظيم الله پاک ہے یہ کھلا ہوا بہتان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان سے نکلنے والے یہی الفاظ قرآن کی آیت بنا کر نازل فرمادیئے۔ (سورۃ النور پارہ نمبر ۱۸، الصواعق المحرقۃ ص ۱۰۰)

رسول اللہ نے تعریف کی فاروق اعظم کی
بشارت جنتی ہونے کی دی فاروق اعظم کی
خدا نے نام ان کا بھی لکھا ہے عرش اعظم پر
یہ ہے درگاہ حق میں برتری فاروق اعظم کی

رمضان کی راتوں میں جماع کی اجازت

آغاز اسلام میں رمضان المبارک کی راتوں میں بھی ازدواجی تعلقات کی ممانعت تھی بعد میں اس کی اجازت کا سہرا بھی فاروق اعظم کے سر سجا اور ارشاد باری تعالیٰ ہوا احل لكم ليلة الصيام الرفث الى نسآئكم (البقرہ) اب تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے صحبت کرنے کی اجازت ہے۔ (فنزلت في عمرو اصحابه. خازن)

غلاموں کا گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونا

اسی طرح غلام کا بے اجازت اپنے مالک کے گھر آ جانا اس بارے میں حضرت عمر ایک مرتبہ آرام فرما رہے تھے کہ اچانک ایک غلام بے اجازت آپ کے گھر آ گیا' آپ کو ایسے

وقت میں اس کا بے اجازت گھر میں داخل ہونا ناگوار گزرا اور آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! کیا ہی اچھا ہوا گر یہ لوگ اجازت لے کر ہمارے گھروں میں داخل ہوں اس موقع پر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت نازل فرما کر غلاموں کا بغیر اجازت اپنے مالکوں کے گھروں میں داخلہ ممنوع کر دیا گیا۔ یا ایها الذین امنوا لا بیوتا غیر بیوتکم (النور)

جو فرشتوں اور رسولوں کا دشمن ہے وہ دشمن خدا ہے

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ تاریخ الخلفاء میں اور علامہ سید محمود احمد آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ایک یہودی نے ایک مرتبہ حضرت عمر سے کہا کہ جبریل تو ہمارا دشمن ہے (کہ ہماری مذمت کی آیات لے کر اترتا ہے) حضرت عمر فاروق نے فرمایا جو خدا' فرشتوں' رسولوں' جبریل و میکائیل کا دشمن ہے (وہ کافر ہے اور) بے شک اللہ کافروں کا دشمن ہے۔

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے بعینہٖ انہی الفاظ کی آیت نازل فرما کر فاروق اعظم کے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی اور فرمایا من كان عدوا لله وملائكته ورسله وجبريل وميكال فان الله عدو للكفرين (البقرہ)

ترجمہ: بعینہٖ وہی ہے جو عمر فاروق کے الفاظ میں بیان ہوا۔

اشداء علی الکفار کے الفاظ جامع ہیں۔

خدا خود مدح گستر ہے عمر فاروق اعظم کا

ایمان عمر پر آیت کا نزول

تفسیر روح المعانی میں طبرانی سے ابن عباس' ابن منذر' ابن جبیر کے حوالے سے لکھا ہے اور ابو الشیخ نے ابن مسیب سے روایت کیا کہ سورہ انفال کی یہ آیت

یا ایها النبی حسبك الله ومن اتبعك من المومنين (جس کا ترجمہ حضرت عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کے ضمن میں گزر چکا) انها نزلت يوم اسلم عمر بن الخطاب مذکورہ آیت حضرت عمر فاروق کے اسلام لانے کے دن نازل ہوئی۔ (روح المعانی)

اے تیری آواز آواز خدا
اور خاموشی تیری راز خدا

Scanned with CamScanner

اس طرح بعض نے تقریباً بائیس اور بعض نے کم وبیش آیات کی نشاندہی فرمائی ان آیات مبارکہ کی جو یا تو حضرت عمر فاروق کی رائے اور خواہش پر اتریں یا آپ کی فضیلت میں نازل ہوئیں۔اس تناظر میں اگر دیکھا جائے تو حضور علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فرمودات عالیہ کس قدر حقیقت پر مبنی ہیں کہ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

☆ لو کان نبی بعدی لکان عمر ابن الخطاب (ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

اگر میرے بعد (نبوت کا سلسلہ جاری رہنا ہوتا اور کسی نے) نبی ہونا ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر درِ نبوت کو بند فرما دیا ہے' اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا لیکن اس حدیث سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ نگاہ نبوت میں حضرت عمر کے اندر نبوت سے نیچے کی تمام خوبیاں وکمالات موجود تھے۔

ہوتی نہ محمد پر اگر ختم رسالت فاروق تھے اس عظمت کبریٰ کے سزاوار

تو جس نبی کی نگاہ میں عمر فاروق بالشرط المذکور نبوت کے لائق ہے اس نبی کی نظر میں عمر خلافت کے لائق کیوں نہیں۔اے ظالمو! عمر فاروق کے دشمنو! اب تو عمر خلیفہ ہے تو تم اتنا جلتے ہو اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو عمر بمطابق فرمان رسول نبی بن کر آجاتا تو پھر تمہارا کیا حال ہوتا پھر تو تم جل جل کے ضرور ہی مر جائے اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ عمر فاروق میں اتنی خوبیاں ہیں کہ اگر کوئی نبی ہونا ہوتا تو عمر نبی ہوتا اور جب اے مرزا قادیانی' قیامت کی نشانی' عمر نے اپنے آپ کو نبی نہیں کہا "تے کانیاں توں کتھوں" (صاحبزادہ افتخار الحسن کا جملہ بعینہٖ)

عیاں ہے اس سے عظمت حضرت فاروق اعظم کی
نبی کرتے ہیں عزت حضرت فاروق اعظم کی

☆ حضور علیہ السلام نے فرمایا پہلی امتوں میں محدث ہوتے تھے

فان یلک فی امتی احد فعمر بن الخطاب (ترمذی ص۲۱۰ ج۲)

اگر میری امت میں کوئی محدث ہے (صحابہ کرام نے پوچھا حضور محدث کون ہوتا ہے؟ فرمایا: تتکلم الملائکۃ علی لسانہ جس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہیں الصواعق ص ۹۷ محدث بکسر الدال حدیث کے راوی' یا حدیث پڑھانے والے کو کہتے ہیں اور محدث بفتح

الدال صیغہ اسم مفعول وہ ہے جو صاحب کشف ومشاہدہ ومکاشفہ ہو اور اس کو الہام ہوتا ہو) تو وہ عمر بن الخطاب ہے (نور الابصار ص ۶۱)

تو محدث تو مفسر تو مجاہد تو فقیہہ
تو نے ملت کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا

مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

اس کے تحت ایک ایمان افروز واقعہ جو کہ ریاض النضرہ ص ۱۵ ج ۳ پر امام علامہ محب طبری علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان محدثیت' مومنانہ بصیرت اور آپ کی عظمت الہام اور مشاہدہ ومکاشفہ پر بڑی وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں عن علی رضی اللہ عنہ انہ رای کانہ صلی الصبح خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم واسند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المحراب ...... الی ان قال رضی اللہ عنہ لو زادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلتک لزدناک

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک روز خواب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف میں خود حضور سید عالم ﷺ فجر کی نماز پڑھا رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔سلام پھیرنے کے بعد حضور ﷺ مسجد کی دیوار کے ساتھ محراب کی طرف پشت انور لگا کر بیٹھ گئے اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا طباق لے کر حاضر ہوئی اور آپ کے سامنے وہ طباق پیش کیا۔حضور ﷺ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور باقی کھجوریں دوسرے نمازیوں کو تقسیم کر دیں۔حضرت علی کی آنکھ کھل گئی اور آپ نے دیکھا کہ زبان پر وہی کھجور کا ذائقہ ہے جب صبح ہوئی تو آپ نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لائے۔حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حسب معمول خود نماز پڑھائی حضرت علی بھی معمول کے مطابق آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے جماعت میں شامل ہوئے نماز باجماعت سے فارغ ہو کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد کی دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے بعینہٖ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات خواب میں سید

Scanned with CamScanner

عالم ﷺ کو دیکھا تھا تھوڑی دیر ہوئی تو

فاذا بجارية على باب المسجد ومعها رطب فوضعت بين يدى عمر فاخذ رطبة فجعلها فى فى ثم اخذ الاخرى كذالك ثم فرق على اصحابه وكنت اشتهى منه يعنى الزيادہ فقال لو زادك ....

ایک عورت مسجد کے دروازہ پر آ گئی اور اس کے پاس کھجوروں کا طباق تھا پس وہ آگے بڑھی اور حضرت عمر کے ہاتھ میں کھجوروں کا طباق حاضر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے طباق سے ایک کھجور اٹھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالی اور باقی سب کھجوریں دوسرے نمازیوں میں تقسیم کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک اور کھجور طلب کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر نے فرمایا اگر رات کو حضور کی بارگاہ سے اور مل گئی تھی تو میں بھی دے دیتا ہوں حضرت عمر سے پوچھا گیا آپ کو یہ ساری بات (خواب والی) کس طرح معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کیا حضور نے فرمایا نہیں کہ مومن کی فراست ایمان سے ڈرو کہ فانهٗ ينظر بنور الله وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی　　سردار کا عالم کیا ہو گا

مؤمنانہ بصیرت پر ایک ایمان افروز واقعہ

وقدرقى عمر الفاروق منزلة
وحاز عزا وفخرا فى مراتبه

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منزل مقصود کو پہنچے اور اپنے مراتب میں فخر و عزت کے مقامات حاصل کیے۔ (نور الابصار بحوالہ روض فائق)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بے شمار کرامات میں سے ایک کرامت بڑی مشہور ہے چنانچہ صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور نور الابصار، ریاض النضرہ کے اندر بھی آپ کی اس کرامت کا ذکر ہے لیکن عمرو بن حارث کی روایت ہے کہ ایک دن جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے مسجد نبوی کے منبر شریف پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دو یا تین مرتبہ

باآواز بلند فرمایا: يا سارية الجبل (مشکوٰۃ میں ہے یا ساری الجبلَ) اے ساریہ پہاڑ سے بچ، لوگوں کو خیال گزرا کہ شاید امیر المومنین پر جنون طاری ہو گیا ہے چنانچہ آپ کے بے تکلف دوست اور صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے دوران خطبہ آپ نے خلاف معمول یہ الفاظ کہے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا والله ما ملكت ذلك حين رايت سارية و اصحابه يقاتلون عند جبل يؤتون من بين ايديهم ومن خلفهم فلم املك ان قلت يا سارية الجبل ليلحقو بالجبل

قسم بخدا! میں نے ساریہ (جن کو لشکر کا امیر بنا کر آپ نے ہی بھیجا تھا اور نام ان کا ابن زنیم تھا) اور اس کے لشکر کو پہاڑ کے پاس لڑتے ہوئے دیکھا جس پہاڑ کے آگے پیچھے (دشمن کا) لشکر جمع ہو رہا تھا تو میں نے بے اختیار ہو کر ان کو ان حالات سے خبردار کیا۔

چنانچہ چند ہی دن گزرے تھے کہ اسلامی لشکر کامیاب و کامران ہو کر واپس مدینہ شریف لوٹا اور لشکر نے تصدیق کی کہ جمعہ کے دن فلاں وقت اچانک ایک غیبی آواز نے ہماری رہنمائی کی اور ہم نے اس پر عمل کر کے پہاڑ کا رخ کیا اور دشمن پر غلبہ پایا۔

نور الابصار میں ہے کہ اب تک اس پہاڑ کی غار کو کرامت فاروق اعظم کی وجہ سے متبرک سمجھا جاتا ہے اور اس کی تعظیم کی جاتی ہے۔

بچایا ساریہ کو الجبل کہہ کر مدینے سے
جو خطبہ میں نظر ان پر پڑی فاروق اعظم کی
خبر دی آگ لگ جانے کی حرہ کے ساکن کو
کرامت سب پہ یہ ظاہر ہوئی فاروق اعظم کی
بہت تعریف کرتے تھے، بڑی تعظیم کرتے تھے
صحابہ اہل بیت اور خود علی فاروق اعظم کی

کہاں مسجد نبوی شریف اور کہاں حضرت ساریہ ملک نہاوند میں سینکڑوں میل مدینہ سے دور لڑ رہے تھے مگر حضرت عمر نے اکابر صحابہ کرام کے سامنے (منهم على و عثمان، جن میں

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عثمان بھی موجود تھے) بتا دیا کہ میں صرف خطابت ہی نہیں کر رہا لشکر اسلام کی قیادت بھی کر رہا ہوں۔

مرقات میں اس واقعہ کو آپ کی بہت بڑی کرامت اور آپ کی خلافت کے صحیح ہونے کی عظیم الشان دلیل قرار دیا گیا ہے (فھذہ کرامۃ عظیمۃ ومنقبۃ جسیمۃ دالۃ علی مزیۃ جلالتہ وصحۃ خلافتہ (مشکوٰۃ ص۵۴۶ حاشیہ نمبر۳)

معلوم ہوا کہ مقبولان بارگاہ خداوندی کے سامنے کائنات اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود سمٹ جاتی ہے اور قرب و بعد کا تصور ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں حدیث قدسی فکنت سمعہ الذی یسمع بہ کی تشریح میں لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ قرب نوافل کی وجہ سے بندے کو اپنے قریب کرتا ہے تو وہ بندہ خدا کے نور سے دیکھتا، سنتا، چھوتا ہے قریب اور بعید کی اس کے سامنے کوئی اہمیت نہیں ہوتی وہ جس طرح قریب سے دیکھتا سنتا ہے اسی طرح ہزاروں میل دور سے بھی دیکھتا سنتا مدد کرتا ہے بلکہ قبر سے باہر ہو تب بھی یہی حال ہے اور قبر کے اندر چلا جائے تو اس سے بڑھ کر یہ سب کچھ کرتا ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا
پھر یہ عقیدہ کہاں سے آ گیا کہ نبی الانبیاء کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں
ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

حضرت عمر کے کسی بچپن کے دوست نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ ہم بچپن میں اکٹھے ہی اونٹ چرایا کرتے تھے، تیرے اونٹ کئی مرتبہ گم ہوئے تمہیں پتہ نہ چلتا تھا اور میں تجھے تلاش کر کے دیتا تھا، کئی بار تیرے باپ نے تجھے اسی لئے ڈنڈوں سے مارا بھی، ذرا یہ تو بتا اب تیری نگاہ سینکڑوں میل دور کس طرح چلی گئی؟ آپ نے فرمایا اس وقت میں تیرا دوست تھا اور اب محبوب خدا کا دوست ہوں یہ میری طاقت نہیں جس کے منبر پر بیٹھا ہوں اس کی طاقت ہے۔

جب بجلی کے ذریعے اور آلات مواصلات کے ذریعے ریڈیو، ٹی وی، وائرلیس پر ایک آواز پوری دنیا میں بیک وقت پہنچائی جا سکتی ہے تو عشق مصطفیٰ کی پاور سے صرف مدینے سے نہاوند تک ہی نہیں بلکہ مدینے میں چلتے ہوئے بلال کے جوتوں کی آواز جنت میں بھی سنی جا سکتی ہے۔

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

اللہ تعالیٰ کا حضرت عمر سے مصافحہ اور آپ کی اخروی شان

ابن ماجہ و حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اوّل من یصافحہ الحق عمر و اوّل من یسلم علیہ و اوّل من یاخذہ بیدہ فیدخل الجنۃ (ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) سب سے پہلے حضرت عمر سے مصافحہ فرمائے گا، حضرت عمر کو سلام فرمائے گا اور سب سے پہلے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں خود داخل فرمائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اے عمر! میں تیرے چہرے کو دیکھ کر اس لئے مسکرا رہا ہوں

ان اللہ نظر الیک بالرحمۃ والشفقۃ لیلۃ العرفۃ وجعلک مفتاح الاسلام (دارقطنی)

اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی رات تیری طرف نظر رحمت سے دیکھا اور تجھے اسلام کی چابی قرار دیا ہے۔ (دارقطنی)

سبحان اللہ چہرۂ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ وہ چہرہ ہے جس سے خود خدا پیار فرماتا ہے اور ا... المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اس چہرہ انور کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور آپ کو اللہ نے دین اسلا... کی کنجی یعنی دین اسلام کے کھولنے والا بنایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

ینادی مناد یوم القیامۃ این الفاروق فیوتی بہ الی اللہ تعالیٰ فیقال مرحبا بک یا اباحفص ھذا کتابک ان شئت فاقرء ان شئت فلا فقد غفرت لک فیقول الاسلام یا ربّ ھذا عمر اعزنی فی دار الدنیا فاعزہ

کہ روز محشر جب اولین و آخرین جمع ہوں گے تو منادی کرنے والا پکارے گا سیدنا عمر فاروق کہاں ہے۔ پس وہ دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو مرحبا فرمائے گا اور فرمائے گا اے ابوحفص عمر فاروق یہ ہے آپ کی کتاب دل چاہے تو پڑھو چاہے نہ پڑھو، اللہ

فی عرصات القیامة فعند ذالك یحمل علی ناقة من نور ثم یکسی حلتین لو نشرت احداهما انغطت الخلائق ثم یسیر به سبعون الف ملك ثم ینا دی منادیا یا اهل الموقف هذا عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه

(نزہۃ المجالس ص۱۰۷ ج۳)

تعالیٰ نے آپ کیلئے مغفرت کو مختص فرما دیا اور اسلام یہ کہے گا اے باری تعالیٰ یہ ابوحفص وہ ہیں جنہوں نے دنیا میں میری عزت دوبالا کی۔ پس ان کو عزت دے آج قیامت کے دن پس پھر ایک نوری ناقہ حاضر کی جائے گی اور اس پر آپ کو سوار کیا جائے گا اور ان کو دو حلے قیمتی پہنائے جائیں گے کہ اگر ایک حلے کو پھیلا دیا جائے تو ساری مخلوق کو ڈھانپ لے اور روز محشر والے دیکھیں گے کہ آج تمام مخلوق میں حضرت عمر ابوحفص کا کتنا عظیم مقام ہے پھر ستر ہزار ملائکہ چلیں گے اس نوری سواری کے پیچھے اور یہ منادی کریں گے اہل محشر! یہ عمر بن خطاب ہے جس نے اسلام کو عزت دی۔

بکثرت ہیں احادیث نبی ان کے فضائل میں
صفت قرآن میں پائی گئی فاروق اعظم کی
کہا شہ نے عطا کیں مجھ کو خالق نے یہ دو قوت
تھی صدیق اکبر کی جری فاروق اعظم کی
کہا آقا نے میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا
تو اس منصب کے لائق شان تھی فاروق اعظم کی
یہ فرمایا عمر کا جو ہے دشمن میرا دشمن ہے
محب میرا ہے جب ہو دوستی فاروق اعظم کی

حضرت عمر کی آسمانی شان اور زبان جبرئیل

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے

نقل فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اتانی جبرائیل فقلت یا جبرائیل حدثنی بفضائل عمر فی السماء میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے اور میں نے ان کو کہا کہ میرے فاروق اعظم کی آسمان والی شان بیان کر! تو جبریل نے کہا لو لبثت وحدثتك بفضائل عمر فی السماء مالبث نوح فی قومه الف سنة الا خمسین عاما ما نفدت فضائل عمر اگر میں حضرت عمر فاروق کی آسمانی شان بیان کرنا شروع کر دوں تو جتنی دیر نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے یعنی ساڑھے نو سو سال اتنا زمانہ بیت جائے اور عمر فاروق کی آسمان والی شان میں بیان نہ کر سکوں۔ (فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ مقرونا فوائد رازی اور شرف النبوۃ میں بھی یہ روایت مذکور ہے اور حضرات القدس ص ۶۰ میں علامہ بدرالدین اسحاق سرہندی علیہ الرحمۃ نے بھی اس روایت کو درج فرمایا ہے یہ واقعہ حضرت ابوبکر صدیق کے حالات میں بھی گزر چکا ہے)

کہا جبریل نے گر منقبت صدہا برس تک ہو
نہ ہو گی جب بھی مدحت منتہی فاروق اعظم کی
جو محبوب نبی ہے تو وہ محبوب خدا بھی ہے
تو حق کی دشمنی ہے دشمنی فاروق اعظم کی

پادری کی گواہی

مسند بزار میں صحیح سند کے ساتھ یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں ملک شام تشریف لے گئے۔ ایک گرجے کا پادری اُن کو اپنے گھر لے گیا اور مسافر سمجھ کر کھانا وغیرہ کھلایا اور پھر کہا استرح تھوڑی دیر آرام کیجئے۔ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں میں نے تھوڑی دیر آرام کیا اور اس کے بعد کہا! اب مجھے اجازت دو۔ میں چلتا ہوں' اس نے مجھ سے کہا' میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا! پوچھیے اس نے نام پوچھا تو آپ نے فرمایا: عمر۔ اس نے پوچھا: من این جئت آپ کہاں سے آئے ہیں؟ فرمایا: مکہ سے' والد کا نام؟ فرمایا: خطاب۔ اس نے تھوڑا توقف کیا اور قلم کاغذ نکال کر آپ کے سامنے رکھتے ہوئے کہا: یہاں لکھیے۔ فرمایا: ما اکتب کیا لکھوں؟ اس نے کہا: مجھے امان و پناہ لکھ دیجئے۔ فرمایا:

Scanned with CamScanner

کیسی بات کرتے ہو میں کوئی بادشاہ تو نہیں ہوں کہ امان لکھ دوں۔ اس نے کہا میں نے تورات، زبور اور انجیل کا اس قدر علم حاصل کیا ہے کہ ولن تجد فی هذا الزمان علی الارض اعلم منی بالتورة والانجیل والزبور مجھ سے بڑا تورات، انجیل اور زبور کا عالم روئے زمین پر نہیں ہے اور میں نے ان تمام کتابوں میں آخر الزمان نبی اور اس کے صحابہ کے نام تک پڑھے ہیں اور ان میں تمہارا نام بھی پڑھا ہے اور یہ بھی پڑھا ہے کہ اس نبی کا پہلا خلیفہ ابوبکر ہوگا پھر اس کے بعد دوسرا خلیفہ تو ہوگا اور یہ بھی پڑھا ہے کہ تیرے ہی زمانے میں ملک شام فتح ہوگا اور جب تو اور تیری فوج فاتح بن کر یہاں آؤ تو اس وقت مجھے پناہ مل جائے لہٰذا پناہ نامہ مجھے ابھی لکھ دیں فکتب عمر آپ نے پناہ لکھ دی لك الامان فی عهدی بالخلافة کہ اگر ایسا ہی ہوا جیسا تم کہہ رہے ہو تو میں تیرے لئے پناہ کا ضامن ہوں چنانچہ شدہ شدہ جب حضرت عمر خلیفہ بنے اور ملک شام فتح ہوا اور آپ کو دورے کیلئے بلایا گیا آپ شام تشریف لے گئے تو وہی پادری اسی گرجے سے نکل آیا اور ہاتھ میں وہی امان نامہ تھا اور کہنے لگا اے عمر جیسا میں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا کہ نہیں؟ حضرت عمر نے اس علاقے کے گورنر کو حکم دیا کہ اس کو ساری زندگی کیلئے امان ہے بلکہ جب یہ ضرورت مند ہو جائے اور کچھ کر نہ سکے تو اس کی ساری زندگی اس کو وظیفہ (گزارہ الاؤنس) بھی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا یہی مطلب ہے ذلك مثلهم فی التورة ومثلهم فی الانجیل ان کے اوصاف وواقعات بلکہ عادات واخلاق تک کا ذکر بھی تورات وانجیل میں ہے۔

انہیں پہلی نظر سے دیکھ کر راہب نے پہچانا
کہ تھی مدحت صحیفوں میں لکھی فاروق اعظم کی

حضرت عمر فاروق وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا آپس میں پیار ومحبت

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سمعت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول عمر رضی الله عنه بن الخطاب سراج اهل الجنة فبلغه ذالك فقال انت سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قال نعم قال اکتب لی خطك فکتب بعد البسملة هذا ضمن علی ابن ابی طالب رضی الله عنه لعمر بن الخطاب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم عن جبریل علیه السلام عن ربه عزوجل ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه سراج اهل الجنة فاخذها عمرو قال اجعلوها فی کفنی حتّٰی القی بها ربی ففعل (نور الابصار، مطبوعہ مصر ص ۶۵)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں پس یہ بات آپ تک پہنچی تو مجھ سے

دریافت کیا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے یہ بات نبی ﷺ کو فرماتے سنی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کہ بسم اللہ لکھ کر یہ لکھو کہ علی ابن طالب اس بات کی ضمانت تحریر کرتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کے چراغ ہیں پس آپ نے یہ تحریر پکڑ لی اور فرمایا اے علی میرے انتقال کے بعد میرے کفن میں یہ تحریر رکھ دینا تا کہ میں اسی حالت میں اللہ کو ملوں پس حضرت علی نے ایسا ہی کیا۔

حدیث بالا سے یہ بات کس قدر روشن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد کہ عمر فاروق سراج اہل جنت ہیں۔ اس کی تحریر ضمانت لکھ کر دے رہے ہیں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے کفن مبارک میں یہ تحریر رکھی۔

اب خوف قبر کچھ نہیں مجھ حقیر کو — چٹھی میں یہ دکھاؤں گا منکر نکیر کو

کچھ ایسا حق کو ظاہر کر دیا فاروق اعظم نے
کہ جذبہ حق کا ہر دل میں بھرا فاروق اعظم نے
نظر آتے تھے سب عالم ہر اک تھا متقی زاہد
وہ نقشہ روبرو ان کے رکھا فاروق اعظم نے
نمونہ حق پرستی پاکبازی کا تھا ہر مسلم
وہ کی مضبوط مذہب کی بنا فاروق اعظم نے

Scanned with CamScanner

حسن و حسین ؓ سے تعلق کے واقعات

زمخشری نے ربیع الابرار میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جب فارس کے قیدی لائے گئے تو ان میں یزدجر (شاہ فارس) کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔ حضرت عمر فاروق نے قیدیوں کے ساتھ ہی ان کو بھی بیچ دینے کا حکم دیا تو حضرت علی نے کہا بادشاہوں کی لڑکیوں کو عام لوگوں کے ساتھ فروخت نہیں کرتے حضرت عمر نے پوچھا پھر ان سے کیا کیا جائے۔ حضرت علی المرتضی نے ان کی قیمت لگانے کا کہا اور جتنی قیمت لگی آپ نے اپنی جیب سے ادا کر کے ایک کا نکاح اپنے بیٹے حسین سے کیا جس سے امام زین العابدین پیدا ہوئے۔ دوسری حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ کو دی جس سے سالم پیدا ہوئے اور تیسری حضرت ابوبکر کے بیٹے محمد کو دی جس سے قاسم پیدا ہوئے۔ (نور الابصار)

☆ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق ؓ کی خدمت میں آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت نہ دی یہ واقعہ آپ کے دور خلافت کا ہے اسی اثناء میں حضرت سیدنا امام حسن تشریف لائے اور وہ یہ حال سن کر چلے گئے آپ کو بعد میں معلوم ہوا تو آپ نے ان کو بلایا کہ آپ واپس کیوں تشریف لے گئے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا جب آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اجازت نہ دی تو میں نے خیال کیا کہ مجھے بھی اجازت نہیں مل سکے گی اس لئے واپس چلا گیا۔ سیدنا عمر فاروق ؓ نے فرمایا۔

انت احق بالاذن منه انبت الشعر في الراس بعد الله الا انتم (تذکرہ)

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ جو بال ہمارے سروں پر اللہ تعالیٰ نے اگائے ہیں اس کے بعد کس نے اگائے ہیں سوائے تمہارے۔

سبحان اللہ! کیا محبت و پیار ہے کہ سیدنا عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ سے آپ کے صدقہ سے ملا ہے اور اگر آپ کی رضا نہ ہو تو کسی کو کچھ نہیں مل سکتا۔ قارئین کرام! نے دیکھا کہ ان عظیم ہستیوں سے کس قدر پیار و محبت ہے۔

☆ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ نے منبر پر گود میں سیدنا حسین ؓ کو لے کر فرمایا هل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوك یعنی ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے

ہیں تمہارے ہی ﷺ نانا جان میرے آقا و مولیٰ نے اگائے ہوئے ہیں گویا یہ عزت و دولت سب سرور کون و مکان اور ان کی آل اطہار کے صدقے میں ملی ہے۔

معلوم ہوا کہ اصحاب نبوت کو حسنین سعیدین اور آلِ اطہار سے انتہا درجہ کی محبت و عقیدت بر حق تھی۔

☆ حضرت عمر فاروق نے جب وظائف مقرر فرمائے تو امام حسن و حسین کو اکابرین صحابہ کے برابر وظائف دیئے اور اپنے بیٹے کیلئے حسن و حسین سے کم وظیفہ مقرر کیا اور جب آپ کے صاحبزادے نے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے جو جواب دیا اس کو کسی نے اشعار میں یوں قلم بند کیا ہے۔

کاندھے پہ مصطفیٰ نے چڑھایا ہے کیا تجھے
بیٹا نبی نے اپنا بنایا ہے کیا تجھے
جھولے میں نوریوں نے جھلایا ہے کیا تجھے
علم نبی علی نے پڑھایا ہے کیا تجھے
یہ تو نے جو کہا تیرے منہ کی بڑائی ہے
کیا تیری ماں کو چادر تطہیر آئی ہے

یہی جواب حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو اس وقت دیا جب شہر بانو کے ساتھ نکاح کی بات چلی تو آپ کے بیٹے نے بھی خواہش کی لیکن آپ نے فرمایا! ایران کی شہزادی شہر بانو کا نکاح مدینہ کے شہزادے حسین کے ساتھ ہی ہوگا (کیونکہ اس کی نسل سے زین العابدین کے ذریعے اولاد چلے گی اور پوری دنیا میں سید پھیلیں گے۔ نکاح میں خود پڑھتا ہوں تاکہ جو اصلی و نسلی سید ہو وہ علی کا بھی احترام کرے گا اور عمر کا بھی احترام کرے گا) چنانچہ آپ نے شہر بانو کا نکاح امام حسین سے کیا اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ اتنا مال دیا کہ اگر ساری عمر بھی کھاتے رہتے تو ختم نہ ہوتا۔

خدا کی شان دیکھیے کہ حضرت امام حسین کی سگی بہن حضرت ام کلثوم ؓ کا نکاح خود حضرت علی نے حضرت عمر کے ساتھ کیا اور اہل تشیع کی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے کہ حضرت عمر نے جب حضرت علی سے یہ رشتہ طلب کیا تو حضرت علی نے کہا آپ کی عمر زیادہ

Scanned with CamScanner

میری بچی چھوٹی ہے اس رشتہ میں کیا جوڑ ہے حضرت عمر نے کہا بخدا میں صرف آپ سے رشتہ داری قائم کرنے کیلئے ایسا کر رہا ہوں ورنہ اور کوئی خواہش نفسانی نہیں ہے چنانچہ حضرت علی نے حضرت فاطمہ سے مشورہ کر کے حضرت عمر کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے دیا۔

بہت تعریف کرتے تھے بڑی تعظیم کرتے تھے
صحابۂ اہل بیت اور خود علی فاروق اعظم کی
کہا صادق نے میں اس سے بہت بیزار ہوں سن لو
جو کرتا ہے ذرا سی بھی بدی فاروق اعظم کی
روافض نے کیے جو افتراء بہتان اے اجمل
یقیناً ذات ہے ان سے بَری فاروق اعظم کی

☆ ابن کثیر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر کی خدمت میں کہیں سے قبائیں آئیں آپ نے ان کو تقسیم فرما دیا اور حسن وحسین کو نہ دیں۔ تین دنوں کے بعد خود چل کر حضرت عمر حسن وحسین کے پاس گئے اور بہت اعلیٰ قسم کی قیمتی یمنی قبائیں خود اپنے ہاتھوں سے پہنائیں اور فرمایا میں قربان جاؤں وہ قبائیں تمہیں اس لئے نہیں دی تھیں کہ مجھے پسند نہ تھیں میں نے اسی دن یمن میں بندہ بھیج دیا تھا اور وہ آج ہی لے کر پہنچا ہے۔

علامہ محب طبری سے کتاب الموافقتہ میں ہے اور یہ روایت امام محمد باقر علیہ الرحمتہ سے ہے کہ حضرت عمر ایک مرتبہ مدینہ کی گلی میں جا رہے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ بمعہ حسنین کریمین آپ کو ملے، حضرت علی نے سلام کہہ کر حضرت عمر کا ہاتھ پکڑا، حسنین کریمین دونوں بزرگوں کے دائیں بائیں ہو گئے پھر خلافت کی ذمہ داریوں کا تذکرہ چھڑا تو حضرت عمر رونے لگے جس پر حضرت علی المرتضیٰ نے آپ کے انصاف وعدل کی بہت تعریف فرمائی ازاں بعد حسنین کریمین نے باری باری حضرت عمر کے عدل وانصاف کی تعریف کی جس پر حضرت عمر نے (بہت خوش ہو کر) فرمایا اے میرے بھتیجو کیا میرے اس عدل وانصاف کی گواہی (خدا کی بارگاہ میں بھی) دو گے فسکتا فنظرا الی ابیہ دونوں شہزادے چپ ہو گئے اور اپنے باپ (علی المرتضیٰ) کی طرف دیکھنے لگے جس پر حضرت علی نے فرمایا اشھدا انا معکم شهید ہاں

(میرے پیارے شہزادو) تم بھی گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ (عمر کے عدل وانصاف کا) گواہ ہوں۔

ہوئی خلافت دیگر خلافت فاروق
بہت فتوح کی مظہر خلافت فاروق
رہی غریب و مساکین کی بڑی ہمدرد
رہ کمال کی رہبر خلافت فاروق
زمیں عدل و صداقت سے بھر گئی جس میں
وہ تھی پرامن سراسر خلافت فاروق

حضرت علی کی حضرت عمر کو دعا (رضی اللہ عنہما)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے مساجد میں قندیلیں روشن کرنے والے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب دیکھا کہ مساجد اس طرح قندیلوں سے روشن ہیں جن کی روشنی دُور دُور تک ہوتی تھی۔

اول من فعل ذالك عمر ابن الخطاب فانه اجمع الناس في صلاة التراويح علق القناويل فلما راها علي تزهر قال نورت مساجدنا نور الله بقبرك يا ابن خطاب

(الصواعق، اسد الغابہ، سیرت حلبیہ)

ہم میں سے سب سے پہلے عمر ابن خطاب رضی اللہ نے مسجد میں روشنی کی پس جب لوگ نماز تراویح کیلئے جمع ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تشریف لائے تو آپ نے مسجد نبوی کو جگمگاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے ابن خطاب ہماری مسجدوں کو آپ نے منور کیا اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو منور فرمائے۔

یاد رہے کہ سب سے پہلے مسجد نبوی کی توسیع بھی آپ نے فرمائی تھی۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

ابو القاسم نے فوائد میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق کے پاس ایک شخص آیا آپ نے اس کو فرمایا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا جمرہ، یعنی کوئلہ، شعلہ، انگر، فرمایا تیرے باپ کا نام کیا ہے

Scanned with CamScanner

اس نے شہاب (آگ کا ٹکڑا) بتایا۔فرمایا تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا حرقہ (سوزش گرمی) والوں میں سے۔فرمایا تیرا وطن کونسا ہے؟ اس نے حرہ (تپش) بتایا فرمایا حرہ کے کس مقام پر تیری رہائش ہے اس نے ذات لظیٰ (شعلہ دار) مقام پر بتایا۔فرمایا جا کر گھر والوں کی خبر لے تیرا سارا گھرانہ جل گیا ہے وہ جب گھر آیا تو واقعی سارا کنبہ جلا ہوا تھا۔(تاریخ الخلفاء)

نکیرین کرتے ہیں تعظیم ان کی

ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے قبر میں نکیرین کا آنا اور ان کی ڈراؤنی شکل کا تذکرہ فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کیا! اے اللہ کے نبی کیا میں اس وقت اسی (ایمان کی) حالت پر ہوں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں' عرض کیا پھر میں ان سے نمٹ لوں گا۔حضور نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم مجھے جبریل نے بتایا کہ فرشتے جب عمر سے من ربک من نبیک ما دینک کہیں گے تو عمر کہے گا میرا رب اللہ' میرا نبی محمد رسول اللہ اور میرا دین اسلام ہے بتاؤ تمہارا رب' نبی اور دین کیا ہے؟ تو فرشتے تعجب کرتے ہوئے کہیں گے تعجب ہے اس شخص پر کہ جو یہ نہیں سمجھ رہا کہ ہم اس کی طرف بھیجے گئے ہیں یا یہ ہماری طرف بھیجا گیا ہے۔(ریاض النضرہ وباب فضل عمر)

قصر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں جب جنت میں گیا تو ایک بڑا ہی عالی شان خوبصورت (سونے چاندی) کا محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا ہے قالو العمر مجھے بتایا گیا کہ (آپ کے دوست) عمر کا ہے۔میں نے ارادہ کیا کہ اس میں داخل ہو جاؤں فذکرت غیر تک اے عمر! تیری غیرت کی وجہ سے میں اندر داخل نہ ہوا۔فبکی (عمر) حضرت عمر فاروق رونے لگے اور عرض کیا علیک اغار یا رسول اللہ! اے میرے آقا! بھلا میں نے آپ پر ہی غیرت کرنا تھی (یہ عزتیں جب دینے والے ہی آپ ہیں تو پھر آپ پر غیرت کون کرے گا۔)

(بخاری ومسلم' ترمذی ص ۲۰۹ ج ۲)

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تھا
تیرے عشق نے بنایا میری زندگی فسانہ

اور ایسا فسانہ کہ جنت میں بھی تذکرے ہو رہے ہیں اور محل تیار کئے جا رہے ہیں۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

علم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

بخاری ومسلم میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دودھ کا پیالہ میرے پاس لایا گیا جس سے میں نے اتنا پیا حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری کہ اس کا اثر میرے ناخنوں تک آ گیا یعنی پوری طرح سیرابی ہوگئی ثم اعطیت فضلی عمر ابن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم

پھر میں نے پیالے میں اپنا بچا ہوا دودھ عمر کو دے دیا عرض کیا گیا حضور اس خواب کی آپ کیا تعبیر ارشاد فرماتے ہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کی تعبیر علم ہے۔

اس حدیث کی شرح شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند کہ صورت مثالیہ علم دراں عالم لبن ست ہر کہ در خواب بیند کہ شیر میخورد و
تعبیرش آن ست کہ علم خالص نافع نصیب او گردد وجہ مشابہت میان علم وشیر

حاصل کلام یہ ہے کہ دودھ سے مراد جہان ہے اور دودھ کا پینا علم ہے اور وہ علم خاص ہے جو نصیب ہوا حضرت عمر کو پس آپ کو وہ علوم حاصل ہوئے ہیں جو کہ سارے جہاں کو سیراب کرنے والے ہیں۔(ص ۶۴۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لوان علم عمر رضی اللہ عنہ وضع فی کفۃ میزان و ضع علم الاحیاء الارض فی کفۃ لرجع علم عمر بعلمھم ولقد کان یرون انہ ذھب بتسعۃ اعشار العلم

اگر حضرت عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کا پلہ بھاری رہے گا کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں نو حصے علم ملا ہے۔

حاکم نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے۔

كان علم الناس كان مستودا في حجر عمر — تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے۔

حاکم وطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اذا ذكر الصالحون فحي بعمر ان عمر كان اعلمنا بكتاب الله وافقهنا في دين الله — کہ جب صالحین کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم میں سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین کے فقیہہ ہیں۔

(تاریخ الخلفاء)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دین داری

اسی طرح بخاری ومسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے حضور علیہ السلام کا ایک خواب منقول ہے جس میں آپ نے فرمایا: رايت الناس يعرضو علي وعليهم القمص لوگوں کو میں نے دیکھا کہ انہوں نے قمیصیں پہن رکھی ہیں جن میں بعض کی قمیص سینے تک ہے بعض کی اس سے نیچے و عرض علي عمر ابن الخطاب وعليه قميص يجره حضرت عمر کو میرے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا کرتا اتنا لمبا ہے کہ زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا عرض کیا گیا حضور اس کی کیا تعبیر ہے آپ نے فرمایا اس کی تعبیر دین ہے۔

غیرت فاروقی کا ایک عظیم واقعہ

قرآن مجید کی تلاوت کی بڑی فضیلت ہے لیکن اگر کوئی بدنصیب تلاوت قرآن کرتے ہوئے بھی اپنی نیت میں فتور پیدا کرلے تو یہی تلاوت اس کیلئے شقاوت کا باعث بن جائے گی چنانچہ تفسیر روح البیان میں اس عنوان پر غیرت فاروقی میں ایک عجیب حکایت لکھی ہے اور وہ یہ کہ حضرت عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں کسی مسجد کا کوئی امام نماز میں ہمیشہ سورہ عبس وتولی اس نیت سے پڑھتا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ڈانٹا ہے (نعوذ باللہ) اس سورت کے شان نزول سے بعض لوگ یہ شیطانی عقیدہ اخذ کرتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام رؤسائے قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے تو نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نے

حاضر ہو کر باآواز بلند کہا: يا رسول الله علمني مما علمك الله، اے اللہ کے رسول مجھے بھی وہ کچھ سکھائیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے اور یہ نہ سمجھا کہ موقع و مقام کا تقاضا کیا ہے یہ بات حضور علیہ السلام پر گراں گزری اور ناگواری کے آثار بھی چہرے پر نظر آئے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں عبس و تولى ان جاءه الاعمى وما يدريك لعله يزكى تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) آپ کے پاس ایک نابینا حاضر ہوا اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو حضرت عمر نے اس امام سے پوچھا کہ تمہیں قرآن کا کوئی اور حصہ نہیں آتا اس نے سمجھا شاید مجھے انعام ملنے والا ہے کہنے لگا کیوں نہیں ادری كذا وكذا فلاں فلاں سورت آتی ہے۔ فرمایا: پھر ہر نماز میں خاص یہ سورت پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے مذکورہ وجہ بھی بیان کردی۔ آپ نے تلوار نکالی اور اس گستاخ کے ٹکڑے کر دیئے۔ فرمایا تو حضور کی توہین کر کے کس خدا کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ (ملخصاً)

حضرت عمر فاروق اس قدر غیرت والے تھے کہ ذرا سی کسی کافر یا منافق نے بارگاہ رسالت میں بات کی تو عمر کی تلوار نیام سے باہر آگئی اور عرض گزار ہوئے کہ دع یا رسول الله اضرب عنقه حضور مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔

ارے یہی تو وجہ ہے کہ ابوبکر و عثمان و علی ہی کیا ہر کسی کو عزت اسلام سے ملتی ہے اور عمر فاروق وہ ہیں کہ خود حضور علیہ السلام اللہ سے دعا کر رہے ہیں اللهم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب خاصته اے اللہ! اسلام کو خاص طور پر عمر فاروق کے ذریعے خصوصی عزت عطا فرما۔

عجب اقبال تھا دس سال کے دور خلافت میں
بہت ملکوں پہ قبضہ کر لیا فاروق اعظم نے
برائے نیل اک نو عمر لڑکی بھینٹ چڑھتی تھی
لکھا خط نیل کو جب یہ سنا فاروق اعظم نے
موافق حکم کے عامل نے یہ خط نیل میں ڈالا
تو دریا خط سے جاری کر دیا فاروق اعظم نے

لرز جاتے تھے ان کے نام سے سلطاں مگر پھر بھی
لباس دلق پوشی ہی رکھا فاروق اعظم نے

یہی وجوہات ہیں کہ غیر مسلم انگریز نے اپنی کتاب دی ون ہنڈرڈ' مصنف مائیکل ایچ ہارٹ جس کے کل سو باب ہیں ہر باب میں ایک عظیم شخصیت کا ذکر ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی تیسرے نمبر پر ہے جبکہ ہمارے آقا علیہ السلام کا ذکر پہلے نمبر پر کیا ہے دوسرے پر نیوٹن کا اور تیسرے نمبر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کا پہلے نمبر پر اس لئے کہ آپ نے عمر فاروق جیسے لوگ تیار کیے ہیں۔) حضرت عمر کا ذکر اگرچہ اکاون نمبر پر ہے لیکن آپ کی خدمات کا بھرپور اعتراف ہے روزنامہ جنگ ۱۹۹۱-۳-۳)

اور قائداعظم کے دور میں جب شیعہ سنی جھگڑا ہوا تو بقول بعض باوجود مائل بہ شیعیت ہونے کے (اور شاید اسی وجہ سے شیعہ حضرات ان کے پاس جھگڑا لے جانے پر رضامند بھی ہوئے) انہوں نے کہا کہ اگر ہم اپنی تاریخ سے حضرت عمر کو نکال دیں تو ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہیں بچتا۔

شیطان کا علاج

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ شیطان آپ سے ڈرتا' گھبراتا اور بھاگ جاتا ہے۔ وہ لوگ جو آج بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لینے سے گھبراتے ہیں اور اگر ان کا نام لے لیا جائے تو یہ حضرات چیں بہ جبیں ہو جاتے ہیں کبھی کہتے ہیں بس جی ان کا نام نہ لو وہ بہت سخت تھے ارے سخت تو کافروں کیلئے تھے جس کی شہادت قرآن دے رہا ہے: اشداء علی الکفار' (الفتح) آپ کے بارے میں اس طرح کے ریمارکس دے کر تمہیں معلوم ہی نہیں کہ تم اپنے آپ کو کس زمرے میں شامل کر رہے ہو۔ چند احادیث مبارکہ صرف اس موضوع پر لکھی جاتی ہیں اور پھر ایسے لوگوں کو دعوت انصاف دی جاتی ہے کہ اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ فرمالیں کیونکہ ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی لہٰذا زحمت فرمائیں اور ذرا خود ہی اپنی اداؤں پر غور کریں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے خود حضرت عمر سے فرمایا

والذی نفسی بیدہ ما لقیك الشیطان سالکا فجا قط الا سلك فجا غیر فجك (بخاری و مسلم)

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (اے عمر) شیطان تیرے راستے پر نہیں آسکتا اور تجھے دیکھ کر اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

کیونکہ شیطان نے اللہ کی بارگاہ سے مردود ہوتے وقت کہا تھا کہ ولاغوینهم اجمعین میں تیرے تمام بندوں کو گمراہ کرکے چھوڑوں گا الا عبادك منهم المخلصين ہاں مگر جو تیرے چنے ہوئے ہیں ان پر میرا بس نہ چل سکے گا (الحجر)

ثابت ہوا کہ عمر فاروق مخلصین کے سردار ہیں تبھی تو آج بھی جبکہ آپ کو قبر انور میں چودہ سو سال ہوگئے ہیں کہ ناری شیطان ہو یا خاکی (من الجنة والناس) عمر کا نام سنتا ہے تو اس کے چہرے کا جغرافیہ بدل جاتا ہے بلکہ چہرے پر بارہ بج جاتے ہیں اور اس کا سائز چھ چار کا ہو جاتا ہے اور کیا صرف اس وجہ سے کہ۔

زندگی میں اور بعد از فوت بھی
ہیں ابوبکر و عمر یار نبی
حشر میں بھی وہ اٹھیں گے ایک ساتھ
ہو گا ان کے ہاتھ میں دونوں کا ہاتھ

(مولانا غلام دستگیر نامی)

حضور علیہ السلام نے حضرت عمر فاروق کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا: ان الشیطن یخاف منك یا عمر (ترمذی ص۲۱۰ ج۲) اے عمر تجھ سے شیطان ڈرتا' گھبراتا اور خوف کھاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انی لا نظر شیاطین الانس والجن وقد فروا من عمر

(ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

تمام شیطان چاہے وہ جنون میں سے ہوں یا انسانوں میں سے عمر سے بھاگتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

پر کیوں نہ شیاطین کے جلیں سائے سے تیرے
جب سرحد فرق حق و باطل تو ہی ٹھہرا (حکیم سرور)

طبرانی میں ہے کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

ان الشیطان لم یلق عمر منذ اسلم الاخر لوجهه (الصواعق ص ۹۷)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس دن سے عمر اسلام لایا ہے شیطان منہ کے بل گرا ہوا ہے۔

الصواعق کے اندر ہی یہ الفاظ بھی ہیں ان الشیطان یفر من عمر عن عائشه رضی اللہ تعالٰی عنها (ص۹۷)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں حضرت عمر فاروق کی اس شان کو یوں روایت فرمایا ہے ما فی السماء ملك الا وهو یوقر عمر و مافی الارض شیطان الا وهو یفر من عمر (الصواعق ص ۹۷) آسمان کا ہر فرشتہ عمر فاروق کی عزت کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان عمر فاروق سے گھبرا کر بھاگ جاتا ہے۔

ایک حدیث میں حضور علیہ السلام نے ایسے الفاظ ارشاد فرمائے کہ جو شیطان کے حضرت عمر فاروق سے ڈرنے کا سبب بن سکتے ہیں اور وہ یہ کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول به (ابن ماجہ ص ۱۱)

اللہ تعالٰی نے عمر کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے وہ جو بات کرتے ہیں حق ہی کرتے ہیں۔

نیز آپ (ﷺ) نے فرمایا: عمر معی وانا مع عمر والحق مع عمر (نور الابصار ص ۶۱)

عمر میرے ساتھ ہے میں عمر کے ساتھ ہوں اور حق (بھی) عمر ہی کے ساتھ ہے۔

نور الابصار ص ۶۱ پر علامہ سید مومن شبلنجی سے اور نزہتہ المجالس میں سیدنا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اتقو غضب عمر فان اللہ تعالٰی یغضب اذا غضب عمر

عمر فاروق کے غصے سے بچو کیونکہ جب عمر غصے میں ہو خدا بھی غضب میں ہوتا ہے۔

نور الابصار میں الفاظ یہ ہے رضا الرب رضا عمر عمر کی رضا (میں) رب کی رضا ہے۔

مفہوم کے اعتبار سے دونوں روایات کا مطلب ایک ہی بنتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے جبریل امین علیہ السلام نے کہا: لیبك الاسلام علی موت عمر چاہیے کہ عمر کی موت پر (صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ) اسلام (بھی) روئے۔ (کیونکہ اس عمر کی وجہ سے اسلام کو عزت اور غلبہ نصیب ہوا)

(الصواعق المحرقہ بحوالہ طبرانی، عن ابی بن کعب)

جو ان کی فضیلت کو گھٹاتے ہیں ذرا بھی
وہ لوگ ہیں شیطان کے پھندے میں گرفتار

طبرانی اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں

جاء جبرائیل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال اقرا الاسلام عمر واخبره ان غضبه غرو رضاه حکم

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور اپنے عمر فاروق کو سلام کہہ دیجئے اور ان کو خبر دیجئے کہ آپ کا غصہ غلبہ ہے اور آپ کی رضا حکم ہے۔

طبرانی نے حضرت عمیر بن ربیعہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سیدنا مفتاح الاسلام عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تو نے پچھلے صحیفوں میں میرا بھی ذکر دیکھا ہے یا کہ نہیں انہوں نے کہا ہاں آپ کے متعلق لکھا ہے۔

قال امیر شدید لا تاخذه فی اللہ لومة لائم قال ثم قال یکون من بعدك خلیفة تقتله فئة ظالمة قال ثم قال یکون البلاء

(ریاض النضرہ)

کہ آپ فولادی تلوار یا لوہے کا پہاڑ (قرنا من حدید) ہوں گے آپ نے پوچھا اس کا کیا مطلب انہوں نے کہا کہ ایک ایسے امیر شدید کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے یعنی دین خدا کی خاطر کوئی خلاف حکم کام برداشت نہ کریں گے۔ آپ نے پوچھا اور کیا لکھا ہے انہوں نے کہا کہ

آپ کے بعد جو خلیفہ ہوں گے انہیں ایک ظالم
گروشہید کرے گا پھر کیا ہوگا؟ آپ نے پوچھا
انہوں نے کہا پھر فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔

جہنم کا تالا

طبرانی سے ریاض النضرہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت عمر کے صاحبزادے سے کہا یا ابن قفل جہنم اے دوزخ کے تالے کے بیٹے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح کے الفاظ سن کر پریشان سے ہوگئے اور یہ واقعہ حضرت عمر سے عرض کیا۔ حضرت عمر یہ سن کر ابن سلام کے پاس آئے اور ان الفاظ کی بیک گراؤنڈ اور پس منظر معلوم کرنا چاہا تو حضرت عبداللہ بن سلام (جو اسلام سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم بلکہ عالم ابن عالم تھے) نے عرض کیا کہ مجھے میرے آباؤ اجداد کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول پہنچا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبریل امین علیہ السلام سے سنا کہ نبی آخر الزمان کی امت میں ایک ایسا شخص ہوگا یقال لہ عمر بن الخطاب جس کا نام عمر بن خطاب ہوگا وہ بابرکت شخص جب تک امت محمدیہ (علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام) میں موجود رہے گا فجھنم مغلقۃ دوزخ بند رہے گی اور اس کی وفات کے ساتھ ہی دوزخ کا دروازہ کھل جائے گا (فتنے وفسادات کھڑے ہو جائیں گے) اور لوگ اپنی نفسانی لذات کیلئے ادھر ادھر پریشان پھرتے ہوں گے۔ (نزہۃ المجالس)

حیرت انگیز واقعہ (شراب دودھ ہوگئی)

ایک شخص شراب کی بھری بوتل لئے جارہا تھا کہ راستے میں اس کو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نظر آئے۔ آپ کو دیکھنے سے اس کا رنگ متغیر ہوگیا اور دل ہی دل میں کانپنے لگا۔ گھبراہٹ اور خطرہ جان کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ دل میں کہنے لگا اے باری تعالیٰ مجھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بچالے۔ میں سچے دل سے تجھ پر اور تیرے رسول علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں یہاں تک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے قریب آپہنچے۔ آپ نے فرمایا یہ چادر میں کیا چھپا رکھا ہے۔ کہنے لگا حضور یہ بوتل میں دودھ ہے آپ نے فرمایا اسے لپیٹ کر کیوں رکھا ہے عرض کیا یہ دودھ گرم تھا اس لئے اردگرد چادر لپیٹ لی ہے آپ نے فرمایا کھول کر دکھاؤ ڈرتے کانپتے اس نے چادر

کو کھول کر دکھایا تو اس میں واقعی گرم دودھ بھرا ہوا تھا آپ نے فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتن اللہ فرماتا ہے جو سچے دل سے مجھ سے ڈر جاتا ہے اللہ اس کو دو جنتیں عطا فرماتا ہے۔ آپ نے فرمایا اے شخص بے شک تیری بوتل میں تھی شراب لیکن تیرے صدقِ دل کی توبہ نے اے دودھ بنا دیا اور جب تم نے دودھ گرم کہا وہ اس وقت تو ٹھنڈا تھا لیکن پھر گرم ہوگیا۔ سچا خوف اللہ کو ایسا پسند آیا کہ شراب کا دودھ بن گیا ورنہ حقیقت تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے تمہاری جان کا بچاؤ مشکل تھا۔ (سیرت فاروق اعظم بحوالہ نوائے سید الابرار)

شہان دھر نے دیکھے ہیں جب ان کے امور
تو ان کو کرتی ہے ششدر خلافت فاروق
لرز ہی جاتا تھا ہر شاہ نام سن کے ضرور
اثر وہ رکھتی تھی دل پر خلافت فاروق
وہ انتظام کیا ایسے کارنامے کئے
کہ ہر زبان پر تھی گھر گھر خلافت فاروق

آپ کی عاجزی اور انکساری

حضرت عمر فاروق کا جاہ وجلال آپ نے گزشتہ واقعات کے حوالے سے ملاحظہ فرمایا اس کے ساتھ ساتھ آپ عاجزی اور انکساری کا پیکر بھی تھے کیونکہ ایک سچے اور کامل مومن کی یہی شان ہے کہ

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

چند واقعات اس حوالے سے بھی ملاحظہ فرمائیں باختلاف روایات تقریباً سینتالیس مربع میل پر آپ کی حکومت تھی لیکن ایک مرتبہ منبر پر برسر عام علیٰ راس الشہود فرمانے لگے اے عمر! کیا تو وہی نہیں کہ بکریاں چرایا کرتا اور کبھی اونٹ۔ اور کھانے کو روٹی نہ ملتی تھی بلکہ گھر سے مار بھی کھانی پڑتی تھی جب منبر سے نیچے اترے تو لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا مجھ میں کچھ بڑائی کی بو پیدا ہونے لگی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ فی الوقت اس کا علاج ہو جائے۔

Scanned with CamScanner

☆ لوگوں نے دیکھا کہ وہ عمر جس کے جاہ وجلال سے قیصر و کسریٰ کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں وہ ایک بھیڑ کے جسم سے کیڑے نکال رہا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یہ کام ہمیں کرنے دیں۔ فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ شاید اس کی وجہ سے مجھ پر اللہ تعالیٰ کرم فرمادے۔

☆ وہ عمر جو حضرت زید بن حارثہ کے فرزند ارجمند حضرت اسامہ بن زید غلام ابن غلام کی تنخواہ اپنے سگے اور صحابی بیٹے سے اس لئے زیادہ مقرر کرتا ہے کہ اسامہ تجھ سے زیادہ حضور کو پیارا تھا۔

☆ امام حسن فرماتے ہیں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں اور ان کی تہبند پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق کو اکثر ہم نے دیکھا کہ آپ بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تو آپ کا کرتہ پھٹا ہوا اور اس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔

جبة من صوف مرقوعة بعضها بادم — کہ آپ صوف کا پھٹا ہوا کپڑا یعنی کرتا مبارک جس میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اسی حالت میں بازار سے گزرتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رایت بین کتفی عمرا ربع رقاعة فی قمیصه — میں نے دیکھا کہ آپ کے کرتے مبارک میں مونڈھے کے پاس چار پیوند لگے ہوئے تھے۔

☆ حضرت عثمان ہندی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شلوار مبارک میں چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق نہایت کثیر البکا تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے مبارک کے رخسار انور پر رو رو کر دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔

☆ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک باغ میں بیٹھ

کر روتے ہوئے دیکھا زار و قطار رو رہے تھے اور فرما رہے تھے اے عمر کہاں تو اور کہاں امیر المومنین کا عہدہ' اللہ سے ڈر کہیں اس کی گرفت میں نہ آجائے۔

☆ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کو ایسا بندہ بہت پسند تھا جو آپ کے عیب نکالتا' آپ فرمایا کرتے احب الناس الی من رفع الی عیوبی مجھے سب سے زیادہ وہ شخص پسند ہے جو مجھ پر میرے عیب ظاہر کرے۔

حضرت عبداللہ بن عامر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت عمر نے زمین سے تنکا اٹھایا فقال یا لیتنی هذه التبنة اور کہا کاش میں یہ تنکا ہوتا۔

☆ حضرت عمر فاروق رات کو گشت فرمایا کرتے۔ ایک مرتبہ دوران گشت ایک بدو کے خیمے سے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ ایک عورت دردزہ میں مبتلا ہے آپ گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ساتھ لیا' کچھ ضرورت کا سامان لیا اور بدو کے خیمے کے اندر بیوی کو بھیج دیا' خود باہر بیٹھ گئے تاآنکہ آپ کی زوجہ نے کہا امیر المومنین! بدو کے ہاں بیٹے کی مبارک ہو۔ بدو نے امیر المومنین کا نام سنا تو مارے خوف کے کانپنے لگا آپ نے اس کو تسلی دی اور فرمایا کل میرے پاس آجانا میں بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔

☆ ایک مرتبہ پچاس صحابہ نے باہم مشورہ کیا کہ حضرت عمر کے پاس بیرون ممالک سے وفود بھی ملاقات کیلئے آتے ہیں کوئی اچھا سا لباس ملاقاتیوں کیلئے ہونا چاہئے لیکن کسی میں جرأت نہ تھی کہ آپ سے بات کر سکے۔ آخر کار امہات المومنین حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کا سہارا لیا۔ انہوں نے آپ سے اس بارے بات کی تو آپ رونے لگے اور فرمایا مجھے ذرا بتاؤ تو حضور علیہ السلام کا لباس کیسا تھا (میرے سامنے تو آپ کا لباس رہتا ہے میں تو چند ملکوں کا حکمران ہوں اور میرا آقا رحمۃ للعالمین تو ساری خدائی کے حکمران تھے۔)

☆ ایک مرتبہ ایک عورت اپنا بچہ لے کر آئی اور آپ سے کہا اس کو سمجھائیں یہ میٹھا بہت زیادہ کھاتا ہے آپ نے فرمایا اس کو کل لے کر آنا' اگلے دن جب وہ لے کر آئی تو آپ نے فرمایا بیٹا زیادہ میٹھا نہ کھایا کرو۔ مائی بہت حیران ہوئی اور عرض کیا اتنی بات کل ہی کہہ دی ہوتی۔ فرمایا کل اس لئے نہیں کہا تھا کہ میں نے خود میٹھا کھایا ہوا تھا اور میں نے سوچا کہ کہیں لم

Scanned with CamScanner

تقولون ما لا تفعلون کے زمرے میں نہ آجاؤں (کہ وہ کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے ہو)

عدل وانصاف کے واقعات

شام فتح ہوا تو حضرت عمر کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعے قیصر روم کے تعلقات بڑھ گئے۔ایک مرتبہ اس کی بیوی نے حضرت عمر کے گھر والوں کو تحفہ کے طور پر عطر کی چند شیشیاں بھیجیں جواباً آپ کی بیوی (ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ) نے وہ شیشیاں جواہرات سے بھر بھیجیں تو آپ نے وہ جواہرات واپس منگوا کر بیت المال میں جمع کرادیے اور بیوی کو فرمایا صرف عطر تمہارا ہے وہ رکھ لو اور قاصد کو اس لئے بلالیا ہے کہ اس کے مصارف کا خرچہ بیت المال پر پڑتا تھا۔

☆ بازار میں ایک بہت موٹا اونٹ فروخت ہو رہا تھا آپ نے پوچھا یہ کس کا اونٹ فروخت کیا جارہا ہے۔آپ کو بتایا گیا کہ آپ کے بیٹے عبداللہ کا ہے۔آپ نے اپنے بیٹے سے پوچھا اس اونٹ کے اتنا موٹا تازہ ہونے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ سرکاری چراگاہ میں چرتا رہا ہے اس لئے اتنا فربہ ہوگیا ہے۔آپ نے فرمایا اس کو بیچنے کے بعد اونٹ کی عام قیمت اپنے پاس رکھ لے اور باقی رقم سرکاری خزانے میں جمع کروادے۔

☆ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوگئے اور حکماء واطباء نے شہد کھانے کو کہا۔بیت المال میں شہد موجود تھا لیکن آپ نے اس کا استعمال بغیر اجازت کے پسند نہ فرمایا اور مسجد میں اہل اسلام کو بلا کر اجازت لی پھر تھوڑا شہد استعمال فرمایا۔

آپ خلیفہ بنے تو برسر منبر فرمایا اگر میں صحیح کام کروں تو امید ہے کہ تم میرا ساتھ دو گے لیکن اگر میں غلط کام کروں تو تم کیا کرو گے؟ مجمع عام سے ایک شخص اٹھا اور اس نے تلوار لہرا کر کہا ہم تجھے اس تلوار سے سیدھا کردیں گے (آپ نے اس کو نظر بند نہیں کیا بلکہ) سینے سے لگا کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ میری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مجھے سیدھا کرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔

☆ جب آپ بیت المقدس کے فاتح بن کر تشریف لے گئے تو آپ کے پاس ایک سواری تھی جس پر آپ اور آپ کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔بیت المقدس قریب آیا تو سوار ہونے کی باری غلام کی تھی اور آپ کی باری اونٹ کی نکیل پکڑنے کی تھی۔سب نے اور خود

غلام نے عرض کیا کہ شہر آگیا ہے آپ سوار ہوجائیں میں نکیل پکڑتا ہوں آپ نے انکار کردیا اور غلام کو سوار کر کے خود نکیل پکڑلی اور زمانے نے یہ منظر اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ

دیکھیے کس شان سے امت کا امام آتا ہے
خود تو پیدل ہے سواری پر غلام آتا ہے

☆ حکومتی معاملات میں آپ اس قدر اللہ سے ڈرنے والے تھے کہ اکثر فرماتے اگر میری حکومت میں دریائے دجلہ کے کنارے پر کوئی کتا یا بکری کا بچہ بھی پیاس سے مرگیا تو مجھے اس کا حساب دینا پڑے گا۔

☆ ایک دفعہ کسی ملک کا سفیر آپ کو ملنے مدینہ شریف آیا اور لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا بادشاہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے ہاں بادشاہ نہیں ہوتا بلکہ امیر ہوتا ہے اور ہمارا امیر وہ درخت کے نیچے اینٹ کا تکیہ بنا کر سویا ہوا ہے وہ انگشت بدنداں رہ گیا اور کہنے لگا اے عمر! تو نے انصاف کیا تو تجھے اینٹ کے تکیے پر درخت کے سائے میں چین کی نیند آگئی ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں تو ان کو محلات میں بھی نیند نہیں آتی۔

قناعت یہ کہ روزانہ فقط گیارہ نوالوں سے
نہ اک لقمہ بھی زائد چکھا فاروق اعظم نے
ادب توقیر میں مدح و ثنا داد و بخشش میں
رکھی مدنظر آل عبا فاروق اعظم نے

☆ آپ نے ایک دفعہ ایک شخص سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا امیر المومنین اس نے عرض کیا اگر تو آپ تمام معاملات حق کے ساتھ کریں گے تو امیر المومنین ہیں ورنہ بادشاہ۔

حضرت عمر نے جب وظائف مقرر کیے تو مہاجرین صحابہ کا وظیفہ چار چار ہزار اور اپنے بیٹے کا جو صحابی بھی تھا اور مہاجر بھی لیکن اس کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار فقیل له هو من المهاجرين عرض کیا گیا یہ بھی تو مہاجرین میں سے ہے فرمایا اس نے والدین کی وجہ سے ہجرت کی ہے لہٰذا لیس هو لمن هاجر بنفسه (بخاری ص ۵۵۶ ج ۱) یہ ان کی طرح نہیں ہے جنہوں نے بالذات اور کسی مجبوری کے بغیر ہجرت کی ہے۔

(کچھ واقعات لکھے گئے ہیں اور کچھ ہر شعر کے ضمن میں ایک واقعہ کی طرف واضح اشارے پر اکتفا کیا گیا ہے) (خلفائے راشدین نواسہ سیدالابرار الفاروق)

حضور علیہ السلام کا حضرت عمر کو دعا کے لئے فرمانا

ایک دفعہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو اس بندہ نواز آقا نے ارشاد فرمایا۔

یا اخی اشرکنا فی صالح دعاءک ولا تنسنا

اے میرے بھائی! اپنی نیک دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کرنا اور ہمیں فراموش نہ کرنا۔

حضرت عمر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یا اخی (اے میرے بھائی) فرمانا میرے نزدیک دنیا بھر کی عزتوں سے زیادہ سرمایۂ افتخار ہے۔

آپ کے اُخروی فضائل

جس فرخندہ بخت کو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے مانگ کر لیا ہو جس کے مشرف بہ اسلام ہونے سے اسلامی شوکت کے دور کا آغاز ہوا ہو جس کو مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علوم لدنیہ سے سیراب کیا ہو۔ اس کے انجام کے بارے میں شک وشبہ کی کہاں گنجائش ہو سکتی ہے لیکن مختلف مواقع پر بڑے دلربا انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام لے کر بڑی صراحت سے آپ کے جنتی ہونے اور بارگاہ رب العزت میں بلند درجات پر فائز ہونے کی روح پرور بشارتیں دیں۔ آپ بھی پڑھئے اور اسلام کے اس مایہ ناز فرزند کی جلالت شان کا اندازہ لگائیے۔

عن ابی الاشهب ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رای علی عمر قمیصا و قال اجدید ام لبیس فقال لا بل لبیس فقال البس جدیدا وعش حمیدا و توفی شهیدا اولیعطیك اللّٰه قرة عین الدنیا والاخرة (ابن سعد)

ترجمہ: ابوالاشہب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو ایک قمیض پہنے دیکھا۔ دریافت فرمایا کیا یہ نئی قمیض ہے یا

مستعمل۔ عرض کیا نہیں میرے آقا! یہ مستعمل ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے عمر! نئی قمیض پہنو۔ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو گے۔ تمہیں شرف شہادت بخشا جائے گا اور (اے میرے درویش) تجھے اللہ تعالیٰ وہ دے گا جس سے دنیا و آخرت میں تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں۔

عن ابی موسیٰ قال کنت مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی حائط من حیطان المدینة فجاء رجل فاستفتح وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذاهو ابوبکر فبشرته بما قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فحمد اللّٰه ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فاذا هو عمر فاخبرته بما قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فحمد اللّٰه ثم استفتح رجل فقال لی افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه فاذا عثمان فاخبرته بما قاله رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فحمد اللّٰه ثم قال واللّٰه المستعان (بخاری شریف)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے باغات میں سے ایک باغ میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ باہر سے ایک آدمی آیا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا جاؤ اس کیلئے دروازہ کھولو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا وہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ ان کے بعد ایک اور آدمی آیا، اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کیلئے دروازہ کھولو اور اسے جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کھڑا پایا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق خوشخبری دی انہوں نے بھی سن کر اللہ تعالیٰ کی

Scanned with CamScanner

حمد کی۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے دستک دی۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس کیلئے دروازہ کھولو۔ اسے جنت کی خوشخبری دو لیکن اسے آزمائش سے گزرنا پڑے گا۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عثمان کو کھڑا پایا رسول مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی میں نے انہیں سنایا، انہوں نے سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر کہا واللہ المستعان آزمائش کی ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ میرا مددگار ہو۔

دشمنِ صدیق وفاروق کی سزا

حضور نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے خبر دی تھی۔

یکون فی امتی قوم یقال لهم الرافضة یشتمون ابابکر و عمر فان لقیتموهم فاقتلوا هم فانهم مشرکون (نزہۃ المجالس جلد۲ص۱۶۲)

ترجمہ: میری امت میں ایک قوم ہو گی جن کو رافضی کہا جائے گا وہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں گے۔ جب تم ان کو ملو تو ان کو قتل کر دو کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ (یعنی ان کو گالیاں دینا تو مسلمان کا کام ہو ہی نہیں سکتا بلکہ یہ تو مشرکین کا کام ہے)

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب الروح میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

(قال) کان لی جار یشتم ابابکر و عمر رضی الله عنهما فلما کان ذات یوم اکثر من شتمهما فتناً ولته وتنا ولنی فانصر فت الی منزلی وانا مغموم حزین فنمت وترکت العشاء فرایت رسول صلی الله علیه وسلم فی المنام فقلت یا رسول الله فلان یسب اصحابك قال من اصحابی، قلت ابوبکر مطهر فقال خذ المدیة فاذبحه بها فاخذت فاذ جعته و ذبحته رایت کان یدی اصابها من دمه فالقیت المدیة واهو یت بیدی الی الارض لا سجها فانتبهت وانا اسمع الصراخ من نحوداره فقلت ماهذا الصراخ؟ قالوا فلان مات فجاة فلما اصبحنا جئت فنظرت الیه فاذا خط

موضع الذبح
کہ ایک شخص جو سنی تھا اور اس کا پڑوسی شیعہ تھا اور وہ صحابہ کرام میں سے شیخین یعنی صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا تھا ایک دن اس نے بہت گالیاں دیں مجھ سے برداشت نہ ہوا۔ میں اس سے لڑا مارا اور مار کھائی۔ میں تھک کر پریشانی میں بغیر نماز پڑھے سو گیا کہ اچانک حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے خواب ہی میں اس کی شکایت کی حضور ﷺ نے فرمایا کس کو گالیاں دیتا ہے عرض کی صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کو آپ نے مجھے ایک تیز ٹوکہ دیا فرمایا اس کو قتل کر دے میں نے خواب میں اس کو قتل کر دیا اور خواب ہی میں اپنے ہاتھ خون سے بھرے مٹی پر مل رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی میرے ہاتھ خون سے بھرے تھے اور مقتول کی آواز آ رہی تھی دیکھا تو واقعی اس کا گلا کٹا ہوا تھا اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اچانک یہ مر گیا۔

جہانگیر بادشاہ اور نور جہاں

تاریخ ہند کا مشہور واقعہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دور میں پیش آیا۔ جہانگیر کی بیگم نور جہان شیعہ تھی مگر شہنشاہ اس پر شیدائی تھا جب تک وہ اس کے ساتھ نہ ہوتی تو کوئی فیصلہ نہ کرتا ایک مرتبہ ایک شیعہ مجتہد عبداللہ شوستری نے ایک کتاب لکھی اور اس میں ایک مصرعہ لکھا از عمر خویش بیزارم کہ نام عمر دارد (یعنی میں اپنی عمر سے بھی بیزار ہوں کہ لوگ اس کو عمر کہہ کر پکارتے ہیں چنانچہ سنی علماء نے جہانگیر کو یہ بات بتائی اور مصرعہ دکھایا بادشاہ وقت نے عبداللہ شوستری کو بمعہ کتاب کے دربار میں طلب فرمایا جس پر شوستری دوڑا ہوا ملکہ نور جہاں کے پاس گیا اس نے کہا فکر نہ کر بادشاہ کوئی کام میرے بغیر پوچھے نہیں کرتا تو بلا کھٹکے دربار میں پیش ہو جا۔ چنانچہ آج آتے ہی بادشاہ کے تیور بالکل مختلف تھے۔ جلاد کو بلا کر کہا کہ تلوار میرے تخت پر رکھ دو ایک مجرم کو سزا دینی ہے۔ جلاد بولا سرکار مجھ سے کونسی گستاخی ہوئی قبل ازیں تو دستور یہ ہے کہ میں سزا دیتا ہوں مگر آج ایسا کیوں۔ بادشاہ نے فرمایا وہ میرے یا میرے قانون کے مجرم ہوتے ہیں آج کا مجرم میرا نہیں بلکہ حضور ﷺ کا مجرم ہے اور میں غلام مصطفیٰ ﷺ ہوں یہ میرا فرض ہے کہ حق

غلامی بجالاؤں چنانچہ شوستری دربار میں پیش ہوا شاہ نے پوچھا یہ کتاب تیری ہے عرض کی میری ہے فرمایا یہ مصرعہ تیرا ہے' زعمر خویش بے زارم کہ نام عمر دارد۔ اس نے کہا کہ جی میرا ہی ہے۔ فرمایا تونے بالکل سچ کہا ہے جو عمر عمر کے خلاف ہو اس سے تو ہی نہیں میں بھی بے زار ہوں اور ایسی عمر جو عمر کے خلاف ہو رہنے کے قابل نہیں۔ چنانچہ بادشاہ اٹھا تلوار کو ہاتھ میں لیا اور سزا دینے کیلئے آگے بڑھا تو نور جہاں نے دامن پکڑتے ہوئے کہا کہ چہ کردی' کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہو۔ بادشاہ نے غصہ سے مڑکر دیکھا اور کہا جان من تیرا جاں دادہ ام ایمان نہ دادہ ایم۔ میری جان میں نے تجھے جان دی ہوئی ہے مگر ایمان نہیں دیا ہوا۔ گویا کہ بتا دیا جان کا تعلق تجھ سے ہے اور ایمان کا تعلق حضور ﷺ سے ہے یہ کہا اور آگے بڑھے اور تلوار کی ایک ہی ضرب سے گردن کو الگ کر کے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے سسر اور خلیفہ رسول کے دشمن کو قتل کر دیا ہے۔

صدیق وفاروق کی محبت وعداوت

حافظ ابوسعید عبدالمالک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہے حضور پرنور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

اذا كان يوم القيمة جمع الله الاولين والاخرين ويوتى بمنبرين من نور فينصب احدهما عن يمين العرش والاخر عن يساره و يعلوهما شخصان فينادى الذى عن يمين العرش يا معاشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى ومن لم يعرفنى فانا رضوان خازن الجنة ان الله امرنى ان اسلم مفاتيح الجنة الى محمد وان محمدا امرنى ان اسلم الى ابى بكر و عمر ليد خلا محبيهما الجنة الا فا شهد واثم ينادى الذى عن يسار العرش يا معاشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى ومن لم يعرفنى فانا مالك خازن النار ان الله امرنى ان اسلم مفاتيح النار الى محمد و محمد امرنى ان اسلمها الى ابى بكر و عمر ليد خلامبغضيهما النار الا فاشهدوا

ترجمہ: روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لاکر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے۔ ان پر دو شخص چڑھیں گے داہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کروں اور محمد ﷺ نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر کو دوں تا کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کروں اور محمد ﷺ نے حکم دیا کہ ابوبکر وعمر کو دوں تا کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

جنت کے بزرگوں کی سرداری

ابن عساکر عن جابر رضی اللہ عنہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الاالنبیین والمرسلین (ترمذی ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنتی بزرگوں کے سوائے انبیاء ومرسلین کے سردار ہیں۔

ابوبکر وعمر کی اقتداء کا حکم

وعن حذيفة رضي الله عنه اني لا ادرى مابقائى فيكم فاقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر و عمر رضي الله عنهما (ترمذى)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک میں نہیں جانتا کہ میرا تم میں کتنا وقت باقی ہے پس میرے بعد میں آنے والوں کی اقتدا کرو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

Scanned with CamScanner

(نوٹ) حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا وقت تم میں کتنا باقی ہے انتہائی کسر نفسی ہے ورنہ جو ذات جناب عمر فاروق اور جناب عثمان غنی اور جناب امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سالہا سال پہلے دے سکتی ہے کیا اسے اپنی خبر نہ ہوگی۔ کیا خوب کہا ہے پیر رومی نے

درنظر بودش مقامات العباد — لاجرم نامش خدا شاہد نہاد

یعنی حضور ﷺ کی نگاہ پاک میں تمام بندوں کے مراتب و مقامات واضح ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام شاہد رکھا ہے۔

نمبر۲ جواب: لا ادری کا معنی ہے درایت یعنی اندازے اور انکل سے کسی شے کو جاننا مقصد یہ تھا کہ میں اندازے سے یہ بات نہیں جانتا کہ میرا وقت تم میں کتنا ہے بلکہ مجھے خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے ہی علم ہوتا ہے۔

آپ کی شان حق پذیری

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ جب بہ عزم حج مبارک مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے آمد و رفت میں امراء خلفاء کی طرح آپ کیلئے خیمہ نصب نہ کیا گیا۔ راہ میں جہاں قیام فرماتے اپنے کپڑے اور بستر کسی درخت پر ڈال کر سایہ کر لیتے ایک روز برسر ممبر موعظت فرما رہے تھے حق مہر کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ آپ نے فرمایا مہر گراں نہ مقرر کئے جائیں اور چالیس اوقیہ سے مہر زیادہ مقرر نہ کیا جائے (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) کیونکہ سید عالم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کا حق مہر چالیس اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں فرمایا لہٰذا جو کوئی آج کی تاریخ سے زیادہ مقرر کرے گا وہ زیادتی بیت المال میں داخل کر لی جائے گی۔ ایک ضعیفہ بڑھیا عورتوں کی صف میں سے اٹھی اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! ایسا کہنا آپ کے منصب کے لائق نہیں ہے۔ مہر اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا حق بنایا ہے وہ ان کیلئے حلال ہے۔ اس کا کوئی جز و اس سے کس طرح لیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

آتیتم احداھن قنطارًا ولا تاخذوا منه شیئا

آپ نے فوراً بے دریغ داد انصاف دی اور فرمایا: المراۃ اصابت و رجل اخطاء عورت ٹھیک پہنچی اور مرد نے خطا کی پھر ممبر پر اعلان فرمایا کہ عورت صحیح کہتی ہے۔ میری غلطی تھی جو چاہو حق مہر مقرر کرو اور فرمایا۔

اللھم اغفرلی کل انسان افقه عن عمر یا ربّ

میری مغفرت فرما ہر شخص عمر سے زیادہ دانا ہے۔ سبحان اللہ کیا عجز و انکساری ہے۔ کیا عدل و انصاف ہے۔

جذبۂ خدمت خلق

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مسند آرائے سریر خلافت ہوئے۔ دس سال چند ماہ امور خلافت کو سر انجام دیا۔ اس دس سالہ دور میں خلافت میں آپ نے سلاطین عالم کو محو حیرت کر دیا اور زمین کو عدل و داد سے بھر دیا۔ دنیا میں راستی، دیانت و امانت کا سکہ رائج کر دیا۔ مخلوق خدا کے دلوں میں حق پرستی و پاکبازی کا جذبہ پیدا کر دیا۔ اسلام کی برکات سے ایک عالم فیض یاب ہوا اور فتوحات اس کثرت سے ہوئیں کہ آج تک ملک و سلطنت کے والی سپاہ ولشکر کے مالک حیرت زدہ ہیں کہ آپ کے لشکروں نے جس طرف قدم اٹھائے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی گئی۔ بڑے بڑے فریدوں اور شہریاروں کے تاج قدموں میں روندتے گئے اور بلاد و ممالک اس کثرت سے قبضہ میں آئے کہ ان کی فہرست لکھی جائے تو صفحے کے صفحے بھر جائیں۔ رعب و ہیبت، عظمت و شوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے بہادر نام سن کر پانی پانی ہو جاتے تھے۔ جنگ جویاں صاحب ہنر کانپتے اور تھراتے تھے اور بڑی بڑی تاہر ریاستیں، سلطنتیں خوف سے لرزتی تھیں۔ بایں ہمہ فر و اقبال و رعب و سطوت آپ کی درویشانہ زندگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ رات دن خوف خدا سے روتے روتے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے۔ آپ ہی کے دور خلافت میں سن ہجری شروع ہوا اور آپ کو ہی گورنر مصر عمرو بن عاص نے اس طرف متوجہ کیا کیونکہ قبل اس کے خط پر آپ کوئی سن نہ لکھا کرتے تھے۔ عیسوی سن عیسائیوں کا تھا۔ بکرمی راجہ بکر ماجیت کا سن تھا۔ رومی سن اور یہودی سن بھی تھے مگر مسلمانوں کا سن نہ تھا پھر مدینہ میں اجلاس بلا کر محرم کو ہجری سال کا پہلا مہینہ مقرر فرمایا اور یہ سن ہجری ہے۔

Scanned with CamScanner

آپ ہی نے دیوان ودفتر کی بنیاد ڈالی۔آپ ہی نے نظام بیت المال رائج کیا۔آپ ہی نے تمام بلاد وامصار میں تراویح کا مضبوط نظام قائم کیا اور باجماعت تراویح کو رائج فرمایا اور آپ ہی نے رات کے وقت پہرہ داری کا نظام قائم کیا کہ لوگ خود باری باری رات کو پہرہ دیا کرتے تھے۔اس کے علاوہ بھی آپ کی بہت سی اولیات ہیں۔جن کا آپ سے پہلے نام ونشان نہ تھا۔

اس کے علاوہ آپ کے جنگی کارنامے اور آپ کی صلاحیت وقابلیت کے اتنے واقعات ہیں کہ احاطہ تحریر میں نہیں آسکتے۔

یہ کام بھی آپ خود کرتے تھے

حضرت فاروق اعظم ؓ کے دور حکومت میں ایک عجیب بات یہ تھی اگرچہ بڑے بڑے اہم کاموں میں مصروف ہوتے تاہم نہایت چھوٹے چھوٹے کام بھی اکثر خود فرمایا کرتے بلکہ بعض ان میں ایسے کام بھی ہوتے جو بظاہر شان خلافت کے خلاف ہوتے لیکن آپ کسی کام سے عار محسوس نہ فرماتے روزینہ داروں کے اکثر روزینے جو مقرر تھے خود اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے۔چنانچہ دو قصبے جو مدینہ منورہ سے کئی منزل دور تھے جہاں قبیلہ خزاعہ کے لوگ آباد تھے۔ان دونوں قصبوں میں آپ خود تشریف لے جاتے تھے۔روزینہ داروں کا دفتر ہاتھ میں ہوتا تھا آپ کو دیکھتے ہی چھوٹے بڑے سب لوگ گھروں سے باہر نکل آتے تھے اور امیر المومنین ؓ خود اپنے ہاتھ سے دیتے جاتے۔

طبری نے حضرت ابوحذیفہ ؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ مجاہدین کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور عورتوں سے کہتے کہ بازار سے کچھ منگوانا ہو تو میں لا دیتا ہوں چنانچہ وہ لونڈیاں ساتھ بھیج دیتیں آپ خود چیزیں خریدتے اور ان کے حوالے کر دیتے اور جب مقام جنگ سے قاصد آتا تو اس کے لائے ہوئے خطوط امیر المومنین ؓ خود گھروں میں جا کر تقسیم فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے فلاں تاریخ تک قاصد واپس جائے گا۔آپ خط لکھوا رکھیں فلاں تاریخ کو روانہ کر دیے جائیں گے۔کاغذ، قلم، دوات خود مہیا فرماتے اور جس گھر میں کوئی لکھنے والا نہ ہوتا خود چوکھٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور جو گھر والے لکھواتے لکھتے جاتے۔(الفاروق)

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ایک مرتبہ رات کے گشت میں آپ نے ایک عورت (جو بالا خانہ پر شعر پڑھ رہی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے ''رات کالی ہے اور لمبی ہوتی جاتی ہے اور میرے پہلو میں یار نہیں کہ جس سے خوش فعلی کروں'' جب آپ نے یہ جذباتی شعر سنے تو اس) سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ اس کا خاوند جہاد پر گیا ہوا ہے اور یہ اس کے فراق میں درد انگیز شعر پڑھ رہی ہے۔یہ سنتے ہی فاروق ؓ سخت پریشان ہوئے اور آپ کو سخت قلق اور اضطراب ہوا اور فرمایا کہ میں نے زنان عرب پر بڑا ظلم کیا ہے آپ نے فوراً سیدہ حفصہ ؓ سے دریافت فرمایا کہ ایک عورت شوہر کے بغیر کتنا وقت بسر کرسکتی ہے۔انہوں نے کہا چار ماہ تک جب صبح ہوئی تو ہر جگہ حکم بھیج دیا کہ کوئی سپاہی چار ماہ سے زائد باہر نہ رہنے پائے۔(تاریخ الخلفاء)

پیدا ہوتے ہی بچے کا وظیفہ مقرر کردیا

ایسے ہی ایک مرتبہ ایک قافلہ مدینہ کے باہر پڑاؤ کئے ہوئے تھا اور رات کو حسب دستور غلام کے ساتھ پہرہ دے رہے تھے کہ بچے کے رونے کی بار بار آواز آئی۔آپ نے پوچھا بہن کیا بات ہے بچہ کیوں روتا ہے فرمایا کہ میں بچے کو دودھ چھڑا رہی ہوں فرمایا یہ بچہ تو ابھی چھوٹا ہے دو سال کا نہیں۔اس نے کہا خلیفہ وقت جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑے وظیفہ نہیں لگاتے۔آپ نے فرمایا بہن اس کا دودھ نہ چھڑواؤ میں صبح خلیفہ سے بات کروں گا اور وظیفہ لگ جائے گا۔اس عورت نے کہا کہ وہ تو اتنے سخت ہیں کہ بڑے بڑے پہلوانوں اور جوانوں کے دل دہل جاتے ہیں وہ ایک پہریدار کی کیا سنے گا۔فرمایا نہیں میں ان کا خاص آدمی ہوں امید ہے کہ وہ میری بات مان لیں گے یہ کہا اور چلے گئے۔نماز فجر پڑھا کر اعلان فرمایا نہ جانے کتنی ماؤں نے بچوں کے دودھ قبل از وقت چھڑوا دیئے ہوں یا اللہ تو گواہ ہو جا میں توبہ کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ بچہ پیدا ہوتے ہی وظیفہ لگا دیا جائے گا۔بہت سے ایسے تاریخ میں واقعات موجود ہیں جن سے عظمت فاروق اعظم ؓ معلوم ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

خلیفۃ الرسول ایسا ہی ہونا چاہیے

سیدنا حضرت سعد بن یرموع رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے صحابی ہیں جن کی آنکھیں جاتی رہیں تھیں اور نابینے ہو گئے تھے۔ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ جمعہ میں کیوں نہیں تشریف لاتے عرض کی حضور میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے راستہ دکھائے اور ساتھ لائے۔آپ نے ایک مستقل آدمی مقرر کر دیا جو آپ کے ساتھ ہمیشہ رہتا تھا۔

☆ ایک مرتبہ آپ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے کہ ایک شخص کو دیکھا بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا دائیں ہاتھ سے کیوں نہیں کھاتے۔عرض کی جنگ موتہ میں میرا داہنا ہاتھ جاتا رہا ہے۔حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہو گئی اور آنسو بہنے لگے اور پاس بیٹھ کر فرمایا افسوس تم کو وضو کون کراتا ہوگا' کپڑے کون بدلتا ہوگا۔غسل کون کراتا ہوگا چنانچہ آپ نے فوراً ایک خادم مقرر فرمایا اور فرمایا کہ اس کیلئے تمام ضروری چیزیں مہیا کر دیا کرے۔(الفاروق)

☆ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر لمحہ خدمت انسانی اور خدمت خلق کیلئے وقف تھا۔محتاجوں' یتیموں' بیواؤں' معذوروں کے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے جیسے کہ اوپر کے واقعات سے معلوم ہوا ہے۔

☆ سیدنا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے علی الصبح امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک جھونپڑی کی طرف جاتے ہوئے دیکھا خیال آیا کہ آپ یہاں کیوں تشریف لاتے ہیں۔جب وہاں جا کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک اندھی اور معذور عورت رہتی ہے آپ روزانہ بلاناغہ اس کی خدمت اور دیکھ بھال کیلئے تشریف لاتے ہیں۔

(نور الابصار ص ۳۷ الریاض النضرہ ج ص ۷۵)

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب شام کے سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں ایک جگہ اپنی رعایا کا حال معلوم کرنے کیلئے قافلہ سے الگ ہو گئے وہاں ایک خیمہ نظر آیا سواری سے اتر کر خیمہ کے قریب تشریف لے گئے تو ایک بوڑھی عورت نظر آئی اس سے پوچھا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا کچھ حال معلوم ہے اس نے کہا ہاں شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اس کو غارت

کرے آج تک مجھے اس سے ایک حبہ تک نہیں ملا۔

آپ نے فرمایا کہ اتنی دور کا حال عمر رضی اللہ عنہ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے بڑھیا نے جواب دیا اگر اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے۔یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہو گئی اور بے اختیار رو پڑے۔آخر کار بڑھیا کو پچیس دینار دے کر راضی کیا اور بڑی اماں خوش ہو گئی۔(نور الابصار ص ۳۷ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵)

مساجد کی آبادکاری

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم کو جمع عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا مگر اس کی ترویج اور اشاعت اور مساجد میں تراویح میں قرآن پاک سنانے کا اہتمام حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تراویح میں تلاوت اور جماعت تراویح کا انتظام نہ فرماتے تو آج رمضان مبارک میں مساجد کی رونق اور قرآن کی تلاوت اور روشنیاں ہرگز نہ ہوتیں (اگر اس کا عملی مشاہدہ کرنا ہے تو شیعان علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیں کیونکہ انہوں نے اس عبادت اور قرآن کی تلاوت کو اس لئے چھوڑ یا ہے کہ یہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شروع کی ہیں اور اس کا نتیجہ دیکھ لیں کہ ان میں کوئی حافظ قرآن نہیں ہے اگر کوئی حافظ کہلاتا بھی ہے تو فقط نام کا حافظ ہے جیسے کہ نام کے مومن ہیں ان میں ایک شے بھی مومنوں والی نہیں ہے۔نہ نمازیں' نہ جماعتیں' نہ صلاتیں' نہ تراویح' نہ تلاوت قرآن' نہ رمضان مبارک میں مساجد کی رونق' نہ مومنوں والا درود۔آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ جب کوئی ان سے کہتا ہے صلاۃ بر محمد ﷺ تو جواب آتا ہے اللھم صل علی محمد و آل محمد ﷺ

لیکن خداوند قدوس نے مومنوں کو جو درود کا حکم دیا ہے وہ یوں ہے۔

یٰۤاَیُّھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اے ایمان والو! درود پڑھو نبی کریم ﷺ پر اور سلام بھیجو جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔

یہ ہے مومنوں کا درود مگر ان کا درود مومنوں والا نہیں کیونکہ اس میں سلام کا نام تک نہیں آتا۔

الحمد للہ رب العالمین یہ صرف اہل سنت کو سعادت حاصل ہے کہ پڑھتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ درود خدا اور رسول جل

جلالہ ﷺ کو اتنا پسند ہے کہ ہر شخص جو بھی روضہ رسول ﷺ پر جاتا ہے خواہ کوئی عقیدہ رکھتا ہو یا اس درود کو ناجائز کہتا ہو اس کو وہاں یہی درود پڑھنا پڑتا ہے)

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جماعت تراویح اور مساجد میں روشنی اور رونقیں فاروق اعظم ؓ کا صدقہ ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے مسجد میں بہت سی قندیلیں لٹکا کر روشنی کا انتظام کیا۔

روایت میں ہے اوّل من فعل ذلك عمر بن الخطاب فانه اجمع الناس على ابى ابن كعب فى صلاة التراويح و علق القناديل فلما راها على تزهر قال نورت مساجدنا نور الله قبرك يا بن الخطاب (سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۸۷)

ترجمہ: سب سے پہلے مسجدیں حضرت عمر بن خطاب ؓ نے روشن فرمائیں جبکہ لوگوں کو نماز تراویح پر ابی بن کعب پر جمع فرمایا۔ قندیلوں کو معلق کیا جب حضرت علی ؓ نے مسجد کو جگمگاتے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابن خطاب ؓ تو نے ہماری مسجدیں منور کیں اللہ تعالیٰ تمہاری قبر منور فرمائے۔

حضرت سیدنا غوث اعظم ؓ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے جو حضرت عثمان غنی ؓ سے منقول ہے۔

ان عليا رضى الله عنه اجتاز بالمساجد وهى تزهر بالقناديل والناس يصلون التراويح فقال نور الله عزوجل على عمر قبره كما نور مساجدنا (غنیتہ الطالبین جلد ۲ ص ۱۵)

ترجمہ: جب سیدنا حضرت علی ؓ مسجدوں میں تشریف لائے تو مسجدیں قندیلوں سے جگمگا رہی تھیں اور لوگ تراویح پڑھ رہے تھے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمر ؓ کی قبر کو روشن کرے جیسے انہوں نے ہماری مساجد روشن کی ہیں۔ نمازیوں کی سہولت کیلئے آپ نے ہی یہ توسیع کی غرضیکہ عوام کی سہولت کیلئے بہت سے کام انجام دیئے۔

موافقت کا رنگ

جس طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زندگی نبی اکرم علیہ السلام کی مبارک زندگی کا آئینہ تھی حضرت عمر فاروق ؓ بھی کئی اعتبارات سے حضور علیہ السلام اور حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ موافقت و مطابقت رکھتے تھے۔ مثلاً حضور علیہ السلام اور ابوبکر صدیق دونوں حضرات حضرت عمر فاروق سے راضی ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے چنانچہ جب حضرت عمر کی شہادت کا وقت قریب آیا تو خوف خدا کی وجہ سے آپ بہت بے چین ہو رہے تھے' حضرت ابن عباس ؓ نے ان الفاظ سے حضرت عمر کو تسلی دی۔

لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابابكر فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض (بخاری شریف مناقب عمر)

آپ نے حضور علیہ السلام کی صحبت اختیار کی اور خوب نبھائی اور جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ نے ابوبکر صدیق کی صحبت اختیار کی اور خوب اختیار کی کہ وہ بھی آپ سے راضی ہو کر اس دنیا سے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے بخاری شریف کے اس باب میں ہی اس سلسلے کی ایک کڑی اور ملاحظہ فرمائیں اور وہ یہ کہ حضرت عمر جس طرح حضور علیہ السلام کی صحبت کو اللہ کا کرم شمار کرتے اسی طرح ابوبکر صدیق کی صحبت کو بھی اللہ کا فضل جانتے تھے چنانچہ حضرت ابن عباس ؓ کی مندرجہ بالا گفتگو کے جواب میں حضرت عمر فاروق نے فرمایا اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم و رضاه فانما ذلك من به على واما ماذكرت من صحبة ابى بكر ورضاه فانما ذلك من من الله جل ذكره من به على (ترجمہ خلاصۃً گزر چکا)

جس طرح صدیق اکبر کی رضا رضا الٰہی اور غصہ خدا کا غضب تھا اسی طرح گزشتہ سطور میں آپ نے حضرت عمر کے بارے میں بھی پڑھا ہے کہ عمر کے غصے سے بچو کیونکہ جب عمر غصے میں ہو تو خدا بھی جلال میں ہوتا ہے۔ اس موضوع کو میں طویل نہیں کرنا چاہتا اور اس نکتہ پر ختم کرنا چاہتا

Scanned with CamScanner

ہوں کہ حضور علیہ السلام کی ظاہر حیات تریسٹھ برس تھی اور طبقات ابن سعد ص ۲۰۳ ج ثانی کے حوالے سے آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی عمر بھی تریسٹھ برس تھی اور حضرت عمر فاروق کے بارے میں بھی اسی کتاب کے ص ۳۶۵ پہ ہے توفی عمر وھو ابن ثلاث و ستین کہ حضرت عمر فاروق کا وصال ہوا تو آپ کی عمر بھی تریسٹھ برس تھی۔ صدیق و عمر وصال کے بعد دونوں روضہ انور میں مدفون ہوئے' زمین و آسمان کی وسعتوں میں کون ہے جو اس شرف میں ان کا مقابلہ کر سکے۔

تا ابد اندر بر خواجہ ہیں صدیق و عمر
مظہر شان والا ہے خواب گاہ مصطفیٰ

اہل ایمان تا قیامت اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضری کے وقت آپ کے ان دونوں یاروں پر بھی درود و سلام بھیجتے اور دعا کرتے رہیں گے ویدعو لابی بکر و عمر (طبقات)

اور ان کی خدمات دینیہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے رہیں گے اور السلام علیك یا رسول اللہ السلام علیك یا ابابکر السلام علیك یا عمر کا وظیفہ پڑھتے رہیں گے۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۵۶ ج ۴)

اور جب قیامت کے دن قبریں شق ہوں گی تو سرکار کے فرمان کے مطابق انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر. (ترمذی' مشکوٰۃ)۔ پہلے حضور علیہ السلام قبر سے باہر تشریف لائیں گے پھر ابوبکر اور پھر حضرت عمر اور قصہ مختصر۔

لا یجتمع حب علی و بغض ابی بکر و عمر فی قلب مومن (سوانح کربلا)

ترجمہ! حضرت آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا محبت علی اور بغض صدیق و فاروق ؓ مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

حضرت علی شیر خدا ؓ نے خود فرمایا تھا کہ یھلك فی محب مفرط میری محبت میں محبت مفر (بھی مبغض کی طرح) ہلاک ہو گا۔

حضور ﷺ کے اس فرمان اور جناب علی ؓ کے فرمان سے واضح ہو گیا ہے کہ صحابہ سے بغض رکھنے والا حضرت علی ؓ کی محبت کے دعویٰ میں جھوٹا ہے کاذب ہے۔

سلسلہ فتوحات

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ جس روز ۱۳ھ ۲۲ جمادی الآخری کو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا وصال ہوا اسی روز سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے آپ نے عہد خلافت پر فائز ہوتے ہی بے شمار فتوحات فرمائیں۔ یہاں پر صرف مختصر خاکہ فتوحات تحریر کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت نے کس قدر عظیم غزوات فرما کر دنیا کے تمام حصوں میں اعلیٰ فتوحات فرما کر اسلام کو عزت و غلبہ دیا۔

فتوحات عراق میں سے واقعہ بویب منان ۱۴ ہجری۔ ۶۲۵ء' قادسیہ کی جنگ اور فتح محرم ۱۴ ہجری۔ ۶۲۵ء' جلولا ۱۶ ہجری۔ ۶۳۷ء' فتوحات شام' فتح دمشق محل ذیقعد ۱۴ ہجری۔ ۶۳۵ء' حمص ۱۴ ہجری۔ ۶۳۵ء' یرموک ۵ رجب ۱۵ ہجری۔ ۶۳۶ء' بیت المقدس ۱۶ ہجری' حمص پر عیسائیوں کی دوبارہ کوشش اور پھر اہل اسلام کی فتح ۱۷ ہجری۔ ۶۳۸ء' عمواس کی وبا ۱۹ ہجری۔ ۶۳۹ء' فیسانیہ کی فتح شوال ۱۹ ہجری' جزیرہ ۱۶ ہجری' خوزستان عراق عجم ۲۱ ہجری' رے پر عام لشکر کشی ۲۱ ہجری' آذربائیجان ۲۲ ہجری۔ طبرستان' آرمینہ و فارس ۲۳ھ۔ ۶۴۴ء' کرمان' ستیان ۲۳ھ' مکران ۲۳ھ۔ ۶۴۴ء' خراسان کی فتح ویزدگرد کی ہزیمت ۲۳ھ۔ ۶۴۴ء' مصر کی فتح ۲۳ھ۔ ۶۴۴ء' اسکندریہ کی فتح ۲۱ھ۔ ۶۴۲ء

سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ میل مربعہ یعنی مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶۰ مشرق کی جانب ۱۰۸۷ جنوب کی جانب ۴۸۳ میل تھا۔ مغرب کی جانب جدہ تک حد حکومت تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ کی ذات مقدسہ پر جس قدر بھی فخر کرے تھوڑا ہے۔ آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایسی مشکلات کو حل کیا جو کہ انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ ایک ہزار چھتیس بلاد اور بڑے بڑے شہروں جن میں کفار کی حکومت تھی اور بتوں کو خدا مانا جاتا تھا ان سب کو فتح کر کے دارالاسلام بنایا اور وہاں کی آبادی کو درس توحید و رسالت دے کر ایمان و اسلام کی دولت عنایت فرمائی۔ چار ہزار مساجد تعمیر کروائیں' ہزاروں بت خانوں کو تباہ کیا' حق یہی ہے کہ آپ کی کوشش و ہمت نے مشرق سے مغرب اور جنوب سے

Scanned with CamScanner

شمال تک آفتاب کی طرح نوراسلام وایمان پھیلایا۔ضلالت کے شہروں میں ہدایت کی مشعلیں روشن کیں۔تاریکی کفر کی تمام چٹانیں ہٹا کر رکھ دیں۔انہوں نے لشکر قیصر وکسریٰ کو ہزیمت دی اور عجم وعراق سے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا تو اس طرح یہ دعا اللھم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب اپنی عملی شان وشوکت میں آ گئی۔

دورفاروقی کا بغور مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دور میں ایک ایک سال میں پانچ پانچ ملک یا علاقے بھی فتح ہوتے رہے مثلاً آپ بروز بدھ ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ کو خلیفہ بنے اور اگلے سال تک دمشق، حمص، بعلبک، بصرہ اور ایلیاء فتح ہو گئے۔

کہا علی نے بعد خلافت صدیق
ہے میری رائے میں بہتر خلافت فاروق
یہ طے شدہ ہے عقیدہ تمام امت کا
کہ ہے خلافت دیگر خلافت فاروق
ہے بعد پہلی خلافت کے قول حق اجمل
خلافتوں میں ہے برتر خلافت فاروق

(ریاض الشھداء، حضرت صوفی محمد اجمل شاہ صاحب)

خلافت ودورفاروقی کی ایک مختصر سی جھلک

مغربی ترقی سے مرعوب لوگ مطالعہ کی کمی کی وجہ سے ہر اچھی بات کو یورپ کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ شاید دور خلفاء راشدین ان (موجودہ دور میں کمال سمجھی جانے والی باتوں) سے محروم تھا۔مثلاً جمہوریت، پارلیمنٹ، اسمبلی، سینٹ اور اس کے دیگر لوازمات کی پوری پوری جھلک دور صدیق میں بھی تھی اور حضرت عمر کے دور میں تو یہ خوب متعارف تھی بلکہ آپ نے ان کو خوب فروغ بھی دیا ہے۔آپ نے دو ہاؤسز تشکیل دیئے جس طرح کہ پارلیمانی نظام میں ہوتے ہیں ایک اسمبلی اور دوسرا سینٹ۔مغرب نے صرف نام ہی بدلے ہیں کام سارا فاروق اعظم نے کیا ہے۔آپ کے زمانے میں اسمبلی کو شورائے عام اور سینٹ کو شورائے خاص کہا جاتا جن کے نمائندے

انصار ومہاجرین اور باقی قبائل کے سردار تھے اور اجلاس بلانے کیلئے بجائے گھنٹی بجانے کے الصلوٰۃ جامعۃ کا اعلان کیا جاتا کہ نماز کیلئے آ جاؤ۔پھر تمام نمائندے دو رکعت نوافل (تحیۃ الوضوء، تحیۃ المسجد) ادا کرتے اور حضرت عمر سربراہ کی حیثیت سے اجلاس کی صدارت فرماتے اور کارروائی شروع کی جاتی، آپ باقاعدہ خطاب کرتے اور فرماتے کہ یہ ذمہ داری جو تم نے میرے سپرد کی ہے اس کو صحیح صحیح نبھانے کیلئے میری مدد کرو اور میری غلطی کی اصلاح کرو ورنہ ہم سارے اللہ کی بارگاہ کے مجرم ہوں گے کاش ہماری نام نہاد جمہوریت میں بھی یہی پاکیزہ طریقہ آ جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے پھر جو بحث ہوگی وہ بھی خوف خدا سے لبریز ہوگی اور موجودہ دور کی مچھلی منڈی اسمبلیوں سے بھی رحمت کے جھونکے آنے لگیں گے پھر ایسا نہیں ہوگا کہ شراب کے حرام ہونے کے بارے میں بل پیش ہوا اور پانچ سال گزر جائیں حکومت ختم ہو جائے مگر بل پر بحث ختم نہ ہو اور کیچڑ صرف اس لئے نہ اچھالا جائے کہ ہم حزب اختلاف میں ہیں لہٰذا اچھے کاموں پر تنقید کرنا بھی ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔حزب اختلاف وحزب اقتدار کا تصور اسلام میں ہے مگر یہ دونوں فرض بھی صرف خدا اور تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے تقاضوں کے مطابق ادا کیے جائیں۔

حضرت عمر کی اسمبلی میں تمام فیصلے کثرت رائے سے ہوتے تھے اور خلاف شرع تو کوئی موقف اپنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا۔ہمارے ہاں تحریکیں چلا کر، احتجاج کر کے پورا پارلیمنٹ جمعہ کی چھٹی منظور کراتا ہے اور ایک ہی شخص بغیر مشورے اور پارلیمنٹ ہاؤس کو اطلاع کے جمعہ کی چھٹی ختم کر دیتا ہے۔

خلیفہ کو ہاؤس کی بات ماننا پڑی

حضرت عمر کے سامنے ملک نہاوند کی لڑائی کا مسئلہ آیا تو آپ نے فرمایا میں خود جا کر محاذ سنبھالوں گا، پارلیمنٹ نے اختلاف کیا اور کہا کہ آپ کو یہاں مدینہ میں ہی رہ کر سرپرستی کرنی چاہئے جس کو آپ نے قبول فرمایا اور ہاؤس کی رائے کا احترام کرتے ہوئے محاذ پر جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

قانون سازی کی بنیاد قرآن کریم

عراق وشام فتح ہوا تو تحریک پیش ہوئی کہ وہاں کی مفتوحہ زمین انہی فاتحین (غازیوں، مجاہدوں) میں بانٹ دی جائے۔ کئی دن اس پر بحث ہوتی رہی آخر عمر فاروق نے قرآن پاک کی ایک آیت سے استدلال کیا والذین جاء وا من بعدھم (الحشر) کہ سارا حق موجودین کا ہی نہیں بعد میں آنے والوں کا بھی ہے چنانچہ متفقہ طور پر آپ کا استدلال درست مانا گیا اور قرارداد پاس ہوگئی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہمارے دور کا جمہوری نظام صرف کثرت رائے کا پابند ہے چاہے وہ قرآن وسنت کی واضح مخالفت پر ہی ہوجائے مگر اسلامی جمہوریت میں آخری فیصلہ قرآن وسنت کا ہوتا ہے۔

روایات میں ہے کہ آپ کے اپنے بیٹے ابوشحمہ کا جرم ثابت ہوا تو آپ نے خود کوڑے لگائے۔

خلیفہ نے ایک عورت کی بات پہ ہتھیار ڈال دیے

اسمبلی جیسے اہم فلور میں دوران اجلاس ایک عورت کو بھی بل پیش کرنے کی اجازت تھی جیسا کہ آپ کی شان حق پذیری میں ایک ضعیف عورت کا حق مہر کے تعین کے سلسلہ میں گزر چکا ہے کہ آپ نے اجلاس کے سامنے اپنی غلطی اور اس ضعیفہ کے موقف کو تسلیم کیا اور اس موقع پر آپ کی زبان سے نکلنے والا یہ جملہ جمہوریت کی جان بن گیا کہ ”عمر نے خطا کی اور ضعیفہ نے درست کہا۔“

خلیفہ پوری قوم کے سامنے جواب دہ ہے

دوران اجلاس ایک شخص نے تنقید کی کہ مال غنیمت سے جو کپڑا ہم سب کو ملا تھا ہماری تو اس سے قمیض نہیں بنیں، آپ کی کیسے بن گئی؟ آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اس کا جواب دو تو اس نے کھڑے ہوکر کہا میں نے اپنا کپڑا بھی اپنے باپ کو دے دیا تھا اس لئے ان کی قمیض بن گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پرنالے پر بات ہوئی تو نمازیوں کی پریشانی کے پیش نظر پرنالہ اتار دیا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے عمر! یہ پرنالہ خود حضور نے میرے ہاتھوں سے

لگوایا تھا۔ حضرت عمر رونے لگے اور فرمایا میری پشت پر چڑھ کر انہی ہاتھوں سے دوبارہ لگا دے۔

لوگوں کی دادرسی کے فیصلے

ایک زمیندار نے شکایت کی کہ اسلامی فوج میری زمین سے گزری ہے اور میری فصل کا نقصان ہوگیا ہے۔ آپ نے تخمینہ لگانے کا حکم دیا جو آٹھ ہزار دینار بنے آپ نے اسی وقت بیت المال سے ادائیگی کا حکم دے دیا۔ آج واضح اور جائز حق لینے کیلئے عدالتوں میں تین تین پشتیں چکر لگاتی رہتی ہیں، عزرائیل تو مل جاتے ہیں مگر حق نہیں ملتا۔

حضرت عمر نے فرمایا ہر طاقتور میرے لئے کمزور ہے جب تک وہ کسی کا حق ادا نہیں کرے گا اور ہر کمزور میرے لئے طاقتور ہے جب تک میں اس کو اس کا حق لے کر نہ دوں گا۔

ویٹو کا حق

حضرت عمر فاروق کی جمہوریت میں ویٹو کا اختیار صرف اللہ اور اس کے رسول کا تھا جس کو رسول نے بھی کبھی استعمال نہ کیا تھا کیونکہ آپ بھی وحی کے علاوہ کثرت کے فیصلے کو قبول فرماتے رہے اور یہ حق صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے رہ گیا۔ باقاعدہ قرآن مجید میں حضور علیہ السلام کو مشورے کا حکم دیا گیا۔ وشاورھم فی الامر اور ان سے ہر معاملہ میں مشورہ کرتے رہیں اور اہل ایمان کے بابرکت نظام کیلئے مشورہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وامرھم شوریٰ بینھم اور ان کے تمام معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا لا خلافۃ الا بالمشورہ مشورے کے بغیر حکومت کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوسکتا۔ کنز العمال میں آپ کا ایک قول درج ہے من دعا الی امارۃ نفسہ او لغیرہ من غیر مشورۃ من المسلمین فلا تحل لہ جو اپنی یا کسی کی حکومت کی طرف بغیر اہل اسلام کے مشورے کے بلائے اس کیلئے یہ حلال نہیں بلکہ اہل اسلام پر واجب ہے ان یقتلوہ کہ اس سے قتال کریں۔

مسجد کو مرکزیت حاصل تھی

حضرت عمر کے دور میں اسمبلی اور سینٹ کے اجلاس اور تمام فیصلے مسجد میں ہوتے تھے اور

Scanned with CamScanner

مسجد کو مرکزیت حاصل تھی۔ مغرب نے سب سے پہلے بدنام زمانہ جمہوریت کے ذریعے ہمارا مسجد سے تعلق ختم کیا اور علیحدہ ہاؤسز بنا کر ہمارے روشن عقیدے پر روشن خیالی کی ضرب لگائی اگر ہماری ساری کارروائی کا مرکز مسجد ہی رہتی تو فیصلے خوف خدا سے ہوتے اور بدعنوانی واقربا پروری اور دیگر تمام لعنتیں نہ جنم لیتیں۔

نماز کا وقت ہوتا تو سربراہ مملکت خود امامت کراتا' یہ ہے اسلامی جمہوریت جواب یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سربراہان کو الاماشاءاللہ پہلا کلمہ بھی صحیح طور پر نہیں آتا۔ اقبال نے کیا خوب کہا

ہے وہی ساز کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

یہ برائے نام جمہوریت' جو اسلام کی رفعتوں سے محروم ہے اور
جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

سرمایہ دار ووٹ خرید کر اسمبلیوں میں آکر ''لکھ کا لکھ اور گنڈھے کا سنڈھا'' وصول کرتے ہیں اور اپنے باطل نظریات سے کثرت کے بل بوتے پر حق کو دبا لیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اس کی بھی خوب خبر لی ہے۔

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خودنگر

کسریٰ کا تکبر ٹوٹتا ہے

حضرت عمر کے دور میں ایران فتح ہوا ایران کی فوج ایک لاکھ اور مسلمان حضرت سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں صرف بیس ہزار۔ سپہ سالار نے کسری ایران کے دربار میں دو بندے بھیجے کہ یا مسلمان ہو جایا جزیہ ادا کر۔ ابن کثیر نے لکھا کہ دربار لگا ہوا تھا۔ لوگ بادشاہ کو سجدے کر رہے تھے اور ان دونوں نے سلام بھی نہ کیا' لباس پھٹے ہوئے' حال فقیرانہ' دربار میں بچھے ہوتے لاکھوں روپے مالیت کے قالین کو اپنے نیزوں سے پھاڑتے گئے جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ ساری عیاشی عوام کے خون پسینے کی کمائی پر ہو رہی ہے اور ہم ایسے عیاشیوں کو اس طرح پھاڑ دیں گے جیسے اس قالین کو ٹکڑے کیا ہے لیکن بادشاہ کو ہمت نہ ہوئی ان درویشوں سے بات

کرنے کی۔ باسلاطین درفتد مرد فقیر۔ درویش بادشاہوں سے الجھ جائے۔

اور اقبالؒ نے کیا خوب کہا:

مسلمان تا بمسجد صف کشیدند   گریبان شہنشاہاں در یدند

جب تک مسلمان حکمران مسجد کی صفائی کرتے رہے بڑے بڑے شہنشاہوں کے گریبانوں پر بھی ہاتھ ڈال لیتے۔

کسریٰ نے مذاق کرتے ہوئے کہا ان کو دو بوریاں مٹی دے کر فارغ کر دیا جائے۔

حضرت سعد کے پاس بات پہنچی تو آپ نے فرمایا اے لشکر اسلام تمہیں مبارک ہو کہ کسریٰ نے خود ہی اپنے ملک کی مٹی تمہیں دے دی ہے۔

پھر جنگ ہوئی تو اس متکبر کسریٰ کو خود حضرت سعد نے پکڑا اور دریائے دجلہ میں ڈبو کر مار دیا۔

رستم ہی رہ گیا نہ یہاں شام رہ گیا
مردوں کا آسمان تلے نام رہ گا

سبحان اللہ! یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہیں کہ حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بیمار ہوئے اور زندگی سے مایوس ہو کر وصیت کرنے لگے۔ ہمارے آقا ومولیٰ نے فرمایا تو مرنے کی تیاری کر رہا ہے اور میں تیرے ہاتھوں کئی قومیں عزت پاتی اور کئی ذلیل ہوتی دیکھ رہا ہوں عسی اللہ ان یرفعك فینتفع بك الناس ویضربك اخرون (بخاری شریف ص ۳۸۳ ج۱)

چنانچہ آپ اس کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور ایران کی فتح کے ساتھ ہی حضور علیہ السلام کا فرمان سچ ثابت ہوا۔

الغرض! اب تو صرف ہوس ہی رہ گئی ہے ممبری مل جائے چیئرمینی مل جائے چاہے دوزخ کی مل جائے نہ ملکی حفاظت کا جذبہ نہ فتوحات کا شوق' خدمت خلق کی باتیں ہی باتیں ہیں کام کہیں نظر نہیں آتا' غربت کی بجائے غریب کو ختم کرنے کے پروگرام ہو رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمارے عوام کو ہدایت دے کر انتخاب کے وقت گزشتہ ظلم وستم کو بھول نہ جایا کریں اور صحیح قیادت کو منتخب کرنے کا فیصلہ کیا کریں خدا کرے کہ اس پاک سرزمین پر قرآن وسنت کا پاک نظام آئے۔ عمر فاروق کے عدل کی جھلک دکھائی دے' ہر طرف خوشحالی اور ہریالی کا دور دورہ ہو اور

Scanned with CamScanner

ظلم کا راج ختم ہو کر جنت کی ہوائیں چلنے لگیں۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(اقبال)

دورِ فاروقی میں نظام حکومت کا مختصر خاکہ

حضرت عمر فاروق نے ہر افسر کیلئے پانچ شرائط پر مشتمل حلف نامہ تیار کیا جو کسی کو کسی علاقے کا عامل مقرر کرنے پر پڑھ کر سنایا جاتا جس میں اس کے حقوق و فرائض کا ذکر ہوتا۔ وہ پانچ شرائط یہ تھیں (جو تاریخ الخلفاء میں مذکور ہیں)

۱- عامل کیلئے ترکی گھوڑے (سب سے اعلیٰ نسل کا گھوڑا) پر سوار ہونا ممنوع ہوگا بلکہ عام آدمی کی طرح سواری رکھ سکے گا۔

۲- باریک اور اعلیٰ قسم کا کپڑا پہننا ممنوع ہوگا۔

۳- چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھانی منع ہوگی۔

۴- محلات کی زندگی گزارنا ممنوع ہے۔

۵- دروازے پر بواب (دربان) رکھنا جائز نہیں ہوگا جو آئے جس وقت آئے گورنر سے ملاقات کرسکتا ہے۔

ہمارے ہاں حلف ناموں کی عبارت اتنی مبہم ہوتی ہے کہ ہر عیاشی کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ نہ بھی نکلے تو وزیر یا گورنر بن جانے کے بعد کس کی جرأت ہے کہ کوئی پابندی لگا سکے جس نے پابندی لگانی ہوتی ہے وہ خود ان قباحتوں میں ملوث ہوتا ہے جو خود ایسا ویسا ہو وہ دوسروں کو سادگی کی تعلیم کیا دے گا؟

ان شرائط پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی چند محرکات ہوتے ہیں جو افسر بننے کے بعد عیاشی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اوپر والا طبقہ عیاشی کرے گا تو نیچے والا انہی کی پیروی کرے گا پھر لوگوں کے حقوق بھی مارے جائیں گے، رشوت کا بازار بھی گرم ہوگا اور بدعنوانیوں کے سیلاب بھی آئیں گے۔ لباس اور جوتے میں عزت طلب کرنے والا افسر لوگوں پر ظلم نہیں

کرے گا تو اور کیا کرے گا۔ ہمارے ہاں اونچی سطح کے افسروں کو تو کھلی چھٹی ہوتی ہے اور نچلے طبقے پر پابندیاں لگاتے ہیں کہ رشوت نہیں لینی پھر یہی نیچے والے اوپر والوں سے ساز باز کر کے ففٹی ففٹی کر لیتے ہیں۔

یاد رکھو! بددیانتی کے منحوس سائے میں امانتداری نہیں پنپ سکتی۔ حضرت عمر فاروق باقاعدہ عامل کو فرماتے کہ تو اس عہدے کا مالک نہیں بلکہ امین ہے۔ خیانت کی تو پکڑے جاؤ گے اور سخت سزا ملے گی (حضور علیہ السلام نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہی فرمایا تھا انہا امانۃ عہدہ امانت ہے اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو جب حضور علیہ السلام نے ایک اہم ذمہ داری سونپی تو فرمایا: ھو امین ھذہ الامۃ یہ میری امت کا امین ہے)

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بدعنوانی میں ملوث افسر کو باقاعدہ سزا دیتے اور کسی کا اس سلسلہ میں کوئی لحاظ نہ فرماتے تھے بلکہ حج کے موقع پر جب خلق خدا کا ہجوم ہوتا تو آپ علی رؤس الاشھاد پوچھتے کہ میرے کسی افسر سے کسی کو شکایت ہو تو بتاؤ اور پھر ثابت ہونے پر سب کے سامنے سزا بھی دیتے تھے۔

ایک شخص نے حضرت عمرو بن العاص کی شکایت کی کہ انہوں نے بلاوجہ مجھے سو کوڑے مارے ہیں حالانکہ وہ گورنر تھے لیکن حضرت عمر نے اس مضروب کے ہاتھ میں کوڑا دیا اور فرمایا اسی طرح اور اتنے ہی کوڑے مار جتنے اور جیسے کہ اس نے تمہیں مارے ہیں جب کچھ لوگوں نے مشورہ دیا کہ گورنر پر عام بندے کو ہاتھ اٹھانے کا موقع نہ دیں تو حضرت عمر رونے لگے اور فرمایا میں نے خود حضور علیہ السلام کو بدلے کیلئے اپنے جسم سے قمیض اٹھاتے دیکھا ہے۔

آپ کوفہ، شام اور بصرہ میں گورنر مقرر کرنے سے پہلے عوام الناس کو خط لکھتے کہ کوئی ایسا باصلاحیت شخص بتاؤ جو امانتدار ہو اور اپنے فرائض منصبی پوری ذمہ داری سے ادا کرے۔ عوام کی شکایت کی وجہ سے ہی آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص، فاتح مصر جیسے عظیم انسان کو گورنری سے معزول کر دیا۔

کبھی بڑے جید صحابہ کرام کو چھوڑ کر نوجوانوں کو ذمہ داری سونپتے اور فرماتے ان کی بزرگی اپنی جگہ مسلم ہے لیکن حکومتی امور میں بزرگی اور رتبہ نہیں بلکہ صلاحیت اور محنت درکار ہوتی ہے۔

Scanned with CamScanner

پھر تقرری سے پہلے بھی جائیداد کا حساب لگایا جاتا دوران ملازمت خبر گیری کی جاتی اور بعد میں تو پورا پورا احتساب ہوتا اور پائی پائی کے بارے پوچھا جاتا اگر بغیر وسائل اور وجہ کے جائیداد روز اوّل سے بڑھی ہوئی ہوتی تو سارا اضافہ بیت المال میں جمع ہو جاتا۔ ہمارے ہاں بیچارے کلرک اور چپڑاسی کا احتساب تو ہوتا ہے۔ وزراء اور جرنیلوں کے احتساب کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے ایک سال کا عرصہ وزارت کی کرسی پر بیٹھنے والا اتنا کچھ سمیٹ لیتا ہے کہ سات پشتیں عیش کرتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرضہ اٹھا کر الیکشن لڑتے ہیں اور دوران وزارت ہی بیسیوں لوگ ان کے مقروض ہو جاتے ہیں اور وزارت کے اختتام پر معلوم ہوتا ہے کہ فلاں فیکٹری بھی سابق وزیر صاحب کی ہے اور فلاں مل بھی۔

حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو کسی علاقے میں ذمہ داری سونپ کر بھیجا جب واپس آیا تو سامان کے دو حصے کر کے عرض کیا یہ بیت المال کا ہے اور یہ لوگوں نے مجھے تحائف دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ عہدہ ملنے سے پہلے بھی تجھے لوگ تحائف دیتے تھے؟ عرض کیا نہیں آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھا رہتا پھر میں دیکھتا تجھے کون تحائف دیتا ہے۔ یہ تیرے لئے آگ ہے کھا سکتا ہے تو کھا لے (مفہوم)

حضرت عمر نے مدائن کا گورنر حضرت سلمان فارسی کو مقرر فرمایا جو کمبل اوڑھ کر رات کو گشت کرتے رہتے ایک بار کسی نے مزدور سمجھ کر سامان کی گٹھڑی ان کے سر پر رکھی کہ چل ہمارے گھر تک چھوڑ آ۔ آپ گٹھڑی اٹھا کر جا رہے تھے کہ راستے میں کسی نے پہچان کر سلام کیا اور اس شخص کو بتایا کہ یہ تو گورنر ہیں۔ وہ قدموں میں گر گیا اور معذرت کرنے لگا آپ نے فرمایا جو چاہے کر اب تو تیرا سامان تیرے گھر تک چھوڑ کر ہی آؤں گا۔ جو تیرا اکیلے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا وہ پورے مدین کا کیسے اٹھائے گا۔

دورِ فاروقی میں نماز کا اہتمام

قرآن مجید میں مسلمان حکمرانوں کی ایک ذمہ داری یہ بھی بیان کی گئی ہے الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ (الحج) کہ مسلمان حکمران وہ ہیں جو نماز و زکوٰۃ کا مضبوط اہتمام کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں موطا امام مالک

کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں کہ آپ نے اس سلسلہ میں کس قدر اہتمام کیا۔ ان عمر ابن الخطاب کتب الی عماله ان اهم امرکم عندی الصلوٰة فمن حفظها وحافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهولما سواه اضیع (ثم کتب اوقات الصلوٰۃ الخمس ص ۳)

آپ نے اپنے تمام گورنروں کو یہ لکھا کہ تمہارے تمام کاموں میں سے سب سے بڑا کام نماز کی ادائیگی ہے۔ جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا اور جو نماز ضائع کرے گا وہ باقی امور کو بطریق اولیٰ ضائع کرنے والا ہوگا۔

اور آپ خود اس قدر نماز کا اہتمام فرماتے کہ جس زخم سے آپ شہید ہوئے اس سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے اور اسی حالت میں آپ نے نہ صرف صبح کی نماز پڑھی بلکہ با جماعت پڑھی اور فرمایا: ولا حظ فی الاسلام لمن ترك الصلوٰة فصلی عمر وجرحه یثعب دما (موطا ص ۱۳) جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

فاروق اعظم: انسانیت کا سچا خیر خواہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی امت کی بخشش کیلئے گڑگڑا کر رویا کرتے بلکہ کتب احادیث میں ہے کہ جب سورہ واقعہ کی یہ آیت نازل ہوئی ثلة من الاولین وقلیل من الاخرین تو عمر فاروق بہت روئے کہ پہلوں میں سے زیادہ جنت میں جائیں اور اس امت کے تھوڑے چنانچہ پھر یہ آیت اتری کہ ثلة من الاولین وثلة من الاخرین لیکن عمر کا رونا بند نہ ہوا (کہ اگر عمر کے رونے سے حضور کی امت کی بخشش کا سلسلہ وسیع ہوتا ہے تو اور ہو جائے) پھر جبریل امین حاضر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ایک لپ بھر (جیسا اس کے شایان شان ہے) آپ کی امت سے بغیر حساب جنت میں داخل کر دے گا۔ اب بھی حضرت عمر چپ نہ ہوئے اور حضرت ابوبکر نے کہا اے عمر! اب کیا رہ گیا ہے؟ اگر اللہ چاہے تو ایک لپ میں ہی پوری امت کا کام ہو جائے یہ بات سن کر حضرت عمر خوش ہو گئے۔

کسی کے ایک آنسو سے ہزاروں دل تڑپتے ہیں
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بیکار جاتا ہے

اسی طرح بعض کتب سیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عمر کے وصال کے فوراً بعد

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ (جو کشف قبور کا بہت علم رکھتے تھے) حضرت عمر کی قبر پر گئے کہ دیکھوں آج عمر نکیرین سے کیا سلوک کرتا ہے سبحان اللہ! حضرت علی فرماتے ہیں جناب عمر نے فرشتوں سے کہا جتنی بھی ڈراونی شکل بنانی ہے میرے سامنے بنا کر آجاؤ مگر میرے بعد میرے حبیب کی امت پر نرمی ہی کرنا۔

یحییٰ بن ایوب خزاعی فرماتے ہیں کہ ایک دن خود حضرت عمر ایک نوجوان کی قبر پر گئے اور یہ آیت پڑھی: ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن جو اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کیلئے دو جنتیں ہیں۔اس کی قبر سے آواز آئی قد اعطا نیهاربی فی الجنة مرتین مجھے میرے ربّ نے دونوں جنتیں دے دی ہیں (اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ واقعہ لکھا بھی ان لوگوں نے ہے جو مرنے کے بعد نبیوں کے بارے میں مر کر مٹی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں الفضل ماشهدت به الاعداد جادووہ جو سر چڑھ کر بولے) (کرامات صحابہ ص ۳۰)

امت کی آخرت میں بہترین چاہنے والے دنیا میں اس امت کی بھلائی کیلئے اتنا کچھ کر گئے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

فاروقِ اعظم اپنی پشت پہ راشن اُٹھا کے لا رہے ہیں

بڑا مشہور واقعہ ہے کہ آپ رات کو گشت فرما رہے تھے کہ ایک گھر سے بچوں کے رونے کی آواز آئی آپ آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہیں فاذا ھو بامراة فی جوف دارلها وحولها صبیان یبکون ایک گھر کے صحن میں ایک عورت نے چولہے پر ہانڈی رکھی ہوئی ہے اور اردگرد بیٹھ کر اس کے بچے رو رہے ہیں آپ نے فرمایا یا امة اللہ ارے خدا کی بندی ما بال هئولاء الصبیان؟ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا بھوک کی وجہ سے۔فرمایا ہانڈی میں کیا ہے اس نے کہا بچوں کا دل بہلانے کیلئے کنکریاں ڈال رکھی ہیں۔حضرت عمر بہت روئے اسی وقت بیت المال تشریف لائے اور بہت سارا راشن اپنی پشت پر اٹھا کر لے گئے اور اس وقت تک بچوں کا دل بہلاتے رہے جب تک کہ بچے ہنسنے نہ لگے اور اپنے ساتھی کو فرمایا رایتهم یبکون فکرهت ان اذهب وادعهم حتی اراهم یضحکون فلما ضحکوا طابت نفسی میں نے ان کو روتے دیکھا تھا تو میں نے پسند نہ کیا کہ ان کو روتا ہی

چھوڑ جاؤں جب وہ ہنسنے لگے تو میرا دل خوش ہو گیا۔

(عمر بن الخطاب' محمد رضا' نور الابصار ص ۷۲ ااور الریاض النضرہ ج ۲ ص ۷۰ پہ یہ واقعہ آپ کے غلام اسلم سے مروی ہے۔)

اسی دن سے پیدا ہونے والے بچے کا بھی بیت المال سے وظیفہ لگ گیا۔

آپ کے دور میں قحط پڑا تو آپ نے خود بھی کھانا چھوڑ دیا تا کہ بھوکوں کی تکلیف کا احساس ہو۔ پیٹ میں خرابی پیدا ہوگئی تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا کچھ بھی ہو جائے جب تک عوام کو روٹی زیتون نہ ملے گا تجھے بھی بھوکا ہی رہنا پڑے گا۔

آپ نے محکمہ آبپاشی کا اتنا اعلیٰ نظام قائم کیا کہ صرف مصر کے صوبے میں اس محکمے کے اندر سوا لاکھ مزدور کام کرتا تھا۔ زراعت کے محکمے کو فروغ دیا اور سرکاری سطح پر اعلان فرما دیا جو جس زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا مالک ہوگا (من احیا ارضا میتة فهی له ولیس لعرق ظالم حق۔ موطا امام مالك كتاب الرهن) چند ہفتوں میں تقریباً تیس لاکھ مربع میل کا رقبہ سرسبز و شاداب ہو گیا۔

عدالتی نظام کی ایک مختصر جھلک

حضرت رسول اکرم ﷺ سے قبل اور بعثت کے وقت دنیا میں کئی عظیم سلطنتیں قائم تھیں' ان میں فیصلہ وقضا کا کام بھی ہوتا تھا اور مختلف قوموں اور سلطنتوں نے اپنے لئے قوانین وضع کئے تھے چنانچہ سلطنت کلدانیہ کے دور اوّل کے عظیم فرمانروا حمورابی کا قانون جو اس نے تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح میں مرتب کر کے پتھر کی ایک بڑی سل پر کندہ کرایا تھا اب محکمہ آثار قدیمہ کی بدولت منظر عام پر آ گیا ہے۔ یہودیوں کے یہاں بھی قانون عدالت کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں یونان کے مقنن سولن نے اپنے ملک کیلئے قانون بنایا اور قانون سازی کا باوا آدم کہلایا ۴۵۱ ق م میں سلطنت روما کی طرف سے چند آدمی یونان بھیجے گئے تا کہ وہ وہاں قانون کی تعلیم حاصل کریں اور سلطنت روما کیلئے ایک مستقل قانون بنائیں۔ یہ لوگ یونان گئے وہاں قانون کا مطالعہ کیا اور واپس آ کر انہوں نے سلطنت روما کیلئے ایک دستور العمل مرتب کیا جو بارہ اصولوں پر مشتمل ہے۔ یہ اصول دوازدہ گانہ قواعد کہلاتے ہیں۔ رومیوں کو اپنے ان قواعد پر اتنا ناز تھا کہ ان کا عظیم مفکر' مدبر اور خطیب سسرو (۱۰۶ تا ۴۳ ق م) نہایت

فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ: ''یہ قوانین اور قاعدے تمام فلسفیوں کی تصنیفات سے بڑھ کر ہیں'' یہ تمام قواعد سیسہ کی تختی پر کندہ کئے گئے اور سلطنت روما میں اسی پر عملدرآمد ہوتا رہا یہ دوازدہگانہ قواعد ذیل میں درج ہیں۔

۱- جب تم عدالت میں طلب کئے جاؤ تو فوراً فریق مقدمہ کے ساتھ حاضر ہو۔

۲- اگر مدعاعلیہ انکار کرے تو تم گواہ پیش کرو تا کہ وہ جبراً حاضر کیا جائے۔

۳- مدعاعلیہ بھاگنا چاہے تو تم اس کو پکڑ سکتے ہو۔

۴- مدعاعلیہ بیمار ہو یا بوڑھا ہو تو تم اس کیلئے سواری دو ورنہ اس کی حاضری کیلئے جبر نہیں کیا جا سکتا۔

۵- مدعاعلیہ ضامن پیش کرے تو تم اس کو چھوڑ دو۔

۶- دولت مند کا ضامن دولت مند ہونا چاہئے۔

۷- جج کو فریقین کے اتفاق سے فیصلہ کرنا چاہئے۔

۸- جج صبح سے دوپہر تک مقدمہ سنے گا۔

۹- فیصلہ دوپہر کے بعد فریقین کی حاضری میں ہوگا۔

۱۰- مغرب کے بعد عدالت بند رہے گی۔

۱۱- فریقین اگر ثالث پیش کرنا چاہیں تو ان کو ضامن دینا ہوگا۔

۱۲- جو شخص گواہ نہیں پیش کر سکتا مدعاعلیہ کے دروازے پر دعویٰ کو پکار کر کہے۔

ہندوستان اور ایران میں بھی ان قوموں کے اپنے عدالتی قوانین تھے اور ان پر کسی نہ کسی حد تک عمل بھی ہوتا تھا۔ اگرچہ بعض قوموں میں مدعی اور مدعاعلیہ کے رتبہ اور رسوخ کے مطابق ان قوانین میں تحریف اور ردوبدل بھی ہو جاتا تھا جس کی طرف رسول اکرم ﷺ نے اپنے ارشاد میں واضح طور پر اشارہ فرمایا ہے۔

''پرانی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ وہ افراد کیلئے قانون بدل دیتی تھیں، خبردار تم ایسا نہ کرنا ورنہ تمہارا بھی یہی حشر ہوگا'' دیگر امور کے علاوہ پرانی قوموں کے عدالتی قوانین کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ ایک طویل مدت تک صیغہ عدالت اور انتظامی صیغے الگ الگ نہیں تھے۔

ان میں تفریق کافی عرصہ کے بعد ہوئی۔ عدلیہ انتظامیہ کے ماتحت ہونے کے سبب عدل و انصاف بہت کم ہوتا تھا لیکن اس قباحت کو اقوام جدید نے بہت دیر میں سمجھا۔ آغاز اسلام کے بعد کچھ عرصہ تک مسلمانوں میں بھی یہ نظام اسی طرح چلا۔ عہد رسالت، خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی کے ابتدائی دور میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اس کی اہم وجوہ یہ ہیں کہ اس مبارک عہد میں زندگی اور معاشرہ کا ہر شعبہ نہایت سادہ حالت میں تھا اور فتوحات کا سلسلہ جاری ہونے کی وجہ سے ملکی تقسیم اور محکموں کا قیام باقاعدگی سے عمل میں نہیں آیا تھا لیکن جب حضرت عمر فاروق کے عہد کو شروع ہوئے کئی سال ہو گئے اور فتوحات کا دائرہ وسیع ہو کر سلطنت اسلامیہ دور دراز کے ملکوں تک پھیل گئی تو اس سلطنت کو کئی صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا اور صوبے ضلعوں میں بانٹ دیئے گئے والیوں کے اختیارات وسیع کر دیئے گئے اور انتظام کی بنیادیں پوری طرح مستحکم ہو گئیں۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا جائے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے صوبوں اور ضلعوں میں بڑی اور چھوٹی عدالتیں قائم کر کے ان کیلئے باصلاحیت افراد کو قاضی مقرر کیا۔ یہ کام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولیات میں شمار کیا جاتا ہے۔

صیغہ عدالت قائم کرنے کے ساتھ ہی آپ رضی اللہ عنہ نے قضا کے اصولوں و آئین سے متعلق ایک فرمان جاری کیا۔ اس فرمان کی جو نقل حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بھیجی گئی وہ تاریخوں نے محفوظ کر کے ہم تک پہنچائی ہے مضمون یہ ہے۔

''خدا کی حمد کے بعد واضح ہو کہ قضا ایک عظیم اور ضروری فرض ہے۔ اسے بڑے اہتمام اور غور و خوض سے ادا کرنا اپنے سامنے انصاف میں سب لوگوں کو برابر رکھنا خبردار کوئی کمزور انصاف سے مایوس نہ ہونے پائے۔ بار ثبوت دعویٰ کرنے والے کے ذمہ ہے اور جو شخص منکر ہو اس کیلئے قسم ہے۔ فریقین اگر باہم صلح کر لیں تو اچھا ہے بشرطیکہ اس سے حلال، حرام اور حرام حلال نہ ہونے پائے۔ کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کر دیا ہے اور آج اگر تمہیں اس کی تجویز میں کوئی غلطی نظر آئے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی تجویز کی ترمیم میں ذرا بھی نہ شرمانا کیونکہ دنیا والوں کے آگے ذلت اٹھالینا بہتر ہے۔ اس سے کہ خدا کے سامنے نامنصف کہلاؤ جس مسئلہ میں تمہیں کوئی حکم نہ ملے تو اس پر بار بار غور کرو اور اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال دوڑاؤ پھر

Scanned with CamScanner

اپنے قیاس کو لگاؤ اگر کوئی شخص ثبوت پیش کرنا چاہے تو اس کی پیشی کیلئے مناسب معیاد مقرر کر دیا کرو' اگر وہ ثبوت دے دے تو اس کا حق دلایا کرو ورنہ مقدمہ خارج کر دینا چاہئے۔ سب مسلمانوں کو ثقہ سمجھنا چاہئے سوائے ان لوگوں کے جنہیں حد کی سزا میں درے لگائے گئے ہوں یا جن کی نسبت ثابت ہو کہ انہوں نے عدالت میں کبھی جھوٹی گواہی دی ہے یا کسی خاص وجہ سے مشکوک ہوں۔

یہ فرمان کس قدر مختصر مگر کتنا جامع ہے اس کے مضمون پر غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اس فرمان کا تجزیہ کرنے سے حسب ذیل احکام مرتب ہوتے ہیں۔

۱- قاضی جب اپنی مسند پر بیٹھ جائے تو اسے اپنے پرائے چھوٹے بڑے اور زبردست و کمزور کا خیال ترک کر کے سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہئے۔

۲- بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہے۔

۳- مدعا علیہ اگر کوئی ثبوت یا شہادت فراہم نہیں کر سکتا تو اس سے قسم لی جائے۔

۴- فریقین باہم صلح کر لیں تو قاضی کو چاہئے کہ اسے تسلیم کر لے بشرطیکہ وہ خلاف قانون شرع نہ ہو۔

۵- فیصلہ ہو جانے کے بعد اگر قاضی کو معلوم ہو جائے کہ وہ فیصلہ غلط تھا تو وہ اس پر نظر ثانی کر سکتا ہے۔

۶- مقدمہ کی پیشی کی تاریخ مقرر ہونی چاہئے۔

۷- تاریخ معینہ پر اگر مدعا علیہ حاضر نہیں ہوگا تو مقدمہ کا فیصلہ یکطرفہ ہوگا اور اگر مدعی حاضر نہ ہوگا اور مدعا علیہ کو اس کے دعویٰ سے انکار ہوگا تو مقدمہ عدم پیروی کی بناء پر میں خارج کیا جائے گا۔

۸- ہر مسلمان کی شہادت قبول کی جانی چاہئے لیکن جو شخص سزا پا چکا ہو یا جس کا جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو وہ قابل شہادت نہیں ہے۔

دور فاروقی میں ان چاروں باتوں کا پورا پورا خیال رکھا گیا اور ان کا مناسب انتظام کیا گیا۔

۱- مکمل قانون

اسلام کا اصلی قانون قرآن مجید ہے اسی پر دور فاروقی میں عمل ہوا جزئیات کیلئے حدیث' اجماع اور قیاس سے مدد لی گئی۔ حضرت عمرؓ نے قضاۃ کو ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت کی چنانچہ کوفہ کے قاضی شریح کو ایک فرمان بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

''مقدمات میں قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو' اگر قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث اور اگر حدیث میں بھی مخصوص طور پر کوئی واضح حکم نہ ہو تو اجماع (کثرت رائے) سے اور اگر اس طرح بھی ممکن نہ ہو سکے تو اپنے اجتہاد سے کام لے کر فیصلہ کر دو'' اس فرمان کے علاوہ حضرت عمرؓ حکام عدالت کو وقتاً فوقتاً مشکل اور اہم مسائل سے متعلق فتوے لکھ کر بھی بھیجتے رہتے تھے۔

۲- قضاۃ کا انتخاب

قضاۃ کے انتخاب میں حضرت عمرؓ نے بڑی احتیاط اور دانائی سے کام لیا اور جن لوگوں کو عدل و انصاف کے معاملہ میں بہتر سمجھا ان کو صوبائی عدالتوں کیلئے منتخب کیا چنانچہ دار الخلافہ کیلئے حضرت زید بن ثابتؓ کا انتخاب کیا۔ یہ صحابی رسول ہونے کے علاوہ کاتب وحی بھی رہ چکے تھے۔ سریانی اور عبرانی زبانوں کے ماہر تھے فرائض و وراثت کے مسائل ان سے بڑھ کر پورے عرب میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ بصرہ کیلئے حضرت کعبؓ بن سوار کو منتخب کیا وہ بڑے معاملہ فہم اور نکتہ شناس تھے چنانچہ مشہور تابعی امام محمد بن سیرین نے ان کے بہت سے فیصلے اور احکام نقل کئے ہیں۔ فلسطین میں حضرت عبادہ بن الصامتؓ کو قاضی بنایا گیا ان کی جلالت شان اس سے ظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے مبارک عہد میں ان کو تمام قرآن حفظ تھا اور اسی لئے بارگاہ رسالت ﷺ سے اصحاب صفہ کی تعلیم ان کے سپرد کی گئی تھی۔ کوفہ میں اوّل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو جو فقہ حنفی کے مورث اوّل ہیں قاضی بنایا گیا۔ ۱۹ ہجری میں ان کی جگہ قاضی شریح مقرر کئے گئے۔ ان کی ذہانت اور معاملہ فہمی بھی ضرب المثل تھی چنانچہ حضرت علیؓ ان کو اقضی العرب (عربوں میں سب سے عمدہ فیصلے کرنے والا) کہا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر حضرات جو اس عہد میں کیلئے منتخب کئے گئے ان میں قابل ذکر جمیل بن معمر الجمحی'

Scanned with CamScanner

ابومریم الحنفی، سلمان بن ربیعہ الباہلی، عبدالرحمٰن بن ربیعہ، ابوقرۃ الکندی، عمران بن الحصین ہیں۔ ان کے فضائل رجال کی کتابوں میں درج ہیں۔ اگرچہ قاضی صوبہ یا ضلع کے حاکم کے ماتحت ہوتا تھا اور ان لوگوں کو قاضی مقرر کرنے کیلئے پورے اختیارات تھے لیکن بطور احتیاط اکثر و بیشتر قاضی حضرت عمر ؓ خود مقرر کرتے تھے جن لوگوں کا انتخاب کرنا ہوتا اوّل ان کی شہرت دیکھی جاتی تھی۔ اس کے بعد اکثر ان کا عملی امتحان لیا جاتا تھا۔ قاضی شریح کے انتخاب کے بارے میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ''حضرت عمر ؓ نے کسی شخص سے ایک گھوڑا خریدنا چاہا مگر شرط یہ رکھی کہ پسند آئے گا تو خریدا جائے گا ورنہ نہیں، امتحان کیلئے وہ گھوڑا ایک سوار کو دیا گیا۔ اتفاق سے گھوڑا سواری میں چوٹ کھا کر داغی ہو گیا حضرت عمر ؓ نے یہ نقص ہو جانے کی وجہ سے اسے واپس کرنا چاہا لیکن گھوڑے کے مالک نے واپس لینے سے انکار کر دیا۔ معاملہ قاضی شریح کے سامنے لے جایا گیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ''اگر گھوڑے کے مالک سے اجازت لے کر سواری کی گئی ہوتی تو گھوڑا واپس کیا جا سکتا تھا۔ اب واپس نہیں ہو سکتا' حضرت عمر ؓ کو یہ فیصلہ بہت پسند آیا اور انہوں نے فوراً شریح کو کوفہ کا قاضی مقرر کر دیا۔

۲-ذاتی قابلیت

ذہانت اور معاملہ فہمی کے علاوہ حضرت عمر ؓ قاضی کیلئے رعب و داب کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ تقرر کے وقت خود بھی اس کا خیال رکھتے اور والیوں اور ضلع کے حاکموں کو بھی اس کی ہدایت کرتے رہتے۔ آپ ؓ نے دیگر ہدایات کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو یہ بھی لکھا کہ ''جو شخص بااثر اور صاحب عظمت نہ ہو اس کو قاضی نہ مقرر کیا جائے۔''

۳-رشوت سے محفوظ رکھنے کے وسائل

ناجائز طریقوں کو سدباب کرنے اور مقدمات کے فیصلوں میں عدل و انصاف کو کام میں لانے کیلئے دیگر احتیاطوں کے علاوہ دو اہم اصول مقرر کئے۔

اول یہ کہ ''تنخواہیں زیادہ مقرر کیں تاکہ بالائی آمدنی کی ضرورت نہ ہو اور رشوت ستانی کے دروازے بند ہو جائیں۔

دوم یہ کہ جو شخص مالدار اور معزز نہ ہوتا وہ قاضی مقرر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کے علاوہ یہ کہ

کسی قاضی کو تجارت اور اپنا ذاتی کاروبار کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

۴-آبادی کے لحاظ سے قضاۃ کی تعداد

دور فاروقی میں آبادی کے لحاظ سے قاضیوں کی تعداد کافی تھی صوبوں کے علاوہ ہر ضلع میں بھی ایک قاضی ہوتا تھا اور چونکہ مسلمانوں ہی کے مقدمات ان کے سامنے جاتے تھے اس لئے ان عدالتوں پر کام کا بوجھ زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ قاضیوں کے سامنے بہت کم مقدمات پیش ہوتے تھے لہٰذا ان کے فیصلوں میں تاخیر نہیں ہوتی تھی غیر مسلموں کو اجازت تھی کہ وہ اپنے مقدمات کا فیصلہ اپنے مذہب اور رسوم و رواج کے مطابق خود کر لیں۔

۵-ماہرین فن کی شہادت

یہ بات حضرت عمر ؓ کے اجتہادات میں سے ایک ہے انہوں نے یہ نادر قانون بنایا کہ جو مقدمہ کسی مخصوص فن سے متعلق ہو اس میں خاص اس فن کے ماہر کی شہادت اور رائے لی جائے اس سلسلہ میں دور فاروقی کا یہ واقعہ قابل ذکر ہے ''ایک شاعر حطیہ نے زبرقان بن بدر کی ہجو میں ایک شعر کہا دور فاروقی میں کسی کی ہجو کرنا جرم قرار دے دیا گیا تھا لہٰذا زبرقان نے حضرت عمر ؓ کے ہاں مقدمہ دائر کیا لیکن شعر اس انداز سے کہا گیا تھا کہ اس سے صاف طور پر ہجو ظاہر نہیں ہوتی تھی چونکہ یہ معاملہ فن شعر سے متعلق تھا اس لئے حضرت عمر ؓ نے مداح رسول حضرت حسان بن ثابت ؓ کو جو شاعری میں بلند پایہ رکھتے تھے بلایا اور ان کی رائے طلب کی اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔''

۶-انصاف کا ارزاں اور آسان ہونا

حضرت عمر ؓ نے اس چیز پر خاص توجہ کی کہ ہر شخص کو آسانی سے عدالت میں پہنچنے کا موقع ملے اور انصاف کے حصول میں کوئی دقت پیش نہ آئے۔ آج کل کی مہذب دنیا میں اکثر لوگ عدالتوں میں جاتے ہوئے اس لئے ڈرتے ہیں کہ وہاں تک پہنچنے کیلئے انہیں روپے کے ذریعہ اپنی راہ ہموار کرنی پڑتی ہے پھر بھی فصل خصوصیات میں کئی کئی سال لگ جاتے ہیں۔ ان وقتوں کو دیکھتے ہوئے دادخواہ اس بات کو بہتر سمجھتے ہیں کہ دعویٰ سے باز رہیں اور عدالتوں کے

Scanned with CamScanner

چکر میں نہ پڑیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے یہاں کوئی کورٹ فیس نہیں رکھی اور قاضیوں کو حکم تھا کہ وہ مقدمات کا فیصلہ کرنے میں ذرا بھی تاخیر نہ کریں۔

۷۔ مسجدوں میں فیصلے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چونکہ عوام کی سہولت مدنظر تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ نے عدالت کیلئے الگ عمارتیں نہیں بنوائی تھیں بلکہ ان کے زمانہ میں عدالتیں مسجدوں ہی میں لگتی تھیں تا کہ وہاں جانے میں کسی کو کوئی تامل نہ ہو اور غریب سے غریب اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی وہاں پہنچ کر اپنا دعویٰ پیش کر سکے اور بغیر کسی خرچ اخراجات کے انصاف حاصل کر سکے۔ قضاۃ کو خلیفۃ المومنین کی جانب سے ہدایت تھی کہ کتنا ہی غریب اور مفلس شخص مقدمہ کا فریق بن کر آئے اسے اپنا مدعا ظاہر کرنے میں مطلق ہچکچاہٹ نہ ہو۔

۸۔ قانون سے واقفیت

آج کل یہ فقرہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ قانون سے ناواقفیت کوئی عذر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود عوام کو قانون سے آگاہ کرنے کا کوئی موثر ذریعہ نہیں ہے۔ عہد فاروقی میں اس کیلئے محکمہ افتا قائم تھا اس میں لائق اور عمدہ قانون دان یعنی فقیہہ رکھے جاتے تھے جن کا فرض تھا کہ بڑی تحقیق اور تدقیق سے ہر مسئلہ کو بتائیں اور جو چاہے ان سے پوچھے نہ بتانا یا غلط بتانا جرم سمجھا جاتا تھا جو چاہتا قانون سے واقف ہو سکتا تھا اس وقت قانون سے ناواقفیت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور نہ کوئی عدم واقفیت کا عذر کرتا تھا۔

حضرت عمر فاروق نے اپنے دور خلافت میں انسانیت کی بھلائی کیلئے جو زبردست انتظام فرمایا وہ گزشتہ سطور میں آپ بڑی شرح وبسط کے ساتھ پڑھ چکے ہیں مناسب ہوگا کہ اس مقام پر حقوق العباد کی اہمیت کے متعلق اسلام کی سنہری تعلیمات خلاصۃً پیش کر دی جائیں یاد رہے کہ انفرادی حقوق مثلاً والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق، اساتذہ کے حقوق یہ الگ الگ موضوعات ہیں جن پر علماء نے مستقل کتب لکھی ہیں۔ یہاں صرف اجتماعی حقوق العباد کو اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

اسلام وسعت کے لحاظ سے بہت بڑا مذہب ہے۔ زندگی گزارنے کے تمام طریقے اسلام میں ملتے ہیں۔ دوسرے امور کی طرح حقوق العباد بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کو اپنے حقوق کی نسبت زیادہ اہمیت دی ہے۔ عام لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ حقوق اللہ کو حقوق العباد پر برتری حاصل ہے۔ اس لئے وہ نماز روزہ کا اہتمام تو بہت کرتے ہیں مگر حقوق العباد کی نگہداشت نہیں کرتے۔ جس کے نتیجے میں عدل و انصاف کا فقدان ہو جاتا ہے اور معاشرہ نفاق، انتشار اور عدم اطمینان کا شکار ہو جاتا ہے۔ حقوق اللہ میں کوتاہی کے گناہ تو شاید اللہ تعالیٰ جو رحیم و کریم ہے از خود معاف فرما دے مگر حقوق العباد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی کوئی توقع نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ بندے کے حقوق مارنے کا گناہ تو شاید بندہ ہی بخش سکتا ہے۔

یہ مسلمہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جس کے پاس دولت نہ ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں مفلس وہ ہے جو آخر میں اس حالت میں جائے گا کہ جس کے پاس نماز بھی ہے، روزہ بھی ہے، زکوٰۃ بھی ہے، حج بھی ہے مگر ساتھ ہی اس نے دنیا میں کسی کو مارا تھا، کسی کو گالیاں دی تھیں، کسی کی غیبت کی تھی، ان میں سے ایک شخص آیا اس کی نماز لے گیا، دوسرا زکوٰۃ لے گیا، تیسرا حج پھر بھی بعض حقدار بچ گئے تو اس پر ان کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے۔ اس طرح وہ شخص محروم ہو کر دوسروں کے گناہ لے کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

دنیا دارالعمل ہے اور خالق کائنات نے ہر انسان کو ایک مقررہ وقت کیلئے زندگی کی مہلت عطا کی ہے انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اور خدا کا نائب ہے اس لئے دوسری تمام مخلوقات کی نسبت اسے قدرے خود مختار پیدا کیا گیا ہے اور ایک مخصوص دائرے کے اندر رہتے ہوئے اسے ایک محدود آزادی بھی عطا کی گئی ہے جو دوسری کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئی۔ انسان نیکی اور بدی کا انتخاب کرنے میں خود مختار ہے۔ یہ اپنی منشاء کے مطابق کھانے پینے اور چلنے پھرنے میں بھی آزاد اور خود مختار ہے لیکن انسان کو پیدا کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نسل انسانی

Scanned with CamScanner

کے علاوہ خدا کی دوسری تمام مخلوقات کے کام آتا ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں بلکہ ساری مخلوق کو خدا کا کنبہ یعنی خاندان قرار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ (انسانوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں' اور بقائے باہمی کا فریضہ ادا کرتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کے بارے میں بڑی تاکید کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق میں درگزر تو کر سکتا ہے لیکن جہاں تک بندوں کے آپس کے معاملات اور حقوق کا تعلق ہے یہ کسی صورت معاف نہیں ہوں گے۔ یہ صرف اور صرف ادا کرنے سے ہی پورے ہوں گے ایک انسان کی دوسرے انسانوں کے ساتھ محبت و ہمدردی اور غمگساری ہر بندے پر دوسرے بندوں کا قرض ہے اور قرض ہمیشہ چکانے سے ادا ہوتا ہے۔ بیماروں کی تیمارداری ان کی خدمت اور علاج معالجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عبادت کا درجہ رکھتا ہے اور یہ خدمت خلق کا وہ شعبہ ہے جو دیگر تمام انسانی پہلوؤں پر فوقیت رکھتا ہے اگر کوئی انسان بالعموم اور ایک مسلمان بالخصوص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہونا چاہتا ہے تو یقین جانیے کہ وہ دکھی اور بیمار انسانیت کی خدمت کر کے ہی مقبول ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ حقوق العباد کی ادائیگی کے بعد ہم یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حقدار بن جائیں گے اور یہ کہ ہمیشہ رہنے والی زندگی میں وہ انعامات ربانی حاصل ہوں گے جن کا تصور بھی اس فانی دنیا میں محال ہے۔ وہ حقوق جو بندوں پر ہیں' کی کوئی معافی نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس پر توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم اللہ کے حضور سرخرو ہو کر نجات پا سکیں۔

ہم میں سے ہر ایک کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا ہوگا کہ ہم حقوق العباد میں کہاں کہاں کوتاہی کرتے ہیں۔

کئی لوگ عبادت پر جتنا زیادہ زور دیتے ہیں اتنا ہی حقوق العباد سے غفلت برتتے ہیں خالی عبادت اگر نور ہے تو معاملات میں درستگی عبادت کو نورٌ علیٰ نور بنا دینے والی ہے اور حضرت عمر فاروق کا کردار اس سلسلہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں عمر فاروق کا سنہری کردار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نظام حکومت سراپا نظام رحمت تھا موطا امام مالک میں ہے کہ (قبیلہ بنی سلیم کے) ایک شخص کو راستے میں گرا پڑا ایک بچہ ملا اور وہ اس کو لے کر حضرت عمر کی

بارگاہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا ما حملك علی احذهذه النسمة اس جان کو اٹھانے پر تمہیں کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا صرف اس جذبے نے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے۔ آپ نے لوگوں سے اس کا کردار معلوم کیا فقال له عریفه یا امیر المومنین انه رجل صالح کہا گیا کہ نیک آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا اذهب فهو حرولك ولاء ه وعلینا نفقته اس کو لے جا اس کی ولا تیرے لئے ہوگی بچہ آزاد ہوگا اور خرچہ جتنا ہوگا وہ ہم کریں گے۔ (موطا امام مالک القضاء فی المنبوذ)

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ حاطب کے غلاموں نے قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کی اونٹنی چرا کر ذبح کی اور کھا گئے حضرت عمر کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آپ نے چوروں کو سزا تو دی لیکن ساتھ ہی غلاموں کے آقا سے فرمایا اراك تجیعهم میرا خیال تو ان کو بھوکا رکھتا ہوگا اگر ایسی بات ہوئی تو واللّٰه لا غرمنك غرما یشق علیك اللہ کی قسم تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا کہ مشکل میں پھنس جائے گا۔ پھر اونٹنی والے (مزنی) سے کہا کم ثمن ناقتك تیری اونٹنی کتنی کی ہوگی اس نے جواب دیا: قد كنت واللّٰه امنعها من اربع مائة درهم خدا کی قسم مجھے چار سو درہم ملتے تھے مگر میں نے نہ بیچی آپ نے حکم دیا اعطه ثمان مائة درهم اس کو آٹھ سو درہم دے دیے جائیں۔ (موطا امام مالک' کتاب الرہن)

وہ لوگ جو اسلامی نظام کے حوالے سے صرف ہاتھ کاٹنے' سزا دینے اور کوڑے مارنے کی باتوں کی گردان پڑھتے رہتے ہیں ان کو چاہیے کہ حضرت عمر کے اس نظام رحمت کی برکتوں کو بھی بیان کیا کریں اور بالخصوص حکمران اگر مخلص ہیں اور اسلام کی برکت سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو ٹی وی ریڈیو اور ذرائع ابلاغ پر ان برکات کا چرچا کریں پھر دیکھیں کون ہے جو نظام اسلام کو نہ چاہے گا۔

گری پڑی چیز کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: اعرف عفاصها ووكاء هاثم عرفها سنة فان جاء صاحبها والافشانك بها اس کا ظرف اور بندھن پہچان لو پھر ایک سال تک (راستوں' مساجد کے دروازوں اور مجمع عام میں) اعلان کرو اگر مالک مل جائے تو اس کو دے دو ورنہ استعمال کر لو (لیکن زندگی میں جب کبھی اس کا مالک مل گیا اتنی رقم

Scanned with CamScanner

اس کو دینا ہی ہی پڑے گی) (القضاء فی اللقطۃ موطا امام مالک)

ایک شخص کو ایک تھیلی ملی جس میں اسی دینار تھے۔ حضرت عمر سے ذکر کیا گیا تو فرمایا عرفها على ابواب المساجد واذكرها لكل من ياتي بالشام سنة فاذا مضت السنة فشانك بها

پورا سال مساجد کے دروازوں پر اعلان کر اور شام سے آنے والے ہر شخص کے سامنے اس کا تذکرہ کر (کیونکہ وہ تھیلی شام کے راستہ سے ملی تھی) اس کے بعد استعمال کر سکتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے اس بارے میں سوال کیا تو فرمایا خوب اعلان کر اس نے کہا کر چکا ہوں فرمایا اور کر۔ عرض کیا اور بھی کر چکا ہوں فرمایا لا امرك ان تاكلها ولو شئت لم تاخذها میں تجھے یہ نہیں کہوں گا کہ کھا جا تو نے اٹھائی کیوں ہے اگر تیرا ارادہ اس کو ہڑپ کرنے کا نہ تھا؟

حضرت عمر نے اس بارے میں ایک فیصلے میں فرمایا ارسله حيث وجدته جہاں سے ملی ہے وہیں رکھ کر آ (موطا)

حضرت عثمان نے اس بارے فرمایا کہ اگر گری پڑی چیز اٹھانے والا اس کو بیچ کر کھا گیا ہے تو جب بھی مالک آئے اس کی قیمت اس کو دینا ہوگی۔ (موطا القضاء فی الضوال)

اہل اسلام غور کرو کہ ہمارا دین ہمیں دوسروں کے مال جان کی کس قدر حفاظت کا حکم دیتا ہے اس سے جہاں حقوق العباد کی اہمیت واضح ہوتی ہے وہاں اسلام کے اس نظام رحمت کی عظمت دل پر اثر انداز ہو کر ہی رہتی ہے۔

امتیازات وخصوصیات

۱- جن کو محبوب خدا نے غلبہ دین اور سطوت اسلام کیلئے دربار ربوبیت سے طلب کیا۔

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۹۶ تفسیر صافی ۳۷۲)

۲- جن کو پروردگار عالم نے دینی ترقی کیلئے چن کر بھیجا۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

۳- جن کے ایمان لانے سے پہلے جبریل امین نے ان کی تشریف آوری کا مژدہ پیغمبر اسلام کو

سنایا۔ (تاریخ الخلفاء)

۴- جن کی تشریف آوری پر حضور ﷺ نے مرحبا کی آواز بلند فرمائی۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۵- جن کے ایمان سے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو تقویت پہنچی۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۶- جن کی آمد سے مسلمانوں کو خدا کے گھر میں خدا کی عبادت کرنا نصیب ہوئی۔

۷- جن کے ایمان کی خوشی میں زمین نے اظہار مسرت کیا۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۸- جن کے ایمان کی خوشی میں فلک نیلی فام رقص میں آیا۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۹- جن کو کعبہ میں جاتے وقت سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آگے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ (غزوات حیدری)

۱۰- جن کی تشریف آوری کی خوشی میں دیوار حرم نے بوجہ افتخار اپنا سر تا بعرش کردگار پہنچایا۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۱۱- جن کے قدم میمنت لزوم سے زمزم کے آب شیریں نے سلسبیل کو ذائقہ حلاوت بخشا۔ (غزوات حیدری ص ۴۲)

۱۲- جن کے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت ﷺ کے تکبیر کہنے سے بت منہ کے بل گر گئے۔ (غزوات حیدری ص ۴۴)

۱۳- جن کو فاروق اعظم کا لقب دربار رسالت سے عطا ہوا۔ (طبقات)

۱۴- منها خلقنكم کے پیش نظر جن کی مٹی کا خمیر بہشت بریں کی مٹی سے بنایا گیا۔ (ترجمہ مقبول)

۱۵- جنہوں نے کفر کو چیلنج کر کے بیت اللہ کے اندر مشرکین کے روبرو نماز ادا کی۔ (زرقانی ج ۱ ص ۱۷۱)

۱۶- جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق ان کے قتل کا مشورہ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۷- غزوہ تبوک کے موقع پر جنہوں نے اپنے مال کا نصف حصہ پیش کر کے صاحب نبوت کی خوشنودی حاصل کی۔

۱۸- خاتم النبیین نے جن کے حق میں لو کان بعدی نبی لکان عمر فرمایا۔ (مشکوۃ شریف)

Scanned with CamScanner

۱۹- جن کی تقریر دلپذیر اور جرأت نے سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین و انصار کا اختلاف مٹا دیا۔ (تاریخ الملوک والامم)

۲۰- جن کی حکومت، عدالت اور سیاست کو دیکھ کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو مسلمانوں کا ملجاء و ماویٰ قرار دیا۔ (نہج البلاغت ص۳۹ ج۲)

۲۱- جن کی ذات بابرکات کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرحاں وشاداں قیم بالامر فرمایا۔

(نہج البلاغت ص۳۹ ج۲)

۲۲- جن کے لشکر کو دیکھ کر سیّدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے جند اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

(نہج البلاغت ص۳۹ ج۲)

۲۳- جن کے مذہب کو شیر جلی نے دین اللہ سے تعبیر کیا۔ (نہج البلاغت ص۳۹)

۲۴- جن کی یا ساریۃ الجبل والی آواز نے نہاوند میں غافل فوج کو جگا دیا۔

(احتجاج طبرسی)

۲۵- جن کے مکتوب کی برکت سے دریا جاری اور مشرکانہ رسم کا خاتمہ ہو گیا۔ (الفاروق)

۲۶- جن کی مبارک رائے کے مطابق آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی نازل ہوئی۔ (خلاصۃ التفاسیر)

۲۷- جن کی غیرت وحمایت میں بے پردہ عورتوں کو پردہ ملا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۲۸- جن کے لفظ مولا کو حضور علیہ السلام پر استعمال کرنے سے آیت ان اللہ ھو مولاہ نازل ہوئی۔

۲۹- جن کی دعا پر حرمتِ شراب کا تصریح حکم نازل ہوا۔ (تفسیر جلالین)

۳۰- منافق پر جنازہ پڑھنے کے سلسلے میں جن کی رائے کی تائید وحی الٰہی نے کی۔

(تاریخ الخلفاء)

۳۱- افک سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں سبحانك هذا بهتان عظيم کہنے پر جن کی موافقت قرآن نے فرمائی۔

۳۲- جن کے مقبوضات اسلام کا رقبہ باختلاف اقوال ۲۲ یا سینتالیس لاکھ مربع میل تک پہنچ

گیا۔

۳۳- جنہوں نے حسبنا کتاب اللہ کہہ کر مرادِ نبوت پوری فرمائی۔

۳۴- جن کے جواب نے من یھدہ اللہ فلا مضل لہ کی ترجمانی کی۔

۳۵- جن کی ہمنوائی اور تصدیق صاحب نبوت نے سکوت فرما کر اور اہل بیت نے عملی طور پر فرمائی۔

۳۶- جن کی غیرت چار دانگ عالم میں مشہور ہوئی۔

۳۷- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد جن کا بلا اختلاف خلافت کے لئے انتخاب ہوا بلکہ افضل الخلق بعد الرسل نے جن کا انتخاب فرمایا۔

۳۸- جو اپنے دورِ خلافت میں اگر ایک طرف ایران پر فوجیں بھیج رہے ہیں۔ قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ ایران و مصر کے فاتحین کے نام فرامین جاری کر رہے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما سے باز پرس کر رہے ہیں تو دوسری طرف بدن پر پیوند لگا کرتہ پہن رہے ہیں۔ سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں بوسیدہ چپل ہے۔

۳۹- جو کسی وقت ممبر پر چڑھ کر خدائی احکام سنا رہے ہیں تو کسی وقت مشکیزہ کندھوں پر رکھ کر محتاجوں، بیکسوں اور بیواؤں کو پانی پلا رہے ہیں۔

۴۰- جو دن کو خلافت کے امور سرانجام دیتے ہیں تو رات کو مدینہ کی گلیوں میں پہرہ دیتے نظر آتے ہیں۔

۴۱- جو غنی اتنے ہیں کہ شاہوں کے تاج آپ کے قدموں پر نثار ہیں لیکن سادہ اس قدر ہیں کہ بادشاہوں کے سفیر آپ کی سادگی کی وجہ سے پہچانتے بھی نہیں اور بھول جاتے تھے۔

۴۲- جو باطنی اقتدار کے مقابلہ میں ظاہری وجاہت کو ہیچ سمجھتے تھے۔

۴۳- جو دینی معاملات میں جس قدر سخت تھے۔ ذاتی معاملات میں اس سے زیادہ نرم تھے۔

۴۴- جنہوں نے تحفظ مال کے لئے بیت المال کا خزانہ قائم کیا۔

Scanned with CamScanner

۴۵- جن کے حسن تدبر کی برکت سے عدالتیں قائم ہوئیں۔ قاضی مقرر ہوئے۔

۴۶- جن کی سیاسی قابلیت کے نتیجے میں فوجی دفتر قائم ہوئے۔ اور ہر طبقہ کی تنخواہیں مقرر ہوئیں۔

۴۷- جن کے مشورے سے دفتر مال قائم ہوا۔ پیمائش کا طریقہ جاری ہوا۔

۴۸- جن کے رموز سلطنت سے تجربہ کاری کی برکت سے مردم شماری کی ترویج ہوئی۔

۴۹- جنہوں نے مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر فرمائے۔

۵۰- جنہوں نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کے لئے چوکیاں اور سرائیں بنائیں۔

۵۱- جنہوں نے شوکت اسلام اور رعب حکومت کے پیش نظر فوجی چھاؤنیاں مقرر فرمائیں۔

۵۲- جنہوں نے تحفظ قرآن کی غرض سے نماز تراویح کی جماعت کا با جماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فیصلہ فرما کر قیامت کے لئے امت مسلمہ پر احسانِ عظیم فرمایا۔

۵۳- جنہوں نے تراویح کو بہیئت کذائیہ جاری فرما کر امت رسول مقبول ﷺ کو حفاظت قرآن کا موقعہ دیا۔

۵۴- جن کی بابرکت چادر سے محلے کا محلہ آگ کی زد سے بچ گیا۔

۵۵- جن کے قدم کی حرکت سے مدینہ پاک زلزلے سے قیامت تک کے لئے محفوظ ہو گیا۔

۵۶- جنہوں نے خوف خدا کے پیش نظر بیت المال سے راشن کندھوں پر اُٹھا کر یتیموں تک پہنچایا۔

۵۷- جنہوں نے انسداد رشوت کے لئے عمال کی تنخواہیں زیادہ سے زیادہ مقرر فرمائیں۔

۵۸- جو امیر المؤمنین ہونے کے باوجود زید بن ثابت کے سامنے مدعا علیہ بن کر پیش ہوئے۔

۵۹- جنہوں نے قضاۃ کا سلسلہ جاری فرما کر مسافروں کے لئے ایک آسانی پیدا کر دی۔

۶۰- جنہوں نے تجوید قرآن کے سلسلے میں عرب کو عربیت کی تاکید فرمائی۔ (کنز العمال ج ا ص ۲۲۸)

۶۱- جنہوں نے اشاعتِ قرآن کی غرض سے شام، حمص، فلسطین کے علاوہ باقی مقامات پر

قرآنی مدرسے قائم کیے۔

۶۲- جنہوں نے احکامِ خداوندی کے حفظ کے لئے سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ، سورۂ حج، سورۂ نور کا یاد کرنا ضروری قرار دیا۔

۶۳- جنہوں نے ملک کی سیاست کے پیش نظر فوج کا اسٹاف افسر خزانہ، مترجم طبیب و جراح پر مشتمل فرمایا۔

۶۴- جن کے وجودِ مسعود کی برکت سے یزدگرد مقدمۃ الجیش کا افسر کئی سو بہادروں سمیت مسلمان ہو گیا۔

۶۵- جن کے اسلامی دبدبے کی وجہ سے قادسیہ، جلولہ، حلوان، تکریت، خورستان، ایران، اصفہان، طبرستان، آذربائیجان، آرمینیا، فارس، سیستان، مکران، خراسان، اردن، حمص، یرموک، بیت المقدس، اسکندریہ، طرابلس الغرب وغیرہ فتح ہوئے۔

۶۶- جن کی وجہ سے سیّدنا حسین ؓ سیدہ شہر بانو سے نکاح کر کے باریاب ہوئے (اصول کافی)

۶۷- جن کے دروازے پر سیّدنا علی ؓ سیّدنا حسین ؓ کو لے کر شادی کے لئے تشریف لائے (مراۃ العقول)

۶۸- جنہوں نے عترتِ رسول ﷺ کی قدر کر کے اپنے بیٹے کے عزم کو شہر بانو کی شادی کے معاملے میں ناکام بنا دیا۔

۶۹- جنہوں نے علی المرتضیٰ ؓ کے بیٹے کو اپنے بیٹے پر ترجیح دے کر حق اخوت ادا کیا۔

۷۰- جن کی فتح و کامرانی ولادت امام کا سبب بنی۔

۷۱- جن کے کیے ہوئے عقد کو سیّدنا علی ؓ اور سیّدنا حسین ؓ نے برقرار رکھا۔

۷۲- جن کے حوارییں اور گوشہ نشینوں کی گواہی سے سیّدنا حسین ؓ کا عقد نکاح منعقد ہوا۔ (مراۃ العقول)

۷۳- جن کے دور خلافت میں فقہ کو تکمیل و ترقی نصیب ہوئی۔ (تاریخ اسلام)

۷۴- جن کی عدالت کا چرچا دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔

Scanned with CamScanner

۷۵- جن کی مجلس شوریٰ کے رکن اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ہی ہوا کرتے تھے۔

۷۶- جن کی مساعی جمیلہ کی برکت سے صرف دورِ فاروقی میں چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔

۷۷- جو سادگی کے پیشِ نظر کسی درخت کے نیچے سو جانے سے بھی نہیں گھبراتے تھے۔

۷۸- جنہوں نے کعبہ مکرمہ کے غلاف کو اعلیٰ قسم کے غلاف میں بدل دیا۔

۷۹- جنہوں نے حرم محترم کی عمارت کو وسیع کر کے اردگرد دیوار بنا کر عام آبادی سے ممتاز کر دیا۔

۸۰- جنہوں نے قحط سالی کے علاج میں ۹۹ میل نہر پہاڑوں میں سے کھدوا کر دریائے نیل کو بحیرۂ قلزم سے ملا دیا۔

۸۱- جنہوں نے بڑے بڑے شہروں میں مسافر خانے تعمیر کروائے۔

۸۲- جنہوں نے نہر ابو موسیٰ کھدوا کر پیاسوں کی پیاس بجھادی۔(الفاروق)

۸۳- جنہوں نے مکہ اور مدینہ کے راستے میں چوکیاں، حوض اور سرائیں تعمیر کرائیں۔

۸۴- جنہوں نے اپنے گورنروں کو عدل وانصاف کی تلقین فرما کر رعایا پر احسان عظیم فرمایا۔

۸۵- جن کی عظمت کو غیروں نے بھی یہ کہہ کر غلب المسلمون فارس فی امارة عمر تسلیم کیا۔(تفسیر حقی)

۸۶- جن کو دامادِ علی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔(الفاروق، شبلی، الصافی)

۸۷- جنہوں نے قضاۃ کو یہ آرڈر دیدیا کہ فیصلوں کے لئے پہلے قرآن بعدہ حدیث بعدہ اجماع، بعدہ قیاس کو قبول کیا جائے۔

۸۸- جن کی جلال بھری نگاہ کو دیکھ کر والیان تاج وتخت بھی مرعوب ہو جاتے تھے۔

۸۹- جنہوں نے فتح بیت المقدس کے موقع پر باری باری چلنا تو منظور فرمالیا مگر اونٹنی کو تکلیف نہ دی۔

۹۰- جو بیت المال سے راشن لے کر یتیموں کے دروازے پر پہنچے۔

۹۱- جنہوں نے مالِ غنیمت سے کبھی اپنے حصہ سے زیادہ نہ لیا۔

۹۲- جو اس قدر محتاط تھے کہ بیت المال کے تیل سے جلتا ہوا چراغ اپنے کام کے لئے بجھا

دیتے تھے۔

۹۳- جن کے متعلق عیسائی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر دنیا میں دوسرا عمر ہوتا تو کفر کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔

۹۴- جنہوں نے فیصلہ رسول پر اپیل کرنے پر منافق کو قتل کر دیا۔

۹۵- جن کے وقت میں ازواجِ رسول ﷺ اور عترت رسول کو ماہانہ وظائف باقاعدہ ملتے رہے۔

۹۶- جنہوں نے ایک زمانہ جاہلیت کا اقرار نامہ کہ آپ سے محصول سے نہ لیا جائے گا، پڑھ کر لالعمرہ ولا لابیہ فرمایا۔

۹۷- جنہوں نے توحیدی عقیدت پر ثابت قدم ہونے کا یوں ثبوت دیا کہ حجر اسود کو کہہ دیا کہ ہم تجھے (بالذات) نافع اور ضار نہیں مانتے بلکہ تجھے ہم بوسے حضور ﷺ کے بوسے دینے کی وجہ سے دیتے ہیں

۹۸- جن کی شکل کو دیکھ کر عیسائی عالم پہچان جاتے تھے۔

۹۹- جن کے بہشتی محل کو خواب میں خود حضور علیہ السلام نے مشاہدہ فرمایا۔

۱۰۰- جن کو حضور علیہ السلام نے زندگی میں بہشتی ہونے کی بشارت فرمائی۔

پیار ہے تجھ کو ابوبکر و عمر سے
ان سے یار نہیں ہے بہتر سائیں

آپ کی شہادت

اس سے قبل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے باب میں بخاری شریف کی یہ روایت گزر چکی ہے جو حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور عالم نبی مکرم ﷺ جبل احد پر تشریف لے گئے حضور کی معیت میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے (جلال نبوت کی تاب نہ لا کر) احد پہاڑ لرزنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنے قدم مبارک سے اس کو ٹھوکر ماری اور فرمایا اثبت احد وما علیك الانبی او صدیق او شهید اے احد! ٹھہر جا تجھ پر اس وقت نبی، صدیق یا شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

آپ کو یقین تھا کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے شہادت کی جو بشارتیں انہیں دی ہیں وہ ضروری پوری ہوں گی لیکن آپ کو اس کے علاوہ ایک اور آرزو بے چین رکھا کرتی اس لئے آپ اکثر بارگاہ الٰہی میں یہ التجا کیا کرتے۔

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک وموتافی بلد حبیبک

الٰہی! مجھے اپنی راہ میں شہادت بھی عطا فرما نیز مجھے موت آئے تو تیرے حبیب کے اس پیارے شہر میں آئے۔

آپ کی یہ دعا بھی منظور ہوئی آپ کو شہادت کا تاج پہنایا گیا اور یہ تاجپوشی آپ کی تمنا کے مطابق مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ رحمت الٰہی نے اس کیلئے مسجد نبوی کی وہ متبرک جگہ منتخب فرمائی جو اس کے محبوب کے سجدوں سے معزز و محترم تھی اور اس وقت یہ انعام بخشا جب آپ صبح کی نماز کی امامت کرا رہے تھے زبان اس کے کلام مقدس کی تلاوت سے لطف اندوز ہو رہی تھی اور دل اس کے عشق اور محبت سے سرشار۔ بقول کسے

نشہ الفت میں وہ سرشار تھا
سربسر محو خیال یار تھا

بس پھر ابدی آرام گاہ نصیب ہوئی اور محبّ اپنے محبوب کے اور فاروق اعظم اپنے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

۲۳ھ تاریخ ۲۶ ماہ ذی الحج کا دن کیسا عجیب تھا کہ جس میں اسلام کا جلیل القدر فرزند شہید ہوا۔

مدینہ منورہ میں فروز نامی ایک مجوسی شخص جو غلام تھا جس کی کنیت ابولؤلؤ تھی اس نے ایک روز سیدنا فاروق اعظم ؓ کی بارگاہ میں آ کر یہ شکایت کی کہ میرے آقا جن کا میں غلام ہوں ان کا نام مغیرہ بن شعبہ ؓ ہے نے مجھ پر بہت بھاری محصول مقرر کیا ہے۔ آپ کم کر دیں حضرت نے اس محصول کی تعداد پوچھی اس نے کہا یومیہ چار درہم۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم ؓ نے فرمایا کہ تم نجاری، نقاشی، آہن گری کا کام کرتے ہو۔ ایسے کئی فنون کے مالک کیلئے یہ روزینہ ہرگز زیادہ نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ مجوسی فروز ابولؤلؤ ناراض ہو کر چلا گیا اور ایک تیز دھاری

دار خنجر تیار کیا اور ایک دن جب عمر فاروق ؓ حسب دستور نماز فجر کیلئے تشریف لائے اور صفوں سے آگے بڑھتے ہوئے مصلّٰی پر تشریف فرما ہوئے اور صفیں درست کروائیں اور نماز کی نیت باندھی فروز ابولؤلؤ پہلے ہی مسجد میں صفوں کے اندر نماز میں شامل تھا اچانک آگے بڑھا اور پے در پے خنجر کے وار کئے اور ایک خنجر زیر ناف لگا جس سے آپ گر گئے اور لوگ محو حیرت تھے کہ یہ کیسے ہو گیا۔ امیر المومنین نے باوجود انتہائی زخمی ہونے کے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو آگے مصلے پر کھڑا کیا اور انہوں نے بڑی مختصر نماز پڑھائی۔ امیر المومنین جو زخمی تھے ٹیک لگا کر نماز ادا کی کیا شان ہے غلامان مصطفٰی ﷺ کی ایسے وقت بھی نماز باجماعت ادا فرمائی۔ فروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا اور دوڑنا چاہتا تھا کہ بھاگ جائے مگر لوگوں نے اس کو پکڑ لیا جس پر اس خناس نے فوری خودکشی کر لی اور واصل جہنم ہوا۔

حضرت امیر المومنین ؓ کو احباب بے ہوشی میں اٹھا کر مسجد سے گھر لے گئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے سب سے پہلے لوگوں سے پوچھا میرا قاتل کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فروز ابولؤلؤ مجوسی فرمایا۔

الحمد للہ الذی لم یجعل موتی بیدر جل یدعی الاسلام

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ میں نہیں دی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔

لوگوں نے آپ کی قوت ارادی کی پختگی کو دیکھ کر محسوس کیا کہ شاید آپ بچ جائیں گے۔ زخم اتنے شدید نہیں ہیں چنانچہ ایک حکیم کو بلا لائے اس نے نبیذ اور دودھ وغیرہ دیا مگر وہ انتڑیوں کے راستے سے باہر آ گیا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی دعا قبول ہوئی جو آپ اکثر مانگا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک

اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور مجھے اپنے رسول کریم ﷺ کے مقدس شہر میں موت عطا فرما۔ دونوں دعائیں قبول ہو گئیں۔

حضرت حفصہ سے آپ کی دعا کے الفاظ اس طرح بھی منقول ہیں **اللھم ارزقنی قتلا**

فی سبیلک ووفاۃ فی بلد نبیک اللھم لا تھلکنا بالسنین وارفع عنا البلاء اللھم لاتجعل ھلاک امۃ محمد علی یدی اللھم کبرت سنی وضعفت قوتی وانتشرت رعیتی فاقبضی الیک غیر مضیع ولا مفرط (الفاروق محمد رضا مصری ص ۳۷)

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں اور اپنے نبی کے شہر میں شہادت سے نواز' ہمیں فاقوں سے ہلاک نہ فرمانا' ہم سے بلائیں دور فرمانا' حضور کی امت کو میرے ہاتھوں ہلاک نہ کرنا۔ اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی' قوت کمزور ہوگئی۔ رعیت منتشر ہوگئی مجھے اپنے پاس بغیر نقصان کے بلالے۔

یہ دعائیں حضرت عمر فاروق نے اپنی زندگی کے آخری حج کی ادائیگی کے بعد وادی منیٰ سے واپسی پر مقام ابر پر کنکریوں کے ڈھیر پر چادر بچھا کر' چت لیٹ کر' اپنے دونوں ہاتھوں کو بارگاہ رب العزت میں بلند کر کے گڑ گڑا کر کیں خدا کی شان دیکھئے حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں فما انسلخ ذوالحجۃ حتی قتل عمر ذوالحجہ کا مہینہ ابھی ختم نہ ہوا کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ (موطا امام مالک کتاب الرہن)

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلا کر فرمایا حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر عرض کرو کہ عمر آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ مجھے سلطان مدینہ محبوب خدا کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونے کی اجازت عطا فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو غم سے نڈھال تھیں اور اس واقعہ سے سخت پریشان تھیں سنتے ہی فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے محفوظ رکھی ہوئی تھی مگر آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں۔

حضرت عبداللہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہو کر واپس آئے تو لوگوں نے حضرت امیر المومنین کو اطلاع دی تو آپ نے بیٹے سے پوچھا کہ کیا جواب ملا۔ عرض کی جو آپ چاہتے تھے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اسے قبول فرمایا ہے اور اجازت دے دی ہے تو امیر المومنین نے حمد خدا بجالائی اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ خداوند قدوس نے مجھے شہادت بھی دی اور اپنے حبیب کے شہر میں اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس پہلو میں جگہ بھی عطا فرمائی۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۰۰۴ اصواعق محرقہ ص ۱۰۳)

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو فرمایا کہ بیٹے میرے انتقال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دوبارہ اجازت لے لینا کہیں ایسا نہ ہو کہ خلافت کی وجہ سے اجازت دے دی ہو اور بعد میں کوئی شخص آڑے آئے۔

اس مشکل وقت میں اسلام کے حق میں جو اہم ترین کام تھا وہ یہ تھا کہ خلیفہ کا انتخاب کیا جائے چنانچہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان بار بار امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو عرض کرتے کہ آپ اس مسئلہ کو طے فرما جائیں اور اس مشکل کو حل فرمادیں۔

تو آپ نے فرمایا کہ حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت زبیر' حضرت طلحہ' حضرت سعد بن وقاص' حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو اس کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ (تاریخ الخلفاء ۱۰۵، ۱۰۳ اصواعق محرقہ)

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قوم اور ملک کی اتنی فکر دامن گیر تھی کہ باوجود اس قدر تکلیف کے جب تک آپ باہوش رہے اور حواس نے یاوری کی مصروف رہے اور لوگوں سے خطاب فرمایا جو شخص خلیفہ منتخب ہو اس کو میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے اور مہاجرین وانصار اور تمام شہریوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور پوچھا کہ مجھ پر کتنا قرض ہے عرض کیا چھیاسی ہزار درہم۔ فرمایا اگر میری جائیداد سے ادا ہو سکے تو فبھا ورنہ میرے خاندان (عدی) سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی نہ ادا کر سکیں تو تمام قریش سے کہہ دینا یہ آپ کی آخری گفتگو تھی جس کے بعد اسلام کے اس بطل جلیل کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ ۲۶ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام بروز ہفتہ یا اتوار ۲۳ ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔ آپ کا جنازہ دفن سے پہلے حجرۂ مبارکہ کے پاس رکھ کر پھر حضرت عائشہ سے دفن کی اجازت لی گئی جو انہوں نے خوشی سے دے دی اور اس طرح آپ کو پہلوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کیا گیا۔ اور اسی شہادت کے دن دفن ہوئے۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

آپ کی نماز جنازہ حضرت صہیب نے پڑھائی اور حضرت علی، عثمان، طلحہ، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن بن عوف نے آپ کو قبر میں اتارا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

(حیوۃ الحیوان ص ۶۵ ج ا، الفاروق)

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

آپ کی ازواج واولاد

آپ کی ازواج کی تعداد یکے بعد دیگرے کل نو تھی اور بچے تیرہ تھے، نو بیٹے اور چار بیٹیاں جن کے اسماء گرامی اس طرح ہیں۔

نو بیویوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ۔
۲۔حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔
۳۔عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا۔
۴۔ام حکیم بنت حارث رضی اللہ عنہا۔
۵۔فقیہ
۶۔لہیہ
۷۔اُم ولد
۸۔قریبہ بنت ابی امیہ
۹۔ملیکہ بنت جرول

کل نو ازواج میں سے آپ نے دو ایک قریبہ اور دوسری ملیکہ کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دے دی، ثابت ہوا کہ آپ کی کل سات بیویاں تھیں کیونکہ دو کو آپ نے طلاق دے کر حقوق زوجیت سے خارج کر دیا تھا۔

بیٹوں کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔عبداللہ رضی اللہ عنہ

۲۔عبدالرحمٰن الاکبر رضی اللہ عنہ
۳۔زید الاکبر رضی اللہ عنہ
۴۔عاصم رضی اللہ عنہ
۵۔عیاض رضی اللہ عنہ
۶۔زید الاصغر رضی اللہ عنہ
۷۔عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۸۔عبدالرحمٰن الاصغر رضی اللہ عنہ
۹۔عبدالرحمٰن اوسط رضی اللہ عنہ

بیٹیوں کے اسماء یہ ہیں۔

۱۔حفصہ رضی اللہ عنہا
۲۔رقیہ رضی اللہ عنہا
۳۔فاطمہ رضی اللہ عنہا
۴۔زینب رضی اللہ عنہا

حق است فاروق برحق است فاروق
آں مراد رسول لاشک است فاروق

ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرتؒ)

Scanned with CamScanner

فاروق اعظم کی حکومت پر ایک نظر

فتوحات

ایک محتاط اندازے کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس (۲۲۵۱۰۳۰) مربع میل تھا جس کا حدود اربعہ اس طرح ہے کہ مکہ شریف سے شمال کی طرف ایک ہزار چھتیس (۱۰۳۶) مشرق کی طرف ایک ہزار ستاسی (۱۰۸۷) جنوب کی سمت چار سو تراسی (۴۸۳) اور مغرب کی جانب چونکہ آپ کی حکومت کی سرحد جدہ تک تھی اس لئے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

مندرجہ ذیل ممالک آپ کے دور خلافت میں فتح ہوئے۔

شام، عراق، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آتا ہے۔ آپ نے دس سال سے کچھ زیادہ مدت میں یہ ممالک فتح کئے۔

ان تمام فتوحات کا سبب اہل محبت کے نزدیک حضور علیہ السلام کی وہ دعا تھی جو آپ نے حضرت عمر فاروق کے اسلام قبول کرنے اور ان کے اسلام کی برکت سے اسلام کو عزت عطا کرنے کیلئے فرمائی تھی اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة (سنن ابن ماجہ)

جمہوریت

حضرت عمر فاروق نے بغیر کسی پیشگی مثال اور نمونے کے صحیح جمہوری حکومت قائم فرمائی جبکہ گرد و پیش کی حکومتوں کا جمہوری ذوق و مزاج ہی نہ تھا، ایران و روم کبھی بھی اس شرف سے ممتاز نہ ہوئے۔

آپ نے شورائی نظام مستحکم انداز میں قائم فرمایا باقاعدہ مجلس شوریٰ یا کونسل تشکیل دی انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج کی نمائندگی کو اس میں یقینی بنایا اور کوئی کام بھی بغیر مشورے اور بغیر کثرت رائے کے عمل میں نہ آ سکتا تھا۔ اس بارے میں آپ کا مشہور فرمان

جمہوریت کی جان ہے کہ لاخلافة الاعن مشورة خلافت کا مشورے کے بغیر وجود ہی نہیں۔ (کنز العمال بحوالہ طبقات ابن سعد ص۲۴۴اج۳)

کتاب الخراج للقاضی امام ابو یوسف ص۱۴اوص۱۵ کنز العمال بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹ ج۳ پر تو باقاعدہ یہ الفاظ ہیں: یجلس المهاجرون فی المسجد فکان عمر یجلس معهم فیه)

حضرت عمر نے باقاعدہ ملک کو اولاً سات یا آٹھ صوبوں اور ثانیاً شدید ضرورت اور مشورے کے ساتھ مزید صوبوں میں تقسیم فرمایا (مکہ، مدینہ، مصر، شام، جزیرہ، بصرہ، کوفہ، فلسطین، فارس، خوزستان، کرمان وغیرہ صوبے تھے اور ہر صوبے کے تحت اضلاع تھے جن کا ذکر کچھ اس کتاب میں آپ پڑھ چکے اور مزید تفصیل طبری تاریخ یعقوبی اور ابن خلکان میں ہے)

گورنروں سے باز پرس

ہر صوبے کا گورنر اور ہر ضلع کا افسر مقرر کیا، ان کا احتساب اور شکایات ملنے پر ان کی معزولی کا حکم جاری ہوتا۔

حضرت عمر ایک دفعہ بازار جا رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی۔ اے عمر! کیا افسران کیلئے چند قواعد مقرر کر کے تو عذاب الٰہی سے بچ جائے گا کیا تو جانتا بھی ہے کہ مصر کا گورنر عیاض بن غنم باریک کپڑے پہنتا ہے اور اس نے دروازے پر دربان مقرر کر رکھا ہے (یعنی ہر کوئی اس سے ملاقات نہیں کر سکتا) حضرت عمر نے اس وقت محمد بن مسلمہ کو بھیجا کہ عیاض کو جس حالت میں بھی ہے لے کر آؤ اور دیکھ کر آؤ کہ واقعی یہ دونوں باتیں اس میں پائی جاتی ہیں چنانچہ محمد بن مسلمہ گئے تو دیکھا کہ دروازے پر بواب بھی ہے اور گورنر نے باریک کرتہ بھی پہنا ہوا ہے اسی حالت میں مدینہ لایا گیا۔ حضرت عمر نے باریک کرتہ اتروا کر کمبل کا کرتہ پہنایا اور گورنری سے معزول کر کے بکریوں کا ریوڑ منگوا کر حکم دیا کہ ''جنگل میں جا کر ان کو چراؤ اور فرمایا تجھے بکریاں چرانے سے عار نہیں ہونی چاہئے کیونکہ تیرے باپ کا نام غنم اسی لئے ہے کہ وہ بھی بکریاں چراتا تھا (عربی میں غنم بکری کو کہا جاتا ہے) الغرض عیاض نے توبہ کی اور اس کے بعد زندگی بھر اپنے فرائض منصبی نہایت عمدگی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ (کتاب الخراج ص۶۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے لئے ایک محل بنوایا تھا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ اس سے اہل حاجت کو رکاؤ ہوگا۔ محمد بن مسلمہ کو مامور کیا کہ جا کر ڈیوڑھی میں آگ لگا دیں چنانچہ اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ چپکے سے دیکھتے رہے۔

اس قسم کی باتیں اگرچہ بظاہر قابل اعتراض ہیں کیونکہ لوگوں کے طرز معاشرت و ذاتی افعال سے تعرض کرنا اصول آزادی کے خلاف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام ملک میں مساوات اور جمہوریت کی جو روح پھونکنی چاہتے تھے وہ بغیر اس کے ممکن نہ تھی کہ وہ خود اور ان کے دست و بازو یعنی ارکان سلطنت اس رنگ میں ڈوبے نظر آئیں۔ عام آدمیوں کو اختیار ہے کہ جو چاہیں کریں' ان کے افعال کا اثر بھی انہیں تک محدود رہے گا لیکن جو لوگ سلطنت کے ارکان ہیں ان کے طرز معاشرت کا ممتاز ہونا لوگوں کے دلوں میں اپنی حقارت کا خیال پیدا کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اس قسم کی باتوں سے سلطنت شخصی کی وہ تمام خصوصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص آقا اور باقی تمام لوگ غلام ہیں اس کے علاوہ جو شخص عرب کی فطرت سے واقف ہے وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اس قسم کی باتیں پولیٹکل مصالح سے خالی نہ تھی مساوات اور عدم ترجیح جس کو آج کل کی اصطلاح میں آپ کوئی بھی اچھا نام دے سکتے ہیں۔ عرب کا اصلی مذاق ہے اور عرب میں جو سلطنت اس اصول پر قائم ہوگی وہ یقیناً بہ نسبت اور ہر قسم کی سلطنت سے زیادہ کامیاب ہوگی یہی وجہ ہے کہ یہ احکام زیادہ تر عرب کی آبادیوں میں محدود تھے ورنہ امیر معاویہ' شام میں بڑے سروسامان سے رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے' شام کے سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے خدام و حشم کو دیکھ کر اس قدر کہا اکسرا انیہ یعنی یہ نوشیروانی جاہ و جلال کیسا؟ مگر جب انہوں نے جواب دیا کہ یہاں رومیوں سے سابقہ رہتا ہے اور ان کی نظر میں بغیر اس کے سلطنت کا رعب و داب نہیں قائم ہو سکتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر تعرض نہیں کیا۔

عمال کی دیانت اور راست بازی کے قائم رکھنے کیلئے نہایت عمدہ اصول یہ اختیار کیا تھا کہ

تنخواہیں زیادہ مقرر کی تھیں' یورپ نے مدتوں کے تجربے کے بعد یہ اصول سیکھا ہے اور ایشیائی سلطنتیں تو اب تک اس راز کو نہیں سمجھیں جس کی وجہ سے رشوت اور غبن ایشیائی سلطنتوں کا خاصہ ہو گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اگرچہ معاشرت نہایت ارزاں اور روپیہ گراں تھا تاہم تنخواہ میں عالی قدر مراتب عموماً بیش قرار تھیں۔ صوبہ داروں کی تنخواہ پانچ پانچ ہزار تک ہوتی تھی اور غنیمت کی تقسیم سے جو ملتا تھا وہ الگ چنانچہ امیر معاویہ کی تنخواہ پانچ ہزار دینار ماہوار تھی۔

(استیعاب قاضی ابن عبدالبر و ازالۃ الخفاء جلد دوم صفحہ ۱۷)

عمال کی فہرست

اب ہم عمالات فاروقی کی ایک اجمالی فہرست درج کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکومت کی کل میں کس قسم کے پرزے استعمال کئے تھے۔

نام	مقام ماموریت	عہدہ	کیفیت
ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ	شام	والی	مشہور صحابی اور عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں
یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	شام	والی	تمام بنوامیہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص لائق نہ تھا
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	شام	والی	سیاست و تدبیر میں مشہور ہیں۔
عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	مصر	والی	مصر انہی نے فتح کیا۔
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	کوفہ	والی	آنحضرت ﷺ کے ماموں تھے۔
عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ	بصرہ	والی	مہاجرین میں سے ہیں' بصرہ انہی نے آباد کرایا۔
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	بصرہ	والی	مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔
عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ	والی	آنحضرت ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ کا عامل مقرر کیا تھا۔

نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ	والی	فضلائے صحابہ میں سے ہیں۔
خالد بن العاص رضی اللہ عنہ	مکہ مکرمہ	والی	ابوجہل کے بھتیجے اور معزز شخص تھے۔
عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ	طائف	والی	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ارتداد پھیلا تو طائف کے لوگوں کو انہی نے تھاما تھا۔
لیلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ	یمن	والی	صحابہ میں سے تھے اور فیاضی میں شہرت عام رکھتے تھے۔
علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ	یمن	والی	بڑے صاحب اثر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا عامل مقرر کیا تھا۔
نعمان رضی اللہ عنہ	مدائن	والی	صاحب الخراج
عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ	اضلاع فرات	کمشنر	بندوبست حساب کتاب اور پیائش کے کام میں نہایت ماہر تھے۔
عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ	جزیرہ	والی	جزیرہ انہی نے فتح کیا تھا۔
عمر بن سعد رضی اللہ عنہ	حمص	والی	حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی نہایت عزت کرتے تھے۔
حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ	مدائن	والی	مشہور صحابی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے۔
نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ	مدائن	والی	بڑے خاندان کے آدمی تھے۔
خالد بن حرث وہمانی	اصفہان	افسر خزانہ	
سمرۃ بن عدی رضی اللہ عنہ	سوق الاہواز	افسر خزانہ	اکابر صحابہ میں سے ہیں۔
نعمان بن عدی رضی اللہ عنہ	میسان	افسر خزانہ	صحابہ میں سے اوّل انہی کو وراثت کا مال ملا۔

عرفجہ بن ہرثمہ رضی اللہ عنہ	موصل	کمشنر	مالگزاری موصل میں انہی نے فوجی چھاؤنی بنوائی۔

(طبری ۲۴۶۷ و فتوح البلدان ص ۲۶۶، کتاب الخراج ص ۶۱)

طریقۂ خراج کی ایجاد

عرب میں خراج کا طریقہ بھی حضرت عمر نے ہی ایجاد فرمایا۔ ابتداء میں بہت سارے صحابہ کی یہ رائے تھی کہ مفتوح علاقے مجاہدوں میں بانٹ دیئے جائیں اور اس پر کئی دن بحث ہوتی رہی لیکن حضرت عمر کا موقف یہ تھا کہ زمین وہاں کے باشندوں کے پاس ہی رہنے دی جائے اور ان کو ہر طرح کی آزادی دی جائے۔

آخر بحث اسی پر ختم ہوئی جو حضرت عمر کا موقف تھا اور تمام صحابہ نے آپ کے موقف کو تسلیم کر لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عمر نے قرآن مجید کی ایک آیت سے زبردست اور بڑا مضبوط استدلال فرمایا جو سب کو ماننا پڑا۔ وہ آیت یہ تھی للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم اور اس سے اگلی آیت والذين جاء وامن بعدهم (سورہ الحشر رکوع نمبر ۱) جس سے آپ نے ثابت کیا کہ فتوحات میں آئندہ نسلوں کا بھی حق ہے اور اگر سب کچھ فاتحین کو دے دیا جائے تو بعد والوں کو کیا ملے گا۔

محکمہ قضاء

محکمہ قضا کیلئے آپ نے ایسی زبردست منصوبہ بندی فرمائی کہ آپ سے زیادہ اور آپ کے علاوہ کوئی نہ کر سکتا تھا جس کی بنیاد قرآن تھی اور جزئیات کیلئے اجماع اور قیاس سے مدد لی جاتی چنانچہ آپ نے قاضی شریح کو لکھا کہ ''مقدمات میں اوّل قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو، قرآن میں وہ خاص جزی اگر نہ ملے تو حدیث سے تلاش کرو پھر اجماع اور آخر میں اجتہاد کو رکھو۔ (کنز العمال ص ۱۷۴)

آپ وقتاً فوقتاً حکام عدالت کو مشکل اور پیچیدہ مسائل کے بارے فتاویٰ بھیجتے رہتے تھے اگر ان کو ترتیب دیا جائے تو پورا ایک قانونی مجموعہ مرتب ہو سکتا ہے جو مطالعہ کرنا چاہے وہ کنز العمال، ازالۃ الخفاء اور اخبار القضاۃ دیکھے۔

رشوت سے بچاؤ کیلئے آپ نے قضاۃ کے معقول وظیفے مقرر فرمائے بلکہ قاعدہ تھا کہ دولت منداور معاشرے میں معزز شخص ہی قاضی بننے کا اہل ہوگا اوراس کی وجہ یہ بتائی کہ ایسا شخص رشوت اور رعب داب کا کم شکار ہوتا ہے۔(اخبار القضاۃ)

افتاء

آپ نے جید صحابہ کرام کو افتاء کا منصب سونپا جن میں حضرت علی، عثمان، معاذ بن جبل، عبدالرحمٰن بن عوف، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوہریرہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام نمایاں ہیں۔ان کے علاوہ کسی اور کو فتویٰ دینے کی اجازت نہ تھی اگر کوئی دیتا تو اس کو منع کر دیا جاتا۔خود حضرت عبداللہ بن مسعود جیسی شخصیت کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔(داری، ازالہ)

اس ضمن میں حضرت عمر فاروق نے ایک مرتبہ مقام جابیہ پر لاتعداد افراد کے سامنے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: من اراد القرآن فلیات ابیا جو قرآن سیکھنا چاہے وہ ابی بن کعب کے پاس جائے ومن اراد ان یسال الفرائض فلیات زیدا جو وراثت کے مسائل جاننا چاہے وہ زید بن ثابت کے پاس جائے۔

ومن اراد ان یسال عن الفقہ فلیات معاذا جو فقہ کا مسئلہ دریافت کرنے کی ضرورت محسوس کرے وہ معاذ بن جبل کی خدمت میں حاضر ہو۔

دیگر محکمے

اسی طرح حضرت عمر نے فوجداری اور پولیس، بیت المال اور خزانہ، نیز جلاوطنی کی سزا پر ایسا کام کیا ہے کہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

آپ نے محکمہ آبپاشی کے فروغ کیلئے نہر معقل اور نہر ابی موسیٰ جیسی عظیم نہروں سمیت بیسیوں نہریں کھدوائیں۔

چار ہزار مساجد، بے شمار چھاؤنیاں، قلعے، بارکیں، دفاتر، دارالامارۃ، بیت المال کی عمارت مہمان خانے اور جیلوں کی عمارتیں بنوائیں۔سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کر کے کئی شہروں کا آپس میں رابطہ قائم کیا اور کئی نئی آبادیاں وجود میں آئیں۔

فوجی نظام کو اس قدر مستحکم کیا کہ ابن نوفل، حبیب بن مطعم اور عقیل بن ابی طالب جو علم

الانساب کے بڑے ماہر تھے ان کے ذمے یہ خدمت لگائی کہ تمام قریش اور انصار کا ایک دفتر تیار کریں جس میں ہر شخص کا نام ونسب مفصل درج ہو اور آغاز حضور علیہ السلام کے قرابت داروں سے ہو دور والوں کا نام بعد میں لکھیں یہاں تک کہ میرا نام بھی میرے قبیلے کے نمبر کے مطابق لکھوا اور پھر حسب مراتب تنخواہیں مقرر ہوئیں۔

وظائف کی تقسیم

بدر والوں کی پانچ ہزار درہم سالانہ، مہاجرین حبش اور شرکائے غزوہ احد کی چار ہزار، فتح مکہ سے پہلے ہجرت کرنے والوں کی تین ہزار، بعد والوں کی دو ہزار، قادسیہ اور یرموک میں شرکت کرنے والوں کی دو ہزار، اہل یمن کی چار سو درہم، اس کے بعد والے مجاہدین کی تین سو اور بلا امتیاز مراتب دو سو درہم اور مندرجہ بالا تمام حضرات کی بیویوں اور بچوں کے الگ الگ وظائف تھے۔پھر ضرورت کے مطابق تنخواہوں اور وظائف میں اضافہ بھی کیا جاتا۔

فوج میں مختلف شعبے بنائے تیرانداز، پیادہ، گھڑسوار، شترسوار، میمنہ، میسرہ وغیرہ۔

قلعہ شکن ہتھیار و آلات، خبررسانی اور جاسوسی کے آلات تیار کروائے۔

تعلیم وتربیت

محکمہ تعلیم میں قرآن مجید کے مدارس قائم کئے، بدوؤں کو جبری تعلیم دلائی، قراء صحابہ کرام کو تعلیم دینے کیلئے دور دراز مقامات پر بھیجا۔قرآن مجید کے حافظوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی۔اسی طرح صحت، ادب، حدیث، فقہ اور عربی تعلیم کیلئے مختلف جگہ پر علمی مراکز قائم کئے۔

اور پڑھانے والوں کے تمام اخراجات حکومت کے ذمے ہوتے۔مساجد میں ائمہ اور موذنین کی تنخواہیں بیت المال سے ادا ہوتیں۔علامہ ابن جوزی سیرۃ العمرین میں لکھتے ہیں ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان کانا یرزقان المؤذنین والائمة حضرت عمر اور عثمان آئمہ مساجد اور موذنین کو خود تنخواہیں دیتے۔مساجد میں صفائی کرنے والے علیحدہ افراد تھے(تذکرۃ الحفاظ) مسجد میں روشنی اور صفوں کا انتظام۔

حجاج کرام کی خدمت کیلئے ایک پورا شعبہ قائم فرمایا۔

متوقع قحط کا سدّ باب

غرباء و مساکین کے روزینے بیت المال سے مقرر کیے۔ شہروں میں مہمان خانے اور سرائیں بنوائیں۔ لاوارث بچوں کیلئے بیت المال سے ایک خطیر رقم خرچ ہوتی، یتیموں کی پرورش اور خبر گیری کا خصوصی انتظام، متوقع قحط سے بچنے کیلئے پیشگی انتظام، اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں کہ ۱۸ھ میں جب قحط پڑا تو آپ نے تمام صوبوں کے گورنروں کو خط لکھے چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے چار ہزار اونٹ غلے سے لدے ہوئے بھیجے۔ عمرو بن العاص نے بحر قلزم کے راستے بیس جہاز روانہ کئے جن میں ایک ایک جہاز کے اندر تین تین ہزار اردب ایک اردب غلہ تھا اور کم از کم دو من کا ہوتا ہے۔ حضرت عمر ان جہازوں کو ملاحظہ فرمانے اور وصول کرنے کیلئے خود مدینہ شریف سے تین میل دور مقام جار یہ تشریف لے گئے۔ بندرگاہ میں دو بڑے بڑے گودام بنوائے قحط سے متاثرہ لوگوں کی فہرست تیار کی اور ہر شخص کو روزانہ کا راشن ان کے حوالے کیا جاتا۔ حضرت عمر خود روزانہ بیس اونٹ ذبح کروا کر ان کو پکوا کر قحط زدہ لوگوں کو کھلاتے۔ (تاریخ یعقوبی ص ۷۷)

شعائر اللہ کی تعظیم، اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت فخر و تکبر کی بیخ کنی، اشعار میں ہجو و مذمت کی ممانعت، ہوا پرستی اور عشقیہ جذبات کی روک تھام، شعراء کی اصلاح شراب خوری کی سزا، اظہار رائے کی آزادی اور حق گوئی کی حوصلہ افزائی، حدیث شریف اور روایات و راویان کی چھان بین اور کثرت روایت سے بچاؤ کیلئے آپ نے خصوصی ہدایات کر کے زبردست انتظامات فرمائے۔

مسئلہ قضا و قدر الٰہیات کا بڑا نازک اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس میں بڑے بڑوں نے بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ عمواس میں طاعون پھیلا اور حضرت عمر نے شام جانے کا ارادہ کیا جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہاں وبا خوب پھیل چکی ہے چنانچہ حضرت عمر نے وہاں سے ہی واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت عبیدہ نے نہایت جذبات میں آ کر عرض کیا: افرارا من قدر اللہ (کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں) جس پر آپ نے برسوں کے اس پیچیدہ مسئلے کو بڑے مختصر الفاظ اور بلیغ انداز میں یوں حل فرمایا: نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ

ہاں ہم خدا کے حکم سے خدا ہی کے حکم کی طرف جا رہے ہیں۔ (مسلم شریف باب الطاعون)

آزاد رائے

آزادی رائے کے بارے میں ایک حسین واقعہ ملاحظہ فرمائیں کہ ویسے تو حضرت عمر اپنی تقریر اور خطبوں میں اکثر فرمایا کرتے کہ ہر شخص اپنی ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوا ہے لیکن جب حضرت عمرو بن العاص کے بیٹے نے بلاوجہ ایک غریب قبطی کو مارا تو آپ نے مجمع عام میں گورنر کے بیٹے کو سزا دلوائی اور ہر کوڑے پر کہا جاتا کہ تو بڑا معزز بنتا ہے ناں اس لئے غریب کے بچے پر تو نے ظلم کیا ہے اور گورنر اور اس کے بیٹے کو اس موقع پر بھی وہی جملہ فرمایا مذکم تعبدتم وقد ولد تھم امھاتھم احرارا تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا رکھا ہے جبکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ہے۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۳۵۵ خلاصۃ)

عرب میں بڑے معزز لوگوں کو کم مرتبہ لوگ کہا کرتے ''جعلنی اللہ فداك بابی وامی'' میں اور میرے والدین تجھ پر قربان ہوں۔

حضرت عمر نے ان الفاظ میں غرور و تکبر کی بو محسوس کی اور جب کسی نے آپ کو بھی ایک دن ان لفظوں سے مخاطب کیا تو آپ نے یہ کہہ کر اذا یھینك اللہ کہ اگر خدا تجھے ایسا کر دے تو تو ذلیل ہو جائے گا۔ ہمیشہ کیلئے رعونت و تکبر کے بت کو پاش پاش کر دیا۔

آپ کے مسائل اجتہادیہ کی تعداد ایک ہزار تک بتائی گئی ہے جن میں خمس، فئی، فدک کے مسائل بطور خاص ذکر کئے جاتے ہیں۔

شعر و شاعری کا ذوق

حضرت عمر فاروق جہاں بیہودہ اشعار و شعراء کو سخت ناپسند فرماتے اور ان کی اصلاح کرتے وہاں اچھے شعراء کی تعریف و حوصلہ افزائی کرتے جیسا کہ امراء القیس کے متعلق آپ نے فرمایا سابقھم خسف لھم عن الشعر وافتقر عن معان عور اصح بصر وہ سب سے آگے نکل گیا اس نے شعر کے چشمے سے پانی نکالا اور اندھے مضامین کو بینا کر دیا۔

اسی طرح آپ اچھے اشعار خوب مزے لے کر پڑھتے بھی تھے اور اگرچہ مہمات خلافت کی وجہ سے ان کو اس فن میں مصروف ہونے کا موقع نہ مل سکا تاہم ذوق سخن شعری تھا اس لئے

آپ کو ہزاروں اشعار یاد بھی تھے اور علماء ادب فرماتے ہیں کہ آپ اپنی گفتگو میں اکثر اچھے اشعار موقع محل کے مطابق پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے زہیر کے اشعار سنے تو ان میں سے جب مندرجہ ذیل شعر آیا تو آپ حسن تقسیم پر بہت محظوظ ہوئے اور بار بار اس کو پڑھتے تھے۔

وان الحق مقطعه ثلاث   يمين اونفار اوجلاء

اسی طرح قصیدہ لامیہ عبدۃ ابن الطبیب کا ایک شعر سن کر آپ پھڑک اٹھے جو یہ تھا

والمرء ساع ليس يادركه   والعيش شح و اشفاق و تاميل

(کتاب البیان والتبیین للجاحظ ص ۹۷ و ص ۹۸)

حضرت عمر جس طرح علم الانساب میں خاندانی طور پر مہارت رکھتے تھے اسی طرح کسی حد تک عبرانی زبان بھی جانتے تھے جس کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے جبکہ آپ تورات کا کوئی حصہ پڑھ رہے تھے اور حضور علیہ السلام نے ناپسند فرمایا۔ (داری ص ۶۲)

قوتِ حافظہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بلا کا حافظہ عطا فرمایا ہوا تھا۔ کسی نے آپ سے دریا کے سفر میں قصر نماز کے بارے میں سوال کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ کیا دریا کی مسافت کو سفر کہہ سکتے ہیں آپ نے فوراً آیت پڑھی هو الذی یسیر کم فی البر والبحر اللہ وہی ہے جو تمہیں خشکی وتری میں سیر (سفر) کراتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک شخص یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ مجھے فتنوں سے بچا۔ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں اولاد نہ دے کیونکہ قرآن پاک میں مال واولاد کو بھی فتنہ (آزمائش) کہا گیا ہے انما اموالکم واولادکم فتنة (ازالۃ الخفاء)

حضرت عمار بن یاسر کو جب آپ نے کوفہ کا حاکم بنایا تو ایک سال بھی نہ گزرا اور ان کے خلاف شکایات آنے لگیں کہ آپ رعب وداب اور سیاست کے آدمی نہیں ہیں آپ نے ان کو واپس بلا لیا اور فرمایا مجھے پہلے ہی یہ اندازہ تھا لیکن میں نے سوچا کہ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو اس آیت کا مصداق بنا دے ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین (القصص) ہم چاہتے ہیں کہ کمزور لوگوں پر احسان کرتے ہوئے ان کو زمین کا وارث بنا دیں۔

قارئین کرام! یہ سلسلہ تو بہت طویل ہے جو کچھ رہ گیا وہ آپ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولیات (آپ کی اچھی ایجادات) میں اشارۃً ملاحظہ فرمالیں جو اختصار کے ساتھ لکھی جاتی ہیں اور اس کے بعد آپ کے اقوال وارشادات کا نمونہ عربی، اردو نثر اور پنجابی نظم میں ملاحظہ کریں گے۔

حضرت عمر کی اولیات

۱- بیت المال یعنی خزانہ قائم کیا۔
۲- عدالتیں قائم کیں اور قاضی مقرر کیے۔
۳- تاریخ اور سنہ قائم کیا جو آج تک جاری ہے۔
۴- امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔
۵- فوجی دفتر ترتیب دیا۔
۶- والنٹیروں کی تنخواہیں مقرر کیں۔
۷- دفتر مال قائم کیا۔
۸- پیمائش جاری کی۔
۹- مردم شماری کرائی۔
۱۰- نہریں کھدوائیں۔
۱۱- شہر آباد کرائے یعنی کوفہ، بصرہ، جیزہ، فسطاط، موصل وغیرہ
۱۲- ممالک مقبوضہ کو صوبوں میں تقسیم کیا۔
۱۳- عشور مقرر کیے اس کی تفصیل صیغہ محاصل میں گزر چکی ہے۔
۱۴- دریا کی پیداوار مثلاً عنبر وغیرہ پر محصول لگایا اور محصل مقرر کیے۔
۱۵- حربی تاجروں کو ملک میں آنے اور تجارت کرنے کی اجازت دی۔
۱۶- جیل خانہ قائم کیا۔
۱۷- درہ کا استعمال کیا۔
۱۸- راتوں کو گشت کر کے رعایا کے حالات دریافت حاصل کا طریقہ نکالا۔
۱۹- پولیس کا محکمہ قائم کیا۔

Scanned with CamScanner

۲۰- جابجا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔

۲۱- گھوڑوں کی نسل میں اصیل اور مجنس کی تمیز قائم کی جو اس وقت تک عرب میں نہ تھی۔

۲۲- پرچہ نویس مقرر کیے۔

۲۳- مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک مسافروں کے آرام کیلئے مکانات بنوائے۔

۲۴- راہ پر پڑے ہوئے بچوں کی پرورش اور پرداخت کیلئے روزینے مقرر کیے۔

۲۵- مختلف شہروں میں مہمان خانے تعمیر کرائے۔

۲۶- یہ قاعدہ قرار دیا کہ اہل عرب (گو کافر ہوں) غلام نہیں بنائے جاسکتے۔

۲۷- مفلوک الحال عیسائیوں اور یہودیوں کے روزینے مقرر کیے۔

۲۸- مکاتب قائم کیے۔

۲۹- معلموں اور مدرسوں کے مشاہرے مقرر کیے۔

۳۰- حضرت ابوبکر ؓ کو اصرار کے ساتھ قرآن مجید کی ترتیب پر آمادہ کیا اور اپنے اہتمام سے اس کام کو پورا کیا۔

۳۱- قیاس کا اصول قائم کیا۔

۳۲- فرائض میں عدل کا مسئلہ ایجاد کیا۔

۳۳- فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کو مختص کرنے کا حکم جاری کیا۔ چنانچہ موطا امام مالک میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۴- نماز تراویح جماعت سے قائم کرائی۔

۳۵- تین طلاقوں کو جو ایک ساتھ دی جائیں بائن (نکاح توڑنے والی) قرار دیا۔

۳۶- شراب کی حد کیلئے اسی ۸۰ کوڑے مقرر کیے۔

۳۷- تجارت کے گھوڑوں پر زکوٰۃ مقرر کی۔

۳۸- بنو تغلب کے عیسائیوں پر بجائے جزیہ کے زکوٰۃ مقرر کی۔

۳۹- وقف کا طریقہ ایجاد کیا۔

۴۰- نماز جنازہ میں چار تکبیروں پر تمام لوگوں کا اجماع کرادیا۔

۴۱- مساجد میں وعظ کا طریقہ قائم کیا اور ان کی اجازت سے تمیم داری نے وعظ کہا اور یہ اسلام میں پہلا وعظ تھا۔

۴۲- اماموں اور موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔

۴۳- مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام کیا۔

۴۴- ہجو (مذمتی اشعار) کہنے پر تعزیری سزا قائم کی۔

۴۵- غزلیہ اشعار میں عورتوں کے نام لینے سے منع کیا حالانکہ یہ طریقہ عرب میں مدتوں سے جاری تھا۔ ان کے سوا اور بہت سی ان کی اولیات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہیں۔ (کتاب الاوائل لابی بکر العسکری، طبری، الفاروق)

- وقلد في عمر الفاروق منزلة

وحاز عزا و فخرا في مراتبه

آں آیت عدل درمیان اصحاب — شاہاں لرزاں زصولتش چوں سیماب

حق رادیدم حسب ارشاد نبی — جاری بزبان عمر بن الخطاب

(حافظ افضل فقیر)

حضرت عمر ؓ کے چند زریں اقوال وارشادات

(عربی، اردو نثر میں)

۱- اشکو الی اللہ ضعف الامین وخیانۃ القوی

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امانتدار کی کمزوری اور طاقتور کی بددیانتی کی التجا کرتا ہوں (کہ اللہ تعالیٰ امانتدار کو قوی کردے اور طاقتور کو خیانت سے بچالے)

۲- اعقل الناس، اعذرهم للناس

لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو ان کو سب سے زیادہ عذر کے مواقع فراہم کرتا ہے یا اپنے افعال کی اچھی تاویل کرسکتا ہے۔

۳- ان هذا الحق ثقیل مری وان الباطل خفیف وبی وترك الخطیئة

Scanned with CamScanner

خير من معالجة التوبة وشهوة ساعة اورثت حزنا طويلا ورب نظرة زرعت شهوة

یہ حق بھاری اور کڑوا ہے اور باطل ہلکا و میٹھا ہے۔ گناہ کو چھوڑ دینا (گناہ کرنے کے بعد) توبہ میں مشغول ہونے سے بہتر ہے ایک لمحہ کی شہوت لمبے دکھ میں مبتلا کر دیتی ہے اور اکثر بدنظری سے شہوت پیدا ہوتی ہے۔

٤- ان كان الشغل مجهدة فان الفراغ مفسدة

اگر (اچھے کام میں) مشغول رہنا نیکی ہے تو بے شک بیکار رہنا فساد کی جڑ ہے۔

٥- اياكم والبطنة فانها ثقل في الحياة نتن في الممات

پیٹ کو (زیادہ کھانے سے) بچاؤ بے شک یہ زندگی میں بوجھ ہے اور مرنے میں بدبو ہے۔

٦- اياكم والمعاذ يرفان كثيرا منها الكذب

معذرتوں اور حیلہ بازیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ یہ اکثر جھوٹ ہوتے ہیں۔

٧- ايما عامل لي ظلم احدا فبلغتني مظلمته فلم اغيرها فانا ظلمته

میرے جس عامل نے کسی پر ظلم کیا اور اس کے ظلم کی خبر مجھ تک پہنچ گئی پھر بھی میں نے اس کو معزول نہ کیا تو میں بھی ظالم قرار پاؤں گا (یہ عامل پر بھی ظلم ہوگا کہ اس کو مزید ظلم کا موقع مل رہا ہے اور مظلوم پر تو ظلم ہے ہی)

٨- تعلموا العلم وتعلموا للعلم السكينة والحلم وتواضعوا لمن تتعلمون منه ليتواضع لكم من تعلمونكم ولا تكونوا من جبابرة العلماء فلا يقوم عليكم بجهلكم

علم سیکھو اور علم کیلئے حوصلہ و برداشت بھی سیکھو اور جن سے علم سیکھو ان کے ساتھ عاجزی سے پیش آؤ تا کہ جو تم سے سیکھے وہ تمہارا بھی احترام کریں اور متکبر علماء نہ بنو، تمہارا علم تمہاری جہالت کے ساتھ قائم نہ ہو۔

٩- تعلموا المهنة فانه يوشك احدكم ان يحتاج الى المهنة

محنت کرنا سیکھو کیونکہ ہو سکتا ہے عنقریب تم میں سے کوئی ایک محنت کا محتاج ہو جائے۔

١٠- الدخول على الاغنياء فتنة للفقراء

مالداروں کے پاس جانا درویشوں کیلئے فتنہ وآزمائش ہے

١١- لاشئي اسلب للنعمة من كفرانها وان الشكرا من للغير ونماء للنعمة واستيجاب للزيادة

ناشکری سے بڑھ کر نعمت کو سلب کرنے والی کوئی شے نہیں اور شکر غیر محفوظ رکھتا ہے، نعمت کو بڑھاتا ہے اور اضافے کو یقینی بناتا ہے۔

١٢- لا يقعد احدكم عن طلب الرزاق ويقول اللهم ارزقني وقد علم ان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وان الله تعالى انما يرزق الناس بعضهم من بعض و تلاقوله تعالى (فاذا قضيت الصلاة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثيراً لعلكم تفلحون)

تم میں سے کوئی بھی رزق کو تلاش کرنا بند نہ کرے اور پھر یہ دعا کرتا پھرے کہ اے اللہ مجھے رزق دے جبکہ وہ جانتا بھی ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا اور اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعے روزی دیتا ہے پھر آپ نے سورۃ جمعہ کی یہ آیت تلاوت کی جس میں جمعہ کی نماز کے بعد زمین میں پھیل کر تلاش رزق کرنے کا حکم ہے اور اس کو اللہ کا فضل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ اللہ کا ذکر بھی ہو تو کامیابی کی ضمانت بھی دی گئی ہے۔

١٣- لقاء الاخوان جلاء الاحزان

بھائیوں کی ملاقات غموں کا مداوا اور علاج ہے۔

١٤- لو ان الصبر والشكر بعيران ما باليت ايهما ركبت

اگر صبر اور شکر اونٹ ہیں تو تجھے کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہیے کسی پر بھی سوار ہو جا۔

۱۵- لومات جمل ضياعا على شط الفرات لخشيت ان يسئلني الله عنه

اگر اونٹ کا بچہ نہر فرات کے کنارے پیاسا مر جائے تا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے حساب لے گا۔

۱۶- ما الخمر صرفا باذهب العقول الرجال من الطمع

شراب لالچ سے زیادہ بندے کی عقل کو ضائع نہیں کرتا۔

۱۷- من دخل على الملوك' خرج وهو سا خط على الله

بادشاہوں کے پاس جانے والا نکلتے ہی اللہ کو ناراض کر بیٹھتا ہے۔

۱۸- من كتم سره كان الخيار بيده

جو شخص اپنا راز چھپائے رکھتا ہے (اس کو ظاہر کرنے کا اختیار) اس کے ہاتھ میں رہتا ہے۔

۱۹- من كثر ضحكه قلت هيبته

جو زیادہ ہنسا اس نے اپنا رعب کم کر لیا۔

۲۰- يا معشر القراء التمسوا الرزق ولا تكونوا عالة على الناس

اے قرآن پڑھنے پڑھانے والو! رزق بھی تلاش کیا کرو (کاروبار کے ذریعے) اور لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔

۲۱- حضرت عمر نے دیکھا کہ ایک شخص نے اپنا بچہ کندھے پر اٹھایا ہوا ہے آپ نے اس سے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا۔ فرمایا: اما انه ان عاش فتنك وان مات حزنك اگر یہ زندہ رہا تو تیرے لئے آزمائش ہوگا ورنہ تیرے غموں میں اضافہ کرے گا۔

۲۲- وقال دلوني على رجل استعمله قالوا كيف تريده؟ قال اذا كان في القوم وليس اميرهم كان كانه اميرهم واذا كان اميرهم

كان كانه رجل منهم قالوا مانعلمه الا الربيع بن زياد الحارثي قال صدقتم هولها

آپ نے لوگوں کو فرمایا مجھے ایسا بندہ بتاؤ جو کسی قوم کے امیر کی عدم موجودگی میں قوم کا امیر ثابت ہو اور امیر کی موجودگی میں اس قوم کا ایک فرد دکھائی دے۔ لوگوں نے ربیع بن زیاد حارثی کا نام لیا تو آپ نے ان کی تصدیق فرمائی۔

۲۳- لاتتعلم العلم لثلاث ولا تتركه لثلاث لاتتعلمه لتماری به ولا لتباهي به ولترائي به ولا تتركه حياء من طلبه ولا زهادة فيه ولا رضا بالجهل به

نہ تو تین وجہ سے علم پڑھو اور نہ تین وجہ سے علم سیکھنا چھوڑو جھگڑے' فخر اور ریاکاری کیلئے نہ پڑھو۔ شرم اس میں غرق ہونے کے خوف اور جہالت پر خوش رہنے کیلئے چھوڑو نہیں۔

۲۴- ان الناس لم يزالوا مستقيمين ما استقامت لهم ائمتهم وهداتهم

لوگ ہمیشہ درست رہتے ہیں جب تک ان کے رہنما اور پیشوا درست رہیں۔

۲۵- احب الناس الي من رفع الي عيوبي

میرے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو میرے سامنے میرے عیب بیان کرے۔

۲۶- لا تظنن بكلمة خرجت من في اخيك سوأ وانت تجدلها في الخير محملا

جو کلمہ تیرے بھائی کے منہ سے نکلا ہے اگر اس کا تیرے نزدیک کوئی صحیح مفہوم ہے تو اس کو برا نہ جان (الفاروق محمد رضا مصری)

۲۷- اتقوا من تبغضه قلوبكم

جس سے تمہیں نفرت ہے اس سے ڈرتے رہو۔

۲۸- لا توخر عمل يومك الى غدك

Scanned with CamScanner

آج کا کام کل پر مت چھوڑ۔

۲۹- ما ادبر شی فاقبل

جو شے پیچھے ہٹی پھر آگے نہ بڑھی

۳۰- من لم یعرف الشر یقع فیہ

جو برائی سے واقف ہی نہیں وہ ضرور اس میں پڑ جائے گا۔

۳۱- ماسألنی رجل الاتبین لی فی عقلہ

جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے تو مجھے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

۳۲- لا یلھک الناس عن نفسک

(اے واعظو) لوگوں کو سمجھاتے سمجھاتے اپنے آپ کو نہ بھول جاؤ (اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم)

۳۳- اقلل من الدنیا تعش حرا

دنیا تھوڑی لو اور آزادی سے رہو۔

۳۴- لی علی کل خائن امینان الماء والطین

ہر بد دیانت پر میرے دو پہرے دار ہیں۔ پانی اور مٹی

۳۵- ابت الدراھم الا ان یخرج اعناقھا

روپیہ سر اونچا کئے بغیر نہیں رہتا۔ (الفاروق للشبلی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چند اقوال زریں

(بزبان پنجابی منظوم)

۱- جیہڑا اپنے دل دی گل نوں دل دے وچ لکاندا اے
اپنے آل دوالے سمجھو اک فصیل بناندا اے

۲- جو جو عیب نیں تیرے اندر تینوں جو گنوا وے
تیرے یاراں دے زمرے وچ اوہو بندہ آوے

۳- گھٹ کھاون اے صحت ہندی گھٹ بولو تے حکمت
انہاں ورگی ہور اک شے اے سونا گھٹ عبادت

۴- کسے دی خُلق شرافت تک کے کدی نہ اوہنوں یار کہویں
جس ویلے تک اوس شخص نوں غصے وچ نہ ویکھ لویں

۵- جس ویلے وی میرے اتے کرے کوئی سوال
میرے اتے کھل جاندا اے اوہدی عقل دا حال

۶- دنیا دے طالب نوں کوئی جیکر علم سکھاوے گا
سمجھو اک ڈاکو دے ہتھ وچ اوہ تلوار پھڑاوے گا

۷- مظلوماں دے نال جے تسی کرنا ایں انصاف
ظالم نوں فر کسی وی صورت کدی نہ کرو معاف

۸- دنیا وچ توں عزت پاویں دولت نال
عقبیٰ دے وچ عزت پاون نیک اعمال

(محسن رفیع جو

خلیفۂ ثالث امیر المومنین حضرت

سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

منقبت

کیا حسن تھا کیا صورت عثمان غنی تھی — کیا شان تھی کیا سیرت عثمان غنی تھی
مادر و پدر ان کے قریشی تھے نسب میں — آقا سے بھی اک نسبت عثمان غنی تھی
اسلام میں سابق تھے تو ہجرت میں بھی اوّل — اصحاب میں یہ عزت عثمان غنی تھی
حبشہ کی طرف پہلے مدینہ کو دوبارہ — دو مرتبہ یوں ہجرت عثمان غنی تھی
دو بنت نبی آئی ہیں بس عقد میں ان کے — ممتاز یہ اک قربت عثمان غنی تھی
دو بار نبی نے کئے عقد ان کے وحی سے — یہ نزد خدا رفعت عثمان غنی تھی
آزاد کیا کرتے تھے ہر جمعہ کو بردا — بخشش کی یہ اک عادت عثمان غنی تھی
نادار ہو بے کس ہو یتیم و فقراء ہوں — وقف ان کیلئے دولت عثمان غنی تھی
اصحاب نبی 'آل عبا' اہل قرابت — ہر اک کیلئے نصرت عثمان غنی تھی
مولائے علی' آل مطہر سے خصوصا — کیا ربط تھا کیا الفت عثمان غنی تھی

اخلاص وتحمل میں رضا وصبر میں اجمل
واللہ عجب حالت عثمان غنی تھی

وحاز عثمان فضلاً بالنبی — اثنت جمعی البرایا عن مناقبہ

حضرت عثمان (غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ) وہ ہیں کہ جن کو حضور علیہ السلام کی برکت سے بڑی فضیلت ملی اوران کی خوبیوں کی ساری مخلوق نے تعریف کی۔

(نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار)

کیسا رتبہ ہے ذیشان عثمان کا — ہے وہ محبوبؒ محبوب رحمان کا
جس کی دولت تھی راہ خدا کیلئے — اس سراپا سخاوت کی کیا بات ہے

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی عثمان' کنیت ابوعبداللہ' لقب ذوالنورین وغنی ہے۔ نسب مبارک اباء و امہات اس طرح ہے عثمان بن عفان ابن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبد مناف وامہا (یعنی ان کی والدہ) ام حکیم بیضا بنت عبدالمطلب

آپ کا سلسلہ باپ اور ماں کی طرف سے اس شخصیت جا کر ملتا ہے جو حضور ﷺ کے چوتھی پشت میں دادا تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پانچویں پشت میں۔

یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ توام (جڑواں) پیدا ہوئی تھی۔ اس رشتہ سے حضرت عثمان کی والدہ ماجدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔

(نورالابصار)

آپ کی ولادت باسعادت

واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔

عہد جاہلیت بھی نہایت پاکیزگی میں گزرا باوجودیکہ ہر طرف حرام چیزوں کا دور تھا لیکن آپ نے کبھی زنا نہیں کیا' شراب نہیں پی' چوری نہیں کی یعنی زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ کی زندگی ہر برے افعال سے تھی۔ نہایت مالدار' رحم دل' غریب پرور اور وہ بھی ایسے دور میں کہ جب یہ صفات خال خال لوگوں میں تھیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے چونتیس سال کی عمر مبارک میں اسلام قبول کیا۔

اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ پر جو ظلم وستم کے پہاڑ گرائے اس کا بیان تاریخ الخلفاء ص ۱۰۶ پہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ السلام نے اس

Scanned with CamScanner

طرح تحریر فرمایا ہے: لما اسلم عثمان اخذه عمه الحکم بن العاص بن امیة واوثقه رباطا وقال ترغب عن ملة ابائك الی دین محدث واللّٰه لا ادعك ابدا حتی تدعه

آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے بچا نے آپ کو تنگ و تاریک کوٹھری میں قید کر کے کھانا پینا بند کر دیا اور اذیت ناک تشدد کیا کہ تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے اور نیا دین اپنا لیا ہے بخدا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تو اس پہلے دین پر نہ آ جائے۔

حضرت عثمان غنی کا ایک ہی جواب تھا کہ واللّٰه لا ادعه ابدا ولا افارقه قسم اللہ کی میں یہ دین (اسلام) کبھی نہ چھوڑوں گا۔

جے چھڈ دیواں دنیا ہوسکدا گزارا — محمد نوں چھڈیاں گزارا نہیں ہوتا

اور آپ نے ڈنکے کی چوٹ پہ بانگ دہل اور علی الاعلان فرمایا:

توڑ دو تم ہڈیاں میری سبھی
دامن احمد نہ چھوڑوں گا کبھی

اور اگر تو سمجھتا ہے کہ تیرے اس مسلسل ظلم اور بدزبانی کی وجہ سے میں تیری اس خواہش کو پورا کر دوں گا اور دامن مصطفیٰ کو چھوڑ دوں گا تو یہ تیری بھول ہے۔

تو حو کے ترش رو مجھے گالی ہزار دے
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

کامل الحیاء والایمان

ویسے تو حضور علیہ السلام کا ہر صحابی عدل و انصاف اور شرم و حیا ایک تابندہ ستارہ ہے تمام صحابہ سچے بھی ہیں، عادل بھی ہیں، حیا والے بھی ہیں لیکن ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمال اور خوبی ایسی بالخصوص ہے جو اپنے نکتہ کمال کو پہنچی ہوئی ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق کی صداقت، حضرت عمر کی عدالت حضرت علی المرتضیٰ کی شجاعت ضرب المثل اور زبان زد خاص و عام ہے اگرچہ یہ خوبیاں ایک حد تک تمام صحابہ میں موجود تھیں اسی طرح حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کا

شرم و حیا اپنی مثال نہیں رکھتا اس لئے آپ کو کامل الحیاء والایمان کہا جاتا ہے اور اس کی باقاعدہ ایک وجہ ہے جو حدیث میں بیان فرمائی گئی چنانچہ مسلم شریف ص ۲۷۷ ج ۲، مشکوٰۃ ص ۵۶۱ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف فرما تھے کہ پنڈلی سے کپڑا اٹھا ہوا تھا حضرت ابوبکر، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگر حاضر خدمت ہوئے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت عطا فرمائی اور حسب سابق اپنی حالت پہ بالا تکلف تشریف فرما رہے جب حضرت عثمان غنی دروازہ اقدس پر حاضر ہو کر اجازت مانگتے ہیں فجلس رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فسوی ثیابه فجلس رسول اللّٰه ﷺ فسوی ثیابه اللہ کے محبوب علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے کپڑے مبارک درست فرما لیتے ہیں یعنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا جب یہ تینوں حضرات چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور میرے ابا حضور حاضر ہوئے پھر حضرت عمر آئے تو آپ بالا تکلف تشریف فرما رہے اور حضرت عثمان کی آمد پر آپ نے بڑے اہتمام سے کپڑوں کو درست فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: الا استحی من رجل تستحی منه الملائكة میں اس شخص (عثمان غنی) سے کیوں نہ حیا کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ (الصواعق ص ۱۰۸، بحوالہ شیخین)

حضور علیہ السلام نے حیائے عثمان کی کاملیت کو بیان کرنے کیلئے ایسا کیا اور حضرت صدیق و عمر کی باری ایسا نہ کیا اور دوسری وجہ یہ تھی جہاں شدید محبت ہوتی ہے وہاں تکلف نہیں ہوتا یعنی حضرات شیخین کے ساتھ ہمارے آقا کی بے تکلف دوستی تھی۔

طبقات امام شعرانی ص ۱۷ پر ہے کہ حضرت عثمان غنی بالکل تنہائی اور بند کمرے میں بھی کپڑوں میں لپٹے رہتے اور برہنہ نہ ہوتے تھے اور آپ کپڑے اتار کر غسل نہیں فرمایا کرتے تھے تاکہ پانی میں ان کی پشت نظر نہ آنے پائے۔ (ریاض النضرہ عن حسن بن علی رضی اللہ عنہما)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حیائے عثمان کی رفعتوں کو بیان کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا: ان عثمان رجل حیی وانی خشیت ان اذنت له علی تلك الحال ان یبلغ الی فی حاجته بے شک عثمان تو بہت شرمیلے ہیں اور مجھے خطرہ تھا کہ اگر

میں اس بے تکلفی کے عالم میں اس کو اندر آنے کی اجازت دے دیتا تو اپنی حاجت مجھ سے نہ بیان کر سکے گا اور اس کا حیا آڑے آ جائے گا یہی وجہ ہے کہ ان کی اس صفت نے ان کو رشک ملائکہ بنا دیا حالانکہ یہ صفت فرشتوں میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے ان الحیاء صفة جمیلة من صفات الملائکة

کان الفت شوکت اسلام تصویر حیا
گوہر دیں صاحب ایقان عثمان غنی

نورالابصار میں طبرانی کے حوالے سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اشد امتی حیاء عثمان ابن عفان (ص ۷۱)

میری پوری امت میں عثمان غنی سب سے زیادہ شرم وحیا والا ہے۔

اس کتاب کے اسی صفحہ پر ہے عثمان احی واکرمها میری ساری امت میں عثمان سب سے زیادہ حیاء عزت وکرامت والا ہے۔

حق تعالیٰ خوش ہوا عثمان سے
خوش تھے محبوب خدا عثمان سے
رکھتے تھے الفت صحابہ تابعین
اہل بیتؑ آل عبا عثمان سے

مندرجہ بالا احادیث مبارک کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ حضرت عثمان غنیؓ کے حیاء کامل نے ان کو کس مقام پر پہنچا دیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: الحیاء من الایمان والایمان فی الجنتة والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار (ترمذی ص۸۶ ج۲ مشکوٰۃ ص۴۳۱) حیا ایمان سے ہے اور حیا (والا) جنت میں ہوگا۔ بے حیائی جور و جفا ہے اور جور و جفا (والا) دوزخ میں ہوگا۔

ایک حدیث میں فرمایا الحیاء لا یاتی الابخیر (بخاری ص۹۰۳ ج۲) حیا خیر اور بھلائی ہی لاتا ہے۔ الحیاء خیر کلہ حیا تو سراپا خیر ہی خیر ہے۔ الحیاء شعبة من الایمان

حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ان لکل دین خلقا و خلق الاسلام الحیاء ہر دین کی کوئی (نمایاں) خوبی ہوتی ہے اور دین اسلام کی (نمایاں) خوبی حیاء ہے۔ (مشکوٰۃ ص۴۳۲ ابن ماجہ)

ساکنان آسماں یعنی ملک — کرتے تھے شرم و حیاء عثمان سے
خود کیا کرتے لباس اپنا درست — حضرت خیر الوریٰ عثمان سے

آپ کی سوانح کی کتب میں آتا ہے کہ آپ نے جس دن سے حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دیا پھر وہ ہاتھ محل نجاست پہ نہ لگایا اور جس دن سے حضور علیہ السلام کا رخ والضحیٰ دیکھا پھر ان آنکھوں سے اپنی شرمگاہ پر نظر نہ کی کہ کہیں آنکھوں کا وضو نہ ٹوٹ جائے۔ چنانچہ یہ آپ کا اپنا ارشاد ہے کہ:

ولا وضعت یمینی علی فرجی منذبا بعت رسول اللہ (صواعق ص۱۰۹)
سبحان اللہ! محبوب خدا عثمان سے حیاء فرماتے اور عثمان غنی اپنے آقا سے حیا فرماتے پھر کتنا بے حیا ہے وہ بدنصیب جو حضور علیہ السلام کے اس باحیا غلام اور دہرے داماد ذوالنورین کا حیا نہیں کرتا ہے۔

خود رسول اللہ خلیل اللہ سے — تھا تشابہ کچھ ذرا عثمان سے
دنیا حق سے ہو گیا اجمل وہ دور — جس کو ہے رنج و عنا عثمان سے

حضرات القدس جلد نمبر ا ص ۲۷ پہ کاشف حقائق علامہ بدر الدین سرہندی خلیفہ مجاز حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے باب میں ایک حدیث درج فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اذا مات عثمان بکت علیه السموات والارض جب عثمان غنی کی وفات (شہادت) ہوگی تو زمین وآسمان روئیں گے۔ عرض کیا گیا هذا العثمان خاصة کیا یہ فضیلت صرف عثمان غنی ہی کی ہے؟ قال نعم آپ نے فرمایا ہاں ان عثمان یستحی من رب العالمین ان یعصیه بے شک عثمان غنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے حیا کرتا تھا۔

Scanned with CamScanner

اور نور الابصار میں یہ بھی ہے کہ عثمان غنی کی نماز جنازہ فرشتے (بھی) پڑھیں گے اور قیامت کے دن عثمان غنی ستر ہزار ایسے افراد کی شفاعت کریں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔ص ۷۱

یک پر تو او بس است در ظلمت ما
ذوالنورین است خوش لقب عثمان را
ہنگام شہادتش زسطر قران
آمد فسیکفکھم اللہ ندا

(حافظ افضل فقیر)

ذوالنورین لقب کی وجہ تسمیہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب خاص ذوالنورین (دونوروں والا) ہے اور وہ صرف اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔چنانچہ صحیح بخاری ص ۵۲۳ ج ۱ اور مشکوٰۃ ص ۵۶۲ پر یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں اس لئے نہ جا سکے کہ فانہ کانت تحتہ رقیۃ بنت رسول اللہ ﷺ وکانت مریضۃ کہ آپ کی بیوی اور حضور علیہ السلام کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں پس حضور علیہ السلام نے فرمایا (تم میری بیٹی کی تیمارداری اور دیکھ بھال کرو) فان لک اجو رجل ممن شھد بدرا تجھے گھر بیٹھے بدر کے مجاہدوں اور شہیدوں جیسا ثواب مل جائے گا۔

احادیث کی کتابوں میں ہے اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کا نام بھی مجاہدین بدر کی فہرست میں نہ صرف آتا ہے بلکہ تیسرے نمبر پر حضرت ابوبکر وعمر کے بعد اور باقی سب سے پہلے آتا ہے حالانکہ آپ بدر میں گئے نہیں۔ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو یہ اختیار عطا فرمایا ہے کہ اگر ہم کسی غیر حاضر کی حاضری سکول کے رجسٹر میں لگا دیں تو ہمارا جرم ہوگا اور اللہ کے نبی بدر کے عظیم رجسٹر میں غیر حاضر عثمان غنی کی حاضری لگا دیں تو یہ ان کا کرم ہوگا۔

اور پھر جو صحابہ بدر میں حاضر ہوئے اور ان کا نام عثمان کے نام کے بعد لکھا گیا انہوں نے

بھی اعتراض نہ کیا کہ ہم حاضر ہوئے ہیں تو ہمارا نام بعد میں ہے اور عثمان حاضر بھی نہیں ہوئے لیکن ان کا نام پھر بھی ہم سے پہلے ہے۔پس ثابت ہوا کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ السلام کے اختیار کو بھی مانتے تھے اور عثمان کی عظمت کو بھی تسلیم کرتے تھے۔

مرد کامل صاحب عرفان عثمان غنی
ہیں جہان عشق کے سلطان عثمان غنی
تابش انوار حق اور پیکر صبر و رضا
سرورِ کونین کی برہان عثمان غنی
واقف رمز حقیقت محرم اسرار دیں
مذہب و ایمان کی ہیں جان عثمان غنی
نازش محبوب خالق' فخر اصحاب رسول
زینت دیں' کاتب قرآن عثمان غنی

حضرت عثمان تو ذوالنورین اور نبی علیہم السلام؟

بعض لوگوں کا عقیدہ بھی بڑا عجیب ہے کہ ماننے پر آئیں تو نبی کی بیٹیوں کو بھی نور مان لیں کہ جن کی وجہ سے عثمان ذوالنورین ہوئے اور نہ مانیں تو نبی کو بھی نور نہ مانیں جبکہ ہمارا عقیدہ تو بڑا واضح اور مدلل ہے جو ہمارے امام نے اپنے ایک شعر میں بیان فرما دیا ہے اور مخالفین بھی اس موقع پر اہل سنت کے اس نورانی عقیدے کی تائید عثمان غنی کو ذوالنورین کہہ کر کر رہے ہیں اور وہ عقیدہ یہ ہے کہ

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

بلکہ اس سے آگے بڑھیے تو یہی بعض لوگ ایک پہاڑ کو نور مانتے ہیں (جبل نور جس میں غار حرا ہے) مگر محبوب خدا کو نور نہیں مانتے (جس میں جلوہ خدا ہے اور وہ محبوب عکس جمیل حسن ربّ العلیٰ ہے) عقیدوں کے اس فرق پر اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے　　یہ بڑے نصیب کی بات ہے

Scanned with CamScanner

بات دور نکل گئی (آمدم برسر مطلب) حضور علیہ السلام غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو آپ کی بیٹی (یعنی حضرت عثمان غنی کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ) کا انتقاع ہو چکا تھا۔اس کے بعد آپ (ﷺ) نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی سے فرمادیا فتزوجہ رسول اللہ ﷺ بعد اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۵)

اسی وجہ سے نہ صرف زمین پر بلکہ آسمانوں پر بھی حضرت عثمان کو ذوالنورین کہا جانے لگا جیسا کہ تاریخ الخلفاء میں خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب ان سے حضرت عثمان کے (ذوالنورین لقب) کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ذاک امرء یدعی فی الملاء الاعلیٰ اسی لقب سے ان کو ملاء اعلیٰ میں بھی پکارا جاتا ہے اور پھر اس کی وجہ بیان فرمائی کان ختن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتیہ حضور علیہ السلام کے دوہرے داماد ہونے کی وجہ سے (وہ ذوالنورین ہیں) (ابن عساکر)

اور یہ ایسا شرف ہے کہ تاریخ الخلفاء بحوالہ بیہقی ص ۱۰۵ پر حضرت عبداللہ بن عمر بن ابان الجعفی فرماتے ہیں کہ مجھے حسین الجعفی نے بیان کیا لم یجمع بین ابنتی نبی منذ خلق اللہ ادم الی ان تقوم الساعۃ غیر عثمان۔اس شرف میں آدم علیہ السلام سے لے قیامت تک عثمان غنی کو تنہا دیکھتا ہوں یعنی کسی نبی کی دو بیٹیاں کسی امتی کے نکاح میں حضرت عثمان کے علاوہ نہ آئیں۔

یہی وجہ تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کو اس موقع پر ان الفاظ میں مبارکباد دی نلت من صھرہ مالم ینالا۔

جس کا ترجمہ امام اہل محبت نے یوں فرمایا

نور کی سرکار سے پایا دوشالا نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اور یہ نکاح بمطابق فرمان رسول وحی الٰہی سے ہوا چنانچہ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸ بحوالہ طبرانی حضرت عصمہ بن مالک سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس موقع پر ارشاد فرمایا وما زوجتہ الا بالوحی من اللہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت عثمان سے اللہ کی طرف سے

وحی کے مطابق کیا ہے۔ان اللہ اوحی الی ان ازوج کریمتی یعنی میں نے اپنی دونوں بیٹیوں کا نکاح وحی کے ذریعے فرمایا (التمہید والبیان ص ۱۵۵ بحوالہ حاشیہ حضرات القدس ص ۷۱)

اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا (اے عثمان تو میرا ایسا باعتماد داماد ہے کہ) لو ان لی اربعین بنات لزوجتك واحدۃ بعد واحدۃ اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے سب کا تیرے ساتھ نکاح کر دیتا۔

سبحان اللہ نگاہ نبوت میں حضرت عثمان غنی کا کتنا بلند مقام ہے اور محبوب خدا کو حضرت عثمان پر کتنا اعتماد و ناز ہے کہ آج لوگ اچھی طرح دیکھ دکھا کر رشتہ کرتے ہیں تو چند ہی دنوں بعد حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ بیٹی والے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ اس سے تو بہتر ہے کہ یا ہمارا داماد مر جائے یا ہماری بیٹی مر جائے۔

اور اگر کسی کا داماد نیک اور اعتماد والا ہے تو وہ اس کے خلاف ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔عجیب ہیں وہ نام نہاد ''مومن'' جو آقا علیہ السلام کے دوہرے داماد کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔علی مبارک دے رہے ہیں اور علی کے ملنگ گالیاں دے رہے ہیں (واللہ ھذا بون بعید)

چہ نسبت خاک رابعالم پاک
چہ نسبت ''ملنگ'' رابعلی پاک

عثمان کا دشمن، دشمن خدا و مصطفیٰ ہے

ترمذی شریف ص ۲۱۲ ج ۲ پر یہ حدیث موجود ہے جس کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کا جنازہ پڑھنے سے صرف اس لئے انکار فرمادیا کہ انہ یبغض عثمان فابغضہ اللہ یہ شخص حضرت عثمان کے بغض کی وجہ سے خدا کا دشمن تھا۔عثمان غنی کا بغض دل میں ہو تو جنازہ جائز نہیں، عجیب ہیں وہ بھولے بھالے سُنی جو امام الانبیاء ﷺ کا دل میں بغض رکھنے والوں کے پیچھے نماز ادا کر لیتے ہیں۔فافہم وتدبر

اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو ظاہری و باطنی اوصاف بیان

فرمائے ان میں سے چند ایک کا ذکر کرنا اس مقام پر ضروری سمجھتا ہوں تا کہ شان عثمان بحیثیت داماد رسول نکھر کر سامنے آ جائے اور منکرین عظمت عثمان کیلئے کوئی عذر باقی نہ رہ جائے البتہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کا فرمان ہے واللہ لا یھدی القوم الظلمین اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

جوڑ انور کا

عن اسامة بن زيد قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم منزل عثمان بصحفة فيها لحم فاذا دخلت فاذا رقية رضي الله عنها جالسة فجعلت مرة انظر الى وجه رقية ومرة انظر الى وجه عثمان فلما رجعت سائلني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دخلت عليهما قلت نعم قال فهل رايت زوجا احسن منهما قلت لايا رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور علیہ السلام نے ایک بڑا پیالہ گوشت کا دے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا جب میں داخل ہوا تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا گھر میں تشریف فرما تھیں پس میں نے دیکھنا شروع کیا۔ ایک مرتبہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے کو دیکھتا اور ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھتا جب میں واپس حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: تم آپ ان کے پاس گئے تھے عرض کی ہاں فرمایا کیا تو نے ان سے اچھا اور حسین جوڑا دیکھا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بالکل نہیں۔

اخرج ابن عدی عن عائشة رضي الله عنها قالت لما زوج النبي صلى الله عليه وسلم ابنته ام كلثوم بعثمان قال لها ان بعلك اشبه الناس بجدك ابراهيم عليه السلام وابيك محمد صلى الله عليه وسلم (الصواعق)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے اپنی بیٹی ام

کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تو اس سے فرمایا بے شک تیرا خاوند تیرے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے' تمام لوگوں سے بڑھ کر اور تیرے باپ محمد ﷺ سے زیادہ مشابہ ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ انا نشبه عثمان بابينا ابراهيم عليه السلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیتا ہوں۔

یعنی عثمان غنی وہ تھے کہ ایک طرف سے دیکھو تو خلیل اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف سے دیکھو تو حبیب اللہ کی جھلک دکھائی دیتی ہے اور یہ ناممکن بات ہے کہ شکل دونبیوں سے ملتی ہو اور خدا کی بارگاہ میں مقبول نہ ہو اگر حسن وحسین کی حسن سیرت وصورت کا منکر بے ایمان ہے حالانکہ ان دونوں کو ملائیں تو حضور کا جلوہ نظر آتا ہے تو عثمان غنی کا دشمن کیسے ایماندار ہوسکتا ہے کہ جس اکیلے سے دونبیوں کے حسن کے جلوے نظر آرہے ہیں۔

جانشین او علی زوج بتول — منکرا وصافہ شخص جہول
ابن عفان تواری بالحیاء — حکمت او دین را اصل اصول
سیرت او مظہر خلق نبی — کان مصدوقا باوضاع جزول
اجمع القران فی اوراقه — وحی حق درشان اوکردہ نزول
ناطق فی وصفه وحی النبی — دست خودرا دست او گفتہ رسول
خضرو سلطان و امیر المومنین — قد تقبل عمله کل القبول

(طرحی کلام سید خضر حسین چشتی)

یاد رکھو! حسن بغیر حیاء کے بے غیرتی ہے اور عثمان غنی ایسے حیادار ہیں کہ جن سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں اور ایسے حسین ہیں کہ خلیل اللہ اور حبیب اللہ کے حسن کا سنگم رخ ذوالنورین ہے۔

اخرج ابن عساکر عن عبد الله بن حزم المازنی قال رأيت عثمان بن عفان فما رأيت قط ذكرا ولا انثى احسن وجها منه.

واخرج موسیٰ بن طلحة قال كان عثمان بن عفان اجمل الناس

ترجمہ: ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن حزم مازنی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان کو دیکھا ہے میں نے ان جیسا مردوں اور عورتوں میں کسی کے چہرے کو حسین نہیں دیکھا۔ موسیٰ بن طلحہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان تمام لوگوں سے حسین وجمیل تھے۔

پوری زندگی پاک تاریخ اندر — تاباں مثل ماہتاب عثمان دی اے
حسن ویکھ ستارے وی چھپ جاون — جھلی جاندی نیں تاب عثمان دی اے

چمکدار چہرے تے خمار گیسو — ابرو چن وانگوں سرگین آکھاں
شاندار رفتار و سبحان اللہ — میرے عزت ماب عثمان دی اے

وہ نوجوان جو حسن کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں کبھی کسی اداکار کی شکل بناتے اور کبھی کسی ڈانسر کا روپ دھارتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنی نگاہ میں حیاء پیدا کرو حسن خود تمہارے پاس چل کر آئے گا جب عثمان غنی کا حسن یہ ہے تو حسن مصطفیٰ کا عالم کیا ہوگا۔

نازاں ہے جس پر حُسن و جسن رسول ہے
یہ کہکشاں تو آپ کے قدموں کی دھول ہے

بنات رسول کے بارے میں ایک شبہ کا ازالہ

احادیث کی کتابوں میں زیادہ تر شان تو حضرت فاطمۃ الزہراء ہی کی بیان کی گئی ہے باقی بیٹیاں ہوتیں اور سگی ہوتیں تو ان کے فضائل بھی تو کتب حدیث میں ملتے؟

اس کا جواب تحقیقی تو بنات رسول کے عنوان میں آئے گا یہاں اتنا یاد رکھو کہ گزشتہ سطور میں کا اپنی بیٹی کو مبارک دینا اور یہ فرمانا کہ ان بعلك يشبه بابيك محمد وبجدك ابراهيم کیا یہ فضائل نہیں ہیں اور کیا فضائل کا کوئی خاص معیار ہے جو تمہارے ذہن میں ہے تو اس کو بیان کرو تاکہ اس کے مطابق تمہارے ساتھ بات کی ہے ویسے بات یہ ہے کہ جس طرح حبك الشي يعمي ويصم

اعظم جتھے دل لگ جاوے اوتھے عیب نظر نئیں آوندا

اسی طرح جو دشمن ہوتا ہے اس کو کمالات بھی عیب دکھائی دیتے ہیں کیا ابوجہل نے ہمارے سراج منیر آقا اور محبوب خدا کو یہ نہیں کہا تھا کہ (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) تیرے جیسا بدشکل تو میں نے دیکھا ہی نہیں استغفر اللہ نقل کفر کفر نہ باشد

یہ اس نے کس کو کہا تھا اس کو جس کے بارے میں حضرت حسان نے کہا۔

واحسن منك لم ترقط عيني — و اجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب — كانك قد خلقت كما تشاء

جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

یا پھر عارف گولڑہ کی زبان میں ہے

جپ کر مہر علی ایتھے جانہیوں بولن دی

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا اہل سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ شان حضرت فاطمۃ الزہراء کی ہے انہی کے بارے میں کہا گیا سیدۃ نساء العالمین اور انہی کے بارے میں کہا جائے گا کہ اے اہل محشر نگاہیں جھکالو سیدۃ نساء الجنۃ کا گزر پل صراط سے ہو رہا ہے۔

کیونکہ جب حضرت فاطمہ کا ظہور اس کائنات میں ہوا تو اس وقت کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ قرآن کا نزول ہو رہا تھا۔ اعلان نبوت کی ہوا کے جھونکوں میں ان کی پیدائش ہوئی اور قرآن کی لوریوں میں ان کی پرورش ہوئی۔ یہ ساری باتیں حق ہیں مگر اس سے یہ لازم کب آ گیا کہ حضور علیہ السلام کی باقی بیٹیوں کا ہی انکار کر دیا جائے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو ہماری اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی الٹی کھوپڑی کسی کو نہ دے۔

دے موت پر یہ عادت ہرگز خدا نہ دے

اب آؤ دعوت انصاف خیرخواہی کے جذبے سے درد دل کے ساتھ دے رہا ہوں لوگوں کی بچیوں کا جھگڑا ہو تو دنیا کی عدالتیں فیصلہ کرتی ہیں اور محبوب خدا کی بیٹیوں کے بارے میں

Scanned with CamScanner

اختلاف ہو جائے تو فیصلے قرآن کرتا ہے اور اگر اس قرآن پر اس لئے ایمان نہیں کہ اس کے تو تیس پارے ہیں تو پھر تمہارے گھر سے بھی جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔

اب جس کے دل میں آئے، پائے وہ روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سربام رکھ دیا

چار بنات رسول ﷺ کا ثبوت حاضر ہے

یا ایھا النبی قل لازواجك وبناتك ونسآء المؤمنین (الاحزاب)

اے نبی! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں کو فرما دیں۔ اس آیت میں اگر ازواج سے ایک بیوی مراد نہیں تو بنات سے ایک بیٹی کیسے مراد ہو سکتی ہے۔ کیونکہ دونوں الفاظ (ازواج، بنات) جمع کے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

یعنی اگر آپ کی ایک ہی بیٹی ہوتی تو بناتك کی بجائے بنتك فرمایا جاتا۔

باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ یہ بچیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند میں سے تھیں یعنی پچھلگ بیٹیاں۔ تو معذرت کے ساتھ عرض یہ ہے کہ ایسی بچیوں کے بارے میں بھی قرآن پاک میں لفظ آیا ہے اور وہ ربائب کا لفظ ہے جو جمع ربیبه کی ہے (وربائبکم التی فی حجورکم) اور جس کا معنی وہی ہے جو آپ مذکورہ آیت میں کرنا چاہ رہے ہیں اب تو مانو کہ

آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ویسے معاف کرنا یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے ہمیں اس میں دخل دینے کی ضرورت تو نہیں ہے اور نہ ہی ہم دخل در معقولات کے قائل ہیں آپ کا عقیدہ یہ بتایا جاتا ہے کہ ہر صدی کے بعد آپ کا ایک مجتہد (اعلی اللہ مقامہ) ہوتا ہے جو آپ کے عقیدے کے جتنے مسائل چاہے خارج کر کے ''سر من رای'' میں امام مہدی علیہ السلام کے پاس بھیج دے اور جتنے چاہے وہاں سے نئے مسائل لے آئے یا انہی کو ''اوور ہال'' کرالے

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
لیکن کم از کم ذرا

آپ ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں
ہم کہیں گے تو شکایت ہو گی

سیانے لوگ کہتے ہیں کہ دودھ کو بھی چند دروازوں پر لے جائیں تو وہ کچی لسی بن جاتی ہے اور آپ نے تو اپنے عقیدے کی پندرہ مجتہدین سے حجامت کروا دی ہے۔ سنا تھا عقیدہ و دین بڑا نازک معاملہ ہوتا ہے لیکن آپ نے تو اس کی نزاکتوں کی خوب ناز برداری کی ہے کہ اکٹھا نبی کی تین بیٹیوں کا ہی انکار کر دیا ہے لیکن بہرحال اس ساری کارروائی کے بعد بھی آپ کے گھر سے ہمیں کئی ''گواہیاں'' مل گئی ہیں جو ڈرتے ڈرتے پیش کر رہا ہوں کہ

کہیں ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

اور کہیں سویا ہوا بلبل، جاگ نہ جائے اور اس کی نیند نہ خراب ہو جائے (اس انداز میں تھوڑی سی گفتگو اس لئے کی ہے کہ جب آپ کی مجلسوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کا تمہارے ذاکر صاحب (بحذف الف) مذاق اڑاتے ہیں اور تم کھلکھلا کر ہنستے ہو تو ہمیں اس سے ہزار درجے زیادہ تکلیف ہوتی ہے جتنی تمہیں میری ان چند سطور سے ہوئی ہو گی بہرحال کما تدین تدان جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

نہ صدمے تم ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

حوالہ نمبر ۱

نہج البلاغہ خطبات علی المرتضیٰ، شیر خدا، مشکل کشا، حاجت روا، اسد اللہ، صاحب ہل اتی ص ۴۷۳ ج نمبر ۱

اما فضیلته فی الصهر فانه تزوج بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رقیة و ام کلثوم توفیت الاولی فزوجه النبی صلی اللہ علیه وسلم بالثانیة والذا سمی ذوالنورین۔

حضرت عثمان غنی کی فضیلت (جزوی صدیق و فاروق پر یہ ہے کہ) حضور علیہ السلام نے اپنی دو بیٹیوں رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کیا جس کی وجہ سے آپ کو ذوالنورین

کہا جاتا ہے۔

حوالہ نمبر۲: اصول کافی ص۴۳۹، ج۱ ابو جعفر یعقوب بن اسحاق کلینی، رازی (جن کو ثقۃ الاسلام کہا جاتا ہے)

وتزوج خديجة فولدله منها قبل مبعثه القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولدله بعد المبعث الطيب والطاهر و فاطمه عليهم السلام

(اللهم صل على محمد وال محمد)

ذرا مبارک کے پڑھیں اور دونوں جگہ خط کشیدہ لہ کا ترجمہ ہی سمجھ لیں تو مسئلہ حل ہو جائے گا کہ تینوں بیٹیاں پچھلگ تھیں یا حقیقی)

جب حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو حضور علیہ السلام کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے یہ اولاد بعثت سے پہلے ہوئی۔

قاسم رضی اللہ عنہ، رقیہ رضی اللہ عنہا، زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا

اور مندرجہ ذیل اولاد بعثت کے بعد ہوئی۔

طیب، طاہر اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (اللهم صل على محمد وال محمد)

حوالہ نمبر۳: وتزوج الخديجة وهوابن بضع و عشرين سنة (اگلی عبارت بعینہ حوالہ نمبر۲ والی ہے۔ اصول کافی مطبوعہ ایران ص۳۲۴ ج۲) اور حضور علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جب نکاح فرمایا تو آپ کی عمر مبارک بیس سے زیادہ (پچیس) سال تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی سے آپ کی (وہ ساری) اولاد ہوئی (جو حوالہ نمبر۳ میں گزر چکی)

حوالہ نمبر۴: تحفۃ العوام مطبوعہ لکھنؤ ص۱۱۴ پر مندرجہ ذیل الفاظ میں حضور علیہ السلام کی بیٹیوں پر ان کو حضور علیہ السلام کی بیٹیاں اور حضور علیہ السلام کو ہی ان کا باپ قرار دے کر درود بھی بھیجا گیا ہے اور پھر اسی طرز پہ ان لوگوں پر لعنت بھی کی گئی ہے جو حضور علیہ السلام کو آپ کی بیٹیوں کے سلسلہ میں ایذاء پہنچاتے ہیں۔ فاعتبروا يا اولى الابصار ۔ ان كان منكم رجل رشيد ۔

اللهم صل على رقية بنت نبيك والعن من اذى نبيك فيها۔ اللهم

صل على ام كلثوم بنت نبيك والعن من اذى نبيك فيها۔ اللهم صل على زينب بنت نبيك والعن من اذى بنيك فيها۔ اللهم صل على فاطمة بنت نبيك والعن من اذى نبيك فيها۔

(ترجمہ تو حوالے کی تمہید میں خلاصۃً بیان ہو ہی گیا ہے یقیناً قارئین کرام نے سمجھ ہی لیا ہوگا۔ یہاں یہ بات عرض کرنی ہے کہ اگر حضور علیہ السلام کی ایک ہی بیٹی (فاطمہ رضی اللہ عنہا) تھی تو یہ بنت نبيك بار بار کس کو کہا جا رہا ہے اور درود کس پہ بھیجا جا رہا ہے اور لعنت کا مصداق کس کو کس وجہ سے بنایا جا رہا ہے جبکہ کسی کو اس کے حقیقی باپ کے بجائے اور کسی طرف منسوب کرنا (اگرچہ اس نے پالا ہی ہو) نص قرآنی ناجائز و حرام ہے۔ ادعوهم لاباء هم هواقسط عندالله ۔ کیا اسی قانون کی رو سے ہی تو آپ کے فرقے میں تھوک کے حساب سے سید تو نہیں بنے ہوئے ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

اور دوسری بات یہ عرض کرنی ہے اور وہ بھی معذرت کے ساتھ کہ اگر ہم علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام چوتھے نمبر پر لیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہمارے اوپر بھی لعنت بھیجتے ہو اور ہمیں یزید وشمر کا ساتھی قرار دیتے ہو تو تحفۃ العوام والے کو بھی تو کچھ نہ کچھ کہو جو خاتون جنت کا نام چوتھے نمبر پر لے رہا ہے۔ یہ بھی ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ)

مذکورہ چاروں حوالے آپ کی معتبر کتب کے ہیں اور بالخصوص اصول کافی تو آپ کی وہ کتاب ہے کہ جس کے بارے میں بقول تمہارے قال امام العصر و حجة الله المنتظر هذا كاف لشيعتنا ۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صرف یہ ایک کتاب ہی ہمارے شیعوں کو کافی ہے۔ لہٰذا یہ حوالہ کافی سمجھ لو یا پھر کافی ووافی سمجھ لو۔

پانچواں حوالہ اس لیے لکھ رہا ہوں کہ آپ کا دعویٰ پنج تنی ہونے کا ہے۔ اس نسبت کا خیال کرو اور اس حوالے پر غور کرو کہ اتنے پختہ دلائل کے بعد، خود حوالے والا ''باحیا'' عثمان کے بارے میں آخر پہ جا کر کس قدر ''بے حیا'' ہو چکا ہے۔

حوالہ نمبر۵: حیات القلوب ص۵۸۸، ج۲، مطبوعہ تہران۔

ملا باقی مجلس بسند معتبر از حضرت صادق رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ از برائے

Scanned with CamScanner

رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ حضرت امیر المؤمنین تزویج نمودند و تزویج کرد بابی العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را۔ و بعثمان ام کلثوم را و پیش از انکہ بخانہ آں ملعون (استغفر اللہ۔ نقل کفر نہ باشد) برود برحمت واصل شد و بعد از او حضرت رقیہ را باو تزویج نمود۔

باقر مجلسی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضور علیہ السلام کی مندرجہ ذیل اولاد تھی۔ طاہر' قاسم' فاطمہ' ام کلثوم' رقیہ' زینب' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ نے حضرت علی المرتضیٰ سے کیا۔ زینب کا ابو العاص بن ربیعہ سے۔ ام کلثوم کا عثمان سے اور ابھی وہ اس ملعون (معاذ اللہ) کے گھر نہ گئی تھیں کہ فوت ہو گئیں اور اس کے بعد حضور علیہ السلام نے رقیہ کا نکاح بھی عثمان سے کر دیا۔

اہل محبت کیلئے

خدا گواہ ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے کہ جب میں حوالہ نمبر ۵ کی فارسی عبارت لکھ رہا تھا تو جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ملعون کا لفظ لکھا تو میری پنسل سے سیاہی ختم ہو گئی اور میرے سامنے نیلی لکھائی کرنے والی پانچ پنسلیں مزید پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے اس خیال سے کہ پہلی میں سیاہی ختم ہو گئی ہے تو دوسری لے لیتا ہوں لیکن میں حضرت عثمان کے بارے میں یہ لفظ نقل کرنے سے پہلے ہی گھبرا رہا تھا کہ کس طرح اس کامل الحیاء والایمان کے بارے میں یہ لفظ لکھوں۔ مجبوری یہ تھی کہ ایک تو میں پانچ حوالے پورے کرنا چاہتا تھا اور دوسرا رافضیوں کو ان کا چہرہ انہی کے آئینے میں دکھانا چاہتا تھا کہ دیکھو دوہرا داماد مان کر بھی تم حضرت عثمان کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو قسم بخدا! دوسری پنسل پکڑی تو وہ بھی نہ چلی اور اللہ کی قسم تیسری پنسل بھی یہ ایک لفظ مکمل نہ کر سکی۔ اسی طرح چھ نیلی پنسلوں نے چلنے سے انکار کر دیا۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت اور جو اتنی قسموں کے باوجود بھی میرے بارے میں بدگمانی کا شکار ہوا اس پر ہزار لعنت (کیونکہ جن لعنتیو کے دین کی بنیاد ہی تبرا اور لعنت پر ہے ان کا ''ذکر خیر'' ہو رہا ہے تو کیونکہ ان سے ''خیر خواہی'' کرتے ہوئے تھوک کے حساب سے ان پر لعنت کی جائے)

مجبور ہو کر میں نے کالی پنسل پکڑی اور وہ لکھنے لگی کتاب کا مسودہ آج بھی اس پر شاہد ہے جو دیکھنا چاہے مکتبہ نوریہ رضویہ پہ جا کر دیکھ سکتا ہے۔ تاکہ سند رہے۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ کالے لباس اور کالے عقیدے والے حضرت عثمان غنی کے بارے میں اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے ایسے الفاظ بولنے والے' قیامت کے دن دوزخ کے کالے سانپوں کا لقمہ بن کر رہیں گے۔ جب ہمارے آقا اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ اے اللہ! یہ علی ہے جو میرا صرف اکہرا داماد ہے اور یہ عثمان ہے جو میرا دوہرا داماد ہے

کوئی مانے یا نہ مانے تیری ہی جاگیر ہے
قصر جنت' گلشن رضوان عثمان غنی
میں خزاں سے اس لیے ڈرتا نہیں ہوں مونسا
تم میرے گلشن کے ہو نگران عثمان غنی
ہو کرم کہ خضر کی ہر منقبت کر لو قبول
از برائے خواجۂ گیہان عثمان غنی

(بنات رسول اور دوہرے داماد رسول کے بارے میں کچھ تفصیل آگے بھی آ رہی ہے)

عثمان اور قرآن

قرآن مجید کی کئی آیات طیبات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان پر بڑی وضاحت سے دلالت کر رہی ہیں۔ آپ جامع القرآن ہونے کے ساتھ ساتھ صدقہ وخیرات اور انفاق فی سبیل اللہ کی تمام آیات مبارکہ کے مصداق کامل ہیں۔

بعض بدباطن تو عثمان غنی پر اپنے دور خلافت میں ان پر مالی بدعنوانیوں کا الزام بھی دھرتے ہیں جبکہ بعض انہی کے روحانی بھائی یہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اپنا گزارا چلانے کیلئے آئے تھے غریب تھے' بھوکے مرتے تھے تو دربار رسالت میں آ کر اپنا پیٹ پالتے تھے۔ میں عرض کروں گا کہ ویسے تو دونوں جہانوں کا گزارا حضور ہی کے در کے ٹکڑوں پر ہوتا ہے لیکن اس حقیقت کو اپنے خبث باطن کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بطور طعن چسپاں کرنا یقیناً قد بدت البغضاء من افواھھم کے زمرے میں ہی سمجھا جائے گا

اور ایسے لوگ وما تخفی صدورھم اکبر کی آگ میں جل کر قل موتوا بغیظکم کے مطابق لحہ بہ لحہ بغض صحابہ میں نت نئی موت مرتے رہتے ہیں اور پھر حضرت عثمان غنی کے بارے میں ایسی بات کرنا تو نصف النہار کے سورج کا انکار ہے کیونکہ حضرات شیخین نے تو اپنے اپنے دور میں پھر بھی بقدر گزران تنخواہیں لیں لیکن حضرت عثمان غنی نے تو اپنے دور خلافت میں بیت المال سے ایک پیسہ بھی اپنی ذات پر خرچ نہ کیا بلکہ اپنا سب کچھ حضور علیہ السلام کی امت پر خرچ کرتے رہے۔

بلکہ جب کبھی حضور علیہ السلام کے گھر فاقہ ہوتا تو حضرت عثمان غنی گندم اور کھجوروں کی بوریاں ازواج مطہرات کی خدمت میں بھیج دیتے۔ ایک دن حضرت طلحہ بارگاہ عثمان غنی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! میں نے آپ کے پچاس ہزار درہم دینے ہیں۔ ابھی وہ یہ عرض کر ہی رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: میں نے آپ کے خلوص کی وجہ سے آپ کو پچاس ہزار درہم معاف کیے۔ جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو آپ کے ڈیڑھ لاکھ دینار وادی قریٰ وحنین میں تھے۔ دو لاکھ اشرفیاں تھیں جو بعد شہادت آپ کی اولاد میں تقسیم ہوئے اور یہ آپ کی اپنی ذاتی جائیداد تھی جو آپ کے کاروبار سے حاصل شدہ تھی۔ ایسی شخصیت کے بڑے میں کہنا کہ غربت اور بھوک کی وجہ سے تنگ آکر پیٹ بھرنے کیلئے کلمہ پڑھا تھا یہ بغض عثمان غنی نہیں تو کیا ہے؟۔

غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک کیلئے جب حضور علیہ السلام نے اعلان فرمایا تو عثمان غنی جس شان سے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں (ابتداء) ایک ہزار اشرفیاں حضرت عثمان غنی اپنے کرتے کی آستین میں بھر کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور کی گود میں ڈال دیں۔ **فرایت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقلبھا فی حجرہ وھویقول ماضر عثمان ماعمل بعدالیوم مرتین ۔**

میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام ان دیناروں کو الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں آج کے بعد عثمان جو بھی کرتا پھرے کوئی عمل اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا (تفسیر مظہری، مشکوٰۃ) اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چار ہزار درہم پیش

کیے اور عرض کیا: چار ہزار گھر والوں کیلئے چھوڑ آیا ہوں اور چار ہزار آپ کی بارگاہ میں لے آیا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے ان کے حق میں یوں دعا فرمائی۔ **بارك الله في ما امسكت و في ما اعطيت۔** جو گھر میں چھوڑ آئے ہو اللہ تعالیٰ اس میں بھی برکت عطا فرمائے اور جو لے کر آئے ہو اللہ اس میں بھی برکت دے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بغوی اور کلبی کے حوالے سے لکھتے ہیں **و عثمان جهز المسلمين في غزوة تبوك بالف بعير باقتابها واحلاسها ۔**

حضرت عثمان نے غزوۂ تبوک میں (ایک ہزار اشرفیوں کے علاوہ) ایک ہزار اونٹ بمعہ سازوسامان بھی دیے۔ فنزلت هذه الاية ۔ پس اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

آیت نمبر (۱): **مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضعف لمن يشاء والله واسع عليم** (البقرۃ:۲۶۱)

وہ لوگ جو راہ خدا میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک دانے (جو زمین میں بویا جاتا ہے تو اس) سے سات بالیں نکلتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانہ ہو (تو اس طرح کم از کم ایک کا سات سو ہوگیا اور اس پر بس نہیں بلکہ) اللہ جس کیلئے چاہے (مزید) بڑھا دے اور اللہ بڑی وسعتوں والا جاننے والا ہے۔ (تفسیر مظہری)

واہ کیا عدل ہے کیا داد و قضائے عثمان   واہ کیا صبر ہے کیا حلم رضائے عثمان
واہ کیا ستر ہے کیا شرم و حیائے عثمان   واہ کیا دین ہے کیا جود و سخائے عثمان
کتنے وارد ہیں احادیث میں اوصاف غنی
خود نبی مدح کریں نیز صحابہ و علی

نزہۃ المجالس، ج نمبر ۲، باب مناقب عثمان میں ریاض النضرہ کے حوالے سے ہے کہ ایک موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان کی سخاوت پر خوش ہو کر یوں دعا فرمائی۔ **اللهم هذا عثمان رضيت عنه فارض عنه ۔**

Scanned with CamScanner

اے اللہ! یہ عثمان ہے میں اس سے راضی ہوگیا تو بھی اس سے راضی رہ۔ (نور الابصار ص ۷۰) حضرات القدس میں ہے اس دعا کے راوی بیان کرتے ہیں کہ اس رات عشاء سے لے کر فجر تک حضور علیہ السلام بیدار رہے اور ساری رات حضرت عثمان کیلئے یہی دعا فرماتے رہے۔ مزید فرمایا کہ نعم الرجل عثمان جمع اللہ بہ نوری فھو سعید فی حیوتہ و شھید فی مماتہ ۔ عثمان کتنا اچھا ہے اللہ نے اس کے ساتھ میرے نور کو جمع فرمادیا (اور اس کو ذوالنورین بنادیا) وہ زندگی میں سعید ہے اور موت میں شہید ہے۔ (حضرات القدس ص ۴۷)

مشکوۃ باب المناقب میں غزوۂ تبوک کیلئے چندے کا حال اس طرح بھی لکھا ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیش عسرہ کی تیاری کے موقع پر (عسرہ تنگی کو کہتے ہیں جس زمانہ میں نبی ﷺ نے اس لشکر کو تیار فرمایا تھا وہ زمانہ سخت تنگی کا تھا اس لیے اس کا نام جیش عسرہ ہوگیا) یہ لشکر غزوہ تبوک کیلئے تیار کیا گیا تھا حضور ﷺ لوگوں کو مدد کا حکم فرما رہے تھے تو

فقام عثمان فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مائۃ بعیر باحلاسھا واقتابھا فی سبیل اللہ ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیر باحلاسھا واقتابھا فی سبیل اللہ ثم حض علی الجیش فقام عثمان فقال علی ثلثمائۃ بعیر باحلاسھا واقتابھا فی سبیل اللہ فانا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزل من المنبر وھو یقول ما علی

پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ میں سو اونٹ بمعہ جھولوں اور کجاووں کے خدا کی راہ میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد پھر آپ نے لوگوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت عثمان پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ میں اور دو سو اونٹ بمعہ جملہ سامان کے اللہ کی راہ میں پیش کروں گا۔ آپ نے پھر لوگوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت عثمان پھر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے یارسول اللہ میں اور تین سو اونٹ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں بمعہ سامان کے۔ یہ سب اونٹ ملا کر چھ سو اونٹ ہوئے۔ راوی کہتے

عثمان ما عمل بعد ھذہ ما علی عثمان ماعمل بعد ھذہ

ہیں پھر میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ منبر سے اترتے جاتے اور فرماتے جاتے۔ اب عثمان کو وہ چیز نقصان نہ پہنچائے گی جو اس کے بعد کریں گے۔ اب عثمان کو وہ عمل کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا جو وہ بعد میں کریں گے۔ یعنی ان کی یہ نیکی ان کی تمام آئندہ ممکنہ برائیوں کا بھی کفارہ ہے۔

جب غنی نے فوج اسلامی کی تنگی دور کی ... ما علی عثمان ماعمل کی خوشخبری ملی
احمد مختار نے ماضر علی عثماں کہا ... عین نیکی ہے عمل ہر ایک عمل عثمان کا

اس حدیث کے تحت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات میں فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اعلان تو چھ سو اونٹوں کا کیا لیکن نو سو پچاس اونٹ پیش کیے۔ پھر ہزار کے تکملہ کیلئے پچاس گھوڑے مع ساز و سامان حاضر کیے اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔ ایک ہی بار جو دینا تھا کیوں نہ دے دیا؟ تا کہ جب میرے آقا پھر اعلان فرمائیں تو محروم نہ رہ جاؤں۔ حضور حکم دیتے جائیں اور میں اپنے آقا کے حکم پہ اپنا سب کچھ قربان کرتا جاؤں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان کیلئے گزشتہ گناہوں کے معاف ہونے کی بشارت ہے اور دوسرا آئندہ گناہوں سے محفوظ اور تیسرا یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

جیش عسرت غزوۂ تبوک کی طرف جانے والے لشکر کا نام ہے اور عسر کے معنے تنگی کے ہیں۔ یہ زمانہ مسلمانوں پر سخت تنگی کا تھا گرمی بہت شدید تھی اور تبوک جگہ بہت دور تھی۔ خیبر مدینہ طیبہ سے ایک سو ساٹھ میل کے فاصلہ پر ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل کے فاصلہ پر ہے تو اس طرح مدینہ طیبہ سے تبوک چھ سو ساٹھ میل دور ہوا یہ غزوہ حضور اقدس ﷺ کا آخری غزوہ تھا جو ۹ ھ میں ہوا اس کے بعد آپ نے کوئی غزوہ نہ فرمایا اور اس غزوہ میں مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ تھی۔ یاد رہے کہ غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ اور احد میں سات سو اور حدیبیہ میں پندرہ سو اور فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوہ حنین میں بارہ ہزار اور شیخ محقق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک جس کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کے لشکر کی

تعداد چالیس ہزار سے لے کر بہتر ہزار تک کا ذکر ہے (الجواہر) روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان غنی نے مذکورہ چندے کے علاوہ تہائی حصے لشکر کا سارا خرچہ جوتے کے تسمے تک بھی اپنے ذمہ لے لیا۔

التمہید والبیان، ص ۱۷۰ پہ ہے کہ ایک روایت میں ہے۔ حضرت عثمان غنی نے نو سو تیس اونٹ اور ستر گھوڑے پیش کیے اور دوسری روایت میں ہے کہ نو سو چالیس اونٹ اور ساٹھ گھوڑے پیش کیے۔ (حضرات القدس، حاشیہ نمبر ۲، ص ۷۳)

جبکہ خود صاحب حضرات القدس خلیفۂ مجدد الف ثانی علامہ بدر الدین سرہندی کی تحقیق کے مطابق نو سو پچاس عربی گھوڑے زین اور لگام سے آراستہ کر کے حضرت عثمان نے حاضر کر دیئے علاوہ ازیں پچاس اونٹ اسلحہ کی بار برداری کیلئے پیش کیے اور جو نو سو پچاس عربی گھوڑے پیش کیے ان میں سے ہر ایک گھوڑے پر ایک مجاہد کے پورے ہتھیار بھی تھے۔ (دیکھئے حضرات القدس، ص ۷۳)

جیش عسرت کیلئے عزم کیا شاہ نے جب — اپنے اصحاب سے امداد واعانت کی طلب
عرض کی حضرت عثمان نے اے شاہ عرب — تین سو اونٹ میں دونگا مع ساماں کے سب
شہ نے فرمایا کہ مقبول ہے تیرا یہ عمل — تجھ کو دی خلد کہ ہے خلد ہی بس اس کا بدل

سخاوت عثمان غنی ؓ

حضرت عثمان غنی کو تنگدستی، غربت اور افلاس کا طعنہ دینے والے شرم سے منہ چھپاتے پھریں گے جب ان کو معلوم ہوگا کہ غزوۂ تبوک میں ہی نہیں اور بھی کئی مقامات میں حضرت عثمان کی سخاوت کا یہی حال ہے۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ ہمارے گھر میں چار دن کا فاقہ ہوا۔ کسی نے کچھ نہ کھایا۔ حضور علیہ السلام گھر میں تشریف لائے اور گھر والوں سے پوچھا: کچھ کھانے کو ملا؟ عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور دعا مانگی تو پچھلے پہر حضرت عثمان آئے اور حضور علیہ السلام کے بارے پوچھا تو میں نے ساری بات بتائی۔ حضرت عثمان فوراً گھر گئے اور کھانے پینے کا بہت سارا سامان (آٹا، گھی، کھجوریں وغیرہ) اور اس کے علاوہ اس خیال سے

کہ اب پکاتے پکاتے دیر ہو جائے گی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت بھی لے کر آئے۔ تھوڑی دیر بعد حضور علیہ السلام تشریف لائے اور گھر میں فاقے کا نام ونشان بھی نہ دیکھ کر فرمایا! یہ سب کچھ کہاں سے آیا۔ حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا! عثمان لایا ہے تو آپ اسی وقت بلا توقف پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور تین بار یہ دعا مانگی۔

اللهم انی رضیت عن عثمان فارض عنه ۔ اے اللہ میں عثمان سے راضی ہو گیا تو بھی اس سے راضی ہو جا۔ (الریاض النضرہ، ص ۱۳۳، ج ۲، نزہۃ المجالس، ص ۱۲۷، ج ۲)

کائنات آ جاندی اے وجد اندر سندے نوری فرشتے نغمات میرے
میرے دل پرسوز دی تارا تے چلدی جدوں مضراب عثمان دی اے
صدقے جاواں میں اوہدیاں عظمتاں توں اوہدے جود وسخا دی دُھم پے گئی
پڑھ کے دیکھ قرآنی آیات تائیں شاہد ام الکتاب عثمان دی اے

آپ ؓ ہر جمعہ شریف کو ایک غلام آزاد فرماتے، اگر کسی وقت کوئی غلام نہ ہوتا تو دوسرے جمعہ شریف کو دو غلام آزاد فرماتے یوں آپ ؓ نے دو ہزار چار سو غلام آزاد فرمائے۔

(صواعق محرقہ ص ۱۱۰، ریاض النضرہ، ج ۲، ص ۲۵)

عثمان غنی کی تجارت نافعہ

اپنے احباب واعزہ پر اکثر وبیشتر جود وکرم فرماتے رہتے اور عام غرباء، مسلمانوں اور نادار لوگوں کا بے حد خیال فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر ؓ کے دور میں قحط پڑا تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط سالی کی شکایت کی۔ آپ ؓ نے فرمایا جاؤ صبر کرو مجھے اللہ سے امید واثق ہے کہ وہ شام سے پہلے اپنے فضل وکرم سے مشکل کو آسان فرمائے گا اور قحط سالی سے نجات دے گا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو اطلاع ملی کہ سیدنا عثمان غنی ؓ کا قافلہ تجارت جو شام کو گیا ہوا تھا واپس آ گیا۔ اس میں ایک ہزار اونٹ جن پر غلہ اور زیتون زبیب منقی وغیرہ لادا ہوا تھا۔ جب تمام سامان حضرت عثمان غنی ؓ کے گودام میں پہنچ گیا تو تاجر لوگ آپ کے پاس آئے اور غلہ خریدنے کی خواہش کی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نفع دو گے۔ لوگوں نے دگنا کہا۔ فرمایا: نفع تھوڑا ہے۔ تاجروں نے چوگنا کیا۔ فرمایا: تھوڑا ہے۔ تاجروں

نے پانچ گنا کیا۔فرمایا: تھوڑا ہے۔فرمایا: میری آخری بات یہ ہے کہ دس گنا دو۔تاجروں نے انکار کردیا اور مایوس ہوگئے اور چل دیئے۔آپ نے فرمایا: بارگاہ خدا سے سودا کرتا ہوں جو یہ فرماتا ہے۔

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها

جوایک نیکی کرتا ہے میں اسے اس جیسی دس عطا فرماتا ہوں۔

ان الله اعطانی بکل درهم عشرة اعندکم زیارة انی جعلت ماحملت هذه العیر صدقة لله علی المساکین و فقراء المسلمین

یہ کہہ کرلوگوں کو گواہ بنا کر فرمایا: سن لو میں خداوند قدوس سے سودا کرتا ہوں اور تمام غلہ اس کے بندوں کو مفت تقسیم کرتا ہوں۔پھر اعلان کردیا کہ جس نے جتنا غلہ لینا ہے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گودام سے مفت لے جائے۔(نورالابصار' صفحہ ۸۱)

طبری میں اس روایت کے الفاظ کچھ اور زیادہ ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک رات سورہا تھا کہ اچانک مقدر جاگ اٹھا کہ حضور ﷺ کی زیارت ہو گئی' کیفیت یہ تھی کہ حضور ﷺ کے زیب تن نورانی پوشاک تھی۔نعلین اقدس کے تسمے بھی نور کے تھے اور نورانی چابک حضور ﷺ کے ہاتھ میں تھا اور بہت جلدی میں گھوڑے پر سواری فرماتے ہوئے جارہے ہیں۔میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بہت مدت کے بعد شرف دیدار حاصل ہوا ہے۔حضور ﷺ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں تھوڑا سا موقع عطا فرمائیں کہ میں سیر ہوکر دیدار کرسکوں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں اس لئے جلدی میں ہوں کہ آج عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ کا ساز وسامان اللہ کے راستے میں لٹا دیا ہے اور اللہ کریم نے ان سے اس صدقہ کو قبول فرمالیا ہے اور جنت میں ان کی شادی ہورہی ہے اور میں شادی میں شرکت کیلئے جارہا ہوں۔(الریاض النضرة' صفحہ ۱۲۴' جلد ۲)

جس کی سرکار میں ملتا تھا ہر اک رنج وعنا — جس کی درگاہ سے خالی نہیں پھرتا منگتا
جس کے دروازے پہ پلتا تھا ہر اک شاہ وگدا — جس کے پانی کو پیا کرتا تھا ہر اک پیاسا
آج بے رحموں نے اس ذات کو پہنچائی گزند
ایسے محسن پہ کیا پانی بھی اور کھانا بند

جنت البقیع کی زمین خرید کردی

حضور علیہ السلام جب بمعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو صدقہ کی بکریوں اور دیگر ضروریات کیلئے جگہ کی کمی تھی جس کی شکایت صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی (تو ہمارے آقا نے فرمایا بلاؤ میرے عثمان کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عثمان غنی حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور حکم دیں تو ساری جگہ ہی خرید کر آپ کی بارگاہ میں پیش کردوں؟ فرمایا جگہ دیکھ تو آؤ۔عرض کیا آقا' میں زمین دیکھ کر خرچ کرنے والا نہیں۔میں تو رخ والضحیٰ دیکھ کر خرچ کرتا ہوں۔زمین مال دیکھ کر تاجر خرچ کرتے ہیں۔جمال یار دیکھ کر عاشق خرچ کرتے ہیں۔مجھے عاشق ہی رہنے دیجئے۔تاجروں میں شامل نہ کیجئے) عثمان نے جگہ خریدی حضور نے اس کو جنت البقیع بنا دیا۔اب اسی جنت البقیع میں فاطمۃ الزہراء کی قبر انور بھی ہے اور امام حسن کا روضہ بھی۔ان کی قبروں کا ہی حیا کرلو اور عثمان کو برا نہ کہو کیونکہ ان کی قبریں عثمان کی زرخرید جگہ پہ ہیں۔

بیر رومہ کی خریداری:

حضور علیہ السلام ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں ایک کنوئیں کے علاوہ سارا پانی کڑوا تھا اور وہ کنواں بھی یہودی کی ملکیت میں تھا جو نہایت متعصب تھا۔جب لوگوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا تو میرے آقا نے فرمایا۔بلاؤ میرے عثمان کو حضرت عثمان نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا۔آقا حکم ہو تو سارا کنواں ہی خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردوں؟ یہودی کو پتہ چلا تو اس نے بہت زیادہ قیمت مانگ لی (جس طرح کوئی شخص اپنی ماں کو بیچ رہا تھا تو کسی نے اس کو سمجھایا کہ ماؤں کو نہیں بیچتے تو اس نے جواب دیا کہ میں قیمت ہی اتنی لگاؤں گا کہ کوئی خرید ہی نہ سکے) عثمان غنی نے فرمایا اے یہودی تو نے اَسّی ہزار قیمت مانگی ہے۔اگر اَسّی لاکھ بھی مانگے گا تو میرے آقا کا حکم ہے میں ضرور خریدوں گا چنانچہ اولاً آدھا اور پھر سارا کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردیا۔

غور کرو کہ اسی کنوئیں کا پانی علی' فاطمہ' حسین وحسن رضی اللہ عنہم پئیں تو پاک اور جس کا کنواں ہے وہ پاک کیوں نہیں؟

جبکہ اصحاب نے کی سوئے مدینہ ہجرت　　شور پانی سے پریشان تھی سب کی حالت
چاہ شیریں لیا عثمان نے بہ غالی قیمت　　تھے درہم اسی ہزار اسکے بوجہ ندرت
عرض کی شاہ سے کہ اب پانی کی تکلیف گئی
شہ نے فرمایا صلہ میں تجھے جنت دے دی

طبرانی معجم کبیر میں یہ واقعہ یوں روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے آئے تو یہاں کا پانی کھاری تھا جسے پینے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رومہ نامی تھا۔ اس کے ملک میں ایک کنواں تھا جس کا نام اس کے نام پر رومہ تھا۔ یہ کنواں مسجد قبلتین کی جانب شمال میں واقع ہے۔ اس کا پانی بہت ہی لذیذ' ہلکا اور زود ہضم ہے۔ اب اس کنواں کو بیر عثمان بھی کہتے ہیں۔ وہ کنواں کا پانی قیمتاً دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنا یہ کنواں جنت کے عوض میرے ہاتھ پر بیچ ڈالو چونکہ اس کنواں کی خرید پر حضرت سیدنا عثمان سے جنت کا سودا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس کنواں کو خرید کر وقف کر دے۔ اس کے عوض وہ جنت اور حوض کوثر سے سیراب کیا جائے گا۔ یہ کنواں چونکہ ایک یہودی کا تھا اور وہ بہت قیمت پر اس کا پانی فروخت کرتا تھا اور مسلمانوں کیلئے شدید پریشانی کا سبب تھا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ میرے آقا و مولیٰ ﷺ کی یہ خواہش ہے اور پھر اس کا عوض حوض کوثر ہے۔ ساقی کوثر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلب اقدس کی خواہش کو جلدی پورا کرتا ہوں۔ آپ اسی وقت کنواں کے مالک کے پاس گئے اور اس سے بیس ہزار اور بعض روایات میں چالیس (اور اَسی) ہزار بھی آیا ہے اس بہت بڑی رقم سے کنواں خریدتے وقت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام اقدس کی رسید کرالی اور یہ کنواں خرید لیا۔ اس پر حضور سید عالم بہت خوش ہوئے اور تعجب بھی ہوا کہ یہودی نے دیدہ دانستہ مسلمانوں کی وجہ سے اتنی زیادہ قیمت وصول کی۔ سیدنا عثمان نے عرض کیا حضور اگر وہ اس سے بھی زیادہ رقم مانگتا تو میں دے دیتا کیونکہ جس چیز پر آپ کی تمنا ہو اسے عثمان کیونکر نہ خریدے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اب حوض کوثر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ملکیت میں ہے جو جنتی کوثر سے پانی پئے گا وہ سیدنا عثمان غنی کا صدقہ ہی پئے گا۔

شہسوار عرفان دیاں منزلاں دا منزل منزل قرآن دی جوڑ دا رہیا
ہر اک منزل تے تاہیوں فرشتیاں نے تھمی ہوئی رکاب عثمان دی اے
کون کہندا اے علی عثمان اندر کوئی ویر' عناد تے دشمنی سی
جد کہ خوشی دے نال ہے آپ کیتی بیعت ابو تراب عثمان دی اے

مسجد نبوی کی توسیع کا معاملہ آیا تو حکم ہوا بلاؤ میرے عثمان کو۔ امہات المومنین کے حجروں کی وسعت کی بات ہوئی تو عثمان کی رقم کام آئی۔ حضور علیہ السلام کی دعوت کی' آپ ﷺ' حضرت عثمان کے گھر تشریف لائے اور جتنے قدم چل کر آئے ہر قدم پہ ایک ایک غلام حضرت عثمان غنی نے آزاد کیا۔

حضرت عثمان کی عاجزی اور سادگی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس قدر مالدار ہونے کے باوجود اتنی سادہ زندگی گزارتے کہ امام حسن فرماتے ہیں میں نے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ سر کے نیچے چادر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ کبھی کوئی جگا رہا تھا اور کبھی کوئی۔ میں یہ منظر دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر اس کی پیشانی پہ ذرا بل نہیں پڑا اور حضرت عثمان غنی کا نظریہ تھا کہ اگر میں بھی ان بے نیل مرام کو بھگا دوں تو میرے آقا کے یہ امتی کہاں جائیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ بہت بڑے امیر' دولت مند اور بہت سے غلاموں' لونڈیوں کے مالک ہونے کے باوجود وضو خود کرتے اور اپنے اکثر کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے۔ جب کوئی عرض کرتا کہ آپ رات کے وقت کسی خادم کو حکم فرما دیا کریں وہ خدمت بجا لائے گا چنانچہ رات ہوتی تو فرماتے غلام آرام کر رہا ہوگا۔ دن ہوتا تو فرماتے وہ شاید کسی کام میں مصروف ہوگا میں کسی کو بے آرام یا پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ (تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۲۷)

حضرت عثمان غنی کے پسندیدہ اعمال

آپ کا اپنا فرمان ہے کہ مجھے بھی حضور علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کی طرح دنیا میں تین چیزیں زیادہ پسند ہیں۔ اشباع الجیعان و کسوۃ العریان و تلاوۃ القران۔ خود بھوکا رہ کر بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہوں۔ خود پھٹے پرانے کپڑوں میں زندگی بسر کر لوں مگر دوسروں کو

Scanned with CamScanner

کپڑے پہناتا رہوں اور قرآن پاک کی تلاوت اتنی کروں کہ قرآن پڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں۔

ہوئی ہے صاحب شوکت خلافت عثمان
رہی ہے باعث راحت خلافت عثمان
مقدمات و حوادث کے حق میں تھی لاریب
نشان عدل و صداقت خلافت عثمان
مجاہدین ہوں یا بیوگان تیامیٰ ہوں
ہر اک کے حق میں تھی نعمت خلافت عثمان
امور خیر کی ہر اک شعار دینی کی
ہمیشہ کرتی اشاعت خلافت عثمان

آیت نمبر۲:

اب تک کی ساری گفتگو پہلی آیت کے حوالے سے تھی۔ آپ کی عظمت و شان کے حوالے سے دوسری آیت آیہ رضوان ہے جس کا ایمان افروز واقعہ خلاصۃً پیش کیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام بیت اللہ شریف کی زیارت کیلئے عمرے کے ارادے سے بمعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

راستہ میں مقام حدیبیہ پر ٹھہرے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش مکہ کے پاس مکہ معظمہ بھیجا اور فرمایا کہ ان سے کہنا کہ ہم کسی جنگ کی نیت سے نہیں آ رہے بلکہ صرف زیارت کعبہ کے لیے آ رہے ہیں اور مکہ کے مسلمانوں سے کہنا کہ گھبرائیں نہیں عنقریب ہم مکہ کو فتح کر لیں گے چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کا پیغام لے کر قاصد کی حیثیت سے روانہ ہو گئے اور مکہ معظمہ جا کر قریش مکہ کو آپ کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا ہم اس سال تو محمد رسول اللہ ﷺ کو مکہ نہیں آنے دیں گے۔ ہاں البتہ آپ کعبہ کا طواف کرنا چاہیں تو شوق سے کر سکتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں نبی ﷺ کے بغیر طواف کعبہ کروں یا اس کو دیکھوں بھی پھر وہاں سے مکہ کے مسلمانوں کے پاس جا کر نبی کریم ﷺ کی فتح مکہ کی پیشگوئی سنائی۔ ادھر حدیبیہ کے مقام پر صحابہ رضی اللہ عنہم میں عین اس وقت جب قریش مکہ

حضرت عثمان کو طواف کعبہ کی پیش کش کر رہے تھے، صحابہ کرام حضور کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے کہ حضرت عثمان خوش نصیب ہیں جو کہ طواف بیت اللہ کر رہے ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے صحابہ میں جانتا ہوں کہ عثمان میرے بغیر کبھی طواف نہیں کر سکتے۔ تم یہ یقین رکھو پھر جو آپ کے آنے میں کچھ دیر ہوئی تو آپ کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی کہ قریش مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس بات سے مسلمانوں کے دلوں میں کافروں سے مقابلہ کرنے کا جوش پیدا ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان زندہ ہیں ان کو ہرگز کفار نے کچھ اذیت نہیں پہنچائی۔ پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے ہاتھ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لی اور فرمایا میرے عثمان نے نہ کعبہ کا طواف کیا اور نہ عمرہ کیا۔ یہ حضرت عثمان کے عشق رسول کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ اس وقت جب مسلمانوں سے آپ نے بیعت لی تو فرمایا یہ ایک ہاتھ میرا ہے اور دوسرا عثمان کا ہے اور میں خود بھی عثمان کی طرف داری کے لیے اپنے سے بیعت کرتا ہوں۔ جب اصحاب مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان کی بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر کر لی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یا خذونھا و کان اللہ عزیزا حکیما ۔ (سورۃ الفتح)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔ اور بہت سی نعمتیں ان کو ملیں گی اور اللہ عزت والا اور حکمت والا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنہ قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان عثمان بن عفان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل مکۃ فبایع الناس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عثمان فی حاجۃ اللہ و حاجۃ رسولہ فضرب باحدی

Scanned with CamScanner

یدیہ علی الاخری فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان خیر امن ایدیھم لانفسھم .

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی فرمایا جب حضور ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم فرمایا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے سفیر بن کر مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عدم موجودگی کی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اللہ کے رسول کے کام کیلئے گیا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے ہی ایک ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کہہ کر بیعت لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ بیعت سب سے بے مثال تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ حضور ﷺ کا ہاتھ تھا اور دوسرا خدا کا ہاتھ تھا۔

باقی رہا یہ سوال کہ حضور علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حضرت عثمان کو شہید نہیں کیا گیا؟ تو اس کے ثبوت کے لیے مندرجہ ذیل حدیث کے الفاظ بغور پڑھیں۔

واخرج الترمذی عن مرۃ بن کعب قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر فتنۃ یقربھا فمر رجل مقنع فی ثوب فقال ھذا یومئذ علی الھدی فقمت الیہ فاذا ھو عثمان بن عفان فاقبلت علیہ بوجھہ فقلت ھذا قال نعم .

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے جو بالکل قریب تھا تو اتنے میں ایک آدمی کپڑے میں لپٹا ہوا گزرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔ فرماتے ہیں میں اٹھا دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے کو حضور ﷺ کی طرف کر کے پوچھا حضور ﷺ یہ ہیں؟ فرمایا ہاں یہی ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ کو نور نبوت سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی بیعت لی۔ مشرکین اس بیعت کا حال سن کر خوف زدہ ہوگئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو فوراً بھیج دیا۔

حدیث شریف میں ہے۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم شریف) اور جس درخت کے نیچے بیعت کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو ناپید کر دیا۔ آئندہ سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہر چند تلاش کیا کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔

بیعت رضوان میں خود اپنا ہاتھ
شاہ نے نائب کیا عثمان سے
ہر نبی کا خلد میں ہوگا رفیق
یہ تھا تعلق شاہ کا عثمان سے
تین چیزوں پر نبی نے تین بار
خلد کا وعدہ کیا عثمان سے

واقعۂ حدیبیہ قرآن وسنت کی روشنی میں:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بیعت رضوان کے تمام شرکاء کو اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ دو تین کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پھر گئے تھے۔ قول باطل ہے کیونکہ المومنین جمع کثرت بھی ہے اور پھر اس پر لام تعریف بھی ہے اور جہاں رضی ماضی ہے وہاں فعلم ما فی قلوبھم کی شہادت بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی کیفیت جان کر ان سے راضی ہوا ہے لہٰذا آئندہ اگر ایمان سے پھر جانے کی بات درست ہوتی تو اللہ ان پر کبھی راضی نہ ہوتا۔ پھر فانزل اللہ سکینتہ سے ان کی بیعت کی پختگی کو بیان فرما دیا گیا۔

نکتۂ محبت

فقہ کا مسئلہ ہے کہ کعبہ کو دیکھنے سے طواف واجب ہو جاتا ہے لیکن حضرت عثمان غنی نے طواف نہ کر کے بتا دیا کہ جب محبوب خدا کو ایک عبادت سے روک دیا گیا ہے تو میرے لیے وہ عبادت کرنا لازم نہیں بلکہ چھوڑ دینا لازم ہے حالانکہ جس وقت کفار مکہ حضرت عثمان کو طواف کعبہ کرنے کی پیشکش کر رہے تھے' اسی وقت حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کی بارگاہ میں عرض کر رہے تھے کہ عثمان کتنے خوش نصیب ہیں کہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے' حجر اسود کو بوسے

Scanned with CamScanner

دے رہے ہوں گے، صفا مروہ کی سعی کر رہے ہوں گے اور زمزم پی رہے ہوں گے اور آقا علیہ السلام ان کو فرما رہے تھے کہ عثمان میرے بغیر نہ طواف کعبہ کرے گا نہ حجر اسود چومے گا اور نہ ہی سعی کرے گا۔ یہی عقیدہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضور علیہ السلام کے آرام کی خاطر نماز قضا کر کے اور حضرت ابوبکر نے سانپ کے منہ میں ایڑھی ڈال کر عطا فرمایا کہ

عبادت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ حضرت عثمان شہید نہیں ہوئے

لوگ کہتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کو پتہ تھا کہ عثمان شہید نہیں ہوئے تو آپ نے ان کے خون کا بدلہ لینے کیلئے بیعت کیوں فرمائی۔ ہم کہتے ہیں اگر حضور علیہ السلام کو عثمان کے زندہ ہونے کا یقین نہ ہوتا تو حضور علیہ السلام حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کیوں فرماتے کیونکہ بیعت تو ہمیشہ زندہ ہی کی جاتی ہے نہ کہ مردہ کی۔ بیعت سے تو یہ بتانا تھا کہ میرے عثمان کا خون اتنا قیمتی ہے کہ اگر ان کو شہید کیا گیا تو چودہ سو صحابہ رضی اللہ عنہم بمعہ محبوب خدا ﷺ اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہا دیں گے۔ یعنی جو دلیل تم عدم علم پر پیش کر رہے ہو وہ تو حضور علیہ السلام کے علم پر دلالت کر رہی ہے اور اگر مردہ کی بیعت بھی کی جاتی ہے تو لگاؤ فتویٰ اللہ پر جو اس بیعت کو اپنے ذمہ کرم پہ لے رہا ہے۔ یہ فرما کر کہ انما یبایعون اللہ۔

صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کی تعظیم

کفار مکہ کا سفیر جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے عجیب منظر دیکھا کہ حضور علیہ السلام وضو کرتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مستعمل پانی اپنے ہاتھوں پہ اٹھا لیتے ہیں۔ چہروں پہ مل لیتے ہیں اور جس کو نہیں ملتا وہ دوسروں کے ہاتھ سے ہاتھ مس کر کے تبرک حاصل کرتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا لعاب مبارک اور ناک کے فضلے کے ساتھ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی سلوک تھا۔ وہ سفیر واپس جا کر کفار مکہ کو کہتا ہے کہ محمد کو ختم کرنے کا ارادہ ترک کر دو یہ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے کیونکہ میں نے بڑے بڑے محلات میں وہ نظارہ نہیں دیکھا جو محمد رسول اللہ کے خیمے میں دیکھا ہے۔ بھلا وہ لوگ جو اس (نبی علیہ السلام) کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ

اپنے نبی کا خون کیسے زمین پر گرنے دیں گے۔

یہی بات رسائل و مسائل میں جب مودودی صاحب سے کسی نے پوچھی کہ حضور علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہا تو نہیں تھا کہ میرے وضو کا پانی زمین پر نہ گرنے دو اور میرا لعاب دھن چہروں پہ مل لو تو پھر صحابہ رضی اللہ عنہم ایسا کیوں کرتے تھے (یہ تو بریلویوں والا عقیدہ ہے) جبکہ آپ کہتے ہیں اس طرح کرنا شرک کے زمرے میں آتا ہے اور پھر صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسا صحابی جب حج کیلئے مکہ جاتا تو جن جن مقامات پہ حضور علیہ السلام نے پڑاؤ کیا ہوتا۔ ان مقامات کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اور پوچھ پوچھ کر حضور کے نقش پا پہ نوافل ادا کرتا اور دنیا کو یہ پیغام دیتا کہ۔

مجھے کیا غرض تھی رکوع کی، مجھے ہوش کب تھی سجود کی
کسی نقش پا کی تلاش تھی کہ میں جھک رہا تھا نماز میں

تو مودودی صاحب سے اور تو کوئی جواب نہ بن پڑا اور کہنے لگے کہ جب کوئی شخصیت اتنے بڑے کارنامے سرانجام دیتی ہے تو ضرور اس کی محبت پیروکاروں کے دل میں بیٹھ جاتی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے کرتے تھے۔

سبحان اللہ! ہم کب کہتے ہیں کہ ہم محفل میلاد انگوٹھے چومنا اور سلام و قیام عداوت کی وجہ سے کرتے ہیں۔ ہم بھی تو یہ سب کچھ محبت کی وجہ سے کرتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب کفار قریش کا سفیر حضور علیہ السلام سے مذاکرات کر رہا تھا تو بار بار حضور علیہ السلام کی داڑھی مبارک کو چھوتا تھا اس کی یہ حرکت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق کی غیرت ایمانی نے جوش مارا اور فرمایا! امصص بظر اللات۔ جا جا کر لات کی شرمگاہ کو چوم (عرب لوگ اپنے محاوروں میں یہ الفاظ بولتے تھے اور لات کی شرم گاہ کہنا اس سے زیادہ سخت تھا کہ یوں کہا جاتا امصص بظر امك اپنی ماں کی شرمگاہ کو چاٹ) مطلب یہ تھا کہ اب اگر تو نے محبوب خدا کی پاک داڑھی کو اپنا پلید ہاتھ لگایا تو تیری خیر نہ ہوگی۔

بہرحال اس موقع پہ حضور علیہ السلام نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں کہا ھذہ ید عثمان فضرب بھا علی یدہ وقال ھذہ لعثمان۔ یہ میرے عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر

اپنا دوسرا ہاتھ اس پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی طرف سے ہے۔

نبی نے ہاتھ اپنے کو کہا یہ دست عثماں ہے
ید اللّٰہی کی عزت پائی عثماں نے پیمبر سے
یہ اس میں راز تھا مضمر کہ بیعت دست عثماں پر
سمجھ لیں مومن ایسی جیسے بیعت کی پیمبر سے

آیت نمبر۳:

من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه فمنهم من قضیٰ نحبه و منهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (الاحزاب:۲۳)

ایمان والوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے وہ وعدہ سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا۔ ان بہادروں میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں۔ (غزوۂ خندق کے شدید خطرات بھی) ان کے ارادوں کو متزلزل نہ کر سکے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان، طلحہ، سعید بن زید، امیر حمزہ اور مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے رب سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ کافروں کے خلاف جہاد کا موقع پائیں گے تو پیچھے نہ ہٹیں گے بلکہ شہادت کو ترجیح دیں گے اور انہوں نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ (خزائن العرفان)

حضرت عثمان نے خلافت کیوں نہ چھوڑی:

بعض بدباطن یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان خلافت کے بارے میں اتنے حریص تھے کہ قتل ہونا منظور کر لیا لیکن استعفیٰ نہ دیا۔ ان بدبختوں کو کیا معلوم کہ حضرت عثمان اپنے نبی سے کیا ہوا وعدہ نبھا رہے تھے ورنہ حکومت کیا چیز ہوتی ہے، ان کے قدموں میں دنیا کے حکمران منگتے بن کر آتے ہیں۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے عثمان غنی کو فرمایا

یا عثمان ان ولاك الله هذا الامر یوما فارادك المنافقون ان تخلع قمیصك الذی قمصك الله فلاتخلعه (یقول ذلك ثلث مرات) ابن ماجہ۔ صفحہ ۱۱

اے عثمان اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی دن اس کار (خلافت) کی قمیض پہنا دے اور منافق اس قمیض کو اتارنے کی کوشش کریں تو ہرگز نہ اتارنا۔ آپ نے حضرت عثمان کو تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا تو حضور علیہ السلام کے اشاروں پہ جان دینے والے بھلا اتنے تاکیدی حکم پہ نہ عمل کریں گے تو کون کرے گا؟

عزیز از جان تھا ان کو رسول اللہ کا فرمان
رہے قائم خلافت پر فدا عثمان نے کی جان

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا **یقتل هذا فیها مظلوما لعثمان**۔ (ترمذی، ص ۲۱۲، جلد ۲)

میرا عثمان ایک فتنے کے دوران ظلماً شہید کیا جائے گا اور اگر عثمان غنی کا خلافت نہ چھوڑنا حق پر مبنی نہ ہوتا تو ہمارے آقا کبھی یہ نہ فرماتے۔

لکل نبی رفیق و رفیقی یعنی فی الجنة عثمان (ابن ماجہ، ص ۱۱، ترمذی صفحہ ۲۱۰، جلد ۲)

ہر نبی کا ایک ہوتا ہے رفیق — اور میرا جنت میں عثمان ہے شفیق

دوسری حدیث میں ہے **عثمان ابن عفان ولی فی الدنیا وولی فی الآخرة**
(صواعق محرقہ، ص ۱۰۹)

عثمان دنیا و آخرت میں میرا دوست اور جگری یار ہے بلکہ حضور علیہ السلام نے واضح لفظوں میں فرمایا کہ جس فتنے میں عثمان شہید ہوگا۔ **هذا یومئذ علی الهدیٰ** (حضرت مرہ بن کعب فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں بہت قریب بتایا تو ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے پاس سے گزرا۔ حضور علیہ السلام نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔ ہم نے دیکھا تو حضرت عثمان تھے پھر ہم نے تصدیق کے طور پر حضرت عثمان کا چہرہ حضور علیہ السلام کی طرف کر کے پوچھا: یہی شخص؟ فرمایا! ہاں ہاں یہی۔

(ترمذی، ص ۲۱۱، ج ۲، ابن ماجہ ص ۱۱، مشکوٰۃ، ص ۵۵۴)

Scanned with CamScanner

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **یا عثمان انك ستبتلی بعدی فلا تقاتلن**

(نورالابصار، صفحہ ۱۷)

اے عثمان تم میرے بعد ضرور آزمائش میں ڈالے جاؤ گے لیکن تلوار نہ اٹھانا۔

حضرت عثمان نے بلوائیوں کے فتنے کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پر اصرار پیشکش کے باوجود بھی صرف اپنے نبی کے ان فرمودات کی وجہ سے اپنا خون دے دیا لیکن فرمایا مدینے کی گلیوں میں کسی اور کا خون نہ بہایا جائے تا کہ یار کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا ہو جائے۔ **الکریم اذا وعدو فی**۔ سخی جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سرکا موقع ہے او ! جانے والے

آیت نمبر ۴:

امن ھو قانت اناء الیل ساجد اوقائما یحذر الاخرۃ ویرجوا رحمۃ ربہ (زمر:۹)

بھلا جو شخص رات عبادت میں گزارتا ہے۔ کبھی سجدے میں، کبھی قیام میں آخرت سے ڈرتے ہوئے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوتے ہوئے (اس جیسا کون ہو سکتا ہے)۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ آپ تہجد کی نماز بڑی پابندی سے ادا فرماتے اور اس وقت اپنا کام بجائے کسی خادم کے خود اپنے ہاتھوں سے کرتے تا کہ خادم کی نیند خراب نہ ہو (یہ ان کا خوف خدا تھا جس کا ذکر اس آیت میں ہے) (خزائن العرفان نور العرفان)

آیت نمبر ۵:

سیذکر من یخشی ۔ ویتجنبھا الاشقی الذی یصلی النار الکبری (الاعلیٰ)

ڈرنے والا ہی نصیحت قبول کرے گا اور بڑا بدبخت وہ ہے جو نصیحت کی بات سے دور رہتا اور بچتا ہے وہ جو بڑی آگ میں ڈالا جائے گا۔

روح البیان کے مطابق یہ آیات حضرت عثمان کی تعریف اور ایک منافق کی مذمت میں

نازل ہوئیں۔

واقعہ اس طرح ہے کہ ایک انصاری نے اپنے ایک پڑوسی کی شکایت بارگاہ رسالت مآب علیہ السلام میں کی کہ اس کے صحن میں ایک درخت ہے جس کی ایک شاخ میرے گھر میں آتی ہے۔ اس سے پھل گرتا ہے تو یہ ہمارے گھر میں آ کر بڑی سختی سے پھل اٹھاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس منافق کو بلا کر فرمایا کہ یہ درخت مجھے بیچ دے (قیمت بھی لے لے اور اس کے بدلے جنت میں درخت بھی لے لے۔ اس منافق نے یہ سودا قبول کرنے سے انکار کیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بے ایمان کو پورا باغ دے کر وہ درخت خرید لیا اور اس انصاری کے حوالے کر دیا۔ اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

علاوہ ازیں **ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ** (الانبیاء)

ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل آیات بھی شانِ عثمان میں اتریں۔

(ریاض النضرہ)

اگ دوزخ دی ابدالاباد تیکر — رھسی ساڑ دی اوس مردود تائیں
رنگ خون اندر گردن پاک دتی — جھڑے خانہ خراب عثمان دی اے
سدھا پچھ رستہ کے خضر کولوں — فتویٰ لانہ پیا عثمان اتے
ذوالنورین عثمان نوں لقب ملیا — کی شان جناب عثمان دی اے

ایک حسین امتزاج:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ بنوامیہ کے چشم و چراغ تھے اور آنحضرت ﷺ بنوہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔ تاہم قریش کے ان دو عظیم خاندانوں اور قبیلوں میں امتزاج ملاحظہ ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی آنحضرت ﷺ کے قریبی عزیز تھے اور قریبی رشتہ دار تھے۔

نمبر ۱- کیونکہ آپ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جڑواں بہن تھی یوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کی حقیقی پھوپھی کے نواسے ہوئے۔ (تفصیل آگے ملاحظہ ہو)

نوری اور خاکی کی بات

ایک سوال اکثر ذہن میں گردش کرتا ہے اور دشمنان عثمان اسکو بالخصوص اچھالتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آج کا سید بھی غیر سید کو رشتہ نہیں دیتا اور تم کہتے ہو کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان کو دو بیٹیاں دے دیں۔ پھر حضور نور ہیں عثمان خاک ہیں۔ جنس ہی ایک نہیں تو رشتہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جس طرح جن اور انسان کا نہیں ہوسکتا۔ جب انسان کا نار سے نہیں ہوسکتا تو نور سے کیسے ہوسکتا ہے۔

جواباً گزارش ہے کہ حضرت عبدالمطلب (حضور علیہ السلام کے دادا جان) نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں لیکن ایک بیوی سے تین اولادیں ہوئیں' دو بچے اور ایک بچی۔ بچوں کے ناموں میں عبداللہ اور ابو طالب تھے جبکہ بچی کا نام ام حکیم بیضاء تھا۔ عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے ہوئی۔ اس جوڑے سے سید الانبیاء پیدا ہوئے اور ابو طالب کی شادی فاطمہ بنت اسد سے ہوئی اس جوڑے سے علی مشکل کشا پیدا ہوئے۔ ام حکیم کا نکاح کریز نامی شخص سے ہوا۔ اور اس جوڑے سے پھر بچی پیدا ہوئی جس کا نام اروی رکھا گیا اور اس کا نکاح عفان سے ہوا اور اس جوڑے سے کامل الحیاء والایمان حضرت عثمان بن عفان پیدا ہوئے تو حضرت عثمان نبی علیہ السلام کی بھی پھوپھی کی بیٹی کے بیٹے ہیں اور علی المرتضیٰ کی بھی پھوپھی کی بیٹی کے بیٹے ہیں۔ رشتے میں حضرت عثمان' حضرت علی کے بھی بھانجے ہیں اور نبی کریم کے بھی بھانجے ہیں۔ لہٰذا نور خاک کا مسئلہ حل ہوگیا۔ اگر نور ہے تو سب گھرانہ نور کا اور اگر خاک ہے تو پھر سارے ہی خاک ہیں کیونکہ جو نبی وعلی کے دادا ہیں وہ حضرت عثمان کے پڑنانا ہیں۔

اب باپ کی طرف آئیں تو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن عبدالشمس بن عبد مناف' محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف' علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف نہ جنس جدا ہے' نہ قومیت جدا ہے۔

کیا نہالی رشتہ معتبر نہیں ہوتا

پھر کہا جاتا ہے کہ نانکا رشتہ معتبر نہیں ہوتا کیونکہ لوگ غیر ملکی عورتوں سے بھی شادی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ نانکا رشتہ نہ ہو تو بندہ چالیس سال اعتکاف بھی بیٹھا رہے تو اولاد نہیں ہوسکتی۔ ماں

ہوگی تو بیٹا بیٹی ہوگی' بیوی ہوگی تو اولاد ہوگی۔ پھر اگر نانکا رشتہ معتبر نہیں تو بتاؤ حسن وحسین کا حضور علیہ السلام سے کون سا رشتہ ہے۔ یہ کیوں معتبر اور وہ کیوں معتبر نہیں ثابت ہوا کہ۔

ایک ہی دریا سے جاری ہیں یہ نہریں ساری

پھر اگر عثمان غیر سید ہیں اور حضور کی اولاد سید ہے اس لیے رشتہ نہیں ہوسکتا کی بات درست ہو تو سادات کرام تو نطفہ علی سے نہیں بلکہ شیر فاطمہ سے چلے ہیں کیونکہ حضرت علی کے اٹھارہ بیٹے ہیں لیکن سید صرف حسنین کریمین اور ان کی اولاد ہیں (احکام شریعت)

حضرت زینبؓ کی اولاد بھی سید نہیں حالانکہ بی بی زینبؓ خود علی وفاطمہ کی اولاد ہونے کی وجہ سے سیدہ ہیں اور اگر سیدہ کا نکاح غیر سید سے نہیں ہوسکتا تو زینب کا نکاح جس سے ہوا اس کو سید ثابت کرو کیونکہ جو سید ہیں وہ تو سگے بھائی ہیں جن سے نکاح حرام ہے۔ لازماً غیر سید سے کیا گیا اور کس نے کیا باب مدینۃ العلم نے کیا' تو علی نے ایک کا کر دیا تو ان کی ولایت میں فرق نہ آیا اور نبی نے دو کا عثمان سے کر دیا تو آپ کی نبوت میں کوئی فرق نہ آیا اور علی فرماتے ہیں بڑے بڑے نکاح کے خطبے سنے ہیں لیکن ایسا خطبہ میں نے آج تک نہیں سنا جیسا عثمان کے نکاح کا پڑھا گیا۔ جب حضور نے پڑھا لو کان عندی مائة بنات لزوجته واحدة بعد واحدة ۔ اگر میری سو بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان کے نکاح میں سو کی سو ہی دے دیتا۔

علی کے نام نہاد ملنگ مردود کا مقام نفرت بھی دیکھو اور اللہ کے سچے محبوب کا مقام محبت بھی دیکھو۔ ثابت ہوا جس کمینے کے سینے میں حب عثمان نہیں اس کے ناپاک دل میں ذرۂ ایمان نہیں۔ علی کو نبی رشتہ دے تو یہ بھی حق ہے۔ نبی کو صدیق وفاروق رشتہ دیں تو یہ بھی حق ہے۔ عمر کو علی رشتہ دے تو یہ بھی حق ہے اور عثمان کو نبی دو رشتے دے تو یہ بھی ''حق اے سچ اے کوڑے دے منہ وچ پھک اے'' اور حضرت عثمان کی روح بھی منکروں کو للکارتی رہے گی کہ

دو نبی زادیوں کا عقد ہوا ہے مجھ سے — شاہ نے عہد رفاقت بھی کیا ہے مجھ سے
خلد کو چند دفعہ بیچا گیا ہے مجھ سے — تم کو قرآنی صحیفہ بھی ملا ہے مجھ سے

مجھ سے آقا نے کہا تجھ سے اگر فتنہ گر
لینا چاہیں جو خلافت تو نہ دینا رہبر

Scanned with CamScanner

جنت میں حضرت عثمان کی شان:

حضرات القدس میں ایک حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ جنت میں ایک بجلی چمکے گی جس سے تمام جنت روشن ہو جائے گی۔ اہل جنت سوال کریں گے یہ جگہ تو بجلیاں چمکنے کی نہیں پھر یہ بجلی کیسی ہے؟ تو ان کو بتایا جائے گا ھٰذا عثمان لبس نعلیه لیذهب من حجرة الی حجرة فهذا نور نعلیه۔ یہ عثمان بن عفان ہے جو (اپنے محل کے) ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانے کے لئے جوتا تبدیل کر رہا ہے اور یہ روشنی اس کے جوتے کی ہے۔

(جلد ا صفحہ ۲۷)

ابن عدی نے مختصراً سہل بن سعد سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ہمارے سامنے ایک دن جنت کی تعریف فرمائی تو ایک بندے نے کھڑے ہو کر عرض کیا افی الجنة برق۔ کیا جنت میں بجلی ہے۔ قال نعم والذی نفسی بیده ان عثمان یتحول من منزل الی منزل فتبرق له الجنة۔ آپ نے فرمایا! ہاں اللہ کی قسم حضرت عثمان جنت میں ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف جائے گا تو جنت چمک اٹھے گی (اس طرح کی روایت تاریخ الخلفا میں حضرت علی المرتضیٰ سے بھی منقول ہے)۔

(اللآلی المصنوعہ صفحہ ۳۱۶، جلد ا، تعقبات صفحہ ۶۸، حاشیہ ۲، حضرات القدس صفحہ ۲۷)

آنکہ ہم زلف علی، شیدائے دیں، مہر مبیں
مولائے ما، بندۂ یزداں، عثمان غنی

کرامات عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ:

آپ کی بہت سی کرامات میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر ۱: ابوقلابہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ملک شام میں تھا۔ وہاں ہم نے ایک شخص کو یہ واویلا کرتے ہوئے دیکھا یا ویلاہ النار ہائے دوزخ۔ میں اس کے قریب گیا تو دیکھا کہ وہ منہ کے بل زمین پر گرا ہوا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ آنکھوں سے نابینا ہے۔ میں نے اس کے حالات معلوم کیے تو اس نے خود ہی مجھے بتایا کہ جن دنوں حضرت عثمان اپنے گھر میں شہادت سے پہلے محصور تھے تو میں نے ان کے گھر داخل ہو

کر ان کی بیوی کے چلانے پر ایک تھپڑ ان کی بیوی کو مارا تھا جس پر حضرت عثمان نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ مالك قطع الله یدیك ورجلیك و اعمی عینیك وادخلك النار۔ تو نے یہ کیا کیا، خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دے اور تجھے اندھا کر کے دوزخ میں ڈالے۔ بس حضرت عثمان نے یہ کلمات فرمائے اور مجھ پر رعشہ اور کپکپی طاری ہو گئی۔ میں وہاں سے بھاگ پڑا۔ ایک ایک کر کے ان کی بات پوری ہو گئی اب دوزخ کی انتظار میں ہوں۔

(الریاض النضرہ، ص ۱۴۳، نورالابصار، ص ۸۰)

نمبر ۲: جب بلوائیوں نے آپ کو شہید کیا تو تین دن تک مسجد کی چھت پر جنوں کے رونے اور دردوفراق میں اشعار بطور مرثیہ پڑھنے کی آوازیں آتی رہیں۔ عدی بن حاتم فرماتے ہیں۔ میں نے شہادت عثمان کے دن خود سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا (جو خود نظر نہیں آ رہا تھا) ابشر ابن عفان بروح و ریحان و برب غیر غفسان وابشر ابن عضان بغفران ورضوان۔

اے عثمان تجھے جنت کے باغات، رب کی رضا و ملاقات اور اس کی بخشش کی خوشخبری ہو۔

مرد کامل صاحب عرفان عثمان غنی
ہیں جہان عشق کے سلطان عثمان غنی

نمبر ۳: آپ کو تین دن تک بلوائیوں کے خطرے سے دفن نہ کیا گیا۔ تیسرے دن اچانک غیب سے آواز آئی۔ ادفنوہ ولا تصلوا علیه فان الله قد صلی علیه۔ ان کو دفن کرو اور صلوٰۃ نہ پڑھو کیونکہ اللہ ان پر صلوٰۃ بھیج چکا ہے۔ آپ کو دفن کیلئے جنت البقیع کی طرف لے جایا جا رہا تھا کہ ایک بہت بڑی جماعت ظاہر ہوئی قریب تھا کہ لوگ ڈر کے مارے بھاگ جاتے تا آنکہ ایک آواز آئی۔ ڈرو مت! ہم ان کے دفن میں شریک ہونے آئے ہیں۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا! یہ تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں (جیسا کہ گزر چکا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا یوم یموت عثمان یصلی علیهم ملائکة السماء۔ جس دن عثمان شہید ہو گا تو اللہ کے فرشتے اس پہ نماز پڑھیں گے، راوی کہتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یارسول الله عثمان خاصة اوالناس عامة۔ کیا یہ فضیلت خاص عثمان کی ہی ہے یا

Scanned with CamScanner

دوسرے لوگوں کی بھی قال عثمان خاصۃ۔ صرف عثمان غنی کی ہے۔ آپ نے جواب دیا)

(حضرات القدس صفحہ ٦٧، جلد ا، سیرت ذوالنورین صفحہ ٥٨٨، صفحہ ٥٨٧)

نمبر۴:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ منبر پہ جلوہ گر تھے کہ جہجاہ نے اٹھ کر آپ کا عصا مبارک پکڑا اور غصے سے توڑ دیا۔ ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس کے پاؤں میں ایسی بیماری پیدا ہوئی کہ اس کو موت سے ہمکنار ہونا پڑا۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ١٢٧)

نبی نے جس کی خبر دی بہت حدیثوں میں — تو کیوں ہو مبحث امت خلافت عثمان
کہا نبی نے کہ ہوگی خلافت صدیق — شہ عمر کی خلافت خلافت عثمان
کہا کہ خاص خلافت رہے گی تیس برس — تو اس کی سوم خلافت خلافت عثمان
کہا کہ تجھ کو پہنائے گا اک قمیص خدا — قمیص کی ہے حقیقت خلافت عثمان
کہا جناب علی نے یہ اہل شوریٰ سے — ہے میری رائے میں حکمت خلافت عثمان
باتفاق مسلمان کہتے ہیں اجمل
کہ تیسری ہے خلافت خلافت عثمان

حضرت عثمان کی ایک سو خصوصیات

١- جو نسبی لحاظ سے خلفاء ثلاثہ میں حضور علیہ السلام کے قریشی رشتہ دار تھے کیونکہ آپ کی والدہ حضور ﷺ کی پھوپھی کی لڑکی تھیں۔

٢- جن کو ایمانی دولت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ابو عبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہم سے پہلے نصیب ہوئی۔

٣- جن کو اسلام لانے سے پہلے بھی اہل مکہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

٤- حیاء و شرم اور ثروت و سخاوت جن کی ضرب المثل تھی۔

٥- جن کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح دور کفر میں نہ بت پرستی کرتے دیکھا گیا اور نہ شراب پیتے۔

٦- جو ایمان لانے کے بعد استقلال و استقامت کے اتنا پہاڑ بن گئے کہ ان کے چچا حکم بن

العاص نے جب ستون سے باندھ کر ترک اسلام کا حکم کیا تو یک لخت انکار کر دیا۔

٧- جن کو ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد دنیائے کائنات میں سب سے پہلے اہل بیت سمیت ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

٨- غزوۂ تبوک میں امداد دینے پر جن کیلئے حضور علیہ السلام نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر تین مرتبہ فرمایا۔ ''اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا''۔

٩- جنہوں نے حضور علیہ السلام کے چار دن کے فاقے کی خبر سن کر آٹے اور گندم اور چھواروں کی متعدد بوریاں اور ایک سالم بکری کا گوشت اور تین سو روپیہ نقد دربار نبوت میں بھیج دیا۔

١٠- جنہوں نے طعام کی تیاری کی تکلیف کا تصور کر کے صرف اس خدمت پر اکتفا نہ کیا بلکہ بہت سی روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت تیار کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

١١- جن کو حضور علیہ السلام کے نجی خطوط کے جوابات لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

١٢- جو عبادت کے اس قدر شناسا تھے کہ کوئی رات بغیر ختم قرآن شریف کے نہ گزرتی تھی۔

١٣- رات کو اکثر حصہ دربار کبریا میں ادائے نوافل کی صورت میں جاگتے رہنا جن کا شعار تھا۔

١٤- جو رقیق القلب اس قدر تھے کہ آنکھوں سے اکثر اوقات آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

١٥- ایام ممنوعہ کے بغیر کبھی روزے کا ناغہ نہ کیا کرتے تھے۔

١٦- جنہوں نے قحط سالی کے ایام میں ایک ہزار اونٹ غلہ کا منگوا کر فقراء مدینہ میں تقسیم کر کے رب العزت کی خوشنودی حاصل کی۔

١٧- اس سخاوت کے بدلے میں آپ کے لئے سرور کائنات ﷺ نے بہشتی حور کی خوشخبری عطا فرمائی۔ (ازالۃ الخلفاء)

١٨- غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ کی اپیل کے نتیجے میں جنہوں نے پہلی دفعہ ایک سو اونٹ دوسری دفعہ دو سو اونٹ اور تیسری دفعہ تین سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا۔

١٩- جنہوں نے فقط اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ چوتھی اپیل پر ایک ہزار اشرفیاں گھر سے لا کر

Scanned with CamScanner

خدمت میں پیش کر دیں۔

۲۰- اس امداد پر جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عثمان ؓ جو چاہیں کریں کوئی کام ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲۱- جنہوں نے نادیدہ دانستہ غلام کا کان اگر مروڑ دیا تو پھر اس کے سامنے اپنا کان پیش کر دیا تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔

۲۲- جن کے دور خلافت میں قیصر روم کا نام ونشان مٹ گیا۔

۲۳- جن کی مجاہدانہ کوششوں سے عیسائیت کا جسم بے جان ہو گیا۔

۲۴- جن کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں خراساں چوئیں، بیہق، فیروز آباد، شیراز، طوس، نیشاپور، ہرات، بلخ وغیرہ اسلام کے قبضہ میں آئے۔

۲۵- جن کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے رحمت کائنات نے فرمایا کہ اسلام کی چکی ایک دن اپنی جگہ سے ہٹ جائے گی۔ (مستدرک حاکم)

۲۶- جن کی خبر شہادت دیتے ہوئے حبیب ﷺ کبریا نے فرمایا۔ خدا کی تلوار نیام میں رہے گی۔ جب تک عثمان ؓ زندہ ہیں۔ (تاریخ الخلفاء)

۲۷- جن کو سرور کائنات ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق قرار دیا۔ (ترمذی)

۲۸- جن کو حضور علیہ السلام کی دوہری دامادی کا شرف حاصل ہوا۔

(نہج البلاغہ، ۱۸۴، حیات القلوب، ج ۱۹۷، جلد ۲)

۲۹- جن کے دست حق پرست کو سرور کائنات ﷺ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ (ترمذی)

۳۰- جن کی انتظار میں صحابۂ کرام ؓ سمیت فخر دو عالم ﷺ بیقرار نظر آئے۔

(غزوات حیدری)

۳۱- جن کی حیاء وشرم کا اقرار احمد مختار نے فرمایا۔ (مشکوۃ شریف)

۳۲- جن کی طبیعت میں نرمی فطری طور پر رکھی گئی تھی۔

۳۳- جنہوں نے سبائی شرارت کے باوجود امر خلافت کسی کے سپرد نہ کیا۔ (تاریخ اسلام)

۳۴- جن کو خبر شہادت حبیب کبریا ﷺ نے زندگی میں سنادی۔

۳۵- جن کے متعلق جبل اُحد پر چڑھ کر فرمایا ”اے احد تجھ پر، نبی، صدیق دو شہید سوار ہیں۔“ (مشکوۃ شریف)

۳۶- جن کے حق میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ عثمان ؓ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

۳۷- جنہوں نے عمال کی بدانتظامیوں کے حالات سن کر عمال کو حق پر عمل کرنے کی شدت سے تلقین کی۔

۳۸- جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ میں کھڑے ہو کر پبلک کے سامنے عذر خواہی کے بعد اہل مدینہ کے مشورے سے اکابر صحابہ ؓ پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمشن مقرر فرمایا۔

۳۹- جو ذی النورین کے لقب سے چار دانگ عالم میں مشہور ہوئے (نہج البلاغہ، صفحہ ۸۴، جلد ۲)

۴۰- جن کے علم وفضل کا اقرار سیدنا علی ؓ نے کیا۔ (نہج البلاغہ، صفحہ ۸۳، جلد ۲)

۴۱- جن کے در دولت پر سیدنا علی ؓ لوگوں کے وکیل بن کر آئے اور بڑے مؤدب الفاظ استعمال فرمائے۔ (نہج البلاغہ، صفحہ ۸۳، ج ۲)

۴۲- جنہوں نے دنیا کے اندر قرآن کریم کی نشر واشاعت فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔ حتیٰ کہ جامع القرآن کے لقب سے ملقب ہوئے۔

۴۳- جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے باوجود مدینہ مقدسہ کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہونے دیا۔

۴۴- جنہوں نے نظام خلافت کے تشنہ تکمیل گوشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

۴۵- جنہوں نے ایران، خراسان، آرمینیہ، آذربائیجان، مصر، سکندریہ کی بغاوتوں کا استیصال کر دیا۔

۴۶- جن کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود سندھ اور کابل سے لے کر یورپ کی سرحد تک وسیع ہو گئیں۔

۴۷- جن کے دور خلافت میں سپاہیوں کی تنخواہوں میں ایک ایک سو روپیہ کا اضافہ ہوا۔

۴۸- جنہوں نے نئے مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں قائم فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

۴۹- جنہوں نے چراگاہوں میں مویشیوں کے لیے چشمے کھدوائے۔

۵۰- جنہوں نے دفاتر کیلئے وسیع عمارتیں بنوائیں۔

۵۱- جنہوں نے رعایا کی آسائش کیلئے سڑکیں‘ پل اور مسافر خانے بنوائے۔

۵۲- جنہوں نے مدینہ اور نجد کی راہ میں ایک سرائے تعمیر کرائی اور اس کے متعلق ایک بازار بسایا۔

۵۳- جنہوں نے ایک راستے پر میٹھے پانی کا کنواں کھدوایا۔

۵۴- بیر سائب‘ بیر عامر اور بیر عریس جن کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

۵۵- جنہوں نے سیلاب کے خطرے کو دور کرنے کی خاطر مدینے سے تھوڑے فاصلے پر بند تعمیر کرایا۔

۵۶- جنہوں نے نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف موڑ دیا۔

۵۷- جنہوں نے مسجد نبوی ﷺ کی توسیع فرما کر مسجد کو ایک حسین و جمیل عمارت میں تبدیل کر دیا۔

۵۸- جن کے زمانہ اقدس سے پہلے اگر مسجد نبوی ﷺ کا طول ایک سو چالیس گز اور عرض ایک سو بیس گز تھا تو آپ نے طول میں بیس گز اور عرض میں تیس گز کا اضافہ فرمایا۔

۵۹- جنہوں نے التباس اور اختلاط کے خوف سے حفاظت قرآن کے پیش نظر قرآن کے اندر تفسیری نوٹوں کو کھرچ دیا تا کہ قرآن تحریف سے قیامت تک کیلئے محفوظ ہو جائے۔

۶۰- جنہوں نے مساجد کی آبادی کیلئے تنخواہ دار موذن مقرر فرمائے۔

۶۱- جنہوں نے زمانہ نبوی ﷺ میں کتابت قرآن کا کام کیا تو زمانہ خلافت میں تقریر و خلافت کا کام کیا۔

۶۲- مذہبی علوم میں جو سباق الغایات تھے۔

۶۳- جو ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔

۶۴- جو روایت احادیث میں بڑے محتاط تھے۔

۶۵- صحابہ کرام ؓ میں جن کا مجتہد فیہا مسئلہ قابل استناد سمجھا جاتا تھا۔

۶۶- جن کو علم میراث میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

۶۷- جو اپنے زمانہ میں میراث کے بڑے بڑے مشکل مسئلے حل فرمایا کرتے تھے۔

۶۸- لاکھوں روپے کے مالک ہونے کے باوجود جن کا دامن تمول کے برے نتائج سے آلودہ نہ ہوا۔

۶۹- خشیت الٰہی کا اثر جن کے قلب پر اتنا تھا کہ آپ کا دل ہمیشہ خوف خدا سے معمور رہتا تھا۔

۷۰- جن کا گزر اگر قبر پر ہو جاتا تو بے اختیار رونے لگ جاتے تھے اور داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔

۷۱- جن کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میری چالیس لڑکیاں ہوتیں تو عثمان ؓ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دے دیتا۔

۷۲- جو حضور علیہ السلام کی تھوڑی سی تکلیف دیکھ کر بیقرار ہو جاتے تھے۔

۷۳- جو حضور علیہ العلام کے چہرے اور پیشانی کو دیکھ کر آپ کا طبعی مقتضاء معلوم کر لیتے تھے۔

۷۴- جو اہل بیت کا فاقہ نہ سہہ سکتے تھے۔

۷۵- جنہوں نے اس ہاتھ کو ساری عمر میں پلیدی کے قریب نہ جانے دیا جس ہاتھ سے حضور ﷺ سے بیعت کی تھی۔

۷۶- جن کے مبارک نام پر سیدنا علی ؓ نے اپنے دو صاحبزادوں کا نام عثمان اصغر‘ عثمان اکبر رکھا۔ (ابن سعد جلد ۳‘ منتہی الآمال)

۷۷- جنہوں نے دس لاکھ اشرفیاں راہ خدا میں وقف کر دیں۔ (ابن سعد)

۷۸- جن کے پیش نظر ہر وقت فرمان رسول ﷺ مقبول رہتا تھا۔

۷۹- جن کو جنگ بدر میں حاضر نہ ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام نے بدریوں کا ثواب و فضائل و حصہ عنایت فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

۸۰- سینکڑوں بیواؤں اور یتیموں‘ اپنے غریب رشتہ داروں کو پالنا جن کا دستور العمل تھا۔

۸۱- جنہوں نے چشم دید گواہ نہ مل سکنے کی وجہ سے مردان کو پبلک کے سپرد نہ کیا۔

Scanned with CamScanner

۸۲- جنہوں نے دفعہ شبہات کیلئے حلفیہ بیان دینے سے بھی انکار کر دیا۔

۸۳- ہر جمعہ ایک غلام آزاد کرنا جن کا شعار تھا۔

۸۴- جو حلم وعفو کے پیکر تھے۔

۸۵- جو گستاخی کرنے والے کو منہ پر شرمسار نہ کرتے تھے۔

۸۶- جو لونڈیاں اور متعدد غلاموں کے باوجود اپنا کام خود کرتے تھے۔

۸۷- جنہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضور ﷺ کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے طواف ترک کر دیا۔

۸۸- جن کے اس فعل کی غیبی خبر حدیبیہ میں سرور کائنات ﷺ نے دی۔

۸۹- جن کے اس فعل کی خبر کو ندامت لاحق ہوئی۔

۹۰- جو نماز تہجد کیلئے پانی خود لے کر وضو فرماتے تھے۔

۹۱- جن کی رات ذکر الٰہی میں کٹتی تھی تو دن امور خلافت میں۔

۹۲- جو خلافت سے پہلے اور اپنے دور خلافت میں غیر معمولی ثروت کی وجہ سے غنی کے نام سے مشہور کر دیئے گئے۔

۹۳- جو اچھے لباس کی موجودگی کے باوجود معمولی کپڑے پہننے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

۹۴- جنہوں نے بلوائیوں کے حملے کے وقت متعدد مشوروں کے باوجود مدینہ منورہ کو چھوڑنا گوارہ نہ کیا۔

۹۵- جو ایام اسیری میں بھی روزہ دار تھے۔

۹۶- جنہوں نے مقید ہونے کے باوجود تلاوت کلام الٰہی کو نہ چھوڑا۔

۹۷- جنہوں نے بے حد اصرار پر مدینہ منورہ کو خون سے ملوث نہ ہونے دیا۔

۹۸- جن کے دروازے پر پہرہ داری کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔

۹۹- جنہوں نے محمد ابن ابی بکر کو سیدنا ابی بکر سے اپنے تعلقات جتلا کر قتل کا مرتکب نہ ہونے دیا۔

۱۰۰- جنہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا اور جن کے خون شہادت کے سرخ چھینٹے آج تک فیکفیکھم اللہ پر موجود ہیں۔ (پ ا رکوع آخری)

شہادت حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

نازش محبوب خالق، فخر اصحاب رسول
زینت دیں کاتب قرآن عثمان غنی
آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلام پر
احد و مروہ و صفاء فاران عثمان غنی
ان کا پاکیزہ لہو اوراق قرآں پر گرا
راہ حق میں ہو گئے قربان عثمان غنی
ہائے مظلوم و شہید خنجر جورو جفا
اہل تسلیم و رضا کی آن عثمان غنی

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرح بڑی المناک ہے لیکن حضرت امام حسین، حضرت عثمان غنی کی طرح حکمران نہ تھے بلکہ ہزار عظمت کے باوجود بھی عوام میں سے تھے اور ہزار خرابیوں کے باوجود یزید پھر بھی حکمران تھا اور عموماً حکمران عوام الناس پر ظلم کرتے رہتے ہیں۔ پھر یزید جیسا حکمران بھلا کیوں نہ ظلم کرے گا اور اس کے ظلم سے ہی امام حسین کی شان صبر و رضا کو ظاہر ہونا تھا جبکہ عثمان غنی خود حاکم وقت تھے اور اتنی بڑی حکومت کا فرمان روا ہو کر ایسے ظلم کا نشانہ بنا کہ اگر کربلا میں امام حسین کا تین دن پانی بند ہوا تو مدینہ شہر میں حضرت عثمان کا چالیس دن پانی بند رہا مگر صبر و رضا کے اس پیکر نے سب کچھ برداشت کیا اور مدینہ شریف کے تقدس کو پامال نہیں ہونے دیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ امام حسین کی شہادت پورا مہینہ بیان کی جائے اور عثمان غنی کی شہادت کا دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہیں ہوتی۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ شہادت حسین کا اتنا چرچا نہ کیا جائے۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اپنے اہل سنت بھائیوں سے کہ شہادت عثمان کے بارے میں اتنی بے اعتنائی نہ برتی جائے۔ نہ ہی ان نفوس قدسیہ کا مقابلہ کرانا میرا

Scanned with CamScanner

مقصود ہے۔اس سلسلہ میں بغیر کسی فریق کی شان میں کمی کے ارادے سے صرف حقیقت واقعی کے طور پر شہادت عثمان وحسین ؓ کا ایک تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمائیں۔

شہادت عثمان وحسین ؓ کا ایک تقابلی جائزہ:

(۱) مخبر صادق ﷺ نے حضرت امام حسین ؓ کی شہادت کی پہلے خبر دی۔	(۱) حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت کی بھی پہلے خبر دی۔
(۲) حضرت امام حسین ؓ کو بھی اپنی شہادت کا یقین تھا۔	(۲) حضرت عثمان غنی ؓ کو بھی اپنی شہادت کا یقین تھا۔
(۳) حضرت امام حسین ؓ حضور ﷺ کے نواسے تھے۔	(۳) حضرت عثمان غنی ؓ حضور ﷺ کے بھانجے اور دوہرے داماد تھے۔
(۴) حضرت امام حسین ؓ پر تین دن پانی بند رہا۔	(۴) حضرت عثمان غنی ؓ پر چالیس/پچاس دن پانی بند رہا۔
(۵) حضرت امام حسین ؓ کا اپنا ذاتی پانی نہ تھا۔	(۵) حضرت عثمان ؓ کا پانی اپنا زرخرید تھا۔
(۶) حضرت امام حسین ؓ جنگل میں تھے۔	(۶) حضرت عثمان ؓ مدینہ مصطفی ﷺ میں تھے۔
(۷) حضرت امام حسین ؓ خلیفہ یا حاکم نہ تھے۔	(۷) حضرت عثمان ؓ خلیفہ رسول ﷺ تھے با اختیار تھے۔
(۸) حضرت امام حسین ؓ نے فرمایا مجھے واپس جانے دو یا یزید سے ملا دو۔	(۸) حضرت عثمان ؓ کو کہا گیا کہ آپ ؓ مکہ چلے جائیں یا شام میں آپ ؓ نے انکار کیا کہ میں مدینہ نہیں چھوڑ سکتا۔
(۹) حضرت امام حسین ؓ کی جماعت کے ہر فرد نے مقابلہ کیا کئی بندے قتل ہوئے۔	(۹) حضرت عثمان ؓ نے نہ کوئی قتل کیا نہ اجازت دی۔

(۱۰) حضرت امام حسین ؓ نے آخر وقت تک مقابلہ کیا اور کئی آدمی تہہ تیغ کیے۔	(۱۰) حضرت عثمان ؓ نے قاتل کا ہاتھ تک نہ روکا۔
(۱۱) حضرت امام حسین ؓ نماز باجماعت پڑھتے رہے۔	(۱۱) حضرت عثمان ؓ کو نماز باجماعت مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔
(۱۲) حضرت امام حسین ؓ کو حضور ﷺ کربلا میں خواب میں ملے اور صبر کی دعا کی۔	(۱۲) حضرت عثمان ؓ کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔فرمایا آپ کی افطاری آج ہمارے ساتھ ہوگی۔
(۱۳) حضرت امام حسین ؓ کا خون زمین پر گرا اور ان کی شہادت کی گواہی کربلا کی ریت کے ذرے دیں گے۔	(۱۳) حضرت عثمان ؓ کا خون قرآن پر گرا اور ان کی شہادت کی گواہی قرآن کے حروف دیں گے۔

۱۴- ان کو بھی ظلماً شہید کیا گیا۔ان کو بھی ظلماً شہید کیا گیا۔ان کی مظلومیت کی گواہی بھی حضور نے دی اور ان کی مظلومیت کی گواہی بھی حضور نے دی۔

۱۵- امام حسین کی شہادت کا اعلان حضور نے زمین پہ کیا اور عثمان غنی کی شہادت کا اعلان حضور نے پہاڑ کی چوٹی پہ چڑھ کر فرمایا جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ثابت ہے۔

☆ بخاری شریف ص ۵۲۳ ج ا پر حضرت قتادہ ؓ سے روایت ہے کہ **صعد النبی ﷺ احدا ومعه ابو بکر و عمر و عثمان فرجف فقال اسكن احد اظنه ضربه برجله فليس عليك الا نبي و صديق و شهيدان** ۔

☆ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان ؓ بھی تھے۔پس پہاڑ (رعب رسالت اور جلال نبوت سے یا اپنی قسمت پہ نازاں ہوکر، حضور علیہ السلام کے قدوم میمنت لزوم کا بوسہ لے کر کانپنے لگا یا وجد میں آکر) حرکت کرنے لگا۔(راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے حضور علیہ السلام نے اپنے قدم مبارک کے ساتھ پہاڑ پہ ٹھوکر ماری اور فرمایا (رک جا) تیرے اوپر ایک اللہ کا نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

Scanned with CamScanner

ثلاثہ صحابہ کے حق میں کہا
نبی نے احد پر یہ قول سدید
ابو بکر صدیق ہیں بالیقیں
عمر اور عثماں ہیں دونوں شہید

(پیر غلام دستگیر نامی علیہ الرحمۃ)

☆ **عن زید بن ثابت قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مربی عثمان و عندی ملک من الملائکۃ فقال شہید یقتلہ قومہ انا نستحی منہ** (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۹)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میرے پاس سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ گزرے تو میرے پاس ایک فرشتہ فرشتوں میں سے موجود تھا اس نے کہا کہ یہ شہید ہے اس کو قوم شہید کرے گی جبکہ ہم اس کا حیاء کرتے ہیں۔

اندازہ لگائیں وسعت علم مصطفیٰ علیہ السلام اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہرت شہادت کا ایک ایسی ہی حدیث شریف ہے۔

فی الشفاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یقتل عثمان وھو یقرأ فی المصحف وان اللہ عسی ان یلبسہ قمیصا وانھم یریدون خلعہ وانہ یسیل دمہ علی قولہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم ۔

(صواعق)

شفا شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ جب وہ شہید ہوں گے تو تلاوت قرآن پاک کر رہے ہوں گے اور جو (خلافت کی) قمیص اللہ تعالیٰ ان کو پہنائے گا لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں گے اور بوقت شہادت ان کا خون فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم کی آیہ قرآنی پہ گرے گا۔

نبی غیب دان سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان کہ عثمان شہید ہوں گے اور پھر

فرمایا کہ ظلم وستم کی انتہا ہوگی اور اے میرے عثمان اس وقت صبر کا دامن مضبوطی سے تھام رکھنا اور ان مظالم کو برداشت کرنا۔ اس فرمان میں خبر غیب اور نصیحت کا کتنا حسین امتزاج ہے۔

کس قدر ظلم و جفا ان کا سہا عثمان نے — بھوک اور پیاس کی شدت کو چکھا عثمان نے
جان دی، اپنا کیا وعدہ وفا عثمان نے — ماشاء اللہ عجب صبر کیا عثمان نے
لیکن آپس کی لڑائی کو گوارا نہ کیا — بال بیکا بھی کسی مسلم کا ہونے نہ دیا

شہادت کی تفصیلات

اب اس ظلم وستم کا وقت بالکل عملی شکل میں آ گیا ہے۔ ایک طرف فرمان نبوت کا نظارہ دیکھ رہے ہیں اور دوسری طرف اس کا نقشہ سر پر آیا ہوا ہے کہ ابن سبا یہودی کی سازش اور مروان کی شرارت سے اہل مصر و اہل کوفہ حضرت عثمان ذوالنورین خلیفۃ اللہ فی الارض کے بے گناہ خون سے ہاتھ رنگے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں بلوہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کو محاصرہ کر کے جمع ہو گئے۔ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمع ہو کر عرض کیا یا امیر المومنین آپ ہمیں لڑائی کا حکم دیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر دیں تاکہ وہ بھی فوج روانہ کر دیں اور ہم ان کو مار ڈالیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ میرے لیے کسی مسلمان کا ایک قطرہ خون نہ بہانا میں قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دوں گا اور نہ ہی مدینۃ الرسول کو خونریزی کا میدان بنانا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ یہاں سے تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا دوستو میں ساری عمر مدینۃ الرسول میں رہا ہوں اور اب موت کے وقت آغوش رحمت دو عالم ﷺ چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں اس لیے میری موت و شہادت بھی مدینۃ الرسول میں ہوگی۔ یہاں تک کہ بلوائیوں نے آپ کے مکان میں سب کا آنا جانا بند کر دیا اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز کیلئے مسجد میں بھی نہ جانے دیا اور آپ کا پانی بند کر دیا اور جو کچھ گھر میں تھا سب کچھ کھانے کا سامان ختم ہو گیا اور سب گھر والے پانی کو ترسنے لگے جب سات روز یوں ہی گزر گئے اور کسی کو ایک قطرہ بھی پانی نہ ملا تو آپ نے اپنے مکان کی کھڑکی سے سرانور باہر نکال کر آواز دی کہ یہاں پر علی یا سعد ہیں کوئی جواب نہ ملا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! روم و فارس کے بادشاہ بھی اگر کسی کو قید کرتے ہیں تو قیدی کو دانہ پانی ضرور دیتے

Scanned with CamScanner

ہیں میں ایسا کون سا گناہ کر بیٹھا ہوں کہ تم پینے کو پانی بھی نہیں دیتے۔ ہے کوئی جو حوض کوثر کے پانی کے بدلہ مجھے ایک پانی کا پیالہ دے لیکن ان کو حوض کوثر کی کیا پرواہ جن کو خلیفہ رسول کی عزت کا کچھ پاس نہ رہا۔

شاہ عثمان کو بے رحموں نے جاتے ہی وہاں | اپنی تلواروں کی دھاروں کا بنا ڈالا نشاں
جسم نازک کی رگ و پے سے ہوا خون رواں | آن کی آن میں رخصت ہوئی عثمان کی جاں
آئے تھے جیسے اس راہ کو بھاگے قاتل
پاسباں سب رہے اس کید عدو سے غافل

یہی وہ خطرات اور قریب کا فتنۂ عظیم تھا کہ حضور علیہ السلام نے متعدد احادیث میں کئی سال پہلے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے بڑے واضح انداز میں آگاہ فرما دیا تھا۔

حضرت عثمان کا بلوائیوں کے سامنے دردناک خطبہ:

جب یہ صورتحال شدت اختیار کر گئی تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی بالائی منزل کی کھڑکی سے سر مبارک نکال کر باغیوں کو چند پچھلی باتیں یاد کرائیں۔ ہوسکتا ہے کہ ان پر کچھ اثر ہو جائے۔ ایسا ہوگا تو نہیں لیکن اتمام حجت کیلئے ضروری ہے پہلی بات آپ نے یہ فرمائی:

انشدكم الله والاسلام تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة وليس بها مآء يستعذب سوى بير رومه فقال من يشترى رومة يجعل دلوه مع دلاء المسلمين ...... الى ان قال وانتم اليوم تمنعونى ان اشرب منها حتى اشرب من مآء البحر

میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہاں سوائے رومہ کنواں کے میٹھا پانی نہ تھا تو آپ نے فرمایا کون ہے جو اس میٹھے کنویں کو خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کر دے اور فرمایا کون ہے جو اس کنویں کو خرید کر جنت کا مالک بن جائے یعنی اس کنویں کا عوض جنت ہوگا تو میں نے اسی وقت اپنے ذاتی مال سے اس کو خرید لیا اور آج

تم ہی مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو اور میں سمندر جیسا کھارا پانی پی رہا ہوں کیا تمہیں یاد ہے سب نے کہا ہاں۔ **فقالوا نعم۔**

اسی ضمن میں مندرجہ ذیل اشعار سے بھی چند گزشتہ و آئندہ واقعات کی طرف اشارہ ملاحظہ ہوتا کہ اختصار کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور واقعات بھی بیان ہوتے جائیں۔

مسجد طیبہ مسلمانوں پہ جب تنگ ہوئی | فکر سب کو تھی کہ وسعت ضروری اس کی
اک زمیں حضرت عثمان نے مسجد کو وہ دی | دس ہزار اس کے درم دے کے جو حاصل کی تھی
مالک خلد نے فرمایا کہ عثمان غنی | اجر میں اس کے تجھے کر دیا جنت کا ولی
جس نے کی خانۂ کعبہ کی بنا میں وسعت | جس نے کی مسجد طیبہ کی بنا میں جدت
جس نے کی پہلی اذاں جمعہ کی اپنی سنت | جس نے قربان کی اسلام پہ عزت دولت
آہ وہ آج ہے چشمان عدو میں مقہور | آہ وہ آج ہے مظلوم مکان میں محصور
نہ خبر کیسے علی کو یہ خبر پہنچ گئی | آپ نے حکم کیا پانی بھرا جائے ابھی
تین مشکیں اسی دم پہنچیں سوئے بیت غنی | حسب حکم ان کو لیے جاتے تھے خدام علی
حملہ آور ہوئے باغی انہیں مجروح کیا
بیت عثمان میں اس پانی کو جانے نہ دیا

پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں مجھے بتاؤ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد نبوی نمازیوں پر تنگ ہوگئی تو حضور نے فرمایا فلاں کی رہائش جو مسجد سے متصل ہے کون خریدے گا اور اس کو مسجد میں شامل کرے گا۔

هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشترى بقعة ال فلان فيزيدها فى المسجد بخير له منها فى الجنة فاشتريتها

تا کہ مسجد کو بڑھایا جائے اور اس کو اس کے عوض بہترین جنت ملے گی تو میں نے وہ مکانات خرید کر مسجد نبوی کو وسیع کرایا اور آج اسی مسجد میں تم مجھے دو رکعت نماز ادا نہیں کرنے دے رہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں نے جیش

Scanned with CamScanner

من مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اصلی رکعتین......

العسرہ میں کثیر رقم خرچ کی وہ بولے بالکل ٹھیک ہے۔فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ حضور ﷺ جب جبل ثبیر پر تشریف فرما ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور پہاڑ حرکت میں آ گیا' اس کی چٹانیں گرنے لگیں تو حضور ﷺ نے اپنے قدم کی ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا اے ثبیر! ٹھہر جا تجھ پر ایک اللہ کا نبی ہے' ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں تو بولے بالکل ٹھیک ہے پھر ایک نعرۂ تکبیر بلند کیا فرمایا تم گواہ ہو جاؤ رب کعبہ کی قسم میں شہید ہوں' میں شہید ہوں' میں شہید ہوں' تین دفعہ فرمایا۔

آپ نے فرمایا: کیا تم میں حضرت علی موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا نہیں ہیں۔فرمایا سعد ہیں؟ نہیں ہیں۔فرمایا کوئی ہے جو جا کر حضرت علی کو کہے کہ آ کر مجھے پانی پلا جائیں چنانچہ جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی تو فوراً آپ نے تین عدد مشک پانی کی بھجوائیں مگر وہ آپ تک نہ پہنچ سکیں۔بلوائیوں نے مشک اٹھانے والے کو زخمی کر دیا اور پانی چھین لیا۔

شدت پیاس سے عثمان جو بے تاب ہوئے
چڑھ گئے چھت پہ اور ان ظالموں سے کہنے لگے
کیا علی تم میں ہیں؟ بولے نہیں دیکھے ہم نے
پوچھا کیا سعد ہیں؟ بولے کہ نہیں وہ آئے
بعد سکتہ یہ کہا' کوئی علی سے کہہ دے
حلق تر کرنے کو پانی وہ ہمیں پہنچا دے

اس وقت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ شاید لوگ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہیں۔آپ نے اپنے دونوں شہزادوں یعنی حضرت امام عالی مقام امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو تلواریں دے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بطور محافظ بھیجا اور سخت تاکید فرمائی کہ آپ کے دروازے پر چوکس اور باخبر ہو کر کھڑے رہنا کسی کو اندر داخل نہ ہونے دینا۔اس طرح حضرت زبیر اور حضرت طلحہ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنے اپنے بیٹوں کو اس کام پر مامور فرمایا اور تمام حضرات نے اپنے اپنے بیٹوں کو سختی سے تاکید کی کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ہر طرح حفاظت و نگرانی کریں۔

(تاریخ الخلفاء' ص ۱۲۲' صواعق محرقہ' صفحہ ۱۱۵' الریاض النضرہ' جلد دوم' صفحہ ۱۶۴)

پیکر صبر و رضا

سیدنا امام عالی مقام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے وہاں کے حالات دیکھ کر انتہائی افسوس کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ آپ ہمیں اجازت دیں تو تنہا میں ان تمام لوگوں کو تلوار سے دفع کروں گا اور منتشر کر دوں گا۔

مگر حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھائی کے بیٹے واپس چلو اور اطمینان و سکون سے گھر میں بیٹھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کوئی حکم صادر کرے۔اللہ تعالیٰ کوئی بہتر حل پیدا فرما دے کیونکہ مجھے مسلمانوں کا خون سخت ناپسند ہے۔اس طرح آپ کے بعض غلاموں نے آپ کی مدد کیلئے ہتھیار اٹھائے اور مسلح ہوئے کہ آپ کی مدد کریں اور امیر المومنین کے دشمنوں کو پسپا کر دیں تو آپ نے فرمایا جو میرا غلام ہتھیار نہیں اٹھائے گا وہ آزاد ہے۔ان کو اس انداز سے روک دیا گیا۔یہ ہے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا صبر و رضا۔

(کشف المحجوب' صفحہ ۸۷' باب ہفتم)

امام حسن رضی اللہ عنہ اور آپ کے غلاموں کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ان بلوائیوں کے ساتھ جنگ کریں کیونکہ آپ کے حمایتیوں اور معاونین اور خدام کی کثرت ہے اور اگر آپ یہ بات بالکل گوارہ نہیں فرماتے تو آپ مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں۔یہ لوگ آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے اور نہ آپ کا پیچھا کر سکیں گے اور اگر مکہ جانا مناسب

Scanned with CamScanner

معلوم نہ ہو تو شام کو تشریف لے جائیں وہاں حضرت امیر معاویہ ؓ مضبوط ترین شخصیت ہیں۔ یہ لوگ ادھر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

آپ ؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کے اس سوال کا جواب یوں عطاء فرمایا کہ مکہ اس لئے نہیں جاتا کہ میں نے سرور کون ومکاں ہادی دو جہاں ﷺ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ایک قریش مدفون ہوگا جس پر تمام جہان کا نصف عذاب ہوگا۔

اور نہ ہی میں مسلمان سے جنگ کر سکتا ہوں مجھے امت مسلمہ اور امت مصطفی ﷺ میں خونریزی ناپسند ہے اور نہ ہی میں شام میں جا سکتا ہوں کیونکہ میں سلطان مدینہ سرورِ قلب وسینہ ﷺ کے قرب وجوارِ رحمت کے چھوڑنے کی تاب نہ رکھتا ہوں۔

(صواعق محرقہ ص ۱۰۹ الریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۶۹)

حضرت عبداللہ بن سلام ؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت امیر المومنین ؓ محاصرہ میں تھے تو میں آپ کے پاس سلام پیش کرنے کی خاطر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ مرحبا اے بھائی میں نے حضور ﷺ کی ذات اقدس کو اسی گلی میں دیکھا ہے اور فرماتے تھے۔

اے عثمان ؓ لوگوں نے تیرا محاصرہ کر رکھا ہے۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے میرے لئے ایک ڈول لٹکایا جس میں پانی تھا میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو روزہ ہمارے ہاں افطار کرو تو میں نے حضور ﷺ کی ذات والا صفات کی دوسری بات کو پسند کر لیا ہے کہ ساقی حوض کوثر شافع محشر ﷺ کے حضور روزہ افطار کروں۔ (نور الابصار صفحہ ۸۵)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی ؓ نے بالاخانہ پر کھڑے ہو کر کئی بار بلوائیوں کو اپنی خدمات دینیہ بتائیں مگر ان پر کچھ اثر نہ ہوا اور وہ دیوار پھلانگ کر اندر آ گئے۔ محمد بن ابوبکر نے آگے بڑھ کر آپ کی داڑھی مبارک پکڑ لی اور سیدنا عثمان ؓ کی داڑھی مبارک کی توہین کی۔ آپ نے تلاوت قرآن فرماتے ہوئے فرمایا' ارے ظالم! کاش اگر آج تیرا باپ تیری اس حرکت کو دیکھتا تو تجھے قتل کر دیتا۔ یہ سنتے ہی محمد ابن ابوبکر استغفار کہتے کہتے بھاگ گیا۔ پھر اس کے بعد قتیرہ' سودان بن حمران اور غافقی نے یکبارگی حملہ کر دیا۔ غافقی نے لوہے کی سلاخ سیدنا

عثمان ؓ کے سر مبارک پر اس زور سے ماری کہ حضرت کے سر سے خون کی دھاریں جاری ہو گئیں۔ چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک خون سے تر ہو گئی اور خون کی دھاریں قرآن پاک جو کھلا ہوا تھا اس آیت پر جا کر پڑیں۔ فسیکفیکھم اللہ وھو السمع العلیم۔ مومنین کیلئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ قرآن پاک جس پر سیدنا عثمان کے خون کی دھاریں پڑی تھیں تاشقند لائبریری میں موجود تھا۔ جب صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم ومغفور وہاں دورہ پر گئے تو وہاں سے یہ تحفہ لے کر آئے۔ پھر یہ قرآن عزیز راولپنڈی مسلم لیگ کے دفتر میں مسلمانوں کی زیارت کیلئے رکھا گیا خوش نصیب ہیں جن کو وہ قرآن ملا جو سیدنا عثمان کے ہاتھوں سے لکھا ہوا تھا اور اس پر خون کی دھاریں تھیں اس کو بوسہ دینے اور شرف زیارت کا موقع ملا اور یہ عظیم تحفہ لے کر آئے۔ (شہادت نواسۂ سید الابرار)

اس کے بعد ظالم سودان بن حمران نے میان سے تلوار نکالی اور قتیرہ کے حوالے کی۔ قتیرہ نے تلوار کا جب وار کیا تو سیدہ حضرت نائلہ ؓ (زوجۂ عثمانِ غنی) نے تلوار کے وار کو اپنے ہاتھ بڑھا کر روکا۔ سیدہ نائلہ کے ہاتھ پر تلوار لگی اور آپ کی دو انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔

اگر آپ چاہتے تو اس دوران بھی دشمن کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن صبر کیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر ظالم سودان بن حمران نے جلدی سے تلوار پکڑی اور حضرت سیدنا عثمان ابن عفان ؓ پر حملہ کیا۔ مدینہ طیبہ میں سیدنا عثمان ابن عفان جامع القرآن' کامل الحیاء والایمان ادھر نماز عصر ختم ہوئی اور ادھر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاص تشریق کے ایام میں ذی الحجہ کی سن تھا پینتیسواں عثمان نے شہادت پائی
عمر پاک آپ کی اس وقت بیاسی کی تھی اور خلافت بھی رہی بارہ برس تک ان کی
بعد مغرب شب شنبہ کو بازائے جمیع دفن کے واسطے اجمل ہوا تجویز بقیع
سلام صدہا سلام بر عثمان ذوالنورین

قدرت خداوندی:

اس دوران عجب منظر یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ جب سیدنا عثمان ابن عفان پر حملہ کیا گیا تو اس وقت اس ہلہ میں سیدنا عثمان غنی کا ایک وفادار غلام بھی داخل ہوا جب اس نے ذوالنورین

سیدنا عثمان کا یہ حال دیکھا تو اس نے اسی تلوار سے سودان بن حمران کے ٹکڑے کر دیئے اس پر قتیرہ نے اس غلام کو مار ڈالا۔ جب قتیرہ بھاگنے لگا تو سیدنا عثمان کا دوسرا وفادار غلام بھی اس ہلہ میں آ پہنچا جب اس نے یہ حال دیکھا تو اس نے قتیرہ کے ٹکڑے کر ڈالے۔

فراق شوہر پر سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا کا حال:

اسی وقت حضرت سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا روتی اور فریاد کرتی ہوئی مکان کی بالائی منزل پر چڑھ کر آواز دینے لگیں کہ اے لوگو تمہارا ہمدرد و صابر و شاکر امیر المومنین خلیفہ رسول مارا گیا فراق عثمان اور پیارے شوہر کی جدائی نے ان کے دل کو پاش پاش کر دیا۔

یہ خبر سن کے ہر اک پیر و جواں دوڑ پڑا   سعد و طلحہ بھی زبیر اور علی شیر خدا
سخت حیراں ہوئے اور دل بھی قابو نہ رہا   بیت عثماں پہ سب آئے بصد رنج و عنا
خاک اور خوں میں پڑا دیکھا شہید مظلوم   ذبح کر ڈالا شوہر ام کلثوم

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ غم کی حالت میں دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی حسنین کریمین کو مارنا شروع کر دیا۔ حضرت طلحہ نے آگے بڑھ کر کہا: ان کا کچھ قصور نہیں۔ ہم دروازہ پر کھڑے رہے اور ان بلوائیوں کا مقابلہ کیا اور وہ نشانات ہمارے چہروں اور جسموں پر موجود ہیں۔ بلوائیوں نے ساتھ والے مکان کے پیچھے کی طرف سے اندر داخل ہو کر حملہ کیا اور ہمیں اس وقت پتہ چلا کہ جب سیدہ زوجہ عثمان نے کوٹھے پر چڑھ کر آواز دی جب ہم اندر داخل ہوئے تو وہ جام شہادت نوش فرما چکے تھے اور بلوائی حملہ آور مارے گئے اور باہر کے سب لوگ بھاگ گئے۔

مدینہ طیبہ کے حالات سنگین ہوئے۔ انہی ایام سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج کرنے کیلئے مکہ معظمہ تشریف لائی ہوئی تھیں اور آپ واپس آ رہی تھیں کہ راستہ میں آپ کو اس عظیم سانحہ شہادت عثمان کی خبر سن کر اس قدر دل کو صدمہ پہنچا کہ آپ واپس مکہ معظمہ چلی گئیں۔

قصر جنت میں ہوئے مسند نشیں

سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ رحمت الٰہی کا خزینہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ آپ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ سر مقدس پر نور کا عمامہ باندھے ہوئے اور جنت کی چھڑی ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے۔ فرماتے ہیں میں

نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو دیدار کا مشتاق ہوں اور آپ کہیں عجلت میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ کاش کچھ لمحے مجھے اور دیدار عطا فرما دیں تو دل کی کچھ پیاس بجھے اور سیرابی حاصل ہو تو آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابھی صبح ہمارے پاس جنت میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے ہیں جیسے کوئی بادشاہ دولہا آتا ہے اور ہمیں ان کے ولیمہ میں بلایا گیا ہے اس لئے میں جلدی میں ہوں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر بتاریخ ۱۸ ذی الحج ہے اور شب شنبہ آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۱۵)

آپ کی مدت خلافت ۱۲ سال تھی۔ (صواعق المحرقہ صفحہ ۱۱۳)

اس شہادت کو کہا بعض نے پہلا فتنہ   بعض بولے یہ ہے اسلام میں پہلا رخنہ
بعض بولے کہ بڑا تلخ ہے اس کا ثمرہ   اہل اسلام میں خوں ریزی کا ہے سرچشمہ
اب تو آپس میں مسلمان لڑیں گے افسوس
ہر دو جانب میں مسلمان مریں گے افسوس

اولاد و امجاد:

سیدنا حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی کل آٹھ بیویاں تھیں۔ آٹھ بیٹے، آٹھ بیٹیاں، کل تعداد اولاد امجاد سولہ ہوئی۔ جن کے نام یہ ہیں۔

مختلف ادوار میں آٹھ بیویوں کے نام

۱- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ
۲- حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ
۳- بنت بنی سعد رضی اللہ عنہا
۴- فاطمہ بنت ولید رضی اللہ عنہا
-ملیکہ رضی اللہ عنہا
۶- رحالہ رضی اللہ عنہا
۷- ام ولد رضی اللہ عنہا

۸-نائلہ بنت فافرکلبیہ رضی اللہ عنہا

آپ کے کل بیٹے آٹھ تھے جن کے نام یہ ہیں۔

۱-حضرت عبداللہ اکبر رضی اللہ عنہ

۲-عبداللہ الاصغر رضی اللہ عنہ

۳-ابان رضی اللہ عنہ

۴-خالد رضی اللہ عنہ

۵-عمر رضی اللہ عنہ

۶-سعید رضی اللہ عنہ

۷-ولید رضی اللہ عنہ

۸-عبدالملک رضی اللہ عنہ

آپ کی کل بیٹیاں آٹھ تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱-مریم الکبریٰ رضی اللہ عنہا

۲-عائشہ رضی اللہ عنہا

۳-ام ابان رضی اللہ عنہا

۴-ام عمر رضی اللہ عنہا

۵-مریم صغریٰ رضی اللہ عنہا

۶-ام سعید رضی اللہ عنہا

۷-ام البنین رضی اللہ عنہا

۸-ام ایوب رضی اللہ عنہا

(نور الابصار الحیات الحمی)

در منثور قرآن کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیص ہدی
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

حضور عثمان غنی کے چند زرّیں اقوال

(منظوم پنجابی میں)

جتے تیکر مار ہووے تلوار دی — روح تیکر کٹ بری گفتار دی
جیہڑے شخص نے بندے دا حق جاتا نہیں — اوہنے اپنے رب دا حق پچھاتا نہیں
جاہل آکھے میتھوں کجھ وی رہیا نہ ڈھکیا — عاقل کہندا اے میں تے کجھ وی جان نہ سکیا
جیہڑا بندہ رب دی پچھ توں ڈردا اے — حیرت اے اوہ مال اکٹھا کردا اے
سمجھ نہ سکے جو نظراں تیریاں دی التجا — اوس اگے گل کر کے بھرم نہ گل دا گوا
دوجے دا مونہہ بند نہ ہووے تیرے توں جیکر — اپنے ہتھاں نوں فیر اپنے کناں اتے دھر
دل دیاں اکھیاں نال جو تکدا رہندا اے — ہر دن نوں اوہ حشر دیہاڑا کہندا اے

بھکھ دی شدت جر لینا منگ کے کھان توں چنگا اے
گھٹیا توں گھٹیا پیشہ دی ہتھ پھیلان تو چنگا اے
جدوں گل کرن توں لگیں اپنا کریں خیال
تیری گل تو کسے دے دل وچ آئے نہ کوئی ملال
مسکیناں دی مدد دا ہووے جس دا وی معمول
رب دی رحمت دا اس شخص نے ہندا رہے نزول
کسے نوں تیرے ویر پواوے اوہ وی تیری زبان
کسے نوں تیرا یار بناوے اوہ وی تیری زبان
چنگی تھاں تے خرچ کرن لئی رب نے تینوں دتاے دھن
بھیڑی تھاں تے خرچ کریں تے ایہہ تیرا ناشکرا پن
اپنے لیکھاں دی سچائی دی جو حامی بھردا اے
حیرت اے فرجاوان والیاں چیزاں دا غم کردا اے

سمجھ لوے گا دنیادی جو اصل حقیقت
اوس شخص نے کرنی اے دنیا توں نفرت
رب دے باجھوں کس دے کولوں کوئی امید نہ کرنا
نہ ایں کیتے ہوئے گناہواں توں مایوسی کرنا
غم تے ہندا اے دونہاں نوں پر دونہاں وچ فرق بڑا
بدقسمت نوں دنیا دا تے خوش قسمت نوں عقبیٰ دا
دنیا دا غم دلاں دے اندر نھرا پیا کھلارے
عقبیٰ دا غم سورج وانگوں دلاں چ چمکاں مارے

(محسن رفیع جواز)

☆☆☆

خلیفۂ چہارم

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

منقبت

امام الاولیاء حضرت علی تھے — رئیس الاتقیاء حضرت علی تھے
قریشی، ہاشمی تھے یہ نسب میں — وجیہ و خوش لقا حضرت علی تھے
مواخات اور نسب دونوں بنا پر — اخی مصطفیٰ حضرت علی تھے
ہوا ہے عقد ان کا فاطمہ سے — تو ختن مصطفیٰ حضرت علی تھے
جہاں میں تھی شجاعت ان کی مشہور — جواں شیر خدا حضرت علی تھے
لرز جاتے بہادر نام سن کر — وہ باہیبت فتیٰ حضرت علی تھے
نبی کا سلسلہ ان سے چلا ہے — سیادت کی بنا حضرت علی تھے
یہ نوعمروں میں پہلے لائے ایماں — تو فطری رہنما حضرت علی تھے
علوم ظاہری و باطنی میں — امام و مقتدیٰ حضرت علی تھے
حوادث کے مسائل مشکلہ کے — بڑے عقدہ کشا حضرت علی تھے
ریاضت میں نہ کیوں شہرہ ہو ان کا — کہ شاہ اصفیا حضرت علی تھے
ہر اک حاجت میں، ہر مشکل میں سب کے — معین مشکل کشا حضرت علی تھے
نہ کیونکر ہو تصرف ان کے در سے — جہاں کے بادشاہ حضرت علی تھے
خطیبوں کے فصیحان عرب کے — مسلم پیشوا حضرت علی تھے

مناقب کا یہ ہے اجمال اجملؔ
حبیب مصطفیٰ حضرت علی تھے

اسم گرامی:

علی۔

کنیت مبارکہ:

ابوالحسن، ابوتراب۔

القابات:

اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب، حلال المشکلات والنوائب، سید العرب، نفس رسول، مرتضیٰ، یعسوب الدین، حیدر کرار، بیضۃ البلد، مطلوب کل طالب، امیر النحل، خلیفۃ الرسول، مولیٰ المومنین، امیر المسلمین، امام البررۃ، قاتل الفجرۃ، ولی اللہ، امام الاولیاء وغیرہ۔

آپ کو اپنے نام سے بھی زیادہ اپنی کنیت ابوتراب پسند تھی اور نام پکارنے پر اتنا خوش نہ ہوتے جتنا کہ کنیت سے بلانے پر ہوتے کیونکہ اگرچہ نام اقدس بھی حضور علیہ السلام کی ہی عطا تھی لیکن جن کیفیات میں آپ کو حضور علیہ السلام کی بارگاہ سے کنیت حاصل ہوئی وہ اپنی جگہ ایک الگ فضیلت کا باب ہے اور اس کا واقعہ خلاصۃً اس طرح ہے کہ حضور علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور گھر میں حضرت علی المرتضیٰ کو نہ پا کر پوچھا: این علی، علی کہاں ہیں؟ خاتون جنت نے عرض کیا گھر میں کسی بات پر ذرا رنجش ہوگئی تھی اور وہ ناراض ہو کر نکل گئے ہیں۔ ہوسکتا ہے مسجد میں گئے ہوں چنانچہ حضور علیہ السلام نے پتہ کروایا تو واقعی حضرت علی مسجد میں تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے تو شہنشاہ نبوت نے شہنشاہ ولایت کو مسجد نبوی کی مٹی پہ لیٹے ہوئے اس طرح دیکھا کہ آپ کا جسم مٹی سے اٹا ہوا ہے۔ مدینۃ العلم نے شہر علم کے دروازے کے بدن اطہر سے دست ید اللہ کے ساتھ مٹی کو صاف کرتے ہوئے فرمایا قم یا ابا تراب

(مسلم شریف: فضائل علی)

اجلس یا ابا تراب اجلس یا ابا تراب (بخاری شریف)

اے مٹی والے اٹھ کھڑا ہو اے مٹی والے اٹھ کے بیٹھ جا۔

دور ذہنوں سے تیرگی کر لو ذکر حیدر سے روشنی کرلو
جی رہے ہو بغیر حب علی اس سے بہتر ہے خودکشی کرلو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے روضۃ الاحباب اور معارج النبوت کے حوالے سے مندرجہ بالا مشہور وجہ کے علاوہ آپ کی کنیت ابوتراب کی ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ ۲ ہجری کے ایک سفر میں حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب رکھی، اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ غزوۂ عشیرہ میں کھجور کے ایک درخت کی جڑ میں سو رہے تھے۔ وہ زمین ریتلی تھی اور ہم گرد آلود ہو گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ ہمارے سرہانے تشریف لائے اور ہمیں جگایا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یا ابا تراب'' اس کے بعد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں کہ تمام لوگوں میں بدبخت کون ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ضرور خبر دیجئے'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمام لوگوں میں دو شخص سب سے زیادہ بدبخت ہیں ایک وہ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹیں۔ اور دوسرا وہ جو تمہارے محاسن (یعنی داڑھی) کو گلگوں کرے گا اور خون سے رنگے گا۔'' حضور ﷺ یہ فرماتے جاتے اور اپنے دست مبارک سے ان کے سر اور چہرے سے گرد جھاڑتے جاتے تھے۔ ان دونوں کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۳۶)

کرم اللہ وجہہ کا پس منظر

محبان علی شیر خدا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا پیارا قرآنی جملہ ان معنوں میں بولا جاتا ہے کہ '' اللہ ان پہ راضی ہو گیا'' (بمصداق آیۃ قرآنی، لقد رضی اللہ عن المومنین)

لیکن سیدنا علی شیر خدا کے نام اقدس کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کا بابرکت جملہ بولا جاتا ہے جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے۔ (اگر دعائیہ ہو) یا اللہ نے ان کے چہرے کو عزت دی (اگر بمعنی ماضی ہو) اس کی وجہ صواعق محرقہ، ص ۱۲۰ اور علامہ محمد بن علی الصبان علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیتہ الطاہرین

المعروف رسالۃ الصبان میں ابن سعد کے حوالے سے اس طرح لکھی ہے کہ حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔ لم یعبد علی الاوثان قط کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کبھی بھی بتوں کی عبادت نہیں کی (یعنی زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ کہیں کبھی کسی بت کے قریب نہیں گئے اور زمانۂ اسلام میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا) اسی وجہ سے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔ (رسالۃ الصبان علی ھامش نورالابصار صفحہ ۱۴۹)

جے راز گلشن نوں سمجھنا ہے — تاں گل نوں سمجھو کلی نوں سمجھو
جے سدے راہ دی تلاش ہووے — تاں پیر کامل ولی نوں سمجھو
ایہہ گل شیرازی دی یاد رکھ لے — جے روز محشر نجات چاہونائیں
جے پل توں سوکھا کراس جاہنائیں — تاں بغض چھوڑو علی نوں سمجھو

(سید عطاء اللہ شیرازی آف ساہیوال، سابق شیعہ)

بعض علماء آپ کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ کے الفاظ کی وجہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ جب ایک جنگ کے موقع پر علی المرتضیٰ کے مقابلے میں آنے والے بدبخت نے شجاعت علی کا نظارا کر کے اپنی شکست کو یقینی دیکھا تو اس نے کہا سود اللہ وجھك یا علی۔ اے علی! تیرا چہرہ سیاہ ہو (نعوذ باللہ) امام الانبیاء علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا: کرم اللہ وجھك ۔ اے علی! اللہ تیرے چہرے کو عزت عطا فرمائے۔ (واللہ اعلم)

تاہم یہ تو حقیقت ہے کہ علی ہو یا ولی، صدیق و عمر ہو کہ عثمان غنی سب کو ساری عزتیں بارگاہ رسالت ہی سے ملی ہیں تو اس آقا کی عظمتیں کیا ہوں گی جس کے غلاموں کی فہرست میں صدیق، عمر، عثمان، علی ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس باغ پہ توحید کا پہرہ نہ ہو کیونکر
جس باغ کی پہچان ہی زہراء سی کلی ہے
اس شخص کے رتبے کی بلندی پہ نہ جاؤ
جس شخص کے ادنیٰ سے غلاموں میں علی ہے

(موج ادراک، ص ۱۵۲)

(اگرچہ شاعر کو حب علی کا دعویٰ ہے لیکن بہرحال شعری مجبوری کی بنا پر حضرت علی کو ادنیٰ غلاموں میں شمار کر دیا ہے ورنہ علی المرتضیٰ سرکار علیہ السلام کے اعلیٰ ترین ''غلاموں'' میں سے ہیں)

علی امام من است ومنم غلامِ علی
ہزار جان گرامی فدا بنامِ علی

(علی میرا امام، میں علی کا غلام، ہزار پیاری جان، نام علی پہ صدقے و قربان)

نسب مبارک:

والد کی طرف سے آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے کہ علی بن ابی طالب (عمران) بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

اور والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ مبارکہ (نسبی) یوں ہے۔ علی بن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔

آپ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں اور حضور علیہ السلام کے ساتھ نسب میں آپ کو خصوصی نسبت حاصل ہے کیونکہ عبد مناف، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ۲۶ ویں فرزند ہیں جن کے پوتے عبد المطلب ہیں جو نبی و علی کے دادا جان ہیں۔ حضور علیہ السلام کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اور حضرت علی المرتضیٰ کے والد گرامی ابو طالب (عمران) آپس میں سگے اور حقیقی بھائی تھے۔ حضرت علی کے والد ابو طالب، جناب عبد المطلب کی وفات کے بعد شیخ قریش، رئیس مکہ اور سید العرب کے القابات سے ملقب ہوئے۔ (الجواہر)

اور صرف علی کو نبی سے بس اتنی ہی نسبت نہیں بلکہ اس کے علاوہ

اسلام کی شمشیر کا جوہر ہے علی — ہے کعبہ صدف اس کا گوہر ہے علی
جس بی بی کے پیار کو اٹھتے تھے رسول — اللہ رے! اس بی بی کا شوہر ہے علی

حضور علیہ السلام کا بچپن اور والدین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ:

نبی اکرم علیہ السلام ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے بطن انور ہی میں تھے کہ آپ کے والد گرامی

سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔

مات ابوہ عبداللہ بن عبدالمطلب ولہ خمس و عشرن سنۃ و تو فی قبل ان یولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الاستیعاب) اس وقت سیدنا عبداللہ کی عمر پچیس سال تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں پیدا ہوئے اور جب چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا اور جب آٹھ سال کے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب دادا جان انتقال کر گئے۔ اس وقت دادا جان کی عمر بیاسی سال کی تھی۔ الم یجدک یتیما فاوٰی کا نقشہ قرآن پاک نے کھینچ کر رکھ دیا۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والدین نے آپ کی پرورش فرمائی۔ حضرت فاطمہ بنت اسد زوجہ عمران (ابوطالب) نے اپنے بچوں سے زیادہ محبت و شفقت کے ساتھ آپ کی پندرہ سال تک نگہبانی فرمائی جب آپ بڑے ہوئے تو عمران (ابولہب) نے زبانی، مالی، اولاد، تلوار سے ہر طریقہ سے اور ہر موقع پر حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معاونت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ عرصہ پندرہ سال تک وہ خدمات سرانجام دیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ فاطمہ بنت اسد میری وہ ماں ہے جس نے مجھے پالا اور میرے ساتھ وہ پیار اور والہانہ محبت کا ثبوت دیا جس کا میں حق ادا نہیں کرسکتا۔ ہاں ان کا حق اللہ تعالیٰ ان کو ضرور دے گا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ایمان لانے کے بعد دوسری خاتون حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تھیں جو آپ پر ایمان لا کر اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئیں۔ یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ انہوں نے ہی اپنی نگہبانی میں کرایا۔ گویا کہ بچپن شریف سے شادی تک اور پھر اپنے بعد وصال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ ووجدک عائلًا فاغنیٰ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو اس وقت بھی فاطمہ بنت اسد نے آپ کے ساتھ ہجرت فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ انکو ماں کہہ کر پکارتے اور یاد فرمایا کرتے تھے اور ان کی تعظیم فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آ کر عرض کیا حضور میری اماں فوت ہوگئیں۔ آپ نے فرمایا علی میری اماں

انتقال کرگئی ہیں۔ آپ کو شدید صدمہ پہنچا اور فرمایا آج میری ماں اس دنیا سے مجھ کو چھوڑ کر خالق کائنات سے جاملی ہیں۔ فوراً خود ہی تجہیز و تکفین کا انتظام فرمایا اور ان کی قبر کے اندرونی حصہ میں تدفین سے پہلے خود جا کر کچھ دیر لیٹ گئے اور پھر اٹھے اور پھر اپنا قمیض اطہر ان کو پہنایا اور فرمایا اے الہ العالمین یہ میری والدہ ہیں۔ انہوں نے مجھے کھلایا اور پلایا ان پر تو اپنا رحم فرما اور پھر جہاں خود قبر میں لیٹے تھے اسی جگہ پر سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو قبر میں رکھا۔ (طبقات ابن سعد)

گویا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان امور بالا کی بنا پر بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ محبت و تعلق تھا یعنی آپ کے چچازاد بھائی بھی تھے اور آپ کو ان کے ساتھ وہ آپ کیلئے ایک اعلیٰ ممتاز حیثیت کا درجہ رکھتا ہے۔ (الاستیعاب، الجواہر، ص ۳۷)

ادائے احمد مرسل ادائے مولا علی — عطائے سرور عالم عطائے مولا علی
ہے مولیٰ اس کا علی جس کا ہے نبی مولا — ولائے شاہ رسالت برائے مولا علی
علی سے پاک محبت عطا خدایا کر — برائے شاہ رسالت برائے مولا علی

بکعبہ ولادت (بانداز خطابت):

حضرت علی المرتضیٰ کی جس طرح شہادت بے مثال ہے آپ کی ولادت بھی بڑے عجیب طریقے سے ہوئی اور وہ اس طرح کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف تھیں۔ طواف کرنے والوں کا جم غفیر تھا کہ حضرت فاطمہ کو دردِزہ شروع ہوا۔ آپ گھبرا گئیں کہ کیا کروں۔ اپنے گھر تو جا نہیں سکتی اور یہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ اچانک دیوار کعبہ پھٹی اور ایک غیبی ندا آئی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اگر اپنے گھر نہیں جاسکتی تو ہمارے گھر میں آ جا۔

آمد علی سے کعبہ کی کایہ پلٹ گئی
ایسا خوشی سے پھولا کہ دیوار پھٹ گئی

ایک حدیث شریف میں ہے الناس من شجرۃ شتی وانا و علی من شجرۃ واحدۃ (تاریخ الخلفاء بحوالہ طبرانی صفحہ ۱۲۰)

تمام لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ایک ہی (نورانی) درخت سے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یعنی علی و نبی کا نور اکٹھا ہی چلا۔ آگے آ کر نبی حضرت آمنہ و عبداللہ کی طرف آ گئے اور علی المرتضیٰ ابو طالب و فاطمہ بنت اسد کی طرف آ گئے اور جب عالم بشریت میں دونوں کا ظہور ہوا تو حضور حضرت عبداللہ کے گھر آئے اور علی اللہ کے گھر میں آ گئے۔ جب ہم کعبے جاتے ہیں تو صرف اللہ کے گھر جاتے ہیں اور علی کعبے جاتے ہیں تو بیت اللہ بھی جاتے ہیں اور اپنی جائے ولادت پر بھی جاتے ہیں۔

سبحان اللہ! ایسی حالت میں کوئی بھی عورت کسی بھی مسجد کے قریب بھی نہ جا سکے بلکہ بی بی مریم کو حکم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بیت المقدس سے ذرا دور چلی جا۔ (اذا انتبذت من اهلها مكانا شرقيا. فانتبذت به مكانًا قصيًّا ۔ سورۂ مریم)

اور علی کی ماں کو کعبہ کے اندر بلا لیا گیا۔ ایسا لگتا ہے کعبہ معظمہ ھدی للعلمین ہونے کے باوجود ولادت علی کیلئے بنایا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضور علیہ السلام نے صرف حضرت علی کو ہی حالت جنابت میں مسجد سے آنے کی اجازت دی کہ جس کی ماں حالت نفاس میں کعبہ کے اندر جا سکتی ہے اس کا بیٹا حالت جنابت میں مسجد کے اندر کیوں نہیں آ سکتا۔

کعبہ ہے جس کی جائے ولادت وہ شیر خوار
مسجد میں پا گیا جو شہادت وہ تاجدار
بستر رسول کا ہے جسے وجہ افتخار
اب تک دل و جود پہ ہے جس کا اقتدار
جس کا کرم ہی چشمۂ آب حیات ہے
یہ کائنات جس کے بدن کی زکوٰۃ ہے

سب سے افضل جگہ

عام زمین سے میقات کی زمین افضل ہے کیونکہ اس سے آگے بغیر احرام کے نہیں جا سکتے۔ پھر میقات سے حرم افضل ہے کہ وہاں کوئی غیر مسلم نہیں جا سکتا۔ پھر حرم مکہ سے شہر مکہ افضل ہے کہ خدا نے اس کی قسم یاد فرمائی ہے۔ لا اقسم بھذا البلد ۔ پھر شہر مکہ سے مسجد حرام

کی سرزمین افضل ہے کہ جہاں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے پھر اس سے مطاف (خانہ کعبہ کے اردگرد کی جگہ جہاں طواف کیا جاتا ہے) افضل، پھر اس سے کعبۃ اللہ کی عمارت والی زمین افضل ہے جو بیت عتیق ہے اور سارے جہانوں کیلئے ہدایت ہے اور کعبہ کے باہر نہیں بلکہ کعبہ کے اندر علی کی ولادت ہوئی۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت   بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے کعبہ کو مخاطب کر کے فرمایا! اے کعبہ تیری بڑی بلند شان ہے۔ میں تجھے کبھی نہ چھوڑ کر جاتا اگر لوگوں نے مجھے تجھ کو چھوڑنے پر مجبور نہ کیا ہوتا لیکن یاد رکھ میری امت کے مومن کی شان تجھ سے کہیں زیادہ ہے تو جب عام مومن کی شان اس حدیث کی روشنی میں کعبہ سے زیادہ مان لی جائے تو غلط نہیں ہے تو جو صرف مومن ہی نہیں امیر المومنین ہو، داماد رسول ہو، زوجہ بتول ہو، خدا کا مقبول ہو، نبی کا حبیب ہو، فاطمہ کا نصیب ہو، زہراء کا شوہر ہو، کعبہ کا گوہر ہو، اس کی عظمت و شان کس سے بیان ہو سکتی ہے۔

مولا بھی محترم ہے ولا بھی ہے محترم
کعبہ ہے اور جائے ولادت علی کی ہے
کعبہ سے ابتداء ہے تو مسجد پہ انتہا
مرقوم دو حرم میں حکایت علی کی ہے

اور

جسے علی کی ولایت کا اعتراف نہیں
ہزار سجدے کرے کوئی گناہ معاف نہیں
بدن میں حج کا احرام دل میں بغض علی
یہ کعبہ پاک کے پھیرے تو ہیں طواف نہیں

عجیب بات ہے کہ لوگ ہزاروں روپیہ لگا کر کعبہ کی زیارت کیلئے جاتے ہیں لیکن حضرت علی کعبہ کے اندر پیدا ہو کر آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ شاید اس لیے کہ وہ کعبہ کو بعد میں دیکھنا چاہتے تھی اور کعبہ کے کعبہ کے رخ والضحیٰ کی زیارت پہلے کرنا چاہتے تھے۔ یہی عقیدہ ہمیں

Scanned with CamScanner

بریلی کے تاجدار نے عطا فرمایا ہے۔

ان کے طفیل حج بھی رب نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

یا اس لیے کہ غریب کے گھر بچہ پیدا ہو تو سب سے پہلے محلے کی دائی کا منہ دیکھے۔ امیر کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو سب سے پہلے ہسپتال کی نرس کا منہ دیکھے۔ علی نے چاہا کہ نرس اور دائی کا منہ تو سارے بچے ہی دیکھتے ہیں۔ ایک بچہ ایسا بھی ہونا چاہئے کہ جو پیدا ہوتے ہی نہ دائی کا منہ دیکھے نہ نرس کا بلکہ نہ اپنی ماں کا چہرہ دیکھے نہ باپ کا۔ پیدا ہوتے ہی ادھر کی اس آنکھ کھلے اور ادھر محبوب خدا کا چہرہ کھلا ہوا قرآن علی کو زیارت کرانے کا منتظر ہو۔ پھر ایسے علی کی شان ایسی کیوں نہ ہو

وہ اولیاء کا پیشوا وہ عارفوں کا راہنما
وہ باب علم و معرفت، وہ زور دست مصطفیٰ
وہ مخزن یقین بھی، وہ آفتاب دین بھی
وہ خضر کا بھی خضر ہے، وہ شاہ ذوالفقار ہے

(سید خضر حسین چشتی)

حضرت علی المرتضیٰ کی پیدائش ہوئی اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر بیت اللہ سے اپنی والدہ کی گود میں باب ولایت چل پڑے۔ ادھر بیت عبداللہ سے باب نبوت و رسالت چل پڑے۔ ادھر سے شہنشاہ اولیاء چل پڑے۔ ادھر سے تاجدار انبیاء چل پڑے۔ ادھر سے باب العلم چل پڑے۔ ادھر سے مدینۃ العلم چل پڑے ادھر سے کرامات والا غلام چل پڑا اور ادھر سے معجزات والے آقا چل پڑے۔ ادھر سے حسنین کا ابا چل پڑا۔ ادھر سے بتول کا بابا چل پڑا۔ ادھر سے اسد اللہ چل پڑا۔ ادھر سے رسول اللہ چل پڑے۔ ادھر سے حبیب مصطفیٰ چل پڑے۔ ادھر سے محبوب خدا چل پڑے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم۔ رضی اللہ عنہ)

لرز اٹھے اصنام کعبے کے اندر
ہے توحید کا بول بالا سراسر

اٹھا شور کعبے میں اللہ اکبر
چلے گھر سے کہتے ہوئے یہ پیمبر
علی آ رہے ہیں ولی آ رہے ہیں
ولی آ رہے ہیں علی آ رہے ہیں

راستے میں نبی و علی کی ملاقات ہوگئی۔ نبی علیہ السلام نے اپنی چچی فاطمہ بنت اسد (والدۂ شیر خدا) کو بچے کی مبارک دی۔ انہوں نے مبارک تو قبول کی لیکن عرض کیا۔ بچہ بڑا خوبصورت ہے مگر آنکھیں نہیں ہیں۔ حضور نے بچہ ہاتھوں پہ اٹھایا اور علی نے نبی کے ہاتھوں پہ آتے ہی ایسی موٹی موٹی آنکھیں کھول دیں کہ

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری
دلاں نوں چیر دی جویں کٹاری

ادھر آغوش کی حسرت ادھر دیدار کا ارماں
علی نے کھول دی آنکھیں، نبی نے گود پھیلائی

فرمایا! چچی تو کہتی ہی آنکھیں نہیں ہیں میں کہتا ہوں اس جیسی کسی کی آنکھیں ہی نہیں ہیں کہ

اٹھے تو بجلی پناہ مانگے   گرے تو خانہ خراب کر دے

علماء لکھتے ہیں کہ حضرت علی جب بڑے ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ایک دن آپ سے پوچھا! اے علی تو نے کعبہ میں پیدا ہو کر آنکھیں کیوں بند رکھیں تو حضرت علی نے جواب دیا۔ حضور اللہ نے مجھے آپ کیلئے بھیجا تھا۔ (ھو الذی ایدك بنصرہ وبالمؤمنین) تو میں نے سوچا

اعظم اوتھے کی ''ویکھنا'' جتھے یار نظر نہ آوے

شاید اس لیے نبی علیہ السلام نے علی کے چہرے کو یہ عزت دی کہ النظر علی وجہ علی عبادۃ (اے علی تیری آنکھ نے سب سے پہلے محبوب خدا کا چہرہ دیکھا ہے اس لیے میں

اعلان کرتا ہوں کہ جس طرح کعبہ کی دیواروں کو دیکھنا عبادت ہے۔قرآن کے پاروں کو دیکھنا عبادت ہے، مسجد کے میناروں کو دیکھنا عبادت ہے) علی کے رخساروں کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔النظر الی علی عبادۃ (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۲۱، ریاض النضرہ)

اہل نظر کی آنکھ کا تارا علی علی — اہل وفا کے دل کا سہارا علی علی
رحمت نے لے لیا مجھے آغوش نور میں — میں نے کبھی جو رو کے پکارا علی علی
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن — جب سے ہوا ہے ورد ہمارا علی علی
کعبے کے بت گرائے نہیں اپنے ہاتھ سے — حضرت نے مسکرا کے پکارا علی علی
دنیا میں سب سے عالی گھرانے کے نور ہو — اس واسطے ہے نام تمہارا علی علی
اعظم یہ مغفرت کی سند ہے ہمارے پاس — ہم ہیں علی کے اور ہمارا علی علی

جس علی کی ولادت ایسی شاندار ہو اس کی علی کی شہادت بھی ایسی ہی جاندار ہونی چاہیے کہ خود سادہ پانی بھی بعد میں پیے اور اپنے قاتل کو پہلے شربت کا پیالا پلائے۔

وقت و باعلی نے قاتل کو بھیجی شربت
ایسا قسم کوثر ابر کرم نہ ہوگا

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا نام:

حضرت علی کے والد نے تو آپ کا نام زید رکھا اور والدہ نے اسد لیکن حضور علیہ السلام نے آپ کا نام علی رکھ کر قیامت تک کے خشک توحید پرستوں کے اس باطل عقیدے پہ ضرب کاری لگا دی جن کو ہر بات میں شرک کی بو آتی ہے کہ کسی کو غریب نواز، مشکل کشا کہہ دیا تو شرک' داتا اور غوث اعظم کہہ دیا تو شرک' کہ یہ الفاظ تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہی بولے جاسکتے ہیں۔یہ کیسے ہوسکتا ہے اللہ بھی داتا اور بندہ بھی داتا؟ میں نے کہا! جیسے یہ ہوسکتا ہے اللہ بھی علی اور مولائے کائنات بھی علی۔اللہ بھی مولا بلکہ (انت مولانا) اور حضرت علی بھی مولیٰ (من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔تفصیل: آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا)

اللہ بھی غنی اور عثمان بھی غنی۔اللہ بھی اکبر اور صدیق بھی اکبر۔کیا یہ علی نام حضور علیہ السلام

نے نہ رکھا اور اپنی زبان سے ہزاروں بار علی کو نہ پکارا تو آپ کو پتہ نہ تھا کہ علی تو اللہ ہے (وھو العلی العظیم) اور حضور سے بڑا کوئی توحید کا علمبردار ہوسکتا ہے۔پھر کیوں تمہاری مت ماری گئی ہے اور شاید ٹھیک ہی تو ماری گئی ہے کہ

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے۔

یقیناً یہ تمہیں بغض علی کی سزا ملی ہے اور دشمنی ولی کی سزا ملی ہے۔من عادی لی ولیًا فقد اٰذنۃ بالحرب (بخاری شریف)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

قرآنی آیات در شان مولائے کائنات:

ویسے تو قرآن مجید کی متعدد آیات سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان پہ دلالت کرنے کیلئے نازل ہوئیں بلکہ علامہ محمد بن علی صبانؒ نے رسالہ الصبان میں ابن عساکر کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ما نزل فی احد من کتب اللہ تعالیٰ ما نزل فی علی ۔جتنی قرآنی آیات حضرت علی کے بارے میں اتری ہیں اتنی کسی (امتی) کے بارے میں نہیں اتریں۔پھر آپ ہی کا فرمان ہے کہ نزل فی علی ثلاث مائۃ ایۃ۔ حضرت علی کے بارے تین سو آیات نازل ہوئیں۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی موجود ہے۔کان لعلی ثمان عشرۃ منقبا ما کانت لاحد من ھذہ الامۃ ۔حضرت علی المرتضیٰ کے اٹھارہ مناقب (جزوی فضیلتیں اور خصائص) ایسے ہیں جو اس امت میں کسی اور کے نہیں ہیں۔(رسالہ الصبان، ص ۱۶۱)

اور اس کے ساتھ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی پیش نظر رہے۔علی مع القرآن والقراٰن مع علی۔علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۲۲)

کعبے سے پوچھ رتبۂ کرار ذی حشم
پھر دیکھ بو تراب ہے کس درجہ محترم

Scanned with CamScanner

سمٹے تو ''ب'' کے نقطے کا عکاس ہے علی
پھیلے تو تابہ سرحد ''والناس'' ہے علی

تاہم چند آیات قرآنی جو آپ کی عظمت وشان کے بارے میں نازل ہوئیں۔ان کی نشاندہی ضروری ہے تا کہ عوام الناس کے دامن ان موتیوں سے بھر جائیں جو علی المرتضیٰ کی عظمت کے قرآن میں بکھیرے گئے ہیں۔

یادرہے کہ مندرجہ ذیل آیات کی تفسیر میں جو کچھ مفسرین نے لکھا اس کا صرف خلاصہ ہی لکھنے پر اکتفاء کیا جائے گا نہ کہ من و عن تا کہ طوالت پیدا نہ ہو۔

آیت نمبرا:

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ و ھم راکعون ۔(المائدہ:۵۵)

اللہ تعالیٰ، رسول پاک اور وہ اہل ایمان تمہارے دوست اور مددگار ہیں جو نماز قائم کرتے، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں دراں حالیکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں جھکے ہوتے ہیں۔

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے حالت رکوع میں ایک بار ایک سائل کو اپنی چاندی کی انگوٹھی اتار کر دے دی۔جس پر حضور علیہ السلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا تو تلا ھذہ الایۃ۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔(ونزع خاتمہ واعطاہ السائل ۔ مظھری بحوالہ طبرانی، عن عمار بن یاسر)

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انھا نزلت فی علی ابن ابی طالب ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا! رایت علیا تصدق بخاتمہ علی محتاج وھو راکع فنحن نتولاہ۔

میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ آپ نے بحالت رکوع ایک سال کو اپنی انگوٹھی اتار کر دے دی۔پس ہم علی سے محبت کرتے ہیں۔

ملی نہ دولت عرفاں بجز نگاہ علی — امین راز نبوت ہے بارگاہ علی
پڑی ہے روئے نبی پر کچھ اس عقیدت سے — کہ آج تک نہ کسی پر اٹھی نگاہ علی
اٹھے گا عرصۂ محشر میں سرخ رو اعظم — گدائے کوچۂ شبیر و خیر کواہ علی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوۃ الظھر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللھم اشھدانی سالت مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما اعطانی احد شیئا و علی کان راکعا فاومأ الیہ بجنصرہ الیمنی و کان فیھا خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم ۔

میں حضور علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک سائل نے آ کر صدا دی لیکن کسی نے بھی اس کو کچھ نہ دیا یہاں تک کہ اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے تو دعا کی۔یا اللہ! تو گواہ ہو جا کہ میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا ہے لیکن کسی نے مجھے کچھ نہیں دیا، اس وقت حضرت علی حالت رکوع میں تھے۔آپ نے اس کو اپنے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی (چھینگلی) کی طرف اشارہ کیا جس پر انگوٹھی تھی پس سائل نے آگے بڑھ کر انگوٹھی اتار لی (اور چلتا بنا)

(تفسیر کبیر صفحہ ۲۱۹، جلد نمبر ۳، تفسیر خازن، صفحہ ۵۰۶، جلد نمبرا، روض الریاحین از علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی، صفحہ ۳۲۷، جلد ۲)

دانندۂ حکمت و کتاب است علی
پیغمبر شہر علم و باب است علی
اے خاک بانتساب فرزندی ناز
در موجودات بوتراب است علی

آیت نمبر۲:

الذین ینفقون اموالھم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم

عندر بهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون (البقرہ:۲۷۴)

جولوگ اپنے مالوں کو دن اور رات میں' خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرتے ہیں۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے نہ ان کو خوف ہے نہ غم ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت بھی حضرت علی المرتضیٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔

کانت لہ اربعة دراهم فانفق باليل درهما وبالنهار درهما وسرًا درهما و علانية درهما ۔

جبکہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے جن میں سے آپ نے ایک درہم دن کو دوسرا' رات کو تیسرا چھپا کر اور چوتھا دکھا کر خرچ کیا۔ (درمنثور' صفحہ ۳۶۳' جلد ۱' روح المعانی صفحہ ۴۸' جلد ۱' مظہری صفحہ ۳۹۳' جلد ۱' خزائن العرفان زیر آیت مذکورہ)۔ علاوہ ازیں ابن عساکر نے اس روایت کو عبدالوہاب بن مجاہد سے' انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا)

آ! مرتضیٰ کو دیکھ رکوع و سجود میں
بے مثل و بے نظیر' قیام و قعود میں
تائید حق کا عکس ہے جس کے وجود میں
شامل ہے جس کا ذکر ہمیشہ درود میں
جو دشت کو خزاں میں بہاریں عطا کرے
وہ جو بھکاریوں کو قطاریں عطا کرے

آیت نمبر۳:

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت اولئك هم خير البرية (البینہ:۷)

یقیناً جولوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہی تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔

نورالابصار' صفحہ ۷۸ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کو فرمایا تو اور تیرے ساتھی میدان محشر میں خوشی سے آئیں گے۔ ویاتی اعداء ك غضبانا مقمحين جبکہ تیرے دشمن ذلیل و خوار ہو کر پیش کیے

جائیں گے۔

فدائے طور ہو کیونکر گدائے کوئے نجف
ہزار طور بداماں ہے جلوہ گاہ علی
گناہگاروں کی بخشش کے دو وسیلے ہیں
نگاہ مصطفیٰ لطف بے پناہ علی

خوش نصیب کہ میرے لئے اڑا لائی — ہوائے کوئے محمد غبار راہ علی
ہے ان کے ذکر سے آرائش سخن ورنہ — مرے خیال سے برتر ہے عز و جاہ علی

(اعظم چشتی مرحوم)

آیت نمبر۴:

اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله واليوم الأخر وجاهد فی سبيل الله لايستون عندالله (التوبہ:۱۹)

کیا تم نے طے کر لیا ہے کہ حاجیوں کو پانی پلانے والے اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے اس کی طرح ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے والا' مجاہد فی سبیل اللہ ہے! انہیں' ہرگز دونوں برابر نہیں ہو سکتے اللہ کے نزدیک۔

تفسیر مظہری میں ابن جریر اور بغوی سے حسن' شعبی اور قرطبی سے اور صاحب نورالابصار نے اسباب النزول کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (حضرت علی' طلحہ بن شیبہ اور عباس بن عبدالمطلب) نے آپس میں اس طرح فخریہ کلمات کہے کہ طلحہ نے کہا: انا صاحب البيت و مفتاحه بيدی۔ میں خانہ کعبہ کا متولی ہوں اور اس کی چابی میرے ہاتھ میں ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا: انا صاحب السقاية و القائم عليها۔ میں زمزم کا متولی ہوں اور اس کا منتظم ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا: میں نے چھ ماہ (بقول صاحب تفسیر مظہری چھ سال) پہلے نماز پڑھی ہے۔ وانا صاحب الجهاد فی سبيل الله اور میں مجاہد فی سبیل اللہ ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مذکورہ آیت نازل فرما کر حضرت علی کی برتری کا عرش و فرش پہ اعلان فرما دیا۔ (نورالابصار' ص ۷۷' مظہری زیر آیت مذکورہ' تفسیر کبیر' صفحہ ۱۱' جلد ۴)

Scanned with CamScanner

علی کا فکر، شعور حیات نو کی اساس
علی کا فقر، جہاں میں تو نگری کا لباس
علی کا علم، دل آگہی، شکست قیاس
علی کا حلم، کرم گستری میں عدل شناس
بھٹک رہے ہو کہاں عاقبت گری کیلئے
علی کا نام ہی کافی ہے رہبری کیلئے

آیت نمبر۵:

سأل سائل بعذاب واقع ۔ (المعارج:۱)

سوال کیا سوال کرنے والے نے اس عذاب کے بارے میں جو (واقع) ہو کر رہے گا۔

نورالابصار میں مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحاق ثعلبی کی تفسیر کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: تو نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا۔

نیز فرمایا: میرے والد نے امام جعفر صادق بن امام باقرؓ سے اور انہوں نے اپنے بزرگوں روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب خم غدیر کے موقع پہ اعلان فرمایا ''جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ'' تو ایک شخص (حارث بن نعمان) کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اونٹنی پر سوار ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ نے ہمیں توحید، رسالت، اقامت صلوٰۃ، ادائیگی زکوٰۃ، حج بیت اللہ اور رمضان کے روزوں کا حکم دیا۔ ہم نے یہ سارے کام بجالائے اب آپ نے اپنے چچازاد کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے من کنت کا اعلان کر دیا ہے۔ حضور نے فرمایا: والذی لا الٰہ الا ھو ان ھذا من اللہ عز وجل ۔ خدا وحدہ لاشریک کی قسم یہ (اعلان) اللہ کی طرف سے ہے۔ وہ کہنے لگا **اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارۃ من السمآء او ائتنا بعذاب الیم**۔

اے اللہ! اگر یہ اعلان تیری طرف سے ہے تو ہم پر پتھروں کی بارش برسادے۔

یہ کہہ کر وہ سواری کی طرف چلا ابھی سواری کے پاس پہنچ بھی نہ پایا تھا کہ اس کی کھوپڑی

پہ ایک پتھر آ گرا اور نیچے (دبر) کی طرف سے نکل گیا اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (نورالابصار، ص ۷۸)

رسول پاک کا میری طرف سلام آیا — مری زبان پہ جس دم علی کا نام آیا
امیر بزم ولایت خطاب ہے تیرا — حدیث جسمك جسمی ترا مقام آیا
وہ دو جہان کی دولت سے مالا مال ہوا — تیرے حضور جو بن کر تیرا غلام آیا
سیاہ کار ہوں آقا مگر یہ کیا کم ہے؟ — کہ تیرے چاہنے والوں میں میرا نام آیا
علی کا نام ہی اعظم وہ اسم اعظم ہے
کہ جس کسی نے پکارا اسی کے کام آیا

آیت نمبر۶:

انما انت منذرٌ ولکل قوم ھاد (الرعد:۷)

آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا رہنما ہوتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے اس آیت کی روشنی میں ارشاد فرمایا۔

انا المنذر وعلی الھادی وبك یا علی یھتدی المھتدون ۔

اے علی! میں تو ڈرانے والا (منذر) ہوں اور تو ہادی (رہنما) ہے۔ تجھ سے ہدایت والے ہدایت لیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: **لیس ایة من کتاب اللہ تعالیٰ یآیھا الذین اٰمنوا الا علی اولھا امیر ھا و شریفھا**۔

قرآن پاک میں جہاں بھی اہل ایمان کو خطاب ہے۔ سر فہرست علی المرتضیٰ ہیں جو امیر اور شرافت والے ہیں۔ (نورالابصار، صفحہ ۷۸)

علی ہے منزل ادراک و آگہی کا نشان
علی ہے رونق ہنگامۂ زمان و مکان
علی کے دم سے دمادم رواں دواں یہ جہاں
علی کے دست کرم کی کرن کراں بہ کراں

اگر نجات کے طالب ہو تم ابد کیلئے
کبھی پکار کے دیکھو اسے مدد کیلئے

آیت نمبر ۷:

وانذر عشیرتك الاقربین

ترجمہ: اور آپ اپنے قریب تر رشتہ داروں کو عذاب سے ڈرائیں (سورۃ شعراء پارہ ۱۹)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے اپنے خاندان کو جمع کیا۔ تیس آدمی جمع ہوئے۔ انہوں نے کھایا اور پیا پھر آپ نے ان سے فرمایا میری طرف سے میرا قرض اپنے ذمہ کون لیتا ہے اور میرے وعدے کون پورے کرتا ہے؟ جو ایسا کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور وہ اہل وعیال میں میرا نائب ہوگا تو میں نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ (مجمع الزوائد)

اس مضمون کی کثیر احادیث کتب حدیث وسیرت میں موجود ہیں۔ علامہ ابن کثیر نے ایسی متعدد احادیث ظہور اسلام کے تذکرہ میں بیان کی ہیں۔ ان سب کا مستفاد یہ ہے کہ اس آیت وانذر عشیرتك الاقربین پر عمل کرتے ہوئے جس شخص نے رسول کریم ﷺ کے قریب ترین رشتہ داروں میں سے رسول کریم ﷺ کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

عباد کی آنکھوں میں ہے تنویر علی کی
زہاد کے سینوں میں ہے تاثیر علی کی
ہے حب علی حب پیمبر کی علامت
ایمان کی پہچان ہے توقیر علی کی

آیت نمبر ۸:

یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقة ذلك خیر لکم واطھر فان لم تجدوا فان اللہ غفورٌ رحیم۔ اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوا کم صدقات۔ فان لم تفعلوا

وتاب اللہ علیکم فاقیموا الصلوٰة واتوا الزکٰوة و اطیعوا اللہ ورسوله واللہ خبیر بما تعملون۔

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم رسول ﷺ سے کوئی آہستہ بات کرنا چاہو تو اپنی گزارش سے قبل کچھ صدقہ دے لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ پھر اگر تمہیں صدقہ میسر نہ ہو تو اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔ کیا تم (اپنی غربت کے سبب) اس سے ڈرے کہ اپنی عرض سے قبل صدقہ پیش کرو تو جب تم نے ایسا نہ کیا اور اللہ نے بھی اسے معاف کر دیا (منسوخ کر دیا) تو نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

(سورہ مجادلہ، پارہ ۲۸، رکوع ۲)

اس آیت مبارکہ کا نزول اس لیے ہوا کہ جب مالدار لوگوں نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض ومعروض کا سلسلہ لمبا کیا تو فقراء کو دقت محسوس ہوئی۔ اللہ نے عرض سے قبل صدقہ کرنے کا حکم فرما دیا۔ اس حکم پر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور ایک دینار صدقہ کرنے کے بعد بارگاہ نبوی میں آئے اور سوالات پوچھے۔ ابھی وہ وہاں سے اٹھے بھی نہ تھے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ (عامہ کتب تفسیر)

گویا قرآن میں یہ وہ آیت ہے جس پر عمل کرنے والے صرف حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔

جب ان کیلئے خاص ہے جنت کی بشارت
کیا خلد نہیں ہو گئی جاگیر علی کی
ہارون کو موسیٰ نے کیا جیسے خلیفہ
ایسی تو کی شاہ نے توقیر علی کی
کر دیتی تھی اک دم میں شجاعوں کا بڑا کھیت
خوں ریز جہاں سوز وہ شمشیر علی کی
فضل ان کے احادیث میں وارد ہوئے اجمل
کرتی ہے صفت آیہ تطہیر علی کی

Scanned with CamScanner

اس آیت کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ نے حضور علیہ السلام سے دس مسائل پوچھے اور پھر یہ حکم منسوخ ہوا جس پر صرف حضرت علی کو ہی عمل کرنے کا موقع ملا۔ وہ دس مسائل یہ ہیں۔ عرض کیا: حضورؐ

۱۔ وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور توحید کی شہادت دینا۔

۲۔ عرض کیا فساد کیا ہے؟ فرمایا کفر و شرک۔

۳۔ عرض کیا حق کیا ہے؟ فرمایا اسلام، قرآن اور ولایت جب تجھے ملے۔

۴۔ عرض کیا حیلہ (یعنی تدبیر) کیا ہے؟ فرمایا ترکِ حیلہ۔

۵۔ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت

۶۔ عرض کیا اللہ تعالیٰ سے کیسے دعا مانگوں؟ فرمایا صدق و یقین کے ساتھ۔

۷۔ عرض کیا کیا مانگوں؟ فرمایا عافیت۔ ایک روایت میں عاقبت کا لفظ ہے۔

۸۔ عرض کیا اپنی نجات کیلئے کیا کروں؟ فرمایا حلال کھا اور سچ بول۔

۹۔ عرض کیا سرور کیا ہے؟ فرمایا جنت۔

۱۰۔ عرض کیا راحت کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا دیدار

آیت نمبر ۹:

فقل تعالوا ندع ابناء نا وابناء كم ونساء نا ونساء كم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين۔

ترجمہ: تو اے رسول خدا ﷺ آپ (عیسائیوں سے) فرما دیں کہ ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تم اپنے بیٹے لاؤ۔ ہم اپنی عورتیں لاتے ہیں تم اپنی عورتیں لاؤ۔ ہم خود آتے ہیں تم بھی خود آ جاؤ۔ پھر اللہ سے دعا کرتے ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کرتے ہیں۔ (سورہ آل عمران پارہ ۳)

اس آیت کے نزول کے متعلق ذخیرہ حدیث میں احادیث و روایات کا انبار موجود ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نجران کے عیسائی رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور توحید خداوندی پر بحث کی۔ آپ ﷺ نے دلائل و براہین سے توحید پر روشنی ڈالی مگر وہ نہ مانے۔ تب اللہ نے

مذکورہ آیت اتاری کہ اگر یہ لوگ دلائل سے نہیں مانتے تو آئیں مباہلہ کر لیں پھر جو جھوٹا ہوگا اس پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی۔ چنانچہ حضرت محمد ﷺ، حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خاتونِ جنت اور اپنے نواسوں حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو لے کر اور بعض روایات کے مطابق اپنی بعض ازواج مطہرات کو بھی لے کر مباہلہ کیلئے نکلے۔ ادھر سے عیسائی بھی نکلے مگر اس نورانی قافلے کو دیکھ کر واپس پلٹ گئے اور کہنے لگے۔ والله انا لنرىٰ وجوها لو دعوا الله ان يزيل هذا الجبل عن موضعه لازالها۔ خدا کی قسم ہم ایسے چہرے دیکھ رہے ہیں کہ اگر وہ خدا سے دعا کر دیں کہ اس پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تو وہ ہٹا دے گا۔ اس طرح وہ تمام میدان سے بھاگ گئے اور حق کو فتح حاصل ہوئی۔

اس آیت میں تین الفاظ ہیں۔ ابناءنا، نساءنا اور انفسنا یعنی ہم اپنے بیٹوں، عورتوں اور خود اپنے آپ کو لیکر آئے ہیں چنانچہ ابناءنا کے تحت آپ ﷺ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو لے کر آئے کیونکہ اس وقت آپ ﷺ کا کوئی حقیقی بیٹا نہیں تھا۔ یہ ۹ھ کی بات ہے۔ نساءنا کے تحت آپ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو لے کر آئے۔ باقی بیٹیوں کو اس لئے نہ لے جا سکے کہ وہ اس سے قبل فوت ہو گئی تھیں جبکہ آخری لفظ وانفسنا کے تحت آپ ﷺ خود تشریف لائیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لے کر آئے اور یہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا اعزاز و امتیاز اور عظیم خصوصیت و فضیلت ہے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء رسول کریم ﷺ چاہتے تو دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی وغیرہ کو بھی لے جا سکتے تھے کیونکہ وہ بھی سسر یا داماد کا تعلق رکھتے تھے مگر یہ ایسا موقع تھا کہ رشتے میں قریب ترین افراد کو لے جانا مقصود تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے قریب ترین رشتہ رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہے مددگار علی کا — محبوب خدا بھی ہے طرفدار علی کا
دو پھول حسین اور حسن جس میں کھلے ہیں — دنیا میں ہے بس اک وہ گلزار علی کا
فرمایا نبی نے یہ احادیث میں سن لو — منجملہ عبادات ہے دیدار علی کا

آیت نمبر ۱۰:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم

باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدلھم جنت.......... ذٰلك الفوز العظیم۔

ترجمہ: اور سبقت لے جانے والے پہلے لوگ مہاجرین وانصار میں سے اور وہ لوگ جنہوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی۔ خدا ان سے راضی ہوا اور وہ خدا سے۔ اللہ نے ان کے لیے جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ عظیم کامیابی ہے۔ (سورہ توبہ پارہ ۱۱ رکوع ۲)

یہ آیت بلاشبہ ان لوگوں پر صادق آتی ہے جو ظہور اسلام کے بہت ابتدائی دور میں داخل اسلام ہوئے جن میں حضرت علی المرتضیٰ ؓ سرفہرست تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور سیدہ خدیجہ ؓ کی طرح آپ بھی السابقون الاولون میں شامل ہیں بلکہ بعض روایات کے مطابق آپ ہی سب سے پہلے مسلمان ہیں اور اس میں تو کوئی شک نہیں کہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان بہرحال آپ ؓ ہیں۔

فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں ہوں علی سے ۔۔۔ ہے کتنا فزوں مرتبہ سرکار علی کا
فرمایا کہ میرا ہے عدو دشمن حیدر ۔۔۔ میرا ہے طلبگار، طلبگار علی کا
جس سینہ کو مس کر کے دعا کی ہے نبی نے ۔۔۔ وہ سینہ ہے گنجینہ اسرار علی کا
مولا کی عداوت ہے منافق کی علامت ۔۔۔ مومن ہے باخلاص طلبگار علی کا
خالی نہیں پھرتا ہے جہاں سے کوئی سائل ۔۔۔ واللہ وہ دربار ہے دربار علی کا
اجماع صحابہ ؓ سے خلافت ہوئی ان کی ۔۔۔ یہ فضل نہیں قابل انکار علی کا
تھے اپنے زمانے میں یہی افضل اصحاب ۔۔۔ اجمل یہ شرف ہے میرے سرکار علی کا

آیت نمبر ۱۱:

ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورًا۔ عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا۔ یوفون بالنذر ویخافون یومًا کان شرہٗ مستطیرًا۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینًا ویتیمًا واسیرًا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزآءً ولا شکورًا۔

ترجمہ: بے شک نیک لوگ ایسے جام سے پئیں گے جس کا پانی کافور سے ملا ہوگا۔ وہ ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور اسے جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے۔ وہ اپنی نذریں پوری کرتے اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر پھیلا ہوا ہے۔ وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا کیلئے کھلاتے ہیں نہ ہم اس کا تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ (سورہ دھر پارہ ۲۹، رکوع ۱۹)

امام سیوطی ؒ نے مختلف حوالہ جات سے لکھا ہے کہ یہ آیات حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی زوجہ مطہرہ سیدۃ النسآء فاطمۃ الزہرا خاتون جنت اور آپ ؓ کی لونڈی فضہ ؓ کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ حسن و حسین ؓ دونوں بچے بیمار ہوگئے تو انہوں نے تین روزوں کی نذر مانی۔ اللہ نے انہیں صحت دی تو روزہ رکھنے کی نذر پوری کرنے کو حضرت علی ؓ سحری وافطاری کیلئے ایک یہودی سے تین صاع جو لائے۔ خاتون جنت ؓ نے تینوں دن ایک ایک صاع بوقت افطار پکایا اور روٹیاں سامنے رکھی ہی تھیں کہ پہلے دن کسی نے باہر سے آواز لگائی میں یتیم ہوں۔ انہوں نے وہ کھانا اسے دے دیا۔ دوسرے دن افطار کے وقت پھر کوئی پکارا میں مسکین ہوں۔ انہوں نے وہ کھانا اسے دے دیا اور تیسرے دن کوئی پکارنے والا کہہ رہا تھا کہ میں قیدی ہوں آج ہی رہا ہوا ہوں مجھے کھانا چاہیے۔ انہوں نے وہ کھانا اسے پکڑا دیا۔

(عظمت اہل بیت رسول بحوالہ درمنثور فی التفسیر بالماثور)

جس قلب میں ہو حب نبی الفت شیخین
واللہ وہی کرتا ہے توقیر علی کی
دشمن ہے وہ اللہ ونبی و خلفاء کا
کرتا ہے جو ادنیٰ سی بھی تحقیر علی کی
حیراں کیا کرتی ادیب و خطباء کو
بیساختہ ہوتی تھی جو تقریر علی کی
سرکار نے خیبر میں دیا فتح کا جھنڈا
اس روز تو فائق ہوئی تقدیر علی کی

Scanned with CamScanner

شانِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ دراحادیث مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء:

جس طرح قرآنی آیات بڑی کثرت کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں جن میں سے چند آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔اسی طرح احادیث مبارکہ کا ایک معتد بہا ذخیرہ حضرت علی المرتضیٰ کی شان اقدس میں کتب احادیث کے اندر موجود ہے۔جس میں سے چند احادیث بمعہ ترجمہ وتشریح لکھی جارہی ہیں۔(مشکوٰۃ ص ۵۶۴)

باب مدینۃ العلم

انا دار الحکمۃ وعلی بابھا (ترمذی، صفحہ ۲۱۲، جلد ۲)

میں حکمت ودانائی کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

یہ حدیث بعض کتابوں میں ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔**انا مدینۃ العلم وعلی بابھا**۔میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

(الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۲۲ بحوالہ بزار، طبرانی، عقیلی اور ابن علی)

فمن اراد العلم فلیات الباب۔جو علم لینا چاہے وہ دروازے پر آئے **علی باب علمی**۔علی میرے علم کا دروازہ ہے۔عالم موجودات کو طاقت بشری سے کما حقہ جاننے کو حکمت کہا گیا ہے (علامہ دوانی) تو پھر جو بندۂ خدا ''قوت پروردگار'' کا مصداق ہو اس کی نگاہوں میں علم کی کونسی بات چھپی رہ سکتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان علمی کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

چوں تو باب آں مدینہ علم را — چوں شعاعے آفتاب حلم را
باز باش اے باب بر جویائے باب — تا رسد از تو قشور اندر لباب

جب حضرت علی شہر علم (حضور علیہ السلام) کا دروازہ ٹھہرے اور بردباری کے سورج کی شعاع قرار پائے تو اے شہر علم کے دروازے! طالبان علم پر کھلا رہ تاکہ آپ کی وجہ سے چھلکا اور پوست مغز اور گودا بنتا رہے طالبوں کی پیاس بجھتی رہے اور جہالتوں کے اندھیرے مٹ کر علم کی روشنیاں پھیلتی رہیں۔علامہ اقبال اپنے مرشد رومی کے مذکورہ عقیدہ کی خوشہ چینی اور تقلید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

ذات او دروازۂ شہر علوم — زیر فرمانش حجاز و یمن و روم

آپ تمام علوم کے شہر کا دروازہ ہیں اور عرب وعجم آپ کا تابع فرمان ہے۔حضور علیہ السلام نے اپنے آپ کو علم کا شہر قرار دیا ہے اور مدینۃ العلم کہا۔قریۃ العلم نہ فرمایا کہ میں علم کا گاؤں یا دیہات ہوں کیونکہ دیہات سے کوئی چیز ملتی ہے کوئی نہیں ملتی جبکہ شہر سے ہر شئی ملتی ہے اور بارگاہ نبوت سے بھی ہر علم اور ہر علم کی ہر جزی ملتی ہے لیکن جو علم نبوت کے ہی منکر ہیں وہ بھلا باب العلم کی علمی شان کو کب تسلیم کریں گے۔

علم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وارضاہ:

حضرت علی المرتضیٰ کے چند اشعار جو علم اور علماء کی فضیلت پر اپنے اندر بڑی جامعیت رکھتے ہیں ان میں سے صرف دو شعر ملاحظہ فرمائیں۔

رضینا قسمۃ الجبار فینا — لنا العلم وللجھال مال
فان المال یفنی عن قریب — وان العلم باق لایزال

ہم اللہ کی تقسیم پہ راضی ہیں کہ اس نے ہمیں علم دیا اور جاہلوں کو مال دیا۔پس مال تو عنقریب ختم ہونے والا ہے اور علم ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اگلے اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ علم نبیوں کی وراثت ہے اور مال فرعون کا سرمایہ ہے۔

مال خرچ کرنے سے ختم ہوجاتا ہے اور علم جتنا خرچ کروگے اتنا ہی بڑھتا جائے گا۔

مالدار اکثر کنجوس ہوتے ہیں اور علم والے علم کے معاملہ میں سخی ہوتے ہیں۔

تفسیر روح البیان صفحہ ۱۰۵، ج ۲ پر **وفی انفسکم افلا تبصرون** کے تحت یہ حسین واقعہ لکھا ہوا ہے کہ جب کچھ لوگوں نے علم نبوت پہ اعتراض کیا تو آپ نے بر سر منبر اعلان فرمایا: **سلونی عما دون العرش**۔عرش تک جو پوچھنا چاہو مجھ سے پوچھ لو۔یہ اعلان صرف دو ہستیوں نے ہی کیا ہے پہلے مدینۃ العلم نے اور پھر باب العلم نے۔ایک شخص مجمع میں سے کھڑا ہو کر کہنے لگا۔**ھل رایت ربک یا علی**۔اے علی کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

آپ نے فرمایا! قسم بخدا ایک سجدہ کرتا ہوں تو دوسرا تب کرتا ہوں جب اپنے رب کو دیکھ لیتا ہوں۔

کشور کشائے فکر، شجاعت کا بانکپن
صابر، سخی، کریم، رضا جو وہ بت شکن
نان جویں کا ناز، قناعت کی انجمن
دل کا غرور، جرات و احساس کی پھبن
جس کا وجود قدرت حق کی دلیل تھا
جس کا شعور بوسہ گاہ جبرئیل تھا

نزہۃ المجالس، صفحہ ۲۱۰، ج ۲ پہ ہے قال علی سلونی عن طرق السمٰوٰت والارض فانی اعلم بھامن طرق الارض۔

پوچھو مجھ سے، میں زمین وآسمان کی ہر چیز کو جانتا ہوں۔ فجاء جبریل فی صورۃ رجل۔ حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں حاضر ہو کر سوال کرتے ہیں این جبریل؟ بتاؤ جبریل کہاں ہے؟ آپ نے مشرق، مغرب، شمال، جنوب، نیچے اوپر نگاہ دوڑائی اور فرمایا انت جبریل تو خود ہی تو جبریل ہے۔

علم علی رضی اللہ عنہ فیضانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال یہ ہے کہ علی المرتضیٰ کے پاس یہ علم کہاں سے آیا تو اس کا جواب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات، صفحہ ۳۳۱، جلد ۴ میں حضرت علی کے حوالے سے یوں دیا کہ ''چوں غسل دادہ شد آب درپلک ہائے وے پس برداشتم من برزبان خود آں را فر بردم کہ جب میں نے حضور علیہ السلام کو غسل وفات دیا تو پانی کے چند قطرے آپ کی مبارک پلکوں پہ جمع ہو گئے۔ بس میں نے ان قطروں کو اپنی زبان سے چوس لیا جس سے میرے سینے میں علم کا سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔

نیز فرمایا! مجھے میرے آقا اپنے الم نشرح کے سینے پہ لٹاتے تھے۔ اپنی زباں چوساتے تھے۔ اپنے ساتھ سلاتے تھے۔ یہ اس لعاب دھن کی برکت ہے کہ میرے سامنے عیسائی آئے تو اس کو انجیل سے جواب دیتا ہوں۔ یہودی آئے تو اس کو تورات پڑھ کر جواب دوں اور مسلمان کو قرآن سے جواب دوں حتٰی نطقوا صدقت علی لاکذبت۔ حتیٰ کہ پکار اٹھیں

اے علی تو نے جھوٹ نہیں فرمایا بلکہ سچ فرمایا ہے۔

نبی سے مانگو یا مانگو علی کی چھوٹ سے
سخائے شاہ رسل ہے سخائے مولا علی
بصد عطا و عنایت ازل سے رکھی ہے
نبی کے نور سے حق نے بنائے مولا علی
علی کا کام ہی گرتوں کو تھام لینا ہے
گرائے جس کو مقدر اٹھائے مولیٰ علی

حضرت علی کی قوتِ فیصلہ کا راز

ابن ماجہ صفحہ ۱۶۸ پر ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن فقلت یارسول اللہ تبعثنی وانا شاب اقضی بینھم ولا ادری ما القضاء۔

حضرت علی فرماتے ہیں جب حضور علیہ السلام نے مجھے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے عرض کیا! حضور آپ تو مجھے بھیج رہے ہیں لیکن میں جوان آدمی ہوں میں ان میں کیا فیصلہ کروں گا۔ میں تو فیصلہ کرنا جانتا ہی نہیں۔ قال فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صدری۔ پس حضور علیہ السلام نے میرے سینے پہ دست کرم پھیرا اور یہ دعا کی۔ اللھم اھد قلبہ و ثبت لسانہ۔ اے اللہ علی کے دل کو رہنمائی دے دے اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھ۔ فما شککت بعد فی قضاء بین اثنین۔ بس وہ دن گیا اور یہ آیا۔ مجھے کبھی فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے میں تردد بھی نہ ہوا۔ (الحاکم، صفحہ ۱۳۵، ج ۳)

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اکثر فرمایا کرتے تھے علی اقضانا۔ علی ہم میں سے بہترین فیصلہ فرمانے والے ہیں۔ وعن ابن مسعود کنا نتحدث ان اقضی اھل المدینۃ علی۔ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ علی تمام اہل مدینہ سے زیادہ اچھا فیصلہ فرماتے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی)

حضرت علی فرماتے ہیں علمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الف باب

Scanned with CamScanner

يفتح كل باب الى الف باب (البدایہ ص ۳۶۰ ج ۷)

مجھے حضور علیہ السلام نے علم کے ہزار باب دیے ہیں اور ہر باب سے آگے ہزار باب کھلتے ہیں۔

قرآنی علوم اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انزل القران على سبعة احرف ولكل حرف ظاهر و بطن وان علی ابن ابی طالب عنده ظاهر و بطن ۔قرآن مجید سات حروف پہ نازل ہوا۔ ہر حرف کا ایک ظاہر ہے ایک باطن اور علی بن ابی طالب کے پاس ظاہر کا علم بھی ہے باطن کا بھی (المناقب، صفحہ ۳۴)

حضرت علی کا اپنا فرمان ہے والله ما نزلت اية وقد علمت فيما نزلت واين نزلت و على من نزلت ان ربی وهب لی قلبا عقولاً ولسانا ناطقا (تاریخ الخلفاء)

خدا کی قسم مجھے ہر آیت کا شان نزول اور یہ کہ کونسی آیت کہاں نازل ہوئی۔ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کس پر نازل ہوئی یہ سب کچھ مجھے معلوم ہے۔ مجھے اللہ نے عقل سے بھرپور دل دیا ہے اور بولنے والی زبان عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا سلونی عن كتاب الله فانه ليس من اية الا وقد عرفت بليل نزلت ام بنهار ام فی سهل ام فی جبل (طبرانی)

قرآن کے بارے میں مجھ سے پوچھو میں جانتا ہوں کونسی آیت دن کو نازل ہوئی کونسی رات کو۔ کونسی ہموار زمین پہ نازل ہوئی کونسی پہاڑی علاقے میں۔

امین ہے متین ہے حسین ہے ذہین ہے
کتاب عشق و کیفیت کی آیۂ مبین ہے
وہ پیکر جمال ہے وہ مرکز کمال ہے
جلال ذوالجلال ہے قرار بے قرار ہے

اب اس حدیث کا مفہوم واضح ہو گیا جو مسند بزاز، طبرانی حاکم اور ترمذی نے روایت فرمائی ہے۔

علی مع القران والقران مع علی ولا يفترقان حتى يردا على الحوض ۔

علی قرآن کے ساتھ ہے، قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ آپس میں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پہ میرے پاس آئیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں كان ممتلی جوفه حكما و علما و باسا و نجدة مع قرابته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔حضرت علی المرتضیٰ علم و حکمت، قوت و شجاعت کا خزانہ تھے اور یہ سب حضور کی قرابت کا صدقہ تھا۔ (استیعاب، صفحہ ۴۷۶، ج ۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان بھی روایت فرمایا ہے۔ على عيبة علمی۔ علی میرے علم کا خزانہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کا اعلان

حضرت سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کے خطبہ میں بیٹھا تھا اور اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے فرمایا:

سلونی فوالله لا تسألونی عن شئی یکون الی یوم القیامة الا حدثتكم به

مجھ سے پوچھو اللہ تعالیٰ کی قسم قیامت تک جو ہونے والا ہے میں تم کو بتاؤں گا (تم مجھ سے نہیں پوچھ سکو گے مگر) میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گا۔

(کنز العمال، صفحہ ۴۰۵، جلد ۶، خالص الاعتقاد صفحہ ۴۴، الكلمة العليا، صفحہ ۱۴)

حضرت مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ فرماتے ہیں کہ سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسئال عن شئی دون العرش الا خبرت عنه ۔

پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ گے اس حال میں کہ میں عرش کے نیچے کی تم کو تمام چیزوں کی خبر دے سکتا ہوں۔

حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ تابعین سے ہیں فرماتے ہیں ہمارے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی ایک ایسا نہ تھا جس نے یہ فرمایا ہو

لم یکن احد من الصحابة یقول

اصحاب میں سے سوائے سیدنا علی المرتضیٰ کے

سلونی الاعلیا (کنز العمال صفحہ ۴۰۵، جلد ۶ خالص الاعتقاد صفحہ ۴۴، الکلمۃ العلیا، صفحہ ۱۴) کسی نے ایسا نہ کہا کہ پوچھ لو مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہے میں تم کو خبر دوں گا۔

ثابت ہوا کہ حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم قیامت تک کے احوال کی خبر رکھتے تھے اور اسی لیے بالاتفاق تمام علوم کے سمندر نا کنار آپ ہی ہیں اور تمام علوم کی نہریں انہی کے چشمۂ فیض سے چلی ہیں۔ ولی، قطب، غوث، ابدال، اوتاد، درویش، قلندر، سالک، قادری، نقشبندی، سہروردی، چشتی، معرفت، حقیقت، طریقت، شریعت، یہ سب علم کی نہریں باب مدینۃ العلم کے قدموں سے رواں ہیں۔

ہے نائب نبی علی، علی نبی کا یار ہے
علی نبی کے گلستان دین کی بہار ہے
علی جمال مصطفیٰ، علی امام اولیاء
جری، قوی، جلی، ولی ہے شیر کردگار ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پوری شب بسم اللہ کے صرف حرف با کی تفسیر شروع فرمائی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ آپ نے فرمایا اگر اور رات ہوتی تو بیان کرتا رہتا۔ واللہ یہ سمندر سے قطرہ بھی بیان نہیں کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر میں سورت فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو ستر اونٹ کتابوں سے لادے جائیں تو بھی تفسیر سورت فاتحہ ختم نہ ہوسکے۔ (الحلیہ، صفحہ ۹۵، جلد ۱)

حضرت سرکار مولیٰ علی المرتضیٰ رکاب میں ایک پاؤں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھنے تک پورا قرآن پڑھ کر ختم فرما لیتے۔ اللہ اللہ یہ شان کرامت کمال تھی۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

نکتۂ قرآنی:

قرآن مجید میں فرمایا گیا فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الانبیاء) اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔ حالانکہ جاننا یا نہ جاننا علم سے متعلق ہے تو اہل العلم فرمانے کے بجائے اہل ذکر اس لیے فرمایا گیا کہ اہل علم پھر بھی کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی مسئلہ میں کسی نہ کسی طرح کی ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور ان سے حقیقت چھپ بھی سکتی ہے کہ ان کا علم

کتابی ہوتا ہے۔ کتاب لکھتے ہوئے قلم کا لغزش کھا جانا ناممکن بات نہیں ہے لیکن اہل ذکر مشاہدہ اور دیدار کے ذریعے حقیقت کو پاتے ہیں اس لیے ان پر کچھ مخفی نہیں۔ نیچے نگاہ کریں تو تحت الثریٰ تک جائے۔ اوپر نظر اٹھائیں تو عرش معلیٰ سے پار ہوجائے۔ کتب مرقوم یشهده المقربون ان کا سارا کا سارا معاملہ مشاہدے سے متعلق ہے۔ مولائے روم فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء۔ اور علی المرتضیٰ شہنشاہ ولایت ہیں تو جب یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

مگر بے خبر! بے خبر جانتے ہیں

جب علی کے چاہنے والوں کی حالت یہ ہے تو خود علی کی کیفیت کیا ہوگی اور پھر خود نبی کا مقام کتنا بلند و بالا ہوگا۔ علم والوں کی نگاہ اسناد و رواۃ پہ ہوتی ہے اور ذکر والوں کی نظریں رخ یار پہ جمی ہوتی ہیں۔ عقل کبھی دلائل کے گرد و غبار میں بھٹک بھی جاتی ہے اور عشق محبوب کے چہرے سے نقاب اٹھا کر منزل کو پا لیتا ہے اور قرآن میں ہی قرآن کو ذکر بھی فرمایا گیا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔

تو ثابت ہوا جب قرآن ذکر بھی ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔ علی قرآن کے ساتھ ہے اور سارے علوم کا منبع قرآن ہے تو علم کی خیرات کے ایک قطرے سے لے کر سمندر تک سب کچھ علی المرتضیٰ کے در کی گدائی سے ملتا ہے اور علی صرف حامل قرآن اور باب مدینۃ العلم ہی نہیں بلکہ

وہ نازش بتول ہے، برادر رسول ہے
وہ گلستان ہاشمی کا، دل نواز پھول ہے
علی کی دھوم دھام ہے، مکان و لامکان پر
علی سخا کی سلطنت کا شاہ و تاجدار ہے

علم علی المرتضیٰ ایک اور یہودی کا واقعہ:

حضرت علی المرتضیٰ نے جب اعلان فرمایا کہ مجھ سے پوچھو میں تمہیں ہر مسئلہ کا جواب قرآن سے دوں گا تو ایک یہودی جس کی داڑھی کھودی یعنی چند بالوں پر مشتمل تھی (جبکہ

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ کی داڑھی مبارک خوب گھنی تھی کہ پورے سینہ مبارک پہ سایہ کناں تھی) کہنے لگا' آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ ہر سوال کا جواب قرآن سے دیتے ہیں؟ فرمایا! ہاں اس نے کہا: مجھے بتاؤ کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ میری داڑھی کے چند بال ہوں گے اور آپ کی داڑھی اتنی گھنی ہوگی؟ آپ نے فوراً یہ آیت پڑھی۔

والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذى خبث لايخرج الانكدا

(اعراف: ۵۸)

جوزمین پاکیزہ ہو اس سے اللہ کے حکم سے بھرپور سبزہ نکلتا ہے اور گندگی زمین سے تنکا تنکا۔

فرمایا میرے جسم کی زمین ایمان کی وجہ سے پاکیزہ ہے اس لیے میری داڑھی کا سبزہ گھنا ہے اور تیرے جسم کی زمین یہودیت کی وجہ سے گندی ہے لہٰذا تیرے بال تھوڑے اور "ٹانویں ٹانویں" ہیں۔

دشمنانِ علی المرتضیٰ کی علامت:

عجیب بات ہے علی سے محبت کا دعویٰ کرنے والا فرقہ حضرت علی کی اس سنت سے محروم ہے حالانکہ مانتے بھی ہیں کہ تمام انبیاء کرام اور ائمہ عظام کی داڑھی تھی لیکن اس فرقہ کے مذہبی پیشوا' علماء و ذاکرین بھی اس نعمت سے محروم ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا کالا ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضرت علی سے پوچھا کہ (آپ کے دشمن) مروان کے لشکر کی علامت کیا ہے تو آپ نے فرمایا قوم حلقوا اللحى و نفلوا الشوارب جو داڑھیاں چٹ کراتے ہیں اور مونچھیں لمبی رکھتے ہیں۔ (اصول کافی' صفحہ ۴۸۱)

امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ داڑھی کی مقدار کتنی ہے تو آپ نے فرمایا: تقبض بيدك و تجرما نفل۔ ایک مٹھی بھر لے اور باقی کاٹ دے۔ (فروع کافی' صفحہ ۵۳' جلد ۲)

اور شیعہ حضرات کی معتبر کتاب حیات القلوب صفحہ ۱۲۶' ج ا پہ ہے۔

از سنتہائے ابراہیم است شارب را گرفتن و ریش را بلند داشتن

داڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹوانا سنت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

امام الائمۃ العظام ہادیٔ انام سیدنا علی المرتضیٰ کا یہ اصلی نشان ہے کہ داڑھی مبارک گھنی اور بھرپور اور مونچھیں پست' ان کے نقشہ کو اپنانا لازمی ہے۔

یاد رہے کہ داڑھی کا رکھنا اور مونچھوں کا کٹوانا یہ مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بھی سنت ہے روایات شاہد ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کی داڑھی مبارک بھری ہوئی اور گھنی تھی اور آپ کی مونچھیں پست تھیں اور سید عالم علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا۔

احفوا الشوارب واعفوا اللحى ولا تشبهوا باليهود (مشکوٰۃ)
مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو

وہ راہیں نور بنیں مثل کوہ طور بنیں
جہاں جہاں سے گزر کر ہیں آئے مولیٰ علی
ہر اک ولی کے لوا سے بلند تر ہو گا
لوائے حمد کا سایہ' لوائے مولا علی
جو آئے مدمقابل غرور کے کہسار
بنا کے ریت کے ذرے اڑائے مولا علی
ہمیشہ سایہ فگن رہے یہی تمنا ہے
خضر غریب کے سر پر ردائے مولا علی

(سید خضر چشتی)

حضرت علی المرتضیٰ کے حیرت انگیز علمی واقعات:

مسئلہ میراث:

ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری میراث کا ایک حصہ (جز) فلاں شخص کو میرے مرنے کے بعد دے دینا۔ اس کے انتقال کے بعد جز کے تعین میں اختلاف ہوا جب فیصلہ نہ ہوسکا تو حضرت علی المرتضیٰ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ساتواں حصہ دے دو کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا ہے۔

لها سبعة ابواب لكل باب منهم جزءٌ مقسوم۔ اس (دوزخ) کیلئے سات

Scanned with CamScanner

دروازے ہیں اور ہر دروازے کیلئے ایک (جز) حصہ بٹا ہوا ہے۔ (سورۃ الجز المناقب صفحہ ۳۴)

معلوم ہوا کہ مسئلہ میراث کے موقع پر بھی مولےٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم سے جواب دے کر اختلاف ختم کر دیا اور مسئلہ میراث حل فرمادیا۔

یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں
نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

نمبر۲: ایک حیرت انگیز فیصلہ:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں دو عورتوں نے بچے جنے، رات اندھیری تھی ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور ایک کے ہاں لڑکی دونوں میں جھگڑا اس بات پر ہوا کہ ہر ایک کہتی تھی کہ لڑکا میں نے جنا ہے۔ آخر کار دونوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لائی گئیں ہر ایک یہی کہتی تھی کہ لڑکے کی ماں میں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ان تحلب لبنها شيئا ثم وزن اللبنين فرجح احدهما فحكم لصاحبة الراجح بالصبي فقيل من اين اخذت هذا قال من قوله تعالىٰ للذكر مثل حظ الانثيين

(نزہۃ المجالس، صفحہ ۱۸۷)

تم دونوں تھوڑا تھوڑا دودھ چھاتیوں سے نکال کر دو برتنوں میں رکھو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ نے دونوں دودھوں کو تولا تو ایک وزنی (یا دو حصے) اترا فرمایا جس کا دودھ وزنی ہے لڑکا اسی کا ہے۔ یہ فیصلہ سن کر لوگوں نے دریافت کیا یا حضرت آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا تو فرمایا قرآن کی اس آیت سے للذکر مثل حظ الانثيين۔

اس آیت میں یہ بھی استدلال ہے کہ خدا نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے حتیٰ کہ غذا میں بھی۔

علی کا نطق ''سلونی'' کے آبشار کی ضو علی کا حسن مہ و مہر میں حیات کی رو
علی ہنسے تو پھٹے دو جہاں میں صبح کی پو علی جو چپ ہو تو رک جائے نبض عالم نو
علی رکے تو نوا خامشی میں ڈھلتی ہے
علی چلے تو زمانے کی سانس چلتی ہے

نمبر۳: علی شیر خدا اور ایک قدری کا واقعہ:

آپ کے پاس ایک قدری فرقے کا شخص آیا جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ ہی سب کچھ کرتا ہے اور اسی مسئلہ پہ بحث کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا: اچھا تو اپنا ایک پاؤں زمین سے اٹھا۔ اس نے جلدی سے اٹھا لیا۔ آپ نے فرمایا: اچھا اب دوسرا بھی اٹھاؤ وہ لاجواب اور شرمندہ ہو گیا۔ فرمایا: جب تو اپنے ہی دونوں پاؤں زمین سے نہیں اٹھا سکتا تو اور کیا کرے گا۔

نمبر۴: لنا میں لام:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد مبارک نسبتاً چھوٹا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اپنے دو ساتھیوں (ابوبکر و عمر) کے درمیان میں چل رہے تھے کہ ایک نے کہا: یا علی انت بيننا كالنون في لنا اے علی! آپ ہم دونوں میں ایسے لگ رہے ہیں جیسے لنا میں نون ہوتا ہے یعنی ابتداء میں لام کا دندانہ بھی لمبا ہے اور آخر میں الف کا بھی اور نون کا دندانہ درمیان میں چھوٹا سا ہے۔ آپ نے فی البدیہہ فرمایا: لولم اكن بينكما لكنتما لا ہاں مگر نون کے بغیر باقی لا ہی تو رہ جاتا ہے جس کا مطلب ہے کچھ نہیں۔ علی کے بغیر تم بھی تو کچھ نہیں ہو۔ (المطالب ص ۹۹)

۵۔ مشکل ترین سوالات اور فی البدیہہ جوابات:

ایک شخص نے آپ سے سوال کیا اور کہا کہ مجھے فوری اور دو لفظی جواب دیں کہ وہ کونسا جانور ہے جو انڈے دیتا ہے اور وہ کونسا ہے جو بچے دیتا ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا جس کے کان اندر ہوں وہ انڈے دیتا ہے اور جس کے باہر ہوں وہ بچے دیتا ہے۔ پھر پوچھا گیا سراپا آنکھ کون سی شئی ہے فرمایا: سورج۔ سراپا منہ کیا ہے؟ فرمایا: آگ۔ جو سب کو کھا جاتی ہے۔ عرض کیا: سراپا پاؤں کیا ہے؟ فرمایا: ہوا۔ جو ہر دم چلتی ہی رہتی ہے۔

۶۔ علی کو لاجواب کرنے والا خود لاجواب ہو گیا:

ایک شخص نے آپ کو لاجواب کرنے کے ارادے سے بڑی مدت میں ایک سوال گھڑا اور آپ سے برسر منبر پوچھنے لگا کہ کتے اور بکری کے ملاپ سے بچہ ہوا ہے اور شکل بھی دونوں

سے ملتی ہے۔ فرمایئے۔ حلال ہے یا حرام! فرمایا اس کو پانی پیتا دیکھ! اگر بکری کی طرح پیتا ہے تو حلال ہے اور اگر کتے کی طرح چاٹ کر پیئے تو حرام۔ چونکہ اس شخص کا ارادہ بد تھا کہنے لگا کئی دفعہ دیکھا ہے کبھی بکری کی طرح پیتا ہے اور کبھی کتے کی طرح۔ فرمایا: اچھا اس کے سامنے گھاس رکھ۔ کھالے تو بکری کی طرح حلال سمجھ۔ نہ کھائے تو کتے کی طرح حرام جان۔ عرض کیا: کئی دفعہ آزمایا ہے کبھی کھالیتا ہے کبھی نہیں کھاتا۔ فرمایا: اچھا جب بیٹھے تو غور کر اگلی ٹانگوں کے بل بیٹھے تو حلال ہے، پچھلی ٹانگوں پر کتے کی طرح بیٹھے تو حرام۔ کہنے لگا۔ جناب کئی بار دیکھا ہے کبھی اگلی ٹانگوں پہ بیٹھتا ہے کبھی پچھلی پر۔ حضرت علی اس کی بے شرمی کو سمجھ گئے اور فرمایا۔ اچھا: جب گھاس کھاتا ہے تو دیکھ اگر جگالی کرے تو حلال ورنہ حرام۔ اس نے پھر وہی جواب دیا (تو آپ نے اس کی ایسی گرفت فرمائی کہ اس کو نانی یاد آ گئی) فرمایا: اچھا اس کو ذبح کر دے۔ اوجھری نکلے تو حلال، صرف انتڑیاں نکلیں تو حرام۔ لاجواب ہو گیا کیونکہ اب یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ کئی بار ذبح کیا ہے کبھی انتڑیاں نکلی ہیں، کبھی اوجھڑی۔

علی ضمیر جنوں، میر کاروان خرد
علی شعور امامت، علی ''امین'' صمد
علی ''علیم'' رموز رسول و ''علم'' احد
علی دلیر، بہادر، سخی، کریم، اسد
علی کے ذکر سے جنت نصیب ہوتی ہے
بغیر اس کے دعا کب قبول ہوتی ہے

۶۔رزق کی اقسام کا حضرت علی سے سوال:

کسی نے آپ سے پوچھا کہ رزق کتنی قسم کا ہوتا ہے۔ فرمایا دو قسم کا۔

۱۔مقسوم:

جو قسمت میں لکھ دیا گیا ہو اس کو پھینکتے بھی رہو۔ پھر بھی مل کر ہی رہے گا۔

۲۔مقصود:

ارادہ کرو گے، پیچھے جاؤ گے تو ملے گا۔ یعنی مقسوم وہ کہ جو تمہارے پیچھے بھاگتا ہے اور

مقصود وہ کہ جس کے پیچھے تم بھاگتے ہو۔ سائل نے کہا ایک شخص کو ہم جکڑ کر کمرے میں بند کر کے تالے لگا دیتے ہیں۔ تمام راستے ہی بند کر دیتے ہیں تو رزق کہاں سے آئے گا۔ فرمایا: فرض کرو اگر وہی وقت اس کی موت کا ہو تو عزرائیل آ جائے گا یا نہیں؟ جہاں سے عزرائیل جان لینے آئے گا وہاں سے ہی میکائیل رزق لے کر آ جائے گا۔

حاضر جوابی کا راز

حضرت علی المرتضیٰؑ اس قدر حاضر جواب کیوں تھے اس کی وجہ آپ نے خود ہی بیان فرما دی۔ جب کسی نے پوچھا کہ آپ اتنا جلدی بغیر سوچے سو فیصد صحیح جواب کس طرح دے دیتے ہیں۔ فرمایا: تو بتا تیرے ہاتھ میں انگلیاں کتنی ہیں؟ عرض کیا پانچ، فرمایا: سوچا کیوں نہیں؟ عرض کیا، سوچنا کیا ہے؟ ہر وقت تو سامنے ہوتی ہیں۔ فرمایا: پھر یہی تیرے سوال کا جواب ہے۔ ساری کائنات ہر وقت تو میرے سامنے ہوتی ہے جیسا بھی سوال ہو گا کائنات کے اندر سے ہی ہو گا۔ پھر سوچنا کیسا؟

ایسا کریم جس کے کرم کی نہ حد ملے
ایسا علیم، علم کو جس سے مدد ملے
ایسا سلیم، جس سے علوم صمد ملے
ایسا عظیم جس کی ولا میں احد ملے
دنیا و دین میں جس کو معلٰی نسب ملے
خالق کی بارگاہ سے حیدر لقب ملے

حضرت علی المرتضیٰ کی زندگی کے علم و حکمت سے بھرپور چند واقعات مزید ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ یہ سارا فیض مدینۃ العلم سے آ رہا ہے کیونکہ حضرت علی خود فرماتے ہیں کہ میں حکمت و دانائی کی باتیں دوسروں سے زیادہ اس لیے کرتا ہوں کہ انی کنت اذا سالته انبانی و اذا سکت ابتدانی۔ جب میں حضور سے پوچھتا تو آپ مجھے بتا دیتے اور جب میں چپ ہوتا تو آپ مجھے خود بلا لیتے اور علم و حکمت کے جام بھر بھر کے پلا دیتے۔

Scanned with CamScanner

ایک پادری کے سوالات اور سیدنا علی المرتضیٰ کے حیران کن جوابات:

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بحران کا ایک عالم پادری اسلام پر اعتراضات کرنے کیلئے چند سوالات سوچ کر آیا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خلیفۃ المومنین کی بارگاہ میں حاضر ہونے کیلئے اجازت طلب کی۔ اس وقت حضرت عمر فاروق اعظم کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی موجود تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری کو اپنی عدالت میں آنے کی اجازت دے دی۔ جب یہ پادری اندر داخل ہوا تو حضرت امیر المومنین سے خطاب کر کے عرض کرنے لگا۔ میں چند سوالات کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہو تو بیان کروں اور آپ ان کا جواب دیں امیر المومنین نے فرمایا ہاں اپنے سوال بیان کرو۔

۱- آپ کا قرآن جنت کا کچھ ایسا طول وعرض بیان کرتا جو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ کا قرآن کہتا ہے کہ جنت کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہوگا یہ بتلایئے کہ جب جنت اتنی بڑی ہوگی تو دوزخ کہاں واقع ہوگی؟

۲- وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کی مثل ہے؟

۳- آسمان کا کوئی قفل ہے؟

۴- زمین پر سب سے پہلے کس کا خون گرا تھا؟

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت مولیٰ علی المرتضیٰ سے فرمایا آپ اس کے چاروں سوالوں کے جواب دیجئے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسی وقت اس سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے پادری! اپنے تمام سوالات کے جوابات سن لے اور اگر دل چاہے تو نوٹ کر لے۔ تم نے قرآن پاک کی اس آیت پر اعتراض کیا ہے کہ جب جنت کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے تو دوزخ کہاں واقع ہوگی۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس بات کا جواب دے کہ جب رات آتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن آتا ہے تو رات کہاں چلی جاتی ہے۔ پادری یہ جواب باصواب ہی سن کر حیران رہ گیا۔ فرمایا: تمہارا دوسرا سوال یہ تھا کہ وہ کیا چیز ہے جو میوہ ہائے جنت کی مانند ہے۔ آپ نے فرمایا وہ قرآن ہے کہ تمام مخلوق اس سے استفادہ کرنا چاہے تو بھی اس میں کوئی

کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ گویا جنت کے میوہ جات بھی اسی طرح کے ہیں۔

فرمایا: تمہارا تیسرا سوال یہ ہے کہ آسمانوں کا قفل کیا ہے فرمایا وہ قفل شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا جائے سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ قفل کی مفتاح (کنجی) کلمہ شہادت ہے جس کی پرواز ورسائی فرش سے عرش تک ہے۔

فرمایا: تمہارا چوتھا سوال یہ ہے کہ زمین پر سب سے پہلے خون کس کا گرا؟ آپ نے فرمایا: تمہارا یہ گمان ہے کہ چمگادڑ کا خون سب سے پہلے زمین پر گرا۔ یہ غلط ہے سب سے پہلا خون حضرت حوا کا تھا جو حضرت ہابیل کی ولادت کے وقت زمین بوس ہوا تھا۔

پادری نے کہا بخدا سچ ہے مگر میرے ایک سوال کا جواب اور دیجئے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا آخری سوال بھی پوچھ لو تا کہ تمہارے دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔ کہنے لگا بتایئے خدا کہاں پر ہے؟ حضرت مولائے کائنات علیہ السلام نے متبسم ہو کر فرمایا۔

یہی سوال میں نے اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا اور اپنی آنکھوں کے سامنے یہ منظر دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ فرشتہ نے کہا ساتویں آسمان کا مکین ہوں اور اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ آپ نے اس سے بھی سوال کیا کہ کہاں سے آ رہے ہو اس نے کہا اپنے رب کے پاس سے ساتویں طبق زمین سے آ رہا ہوں پھر اس کے بعد ایک فرشتہ مغرب سے آیا اور ایک مشرق سے آیا۔ دونوں سے یہی سوال کیا گیا۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم اپنے رب کے پاس سے مغرب اور مشرق سے آ رہے ہیں۔

پس اے نصرانی! اللہ تعالیٰ یہاں بھی ہے۔ وہاں بھی ہے۔ زیر زمین بھی ہے۔ بالائے آسمان بھی ہے۔ پس کون سی جگہ کون سی جہت ہے جہاں وہ نہیں۔ **فاینما تولو فثم وجہ اللہ اللہ نور السموات والارض۔**

نصرانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام المشارق والمغارب باب مدینۃ الحکمت کے یہ جوابات سن کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ (مطالب السؤل صفحہ ۴۱)

Scanned with CamScanner

یہودی عالم کے سات سوال اور علی المرتضیٰ کے جوابات:

ایک یہودی عالم ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہنے لگا کہ میرے چند سوالوں کے جواب دیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو۔ اس نے کہا: بتایئے۔

۱-وہ کون سا فرد ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں؟
۲-اور کون سی عورت ہے جس کا نہ باپ ہے نہ ماں؟
۳-اور وہ کون سا مرد ہے جس کی ماں تو ہے باپ نہیں؟
۴-اور وہ کون سا پتھر ہے جس نے جانور جنا ہے؟
۵-اور وہ کون سی عورت ہے جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جن دیا؟
۶-اور وہ کون سے دو دوست ہیں جو آپس میں کبھی دشمن نہ بنیں گے؟
۷-اور وہ کون سے دو دشمن ہیں جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے؟

حضرت مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا سنو۔

۱-وہ مرد جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔
۲-اور وہ عورت جس کا نہ باپ ہے نہ ماں وہ حوا علیہا السلام ہیں۔
۳-وہ مرد جس کی ماں ہے اور باپ نہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔
۴-وہ پتھر جس نے جانور جنا ہے یہ وہ پتھر ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیدا ہوئی۔

۵-اور وہ عورت جس نے ایک ہی دن میں تین گھڑیوں میں بچہ جنا وہ حضرت مریم علیہا السلام ہیں جن کو ایک گھڑی میں حمل ٹھہر گیا۔ دوسری گھڑی میں دردزہ پیدا ہوئی اور تیسری گھڑی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

۶-اور وہ دو دوست جو کبھی آپس میں دشمن نہ بنیں گے۔ وہ جسم اور روح ہیں۔
۷-اور وہ دو دشمن جو آپس میں کبھی دوست نہ بنیں گے۔ موت اور حیات ہیں۔

مفر یہودی نے یہ سن کر عرض کیا، واقعی اے مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ نے بالکل صحیح جواب

دیئے اور واقعی آپ باب مدینۃ العلم ہیں۔ (اسد اللہ الغالب صفحہ ۳۴۴)

دو آدمی اور پانچ روٹیاں:

دو آدمی ہم سفر تھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین۔ کھانے کا وقت آیا تو راستے میں دونوں ایک جگہ ٹھہرے اور وہ روٹیاں اکٹھی کر کے دونوں مل کر کھانے بیٹھے۔ اتنے میں ایک تیسرا شخص بھی آ گیا۔ انہوں نے اس سے کہا آؤ بھائی جان کھانا حاضر ہے۔ اس شخص نے یہ دعوت قبول کر لی اور وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا اور پھر تینوں نے وہ روٹیاں مل کر کھائیں کھانا کھا لینے کے بعد وہ تیسرا شخص آٹھ روپے ان کو دے گیا اور کہہ گیا کہ آپس میں بانٹ لینا۔ چنانچہ جب وہ دونوں ان آٹھ روپوں کو بانٹنے لگے تو پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں۔ میں پانچ روپے لیتا ہوں اور تیری تین تھیں تو تین لے۔ تین روٹیوں والا کہنے لگا ایسا کیوں بلکہ یہ روپے آدھے تیرے اور آدھے میرے ہیں۔ ہم دونوں نے مل کر روٹی کھائی ہے اس لیے دونوں کا حصہ بھی برابر ہوگا۔ دونوں میں تکرار بڑھ گئی اور پھر دونوں اپنے اس جھگڑے کا فیصلہ کرانے کیلئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے سارا واقعہ سن کر تین روٹیوں والے سے فرمایا کہ اگر تمہیں تین روپے ملتے ہیں تو تین ہی لے لو۔ تمہارا فائدہ اسی میں ہے ورنہ اگر حساب کرو گے تو تمہارے حصہ میں صرف ایک ہی روپیہ آتا ہے وہ حیران ہو کر بولا: یہ کس طرح ہو سکتا ہے مجھے یہ حساب سمجھا دیجئے تو میں ایک روپیہ ہی لے لوں گا۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ اچھا سنو۔ تمہاری تین روٹیاں تھیں اور اس تمہارے ساتھی کی پانچ، کل آٹھ روٹیاں تھیں اور تم کھانے والے تین تھے اور تم آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرو تو چوبیس ٹکڑے بنتے ہیں اور اب چوبیس ٹکڑوں کو تین کھانے والوں میں تقسیم کرو تو آٹھ آٹھ ٹکڑے سب کے حصے میں آئے۔ آٹھ تم نے آٹھ تمہارے ساتھی اور آٹھ تمہارے مہمان نے اب سنو تمہاری تین روٹیاں تھیں۔ ان تین روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کریں تو نو ٹکڑے بنتے ہیں اور تمہارے ساتھی کی پانچ روٹیاں تھیں ان پانچ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کریں تو پندرہ ٹکڑے بنتے ہیں اور تم نے اپنے نو ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور

Scanned with CamScanner

تمہارا صرف ایک ٹکڑا بچا جو مہمان نے کھایا لہٰذا تمہارا ایک روپیہ بنا۔ تمہارے ساتھی نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور اس کے سات ٹکڑے بچے جو مہمان نے کھائے لہٰذا سات روپے اس کے ہوئے یہ فیصلہ سنکر وہ شخص حیران رہ گیا اور مجبوراً اسے ایک ہی روپیہ لینا پڑا اور دل میں کہنے لگا کہ تین ہی لے لیتا تو اچھا تھا۔

(الاستیعاب' صفحہ ۴۷۵' کنز العمال صفحہ ۲۹۸' جلد ۵' تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۲۶)

نوجوان اور اس کی ماں کے درمیان فیصلہ:

حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان آیا اور عرض کیا یا امیر المومنین مجھ میں اور میری ماں میں فیصلہ فرمائیں۔ میری ماں نے باوجود اس کے کہ مجھے نو ماہ شکم میں رکھا بعد اس کے اپنی گود میں دو سال دودھ پلایا اور جب میں جوان ہوا تو اس نے گھر سے نکال دیا اور کہتی ہے تم میرے بیٹے نہیں ہو۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

تمہاری والدہ کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ فلاں جگہ پہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ماں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ حکم کی تعمیل پر اس عورت کو اس کے چار بھائیوں اور چالیس مصنوعی گواہوں سمیت لایا گیا جو اس بات کی قسم کھاتے تھے کہ یہ عورت اس نوجوان کو جانتی بھی نہیں بلکہ یہ نوجوان جھوٹا دعویٰ کر رہا ہے۔ نوجوان نے عرض کیا امیر المومنین اللہ کی قسم یہ میری ماں ہے۔ آپ نے عورت سے کہا بتا درست ہے کہنے لگی امیر المومنین واللہ میں اس نوجوان کو نہیں جانتی۔ میں ابھی تک کنواری ہوں۔ شادی نہیں کرائی تو بچہ کیسے جن سکتی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا گواہ پیش کر سکتی ہو تو چالیس گواہ عورت کی حمایت میں بولے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں اب فیصلہ کرتا ہوں جس کو میرا اللہ پسند کرے گا۔ کیوں عورت تیرا کوئی ولی ہے۔ کہنے لگی یہ میرے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا بتاؤ میرا فیصلہ تمہارے لیے اور تمہاری بہن کیلئے قابل قبول ہوگا۔ چاروں بھائی بولے! کیوں نہیں آپ کا فیصلہ قبول ہوگا۔ حضرت علی کرم اللہ نے فرمایا واللہ میں نے خدا اور حاضرین کی موجودگی میں بلاشک اس عورت کو اس نوجوان کے ساتھ بیاہ دیا حق مہر چار سو نقد درہموں سے۔ اے قنبر میرے مال سے چار سو نقد درہم اس نوجوان کو دو۔ نوجوان نے درہم لے لیے آپ نے فرمایا اپنی عورت کی گود میں ڈال دو اور چلے

جاؤ اب میرے پاس اس حالت میں آنا کہ تجھ میں غسل کا اثر ہو (یعنی بعد مباشرت و غسل کے) نوجوان یہ ارشاد سن کر اٹھا اور درہم عورت کی گود میں ڈال دیے۔

عورت چلا کر بولی یا امیر المومنین جہنم جہنم۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ مجھ کو میرے فرزند سے بیاہ دیں۔ میرے بھائیوں نے مجھے ایک کمینے آدمی سے بیاہ دیا جس میں یہ فرزند پیدا ہوا۔ پھر جب یہ بالغ ہوا تو بھائیوں نے مجھے کہا کہ اس کی فرزندی سے انکار کر کے اس کو گھر سے نکال دو۔ اللہ کی قسم یہ میرا فرزند ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور اپنے بیٹے کو گھر لے جاؤ۔

(مناقب اسد اللہ)

عورت کو سنگساری سے بچالیا:

ایک عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا۔ لوگوں نے اس پر زنا کا الزام لگایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ کیا لیکن سیدنا علی المرتضیٰ سے پوچھا معاملہ اس طرح ہے آپ فیصلہ دیں کہ کیا کرنا چاہیۓ۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا چھ ماہ کے بعد بھی بچہ پیدا ہو سکتا ہے وہ کس طرح فرمایا قرآن میں ہے کہ: وحمله وفصٰلهٗ ثلٰثون شهرًا بچہ حمل میں رہنے اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے اور دودھ چھڑانے کی مدت دو برس ہے۔ وفصله فى عامين لہٰذا چوبیس ماہ دودھ چھڑانے اور چھ ماہ حمل میں رہنے کے پورے تیس ہوئے نیز یہ مجنون مرفوع القلم۔

فترك عمر رجمها وقال لولا على لهلك عمر۔ تو حضرت عمر یہ سن کر خوش ہوئے اور اس عورت کو رجم نہ کیا اور فرمایا اگر آج علی نہ ہوتے تو یہ بے گناہ عورت کا سنگسار ہونا میرے لیے ہلاکت کا سبب بن جاتا۔ (الاستیعاب' صفحہ ۴۷۴' جلد ۲)

عورت کو مردوں کے فریب سے بچالیا:

دو آدمیوں نے ایک قریشی عورت کے پاس سو دینار کی امانت رکھی اور کہا جب تک ہم دونوں اکٹھے تیرے پاس نہ آئیں یہ امانت ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ ایک سال گزر گیا۔ ان میں سے ایک نے عورت سے آ کر بیان کیا کہ میرا دوست مر گیا ہے لہذا یہ امانت مجھے دے دے۔ عورت نے سو دینار اسے دے دیے۔ ایک سال گزرنے کے بعد دوسرا شخص آیا اور کہا سو

دینار مجھے دے دے۔ اس نے کہا تیرا دوست میرے پاس آیا تھا اس کا خیال تھا کہ تم مر چکے ہو چنانچہ وہ مجھ سے امانت لے گیا ہے۔ اس نے کہا کیا ہمارا وعدہ نہ تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں تو کسی ایک کو امانت نہ دینا۔ اس مرد اور عورت میں جھگڑا ہو گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سارا واقعہ سن کر سمجھ گئے کہ ان دونوں مردوں نے عورت کے ساتھ مکر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا

کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں تم یہ مال کسی کو نہ دینا کہا ہاں تو آپ نے فرمایا تمہارا حال ہمارے سامنے ہے جا اور اپنے ساتھی کو لا اور دونوں اپنا مال لے جاؤ۔ (نزہۃ المجالس، صفحہ ۱۶۲، جلد ۲)

دو عورتوں میں ایک بچے کی تقسیم:

حضرت سیدنا امام المسلمین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دو عورتوں میں ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ ان میں سے ہر عورت اس لڑکے کو اپنا بیٹا بیان کرتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ مقدمہ حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کے پاس پیش کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کوئی ایک آدمی میرے پاس بلا لاؤ تا کہ اس بچہ کے دو ٹکڑے کر دے۔ ایک حصہ ایک عورت کو دے دو اور دوسرا حصہ دوسری عورت کو دے دیا جائے۔

لڑکے کی اصل ماں چلا کر کہنے لگی۔ حضور آپ اس لڑکے کے دو ٹکڑے نہ کروائیں۔ یہ سالم بچہ اس عورت (یعنی دوسری دعوے دار) کو ہی دے دیں۔ دوسری عورت کہنے لگی نہیں نہیں آپ دو ٹکڑے کر دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسی وقت وہ بچہ اس عورت کی گود میں ڈال دیا جو یہ کہتی تھی کہ خدارا اس کے ٹکڑے نہ کروانا۔ یہ دلیل تھی اس بات کی کہ یہی لڑکے کی اصل ماں ہے اور دوسری جھوٹی ہے جو کہتی ہے کہ ہاں اس کو کاٹ کر برابر ٹکڑے کر دیں لہٰذا جس کا بیٹا تھا اس کی گود میں دے دیا گیا۔ (مناقب اسد اللہ)

اسلام کی سن ہجری اور سیدنا علی المرتضیٰ:

حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کر کے فرمایا کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اسلامی سن جاری کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں چاہیے کہ اسلامی سن کی ابتداء ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی واقعہ سے کی جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ رائے بہت پسند کی اور اسلامی سن ہجری جاری کر دیا گیا۔ (ایضاً)

ایک عجیب الخلقت بچہ:

حضرت سیدنا امام جلیل امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عہد فاروق رضی اللہ عنہ میں لوگ ایک لڑکے کو لائے جس کے دو سر، دو پیٹ، دو پاؤں، چار ہاتھ، ایک قبل اور ایک دبر تھی۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا: اس کا فیصلہ کرو۔ آپ نے فرمایا جب یہ بچہ سو جائے تو تم لوگ زور سے شور و غل کرو۔ اگر جاتے وقت اس کے سر ایک ہی ساتھ حرکت کریں تو سمجھ لو کہ یہ ایک ہے اور اگر ایک جنبش کرے اور دوسرا نہ کرے تو جان لو کہ دو ہیں اور اسی لحاظ سے وراثت تقسیم کی جائے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے۔ اے ابو الحسن خدا آپ کے بغیر مجھے نہ رکھے۔ (مناقب اسد اللہ)

چھ سو میں سے حقیقی بہن کو ایک دینار:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جبکہ آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک پاؤں رکاب میں رکھا ہی تھا۔ عورت نے عرض کیا یا امیر المومنین میرا بھائی چھ سو دینار چھوڑ کر مرا ہے مگر لوگوں نے مجھے صرف ایک دینار دیا ہے۔ آپ کے پاس اپنے حق اور انصاف کیلئے درخواست لے کر آئی ہوں۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا۔ تمہارے بھائی کی دو بیٹیاں رہ گئیں ہوں گی۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا دو ثلث یعنی چار سو دینار ان کیلئے ہوئے اور تیرے بھائی کی ماں بھی ہوگی جس کو سدس یعنی سو دینار پہنچے۔ پھر اسکی بیوی بھی ہوگی جسے ثمن یعنی پچھتر دینار ملے۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے بارہ بھائی ہیں۔ عورت نے کہا ہاں آپ نے فرمایا دو دو دینار بھائیوں کو ملے۔ پس تمہارا حق صرف ایک دینار کا ہے تم اپنا حق لے چکی ہو۔

(مناقب اسد اللہ)

بیوی کا نواں حصہ:

ایک روز مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔

ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین میری لڑکی کا شوہر فوت ہو چکا ہے اور ترکہ میں اس کا حصہ آٹھواں ہے لیکن میرے داماد کے وارث اسے نواں حصہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا: تیرا داماد دو بیٹیاں چھوڑ کر مرا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے جواب فرمایا اس کے ماں باپ بھی تو زندہ ہیں۔ اس نے عرض کیا ہاں فرمایا اس لحاظ سے تمہاری بیٹی کا آٹھواں حصہ ہے اب نواں حصہ بن گیا اس لیے تجھے اس سے زیادہ نہیں مانگنا چاہیے۔ (مناقب اسد اللہ)

علم نحو اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

یہ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ باب مدینۃ العلم کے اس عظیم احسان پر عالم اسلام نہایت ممنون ہے اور کسی کو اس کا انکار نہیں کیونکہ اہل عرب کی تو اپنی زبان عربی ہے غیر عرب کو عربی سیکھنے میں علم نحو کی ضرورت ہے۔ معمولی سے معمولی عربی کے طالب علم کو علم نحو کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر فارسی اور اردو زبان کا علم نحو بھی عربی علم نحو سے لیا گیا ہے اس لیے حضرت علی المرتضیٰ کا سب سے بڑا احسان ہوا چنانچہ علوم نحو کے بارہ میں کثرت سے روایات آتی ہیں۔

ابو اسود دوائلی روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت مولا علی المرتضیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو متفکر دیکھ کر عرض کیا۔ حضور آج پریشان سے نظر آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تغیر و تبدل شروع ہو گیا ہے اس لیے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربیت کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کر دوں تا کہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے میں نے کہا اگر ایسا کر دیں تو آپ کا بہت احسان ہو گا اور آپ کے بعد ہمیشہ یہ اصول باقی رہیں گے۔ تین روز کے بعد جو میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے میرے سامنے ایک لکھا ہوا کاغذ رکھا جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد لکھا ہوا تھا۔ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمی کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمی کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جو ایسے معنی بتائے جو نہ اسم ہوں نہ فعل۔ پھر فرمایا اس کا تتبع کرو اور جو مناسب ہو اضافہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا اشیاء تین قسم کی ہوتی ہیں۔ ظاہر، مضمر اور ایک شے جو نہ ظاہر ہو اور نہ مضمر۔ ابوالاسود کہتے ہیں میں پر چلا

آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا۔ منجملہ ان کے حروف ناصبہ (مشبہ بفعل) بھی میں نے لکھے تھے جو یہ تھے اِنَّ اَنَّ کَاَنَّ لَیْتَ لَعَلَّ۔ آپ نے فرمایا: "لٰکِنَّ؟" بھی تو حرف ناصبہ ہے۔ اس کو کیوں ذکر نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا میں نے اسے حرف ناصبہ نہیں سمجھا تھا۔ آپ نے فرمایا: نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۷ سطر ۳)

علم ریاضی اور سیدنا علی المرتضیٰ:

علم ریاضی میں آپ کو اعلیٰ مہارت حاصل تھی جب کسی نے کوئی سوال کیا اسی وقت جواب فرمایا۔ ایک مرتبہ آپ کوفہ کی جامع مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ایک شخص نے کسور تسعہ کا مخرج دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اپنے سال کے دنوں کو ہفتہ کے دنوں سے ضرب دو۔ اہل عرب کے نزدیک سال تین سو ساٹھ دنوں کا ہوتا ہے سات سے اگر ضرب دیں تو ۲۵۲۰ ہوتے ہیں۔ کسور تسعہ کا مخرج بھی ہے۔ (مناقب و تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۷ سطر ۳)

سترہ اونٹ اور تین افراد:

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تین آدمی آئے۔ عرض کیا سترہ اونٹ ہیں۔ ہم تینوں آدمی شریک ہیں۔ ایک کا نصف دوسرے کا تہائی اور تیسرے کا نواں حصہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اونٹ اس طرح تقسیم کر دیجئے کہ کاٹنا نہ پڑے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مولا علی کرم اللہ سے کہا: کہ ان کو جواب دیجئے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بیت المال سے ایک اونٹ منگاؤ۔ اب اٹھارہ ہو گئے تو جس کا نصف حصہ تھا۔ اسے نو اور جس کا تہائی حصہ تھا اسے چھ اور جس کا نواں حصہ تھا دو اونٹ دے کر باقی ایک اونٹ بچا۔ اسے بیت المال واپس کر دیا۔ تینوں شخص خوش ہو گئے۔ (مناقب اسد اللہ)

غرضیکہ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام علوم کے بحر بے کنار تھے اور اسی لیے تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا یہ میرے علم کے شہر کے دروازہ ہیں یہ سب فیض حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ تھا۔

علم قرآن، علم تفسیر، علم حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، علم فقہ، علم حکمت، علم کتابت، علم ریاضی، علم تصوف، علم اشعار و قافیہ، علم منطق، علم فلسفہ، علم صرف، علم نحو، علم فصاحت، علم

Scanned with CamScanner

بلاغت، علم خطابت، علم قضا، علم ظاہر، علم باطن، ان سب علوم کے سرتاج تھے جس نبی کے ایک غلام کے علم کی یہ شان ہے کیا ان کے آقا مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کوئی اندازہ کرسکتا ہے؟ جب دروازۂ علم کا یہ حال ہے تو جو شہر علم ہے اس کے علم کا اب آپ خود فیصلہ کرلیں۔

خریدا ہوا مکان واپس:

ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس ایک شخص آیا۔ عرض کیا حضور میں نے ایک مکان خریدا ہے آپ مجھے اس کا بیع نامہ لکھ دیں آپ نے فرمایا میں تمہیں لکھ دیتا ہوں لیکن لکھنے سے پہلے مجھ سے یہ سن لو کہ میں جو تحریر کروں گا اس بیع نامہ تحریری کو تم پسند بھی کرو گے یا کہ نہیں۔ اس نے عرض کیا ہاں حضور آپ فرمائیں کس طرح کا مضمون لکھیں گے۔ آپ نے جو لکھا اس کا ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے:

"دھوکا کھانے والے نے ایک مکان دھوکا دہی سے خریدا۔ مکان کو بقا نہیں ہے اور وہ مکان غفلت کے محلہ میں ہے اور اس کی حدود اربعہ اس طرح ہے پہلی حد اس کی موت ہے اور دوسری قبر اور تیسری حشر اور چوتھی حد اس کی معلوم نہیں کہ وہ جنتی ہے یا کہ جہنمی۔" (المطالب صفحہ ۸۳)

جب سیدنا مولا مرتضیٰ نے یہ مضمون بیع نامہ کا سنایا تو اس کے دل پر ایسا اثر ہوا۔ عرض کیا حضور اب میں مکان قطعاً نہیں خریدوں گا اب میں اسی مکان کو خریدوں گا جس کی بقاء کا آپ نے ذکر کیا ہے یعنی جنت اور اسی مکان اخروی کی حدود اربعہ کا لحاظ رکھوں گا۔

خوش طبعی اور حاضر جوابی:

ایک مرتبہ سرکار سیدنا آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں باغ رسالت کے پھول سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی حاضر تھے کہ کھجوروں کا طباق پڑا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے سب کو اجازت مرحمت فرمائی کہ لو کھجوریں کھاؤ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ سب کھجوریں کھا رہے تھے کہ تدبیر یہ سوچی کہ سب کھجوریں کھا کھا کر خالی گٹھلیاں سیدنا علی المرتضیٰ کے پاس رکھتے جاؤ۔ جب خوب کھجوریں کھائی گئیں تو گٹھلیوں کا ڈھیر بھی حضرت علی کرم اللہ کے پاس لگ گیا۔ آپ یہ منظر دیکھتے جاتے اور ہنستے جاتے اور

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہنسے اور حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مسکراتے جاتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آج کھجوریں بہت زیادہ کس نے کھائی ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا معلوم تو ظاہر میں یہی ہو رہا ہے کہ اس وقت تمام کھجوریں میرے علی نے ہی کھائی ہوں گی کیونکہ گٹھلیاں انہی کے پاس زیادہ ہیں۔

باب مدینہ علم نے شہر مدینہ علم سرور کائنات سے عرض کیا حضور مجھے اجازت دیجئے میں ان کا جواب دوں۔ امام الانبیاء نے فرمایا: اے علی ہاں آپ ضرور جواب دیں۔ عرض کیا حضور! اگر ایسا ہی ہے تو میں تو بھلا کھجوریں کھاتا رہا اور گٹھلیوں کو رکھتا گیا اور یہ سب سمیت گٹھلیوں کے ہی کھجوریں کھا گئے ہیں۔ مصطفیٰ ﷺ اور باغ رسالت کے پھول خوب ہنسے۔ آپ نے فرمایا اے علی انہوں نے ہنسنے کیلئے ہی ایسا کیا تھا کیونکہ علی اصحاب کے ساتھ خوش طبعی لاجواب کرتے ہیں۔ (المطالب ص ۹۹)

معلوم ہوا کہ اصحاب بارگاہِ نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام آپس میں خوش طبعی کیلئے بہترین مزاح فرماتے جو تمام بیہودہ باتوں سے پاک ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو حاضر جوابی میں ملکہ حاصل تھا۔

ایک عجیب واقعہ:

جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کوفے میں تشریف لائے تو آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگوں نے پناہ لی۔ ان میں ایک نوجوان بھی اس لشکر میں شامل ہوگیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس نوجوان نے عرب سے آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ اس کے دوسرے روز نماز فجر کے بعد آپ نے ایک شخص کو بلا کر فرمایا کوفہ کے فلاں محلہ میں جاؤ اور فلاں مکان میں ایک مرد اور ایک عورت آپس میں لڑ رہے ہوں گے یہ یہ نشانی ہے ان کی یعنی وہ ایک دوسرے کو طعن وتشنیع کر رہے ہوں گے۔ تم ان دونوں کو میرا نام لے کر بلا لاؤ۔ وہ آدمی حکم کے مطابق جب اس محلہ میں گیا تو واقعی وہی طرز عمل اور اسی نشاندہی پر وہ ان کے مکان تک پہنچ گیا ان کو جا کر کہا کہ تمہیں سیدنا علی المرتضیٰ بلا رہے ہیں۔ وہ اسی وقت اٹھے اور دونوں مرد وعورت حاضر خدمت ہوگئے۔ آپ نے فرمایا اے عورت اور مرد مجھے یہ بتاؤ

Scanned with CamScanner

ساری رات اور اب دن چڑھ گیا ہے۔ تم آپس میں کیوں لڑتے رہے۔ اس شخص نے عرض کیا حضور! یہ میری بیوی ہے اور کل اس کے ساتھ میرا نکاح ہوا۔ جب آپس میں ملنے کا وقت آیا تو اس نے مجھ سے نفرت کی اور پھر مجھ کو بھی اس بات پر نفرت ہوئی اسی طرح ایک دوسرے کو طعنے دیتے ساری رات گزر گئی اور صبح بھی یہی چکر رہا۔ آپ نے فرمایا اچھا یہ بات ہے جو تم لڑتے جھگڑتے رہے ہو۔ اب میں علیحدہ بات کرتا ہوں۔ آپ نے اس عورت کو یہ فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ یہ نوجوان کون ہے؟ عرض کیا حضور قطعاً پتہ نہیں۔ آپ نے فرمایا میں تجھ پر ایک بات ظاہر کرتا ہوں اگر وہ سچی ہو تو انکار نہ کرنا۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے اور اس کو برا بھی محسوس نہ کرنا۔ اس عورت نے اقرار کیا کہ حضور جھوٹ نہیں کہوں گی۔ سیدنا باب مدینۃ العلم نے فرمایا کیا تو فلاں آدمی کی بیٹی ہے کہنے لگی ہاں فرمایا تمہاری ماں کا یہ نام تھا عرض کیا ہاں! فرمایا: کیا تمہارا ایک شخص سے یارانہ نہ تھا اور تم دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت نہ تھی؟ عورت نے کہا درست ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ اس سے تیرا نکاح نہیں کرنا چاہتا تھا۔ عورت نے کہا: ہاں۔ فرمایا: پھر تیرے باپ نے اس کو اپنے پڑوس سے بھی نکال دیا تھا۔ عورت نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر تو ایک رات قضائے حاجت کے لئے گھر سے باہر نکلی اور وہ تمہاری انتظار میں تھا اور تو اس کو جا کر ملی تھی اور پھر اس نے تم سے وہ حرکت یعنی وطی کی اور تو حاملہ ہوگئی۔ پھر تم نے اپنے حمل میں جو تھا اسے چھپایا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی تھی اور وضع حمل کے وقت وہ تجھ کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت باہر نکلی اور تجھے لڑکا ہوگیا اور تم نے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور خود وہاں سے چل پڑی کہ ایک کتا آیا اور اس کو سونگھنے لگا۔ تجھے خیال آیا کہ اس کو کھا نہ جائے تو نے ایک پتھر اٹھایا اور کتے کو مارا لیکن وہ اس بچہ کو لگ گیا اور اس سے اس کا سر زخمی ہوگیا تو نے اور تیری ماں نے اسی وقت وہاں پہنچ کر اس کے سر پر پٹی باندھی اور پھر وہیں چھوڑ کر تم دونوں گھر چلی گئیں۔ پھر تم کو کیا معلوم کہ وہ کہاں اور کیا ہوا اور کیا نہ ہوا۔

امام الائمہ باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے یہ سارا کئی سالوں کا واقعہ عورت سن کر سخت حیران ہوئی۔ ایک طرف آپ کا بیان اور دوسری طرف اس کو اس وقت کا دھیان۔ عورت نے عرض کیا حضور جیسا آپ نے فرمایا ہے بالکل درست ہے

بعینہٖ ایسا ہوا۔ اس میں ایک بات بھی بلکہ ایک لفظ بھی غلط نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا سن لو۔ پھر جب صبح ہوئی تو فلاں فلاں قوم کے لوگ اس جگہ سے گزرے تو انہوں نے کپڑے میں رکھا ہوا بچہ دیکھا تو وہ اس کو اٹھا کر لے گئے اور پھر وہ وہاں پرورش پا کر جوان ہوا اور ان کے ساتھ کوفے آیا اور پھر تیرے ساتھ اس کا نکاح کر دیا گیا۔ یہ تیرا ہی لڑکا ہے۔ پھر آپ نے اس نوجوان سے فرمایا اپنا سر کھول اس نے سر سے کپڑا اتارا تو زخم کا نشان موجود تھا۔ آپ نے فرمایا خدا کا شکر کرو کہ تم ایک دوسرے سے کسی بہانے قریب نہ ہوئے تم ماں اور بیٹا ہو۔

قال هذا ابنك قد عصمه الله مما حرم عليه فخذي ولدك فلا نكاح بينكما (الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۱۳)

یہ ہے تمہارا بیٹا اور اللہ نے اس کام جو کہ حرام تھا اس سے بچا لیا۔ اپنے بیٹے کو لے جا اور تمہارا نکاح نہیں۔

فاتح خیبر پیکرِ جرأت وشجاعت

وہ جس کے فرق ناز پہ کج تھا شرف کا تاج
وہ بوتراب، شمس و قمر سے جو لے خراج
وہ خلق و اقتدار و سخاوت کا امتزاج
جس نے زمیں پہ رہ کے کیا آسماں پہ راج
سلطانی بہشت بریں کی نوید لی
اک ضرب سے جہاں کی عبادت خرید لی

(ضرب علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین)

قلعہ خیبر جب کئی دنوں کی لڑائی کے بعد بھی فتح نہ ہوا تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
لاعطين الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله ـ يفتح الله على يديه ـ کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ ساری رات جمال محمدی کے پروانے صحابہ کرام علیہم الرضوان سوچ وبچار کرتے رہے اور ہر کوئی خواہش رکھتا تھا کہ اس کو جھنڈا ملے لیکن اگلا دن آیا تو آقائے دوجہاں علیہ السلام نے فرمایا: این علی ابن ابی طالب۔ علی بن ابی طالب کہاں ہے؟

Scanned with CamScanner

عرض کیا گیا: یشتکی عینیہ۔ حضور: ان کی تو آنکھوں میں تکلیف ہے آپ نے حضرت علی کو بلوایا۔ ان کی آنکھوں پہ اپنا لعاب دھن لگایا۔ حضرت علی کی تکلیف کو دور فرمایا۔ پھر ان کو جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ نے اپنے نبی کے اعلان کے مطابق فتح خیبر کا سہرا علی المرتضٰی کے سر پر سجایا اور علی کو فاتح خیبر کا لقب عطا فرمایا اور اسی موقع پر نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ برز الایمان کله مع الكفر كله۔ کل ایمان سراپا کفر کے مقابلہ میں آ گیا ہے۔

علی آسمانوں کا سلطان ہے — علی اصل میں کل ایمان ہے
"علی میرے آقا کا غمخوار ہے" — علی دیں کا رہبر ہے سردار ہے
علی آشنائے رموز یقیں — علی لنگر آسمان و زمیں
علی شامل بزم زیر کساء — علی ہے زمانے کا مشکل کشا
علی ہر ولی کا جلی انتخاب — علی ابن عمران علی بو تراب
علی ارض پر بھی ستون سما — علی قامت فکر کی انتہا
علی کی جو ضربت کے گوہر کھلے — خدائی کے "جذبے" نچھاور ہوئے
علی سے دیار کرم بس گیا — علی کے قدم سے حرم بس گیا
علی رب اکبر کا "ہے راہ نما" — علی وارث مستند هل اتی
علی دست قدرت کا شاہکار ہے — علی سارے عالم کا دلدار ہے
علی پردۂ آدمیت کا راز — علی ہے عقیدے کی پہلی نماز
بشر کی سمجھ سے ہے بالا علی — "علی ہے انوکھا' نرالا علی"

حشر کو بھی جھنڈا علی کے ہاتھ میں ہوگا

یہاں یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اکثر و بیشتر جنگوں میں مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی ؓ کے ہاتھ میں ہوتا تھا بلکہ اکثر اوقات سارے لشکر کا جھنڈا بھی آپ کے ہاتھ میں دیا جاتا تھا اس موقع پر یہ حدیث نبوی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت جابر بن سمرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (من يحمل رائتك يوم القيامة) روز قیامت آپ ﷺ کا جھنڈا کون اٹھائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ومن عسى

ان يحملها يوم القيامة الامن يحملها فى الدنيا على بن ابى طالب) جو میرا جھنڈا دنیا میں اٹھاتا ہے آخرت میں بھی اس کے سوا کون اٹھائے گا یعنی علی بن ابی طالب ؓ۔

(البدایہ والنہایہ)

عقیدے کی بات

اور یہ بھی نہ بھولنا چاہئے کہ علی جوان تھے اس لیے نبی نے ان کو اپنا جھنڈا عطا کر دیا اور صدیق بزرگ تھے۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے ان کو اپنا مصلیٰ عطا کر دیا کیوں جھنڈے جوانوں کو ملتے ہیں اور مصلے بزرگوں کو ملتے ہیں۔ جھنڈے والا بھی ہمارا امام مصلے والا بھی ہمارا امام اور ہم علی کے بھی غلام اور علی کے امام صدیق و فاروق وعثمان کے بھی غلام۔

صدیق عکس حسن و جمال محمد است
فاروق ظل جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع کمال محمد است
حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین
ایمان ما محبت آل محمد است

سیدنا علی المرتضٰی ؓ کی عظمت وشان بیان کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم عقیدۂ اہل سنت کو چھوڑ دیں اور غیرت ایمان کو پس پشت ڈال کر دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان و عظمت اور ان کے فضل و مناقب کا انکار کر دیں۔ ایسے شخص کو نہ خدا و مصطفٰی پسند کرے گا اور نہ علی المرتضٰی اپنی غلامی میں قبول کریں گے۔ ہمارا عقیدہ کل بھی یہ تھا اور آج بھی یہی ہے اور قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد بھی یہی رہے گا۔

ضیائے سید ابرار ہیں صحابہ کرام — قرار حیدر کرار ہیں صحابہ کرام
انہی کے خوں کی حرارت سے دین زندہ ہے — تمام قوموں کے سردار ہیں صحابہ کرام

واقعۂ فتح خیبر:

خیبر یہودیوں کا ایک بڑا قلعہ تھا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے دن سیدنا ابو

Scanned with CamScanner

بکر صدیق ؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا سخت جنگ ہونے کے باوجود کامیابی نہ ہوئی۔ پھر آپ نے سیدنا عمر فاروق ؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بھیجا لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ لڑائی خوب ہوئی لیکن خیبر فتح نہ ہوا تیسرے روز حضور آقا دو جہان علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ یہ نصیب اور قسمت اب جس کے حق میں تھی اسی کو خیبر کی فتح کا علم ملنا تھا۔ چنانچہ آپ نے فتح خیبر کا علم علی المرتضیٰ ؓ کے ہاتھ دیا اور فرمایا اس خداداد قوت کے علمبردار علی المرتضیٰ اس قلعہ خیبر کو فتح کریں گے۔ آپ یہ جھنڈا لے کر قلعہ خیبر کے پاس پہنچے اور وہ جھنڈا قلعہ کے پاس گاڑ دیا اور خود ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں ڈھال لے کر میدان میں آ گئے۔ یہودیوں نے جب قلعہ سے جھانکا تو کہنے لگے یہ کون بہادر ہے جس نے یہاں آ کر فتح کا علم بلند کر دیا ہے آپ نے فرمایا میں علی ابن عمران ہوں یہودیوں کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ نام علی سن کر گھبرا گئے اور کہنے لگے قسم ہے ہم کو اس سے پیشتر تو ہم مغلوب نہ ہوئے لیکن جو شخص آج مسلمانوں کی طرف سے آیا ہے۔ یہ ہمیں مغلوب کر دے گا اور خیبر کا بہت بڑا مضبوط قلعہ ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔

سب سے پہلے خیبر کا مشہور بہادر یہودی حارث نامی جو مرحب کا بھائی تھا چند ساتھیوں کے ساتھ آیا اور حیدر کرار سے کہنے لگا آؤ میرا مقابلہ کرو۔ سیدنا علی المرتضیٰ نے اپنے دو ساتھیوں کو اس کے مقابل بھیجا لیکن وہ شہید ہو گئے۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ اس کے مقابلہ میں آئے تو آپ نے اپنی تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے ٹکڑے کر دیئے جب مرحب کو پتہ چلا تو وہ آگ بگولا ہوا اور انتقامی کارروائی کے لیے دہرا فولادی خود سر پر رکھ کر اور دہری تلواریں ہاتھوں میں لیے اور دہری زرہ فولادی پہن کر شیر خدا علی المرتضیٰ ؓ کے مقابلہ میں آیا اور اپنے بہت بڑے وزنی بھالے فولادی کو اٹھا کر کہنے لگا تم جانتے ہو میں کون ہوں تمام خیبر مجھے جانتا ہے اور اپنی طاقت و بہادری پر اس مفہوم کے اشعار پڑھے

جانتا ہے مجھ کو خیبر مرحب خیبر ہوں میں
ہوں سلاح آزمودہ کار اور بے ڈر ہوں میں

آ کے میداں میں حریفوں کو جھکا دیتا ہوں میں
جس گھڑی اس تیغ و بھالے کو ہلا دیتا ہوں میں

آپ نے اس کے مقابلہ میں مندرجہ ذیل مفہوم کے شعروں میں جواب دیا:

ماں نے رکھا نام میرا حیدر کرار ہے
اے یہودی آج اس میداں میں تیری ہار ہے
غور سے سن آج اے مرحب مٹا دونگا تجھے
آج اپنی تیغ کے جوہر دکھا دونگا تجھے

اگر کوئی اصل عربی اشعار بمعہ ترجمہ پڑھنا چاہے تا کہ شان علی نکھر کر سامنے آ جائے تو وہ اشعار یہ ہیں۔ مرحب نے کہا:

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل محرب
اذا اللیوث اقبلت تلھب　　واجمعت عن صولة المخلب
خلت حمای ابدالاتقرب　　اطعن احیانا و حینا اضرب

(الجواہر صفحہ ۴۵)

۱۔ سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں اسلحہ میں چھپا ہوا فنون حرب کا ماہر اور شجاعت و بہادری میں مشہور ہوں۔
۲۔ جب میدان جنگ میں شیروں جیسے بہادر آ کر آگ کے شعلے بھڑکاتے ہیں تو اس وقت مرحب کے حملے سے ہی بھاگتے ہیں۔ لوگ میرے خوف سے میرے قریب نہیں آتے کیونکہ میں کبھی تلوار اور کبھی نیزہ کے ایک ہی وار سے ان کا کام تمام کر دیتا ہوں۔
۳۔ اگر سارا جہان بھی مغلوب ہو جائے تو میں پھر بھی غالب رہتا ہوں اور میرا مد مقابل خون میں رنگین ہو جاتا ہے (اس کے علاوہ بھی مرحب نے اپنے منہ سے اپنی خوب تعریف کی تو میرے آقا علی المرتضیٰ نے فرمایا: میں تیری طرح ڈینگیں تو نہیں ماروں گا اگرچہ میں تو مسجد نبوی کی ٹوٹی ہوئی صفوں پہ رہتا ہوں۔ نان جویں اور ستو کی خشک روٹی کھا کر گزارا کرتا ہوں لیکن مجھے معمولی نہ سمجھنا کیونکہ)

Scanned with CamScanner

انا الذی سمتنی امی حیدر　　　کلیث غابات کریه المنظر

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور جنگل کے شیروں کی طرح بارعب اور ہیبت ناک ہوں (پنجے سے پنجہ لڑائے گا تو دن کو تارے نہ دکھا دوں تو مجھے علی المرتضٰی اور دامادِ مصطفٰی نہ کہنا۔

آپ نے فرمایا: میں تلوار کے ایک ہی وار سے تجھے ناپ لوں گا اور میری ایک ہی ضرب سے تیرے ٹکڑے بکھر جائیں گے۔

میں نے نیزے کے وار سے زمین گاڑھ دیتا ہوں اور اپنی ذوالفقار حیدری سے کافروں کے پرخچے اڑا دیتا ہوں۔

علی کی تلوار کے پہلے ہی وار سے اسلحہ میں ڈھکے ہوئے کافر کے دو ٹکڑے ہو گئے اور لشکر اسلام کی طرف سے علی کی اس ضرب حیدری پہ آپ کی جو حوصلہ افزائی ہوئی وہ یوم خندق کی حوصلہ افزائی کی طرح سمجھ لیں جبکہ فرمایا گیا: ضربة علی یوم الخندق افضل من عبادة الثقلین۔ علی کی ایک ضرب دونوں جہاں کی عبادت سے افضل ہے۔ مدارج میں ہے: مبارزة علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی یوم القیمة (صفحہ ۲۴۴ ج ۲)

قوتِ پروردگار

اس موقع پہ کسی نے علی کی طاقت کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا کہ مرحب میں چونکہ ایک ہزار افراد کی طاقت تھی لہٰذا علی شیرِ خدا میں اس سے زیادہ طاقت ثابت ہوئی مگر علامہ اقبال نے کہا میرے نزدیک علی کی طاقت کو ہزار دو ہزار میں محدود کرنا علی کی طاقت کی توہین ہے میں تو یوں کہوں گا کہ

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتی الاعلی لاسیف الا ذوالفقار

تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۸ اور ریاض النضرہ صفحہ ۲۴۷ پر ہے ان علیا حمل الباب یوم خیبر حتی صعد المسلمون و بعد ذلك لم یحمله اربعون رجلا۔ جنگ کے بعد خیبر کے قلعہ قموص کا دروازہ جو چالیس افراد ہلا بھی نہ سکے اس کو علی نے اٹھالیا (بلکہ اٹھا کر ایسے

دور پھینک دیا جیسے گیند پھینکی جاتی ہے) بلکہ اس دروازے کو علی نے بطور ڈھال استعمال کیا۔ فترس به عن نفسه ولم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علینا ثم القاه۔ اور فتح تک آپ کے ہاتھ میں رہا ہو پھر آپ نے اس کو پھینک دیا (اور ایسا کہ آج تک نظر نہ آیا)۔ یا یہ وہ پتھر ہے جس کے بارے میں ابورافع کہتے ہیں۔ فما استطعنا ان نقلبه۔ ہم (چالیس افراد) اس کو پلٹا بھی نہ سکے (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۱۸)

یہ طاقت کون سی طاقت تھی؟ علی کی ظاہری غذا کی نہیں بلکہ یہ روحانی اور ایمانی طاقت تھی اور اسی طاقت کے بارے میں اقبال نے کہا:

تیری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی نے خیبر کے دن قلعۂ خیبر کا دروازہ پکڑ کر ہلایا تو سارا قلعہ ہلنے لگا (ص ۱۸۳) اور شیخ نے ہی مرحب کے بھائی کے نیزے کا وزن تین من لکھا ہے۔ ج ۲ ص ۳۴۲ (واللہ اعلم)

علی المرتضٰی کی روحانی و ایمانی طاقت اور جسمانی غذا

ایک دفعہ حضرت علی نے اپنے زمانۂ خلافت میں سرکاری سطح پہ افطاری کا انتظام فرمایا اور انواع و اقسام کے کھانے اور شربت تیار کیے۔ جب سب لوگ آ کر افطاری کرنے لگے تو ایک شخص نے ایک بابا جی کو دیکھا کہ سادہ پانی کا پیالا پی کر جو کی خشک روٹی سے روزہ افطار کر رہے ہیں اور روٹی دانتوں سے توڑ نہ سکنے کی وجہ سے پیشانی پہ پسینہ آ گیا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر کہا۔ بابا جی ادھر حضرت علی نے افطاری کا اتنا وسیع انتظام کیا ہوا ہے اور آپ یہاں کس مشکل میں پڑے ہوئے ہیں۔ کسی جاننے والے نے آگے بڑھ کر اس کو بتایا کہ چپ ہو جا یہی تو علی مشکل کشا ہیں۔ اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور حیران ہو کر آپ سے پوچھنے لگا۔ آپ ہی علی شیرِ خدا ہیں، فاطمہ زہراء کے شوہر، کعبہ کے گوہر اور حسین کے ابا ہیں؟ کیا آپ نے ہی خیبر کا قلعہ توڑا تھا؟ یہودی پہلوان مرحب کا سر پھوڑا تھا؟ فرمایا: ہاں ہاں۔ میں ہی ہوں تو کہنا کیا چاہتا ہے اس نے کہا! میرے صرف ایک سوال کا جواب دے دیں اور وہ یہ کہ نان

جویں دانتوں سے توڑتے ہوئے تو آپ کی پیشانی پہ پسینہ آ رہا ہے قلعہ خیبر آپ نے کس طرح توڑ دیا؟ فرمایا یہ جو تو دیکھ رہا ہے یہ میری جسمانی طاقت کیلئے ہے اور وہ جو تو نے خیبر کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بارے میں سن رکھا ہے وہ میری ایمانی طاقت سے تھا۔ واللہ ماقلعت باب خیبر بقوة جسمانية ولٰكن بقوة ربانية (تفسیر کبیر، جلد ۵ صفحہ ۲۸۰)

مرحب کے مارے جانے پر یہودی مسلح ہو کر اسلام کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ دونوں طرف سے خوب تلواریں چلیں جس سے آپ کی ڈھال ہاتھ سے گر کر گم ہو گئی۔ لڑتے لڑتے جب انتہا ہو گئی تو شیر خدا حیدر کرار علی المرتضیٰ ؓ نے قلعہ خیبر کا لوہے کا بہت وزنی دروازہ اپنے ایک ہاتھ سے پکڑ کر ہلایا اور اکھاڑ کر قلعہ کی دیوار سے باہر رکھ دیا اور خیبر فتح ہو گیا اور قلعہ کی بلندی پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اور خیبر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔ خیبر کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ شیر خدا حیدر کرار فاتح خیبر نے ہی ہمیں یہودی قبضے سے نکال کر اسلام کے قبضہ میں دیا۔

اب اس وزنی لوہے کے دروازہ کو ستر مسلمان ہلانا چاہیں تو وہ حرکت میں نہ آئے وہ حیران ہوئے کہ علی المرتضیٰ نے اپنے ہاتھوں سے کس طرح اسے اکھاڑا اور پھر اٹھا کر علیحدہ کر دیا۔

شریف التواریخ میں ہے کہ اس دروازے کا وزن چھتیس ہزار من لکھا گیا ہے۔

کبھی مشکلوں سے جو پالا پڑا — تو میں نے فقط یا علی کہہ دیا
تھکیں، تھک کے رستے میں ہی مرگئیں — میری مشکلیں خودکشی کر گئیں
ہر اک سانس ہے مشکلوں کی لڑی — مدد میرے مولیٰ علی و نبی
میری ہر مصیبت کا ہو خاتمہ — بنام حجاب رخ فاطمہ ؓ
علی بادشاہ اک نظر اس طرف — ترا منتظر ہے فقیر نجف
مہکتا رہے خواہشوں کا چمن — بحق مقام امام حسن
عطا کر مرے دیدہ و دل کو چین — بدست سخاوت بنام حسین
عجائب کا مظہر ہے تو یا علی — بچانا مری آبرو یا علی

(نعرۂ حیدری یا علی)

آپ کے لقب حیدر کی ایک وجہ تسمیہ

علماء نے حضرت علی المرتضیٰ کے لقب ''حیدر'' کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے یہ واقعہ بھی

بیان فرمایا ہے کہ حضرت علی صرف تین ماہ کے تھے کہ آپ پر ایک بہت بڑے اژدھا نے جھولے میں حملہ کر دیا۔ علی المرتضیٰ نے دونوں ہاتھ اس کے منہ میں ڈال کر اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور جب ماں نے دیکھا تو خوشی سے اچھل پڑی اور کہا حیة در۔ حیة عربی زبان میں سانپ کو کہا جاتا ہے اور دَر ہو سکتا ہے فارسی کے لفظ دریدن سے ہو اور ہو سکتا ہے عربی میں بھی خوشی یا گھبراہٹ کے موقع پر بے اختیار یہ لفظ زبان سے نکل جاتا ہو۔ بہر حال اسی سے پھر لفظ حیدر بنا کہ سانپ کو چیر پھاڑ دینے والا شیر خدا (واللہ اعلم)

حضرت علی میدانِ جنگ میں فخریہ طور پر بطور خاص اپنے مدمقابل مبارز کو فرماتے سمتنی امی حیدرا۔

جنگ بدر میں کل ستر کافر مارے گئے جن میں سے پورے ۳۵۔ اکیلے حضرت علی نے واصل جہنم فرمائے اور باقی ۳۵ کا کام سب نے مل کر کیا۔

شجاعت علی اور فصاحت قرآن حضور علیہ السلام کے معجزات میں سے ہیں:

اللہ ربّ العالمین کا شروع سے یہ طریقہ اور سنت رہی ہے کہ جس دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو نبوت دے کر بھیجا تو دیگر معجزات کے ساتھ کوئی ایک معجزہ اس نبی کو اس طرح کا بھی عطا کیا جاتا رہا جو اس دور کے سب سے بڑے کمال کے ساتھ ظاہری مناسبت رکھتا اگرچہ جس کو لوگ کمال سمجھتے ہوں وہ باطل اور جھوٹ ہی کیوں نہ ہو جس طرح جادو اور اس دور کی اکثر شاعری۔ (تاہم ظاہری شکل کے اعتبار سے معجزہ اس شکل کا ہی ہوتا) تا کہ اللہ کا نبی اپنے معجزے سے اس مزعومہ کمال کو توڑ کر دین حق کا غلبہ اور اپنی نبوت و رسالت کو ثابت کر دے چنانچہ دیکھئے حضرت موسیٰ اور جناب سلیمان علیہما السلام کے ادوار میں جادو کو بہت بڑا کمال سمجھا جاتا تھا اسی لیے فرعون جادوگروں کی سرکاری سطح پر سرپرستی کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا فرمایا جو جادوگروں کی رسیوں سے بنے ہوئے سانپوں کو اژدھا بن کر نگل گیا اور سلیمان علیہ السلام کے تخت کو ہوا میں اڑا دیا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ اگر ہماری نگاہوں میں جادو بہت بڑا کمال ہے تو یہ کوئی اس سے بھی بڑا ہی کمال تو ہے جس کے سامنے ہمارا کمال ہیچ ہو گیا ہے۔

Scanned with CamScanner

عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں حکمت اپنے عروج پر تھی اور اس کو ہی سب سے بڑا کمال جانا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے معجزات دیے کہ آپ مادرزاد اندھے کو ہاتھ پھیر کر ٹھیک کر دیتے اور لاعلاج کوڑھی کو پھونک مار کر تندرست کر دیتے بلکہ واحی الموتٰی باذن اللہ آپ مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے۔

صالح علیہ السلام کے دور میں لوگ پہاڑوں کو کھود کر محلات بناتے اور اس کو بہت بڑا کمال جانا جاتا جس طرح کہ قرآن کریم میں ہے: وتنحتون من الجبال بیوتًا فرحین (الشعراء) اور تم پہاڑوں کی تراش خراش کر کے محلات بناتے ہوئے تکبر کرتے ہوئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کو پتھروں سے متعلقہ ایسا معجزہ عطا کیا کہ جس کے سامنے ان کے بڑے بڑے ماہرین فن عاجز آ گئے اور وہ معجزہ یہ تھا کہ آپ نے پتھر سے اونٹنی نکال دکھائی۔

قوم داؤد علیہ السلام فن آہن گری کی بڑی ماہر تھی تو اللہ نے اپنے نبی حضرت داؤد کے ہاتھوں میں لوہے کو موم بنا دیا والنا لہ الحدید (القرآن)

علی ھذا القیاس نوح علیہ السلام کی قوم لکڑی کے کام کی بڑی ماہر تھی اور اسی مہارت کو وہ سب سے بڑا کمال مانتے تھے۔ آپ نے بغیر کسی کی شاگردی کرنے کے گیارہ منزلہ بحری جہاز بنا کر قوم کو حیران کر دیا۔

حضور علیہ السلام کے دور اقدس سے پہلے فصاحت و بلاغت اور شجاعت و بہادری کو سب سے بڑا کمال سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ عربی اشعار بیک وقت ان دونوں چیزوں کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں یعنی متنبی، حماسہ، سبعہ معلقہ (السبع المعلقات) اس بات پر شاہد ہیں کہ وہ لوگ قصائد لکھ کر دیوار کعبہ کے ساتھ لٹکا جاتے پھر مقابلہ بازی شروع ہو جاتی اور جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکتا وہ منتخب شدہ کلام ہوتا چنانچہ سبع معلقہ کے قصائد سبعہ بھی اسی طرح پاس ہو کر آئے اور پھر ان اشعار میں کیا ہوتا؟ جرأت و بہادری کی داستانیں۔ تو اللہ کے طریقے کے مطابق ضروری تھا کہ اہل عرب کے ان کمالات کے توڑ کیلئے بھی حضور علیہ السلام کو کوئی معجزہ دیا جاتا۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کو دیگر بے شمار معجزات کے ساتھ قرآن دیا جس نے اہل عرب کی

فصاحت و بلاغت کو عاجز کر دیا اور علی المرتضیٰ کی شجاعت کے ذریعے ان جہالت کے پلندوں کی نام نہاد شراب و کباب اور بدکاری والی جرات و بہادری کی کمر توڑ دی بلکہ جان نکال دی بلکہ جنازہ ہی نکال دیا۔ قیامت تک نہ کوئی قرآن کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ کر سکے گا اور نہ کوئی علی کی طاقت و شجاعت کے سامنے ٹھہر سکے گا۔ (القرآن مع علی وعلی مع القرآن)

جمال روئے نبیؐ، حسن ''مصطفیٰ'' ہے علی	خدا نہیں ہے مگر مظہر خدا ہے علی
ادھر ادھر کا سوالی نہ بن نہ عمر گنوا	مجھے خدا کی قسم! ''حبیب'' کبریا ہے علی
صدا یہ آج بھی آتی ہے باب خیبر سے	خدا کے دین کا مصیبت میں آسرا ہے علی
حرم میں بت شکنی کا مظاہرہ دیکھو	کہ ابتداء ہے محمد تو انتہا ہے علی
خدا کے دین تیری زندگی سلامت ہو	تیری رگوں میں لہو بن کے گونجتا ہے علی
علی کے باب میں سوچیں تو جاں نکلتی ہے	شعور عقل بشر! تجھ سے ماورا ہے علی
علی سے معرفت علم کی زکوٰۃ چلی	مقام علم سے دنیا میں آشنا ہے علی
کچھ اس لیے بھی توحید رہے شہر علم کا در	دلوں کو علم کی خیرات بانٹتا ہے علی
یہی صراط حقیقت یہی سراج ازل	خدا کے شہر کا آسان راستہ ہے علی
علی کے پہلے پہر کی ہے التماس نبی	نبی کے پچھلے پہر کی حسیں دعا ہے علی
بکھر کے بولتے قرآن کا سراپا ہے	سمٹ کے نقطۂ تعظیم حرف با ہے علی
علی علی سے منور گلی گلی محسن	گلی گلی میں ہمیشہ میری صدا ہے علی

علی المرتضیٰ نے اپنی اولاد کو بہادری سکھائی

حضرت علی المرتضیٰ نے اپنی اولاد کو بھی جرات و بہادری کی تعلیم فرمائی جس کا مظاہرہ کربلا میں چشم فلک نے دیکھا۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو یوں نصیحت فرمائی! جب میدان میں جاؤ تو دشمن کے سامنے قدم گاڑھ دو۔ دانت جما لو اور دشمن کی آخری صف پہ نظر رکھو (کہ وہاں تک پہنچنا ہے) اور پھر جب آخری کافر کو قتل کر لو تو اپنی طاقت پہ گھمنڈ کرتے ہوئے تکبر نہ کرو بلکہ یہ عقیدہ رکھو کہ تلوار تو میں نے چلائی ہے اور فتح خدا نے دی ہے۔ (خلاصہ)

زمانہ حضرت علی کی شجاعت و بہادری کے ترانے آج بھی پڑھ رہا ہے اور قیامت تک

Scanned with CamScanner

پڑھتا رہے گا۔

ایک پہلوان اور مولیٰ علی کی کشتی

مدینہ شریف میں علی کی بہادری کے چرچے سن کر ایک پہلوان آ گیا اور جان پہچان نہ ہونے کی وجہ سے خود علی سے ہی پوچھنے لگا کہ میں نے علی کو ملنا ہے اور اس سے کشتی کرنی ہے۔ صرف علی ہی رہ گیا ہے جس کو میں نے ابھی نہیں گرایا اس کو گرا کر رستم عرب ہونے کا تمغہ لوں گا۔ آپ نے فرمایا:

تو علی سے لڑ سکے تیری عقل کا پھیر ہے
تو شیطان کی لومڑی اور وہ خدا کا شیر ہے

اور خبردار اپنے ذہن سے علی سے مقابلے کا خیال نکال دے کیونکہ

تو علی سے لڑ سکے' تیرا عجب انداز ہے
کفر کی پدی ہے تو' اسلام کا وہ باز ہے

اس نے کہا! اس طرح کی باتیں میں نے بہت سنی ہوئی ہیں اگر تجھے پتہ ہے علی کدھر ہے تو مجھے راستہ بتا دے پھر دیکھ لینا لومڑی و پدی کون ہے اور شیر و شاہین کون ہے۔ فرمایا: علی کے ساتھ پنجہ آزمائی کرنے سے پہلے ذرا میرے ساتھ چھوٹا سا مقابلہ ہو جائے۔ اس نے سمجھا کہ مجھ سے مذاق کیا جا رہا ہے شدید غصے میں حضرت علی پہ حملہ آور ہو گیا۔ علی المرتضیٰ نے پٹخا کر زمین پر دے مارا تو نانی یاد آ گئی اور کہنے لگا یہ نہ سمجھنا کہ میں ہر ایک سے ایسے ہی مقابلہ کرتا ہوں گا بلکہ پوری زندگی میں

یہ شکست فاش میری آج پہلی بار ہے
دل تو کہتا ہے کہ تو ہی حیدر کرار ہے

برکاتِ نام علی

خدا ہی جانتا ہے کہ اس نے اس نام (علی) میں شجاعت و بہادری' صفات و کمالات کے کتنے خزانے چھپا رکھے ہیں کہ پاکستان بنائے تو محمد "علی"' جماعت علی' باکسنگ کی دنیا میں لوہا منوائے تو محمد علی' ولایت کی دنیا کا تاجدار بنے تو "مہر علی" یہ سب کے نام کے ساتھ علی علی کیوں

لگ رہا ہے اور سنو! پاکستانی فوج ہی نہیں بلکہ ہندو بھی میدان میں نکلے تو نعرہ لگاتا ہے "یا علی"

جنگ میں علی علی ہے / امن میں علی علی ہے
روح میں علی علی ہے / بدن میں علی علی ہے
منکر نکیر پوچھیں گے کیا قبر میں مجھے / لکھوا کے جب میں جاؤں گا کفن پر علی علی

حضرت علی نے اپنی زندگی میں دس ہزار کافروں کے ناپاک وجود سے خدا کی زمین کو پاک کیا۔ عجیب لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جن کا نام محمد و علی ہے وہ کچھ اختیار نہیں رکھتے۔

ذوالفقار حیدری کو نہ کوئی کافر روک سکا نہ خیبر کا در روک سکا۔

علی نے خیبر کے در کو توڑا / علی نے مرحب کے سر کو پھوڑا
علی نے کعبے میں بت نہ چھوڑا / علی علی ہے علی علی ہے

ہاں مگر:

عقیدے کی درستگی کے لیے

ہم علی المرتضیٰ کے تمام کمالات کو ماننے کے ساتھ ساتھ صدیق کی صداقت کو بھی مانتے ہیں۔ فاروق کی عدالت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ہم عثمان کی سخاوت کو بھی مانتے ہیں اور علی کی شجاعت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حسن کی ولایت کو بھی مانتے ہیں۔ حسین کی شہادت کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ صدیق باصفا ہے۔ عمر باوفا ہے۔ عثمان باحیا ہے۔ علی شیر خدا ہے۔ داماد مصطفیٰ ہے' مشکل کشا ہے' جانشین مسند ھل اتی ہے۔ اسد اللہ ہے۔

ہم مانتے ہیں کہ

بغیر حب علی مدعا نہیں ملتا / عبادتوں کا بھی ہرگز صلہ نہیں ملتا
خدا کے بندو! سنو غور سے خدا کی قسم / جسے علی نہیں ملتے اسے خدا نہیں ملتا

ہاں مگر! ہم اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ اتنی طاقتوں کا مالک علی کبھی بھی ڈر کر صدیق و فاروق اور عثمان کے پیچھے اپنی نمازوں کو ضائع نہیں کر سکتا اور پچیس سال کا عرصہ تقیہ جیسے منحوس عقیدے کی نظر ہو کر ان کو اپنا امام نہیں مان سکتا۔ اسی علی کا بیٹا اگر یزید سے ایسا کوئی

کمپرومائز Compromise نہیں کرسکتا تو حسین کا باپ علی شیر خدا بھی اس نام نہاد نظریے کی نظر نہیں ہو سکتا کیونکہ علی تو پھر علی ہے ہمارا تو عقیدہ ہے کہ

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے کہ جس گھر کا ہر اک بچہ
جسے دیکھو وہی شیر خدا معلوم ہوتا ہے
بلکہ..... علی کا ہر گدا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

جبکہ علی تو وہ ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا غضب لم یجترء احد ان یکلمہ الا علی۔ جب حضور علیہ السلام غضب ناک ہوتے تو علی کے علاوہ کوئی بھی آپ سے کلام کرنے کی جرات نہ کرسکتا۔

آ تجھ کو بتاؤں میں نشان حیدر — ہر اک جہاں سے اونچا ہے جہان حیدر
آج بھی میدان میں اعزاز کمالِ جرأت — مرد میداں کو ہی ملتا ہے نشان حیدر

لہٰذا: اے شیعانِ حیدر کرار! جہاں یہ بیان کرتے ہو کہ فتح مکہ کے دن حضور نے جب علی کو اپنے کندھوں پہ چڑھا کر فرمایا: بت اتارو تو حضور نے پوچھا اے علی! میرے کندھوں پہ چڑھ کر کہاں پہنچے ہو؟ تو علی نے عرض کیا: اگر حکم ہو تو عرش کو پائے سے پکڑ کر نیچے کھینچ لوں کیونکہ جو آپ کے قدموں میں آ جاتا ہے ساری خدائی پھر اس کے قدموں کے نیچے جب آ جاتی ہے تو جو آپ کے کندھوں پہ چڑھ گیا ہے وہ کتنا اونچا ہوگا؟ اور علی نے نبی کے کندھوں سے جب نیچے چھلانگ لگائی تو مسکرا رہے تھے۔ آپ نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا: عرش اعظم سے چھلانگ لگائی ہے اور کچھ بھی نہیں ہوا۔ فرمایا: چڑھایا میں نے تھا اتارا جبریل نے ہے۔

وہاں یہ بھی بیان کیا کرو کہ اتنا اونچا جب علی ہے تو وہ صدیق، عمر، عثمان کتنے اونچے ہوں گے جن کے پیچھے علی المرتضیٰ پچیس سال (تقریبا) نمازیں ادا کرتا رہا اور ان کو اپنا امام و پیشوا مانتا رہا اور برسرِ منبر ان کی شان کے خطبے پڑھتا رہا۔ (وہ حوالہ اگر مدارج صفحہ ص ۳۸۵ پہ ہے تو یہ حوالہ صحیح بخاری میں ہے) ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

۔جہاں بخاری شریف کی حدیث قم یا ابا تراب کے ضمن میں یہ بیان کرتے ہو کہ سارے انسان ابن آدم "وادم من تراب" اور آدم مٹی سے ہے۔ تو سارے انسان مٹی کے

بیٹے ہوئے اور علی بوتراب ہو کر مٹی کا باپ ٹھہرا تو جیسے گھر میں باپ کو سارا اختیار ہوتا ہے اسی طرح سارا جہان مٹی سے بنا ہے اور علی ابوتراب ہو کر سارے جہان میں تصرف کرسکتے ہیں۔

وہاں اپنی ہی کتابوں میں لکھی ہوئی وہ روایات بھی بیان کیا کرو۔ ثم قام علی و تھیأ للصلوٰۃ وصلی خلف ابی بکر۔ پھر علی اٹھے۔ انہوں نے نماز کی تیاری فرمائی اور صدیق اکبر کے پیچھے نماز ادا کی۔ چلو تمہیں اتنی رعایت دیتے ہیں کہ روایت بیان کر کے آخر میں یہ "پچر" لگالیا کرو کہ یہاں اتنی عبارت محذوف ہے کہ "تقیۃ"

جو اپنی ایک نماز کی (اور وہ بھی حضور کے آرام کی خاطر) ڈوبا ہوا سورج واپس پلٹاتا رہا اس کی پچیس سال کی نمازوں کا کیا بنے گا۔ کیا یہ واقعہ ایسا افسوسناک نہیں کہ اگر محرم میں شہدائے کربلا کا دس دن ماتم کیا جائے تو رجب کا پورا مہینہ اس پر ماتم کیا جائے۔

دیکھو تو دین و دنیا کا سلطان علی ہے — قبر کا اور حشر کا سامان علی ہے
ایمان کے متلاشیو! ایمان کی کہہ دوں — ایمان کی قسم! میرا ایمان علی ہے
باغ بہشت کا وہ گل تازہ علی ہے — گر شہر ہے نبیؐ تو دروازہ علی ہے

اور جہاں ہماری کتابوں کی یہ عبارت اپنی مجلسوں میں پڑھتے ہو کہ جب نبی نے علی سے پوچھا کہ خندق کے دن عمرو بن عبدود کے مقابلے کے وقت تیری کیا کیفیت تھی تو علی نے جواب دیا لو کان کل العرب فی جانب واحد وانا فی جانب الاخر لقدرت علیھم۔ اگر سارا عرب ایک طرف ہو جائے تو میں اکیلا ہی ان کیلئے نہ صرف کافی ہوں بلکہ ان پر غالب ہوں۔ (تفسیر کبیر، صفحہ ۲۰۱، جلد ۲)

وہاں اس پوائنٹ پر بھی کبھی سوچا تو کرو کہ ایسا علی بھلا ڈر کر خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو پچیس سال تک تسلیم کر کے ان کا وزیر اور مشیر بن کے اور فاروق اعظم کو اپنا داماد بنا کے لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

کے آسمانی اعلان کی تلوار والا علی بھلا ان عظمتوں کا حق دار اور حق اور باطل کو گڈمڈ کرنے کا روادار بن سکتا ہے اور جب علی پچیس سال گزارا کرتا رہا تو تم ایک دن میں پچیس پچیس ہزار بار ان نفوس قدسیہ کے خلاف کیونکہ بکتے ہو۔ سنو اور غور سے سنو! اپنی آخرت برباد نہ کرو۔

Scanned with CamScanner

ہیں آسمان ہدایت کے دلنشیں تارے — نبی کی آل کے حبدار ہیں صحابہ کرام
علی کے ماننے والو! علی کے ساتھ رہو — علی کے یار ہیں غم خوار ہیں صحابہ کرام

علی کی ایک نماز کا حال:

اسی سفر خیبر کا واقعہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے نماز ظہر ادا فرمائی اور سیدنا علی المرتضیٰ کو کسی کام کیلئے کہیں بھیجا۔ اسی دوران نماز عصر کا وقت بھی آ گیا اور پھر آپ نے نماز عصر ادا فرمائی اس کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ تشریف لائے تو آپ نے اپنا سرانور سیدنا علی المرتضیٰ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے حرکت تک نہ کی کہ میرے آقا و مولیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام اقدس میں خلل نہ آئے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا اے علی کیا تم نے نماز عصر پڑھی ہے۔ عرض کیا: یارسول اللہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اب سورج غروب ہو گیا ہے لیکن تم نماز عصر وقت عصر پر ہی ادا کرو۔

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم انه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس قالت اسماء فرايتها غربت ثم رايتها طلعت بعدما غربت ثم رايتها طلعت بعدما غربت حتى وقعت على الجبال وعلى الارض .

تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ یہ علی تیرے اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس پر سورج کو لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ وہ سورج جو غروب ہو چکا تھا۔ وہ غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا یہاں تک کہ پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی۔

(زرقانی علی المواہب صفحہ ۱۱۶ جلد ۵)

پس حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اٹھے ثم قام علی فتوضأ وصلى العصر ثم غابت الشمس وذالك في الصهباء ۔ (الآثار صفحہ ۲۲۸ جلد ۴) آپ نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج غروب ہو گیا اور یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے۔

علی المرتضیٰ تو اس قدر نماز کے عاشق ہوں کہ ان کی ایک نماز کیلئے ڈوبا ہوا سورج لوٹانا پڑے اور علی کے ملنگ پانچوں نمازیں روزانہ ضائع کریں تو پھر۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور علی المرتضیٰ نے اسی لیے نماز قضا نہ پڑھی کہ اگر میں نے آج ایک نماز قضا کر کے پڑھ لی تو میرے ملنگ روزانہ پانچوں قضا کر دیا کریں گے اور دلیل میں کہا کریں گے کہ ہمارا علی نبی کے سامنے قضا کرتا رہا تو ہم کیوں نہ کریں۔

سنو! علی کے تو نام کا معنی ہی بلند ہے۔ علی کی جوانی بھی بلند، بڑھاپا بھی بلند، اس کی ہر ہر ادا بلند اور اس کی جس نماز کیلئے سورج کو پلٹایا جا رہا ہے اس علی کی نماز بھی بلند اور یہ نمازیں جن خوش نصیبوں کی اقتداء میں علی ادا کرتے رہے وہ صدیق وعمر عثمان بھی بلند۔

نصیب ان کے زیارت شاہ عالم کی — عکوس مرکز انوار ہیں صحابہ کرام
کیا نگاہ رسالت نے انتخاب ان کا — جبھی تو صاحب کردار ہیں صحابہ کرام

سوچنے کی بات

حدیث شریف میں ہے کہ غزوہ تبوک کو روانگی کے موقع پہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ شریف میں رہنے کا حکم دیا تو حضرت علی نے عرض کیا: تخلفني مع النسآء والصبيان ۔ آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ چھوڑ کر تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هرون من موسٰى الا انه لانبوة بعدی۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

اے علی! کیا تو اس بات پہ راضی نہیں کہ تو میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ السلام۔ الا یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے (اسی طرح کئی مرتبہ آپ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو مدینہ شریف میں اپنا قائم مقام بنایا لہٰذا اس سے خلافت بلا فصل کا استدلال تو نہیں ہو سکتا۔ تاہم میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ) اسی نسبت کے پیش نظر کئی مرتبہ حضرت عمر فاروق نے بھی اپنے دور خلافت میں حضرت علی المرتضیٰ کو اپنا نائب اور جانشین و قائم مقام بنایا۔ وكثيرًا ما كان عمر يستخلفه على المدينة اذا غاب عنها۔ (اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء، صفحہ ۲۱۰، علامہ شیخ محمد خضری)

نبی تھی عرش کی زینت تراب پا جن کی
انہی کے زینت دربار ہیں صحابہ کرام

Scanned with CamScanner

صحابہ پاک کو بہتر ہے خضر راہ سمجھو
نشان منزل اخیار ہیں صحابہ کرام

(سید خضر حسین چشتی)

حضرت علی المرتضیٰ کا اپنا فرمان ہے رضینا عن اللّٰہ قضاء ہ و سلمنا اللّٰہ امرہ اترانی اکذب علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واللّٰہ لا انا اول من صدقہ فلا اکون اول من کذب علیہ (نہج البلاغۃ صفحہ ۱۰۴، جلد اول)

ہم نے (خلفاء ثلاثہ میں سے) ہر ایک کے بارے میں اللہ کا فیصلہ تسلیم کیا اور اس کے حکم کو مانا۔ میں نے تو سب سے پہلے حضور علیہ السلام کی تصدیق کی اب میں (ان کے خلفاء کو نہ مان کر) سب سے پہلے ان پر جھوٹ کیوں باندھوں۔

اس کے حاشیہ پہ ہے فاطاع امر فی بیعۃ ابی بکر و عمر و عثمان (رضی اللہ عنہم) پس آپ نے بیعت فرمائی ابوبکر، عمر اور عثمان کی۔

اسی نہج البلاغہ میں ہے انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمرو عثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب یرد وانما الشوریٰ للمھاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی

(جلد ۲، صفحہ ۸، مطبوعہ مصر)

(آپ نے خلیفہ بننے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا کہ) انہی لوگوں نے ہی میری بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی کی تھی اور اسی شرط پر کی ہے جس شرط پر ان کی کی تھی۔ لہٰذا اب کسی حاضر یا غائب کو مخالفت کا حق نہیں ہے کیونکہ انصار و مہاجرین جس پر اکٹھے ہو کر اسے اپنا امام و پیشوا بنالیں اللہ کی رضامندی بھی اسی شخص کے ساتھ ہے۔

علی جمال دو عالم علی امام زمن — علی وقار دل وجاں علی بہار چمن
علی عروج فصاحت علی کمال سخن — علی عرب کے اندھیروں میں حق کی پہلی کرن
علی ولی سے گریزاں نہ ہو خدا کیلئے
علی تو قوت بازو ہے مصطفیٰ کیلئے

علی شیر خدا کی خصوصی شان

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یا علی لا یحل لا حد یجنب فی المسجد غیری و غیرک ۔ اے علی رضی اللہ عنہ میرے اور تیرے سوا کسی کیلئے حلال نہیں کہ وہ مسجد میں جنابت دار ہو۔ علی بن منذر راوی حدیث کہتے ہیں میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی کیلئے حالت جنابت میں مسجد میں سے گزرنا حلال نہیں ہے۔ (ترمذی شریف)

چونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے متصل حجرے میں قیام پذیر رسول کریم ﷺ کی طرح ازواج مطہرات امہات المومنین اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مسجد نبوی سے متصل تھے اور رسول کریم ﷺ کی طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بھی اکثر و بیشتر اوقات مسجد میں آنا پڑتا تھا اور بعض اوقات آدمی پر جنابت طاری ہوتی ہے اور وہ مسجد میں شرعاً داخل نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم ﷺ نے اس دقت و مشکل کے باعث مذکورہ ارشاد فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کی خصوصی اجازت سے یا اپنے عنداللہ مقام محبوبیت و رسالت کے حوالے سے حاصل خصوصی اختیار کے تحت فرمایا کہ صرف میرے اور علی کیلئے جنابت کے ساتھ مسجد میں سے گزرنا حلال ہے اور کسی کے لئے حلال نہیں۔ (عظمت اہل بیت رسول)

نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو اپنا بھائی بنالیا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھائی بندی کرائی۔ بعض کو بعض کا بھائی قرار دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے آپ کی آنکھوں سے آنسو برس رہے تھے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں مواخات قائم کی انہیں آپس میں بھائی بھائی بنایا مگر میرے ساتھ کسی کی بھائی بندی نہیں کی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا (انت اخی فی الدنیا والآخرۃ) تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی شریف)

مطلب یہ کہ مواخات اس لیے قائم ہوئی تھی کہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کی حالت کمزور تھی اور نئے شہر میں آباد کاری کیلئے انہیں باہم ایک دوسرے کا سہارا بننے کی ضرورت تھی۔ ایسے

Scanned with CamScanner

میں آپ ﷺ نے مہاجرین کو انصار اور غرباء کو امراء کا بھائی قرار دیا تاکہ مہاجرین کو دار ہجرت میں گھر بسانے کیلئے انصار کی مدد ملے اور غرباء کو معاملات دنیا میں امراء سے تعاون حاصل ہو۔ اس موقع پر رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے کسی صحابی کو بطور بھائی نہ چنا تو انہوں نے پریشانی محسوس کی۔ تب آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اے علی تم تو پہلے سے ہی میرے بھائی ہو۔ میں بچپن ہی سے تمہاری کفالت کرتا رہا ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی دوسرے شخص کی ضرورت ہی نہیں۔ تم دنیا میں نسبی و خونی تعلق کی بنیاد پر میرے بھائی ہو اور آخرت میں ایمانی رشتے کی بنا پر میرے بھائی ہو گے اور جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔ (عظمت اہل بیت رسول)

حضرت عمر کا حضرت علی پہ رشک کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو تین ایسی خصلتیں ملی ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک بھی میرے پاس ہوتی تو وہ میرے لئے بڑی بڑی نعمتوں سے بڑھ کر تھی۔ آپ سے پوچھا گیا امیر المومنین وہ کون سی خصلتیں ہیں؟ فرمایا علی کی فاطمہ بنت رسول ﷺ سے شادی۔ مسجد میں ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہرنا (حالت جنابت میں گزرنا) اور روز خیبر ان کو علم رسول یعنی جھنڈا حاصل ہونا۔

(مسند ابو یعلیٰ)

نکاح کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو زیادہ محبوب ہوں یا فاطمہ رضی اللہ عنہا؟ فرمایا ھی احب الی وانت اعز علی منھا ۔ فاطمہ مجھے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک فاطمہ سے زیادہ معزز ہو۔ (البدایہ والنہایہ) نیز فرمایا ان اللہ امرنی ان ازوج علیا ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے علی کا نکاح (فاطمہ سے) کرنے کا حکم دیا۔ (عن ابن مسعود)

مدارج النبوۃ کے حوالے سے اس بابرکت نکاح کی تفصیل بھی ملاحظہ فرماتے جایئے۔

انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے

جزری نے ''حصن حصین'' میں ابن حبان سے بیان کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تو حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھوڑا سا پانی لاؤ پھر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لکڑی کا

پیالہ لیا اور اس میں پانی بھرا۔ اور حضور ﷺ نے ان سے پانی لے کر اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب آئیں تو حضور ﷺ نے اس پانی کو ان کے سینہ کے درمیان اور سر پر چھڑکا۔ اور فرمایا: اے خدا میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ اس کے بعد فرمایا: ''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! میری طرف پشت کرو پھر حضور ﷺ نے ان کے شانوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیئے اور فرمایا: اے خدا! میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ پھر فرمایا: پانی اور لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا تھا کہ اب حضور ﷺ کیا کریں گے تو میں کھڑا ہوا اور پانی بھر کر لایا۔ حضور ﷺ نے اس پانی کو لیا اور اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا: میرے سامنے آؤ میں حضور ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پانی کے چھینٹے میرے چہرے پر دیئے اور فرمایا: ''اللھم انی اعیذہ من الشیطن الرجیم'' اے خدا! میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان رجیم سے۔ اس کے بعد فرمایا: ''بسم اللہ والبرکۃ'' اور مجھے فرمایا: اپنی زوجہ کے پاس جاؤ۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روز نکاح' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بعد نماز عشاء حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر لائے۔ پھر پانی کا پیالہ اٹھا کر اس میں اپنا لعاب دہن شریف ڈال کر معوذتین اور دعا پڑھی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس پانی کو پی جاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے وضو کیا اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس پانی کو پی جاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے وضو کیا اور فرمایا: ''اے خدا! یہ دونوں مجھ سے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ اے رب جس طرح تو نے مجھ سے ناپاکی دور کر کے پاک بنایا ہے اسی طرح ان دونوں کو پاک بنا۔'' اس کے بعد دونوں سے فرمایا۔ ''جاؤ اپنی خواب گاہ میں۔ اور فرمایا: اے خدا! ان کے درمیان محبت و الفت شامل فرما اور ان میں اور ان کی اولاد میں برکت دے۔ اور ان سے پریشانی کو دور فرما۔ ان کے نصیبہ کو نیک گردان! ان پر برکت نازل فرما اور ان سے بکثرت پاک اولاد پیدا فرما''۔

خطیب بغدادی نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں اس پر

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا "میری لختِ جگر کس بات سے تم رونے لگیں۔" انہوں نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسے شخص کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے جس کے پاس نہ مال ہے اور نہ کوئی چیز" اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس سے راضی نہیں کہ حق تعالیٰ نے زمین سے دو شخصوں کو برگزیدہ فرمایا جن میں سے ایک تمہارا والد ہے اور دوسرا تمہارا شوہر ہے۔ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: کیا تم راضی نہیں کہ میں نے اس سے نکاح کیا جو از روئے اسلام سب سے پہلے مسلمانوں میں سے ہے۔ اور علم کے اعتبار سے ان سب میں دانا ترین ہے۔ تم میری امت کی عورتوں میں سب سے بہترین ہو جس طرح کہ مریم سلام اللہ علیہا اپنی قوم میں تھیں۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے جو دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں صالحین میں سے ہے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۳۱)

مواہب لدنیہ نے جو اس نکاح کا خطبہ نقل کیا ہے وہ یہ ہے:

الحمد للّٰہ المحمود بنعمته المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه وسطوته النافذ امره فی سماء ه وارضه الذی خلق الخلق بقدرته ومیزهم باحکامه واعزهم بدینه واکرمهم بنبیه محمد صلی اللّٰه علیه وسلم ان اللّٰه تبارك اسمه و تعالٰی عظمته جعل المصاهرة سببًا لاحقا وامرًا مفترضًا وشبح به الارحام واکرم الانام فقال عز من قال وهو الذی خلق من المآء بشرًا فجعله نسبًا وصهرا وکان ربك قدیرًا۔ فامر اللّٰه تعالٰی یجری الٰی قضائه وقضاءٗ یجری الٰی قدرة ولکل قضاء قدر ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحوا اللّٰه ما یشآء ویثبت وعنده ام الکتاب ثم ان اللّٰه امرلی ان ازوج فاطمة من علی بن ابی طالب)

نبی کے در پہ قسمت ہی بدل جاتی ہے لوگوں کی
جو آتے ہیں وہ بوبکر و علی بن کر نکلتے ہیں

(صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی)

حدیث: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی لشکر میں جنگ پر بھیجا تو میں نے خود سنا رسول کریم ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا فرما رہے تھے۔ اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیا ۔ اے اللہ مجھے وصال نہ دے تا آنکہ مجھے علی رضی اللہ عنہ دکھا دے۔ (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۱۵)

قربان جائیں اس عظمت پر ساری دنیا رسول کریم ﷺ کے دیدار کی تمنا رکھتی ہے اور اس کیلئے بے قرار ہے اور خود رحمت کائنات ﷺ مولا علی کو دیکھنے کیلئے بے قرار ہیں۔

خیبر کشا' یقین کا پیکر وہ بوتراب
تاریخ کی جبیں پہ وہ فتح مبیں کا باب
سرچشمۂ نجات بشر' روح انقلاب
جس کے وجود سے ہے رخ دین کی آب و تاب
جس کا کرم جہاں کیلئے عام ہو گیا
خطروں کو اوڑھ کر جو سر شام سو گیا

حدیث ثقلین اور علی المرتضیٰ

حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ لوٹے تو غدیر خم پر آپ نے خیمے گاڑنے کا حکم دیا۔ (پڑاؤ کیا) پھر آپ نے فرمایا: لوگو مجھے جو دعوت دی گئی تھی وہ میں نے پوری کر دی۔ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان میں سے ہر ایک دوسری سے زیادہ اہم ہے۔ ایک اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین کی طرف لٹکی ہوئی خدا کی رسی ہے۔ دوسری میری شریعت و اہل بیت ہے تو خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی تا آنکہ روز قیامت دونوں اکٹھی میرے پاس آئیں گی پھر آپ نے فرمایا اللہ میرا مولا ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا (من کنت ولیہ فعلی ولیہ) جس کا میں ولی (دوست) ہوں اس کا علی رضی اللہ عنہ بھی ولی ہے (دوست ہے) بعض دوسری روایات میں چونکہ "ولیہ" کی جگہ مولاہ کا لفظ آیا ہے اس لیے مناسب ہوگا

کہ لفظ "مولاہ" کے بارے میں بھی کچھ وضاحت ہو جائے۔

لفظ مولیٰ کا معنیٰ و مفہوم

مولیٰ کا معنی مددگار: ذلك بان الله مولى الذين امنوا وان الكفرين لا مولى لهم (سورۃ محمد:۱۱)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

مولا کا معنی وارث: ولكل جعلنا موالي (النساء:۳۳)

ہم نے ہر ایک کے وارث بنا دیے۔

مولیٰ کا معنی عصبہ: وانی خفت الموالی من ورآءی (مریم:۵)

اور مجھے اپنے بعد اپنے (عصبات) رشتہ داروں کا ڈر ہے۔

مولیٰ بمعنی دوست: ویوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا ۔اور جس دن کوئی دوست کسی دوست کے ذرہ برابر بھی کام نہ آئیگا۔ (الطور:۴۶)

مولیٰ کا معنی مالک' سردار' المنعم (انعام کرنے والا) المنعم علیہ (جس پر انعام کیا گیا) آزاد کرنے والا (المعتق)۔ الناصر' المحب' التابع' الجار' ابن العم (چچازاد) الحلیف العقید (سپہ سالار۔ ضامن) الصہر (داماد) اور غلام بھی ہے۔

(مرقات شرح مشکوۃ' ج ۱۱ صفحہ ۳۴۱' سنن ابن ماجہ' صفحہ ۱۲' حاشیہ' مشکوۃ صفحہ ۵۵۶ حاشیہ)

من كنت مولاه فهو علي مولاه کے الفاظ مندرجہ ذیل کتب میں ہیں۔

(ترمذی' صفحہ ۲۱۲' ج ۲' ابن ماجہ' صفحہ ۱۲' مشکوۃ صفحہ ۵۵۶' نور الابصار' صفحہ ۷۸' الشرف المؤبد صفحہ ۱۱۱' عن زید بن ارقم)

یہ تمام معانی اس لیے بیان کر دیے گئے ہیں کہ شیعہ حضرات اس لفظ کی آڑ میں حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خوب خوب غلو اور مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔

حبِ علی ہے حبِ نبی (ﷺ)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر (سوئے یمن) بھیجا علی رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر بنایا آپ نے وہ مہم سر کی تو ایک لونڈی سے آپ نے مجامعت کی (جو مال غنیمت کے حصہ خمس میں سے آپ کیلئے جائز تھی) لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور چار اصحاب رسول ﷺ نے عہد کیا کہ جب ہم رسول خدا ﷺ کے پاس جائیں گے تو اس امر کا تذکرہ ضرور

کریں گے۔ مسلمان جب سفر سے واپس آئے تو سب سے پہلے رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ لشکر واپس آیا تو وہ چار صحابی بھی حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ علی ابن ابی طالب نے یہ کیا رسول محتشم ﷺ نے ان سے اعراض کیا۔ (ناگواری محسوس کی) پھر دوسرے صحابی نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی۔ آپ نے ان سے بھی اعراض کیا۔ پھر تیسرے اور چوتھے نے بھی وہی بات کی آپ نے ان سے بھی اعراض کیا۔ تب رسول ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ آپ کے چہرے پر غصہ کے اثرات نمایاں تھے اور فرمایا ماتریدون من علی تم علی رضی اللہ عنہ سے کیا چاہتے ہو؟ یہ تین بار کہا۔ پھر فرمایا: ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مومن بعدی (بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد علی ہر مومن کا ولی ہے) (ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب' صفحہ ۲۱۳)

یعنی علی میرا بھائی ہے اور میں اس کا بھائی ہوں یا یہ کہ اس کی خوشی میری خوشی اور میری خوشی اس کی خوشی اور وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔

ائمہ اہل بیت سے مروی ایک حدیث

امام ترمذی کہتے ہیں مجھے نصر بن علی نے بتایا' اس نے کہا مجھے علی بن جعفر بن محمد نے بتایا انہوں نے کہا مجھے میرے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق نے بتایا۔ ان کو ان کے باپ حضرت امام جعفر صادق نے بتایا۔ ان کو ان کے باپ حضرت امام محمد باقر نے بتایا۔ ان کو ان کے باپ حضرت امام زین العابدین علی بن حسین نے بتایا۔ ان کو ان کے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بتایا اور ان کو ان کے باپ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

من احب هذين واباهما وامهما كان معي في درجتي يوم القيمة

جس نے ان دونوں سے اور ان کے والدین (علی و فاطمہ) سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ' میرے درجے میں جنت کے اندر رہے گا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۵' ابواب المناقب)

معلوم ہوا جس دل میں محبت علی نہیں تو وہ مومن بھی نہیں اور اگر دعویٰ ایمان کرتا ہے تو اس کا دعویٰ منافقانہ ہے۔ یہ کسی منافق ہی کی شان ہو سکتی ہے مومن کی ہرگز نہیں۔ اس حدیث کی سند میں

Scanned with CamScanner

چھ ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں تو کہاں ہیں وہ شیعہ جو کہتے ہیں کہ سنی اپنی کتب میں ائمہ اہل بیت سے حدیثیں نہیں لیتے۔ اگر صحیح سند سے بات ملے تو کیوں نہیں لیتے؟

نکتہ: علی ڈبل پنجتن ہیں کہ خلفاء میں بھی ہیں اور اہل کساء میں بھی ہیں نہ علی کے بغیر خلافت مکمل ہوسکتی ہے نہ پنجتنی مکمل ہوسکتی ہے۔

بدلی مصیبتوں کی جو چھائی تھی چھٹ گئی
مشکل مری حیات کے رستے سے ہٹ گئی
میں نے علی کا نام لیا جب جلال میں
گھبرا کے میری ''موت'' بھی واپس پلٹ گئی

50 ارشاداتِ مصطفیٰ ﷺ (کا گلدستہ)

درشانِ علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ)

(یہ ایسے پچاس ارشاداتِ مصطفیٰ ﷺ ہیں کہ پہلے پچیس ارشادات میں آخری لفظ علی ہے اور آخری پچیس میں پہلا لفظ علی ہے)

1-اَشْقَی الْاٰخَرِیْنَ الَّذِیْ یَطْعَنُكَ یَا عَلِیُّ

اے علی! میری اُمت میں بڑا بدبخت وہ ہے جو تجھے قتل کرے گا

(البدایہ والنھایہ ج7 ص326' کفایت الطالب ص463' مقتل الحسین للخوارزمی ج1 ص43)

2-اَعْلَمُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیٌّ

میری اُمت میں میرے بعد بڑا عالم علی ہے۔

(منتخب کنز العمال بھامش مسند احمد بن حنبل ج 5 ص 32' مناقب الخوارزمی ص 82 ینابیع المودۃ ج 2 ص 239 کنز العمال ج12 ح1217 ص212)

3-اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا۔

اے اللہ مجھے موت نہ دینا جب تک مجھے علی نہ دکھادے۔

(البدایہ والنھایہ ج 7 ص 357' مناقب الطبری من الریاض النضرۃ ص 220 تاریخ ابن عساکر ج 24 ص 337 سنن الترمذی ج5 ص643' ینابیع المودۃ المودۃ ج 2 ص184 مناقب الخوارزمی ص 71' ذخائر العقبیٰ ص94)

4-اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ۔

بے شک اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں فاطمہ کا نکاح علی سے کردوں۔

(الریاض النضرۃ ص 140' الصواعق المحرقۃ لابن حجر ص 124' ینابیع المودۃ ج 2 ص 319' منتخب کنز العمال ج 5 ص 30 مقتل الحسین للخوارزمی ج 1 ص 76-77' مناقب الخوارزمی ص 327' کنز العمال ج 12 ح 1132 ص205)

5- اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ مُحَمَّدٍ مِنْ صُلْبِ عَلِیٍّ۔

بے شک اللہ نے محمد ﷺ کی نسل علی کی پشت سے چلائی۔

(الصواعق المحرقہ ص124 منتخب الکنز ج5 ص30، کنز العمال ج12 ح132 ص201، مناقب الخوارزمی ص328)

6- اِنَّ اَوَّلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلاً اِلَیْھَا عَلِیٌّ۔

بے شک اہل جنت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا علی ہے۔

(بلفظ قریب فی مناقب الخوارزمی ص1317 المناقب المطہری ص88)

7- اِنَّ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰی مَعِیَ عَلِیٌّ۔

بے شک جس نے سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی وہ علی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج4 ص348 ذخائر العقبیٰ ص59 سنن الترمذی ج5 ص624، منتخب الکنز بہامش المسند ج5 ص33 مناقب الخوارزمی ص56 مناقب المطہری ص77، ینابیع المودۃ ج1 ص196 کنز العمال ج16 ص214 ح1234)

8- اِنَّ عَلَی الصِّرَاطِ لَعَقَبَۃً لَّا یَجُوْزُھَا اَحَدٌ اِلَّا بِجَوَازٍ مِّنْ عَلِیٍّ۔

بے شک پل صراط پر ایک گھاٹی ہے جسے علی کے اجازت نامے کے بغیر کوئی نہ عبور کر سکے گا۔

(الفوائد المجموعہ ص398 ح91، ینابیع المودۃ ج2 ص162 قریب من لفظ فی مناقب المطہری ص127)

9- اُوْصِیْ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ بِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ۔

جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی میں اس کو علی کی ولایت کو تسلیم کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

(منتخب الکنز ج5 ص32، کنز العمال ج12 ح1193 ص207)

10- اَوَّلُ ثُلْمَۃٍ فِی الْاِسْلَامِ مُخَالَفَۃُ عَلِیٍّ۔

اسلام میں پہلا سوراخ علی کی مخالفت ہے۔

(ینابیع المودۃ ج2 ص313، المناقب المرتضویہ ص115)

11- اَوَّلُکُمْ وَارِدًا عَلَی الْحَوْضِ اَوَّلُکُمْ اِسْلَامًا عَلِیٌّ۔

میرے پاس حوض کوثر پہ سب سے پہلے آنے والا وہ ہے جو تم میں سے پہلے اسلام لانے

والا ہے (یعنی علی کرم اللہ وجہہ الکریم)۔

(ینابیع المودۃ ج2 ص239 کنز العمال ج2 ح1193 ص214 مناقب المطہری ص6)

12- زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیٍّ۔

اپنی محافل کو ذکر علی سے سجایا کرو۔ (مناقب ابن مغازلی ص211)

13- سُدُّوْا اَبْوَابَ الْمَسْجِدِ کُلَّھَا اِلَّا بَابَ عَلِیٍّ۔

علی کے دروازے کے علاوہ مسجد کے سارے دروازے بند کر دو۔

(ذخائر العقبیٰ ص67 البدایہ والنہایہ ج7 ص323، خصائص النسائی ص55 مناقب الخوارزمی ص328، تذکرۃ الخواص ص43)

14- عُنْوَانُ صَحِیْفَۃِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِیٍّ۔

مؤمن کے نامۂ اعمال کا عنوان علی کی محبت ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص120 تاریخ ابن عساکر ج42 ص117 تاریخ بغداد ص177)

15- لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ۔

بہادر مرد علی ہے اور تلوار صرف ذوالفقار ہے۔

(مناقب الخوارزمی ص167 البدایہ والنہایہ ج7 ص337، ینابیع المودۃ ج2 ص166)

16- لَا یُبَلِّغُ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ۔

احکام میں پہنچاؤں گا یا علی پہنچائے گا۔

(تاریخ ابن عساکر ج42 ص346، البدایہ والنہایہ ج7 ص357، تذکرۃ الخواص ص43)

17- لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ جَآءَ بِجَوَازٍ مِّنْ عَلِیٍّ۔

جنت میں وہ داخل ہوگا جو علی کے اجازت نامے کے ساتھ آئے گا۔

(قریب من لفظ فی الفوائد المجموعہ ص399 ح96)

18- لَا یَقْضِیْ دَیْنِیْ غَیْرِیْ اَوْ عَلِیٌّ۔

اپنا قرض میں خود ادا کروں گا یا میری طرف علی سے ادا کرے گا۔

(ینابیع المودۃ ج2 ص85، کنز العمال ج12 ح1202 ص210 تذکرۃ الخواص ص44)

19- لِکُلِّ نَبِیٍّ خَلِیْلٌ وَّاِنَّ خَلِیْلِیْ وَاَخِیْ عَلِیٌّ۔

ہر نبی کا ایک خلیل ہے میرا خلیل (دوست) اور بھائی علی ہے

(کنز العمال ج 12 ح 1329 ص 229)

20-لِكُلِّ نَبِيٍّ صَاحِبُ سِرٍّ وَّصَاحِبُ سِرِّیْ عَلِیٌّ۔

ہر نبی کا ایک محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز علی ہے۔ (ینابیع المودۃ ج 2 ص 234)

21-لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَّوَارِثٌ وَاِنَّ وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ عَلِيٌّ۔

ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی اور وارث علی ہے۔

(کنز العمال ج 5 ص 443' ذخائر العقبی ص 71' مناقب الطبری ص 129 تاریخ ابن عساکر ج 42 ص 396' مناقب ص 201)

22-مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى سَيِّدِ شَبَابِ الْعَرَبِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى عَلِيٍّ۔

جو یہ چاہے کہ عرب کے نوجوانوں کا سردار دیکھوں وہ علی کو دیکھے۔

(قریب من لفظہ فی مناقب الامام علی لابن المغازلی ص 214)

23-مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَاِنَّ مَوْلَاهُ عَلِيٌّ۔

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے

(تاریخ ابن عساکر ج 42 ص 102 البدایۃ والنھایۃ ج 7 ص 344 خصائص النسائی ص 82-83 مناقب الخوارزمی ص 127)

24-يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اُوْصِيْكُمْ بِحُبِّ ذِيْ اَقْرَبِيْهَا اَخِيْ وَابْنُ عَمِّيْ عَلِيٍّ۔

اے لوگو میں تم کو اپنی قرابت والے بھائی اور اپنے چچا کے بیٹے کی محبت کی وصیت کرتا ہوں۔ (تاریخ ابن عساکر ج 2 ص 207)

25-يَفْتَخِرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اٰدَمُ بِابْنِهٖ شِيْثَ وَاَفْتَخِرُ اَنَا بِعَلِيٍّ

قیامت والے دن آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث کے ساتھ فخر کریں گے اور میں علی کے ساتھ فخر کروں گا۔ (فرائد السمطین ج 1 ص 232)

26-عَلِيٌّ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

دنیا اور آخرت میں میرا بھائی علی ہے۔

(ینابیع المودۃ ج 2 ص 96' کنز العمال ج 12 ح 1147 ص 203)

27-عَلِيٌّ اَعْلَمُ النَّاسِ بِاللّٰهِ۔

لوگوں میں اللہ کو زیادہ جاننے والا علی ہے۔ (منتخب کنز العمال بھامش المسند ج 5 ص 32)

28-عَلِيٌّ اِمَامُ الْبَرَرَةِ وَقَاتِلُ الْفَجَرَةِ۔

نیکوکاروں کا امام اور فاجروں کا قاتل علی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص 125' ینابیع المودہ ج 2 ص 96 کنز العمال ج 12 ح 1149 ص 203 مناقب الخوارزمی ص 127-200' الجامع الصغیر ج 2 ح 5616 ص 269)

29-عَلِيٌّ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار علی ہے۔

(قریب من لفظہ فی مناقب الخوارزمی ص 85' فرائد السمطین ج 1 ص 149)

30-عَلِيٌّ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِيْ وَصَدَّقَنِيْ۔

مجھ پر جو پہلے ایمان لایا اور میری تصدیق کی وہ علی ہے۔

(انساب الاشراف ج 2 ص 362)

31-عَلِيٌّ بَابُ حِطَّةٍ مَّنْ دَخَلَهٗ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا۔

گناہ جھڑنے کا دروازہ علی ہے جو اس سے داخل ہو گیا امن والا ہو گیا۔

(منتخب الکنز ج 5 ص 130 الصواعق المحرقہ ص 125' ینابیع المودۃ ج 2 ص 96 الجامع الصغیر ج 2 ص 629 ح 5617' کنز العمال ج 2 ص 203 ح 1150)

32-عَلِيٌّ بَابُ عِلْمِيْ وَمُبَيِّنٌ لِاُمَّتِيْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ مِنْ بَعْدِيْ۔

میرے علم کا دروازہ علی ہے اور جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں (قرآن) اس کو میرے بعد میری اُمت کے لئے بیان کرنے والا علی ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج 4 ص 100' ینابیع المودۃ ج 2 ص 240' کنز العمال ج 12 ح 1221 ص 212)

33-عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ اَبٰى فَقَدْ كَفَرَ۔

لوگوں میں بہتر علی ہے جس نے انکار کیا اس نے کفر کیا۔

(الفوائد المجموعۃ ص 372 ح 50' البدایۃ والنھایۃ ج 7 ص 459' تاریخ ابن عساکر ج 43 ص 372 منتخب الکنز ج 5 ص 35' ینابیع المودۃ ج 2 ص 78' کنز العمال ج 12 ح 1285 ص 221)

Scanned with CamScanner

34-عَلِيٌّ رَايَةُ الْهُدٰى وَمَنَارُ الْإِيْمَانِ۔

ہدایت کا جھنڈا اور ایمان کا مینار علی ہے۔ (میزان الاعتدال للذہبی ج4 ص256)

35-عَلِيٌّ طَاعَتُهُ طَاعَتِيْ وَ مَعْصِيَتُهُ مَعْصِيَتِيْ۔

علی کی اطاعت میری اطاعت اور علی کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

(فرائد السمطین ج1 ص179 وقریب من لفظہ فی مناقب الطبری ص105)

36-عَلِيٌّ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَاَنَا الشَّاهِدُ مِنْهُ ۔

علی اپنے ربّ کی طرف سے روشن دلیل پر ہے اور میں اس پر گواہ ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر ج43 ص320 وقریب من لفظہ فی ینابیع المودۃ ج1 ص293)

37-عَلِيٌّ قَسِيْمُ النَّارِ وَالْجَنَّةِ ۔

علی جنت اور دوزخ تقسیم کرنے والا ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص126' ینابیع المودۃ ج1 ص163)

38-عَلِيٌّ مَعَ الْحَقِّ وَالْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ۔

علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔

(تاریخ ابن عساکر ج42 ص449 ینابیع المودۃ ج1 ص269 تاریخ بغداد ج14 ص322)

39-عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ۔

علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص124' تاریخ الخلفاء ص173' ینابیع المودۃ ج2 ص96 نور الابصار ص89 منتخب الکنز ج5 ص30 مناقب الخوارزمی ص177)

40-عَلِيٌّ مَلِيْءٌ اِيْمَانًا اِلٰى مُشَاشِهٖ۔

علی ٹھوڑی تک ایمان سے بھرا ہوا ہے۔ (ینابیع المودۃ ج2 ص77)

41-عَلِيٌّ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى۔

علی میرے لئے ایسے ہے جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہارون (علیہ السلام)

(کنز العمال ج 12 ح 155 ص 203' ینابیع المودۃ ج ص 98-391' الجامع الصغیر ح 5622 ص 269 الصواعق المحرقہ ص 121 صحیح مسلم ج5 ص550 المعیار الموازنہ ص70 منتخب الکنز ج5 ص31)

42-عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ۔

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

(الصواعق المحرقہ ص 122' البدایۃ والنھایۃ ج 7 ص 357' ینابیع المودۃ ج 2 ص 78 تذکرۃ الخواص۔ ص43 مناقب الطبری ص126' تاریخ ابن عساکر ج42 ص345 مناقب الخوارزمی 134)

43-عَلِيٌّ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ۔

علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص123 مناقب الطبری ص119 سنن الترمذی ج5 ص632)

44-عَلِيٌّ مَوْلٰى مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ

علی مولیٰ ہے اس کا جس کا میں مولیٰ ہوں۔

(تاریخ ابن عساکر ج 42 ص 187' الجامع الصغیر ج 2 ح 5632 ص 630 ینابیع المودۃ ج 2 ص 77 کنز العمال ج12 ح1156 ص204)

45-عَلِيٌّ هُوَ نَفْسِيْ وَاَنَا نَفْسُهُ

علی میری جان ہے اور میں علی کی جان ہوں۔

(قریب من لفظہ فی ینابیع المودۃ ج1 ص173' مناقب الخوارزمی ص90

46-عَلِيٌّ وَّشِيْعَتُهُ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۔

علی اور اس کی جماعت کامیابی پانے والی ہے۔

(ینابیع المودۃ ج2 ص312' قریب من لفظہ فی تذکرۃ الخواص ص56)

47-عَلِيٌّ يَّزْهَرُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ كَكَوْكَبِ الصُّبْحِ لِاَهْلِ الدُّنْيَا ۔

علی اہل جنت کی چمک ہے۔ جیسے صبح کا ستارہ دنیا والوں کے لئے باعث روشنی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص125 مناقب ابن مغازلی ص140 منتخب الکنز ج5 ص31)

48-عَلِيٌّ يَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

علی مومنوں کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص125 ینابیع المودۃ ج2 ص401 مناقب ص140 منتخب الکنز ج5 ص31 کنز العمال ج12 ح1158 ص204)

Scanned with CamScanner

49-عَلِیٌّ یَقْضِیْ دَیْنِیْ وَ یُنْجِزُ مَوْعِدِیْ۔

علی میرا قرض ادا کرے گا اور میرا وعدہ پورا کرے گا۔

(فرائد السمطین ج 1 ص 60 ذخائر العقبیٰ ص 71' تاریخ ابن عساکر ج 42 منتخب الکنز ج 5 ص 32)

50-عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ رَأْسِیْ مِنْ بَدَنِیْ

علی میرے لئے ایسے ہے جس طرح میرا سر میرے بدن سے ہے

(الصواعق المحرقہ ص 125 ینابیع المودۃ ج 2 ص 177-401 نور الابصار ص 89 کنز العمال ج 12 ح 1154 ص 204' الجامع الصغیر ج 2 ح 5621' ص 269)

(حضور علیہ السلام کے ان پچاس ارشادات کو بعض خطاط حضرات نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ کتب خطاطی میں لکھا ہے' چونکہ ہر فرمان کے ساتھ کئی کئی کتب کے حوالے موجود ہیں اس لیے ہم نے یہاں درج کر دیے جو اہل محبت کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں' قطع نظر اس کے کہ سند کے اعتبار سے یہ فرمان کیسا ہے کیونکہ فضائل میں کافی رعایت وگنجائش ہوتی ہے یعنی ضعیف حدیث بھی معتبر مانی جاتی ہے۔)

کتنے اعلیٰ ہیں منازل و مقاماتِ علی
کتنی بالا ہیں مناجات و عبادات علی
کتنی آیات سے ثابت ہیں کمالات علی
کتنے وارد ہیں احادیث میں حالاتِ علی
جس قدر ان کے فضائل میں حدیثیں آئیں
اس قدر اور صحابہ کے لئے نہیں آئیں

چونکہ مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم داماد مصطفیٰ اور عم زاد پیغمبر ہیں اس لئے اگر کوئی واقعتاً مومن ہے تو ایمان بالرسول کا تقاضا ہے کہ وہ مذکورہ تین نسبتوں کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی محبت رکھے اور محبت رسول تو عین ایمان ہے جان ایمان ہے تو جو آدمی علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا ہو وہ نہ محبت رسول کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کے پلے ایمان ہے۔ اگر حُبِ علی والی احادیث کوئی جاہل انسان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف استعمال کرے تو یہ اس کی اپنی جہالت ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی سے کوئی بغض نہیں

تھا۔ ان کا جھگڑا صرف یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جو قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں چھپے ہوئے تھے انہیں گرفتار کر کے قتل کیوں نہیں کیا جاتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلان عثمان کو قرار واقعی سزا دیدیں تو ملک شام کا جو پہلا شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں گا۔ (البدایہ جلد ۸' صفحہ ۱۲۹)

مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس انہیں سزا دینے کیلئے کوئی شرعی گواہی نہیں تھی۔ وہ بھی معذور تھے۔ (ان دونوں حضرات کا اختلاف اجتہادی تھا۔ دونوں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر حضرت امیر رضی اللہ عنہ پر مذکورہ اعتراض وارد کیا جائے کہ انہوں نے دنیوی لالچ میں آ کر حضرت علی کی مخالفت کی اور ان سے بغض رکھا تو اس سے براہِ راست حضور علیہ السلام کی شانِ تزکیۂ نفوس پر اعتراض آئے گا حالانکہ ویز کیھم کی شان متفقہ ہے۔)

جنت کا راستہ بھی محبت علی کی ہے

یہ بھی علی شیرِ خدا کی شان ہے کہ ان کے شہزادوں سے محبت پر حضور نے فرمایا:

من احب هذين واباهما وامهما كان معي في درجتي يوم القيامة

جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے اور ان کے باپ اور ان کی والدہ سے محبت کی وہ روز قیامت جنت میں میرے درجے میں میرے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی شریف جلد دوم ابواب المناقب' صفحہ ۲۱۵)

یہ حدیث آب زر سے لکھی جائے تو بھی حق ادا نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اہل محبت و ایمان کے دل میں اچھے عقیدے کے پھول کھلا دیتی ہے جسے پڑھ اور سن کر چمنستان ایمان میں بہار آ جاتی ہے اور دل محبت پنجتن پاک سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اے اللہ ہمیں آل رسول کی محبت میں زندہ رکھ اور ان کی محبت میں دنیا سے اٹھا اور روز حشر جنت میں ان کے خادموں میں جگہ عطا فرما۔ آمین۔ (عظمت اہل بیت رسول)

منافقت کیا ہے؟

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ خود حضرت علی المرتضیٰ سے بھی مروی ایک حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام نے میرے (علی کے) بارے میں فرمایا: انه لا يحبني

Scanned with CamScanner

الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق ۔ مومن کے سوائے کوئی مجھ سے محبت نہ کرے گا اور منافق کے سوا کوئی مجھ سے بغض نہ رکھے گا۔(ابن ماجہ، ص۱۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان کنا لنعرف المنافقین (نحن محشر الانصار) ببغضهم علی ابن ابی طالب(ترمذی، ص ۲۱۳، ج ۲)

ہم لوگ منافقین کو ان کے علی المرتضیٰ کے ساتھ بغض رکھنے سے پہچانتے تھے۔ علی یعسوب المؤمنین والمال یعسوب المنافقین۔ علی اہل ایمان کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔(صواعق ص ۱۲۵، روی ابن عدی عن علی)

خوارج کی یہ نشانی بھی بتائی گئی ہے کہ جو میری اولاد (آلِ رسول) اور علی المرتضیٰ سے بغض رکھے ھم کلاب النار۔ وہ دوزخی کتے ہیں۔(منقول از سوانح شیر خدا۔ فیض احمد اویسی)

جو دینِ کبریا کا مقدر ہے وہ علی
جو منبر قضا کا سخنور ہے وہ علی
جو حق کی رحمتوں کا سمندر ہے وہ علی
جو باب شہرِ علم پیمبر ہے وہ علی
میداں میں جو بشر کو متاعِ ضمیر دے
جھولے میں ہو تو کلۂ اژدر کو چیر دے

علی مجھ سے ہے میں علی سے ہوں

بخاری شریف ص۵۲۵، ج۱

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعلی انت منی و انا منك ۔

اے علی تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

عمران بن حصین سے مشکوٰۃ باب مناقب علی فصل ثانی میں اس طرح ہے: ان علیا منی وانا منه وهو ولی کل مؤمن۔ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مؤمن کا ولی ہے۔(انا من علی و علی منی کے الفاظ بھی ہیں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: علی منی بمنزلة راسی فی بدنی۔ علی میرے لیے ایسے ہے جیسے بدن کیلئے سر۔(الطبرانی)

حضور علیہ السلام کا نسب حضرت علی سے ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ان اللہ جعل ذریة کل نبی فی صلبه و جعل ذریتی فی صلب علی ابن ابی طالب.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس نبی کی پشت میں رکھی اور میری اولاد علی بن ابی طالب کی پشت میں رکھی ہے۔(ایضاً)

بنی لفظ ''کن'' سے یہ مخلوق کل
گیا نور احمد سے یہ راز کھل
فرش سے عرش تک اٹھا پھر یہ غل
محمد گل است و علی روئے گل
بود فاطمہ اندروں بوئے گل
چوں عطرش برآمد حسین و حسن
معطر از آں شد زمین و زمن

ایک حدیث شریف میں ہے: (لایودی عنی الا انا او علی)

میری طرف سے ادائیگی صرف میں کرسکتا ہوں یا علی (کیونکہ علی منی وانا من علی)(ترمذی، ص ۲۱۳، ج ۲)

حبِ علی اور بغض علی کرم اللہ وجہہ

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بسند حسن روایت کی۔

من احب علیا فقداحبنی ومن احبنی فقد احب اللہ، ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقدابغض اللہ.

(مشکوٰۃ، الصواعق، ص ۱۲۳)

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی تحقیق اس نے اللہ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔

ایک روایت میں ہے من اذیٰ علیا فقد اذانی (ابو یعلیٰ، بزار عن سعد بن ابی وقاص)
جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

صواعق محرقہ ص ۱۲۳ پہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:
من سب علیا فقد سبنی ۔ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

ــ میری عقیدتوں کیلئے آستاں علی　　وسعت میں ایک تاروں بھرا آسماں علی
خالق کی عظمتوں کا حسیں کارواں علی　　معراج میں نبی کا ہوا رازداں علی
جی چاہتا ہے بات ''ذرا'' معتبر کہوں
مولا کے نقش پا کو میں شمس و قمر کہوں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور علیہ السلام کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا: فاطمۃ الزہرا۔ عرض کیا گیا مردوں میں سے؟ فرمایا: زوجھا۔ اس کا خاوند (علی)۔ نیز فرمایا: ماعلمت صواما قواما۔ میں تو یہی جانتی ہوں کہ علی بہت روزہ رکھنے والے اور راتوں کو اللہ کی عبادت میں بہت زیادہ قیام کرنے والے تھے۔ (ترمذی، ص ۲۲۶، ج ۲)

مثالِ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت علی کی محبت میں مبالغہ کی مثالیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ان فیك مثلا من عیسیٰ۔ اے علی: تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے کہ یہودیوں نے ان کے ساتھ اتنا بغض رکھا کہ ان کی ماں پہ تہمت و بہتان لگا دیا اور عیسائیوں نے اتنی محبت کر ڈالی کہ ان کو وہ مقام دیا جو ان کا نہ تھا (یعنی ان کو خدا کا بیٹا بنا ڈالا) پھر حضرت علی نے فرمایا: الا وانہ یھلك فی اثنان ۔ خبردار میرے بارے میں بھی دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ محب مفرط یفرطنی بما لیس فی و مبغض یحملہ سنا نی علی ان یبھتنی ۔
حد سے بڑھ کر مجھ سے محبت کرنے والا (جو باتیں میرے بارے میں نہیں کہنی چاہیں وہ

بھی کہہ ڈالنے والا جیسا کہ اہل تشیع کا ایک مشہور ذاکر و شاعر امام شافعی علیہ الرحمۃ پر الزام لگاتے ہوئے حضرت علی کے بارے میں کہتا ہے حالانکہ امام شافعی نے حضرت علی کے بارے میں قطعاً ایسا نہیں فرمایا کہ

یقین شک کے لبادے میں چھپ نہیں سکتا
کہ شافعی کیلئے ہو بہو خدا ہے علی　　(نعوذ باللہ)

پھر یہی شاعر حضرت علی کے بارے میں غلو اور مبالغے سے بھرپور اپنا عقیدہ یوں بیان کرتا ہے۔

نبر تھی گرم کہ معراج کا سفر ہو گا
نبی سے پہلے فلک پر پہنچ گیا ہے علی
(فرات فکر: محسن نقوی)

ایک شیعوں کا بہت بڑا علامہ اور مناظر کہہ رہا تھا کہ حضور پر اگر ایک بار وحی آتی تھی تو علی پر دوبار آتی، اس کی دلیل یہ دے رہا تھا کہ حضور نے فرمایا: انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ تو شہر کی طرف جانا ہو تو دوبار دروازے سے گزرنا پڑتا ہے ایک بار جاتے ہوئے اور دوسری بار واپس آتے ہوئے۔ لہٰذا جبریل امین نبی کے پاس ایک بار اور علی کے پاس دوبار آتے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

میں نے زمانہ طالب علمی میں نام نہاد فاتح ٹیکسلا مولوی بشیر انصاری کی تقریر گامے شاہ کربلا میں سنی جس میں اس نے کہا! اللہ نے ابلیس سے پوچھا: تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ استکبرت ام کنت من العالین۔ کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو ''عالین'' میں سے ہے پھر اس نے ''عالین'' کی تفسیر کی کہ عالین بھی علو سے ہے اور علی بھی علو سے تو مطلب یہ ہوا کہ اگر تو علی والوں میں سے ہے تو پھر واقعی تجھے سجدہ کرنا نہیں چاہیے بلکہ سب کو تجھے سجدہ کرنا چاہیے کیونکہ علی والے کسی کو کیوں سجدہ کریں۔ اور اگر تو نے تکبر کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا تو فاخرج انك رجیم۔ (معاذ اللہ) اس طرح کی سینکڑوں مثالیں دی جا سکتی ہیں مگر ''مشتے از خروارے'' کے طور پر انہی چند پر اکتفا کر رہا ہوں۔

؎ خوفِ خدا شرمِ نبی — یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

۲- مجھ سے بغض رکھنے والا کہ میرے اوپر بہتان تک لگا ڈالے۔ (صواعق، ص ۱۲۳)

بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں محب مفرط و مبغض مفرط

میری محبت میں مبالغہ کرنے والا اور عداوت میں حد سے بڑھنے والا (خارجی اور رافضی بتائیں کہ محبّ مفرط اگر رافضی نہیں ہو سکتے تو دنیا میں ان کے علاوہ اور کون سا گروہ ہے جو علی شیر خدا کی شان میں مبالغہ کرتا ہے اور خارجی بتائیں کہ اگر وہ مبغض مفرط نہیں تو ان کے علاوہ دنیا میں اور کون گروہ ہو سکتا ہے جو علی شیر خدا کے ساتھ اس قدر بغض رکھتے ہیں کہ ان کا ایمان اور صحابیت بھی نہیں مانتے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو بچے تھے اور بچے کا ایمان معتبر نہیں۔ کیا وہ ساری عمر بچے ہی رہے؟ (لاحول ولا قوة الا باللّٰه)

؎ اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کی

حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ کا اہل اسلام پر اتنا حق ہے جتنا باپ کا بیٹے پر ہوتا ہے جس طرح کہ واضح طور پر حضور علیہ السلام کا ارشاد موجود ہے۔ حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد (ریاض النضرۃ، ص ۲۲۷، نزہۃ المجالس، ص ۲۱۴، ج ۲)

اور حضور علیہ السلام کی یہ دعا بھی اس موقع پر یاد رہنی چاہئے۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عادا۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو اس کو اپنا محبوب بنا لے اور جو علی سے دشمنی و عداوت رکھے تو اس کا دشمن ہو جا۔

؎ سوز صدیق و علی از حق طلب
ذرۂ عشق نبی از حق طلب
؎ تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

(علامہ اقبال)

سبحان اللہ! علی کا نام بھی کتنا بابرکت ہے کہ ہر نام بگڑ کر بے معنیٰ اور مہمل ہو جاتا ہے جس طرح "پانی وانی، روٹی ووٹی" اور علی کا لفظ بگاڑا بھی جائے تو ولی بنتا ہے۔ علی ولی۔

؎ علی ولی کے پسینے سے پھول بنتے ہیں
انہی کے نقش قدم سے اصول بنتے ہیں

علی المرتضیٰ کی والدہ ماجدہ ؓ:

حضرت علی المرتضیٰ اس عظیم ماں کے لخت جگر تھے کہ جس کی قبر تیار ہوئی تو حضور علیہ السلام خود اس کی قبر میں لیٹ گئے اور صحابہ خواہش کرنے لگے کہ کاش یہ ہماری قبر ہوتی جس کو کفن دیا جانے لگا تو نبی علیہ السلام نے اپنی قمیض عطا کر دی اور فرمایا: اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان کو جنت کا حلہ پہنائے گا اور میرے لیٹنے کی وجہ سے قبر ان کے لیے نرم اور سہل ہو جائے گی اور سکون و وقار حاصل ہوگا جن کی نماز جنازہ خود حضور نے پڑھائی اور حضرت عمر نے رشک کرتے ہوئے اس بارے میں جب سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

ان هذه المراة امی بعدامی۔ یہ عورت (علی کی ماں، فاطمہ بنت اسد ؓ) میری ماں (کی وفات) کے بعد میری ماں تھی اور فرمایا: ان جبرئیل علیہ السلام اخبرنی انها من اهل الجنة ان اللّٰه تعالیٰ امر سبعین الفامن الملائكة يصلون عليها مجھے جبریل امین علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو علی کی ماں کا جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ (البرہان، ص ۴۴۴)

مدارج النبوۃ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت علی المرتضیٰ کی والدہ ماجدہ کی وفات و تجہیز و تکفین کا واقعہ اپنے مخصوص اور محققانہ انداز میں یوں بیان فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام کی کرم نوازیاں

مروی ہے کہ جب فاطمہ ؓ بنت اسد کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ گزر جائیں تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ان کیلئے بقیع میں قبر کھودی جائے اور لحد بنائی جائے۔ جب قبر کھد کر تیار ہو گئی تو سرور انبیاء ﷺ قبر میں داخل ہوئے لحد میں لیٹے اور کچھ قرآن پڑھا، ان کی قبر کے پاس نو اور ایک روایت میں ہے ستر تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کے مناقب میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ضغطہ قبر یعنی قبر کی سختی سے محفوظ نہیں ہے بجز فاطمہ ؓ بنت اسد کے صحابہ نے عرض کیا "اور قاسم بھی نہیں؟" یعنی

Scanned with CamScanner

آپ کے وہ فرزند جن کا نام قاسم رضی اللہ عنہ تھا اور وہ صغر سنی میں ہی اس عالم سے تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا ''ابراہیم رضی اللہ عنہ بھی نہیں!'' مطلب یہ کہ تم قاسم کے بارے میں کیا پوچھتے ہو ان سے چھوٹے فرزند ابراہیم بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے خبر دی کہ ام جعفر رضی اللہ عنہا و علی رضی اللہ عنہ و عقیل رضی اللہ عنہ فوت ہوگئیں فرمایا اٹھو! ہم اپنی ماں کے پاس جاتے ہیں۔ پھر حضور اٹھے اور صحابہ بھی اٹھے اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ جیسا کہ صحابہ کی شان تھی کہ كَانَ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ . گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ کی ہمراہی میں چل دیئے۔ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو اپنے بدن مبارک سے قمیص اتاری اور ان کو دے کر فرمایا۔ غسل کے بعد اس سے ان کا کفن بنانا۔ جب ان کا جنازہ تیار ہو کر باہر آیا تو حضور ﷺ نے جنازہ کا پایہ اپنے مبارک کندھوں پر رکھا اور تمام راستوں میں کبھی آگے سے اور کبھی پیچھے سے کاندھا دیتے رہے۔ جب ان کی قبر میں پہنچے تو لحد میں داخل ہو کر لیٹے۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لے آئے اور: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ . کہہ کر انہیں لحد میں اتارا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے بارے میں دو چیزیں آپ سے ایسی دیکھی ہیں جو کسی کے بارے میں ہم نے نہیں دیکھیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک اتار کر اس سے ان کا کفن بنایا' دوسرے یہ کہ آپ نے ان کی لحد میں اتر کر کچھ دیر آرام فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قمیص مبارک پہنانے کا مطلب یہ تھا کہ ان کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے اور لحد میں لیٹنے کا مقصود یہ تھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ان کی قبر میں وسعت دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابو طالب کے بعد ان کے سوا کوئی نہ تھا جس نے میرے ساتھ نیکوکاری کی ہو۔ میں نے ان کو اپنی قمیص مبارک پہنائی تاکہ بہشتی حلہ انہیں حاصل ہو اور ان کی قبر میں میں لیٹا تاکہ وہ قبر کی مصیبتوں سے نجات پائیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد فوت ہوئیں تو حضور اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا۔ ''اے میری ماں! میری والدہ کے بعد'' ان کی بہت تعریف فرمائی اور اپنی قمیص کا انہیں کفن دیا۔ اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن زید اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری اور حضرت عمر بن

الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کیلئے قبر کھودو اور لحد کو اپنے دست مبارک سے بنایا۔ اپنے دست مبارک سے اس کی مٹی نکالی' لحد کی فراغت کے بعد اس میں داخل ہوئے اور فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْهِ مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَآءِ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ .

اور چار تکبیریں پڑھ کر لحد میں اتارا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی کی قبر میں داخل نہ ہوئے مگر پانچ شخصوں کی۔ تین عورتوں کی قبروں میں اور دو مردوں کی۔ ایک سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر میں اور چار مدینہ میں۔ چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا لڑکا تھا جس نے حضور ﷺ کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی۔ اس کی قبر میں داخل ہوئے اور تیسرے عبداللہ رضی اللہ عنہ مزنی جنہیں ذوالبجادین کہتے ہیں۔ چوتھے ام رومان رضی اللہ عنہا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں اور پانچویں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کی قبر میں۔

ایسی عظیم ماں کی گود میں علی المرتضیٰ آئے اور کس شان سے آئے۔

عن سلیمان رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت انا وعلی نور بین یدی اللہ قبل ان یخلق ادم باربعة عشر الف عام فلما خلق اللہ ادم قسم ذلك النور جزئین فجزء انا وجزء علی.

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا کہ میں اور علی آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے ایک نور کی صورت میں تھے پھر جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ میں ہوں اور دوسرا حصہ علی ہے۔ (ریاض النضرہ ص ۲۱۷ ج ۲)

اور تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰ بحوالہ طبرانی یہ حدیث گذر چکی الناس من شجر شتی وانا وعلی من شجرة واحدة . لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور علی ایک ہی درخت

سے ہیں۔

بچپن میں ہی ایمان لے آنا

علی المرتضیٰ خود فرماتے ہیں بعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم الاثنین واسلمت یوم الثلثاء

حضور علیہ السلام نے پیر کو اعلان نبوت فرمایا اور میں منگل کو آپ پر ایمان لے آیا۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ نو سال یا اس سے بھی کم تھی جبکہ نور الابصار ص ۸۶ پر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کا شرف بچپن سے ہی حاصل ہوا۔ حتی بعث النبی صلی اللّٰہ علیہِ وآلہ وسلم فاتبعہ علی رضی اللّٰہ عنہ وآمن بہ و صدقہ و کان عمرہ اذا ثلاثۃ عشر سنۃ. ابن اسحٰق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پر ایمان و تصدیق وقبول اسلام حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت کیا جب کہ آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو نوعمری میں ہی اول مشرف با اسلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعلان نبوت کے بعد حضور علیہ السلام کی صحبت حاصل ہوئی لیکن علی المرتضیٰ تو اعلان نبوت سے پہلے بھی صحبت مصطفیٰ کے مزے لوٹتے رہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے جناب ابوطالب کی خدمات وتربیت کے حقوق کے شکریہ میں اور پھر ان کی کثیر العیالی کی وجہ سے حضرت علی کو ان سے مانگ لیا اور اس طرح حضرت علی بچپن سے ہی حضور علیہ السلام کے ساتھ رہے۔

یہ نام کیوں نہ کروں زندگی میں ورد زباں
مجھے لحد میں علی کو امام کہنا ہے
بروز حشر زیارت نصیب ہو تو ہمیں
علی کے لال سے تھوڑا سا کام کہنا ہے

واقعۂ ہجرت اور شان علی المرتضیٰ:

کافروں کی شرارت سے جب حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے ہجرت کا ارادہ فرمایا اور

کفار آپ کو قتل کرنے کے ناپاک ارادے سے باہر جمع تھے تو اس وقت حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا میرے اس بستر پر سو جائیں میں جا رہا ہوں اور آپ میرے بعد لوگوں کی امانتیں دے کر میرے پاس پہنچ جائیں ایسے حال میں جبکہ دشمن بیت نبوی کا محاصرہ کیے ہوئے ہوں اور اس خیال میں ہیں کہ آپ گھر کے اندر موجود ہیں۔ ایسے حالات میں سیدنا علی المرتضیٰ کے لئے جان کا خطرہ ہے جس میں انہوں نے کمال محبت وجانثاری کا ثبوت دیا۔ چنانچہ حضور ﷺ دشمنوں کے باہر ہونے کے باوجود ان کے پاس سے ہو کر چلے گئے۔ وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینھم فھم لا یبصرون ۔ لیکن ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر جاتے نظر نہ آئے آنکھیں رکھنے کے باوجود سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ نہ سکے۔ صبح ہونے کو ہوئی تو دشمن دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے کہنے لگے آج یہ نبی ہمارے ڈر سے باہر نہیں نکلے ورنہ یہ تو تہجد کے وقت تہجد کیلئے کب کے چلے گئے ہوتے ہیں۔ بستر بھی انہی کا ہے اور اس میں آرام بھی وہی کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے جب سبز چادر کو اٹھایا تو دیکھا کہ یہ نبی اللہ نہیں بلکہ علی ابن عمران ہیں۔ دشمنوں نے کہا بتاؤ نبی کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا پہرہ تو ساری رات باہر کھڑے تلواریں لیے تم دے رہے تھے اور پوچھتے مجھ سے ہو۔ عجیب بات ہے۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ جب کفار نے یہ سنا تو تعجب ہوا کہ نبی اللہ کدھر اور کس راستہ سے باہر نکلے ہیں۔ آپ نے فرمایا واللہ تمہارے پاس سے ہو کر گئے ہیں جب وہ لاجواب ہو کر چلے گئے پھر آپ کچھ روز بعد حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ ہجرت جو صفر المظفر ۱۳ھ نبوت (۱۲ ستمبر ۶۲۱) کو کفار کی بڑی تعداد مسلح جماعت جو بیت نبوی کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور ایسے موقع پر یقیناً جان کا خطرہ تھا لیکن سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ثابت کر دیا کہ آقا ومولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر اگر علی کی جان چلی جائے تو اس عظیم سعادت سے بڑھ کر اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے۔ حضرت علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام سے فرمایا جاؤ اس میرے رسول

Scanned with CamScanner

کے بھائی علی کے پاس جو میرے محبوب پر جان نثار کرنے کیلئے تیار ہیں ان کی حفاظت تم کرو۔

فقام جبرائیل علیه السلام عندراسه و میکائیل علیه السلام عند رجلیه و جبرائیل علیه السلام ینادی بخ بخ من مثلك یا علی ابن ابی طالب یباهی الله بك الملائکة۔ (تفسیر کبیر' ص۱۹۸' ج۲)

جبرائیل علیہ السلام سر کی طرف کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے پکارا اور میکائیل علیہ السلام پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور خوشی سے اعلان کیا! اے علی بن ابی طالب آج تیرے جیسا کون ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری اس جانثاری پر فرشتوں کے سامنے فخر و مباہاۃ فرما رہا ہے۔

کیا خاک وہ ڈریں گے لحد کے حساب سے
منسوب ہیں جو خاک رہ بوتراب سے
مشکل کشا ہیں پاس فرشتو! ادب کرو!
"حیرت" میں ڈال دوں گا سوال و جواب سے
پہلے یہ ضد تھی خواب میں دیکھیں گے خلد کو
اب ضد ہے یہ کہ خلد میں جاگیں گے خواب سے
جو "یا علی مدد" کو گنہ کہہ کے چڑ گئے
واقف نہیں وہ میرے "گناہ" کے ثواب سے

علی شیر خدا اور صدیق باوفا:

۱۔ حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ علی عترة رسول الله ﷺ حضرت علی تو رسول کریم ﷺ کی اولاد ہیں۔
(کنز العمال)

۲۔ شعبی کہتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا من سره ان ینظر الی اعظم الناس منزلة من رسول الله ﷺ واقربه قرابة وافضله والة واعظمه غناء عن نبیه فلینظر الی هذا یعنی جو ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو لوگوں میں

سے رسول کریم ﷺ کے ہاں معزز تر اور قریب تر تھا اور رسول کریم ﷺ جس کا زیادہ ناز اٹھاتے تھے اور جو آپ کی سب سے زیادہ حفاظت کرتا تھا تو وہ ان کو دیکھ لے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بات مولا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو فرمایا۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں تو یاد رکھو انه لا واه وانه لا رحم الامة وانه لصاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الغار وانه لاعظم الناس غناء عن نبیه فی ذات یده۔ بے شک ابوبکر سب سے زیادہ خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ وہ امت میں سب سے زیادہ رحیم ہیں وہ رسول کریم ﷺ کے یار غار ہیں وہ اپنے مال کے ساتھ اپنے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے ہیں۔ (مستدرک' ابن ابی الدنیا)

گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بے پناہ محبت تھی۔ صدیق اکبر کے نزدیک حضرت علی سب سے افضل ہیں اور ان کے نزدیک صدیق اکبر سب سے افضل ہیں۔ تاہم حقیقت میں سیدنا اکبر صدیق ہی سب صحابہ سے افضل ہیں اور اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ یہی عقیدہ اہلسنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاجماع جسے اللہ نے سب سے افضل فرمایا اسے رسول کریم ﷺ کا جانشین بنایا۔

ایک ایمان افروز مکالمہ مابین صدیق و علی رضی اللہ عنہما:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ دروازہ کھٹکھٹائیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یا علی آپ آگے بڑھیں۔

(فقال تقدم انت یا علی)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا میں نے یہ فرمان سنا ہے کہ! اس شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب جو میرے بعد ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔

(ماطلعت الشمس ولا غربت من بعدی علی رجل افضل من ابی

Scanned with CamScanner

بکر نِ الصدیق)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے متعلق حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے مردوں میں سے بہترین مرد کو خیر النساء عطا فرمائی ہے۔

(اعطیت خیر النساء لخیر الرجال)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں اس شخص پر کیسے سبقت کروں جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے سینہ کی طرف دیکھ لے!

(من ارادان ینظر الیٰ صدر ابراھیم الخلیل ینظر الی صدر ابی بکر صدیق)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حضرت آدم کو، حضرت یوسف اور ان کے حسن کو، حضرت موسیٰ اور ان کی نماز کو، حضرت عیسیٰ اور ان کے زہد کو اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے خلق کو دیکھنا چاہے تو وہ علی کی طرف دیکھ لے:

(من ارادان ینظر الی آدم والی یوسف و حسنه والی موسیٰ وصلاته، والی عیسیٰ و زهده والی محمد صلی الله علیه وآله وسلم وخلقه فلنیظر الیٰ علی)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب دنیا حسرت وندامت کے دن عرصۂ محشر میں جمع ہوگی تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ ابوبکر! آپ اپنے محبوب کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں۔

(ینادی مناد من قبل الحق عزوجل یا ابابکر ادخل انت ومحبوك

الجنة)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین اور خیبر کے دن کھجوروں اور دودھ کا تحفہ دے کر فرمایا کہ "یہ اللہ تعالیٰ طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی رضی اللہ عنہ طالب کے لئے تحفہ ہے۔

(هذه هدية من الطالب الغالب الی علی بن ابی طالب)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔

اے ابوبکر تو میری آنکھ ہے۔

(انت یا ابا بکر عینی)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کرسکتا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! قیامت کے دن علی جنت کی سواری پر سوار ہو کر آئیں گے اور نداء کرنیوالا نداء کرے گا کہ یا محمد ﷺ دنیا میں آپ کے لئے اچھا والد اور اچھا بھائی تھا۔ اچھے والد تو آپ کے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام ہیں اور آپ کے اچھے بھائی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(یجیئ علی علی مرکب من مراکب الجنة فینادی مناد یامحمد! کان لك فی دنیا والد حسن واخ حسن اما الوالد الحسن فابوك ابراهیم الخلیل واما الاخ فعلی ابن ابی طالب رضی الله عنه)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا! جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! جب قیامت کا دن ہوگا رضوان خازنِ جنان جنت و دوزخ کی چابیاں لے کر حاضر ہوگا اور کہے گا!

اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی کنجیاں لے لیں اور جسے چاہیں جنت میں بھیج دیں اور جسے چاہیں دوزخ میں بھیج دیں۔

(يا ابا بكر ان الرب جل جلاله يقرئك السلام ويقول لك هذه مقاتيح الجنة و مفاتيح النار ابعث من شئت الى الجنة وابعث من شئت الى النار)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے لئے اللہ تعالیٰ کا سلام لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں آپ سے اور علی سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ میں حسن اور حسین سے محبت کرتا ہوں تو میں نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

(يا محمد ان الله عزوجل يقرئك السلام ويقول لك احبك وأحب عليا فسجدت شكرًا واحب فاطمة فسجدت شكرًا واحب حسنا وحسنيا فسجدت شكرًا)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ابوبکر کے ایمان کے ساتھ تمام اہل زمین کے ایمان کا وزن کیا جائے تو ابوبکر کا پلہ ان سے بھاری رہے گا۔

(لووزن ايمان ابى بكر بايمان اهل الارض لرجح عليهم)

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے! قیامت کے دن علی اور ان کی اولاد اور ان کی زوجہ جنت کی فربہ سواریوں پر تشریف لائیں گے تو اہل قیامت کہیں گے کہ کیا یہ نبی ہیں؟ منادی نداء کرے گا کہ یہ اللہ کے حبیب ہیں، یہ علی ابن ابی طالب ہیں۔

(فيقول اهل القيامة اى نبى هذا؟ فينادى مناد هذا حبيب الله هذا على ابن ابى طالب)

حضرت علی المرتضیٰ:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کل قیامت کو اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں پر یہ آواز سنیں گے کہ اے صدیق اکبر جس دروازہ سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

("ادخل من حيث شئت ايها الصديق الاكبر")

حضرت ابوبکر صدیق:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کرونگا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ جنت میں علی کا محل میرے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے محلات کے درمیان ہوگا۔

("بين قصري و قصر ابراهيم الخليل قصر على ابن ابى طالب")

حضرت علی المرتضیٰ:

میں ایسے شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ آسمانوں پر رہنے والے کروبیان روحانین اور فرشتے ہر روز ابوبکر صدیق کی طرف دیکھتے ہیں۔

("ان اهل السمٰوٰت من الكروبيان الروحانين والملاء الاعلىٰ ينظرون فى كل يوم الىٰ ابى بكر الصديق")

حضرت ابوبکر صدیق:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اور اس کے اہل بیت کے حق میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ويطعمون الطعام علىٰ حبه مسكينًا ويتيما واسيرا (سورۃ الدھر، آیت ۸)

ترجمہ: "اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین ویتیم اور اسیر کو"

حضرت علی المرتضیٰ:

میں اس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

"والذی جآء بالصدق و صدق به اولئك هم المتقون" (سورۃ الزمر)

ترجمہ: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں۔

فیصلہ کیسے ہوا؟

ہر دو مقدس و محترم ہستیوں کا سلسلۂ کلام محبت دراز ہو گیا تو ہر دو حضرات کی شان و عظمت کا فیصلہ اس عظیم فیصلہ کرنے والے احکم الحاکمین کی بارگاہ سے ہونے کا وقت آ گیا جس کے فیصلہ کے بعد کسی کا فیصلہ نہیں اور جس کے حکم کے بعد کسی کا حکم نہیں!

دونوں بزرگوں کے افسانۂ محبت کا ابتدائیہ سنا تو روح فطرت جھوم اٹھی۔ جبرئیل ہر دو حضرات کی زیارت کے لیے بے قرار ہو گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ دیتے وقت اپنے محبوب کی زبان کا انتخاب فرما لیا۔

امام الانبیاء سرکار دو عالم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کے باہر تو دو صدیق ایک دوسرے کی شان و عظمت اور تعریف و توصیف بیان کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں اور حجرہ مبارک کے اندر جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب میں پیش ہو کر بیرون خانہ ہونے والی گفتگو سنا کر ''وما ینطق عن الھوٰی۔ ان ھو الا وحیٌ یوحٰی کی تفسیر منیر کا مشاہدہ کرنے کیلئے عرض کر رہے ہیں۔

یا رسول اللہ (ﷺ) اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ اس ساعت میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے ابوبکر صدیق اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ان کی پاکیزہ گفتگو اور حسن جواب کے ماجرا سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے چلیں اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دونوں پر رحمت و رضوان کے ساتھ احاطہ کر لیا ہے اور دونوں کو حسن ادب اور اسلام و ایمان کے ساتھ مخصوص فرما لیا ہے۔

پس حضور رسالت مآب ﷺ حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے اور جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مطابق ہر دو حضرات کو کھڑے دیکھا تو دونوں کی پیشانیوں کو چوم لیا اور فرمایا:

''قسم ہے اس حق کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تمام سمندر سیاہی کی دواتیں بن جائیں اور درخت قلمیں بن جائیں اور ارض و سماوات پر رہنے والے لکھنا شروع کر دیں تو جب بھی تم دونوں کے فضائل اور اوصاف اجر کو بیان کرنے سے عاجز رہیں گے!

(فخرج النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ایھما فوجد ھما کما ذکر له جبرائیل فقبل النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم کل واحد منھما وقال! وحق من نفس محمد بیده لوان البحار اصبحت مدارا والا شجار اقلا ماواھل السماوات والارض کتا بایعجزوا عن فضلکما و عن وصف اجر کما)

(نور الابصار فی مناقب آل بیت نبی المختار مطبوعہ مصر، صفحہ ۹-۱۰، از ترجمہ از صائم چشتی)

ریاض النضرہ، ص ۲۳۳، ج ۲ پر امام ابو جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری علیہ الرحمۃ۔

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ کی روایت درج فرماتے ہیں:

التقی ابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب فتبسم ابوبکر فقال له مالك تبسمت قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لا یجوز احد الصراط الامن کتب له علی الجواز۔

حضرت ابوبکر صدیق اور مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی تو صدیق اکبر، علی المرتضیٰ کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ حضرت علی نے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو ابوبکر صدیق نے فرمایا: میں نے حضور علیہ السلام سے آپ کے بارے میں خود سنا کہ پلصراط سے صحیح سلامت گزر کر جنت میں وہی جا سکے گا جس کو علی المرتضیٰ لکھ کر دے گا۔

حیدر رضائے حق کی اطاعت کا نام ہے
حیدر ''خدا پرست'' شجاعت کا نام ہے
حیدر مزاج دین کی شرافت کا نام ہے
حیدر ازل سے روح عبادت کا نام ہے
حیدر نبی کا ناز ہے، حسن یقین ہے
حیدر سوار پشت دل ماء و طین ہے

Scanned with CamScanner

فاروق وعلی رضی اللہ عنہما:

۱-حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کفوا عن ذکر علی بن ابی طالب یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق (غلط) باتیں نہ کیا کرو۔ آگے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق تین خصوصیات سنی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی میرے پاس ہوتو وہ مجھے ہر اس چیز سے عزیز ہو جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ بن جراح اور چند دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے جبکہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر سہارا لیتے ہوئے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ تم سب سے پہلے مومن اور سب سے پہلے مسلم ہو۔ پھر فرمایا۔ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہارون علیہ السلام اور جو یہ کہے کہ مجھ سے محبت اور تم سے نفرت رکھتا ہے۔ اس نے مجھ پر جھوٹ کہا ہے۔ (کہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت رکھتا ہوں)

۲-عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (خیبر کے موقع پر) فرمایا: کل یہ جھنڈا اسے دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے وہ پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں۔ اللہ اس پر (خیبر) فتح کردے گا۔ جبرائیل اس کے دائیں ہوں گے اور میکائیل بائیں۔ اس رات لوگ بڑا شوق لے کر سوئے (کہ پتہ نہیں کل کس کو جھنڈا ملتا ہے) تا آنکہ حضور علیہ السلام نے پوچھا: این علی؟ علی کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مایبصر ان کی نظر خراب ہے وہ دیکھ نہیں سکتے ہیں جب انہیں آپ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ادن منی اے علی! میرے قریب آؤ جب وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کی آنکھوں میں تھتکارا (تھوک ڈالی) اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے یوں اٹھے جیسے ان کی آنکھیں کبھی دکھی ہی نہ تھی۔ (ابن عساکر، دارقطنی)

۳-حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعرف صاحب هذا القبر محمد صلی اللہ علیہ وسلمبن عبداللہ بن عبدالمطلب و علی بن ابی طالب بن

عبدالمطلب. کیا تم جانتے ہو کہ یہ صاحب قبر محمد رسول ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں اور حضرت علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں (یعنی دونوں کا دادا ایک ہے) پھر فرمایا: لا تذکر علیا الا بخیر فانك ان اذیته اذیت هذا فی قبره علی المرتضیٰ کا ذکر اچھائی کے بغیر مت کرو اگر تم نے علی کو تکلیف دی تو تم صاحب قبر رسول اکرم ﷺ کو تکلیف دو گے۔ (ابن عساکر)

۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دو آدمی (کسی دیہات سے) لڑتے ہوئے آئے۔ آپ نے سیدنا علی المرتضیٰ سے فرمایا ان کا جھگڑا سن لیجئے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ کیا فیصلہ کریں گے۔ یہ الفاظ سننے تھے کہ سیدنا عمر فاروق نے اس شخص کو گریبان سے پکڑ لیا۔ وقال ویلك ماتدری من هذا هذا مولاك و مولی كل مومن لم یكن مولاه فلیس مومن ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا ہوا تجھے معلوم نہیں یہ علی ہیں جو تیرے مولا اور ہر مومن کے مولیٰ ہیں جس کے یہ مولیٰ نہیں وہ مومن ہی نہیں۔

(صواعق، ص۱۷)

حضرت عثمان اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہما:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں کئی نسبی وصہری اور ایمانی رشتوں میں منسلک ہیں۔ دونوں داماد رسول ﷺ ہیں۔ حضرت عثمان کی سگی نانی ام حکیم رضی اللہ عنہا حضرت علی المرتضیٰ کی سگی پھوپھی یعنی حضرت عبداللہ والد رسول کریم ﷺ اور ابوطالب کی سگی بہن ہے اسی لیے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا موقع تھا تو سارے جہیز اور دیگر ضروریات کا بندوبست حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مولائے کائنات:

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہ از عشرہ مبشرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ فتح کرلیا تو طائف کا رخ فرمایا اور اٹھارہ انیس دن اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ دوران محاصرہ ایک روز رسول کریم ﷺ فرما رہے تھے۔

اے لوگو میں روز قیامت تمہارا نمائندہ ہوں گا میں تمہیں اپنی عترت کے متعلق بہتری کی وصیت کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

بے شک ہم حوض کوثر پر ملیں گے اس رب کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم نماز کے پابند رہو زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرو ورنہ میں تم پر ایسا آدمی بھیجوں گا جو مجھ ہی سے ہے وہ دشمنوں کی گردنیں اڑا دے گا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالے گا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شائد وہ ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہ ہونگے مگر آپ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ یہ ہے (ابن ابی شیبہ)

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میں غزوۂ ذات السلاسل سے واپس آیا (جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنایا تھا) تو میرا خیال تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب میں ہوں میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا! عرض کیا! میں عورتوں کے متعلق نہیں مردوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ فرمایا: تب عائشہ رضی اللہ عنہا کا باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں نے پوچھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد کون محبوب ہے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا میں نے پھر کہا میں مردوں کے بارے میں پوچھ رہا ہوں فرمایا تب حفصہ رضی اللہ عنہا کا باپ (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا فاین علی تو حضرت علی کدھر گئے؟ فرمایا: ان هذا یسئلنی عن النفس یہ آدمی تو میری جان کے بارے میں پوچھ رہا ہے (یعنی علی تو میری جان ہے) کنز العمال

تصویر کا دوسرا رُخ

تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مدح کرتے دکھائی دیتے ہیں تو خود سیدنا علی شیر خدا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں اور یہ حقیقت خود شیعہ کتب سے اور نہج البلاغہ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ صرف نہج البلاغہ سے دو حوالے پیش کیے جا رہے ہیں۔

لقد رأیت اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم فما اری احدا منهم یشبهه لقد کانوا یصبحون شعثا غبرا. وقد باتوا سجدا وقیاما. یراوحون بین جبا ههم و خدودهم. رکب المعزی من طول سجود هم اذا ذکر الله هملت اعینهم.

ترجمہ: البتہ تحقیق میں نے اصحاب رسول علیہ السلام کی مثل کوئی انسان نہیں دیکھا۔ وہ صبح

اٹھتے تو ان کے چہرے غبار آلود ہوتے تھے اور وہ رات سجدوں اور قیام میں گزارتے تھے۔ ان کی پیشانیوں اور ان کے رخساروں پر سجدوں کے نشان ہوتے تھے۔ طویل اور لمبے لمبے سجدوں اور عبادت الٰہی میں مضطرب ہونے اور کثرت حرکت کے باعث ان کی پنڈلیاں زانوؤں سے ملی ہوئی ہوتی تھیں اور جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

(ص ۲۸۷، ج ۱ مطبوعہ مصر)

نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۲۸۷، مطبوعہ مصر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مزه العیون من البکاء خمص البطون من الصیام ذبل الشفاه من الدعاء صفر الالوان من الشهر علی وجوههم غبرة الخاشعین. اولئك اخوانی الذاهبون فحق لنا ان نظما الیهم. ونعض الایدی علی فراقهم ان الشیطان یسنی لکم طرقه ویرید ان یحل دینکم عقدة عقدة. ویعطیکم بالجماعة الفرقة فاصدقوا عن نزغاته و نفثاته واقبلوا النصیحة ممن اهداها الیکم واعقلوها علی انفسکم.

ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے۔ زیادہ رونے کے باعث ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئی تھیں یا سفید ہو گئی تھیں۔ روزہ کے باعث ان کے پیٹ خالی ہو گئے تھے۔ دعا کرتے کرتے ان کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ شب بیداری کے سبب ان کے چہرے پیلے ہو گئے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔ وہ لوگ میرے بھائی تھے جو گزر گئے۔ ہمارا حق یہ ہے کہ ان سے ملاقات کی پیاس رکھیں۔ ان کے فراق میں دانتوں سے ہاتھ کاٹیں۔ شیطان تمہارے لئے راستہ پیدا کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دین کی رسی کو پارہ پارہ کر دے اور تم میں تفرقہ ڈال دے۔ تم اس کے وسوسوں سے بچو اور اپنے رہنما کی بات مانو اور اپنے دلوں میں پکی کرلو۔

چار رکن حریم ایمانند ۔۔۔ در رہ شرع چارا رکانند

یاران نبی عناصر دیں ۔۔۔ غواص، محیط عزو تمکین

رضوان خدا با چار یاران   بوبکر و عمرؓ علی و عثمان

نکات مختلفہ در شان علی مرتضیٰ

عقل فکر تخیلاں ساریاں توں
شاناں اچیاں علی ذیشان دیاں
مولا علی دی شان دے وچ آئیاں
کئی سو آئتاں پاک قرآن دیاں

☆ بیہقی اور دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

علی یزھوا فی الجنۃ ککوکب الصبح لاھل الدنیا (صواعق محرقہ، ص ۱۲۵)

جنت میں علی شیر خدا ایسے چمکیں گے جس طرح دنیا والوں کیلئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

کیونکہ علی المرتضیٰ شیر خدا بھی ہے اور راز دار کبریا بھی ہے جیسا کہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو فتح طائف کے دن اپنے پاس بلا کر ان کے کان میں کوئی بات کی تو بعض لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ اپنے چچازاد کے ساتھ حضور علیہ السلام کی سرگوشی طویل ہو گئی ہے۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ

میں نے نہیں بلکہ علی سے اللہ نے سرگوشی فرمائی ہے۔ (ترمذی، ص ۲۱۴)

☆ علی راز دار کبریا ہی نہیں بلکہ محبوب خدا بھی ہے۔ حضرت انس ہی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں (بھنی ہوئی) چڑیا (یا اس طرح کا کوئی حلال پرندہ) کسی انصاریہ عورت نے ہدیۃً بھیجا تو حضور علیہ السلام نے اس وقت یہ دعا فرمائی:

اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر۔

اے اللہ! میرے پاس کوئی ایسا شخص بھیج دے جو تجھے ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے تا کہ میرے ساتھ مل کر یہ پرندہ (کھانا) کھائے۔ فجاء ہ علی فاکل معہ ۔ پس علی المرتضیٰ آئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ (ترمذی، ص ۲۱۳، ج ۲)

☆ علی المرتضیٰ محبوب خدا بھی ہیں، علی کا محب محبوب، خدا و مصطفیٰ بھی ہے اور علی کا دشمن دشمن

خدا بھی ہے اور دشمن مصطفیٰ بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا: انت سیّد فی الدنیا وسید فی الاخرۃ اے علی تو دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ (وفی روایۃ انا سیّد ولد آدم و علی سیّد العرب) ۔ میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ (صواعق، ص ۱۲۲)

من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی جو تجھ سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو تیرے ساتھ بغض رکھے گا اس نے میرے ساتھ بغض رکھا۔ (نور الابصار، ص ۸۰) وفی روایۃ و من ابغضنی فقد ابغض اللہ (مشکوٰۃ، صواعق، ص ۱۲۳) اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی وہ دشمن خدا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: حبک ایمان و بغضک نفاق واول من یدخل الجنۃ محبک واول من یدخل النار مبغضک (نور الابصار، ص ۸۰ بحوالہ کتاب اوّل) اے علی تیری محبت ایمان ہے اور تیرے ساتھ بغض نفاق ہے سب سے پہلے تیرا محب جنت میں جائے گا اور سب سے پہلا جہنمی تیرا دشمن ہوگا۔ جو تیری دشمنی کی وجہ سے دوزخ میں جائے گا۔

☆ علی المرتضیٰ گناہوں کی بخشش کا دروازہ ہے اور علی المرتضیٰ کی زیارت ربّ العالمین کی عبادت ہے۔ دار قطنی نے "الافراد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: علی باب حطۃ من دخل منہ کان مؤمنا ومن خرج منہ کان کافرا (صواعق، ص ۱۲۵)

علی بخشش کا دروازہ ہے جو اس میں داخل ہوا وہ مومن ہے جو نکل گیا وہ کافر ہے۔

طبرانی اور حاکم نے باسناد حسن حضرت ابن مسعود سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا النظر الی علی عبادۃ ۔ علی کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

(صواعق، ص ۱۲۳، نور الابصار، ص ۸۰)

مسلم اول شہ مرداں علی   عشق را سرمایۂ ایماں علی
از ولائے دو دمانش زندہ ام   در جہاں مثل گہر تابندہ ام

Scanned with CamScanner

خاکم و از مہر او آئینہ ام — مے تواں دیدن نوادر سینہ ام
شیر حق ایں خاک را تسخیر کرد — ایں گل تاریک را اکسیر کرد

(کلیاتِ اقبال' فارسی' ص ۴۷)

☆ حضرت علی خود فرماتے ہیں کہ مجھے غزوۂ احد میں سترہ زخم لگے ہیں۔ چوتھے زخم پر گر گیا تو ایک خوبصورت نوجوان جس سے خوشبو کے حلے آرہے تھے میرے پاس آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا ''کافروں کا مقابلہ کرو تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تم پر راضی ہیں''۔

حضرت علی فرماتے ہیں میں نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کو سنایا تو آپ نے فرمایا:

یاعلی اقر اللّٰہ عینیک' ذاک جبرئیل علیہ السلام۔

اے علی اللہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا فرمائے وہ تو جبرئیل امین علیہ السلام تھا۔ (نورالابصار' ص ۸۶)

☆ ویسے تو کئی جنگوں میں آپ کی شجاعت کے کارنامے نمایاں ہیں لیکن خندق میں عمرو بن عبدود پر جب آپ نے تلوار کا وار کیا تو اس وار کی شان ہی کچھ اور تھی۔ وہ وار' وار سے پار تھا حضور علیہ السلام نے اس موقع پر فرمایا: لمبارزة علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی یوم القیمة ۔ علی کا مقابلہ خندق میں قیامت تک میری امت کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ اس موقع پر حضرت علی نے جو رجز پڑھا اس کا ترجمہ کسی نے کچھ اس طرح کیا ہے۔

خیبر میں علی کا رجز

ادب سے بات کر کہ میں جلال کردگار ہوں
زمیں ہے میری دسترس میں آسماں شکار ہوں
قضا میری رکاب ہے' قدر کا شہسوار ہوں
محیط موت ہوں' غرور ضرب ذوالفقار ہوں
بہت نہ آزما میرے لہو کے ارتعاش کو
زمیں لحد کی بھیک بھی نہ دے گی تیری لاش کو

اجل جواں ہوئی ہے میری کمسنی کے ہاتھ میں
قیامتوں کی گونج ہے سدا میری حیات میں
سمجھ مرا رجز نہیں تباہیوں کا جال ہے
جو میری ضرب سہہ سکے وہ کون ماں کا لال ہے
میں ''پیکر'' حیات ہوں اجل میری کنیز ہے
میرا مقابلہ نہ کر کہ تو حقیر چیز ہے
تیرے لیے میں آسماں سے ٹوٹتا عذاب ہوں
سنبھل کے بات کر کہ میں علی ہوں بوتراب ہوں
صفوں میں ٹوٹتا ہوں جب میں دشمنوں کو بھانپ کر
تو چیختے ہیں زلزلے زمیں سے منہ کو ڈھانپ کر
ادھر ادھر جو دوڑتا ہے ''شہسوار'' ہانپ کر
تو میرے پاؤں چومتی ہے موت کانپ کر

حضرت عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے کہ امام حسن نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا کہ حضور علیہ السلام جب میرے والد ماجد کو جہاد کیلئے بھیجتے تو کان جبرئیل عن یمینه ومیکائیل عن یساره۔ آپ کی دائیں طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل ہوتے اور آپ جنگ کو جیت کر آتے۔

(کرامات صحابہ' ص ۴۳' بحوالہ کنز العمال۔ اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے)

اور دوسری وجہ آپ نے خود بیان فرمائی جس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے بسند صحیح حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ خیبر کے دن جب حضور نے مجھے جھنڈا عطا فرمایا اور میری دکھتی آنکھوں پر لعاب دھن لگایا تو اس کی برکت سے مار مدت ولا صرعت۔ اس کے بعد نہ تو میری آنکھیں کبھی خراب ہوئیں اور نہ ہی مجھے کوئی پچھاڑ سکا۔ (صواعق محرقہ' ص ۱۲۷)

اس لیے علی ہمارے ہیں' ہماری آنکھوں کے تارے ہیں' ہمارے دل کے سہارے ہیں جو نہ مانے وہ دونوں جہاں میں قسمت کے مارے ہیں۔

Scanned with CamScanner

مولیٰ علی علی ہے مشکل کشا علی ہے
شیر خدا علی ہے، حاجت روا علی ہے
نقش رسول علی ہے، زوج بتول علی ہے
آقا کا ''ویر'' علی ہے، سنیوں کا پیر علی ہے

☆ حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات شریف مکتوب نمبر۱۲۳ میں فرماتے ہیں۔ قیامت تک جتنے بھی ولی ہوں گے علی کی مہر سے ولی بنیں گے۔ لہٰذا علی انہی کے ہیں جن کے ولی ہیں جن کے غوث جلی ہیں۔ انہی کے مولا علی ہیں جن کے داتا علی ہیں۔ انہی کے مولیٰ علی ہیں جن کے مہر علی ہیں۔ انہی کے مولیٰ علی ہیں جن کے ہندالولی ہیں۔ ان کے مولیٰ علی ہیں جن کے سارے ولی ہیں۔ انہی کے مولیٰ علی ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ

ادھر صدیق اکبر پر صداقت ناز کرتی ہے
ادھر فاروق اعظم پر عدالت ناز کرتی ہے
جناب حضرت عثماں پر سخاوت ناز کرتی ہے
علی شیر خدا پرتو ولایت ناز کرتی ہے
حسین ابن علی پر تو شہادت ناز کرتی ہے
محمد مصطفیٰ پر رحمت حق ناز کرتی ہے

☆ علی کی ولادت کعبہ میں ہوتی' شہادت مسجد میں ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ جو علی کا ہے وہ یا کعبہ جائے گا یا مسجد آئے گا اس کو کوئی تیسرا ''واڑہ'' بنانے کی ضرورت نہیں۔ علی کے غلام وہ ولی ہیں جن کی قبریں بھی مسجدوں میں بنی ہوئی ہیں۔

☆ علی المرتضیٰ کو چوتھا خلیفہ ماننا کوئی عیب نہیں کیونکہ اگر آخری ہونا عیب ہوتا تو اللہ اپنے نبی کو آخری نبی نہ بناتا۔ اگر نبی کیلئے آخری ہونا عیب نہیں تو علی کیلئے کیسے عیب ہوسکتا ہے۔

اور پھر تم خود تو کہتے ہو کہ علی گھر والے تھے۔ باقی سب باہر سے آئے تھے تو باہر سے آنے والا مہمان ہوتا ہے جس کا حق پہلے ہوتا ہے اور میزبان کا بعد میں ہی ہوتا ہے۔ پھر ہمارے آقا

جن کو اللہ نے فیض کے خزانے عطا فرمائے۔ انہوں نے نگاہ نبوت سے دیکھ لیا کہ خلفائے اربعہ کی عمریں جس ترتیب سے تھیں۔ اسی ترتیب سے خلافت عطا فرما دی اور خدا کو بھی یہی منظور تھا کہ چاروں کو خلیفہ بنایا جائے لہٰذا اگر مذکورہ ترتیب سے خلیفہ نہ ہوتے تو کوئی نہ کوئی محروم ہو جاتا اور جن کو خدا محروم نہیں کرنا چاہتا کوئی اور کیسے محروم کرسکتا تھا۔ ملنگ کے پاس صرف ایک ہی دلیل ہے۔ علی کی خلافت بلافصل کی اور وہ یہ ہے۔ ''دمادم مست قلندر' علی دا پہلا نمبر' یہ شاید چالیسویں پارے کی آیت ہوگی جو امام مہدی غار ''سر من رای'' میں لے کر چھپے ہوئے ہیں کہ کوئی دیکھ نہ لے جب وہ تشریف لائیں گے تو انشاء اللہ خود ہی اس کا جواب دیں گے۔

لطیفہ نمبر۱:

ایک ملنگ مسجد میں گیا تو کیا دیکھا کہ یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

چراغ و مسجد و محراب و منبر
ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

وہ وہاں سے بھاگ کر دوسری مسجد میں گیا پھر تیسری میں مگر ہر جگہ یہی شعر نظر آیا (یہ شعر دشمنان صحابہ کیلئے ایٹم بم ہے اور ''یارسول اللہ'' کے الفاظ گستاخان رسول کیلئے موت کا پیغام ہیں اس لیے اہل سنت کی مسجدیں ان دونوں عبارتوں سے مزین ہونی چاہئیں)۔ ملنگ نے اینٹ پکڑی اور غصے میں جل کر جو ابوبکر کے نام پر ماری تو وہ سیدھی لفظ علی پر جا لگی۔ دوسرا ملنگ پیچھے کھڑا ہوا تھا اس نے لعنت ملامت کی تو پہلا کہنے لگا۔ اچھا ہوا ہے علی کو بھی ان کے بغیر چین نہیں آتا۔ میں کب سے علی کو اکیلا تلاش کررہا ہوں لیکن یہ بھی ان میں گھس گھس کر بیٹھتا ہے۔ اس کا علاج ہی یہ ہے۔ (نعوذ باللہ) شاید اس لیے اس کے بعد ملنگوں نے مسجدوں میں جانا چھوڑ دیا ہے اور الگ سے ''امام بگاڑے'' بنا لیے ہیں۔

لطیفہ نمبر۲:

ایک ملنگ گندم کے کھیت میں جھک کر پورا زور لگا رہا تھا اور ساتھ علی علی پکار رہا تھا۔ کسی سنی نے کہا: ہمارے لیے تو علی مشکل کشا ہے تو کس مشکل میں گرفتار ہے کیا تو علی کو نہیں مانتا؟ ملنگ بولا! ہم علی کو سنیوں سے زیادہ مانتے ہیں۔ وہ کیسے؟ سنی نے سوال کیا۔ ملنگ نے جواب

Scanned with CamScanner

دیا! تم علی کو صرف مشکل کشا مانتے ہو اور ہم مشکل کشا بھی مانتے ہیں اور قبض کشا بھی مانتے ہیں۔ استغفر اللہ (یہ دونوں لطیفے سیّد یعقوب شاہ صاحب پھالیہ والے اپنی تقریروں میں بیان کیا کرتے تھے)

سوال: خارجی لوگ (دشمنان علی) کہتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ نے مدینہ میں حکومت کی اور ان کی وفات بھی اس مقدس شہر میں ہوئی اور مدینہ کے فضائل میں بے شمار احادیث میں سے ایک یہ بھی ہے ''جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔ اس لیے ہر بندہ مدینہ کی موت کیلئے ترستا ہے۔ علی کیسے شہباز ولایت ہیں کہ مدینہ کو چھوڑ کر کوفہ میں خلافت لے گئے۔ صرف خون عثمان کے مسئلہ سے گھبرا کر؟ جبکہ صدیق اکبر کے دور میں بیسیوں فتنوں نے سر اٹھایا لیکن ابوبکر نے مدینہ میں ہی رہ کر ان کا مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے جبکہ علی نے مدینہ چھوڑا تو ان کے دور میں ایک ملک بھی فتح نہ ہوا نہ ہی کوئی فتنہ دبایا جا سکا۔

جواب: اس کا جواب علی کے سچے ملنگ اہل سنت ہی دیں گے اور وہ اس طرح کہ ہر کوئی جانتا ہے استاذ کے سامنے ادب کی وجہ سے شاگرد کماحقہ اپنے کمالات کے جوہر نہیں دکھا سکتا۔ استاد کا ادب اس سے مانع ہو جاتا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہیں کسی کو فیض دینے کی بات بھی کرے۔ خلفائے ثلاثہ تو حضور کی بارگاہ میں رہے جبکہ ولایت کا فیض جاری کرنے کیلئے حضور نے علی المرتضیٰ کو ظاہراً اپنے سے دور بھیج دیا تاکہ یہ تینوں میرے ادب کا حق ادا کرتے رہیں اور علی المرتضیٰ میری فیض رسانی کا حق ادا کرتے رہیں۔ اسی لیے علی کو شہنشاہ ولایت کہا جاتا ہے اور طریقت کے تمام سلاسل حضرت علی ہی کی بارگاہ میں جاتے ہیں۔

اس لیے ان چاروں نے جو کیا صحیح کیا اور اپنے نبی کی منشا کے مطابق کیا۔ ایک فریق خلفاء ثلاثہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے تو دوسرا بھی شان علی کے خلاف دلائل ڈھونڈنے کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ ایک خارجی بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث' جب حضور علیہ السلام نماز تہجد کیلئے علی المرتضیٰ کو اٹھانے گئے تو علی المرتضیٰ نے عرض کیا۔ ہماری باگ دوڑ اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ جگا دیتا ہے تو پڑھ لیتے ہیں ورنہ سوئے رہتے ہیں جس پر حضور نے فرمایا وکان الانسان اکثر شیء جدلا (مسلم ص ۲۶۵ خلاصۃ)

لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا سچا اور سچا عقیدہ عطا فرمایا ہے کہ جس میں کسی کی گستاخی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ ہم فریقین کو سمجھانے والے ہیں اور عقیدۂ محبت کی خلوص نیت اور درد دل کے ساتھ دعوت دینے والے ہیں اور بڑوں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے سے روکنے والے ہیں کیونکہ ان کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ تمہارے ایمان کا خانہ خراب ہو جائے گا۔

صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات کی بات

حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں جو جمل و صفین میں مابین صحابہ عظام کے ہوا اس کے متعلق طعن و تشنیع کرنا اپنے اعمال کو آلودہ کرنا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

واما قتله رضی اللّٰه تعالیٰ عنه بطلحة والزبیر وعائشه ومعاویه فقد نهی الامام الاحمد رحمه اللّٰه عن ذالك و جمع ماشجر بینهم من منازعة ومنافرة وخصومة لان اللّٰه تعالیٰ یزل ذالك بینهم یوم القیامة كما قال عزوجل و نزعنا ما فی قلوبهم من غل اخوانا علی سرر متقابلین

(الیواقیت' ص ۷۷ ج ۲)

لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کا جنگ کرنا حضرت طلحہ وزبیر وعائشہ رضی اللہ عنہا ومعاویہ رضی اللہ عنہ سے تو اس کے متعلق امام احمد نے نکتہ چینی کرنے سے منع کیا ہے جو بھی ان کے درمیان لڑائی یا جھگڑا تھا ان تمام امور میں باز رکھا ہے اور یہ بھی تصریح کر دی ہے کہ ان کے متعلق روز قیامت اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور جو بھی آپس کے جھگڑے تھے دور فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں فرمایا ہے کہ ہم نے ان کے سینوں میں جتنے کینے تھے سب دور فرما دیئے اور آپس میں ایک دوسرے کے روبرو بھائیوں کی طرح بیٹھیں گے۔

اس کے آگے چل کر فرماتے ہیں:

واتفق اهل سنة علی وجوب الكف عما شجر بینهم والا مساك من ساریهم واظهار فضاء لهم

اور اہل سنت نے جو جو بھی ان حضرات کے درمیان رنجش تھی اس سے باز رہے اور ان کی برائی سے روکا اور ان کے فضائل ومحاسن کے

ومحاسنهم و تسليم امرهم الى الله عزوجل ما كان و جرى من اختلاف على وطلحة والزبير وعائشه و معاويه رضى الله تعالىٰ عنهم على ما قدمنا (ایضاً ص ۸۸)

ظاہر کرنے کو کہا اور علی وطلحہ و زبیر و معاویہ و عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے۔

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

ولا التفات الى ما يذكره بعض اهل السير فان ذالك لا يصح وان صح فله تاويل صحيح وما احسن قال عمر ابن عبدالعزيز رضى الله تعالىٰ عنه وما ظهر الله تعالىٰ منها سيوفنا فلا نخضب بها السنتنا ۔ (الیواقیت ص ۵۵ ج ۲)

جو بعض نے ان حضرات کے (اختلافات غلط انداز میں) ذکر کیے ہیں۔ یہ نا قابل قبول ہیں اگر ان کی صحت ثابت بھی ہو جائے جیسا کہ کہا کرتے ہیں تو بھی صحیح تاویل کی جائے گی لیکن خوب بات حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس خون (یعنی جمل وصفین) سے ہماری تلواروں کو پاک رکھا تو ہم اپنی زبانوں کو اس سے ان کی برائی کر کے آلودہ نہ کریں۔

امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل فرمائی ہے:

الله الله فى اصحابى لا تتخذوهم من بعدى عرضا فمن احبهم فبحبى احبهم ومن ابغضهم فببغضى ابغضهم ومن اذا هم فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله ومن اذى الله يوشك ان ياخذه

(ترمذی ص ۲۲۶ ج ۲)

تم میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ کہنے سے ڈرو اور ان کو طعن کا نشانہ نہ بناؤ جس نے ان سے محبت کی۔ میری محبت کی وجہ سے ہی کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میری دشمنی کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھا جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء دی اور جو اللہ کو ایذاء دے گا۔

عنقریب اللہ اس کو پکڑے گا۔

اس سلسلہ میں میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا صرف ایک جنگ کے بارے میں چند باتیں اہل سنت کے متفقہ عقیدہ کی روشنی میں پیش کر رہا ہوں اور وہ متفقہ عقیدہ یہ ہے کہ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپس میں ہر تنازعے کے اندر حق حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ ہی مانتے ہیں لیکن کسی بھی صحابی کو برا نہیں کہتے بلکہ ان کی اجتہادی خطا کا قول کرتے ہیں جس پر ان کو حدیث کے مطابق ایک اجر ملے گا اور حضرت علی المرتضیٰ کو دو اجر (کما فی الحدیث)۔

خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کیونکہ حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ کے بعد تین روز گزر چکے تو لوگوں کے اصرار پر ۲۱ ذوالحج ۳۰ ہجری بمطابق ۲۴ جون ۶۵۶ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو بالا جماع خلیفہ منتخب کر لیا گیا۔ خلفاء راشدین میں یہ خلیفہ چہارم تھے اور ان کی سب اصحاب نے بالاتفاق خلافت پر بیعت کر لی۔

بويع على بالخلافة بعد الغد من قتل العثمان بالمدينة فبايعه جميع من كان بها من الصحابة (تاریخ الخلفاء)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد دوسرے روز مدینہ طیبہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت ہوئی۔ مدینہ میں جتنے صحابہ تھے سب نے بیعت کی۔

دوسری دلیل علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔

الخلافة بعد الائمة الثلثة هو للامام المرتضى والولى المجتبى على ابن ابى طالب باتفاق اهل الحل والعقد (صواعق محرقہ: ابن حجر)

اہل حل وعقد کے اجماع سے خلفاء ثلاثہ کے بعد خلافت کے مستحق امام مرتضیٰ ولی مجتبیٰ حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب تھے۔ (یہ اہل حل وعقد حضرات آگے ان میں سے بعض حضرات کے نام بھی دیئے ہیں۔ طلحہ، زبیر، ابوموسیٰ، ابن عباس، خزیمہ بن ثابت وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین)

فصعد المنبر وكان اوّل من صعد اليه طلحة والزبير وسعد واصحاب محمد صلى الله عليه وسلم (الریاض النضرۃ، ابوجعفر طبری، ص ۱۲۶، ج ۲)

پس حضرت علی منبر پر جلوہ گر ہوئے تو سب سے پہلے حضرت طلحہ' سعد' زبیر اور اصحاب محمد ﷺ نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

حق علی کے ساتھ ہے

حضرت علی المرتضیٰ کو ہر معاملہ میں حق پر ماننے کا عقیدہ کئی دلائل پر مبنی ہے۔ بالخصوص حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کا فرمانا کہ تقتلك الفئة الباغية تجھے حق کے خلاف خروج کرنے والی جماعت قتل کرے گی۔ (ترمذی' ص ۲۲۱' ج ۲)

امام نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ

قال العلماء هذالحديث حجة ظاهرة في ان عليا محقا۔

علماء نے اس حدیث سے کھلم کھلا یہ اخذ کیا ہے کہ سیدنا علی حق وصواب پر تھے اور دوسرے گروہ کو خطا اجتہادی ہوئی تھی کیونکہ عمار ابن یاسر متواتر بدل وجان سیدنا علی کرم اللہ کے ساتھ ان معرکوں میں رہے۔

امام بخاری نے حدیث نقل کی ہے کہ حضور سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمار ابن یاسر کے متعلق فرمایا۔

وفيكم الذى جاره الله من الشيطان على لسان نبيه يعني عمارا

اور تم میں وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شیطان سے محفوظ رکھا۔ اپنے نبی کی زبان سے یعنی عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ

جب عمار بن یاسر بزبان نبوی شر شیطان سے محفوظ ہیں تو ان سے خطا کا صدور ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوگا اور یہ سیدنا علی کرم اللہ کے ساتھ تھے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم حق پر تھے۔ اور حضرت عمار ابن یاسر کی شخصیت معیار تھی کہ ان کی وجہ سے بہت سے صحابہ جو حضرت علی کے مقابلہ میں آئے وہ واپس لوٹ آگئے اور حقانیت علی المرتضیٰ کے قائل ہوئے۔ (تہذیب التہذیب' ص ۴۱۰' ج ۳) حضرت عبداللہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ۔

ما اساء على شئى الا انى لم اقاتل مع الفئة الباغيه ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۹)

مجھے اس سے زیادہ اور کوئی چیز بری نہیں لگی کہ میں نے حضرت علی کے ساتھ مل کر باغیوں سے جنگ کیوں نہ کی؟

حضرت عمار کی شہادت اور حضرت خزیمہ کی شہادت کا اثر حضرت عمرو بن العاص پر بھی ہوا اور وہ اس سے نکل گئے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ وہ بھی تھے جن پر احادیث نبوی ظاہر نہ ہوئیں اور ان کو وہ احادیث مبارکہ ظاہر ہونے پر مخالفت ترک کرنا پڑی جو حضرت علی کے مقابل ہوئے۔

ظهر لهم من الاحاديث انه الامام الحق فند موا على التخلف منه كما مر ومنهم سعد بن وقاص۔

حضرت علی سے علیحدہ ہونے والوں میں سے بعض پر حدیثیں ظاہر نہ ہوئیں تو وہ علیحدگی پر نادم ہوئے جیسا کہ گزر گیا ہے سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ بھی انہیں میں سے تھے۔

حضرت زبیر کو جنگ جمل میں دیکھ کر حضرت علی نے بلوا کر فرمایا کہ تم کو یاد ہے کہ فلاں وقت بارگاہ رسالت میں میں اور تم تھے۔ اور اس وقت تم سے میرے آقا نے فرمایا تھا کہ اے زبیر علی سے محبت کرتے ہو تو تم نے کہا ہاں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے زبیر ایک دن آئے گا کہ تم اس کے مدمقابل ہوگے۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی آتا ہے کہ:

آپ اس وقت اونٹ پر سوار تھیں جب ایک جگہ پر سے آپ کا گزر ہوا تو وہاں پر کتوں نے بھونکنا شروع کر دیا۔ سیّدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یہ کون سی جگہ ہے تو لوگوں نے کہا "حوآب" ہے۔ یہ سن کر سیّدہ نے فوراً فرمایا میں واپس جاتی ہوں تمہارے ساتھ قطعاً جانا نہیں چاہتی۔ انہوں نے کہا اس طرح قصاص عثمان نہیں مل سکے گا۔ آپ کا جانا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سیّد عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث یاد آگئی ہے کہ آپ ایک روز ازواج مطہرات سے باتیں فرمارہے تھے تو آپ نے فرمایا۔

تم میں کون سرخ اونٹنی پر سوار ہوگی جس پر وادی حواب کے کتے بھونکیں گے اس کے بعد

Scanned with CamScanner

اس کے اردگرد لاشوں کے ڈھیر ہونگے۔(صواعق‘ ص ۷۱)

آپ کا عفوو درگزر:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اتنے رحیم تھے کہ دشمن کی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکتے۔ بھوکوں اور پیاسوں کی بھوک پیاس کا اس قدر احساس فرماتے کہ اپنے قاتل کو بھی شربت پلا دیا۔ بیماروں کی تیمارداری اور امداد فرماتے‘ مسافروں کی سواریوں اور ان کی خوراک کا انتظام کرتے ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جو مشکیزہ اٹھانا چاہتی تھی مگر نہ اٹھا سکتی۔ آپ نے مشکیزہ اپنی پشت پہ رکھا اور اس کو گھر چھوڑ آئے۔(مناقب اسد اللہ)

آپ کے عفوو درگزر کا مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ نے ایک کافر سے شدید مقابلہ کر کے اس کو گرایا تو اس نے آپ کے چہرۂ انور پہ تھوک دیا اور آپ نے اس کو چھوڑ دیا کہ اب اس کو ماروں گا تو اپنے غصے کی وجہ سے ماروں گا نہ کہ رضائے ربّ کیلئے چنانچہ وہ آپ کا یہ اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔

اس واقعہ کو مولانا روم نے بڑی محبت کے ساتھ اپنی کتاب مثنوی میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

؎ از خدو انداخت بر روئے علی
افتخار ہر نبی و ہر ولی
درزماں انداخت شمشیر آں علی
کرد او اندر غزائش کاہلی

اور جب اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے۔

راز بکشا اے علی مرتضیٰ — اے پس سوء القضاء حسن القضاء

اس راز سے پردہ ہٹائیے کہ میں بدبخت سے خوش قسمت کیسے ہوگیا تو آپ نے فرمایا۔

؎ گفت من تیغ از پئے حق می زنم
بندۂ حقم نہ ماٗمور تنم

میں اپنی تلوار حق کیلئے چلاتا ہوں اور حق کا ہی بندہ ہوں نہ کہ اپنے نفس و تن کا۔ یہ منظر دیکھ

کر اس کافر نے کہا۔

؎ من غلام موج آں دریائے نور
کو چنیں گوہر در آرد در ظہور

اور پھر

؎ گر کر قدموں پہ قرباں ہوگیا — پڑھ کر کلمہ مسلماں ہوگیا

مولانا روم اس سے یہ نتیجہ اخذ فرماتے ہیں۔

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر
بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

لوہے کی تلوار سے بردباری کی تلوار زیادہ تیز ہے بلکہ سینکڑوں لشکروں سے بھی زیادہ باعث فتح و کامیابی ہے۔

روزے سے محبت:

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنی عمر میں اکثر فرض روزہ کے علاوہ نفلی روزے پے در پے رکھتے تھے۔ آپ کی صرف زبان ہی روزہ نہیں رکھتی تھی بلکہ آپ کے تمام اعضاء بھی روزہ سے ہوتے تھے۔ آپ صلوٰۃ وصوم کو ایسے ادا فرماتے تھے کہ قائم اللیل‘ صائم النہار لقب ہو گیا اور اکثر بحالت روزہ ہی جہاد فرمایا۔ آپ خود بھی فرمایا کرتے تھے کہ شدید گرمی میں روزہ رکھ کر میدان جنگ میں تلوار چلانا مجھے بہت ہی پسند ہے اور بعض اوقات اگر افطاری وسحری میں کھانے کی چیز نہ ملی تو پانی سے ہی روزہ رکھ لیا اور افطار بھی کر لیا۔

صدقہ وخیرات سے پیار:

آپ نے کبھی مال جمع نہیں فرمایا بلکہ جو بھی ملتا بلا تاخیر کل کا کل مال و زر فقراء و مساکین پر تقسیم فرما دیتے۔ آپ اکثر اپنے خطبات میں فرمایا کرتے تھے۔ تم صرف دنیا میں آزمائش کیلئے پیدا کیے گئے ہو۔ آدمی مرتا ہے تو اس کے قرابت دار تلاش کرتے ہیں کہ کتنا مال چھوڑ گیا ہے مگر فرشتے یہ دیکھتے ہیں کہ کتنا مال خیرات کر کے خدا کی بارگاہ میں بھیج چکا ہے۔ اے لوگو اپنا مال خیرات کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرو ورنہ تمام کا تمام دنیا میں ہی رہ جائے گا اور وہ

Scanned with CamScanner

تمہارے لیے عذاب دنیا و آخرت میں وبال کا سبب بنے گا۔ (نہج البلاغہ) آپ اکثر اوقات اسی چیز کے متلاشی رہتے تھے کہ کوئی مستحق ملے جس کو ہر وقت مال دیتا رہوں۔ یہاں تک کہ مقروض لوگوں کے قرضے بھی آپ نے اتارے اور اگر کوئی فوت ہو گیا تو اس کے بیوی بچوں کی پرورش کیلئے تمام چیزوں کا انتظام کرتے اور اگر میت پر قرضہ رہ جاتا تو وہ بھی خود ادا کرتے تھے۔

حج کی ادائیگی کا جذبہ:

آپ نے ہر سال بلاناغہ حج ادا فرمائے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کے ہمراہ بھی حج کرنے کا شرف حاصل ہو۔ خلفاء ثلاثہ اور اپنے عہد میں بھی آپ نے کبھی کسی سال ادا حج کرنے میں ناغہ نہیں فرمایا اور اکثر خطبات میں لوگوں کو حج کی ترغیب فرماتے تھے۔ اس کے علاوہ حاجیوں کیلئے دوران حج ایسے نمایاں کام سرانجام دیتے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

حضرت علی کا اخلاق کریمانہ:

صاحب خلق عظیم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی تعلیم کا ایسا اثر تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اخلاق حسنہ میں بھی نہایت اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔

حضرت علی حلیم ورحیم وکریم:

آپ کے مزاج میں اس قدر رحم تھا کہ دشمن کی تکلیف بھی آپ سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔ جبھی تو قاتل کو پیاسا دیکھ کر شربت پلایا اور اگر کوئی بھوکا ہے تو اس کے کھانے کا اور اگر کوئی ننگا ہے تو اس کے لباس کا اور اگر کوئی قرض دار ہے تو اس کے ادائے قرض کا انتظام فرماتے تھے۔ بیمار کی تیمارداری، عیادت، خبر گیری فرماتے تھے۔ مسافر کی سواری، زادراہ کا اہتمام اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اپنے آرام سے دوسروں کے آرام کا زیادہ خیال فرماتے۔

حضرت معقل بن یسار فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی مبارک ہو میں نے تمہاری شادی اس شخص کے ساتھ کی ہے جو اول اسلام لانے والا علم والا اور حلم والا ہے۔

حضرت علی کی تواضع وانکساری:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو انکساری بہت ہی پسند تھی۔ آپ نے کبھی تکبر وغرور نہیں کیا اور نہ ہی تکبر وغرور کرنے والے کو پسند فرماتے تھے آپ خود اپنی کمر پر لکڑیاں لاد کر لایا کرتے تھے۔ پانی خود بھرتے تھے۔ گھر میں خود جھاڑو بھی دے دیا کرتے تھے۔ حضرت صالح فرماتے ہیں: بازار کوفہ میں ایک مرتبہ آپ نے ایک درہم کے خرمے خریدے اور اپنی چادر میں باندھ کر لے جا رہے تھے۔ لوگوں نے بڑھ کر عرض کیا۔ حضور ہم یہ گھٹڑی اٹھا لیتے ہیں آپ نے فرمایا جو اپنے بچوں کا ذمہ دار ہوتا ہے وہی اس بوجھ کو اٹھانے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ (مناقب اسد اللہ، کنز بحوالہ ابن عساکر)

حضرت علی کی دنیا سے بے رغبتی:

حضرت عبداللہ بن شریک اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس فالودہ حاضر کیا گیا۔ آپ نے فالودے کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تم بہت خوشبودار ہو۔ تمہارا رنگ بھی پیارا ہے اور تمہارا ذائقہ بھی بہت لذیذ ہے لیکن میں یہ پسند نہیں رکھتا کہ جس چیز کا میرا نفس عادی نہیں اسے اس کا عادی بناؤں یہ کہہ کر آپ نے فالودہ کھانے سے انکار کر دیا۔ (کنز العمال)

حضرت زیاد بن ملیح روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے سامنے حلوہ لایا گیا۔ آپ نے لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔ لوگ کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا اسلام کوئی بھٹکا ہوا اونٹ نہیں مگر قریش نے جب اسے دیکھا تو اس پر جھپٹ پڑے۔

حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت علی ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے تہبند اور چادر اوڑھ رکھی تھی اور اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ آپ سے اس بارے میں عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں یہ دو کپڑے اس لیے پہنتا ہوں کہ یہ فخر سے دور ہیں اور نماز کیلئے بہتر ہیں اور تاکہ مسلمان اسے طریقہ بنائیں (یعنی مجھے دیکھ کر وہ بھی سادہ لباس اختیار کر لیں) (کنز العمال)

Scanned with CamScanner

حضرت علی کی سادگی:

حضرت عبداللہ بن ابی ہزیل کہتے ہیں میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر معمولی قیمت کی قمیض دیکھی اگر اس کی آستین پکڑ کر کھینچتے تو ہاتھوں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی اور چھوڑ دیتے تو آدھی کلائی تک واپس چلی جاتی۔ (کنز العمال بروایت ابن عساکر)

حضرت سھل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ حضرت علی سوئے ہوئے ہیں اور ان کی پشت سے چادر گر گئی ہے اور پشت ریت سے بھری ہوئی ہے۔ آپ ان کی پشت سے اپنے دست مبارک کے ساتھ ریت جھاڑ رہے تھے اور فرمار ہے تھے اے ابا تراب اے مٹی والے (یعنی خاکسار) اٹھ جاؤ کہتے ہیں حضرت علی کو اس نام سے زیادہ کوئی دوسرا نام محبوب نہ تھا کیونکہ یہ نام رسول کریم ﷺ نے رکھا تھا۔ (ابونعیم)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سخت سردی میں دو ہلکے سے کپڑوں ایک تہبند اور چادر کو اوڑھ کر آیا جایا کرتے اور گرمی میں گرم کوٹ اور موٹے کپڑے پہن لیا کرتے۔ لوگوں نے عبدالرحمٰن سے کہا آپ کے باپ (ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ حضرت علی سے لمبی گفتگو کرتے ہیں وہ) ان سے اس کی وجہ پوچھ سکتے ہیں۔ میں نے اپنے والد صاحب سے یہی بات کہی چنانچہ انہوں نے حضرت علی سے پوچھا کہ اے امیر المومنین لوگ پوچھتے ہیں کہ آپ سخت سردی میں دو ہلکے کپڑے پہن لیتے ہیں اور شدید گرمی میں گرم کوٹ پہنا ہوتا ہے۔ انہوں نے فرمایا ابو لیلیٰ کیا تم خیبر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے کہا ہاں تھا فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (قلعہ فتح کرنے) بھیجا مگر وہ کامیاب نہ ہوئے پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر بھیجا مگر وہ بھی بغیر فتح کیے لوٹ آئے۔ تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں اب یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کر دے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں تب آپ نے مجھے بلایا' میں حاضر ہوا۔ میری آنکھیں دکھتی تھیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ آپ نے میری آنکھوں میں دم کیا اور دعا فرمائی: اللھم اکفه الحر والبرد ۔ اے

اللہ علی کو گرمی اور سردی سے بچا فرماتے ہیں اس کے بعد مجھے کبھی گرمی نے تکلیف دی ہے نہ سردی نے (ابن ابی شیبہ مسند احمد بن حنبل بزار ابن جریر طبرانی اوسط)

حضرت علی کا فقر اور فقیرانہ زندگی:

☆ علی ابن ارقم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو دیکھا جب وہ انہیں (ارقم کو) بازار کوفہ میں اپنی تلوار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے میری یہ تلوار کون خریدے گا بخدا میں نے اس تلوار کے ساتھ بار ہا رسول کریم ﷺ کا دفاع کیا اور دشمنوں کو بھگایا اور اگر میرے پاس تہبند خریدنے کیلئے پیسے ہوتے تو میں اسے کبھی نہ بیچتا۔ (طبرانی کبیر ابن عساکر)

اور یہ اس دور کی بات ہے جب آپ امیر المومنین تھے کیونکہ آپ خلافت سنبھالنے سے قبل کوفہ کبھی نہیں گئے تھے گویا آپ صدیق اکبر عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے طریقہ زندگی اور طرز خلافت پر سختی سے گامزن تھے اس میں کچھ تبدیلی نہیں کی تھی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں ایک بار میں مدینہ طیبہ میں سخت بھوک محسوس کر رہا تھا میں نے ایک عورت دیکھی جس نے مٹی کے ڈھیلے اکٹھے کر رکھے تھے میں نے گمان کیا کہ وہ ان میں پانی ڈالنا چاہتی ہے (تاکہ گارا بنا کر مکان میں استعمال کرے) میں نے اس سے سودا کیا کہ جتنے ڈول پانی میں اسے لا کر دوں گا۔ ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور لوں گا تو اسے سولہ ڈول پانی لا کر دیا اور میرے ہاتھ زخمی ہو گئے پھر میں نے کچھ پانی اور اس عورت سے سولہ کھجوریں وصول کیں اور انہیں رسول کریم ﷺ کے پاس لے گیا تو آپ نے بھی میرے ساتھ وہ کھجوریں تناول فرمائی۔ (کنز بحوالہ مسند احمد)

☆ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں۔ میں نے رسول خدا ﷺ کی بیٹی سے نکاح کیا تو ہمارے پاس صرف دنبے کی کھال کا ایک بچھونا تھا رات کو ہم اس پر سوتے تھے اور دن کو اسے الٹا کر اس پر اپنے اونٹ کو چارا ڈالتے تھے۔ (کنز العمال)

حضرت علی کا فقر اضطراری نہیں اختیاری تھا رسول اکرم ﷺ کی طرح آپ بھی عمداً مال دنیا سے کنارہ کش تھے۔ اگر آپ چاہتے تو بہت سا مال جمع فرما سکتے تھے مگر آپ نے فقر اختیار

Scanned with CamScanner

فرمایا۔آج کل کے پیشہ ور پیر فقیر اس معیار فقر کا تصور بھی نہیں رکھتے۔حضرت علی کا فقر اسلامی معاشرے میں فقر حیدری کے نام سے معروف ہے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں ضرب اسد اللہی

حضرت علی کی سخاوت:

سخاوت صرف مالداروں سے مخصوص نہیں اہل فقر بھی سخی ہوتے ہیں۔شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے تونگری بدل است نہ بمال۔ اللہ والے دل کے سخی ہوتے ہیں اور مال سے پیار نہیں کرتے جو آئے لٹا دیتے ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سخاوت کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) ایک روایت میں آتا ہے کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں تو کسی نے کہا۔انہیں انار کھلانا چاہئے۔حضرت علی بازار گئے۔آپ کے پاس اتنے ہی پیسے تھے کہ ایک انار خرید سکیں۔آپ انار خرید کر گھر لا رہے تھے کہ راستے میں کسی نے کہا میں کئی دن سے بھوکا ہوں مجھے یہ انار دیدیں آپ نے وہ انار اسے دیدیا اور خالی ہاتھ گھر چل دیے۔ابھی آپ اپنے گھر میں داخل ہو ہی رہے تھے کہ کسی نے پیچھے سے دامن پکڑ لیا۔آپ نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔انہوں نے جھولی میں انار اٹھائے ہوئے تھے۔انہوں نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ کے پاس کہیں سے انار بطور ہدیہ وتحفہ آئے تھے۔آپ نے ان میں سے یہ آپ کیلئے بھیجے ہیں۔حضرت علی نے گنے تو وہ نو انار تھے۔آپ نے حضرت بلال سے فرمایا دسواں انار کہاں ہے۔انہوں نے کہا دسواں انار کیسا فرمایا اللہ کا ارشاد ہے جو ایک نیکی کرے۔ہم اسے دس کا بدلہ دیتے ہیں۔میں نے ایک انار اللہ کے نام پر دیا تو مجھے بدلے میں دس ملنا چاہئیں۔حضرت بلال نے جیب سے ایک اور انار نکال کر پیش کر دیا اور کہا اے علی میں تو آپ کا امتحان لے رہا تھا۔(بعض کتب وعظ)

یہ واقعہ اگر درست ہو اور حضرت علی کی شان فقر سے ایسے ہی واقعات کی توقع کی جا سکتی ہے اس میں آپ کی سخاوت کے علاوہ آپ کے علم کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

(۲) حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ کے غلام قنبر رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا یا امیر المومنین آپ اپنے لیے کچھ بھی جمع نہیں کرتے جبکہ اس مال میں (بیت المال میں سے) آپ کے گھر والوں کا بھی حصہ ہے۔میں نے آپ کیلئے کچھ مال

رکھ لیا ہے فرمایا وہ کیا اور کہاں رکھا ہے؟ کہا چلیں میں آپ کو دکھاؤں آپ اس کے ساتھ چلے اس نے آپ کو ایک کمرے میں کچھ سونا اور چاندی کے برتن دکھائے۔حضرت علی نے دیکھ کر فرمایا: او تجھے تیری ماں روئے کیا تم میرے گھر میں آگ داخل کرنا چاہتے ہو۔پھر آپ نے اس مال کی گنتی اور وزن کرایا اور انہے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔پھر فرمایا میرے لیے یہی بڑا میوہ ہے (کہ میں مال نام خدا پر لٹاتا ہوں) اور ہر میوہ چننے والے کا ہاتھ اپنے منہ ہی کی طرف ہوتا ہے پھر فرمایا اے دنیا مجھے دھوکہ نہ دے کسی اور کو دینا۔(کنز العمال)

حضرت علی کا خلق خدا کی خبر گیری کرنا:

(۱) ازان کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بازاروں میں اکیلے ہی چلا کرتے تھے جب کہ امیر المومنین تھے۔آپ بھولے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھاتے کمزوروں کی مدد فرماتے دکانداروں اور سبزی فروشوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں یہ آیت سناتے۔

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا في الارض ولا فسادا

ترجمہ: ہم نے وہ دار آخرت (جنت) ان لوگوں کیلئے بنائی ہے جو زمین میں اپنی برائی اور فساد کے طلبگار نہیں۔(سورۃ انعام پارہ ۸)

پھر آپ فرماتے یہ آیت اللہ نے باقی لوگوں کو چھوڑ کر ان حکمرانوں اور ارباب اقتدار کیلئے اتاری ہے جو عدل اور تواضع والے ہیں۔(ابن عساکر)

ابو مطر روایت کرتے ہیں کہ میں مسجد سے نکلا تو دیکھا ایک آدمی میرے پیچھے آواز لگا رہا تھا۔بھائی اپنا تہبند اونچا کر لو اس طرح اللہ راضی ہوتا ہے اور کپڑا بھی ستھرا رہتا ہے اور اگر تم مسلمان ہو تو دانائی سے کام لو میں نے دیکھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ان کے پاس درہ تھا۔آپ اونٹوں کے بازار میں گئے اور فرمایا لوگو مال بیچو اور قسمیں نہ اٹھاؤ قسم اٹھانے سے برکت گھٹ جاتی ہے پھر آپ کھجور فروش کے پاس گئے تو وہاں ایک لونڈی کو روتے دیکھا فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ کہا اس نے مجھے ایک درہم میں کھجوریں دی تھیں جو میرے مالک نے منظور نہیں کہیں۔آپ نے اسے فرمایا کھجوریں واپس لے لو اور درہم لوٹا دو اس بیچاری کے اختیار میں کچھ نہیں وہ

Scanned with CamScanner

آدمی انکار کرنے لگا۔ میں نے اسے کہا تم جانتے نہیں یہ کون ہیں اور تم کس سے بات کر رہے ہو کہنے لگا نہیں میں نے کہا یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ امیر المومنین نے اس سے کھجوریں فوراً کھوالیں اور درہم لڑکی کو لوٹا دیا وہ کہنے لگا امیر المومنین میری خطا معاف فرما دیں۔ فرمایا میری خوشی اسی میں ہے کہ تم لوگوں سے اچھا معاملہ کرو پھر آپ دوسرے کھجور فروشوں کے پاس گئے اور فرمایا مساکین کو بھی کھلایا کرو اس طرح تمہارے رزق میں برکت ہوگی۔ پھر آپ مچھلی والوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا پانی میں مرنے والی مچھلی ہمارے بازار میں مت فروخت ہونے پائے۔ پھر آپ دار بزاز (پارچہ فروشی کے بازار) میں گئے۔ آپ نے ایک آدمی سے فرمایا شیخ! تین درہموں میں مجھے قمیص چاہیے اس نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے قمیص نہ خریدی پھر ایک اور آدمی کے پاس گئے۔ اس نے بھی آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے بھی کچھ نہ خریدا۔ پھر ایک نوعمر لڑکے کے پاس گئے۔ اس سے آپ نے تین درہم میں قمیص خریدی اور اسے گٹوں سے ٹخنوں تک پہن لیا۔ اتنے میں دکان کا اصل مالک آ گیا اسے بتایا گیا کہ بیٹے نے امیر المومنین کو تین درہم میں قمیص بیچی ہے۔ اس نے بیٹے سے کہا تم نے ان سے دو ہی درہم کیوں نہ لیے پھر وہ درہم لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا یہ درہم لے لیں فرمایا کیا مطلب؟ ہماری قمیص کی قیمت دو ہی درہم ہے۔ میرے بیٹے نے آپ کو تین میں دیدی۔ آپ نے فرمایا اس نے میری خوشی سے بیچی اور میں نے اس کی خوشی سے رقم دی۔ اب درہم کی واپسی کیسی؟ (کنز العمال)

جسمانی طہارت کا اہتمام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے غسل جنابت میں ایک بال بھی خشک چھوڑ دیا اس کو جہنم میں ایسے ایسے جلایا جائیگا یعنی اس بال کو جہنم کی آگ جلائے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے میں نے اپنے سر سے دشمنی کر لی ہے یعنی اس کو اتنا دھوتا ہوں جنابت سے طہارت حاصل کرتے ہوئے سر پر اتنا پانی بہاتا ہوں کہ مجھے اپنے سر سے دشمنی ہوگئی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۱۰۴)

بعض علماء نے سر سے دشمنی کرنے کا مطلب یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے اسی ڈر سے کہ کہیں جنابت کا اثر کسی بال میں رہ نہ جائے اپنا سر منڈوا لیا تھا اور ہمیشہ سر منڈوائے رکھتے

تھے مگر اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کس قدر خوف خدا رکھتے تھے اور جسمانی طہارت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے۔ (عظمت اہل بیت رسول)

گرمی و سردی کا احساس نہ ہونا:

احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گرمیوں میں کپڑے گرم اور سردیوں میں کپڑے سرد پہنا کرتے تھے۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: حضور اقدس ﷺ نے لعاب دہن میری آنکھ پر لگایا تو ساتھ ہی یہ دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ علی سے سردی اور گرمی دور کر دے اس روز سے نہ مجھے سردی محسوس ہوئی ہے اور نہ گرمی۔

معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی دعا اقدس سے اللہ تعالیٰ نے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس تکلیف سے محفوظ فرما دیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ سردی شدید اور سخت گرمی دونوں انسان برداشت نہیں کر سکتا۔

حب علی المرتضیٰ گناہوں کو کھا جاتی ہے:

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

حب علی بن طالب تاکل الذنوب کما تاکل النار

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔

جود و کرم کی دو مثالیں:

آپ کا جود و عطا ایسا تھا کہ اپنی ضرورت کی چیز بھی اٹھا کر دوسروں کی امداد فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے دیکھا کہ زنجیر کعبہ کو پکڑے ہوئے ایک شخص کہہ رہا ہے۔ مجھے چار ہزار درہم دے دے۔ آپ نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جو تم نے خدا سے مانگا میں نے سنا یہ تو بتا چار ہزار درہم کیا کرے گا۔ اس نے کہا ایک ہزار میری زوجہ کا مہر ہے وہ ادا کروں گا اور ایک ہزار درہم کا قرضدار ہوں وہ دوں گا۔ ایک ہزار درہم سے مکان بناؤں گا اور ایک ہزار

Scanned with CamScanner

درہم سے اپنی روزگاری وذریعہ معاش کا انتظام کروں گا۔ آپ نے فرمایا اے سائل اگر تو مدینہ طیبہ آجائے تو میں اتنی رقم تجھے دے دوں گا۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد وہ آپ کے پاس مدینہ طیبہ پہنچا تو آپ نے اپنا ایک باغ فروخت فرما کر چار ہزار درہم اسے دے دیئے اور زادراہ بھی عنایت کر دیا۔

ایک مرتبہ کسی سائل نے آپ سے روٹی کا سوال کیا۔ آپ نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا اس کی حاجت پوری کرو۔ اس نے کہا حضور روٹی توشہ دان میں ہے فرمایا معہ توشہ دان دے دو۔ اس نے کہا توشہ دان اونٹ پر ہے فرمایا۔ اونٹ سمیت دے دو۔ اس نے کہا اونٹ قطار میں ہے۔ فرمایا معہ قطار دے دو۔ قنبر جلدی سے اٹھا اور مہار اونٹ سائل کے ہاتھ میں دے دی۔ ایسے سینکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ حضرت بہت ہی سخاوت فرمایا کرتے تھے۔

مہمان نوازی کا انداز خسروانہ:

ایک روز بہت پریشان نظر آئے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا آج سات روز ہو گئے ہیں کہ کوئی مہمان نہیں آیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کا آنا اور اس کی خدمت کرنا خدا کی رحمت ہوتی ہے۔

زُہد وتقویٰ کا انداز:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بہت عظیم زاہد تھے۔ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ علی نے کبھی دنیا کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا اور اے علی تمہیں اللہ نے ایک زینت سے نوازا ہے جس سے کسی کو آراستہ نہیں کیا گیا۔ بیشک خدا نے تجھے زاہد بنایا ہے۔ سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ عید کا دن تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے پانی میں بھگو کر دبا دبا کر تناول فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضور آج عید کے روز تو کوئی اچھی لذیز چیز تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے سوید عید تو اس کی ہے جو گناہوں سے نجات پا چکا ہے۔

(مناقب اسد اللہ)

مولا! ترے مزاج سخاوت کی خیر ہو
تیری انا کی خیر، محبت کی خیر ہو

اے دیں کے تاجور تیری عظمت کی خیر ہو
تیرے شعور تیری حکومت کی خبر ہو
مجھ کو شعور فکر کی جاگیر بخش دے
میری دعا کو بھی ذرا تاثیر بخش دے

کرامات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

☆ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس کا ہاتھ سوکھا ہوا اور بالکل ناکارہ ہو چکا تھا۔ آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی فی الفور اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

(البدایہ، تفسیر کبیر، ص ۴۷۹، ج ۵)

☆ ایک شخص نے دوران گفتگو آپ کو جھٹلایا، آپ نے فرمایا: بات ایسے ہی ہے جیسے میں نے کی اگر تجھے یقین نہیں تو میں بد دعا کرتا ہوں جو جھوٹا ہے وہ اندھا ہو جائے چنانچہ اسی وقت وہ شخص اندھا ہو گیا۔ فلم یبرح حتی ذھب بصرہ ۔ (تاریخ الخلفاء، کرامات صحابہ)

☆ ایک مرتبہ آپ نے ایک لشکر کی نشاندہی فرمائی کہ بارہ ہزار کا لشکر آنے والا ہے۔ ایک آدمی نے پورے لشکر کو گنا تو بارہ ہزار سے نہ ایک کم تھا نہ زائد (تاریخ الخلفا)

☆ آپ سواری پہ سوار ہوتے تو ایک رکاب میں پاؤں رکھتے اور قرآن پاک کی تلاوت شروع فرماتے۔ دوسری رکاب تک پاؤں جاتے ہی پورا قرآن ختم ہو چکا ہوتا (کسی نے آپ سے پوچھا کہ اتنا جلدی کس طرح قرآن پڑھ لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جتنے قرآن کے الفاظ ہیں اتنے میرے جسم کے بال ہیں۔ جب قرآن پڑھنا شروع کرتا ہوں تو میرا بال بال قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور ہر بال ایک ایک لفظ پڑھ لیتا ہے تو قرآن مکمل ہو جاتا ہے)(

(شواہد النبوۃ، مولانا جامی، ص ۲۸۰، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: ملا علی قاری)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص نے چوری کی اور آپ کے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نے چوری کی؟ اس نے اقرار کیا اور سیدنا علی المرتضیٰ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جب ہاتھ کٹوا کر واپس چلا گیا تو راستہ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ابن الکراء دو حضرات ملے تو انہوں نے اس طرح کٹا ہوا ہاتھ دیکھ کر کہا تمہارا یہ ہاتھ کس طرح کٹا ہے تو اس شخص

نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے چوری کی تھی اور امیر المومنین' امام الائمہ' ہادی انام امام المتقین اس طرح کے القابات نہایت تعظیم وتکریم سے لے کر کہا کہ اس عظیم ہستی نے میرا ہاتھ کاٹا ہے تو وہ حضرات بصورت تعجب اس شخص سے کہنے لگے کہ تو نے اتنی تعریفات کے ساتھ اس کا اظہار کیوں کیا۔ کہنے لگا بات یہ ہے کہ میں ان کی اعلیٰ درجہ کی عزت کرتا ہوں اور جب میں نے غلطی کی تو انہوں نے مجھے شرعی سزا پر میرا لحاظ نہ کرتے ہوئے جو مجھے سزا دی اس پر میں خوش ہوا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ سزا دے کر خدا کے عذاب وغضب سے بچالیا ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کی میرے ساتھ اور کیا ہمدردی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان کی تعریف کروں گا وہ تعریف کے لائق ہیں۔

ان دونوں حضرات نے اس شخص کی بات سیدنا امام الائمہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو جا کر بیان کی۔ آپ نے فوراً اس شخص کے خلوص دینیہ کو دیکھ کر بلوا بھیجا۔ جب وہ بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اپنے قطع کیے ہوئے ہاتھ کو بازو کے ساتھ رکھو اس نے اس کو ساتھ ملا کر رکھ دیا۔

ووضع يده على ساعده و غطاه بمنديل ودعا بدعوات فسمعنا صوتا من السماء ارفع الرداء عن اليد فوضعناه فاذا اليد قد برأت باذن الله تعالىٰ و جميل صنعه (طبقات کبریٰ جامع کرامات اولیاء بحوالہ امام فخر الدین رازی)

اور اس کا ہاتھ رومال سے ڈھانپ دیا اور دعا فرمائی تو ہم لوگوں نے آسمان سے یہ آواز سنی کہ رومال کو ہاتھ سے اٹھاؤ تو جو ہم نے رومال ہاتھ سے اٹھایا تو اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے درست ہوگیا۔

آپ کی نماز عصر کیلئے مقام صہباء پہ ڈوبے ہوئے سورج کا واپس پلٹ آنا۔ علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے اس واقعہ کو حضور علیہ السلام کے معجزہ ہونے کے ساتھ ساتھ علی المرتضیٰ کی کرامات میں سے بھی شمار کیا ہے۔ (دیکھیے صواعق المحرقہ ص ۱۲۸)

ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا پلٹا خورشید ٹکڑے قمر ہو گیا
ان کی نوری جبیں پہ جو بل پڑ گئے سارا عالم ہی زیر و زبر ہو گیا۔

علاوہ ازیں شواہد النبوۃ میں آپ کی دعا سے ڈوبے ہوئے سورج کا واپس پلٹ کر آنا بھی لکھا ہے اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب آپ بابل کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ

دریائے فرات پار کرتے کرتے سورج غروب ہوگیا اور آپ سمیت آپ کے تمام ساتھیوں کی نماز عصر رہ گئی اور وہ لوگ آپ کے بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ڈوبا ہوا سورج واپس عصر کے وقت پہ آ گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو سورج غروب ہو گیا اور اس میں سے ایک خوفناک قسم کی آواز آنے لگی جس کو سن کر لوگ گھبرا گئے اور سبحان اللہ لا الہ الا اللہ' استغفر اللہ کا ورد کرنے لگے۔ (ص ۲۹۶' مترجم)

جس نے ہوا کی زد پہ منور کیے چراغ
جس میں مزاج عزم رسالت تھا باغ باغ
جس کا وجود منزل کونین کا سراغ
جس کی عطا کا نام بہشت دل و دماغ
جس کے لہو سے چہرۂ عالم نکھر گیا
جس کا ہر ایک نقش دلوں میں اتر گیا
جو شہر یار شہر امامت ہے وہ علی
جس کا ہر ایک نقش سلامت ہے وہ علی
جو صدق مصطفیٰ کی علامت ہے وہ علی
جس کے غضب کا نام قیامت ہے وہ علی
جس نے گداگروں کو تونگر بنا دیا
بے زر کو چھو لیا تو ''ابو ذر'' بنا دیا

فضائل شیر خدا' ایک نظر میں:

۱- جن کی تربیت خاتم النبیین کے گھر میں ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء)
۲- جن کو زمانہ طفولیت میں ہی اسلام نصیب ہوا۔ (تاریخ الخلفاء)
۳- جن کو حضور علیہ السلام نے اپنا بھائی قرار دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)
۴- جن کو حضور علیہ السلام نے عشرہ مبشرہ میں شمار فرمایا۔
۵- سیّدنا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ جن کا نکاح ہوا۔

Scanned with CamScanner

۶- جن کا درجہ سابقون اولون میں قرار دیا۔

۷- جو زندگی میں ہی دخول جنت کی بشارت سے نوازے گئے۔

۸- جو جوانی کے دور میں اس قدر بہادر مشہور ہو گئے کہ آپ کا لقب اسد اللہ الغالب تجویز کیا گیا۔

۹- جن کی زندگی کا دور بت پرستی سے پاک رہا۔(صواعق محرقہ، ص۷۲)

۱۰- جن کو غزوہ تبوک کے موقع پر سرور کائنات ﷺ نے گھر والوں کیلئے خلیفہ مقرر فرمایا۔

۱۱- حبیب کبریا ﷺ نے فتح خیبر کیلئے جن کو حکم عنایت فرمایا۔

۱۲- مباہلے کے دن جن کو حضور علیہ السلام بوجہ قرب نسب ساتھ لے گئے تا کہ عیسائی مباہلہ کر ہی نہ سکیں کیونکہ نصاریٰ نے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر حضرت بمع فرزندوں اور اہلبیت کے آئیں تو مباہلہ نہ کرنا۔(حیات القلوب، ج۲، ص۵۹۵)

۱۳- جن پر حضور علیہ السلام نے اہل کا لقب استعمال فرمایا۔(صواعق)

۱۴- جن کو حضور نے خم غدیر کے موقع پر تمام مومنین کا دوست بنا کر ہمیشہ کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عترت رسول ﷺ کے درمیان دینی اختلافات کا خاتمہ کر دیا۔(مشکوٰۃ)

۱۵- جنہیں سرور کائنات ﷺ نے اپنا محبوب قرار دیا۔(صواعق)

۱۶- جن کے دل کی پختگی اور زبان کی سلامتی کیلئے رحمت دو عالم ﷺ نے ان الفاظ میں دعا فرمائی۔اللھم اھد قلبه و ثبت لسانه ۔

۱۷- جن کو اس دعا کے بعد دینی فیصلوں میں کبھی بھی شک وتردد نہ ہوا۔

۱۸- جن کو اپنی دنیاوی زندگی میں سرور کائنات ﷺ نے اپنے سامنے ایک فیصلے کا حکم مقرر فرمایا۔(صواعق، ص۷۳)

۱۹- جن کی محبت کو رحمت دو عالم ﷺ نے اپنی محبت قرار دیا۔(صواعق)

۲۰- جن کے بغض کو احمد مجتبیٰ نے اپنا بغض قرار دیا۔(صواعق)

۲۱- جن کے صلب پر سبب ایجاد کائنات نے فخر کیا کہ میری اولاد ان کے صلب سے بڑھے گی۔ (صواعق)

۲۲- فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جن کو بہترین فیصلے کرنے والا تسلیم کیا۔

۲۳- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جن کے فیصلے کی تصدیق فرمائی۔

۲۴- مسائل وراثت میں جن کو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ماہر تسلیم کیا۔

۲۵- خیبر میں بھیجتے وقت جن کی آنکھ پر رسول کریم ﷺ نے اپنے منہ کا لعاب لگایا۔

۲۶- جن کے فیصلے دنیا کیلئے حیران کن ثابت ہوئے۔

۲۷- جو علم قرآن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

۲۸- حفظ قرآن میں جو اپنے زمانہ میں بے مثال تھے۔

۲۹- تلاوت قرآن شب وروز جن کا مشغلہ تھا۔

۳۰- جنگ خیبر میں جن کے ہاتھ پر فتح ہو جانے کی بشارت سرور کائنات نے دی۔ (تاریخ الخلفاء)

۳۱- جن کو امام الانبیاء نے بوقت کشیدگی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوتراب کے لقب سے خطاب فرمایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۱۸)

۳۲- خدمت حدیث کے سلسلے میں جنہوں نے فخر الانبیاء سے ۵۸۶ حدیثیں روایت فرمائی ہیں۔(تاریخ الخلفاء، ص۱۱۸)

۳۳- جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام کے جم غفیر نے حدیثیں روایت کیں۔

۳۴- جنہوں نے اہالیان کوفہ کی اصلاح کیلئے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ (مقدمہ نصب الرایہ، ص۴)

۳۵- جن کے حسن تدبر کی وجہ سے کوفہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھاؤنی بن گیا۔ (مقدمہ نصب الرایہ، ص۴)

۳۶- جن کے مساعی جمیلہ کی برکت سے ہزاروں محدثین کوفہ کی سرزمین سے پیدا ہوئے۔

۳۷- جن کے بغیر کسی کو سرور کائنات ﷺ کے ساتھ بحالت غصہ کلام کرنے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔

۳۸- جن کے جسم سے شجاعت کے آثار نمایاں تھے۔

Scanned with CamScanner

۳۹-حضور ﷺ کے لعاب دہن کے معجزے میں جن کی آنکھیں مدت العمر تک بیمار نہ ہوئیں۔

۴۰-لعاب دہن کی وجہ سے جن کے سر میں کبھی درد پیدا نہ ہوا۔

۴۱-جن کے متعلق غلو فی الحب کو حضور ﷺ نے سبب ہلاکت قرار دیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۱

۴۲-اسی طرح جن کے بغض کو مصطفیٰ کریم ﷺ نے سبب حرمان بتایا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۱)

۴۳-خوارج کے ساتھ قتال کی خبر جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمائی۔

۴۴-بروایت حضرت امام عسکری رضی اللہ عنہ اگر سرور کائنات ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آنکھ اور کان قرار دیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بدن کیلئے بمنزلہ سر کے قرار دیا۔ (صواعق محرقہ)

۴۵-ہجرت کی شب اگر امانت خالق کی حفاظت کیلئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا تو امانت مخلوق کیلئے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو۔

۴۶-واقدی کی روایت کے مطابق جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۷-الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار

۴۸-جنہوں نے اپنے بھائی عقیل کو تو واپس کر دیا لیکن بیت المال میں کمی نہ آنے دی۔

۴۹-شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد اکثر لوگوں کی نگاہیں بغیر آپ کے نہ جم سکیں۔

۵۰-جنہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قتال کے باوجود بعد از فراغت نہایت جرأت اور دیانت داری سے یہ بیان دیدیا کہ ہمارے اور حضرت کے معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ایمانی اور مذہبی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۵۱-جنہوں نے جنگلات پر محصول لگا کر بیت المال کیلئے چار ہزار سالانہ کی آمدنی اور بڑھا دی۔ (کتاب الخراج)

۵۲-جنہوں نے گھوڑوں پر زکوۃ منسوخ کر دی (کتاب الخراج، ص ۴۴)

۵۳-جنہوں نے عمال کے اخلاق کی کڑی نگرانی فرمائی۔

۵۴-جنہوں نے تحریری باز پرس کے علاوہ تحقیقاتی کمشن مقرر فرمائے۔

۵۵-جنہوں نے ذمی دہقانوں کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کا حکم عمال کو دیا۔

۵۶-جنہوں نے اپنے مقرر کردہ قاضی شریح کے سامنے مدعا علیہ بن کر جانے سے دریغ نہ کیا۔

۵۷-جن کی صداقت کی وجہ سے نصرانی صاحب مقدمہ کو ایمان نصیب ہوا۔

۵۸-جن کے متعلق یہ مقولہ مشہور ہے کہ کان من العلوم بالمحل العالی یعنی علم کی دنیا میں آپ کا رُتبہ بڑا بلند ہے۔ (تہذیب الاسماء، ص ۳۴۵)

۵۹-بازار میں جا کر ماپ تول کی دیکھ بھال کرنا جن کا شعار تھا۔

۶۰-جو بائع و مشتری کو اکثر اوقات دیانتداری کی ہدایات فرمایا کرتے تھے۔

۶۱-جن کی زندگی کے اندر دامن نبوت میں پرورش پانے کے اثر نمایاں تھا۔

۶۲-استخراج و استنباط مسائل کے سلسلے میں جنہیں فطری ملکہ حاصل تھا۔

۶۳-رفاقت مصطفوی کے بعد ۳۰ سال میں جن کو تعلیم و ارشاد کی مسند نصیب ہوئی۔

۶۴-جو حضور علیہ السلام کی زندگی میں کاتب الوحی تھے۔

۶۵-جن کو فقہ اسلامی میں بھی پایہ بلند حاصل تھا۔

۶۶-مستحضرات کے علاوہ بھی فقہی مسائل حل کرنا جن کیلئے کچھ مشکل نہ تھا۔

۶۷-بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے استفسارات کیا کرتے تھے۔

(تہذیب الاسماء، ص ۳۴۶)

۶۸-تصوف کا سرچشمہ بھی جن کی ذات گرامی سے وابستہ ہے۔

۶۹-فن نحو کی بنا جنہوں نے ڈال کر امت پر احسان عظیم فرمایا۔

۷۰-جو فطرۃً سلیم الطبع واقع ہوئے تھے۔

۷۱-جن کی پوری زندگی زہد و ورع سے ڈوبی ہوئی تھی۔

۷۲-جن پر غربت و امارت کے دونوں دور گزرنے کے باوجود مزخرفات دنیاوی نے اثر نہ کیا۔

۷۳-جنہوں نے امیر المومنین ہو جانے کے باوجود اپنے لئے ساری عمر کوئی عمارت نہ بنوائی۔

۷۴-جنہوں نے سادگی کے پیش نظر کوئی ملازم مقرر نہ فرمایا۔

۷۵-جن کے متعلق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقولہ مشہور ہے کہ سیدنا علی قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ (ترمذی)

۷۶-رکعًا سجدًا سے جن کی ذات گرامی مراد لی گئی ہے۔ (تفسیر فتح البیان، ج ۹، ص ۴۸)

۷۷-جن کو حضور علیہ السلام کے ساتھ نسبتی حیثیت سے زیادہ قرب حاصل ہے۔

۷۸-جو دین داروں کی تعظیم زیادہ فرمایا کرتے تھے۔(روضۃ النظرۃ' ج ۲' ص ۲۱۲)

۷۹-جن کے طرز معاشرت میں جاہ و حشم اور تکلف کا معمولی شائبہ بھی نہ تھا۔

۸۰-جو دور خلافت میں بھی تنہا بازاروں میں گھومتے تھے۔

۸۱-جو بھولوں بھٹکوں کو راستہ بتا دینا اپنے لیے قابل فخر سمجھتے تھے۔

۸۲-جن کی غذا نہایت معمولی تھی۔

۸۳-جو نفیس قسم کے پکے ہوئے کھانوں سے احتراز فرمایا کرتے تھے۔

۸۴-جن کی ہر سمت سے علم پھوٹتا تھا' حکمت ٹپکتی تھی۔

۸۵-لوگوں کی منت سماجت کے باوجود جنہوں نے قبل از وقت خلافت کو قبول نہ کیا۔

(نہج البلاغۃ)

۸۶-جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نام اپنے بچوں کے رکھ کر الفت و محبت کا ثبوت بہم پہنچایا۔(تاریخ الائمہ)

۸۷-کمزوروں اور ناتوانوں کی امداد کرنا جن کا شعار تھا۔

۸۸-صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازیں ادا کر کے جنہوں نے ایمانی حقوق کو پورا فرمایا۔

(احتجاج)

۸۹-جنہوں نے حضرت اسماء کے نکاح کے سلسلے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی۔

۹۰-جنہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمانوں کو افتراق سے بچالیا

(احتجاج)

۹۱-جنہوں نے محمد ابن ابی بکر یتیم کی پرورش کیلئے اسماء بنت عمیس سے نکاح کرنا منظور کر لیا۔

(فلک النجات)

۹۲-جنہوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کو دین اللہ سے تعبیر کر کے اتحاد ملی اور وحدت دینی کا ثبوت دیا۔

۹۳-جنہوں نے ان کے لشکر کو جند اللہ فرما کر دین کو تقویت پہنچانے کا سامان مہیا فرمایا۔

۹۴-جنہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ قرار دے کر معاندین کے منہ پر مہر لگا دی۔

۹۵-جنہوں نے اصحاب رسول اللہ کی تعریف فرما کر مذہب اہل سنت کی تاکید فرمائی۔

(نہج البلاغۃ)

۹۶-جنہوں نے مذہب اہل سنت کو خدا اور ان کے رسول کا وضع کردہ قانون تسلیم فرمایا۔

(احتجاج طبرسی)

۹۷-جنہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو انت اقرب الی رسول اللہ فرما کر داماد نبی ثابت کر کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شبہ کرنے والوں کے شبہ کا رد فرما دیا۔(نہج البلاغۃ)

۹۸-جنہوں نے بوقت محاصرہ حسنین مکرمین کو بھیج کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔(حاشیہ نہج البلاغۃ' ص ۷۰)

۹۹-جنہوں نے بوجہ سیاسی مغالطوں کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر کے ساتھ جنگ کے باوجود **ولها حرمة الاولى** فرما کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عزت و حرمت کا اقرار فرمایا۔(نہج البلاغۃ)

۱۰۰-جنہوں نے اپنے دور میں فدک تقسیم نہ کر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہمنوائی کا عملی طور پر اعلان فرمایا۔

۱۰۱-جنہوں نے بوقت وفات سرور کائنات ﷺ قلم و دوات نہ دے کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تائید فرمائی۔

۱۰۲-جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول کریم ﷺ میں جگہ دینے میں مانع نہ ہوئے۔

۱۰۳-جس رشد و ہدایت کے آفتاب عالم تاب کو ابن ملجم بے حیا نے زہر آلود تلوار کا نشانہ بنا کر زخمی کر دیا اور اسی زخم سے آپ ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ھ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عترت رسول ﷺ کو داغ مفارقت دے گئے۔

ساقی پلا کہ جام ولا مختصر نہ ہو — جی چاہتا ہے اب یہ گھٹا مختصر نہ ہو
ابر و عبیر و بادِ صبا مختصر نہ ہو — موج درود و حمد و ثنا مختصر نہ ہو
اک جام اور دے کہ نیا طور مانگ لوں — مولائے کائنات سے کچھ اور مانگ لوں

Scanned with CamScanner

شہادت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کوفے کی جامع مسجد میں دورانِ خطبہ (جب کسی نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا مطلب پوچھا:

من المؤمنین رجال صدقوا ما عٰهدوا الله علیه فمنهم من قضٰی نحبه ومنهم من ینتظر۔ (الاحزاب:۲۳)

اہل ایمان میں سے بعض تو اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کر چکے اور بعض انتظار میں ہیں)۔

فرمایا: اے اللہ! ہمیں معاف فرما۔ یہ آیت میرے اور میرے چچے حمزہ وعبیدہ کے حق میں نازل ہوئی۔ عبیدہ بن حارث تو بدر میں شہید ہوئے اور امیر حمزہ اُحد میں شہادت پا کر اللہ سے کیا ہوا وعدہ نبھا گئے۔

واما انا فانتظر اشقاها یحضب هذه من هذه واشار بیده الی لحیة ورأسه (نورالابصار ص ۷۰ اصواعق المحرقہ ص ۱۳۴)

اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں بھی اس بڑے بدبخت کے انتظار میں ہوں جو اس کو اور اس کو (داڑھی اور سر کو) خون میں رنگین کر دے گا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ سے پوچھا: اے علی! بھلا بتاؤ تو' پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت کون تھا؟ عرض کیا: الذی عقر ناقة صالح۔ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں۔

قرآن پاک میں اس کو سب سے بڑا بدبخت فرمایا گیا ہے۔ اذا انبعث اشقاها۔ (الشمس) حضور نے پھر پوچھا: اچھا یہ بتاؤ کہ پچھلے لوگوں میں سے سب سے بڑا بدبخت کون ہوگا؟ حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا: الله ورسوله اعلم۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی المرتضیٰ کے سرانور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: الذی یضربك علی هذا وہ جو اس پر (تلوار) مارے گا۔ (نورالابصار)

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت علی کے پاس موجود تھا کہ اچانک ابن ملجم (آپ کا قاتل) آ گیا اور آپ سے سواری طلب کی۔ آپ نے اس کو سواری دی اور ساتھیوں سے فرمایا:

ارید حیاته ویرید قتلی
عذیرك من خلیلك من مراد

میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور یہ میرے قتل کے درپے ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: والله انه قاتلی۔ خدا کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس کو قتل ہی کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا: فمن یقتلنی۔ پھر مجھے کون قتل کرے گا۔ (کراماتِ صحابہ ص ۳۷، نورالابصار ص ۱۰۷) آپ نے مزید فرمایا: میرے بعد کسی اور کو قتل کر سکے گا۔

خارجن اور خارجی کا ناپاک منصوبہ:

ایک روز کا واقعہ ہے کہ عبدالرحمٰن بن ملجم بازار سے گزر رہا تھا کہ راستہ میں اس کی نظر ایک عورت خارجن قطام نامی پر پڑی جو کہ اس کو بہت خوبصورت لگی۔ یہ اس پر عاشق ہو گیا اور اس کے عشق میں مارا مارا پھرتا رہا۔ ایک دن موقع پا کر اس کو کہنے لگا تو میرے ساتھ نکاح کر لے۔ اس نے کہا نکاح تو کر لوں گی لیکن یہ تجھ کو مہنگا پڑے گا۔ کہنے لگا وہ کیسے؟ اس خارجن نے کہا اول یہ کہ مہر کی رقم تین ہزار دینار ہوگی' دوم یہ کہ علی کا قتل' اس نے کہا رقم کی بات تو ہوئی لیکن یہ علی کا قتل تم نے کیوں کہا۔ کہنے لگی میرے بہت سے رشتہ داروں کو علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں قتل کر ڈالا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس شخص کو مار دیا جائے۔ کہنے لگا کوئی بات نہیں تو نے بھی میرے دل کی ناپاک کوشش کو بیان کر دیا ہے میرا ابھی یہی ارادہ ہے۔ عورت نے کہا بس پھر تجھ کو وہ کامیابی حاصل ہوگی جو تم چاہتے ہو۔ جب تک تم اس کو قتل نہ کر ڈالو۔ پھر تجھ کو رقم نقد بھی کم کر دوں گی۔ اس پر اس نے عورت سے پختہ اقرار کر لیا اور تلوار خرید کر زہر میں بجھالی۔

(کامل ص ۱۶۸' ج ۳' طبری ص ۸۷' ج ۶)

کس قدر یہ بدنصیب ہوا کہ اس عظیم شخصیت کے قتل پر آمادہ ہو گیا۔ خود حضور اقدس ﷺ

نے بھی فرمایا ہے کہ اے میرے علی ایک بد بخت وہ (ناقة الله وسقیٰها) ہے جس نے سیدنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا بد بخت وہ ہے جو تیرے سر کی کنپٹی پر تلوار کا وار کرے گا اور وہ تلوار زہر آلود جب تم کو لگے گی تو میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا یہ چہرہ مبارک اور داڑھی مبارک خون سے تر بتر ہو جائے گی۔ (البدایہ ص ۲۱۸ ج ۶)

شہادت سے پہلے ہی شہادت کی تیاری:

جس ماہ میں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے شہید ہونا تھا اس مہینہ میں اول روز سے ہی آپ کا یہ دستور رہا کہ ایک شب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور دوسری شب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس رہتے اور ایک شب عبداللہ ابن جعفر کے پاس گزارتے اور افطاری وسحری میں تین لقموں سے زیادہ نہ کھاتے۔ جب آپ سے پوچھا جاتا حضور اتنا کم کیوں کھاتے ہیں یہ تو نہ کھانے کے برابر ہے تو امام الائمۃ العظام سیدنا علی المرتضیٰ نے فرماتے مجھے یہ محبوب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور جاؤں تو پیٹ خالی ہو۔

یہاں تک کہ جب وہ دن نزدیک آنے والا تھا جس روز اس ہادیٔ انام نے اپنے خالق حقیقی سے ملنا تھا تو آپ کو کہا گیا آپ کچھ نہ کچھ تو کھایا کریں۔ ارشاد فرمایا: هی لیلة او لیلتان کوئی بات نہیں اب تو ایک دو رات کا معاملہ رہ گیا ہے۔ جس رات کی صبح کو آپ نے شہید ہونا تھا۔ اس رات بار بار گھر سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر فرماتے تو زبان سے یہ جملہ استعمال فرماتے۔ واللہ یہ تو وعدہ کی وہی رات ہے جب سحری ہوئی تو فرزند ونور نظر امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا بیٹا! آج میں نے سیّد دو جہاں تمہارے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے آپ فرما رہے تھے کہ اے علی! اس امت سے تم کو آرام نہیں ملا۔ ان کے حق میں دعا کرو۔ میں نے پھر یوں دعا کر دی ہے۔

اللھم ابدلنی بھم خیرا منھم — اے اللہ مجھے اس کے بدلے بہتری عطا فرما اور
وابدلھم من ھو شر منی — انہیں میرے بدلہ برا دے۔

اب نماز فجر کی مسجد کوفہ سے اذان ہوئی اور آپ حسب معمول گھر سے نکلے اور لوگوں کو نماز کیلئے پکارتے ہوئے چل رہے تھے کہ راستہ میں کچھ بطخیں آپ کے سامنے آ کر زور سے چلا

چلا کر منہ مارتی دیکھی گئیں۔ ہم ان کو ہٹانے لگے تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ان کو نہ ہٹاؤ۔

یہاں تک کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جامع مسجد کوفہ میں تشریف لے آئے اور وہی ملعون عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی چھپا ہوا تھا اور اس کے آگے سے ہو کر گزرے آپ نے مسجد کے اندر ایک طرف جا کر نماز سنت فجر موکدہ کی نیت فرمالی اور نماز سنت کی ایک رکعت ادا فرما چکے تھے کہ جب دوسری رکعت بحالت قیام میں کھڑے پڑھ رہے تھے تو ظالم نے اچانک پچھلی جانب دائیں ترچھی زہر آلود تلوار اس قدر زور سے ماری کہ آپ کے سر مبارک اور کنپٹی کو کاٹ کر رکھ دیا اور خون کا فوارہ حضرت کے دامن اقدس کو ایسا رنگین کر گیا کہ سید السادات شہنشاہ ولایت' باب مدینۃ العلم' فاتح خیبر' حیدر کرار' ہادی انام' امیر المومنین خون میں نہا گئے۔ یہ حشر دیکھنا تھا کہ لوگ جلدی سے حضرت کو سنبھالنے اور اس سانحہ عظیمہ کے صدمہ سے دھاڑیں مار مار رو پڑے اور کچھ لوگوں نے ملعون خارجی کو پکڑے رکھا تا کہ یہ بھاگ نہ جائے۔

جامع مسجد کوفہ سے سرکار مولائے کائنات کے اس حملہ سے آہ و بکاہ بلند ہوئی کہ لوگ روتے اور گھبرائے ہوئے جامع مسجد میں آ گئے اور جونہی یہ خبر سرکار مولائے کائنات کے شہزادے سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین کو ہوئی تو وہ بھی روتے ہوئے جم کثیر سے گزر کر جونہی اپنے شفیق باپ کو خون میں لت پت دیکھا تو یا ابتاہ یا ابتاہ کی صدائیں جو سینہ کو چاک کر رہی تھیں اپنے باپ معظم کے قدموں کو بوسے دیتے لپٹ گئے۔ اس منظر بے کسی نے اہالیان جم کثیر جامع کے دل پاش پاش کر دیئے۔ گویا کہ یوں کہا گیا:

فغاں کہ راحت دل آرام جاں رفت
شاہ زمان قدر و شاہ جہاں برفت
غم شد محیط مرگ ز عالم بہر طرف
کاں مرکز محیط کرم ازمیاں رفت

اسی زخم کاری اور خون میں تر بتر سرکار سید السادات رو پڑے اور زبان اقدس سے فرمایا۔
میں اس لیے نہیں رو رہا کہ مجھے موت کا خوف ہے بلکہ اس لیے رو رہا ہوں کہ مجھے میرے

Scanned with CamScanner

آقا ومولا سرکار محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آ گئے ہیں اور ان کے وہ الفاظ کہ اے علی جب بدبخت تجھ پر حملہ کرے گا تو تیرا چہرہ اور داڑھی خون سے تر ہو جائے گی اور تو اس وقت کس حال میں ہوگا اور ساتھ ہی فرمایا دنیا میں ایک بدبخت وہ تھا جس نے سیدنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر نبی کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور اے علی دوسرا بدبخت وہ ہے جو تجھ پر زہر آلود تلوار سے حملہ کرے گا۔

پھر آپ نے اشارہ فرمایا میں تم سے کہا کرتا تھا بلکہ اس کو بھی کہا کرتا تھا کہ یہی میرا قاتل ہے کیا تم لوگوں کو یاد ہے۔ سب لوگوں نے عرض کیا واقعی؟ فرمایا: یہ بدبخت مجھ سے بڑی ولا اور محبت کے دعوے کیا کرتا تھا اور ہر مشکل وتنگدستی کے موقع پر مجھ سے مدد لیتا تھا اور میں کہا کرتا تھا۔ اے الٰہی! عجب بات ہے کہ میں اس کا بھلا کرتا ہوں اور یہ میرے قتل کا دل میں ارادہ رکھتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو آج وہی ہو کر رہا ہے۔

شہنشاہ عدل وانصاف خلیفہ رسول مولائے کائنات ایک طرف تو اس حال میں ہیں اور دوسری طرف فرماتے ہیں۔

اس حالت میں نماز

بیٹا حسن اور حسین نماز فجر کی جماعت کا وقت ہو گیا ہے مجھے چھوڑ دو اور نماز باجماعت ادا کرو۔

نماز فجر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور لوگوں نے نماز پڑھی دیکھا کہ خون میں تجرے اور زخم کاری جس پر کپڑا باندھا ہوا تھا اسی حال میں سرکار مولا علی المرتضیٰ نماز فجر پڑھ رہے ہیں۔ امام زمانہ جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے کہا: اے الٰہ العالمین فزت برب الکعبہ ' فزت برب الکعبۃ ۔ اے اللہ تیرا شکر ہے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں اور میں اس حال میں تیرے پاس آ رہا ہوں کہ تو خوش ہوگا اور میرے آقا و مولیٰ خوش ہوں گے جب اس خون میں لت پت حاضر ہوں گا اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ (نواسہ سید الابرار بحوالہ مناقب اسد اللہ الغالب۔ الجواہر)

سب نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ سیدنا مولا علی نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ میرے

دل کو تکلیف ہوتی ہے میری ام کلثوم رضی اللہ عنہا نہ روؤ۔ اے زینب رضی اللہ عنہا نہ روؤ۔ کیا تم اس بات پر خوش نہیں جو اللہ کو پسند ہے۔ پھر فرمایا اچھا علی کا آخری سلام ہوا اے میرے گھر والو۔ اب نہ رونا میں جا رہا ہوں وہ دیکھو کون عظیم ہستیاں آ رہی ہیں۔

قال هذه الملئكة و النبيون وهذا محمد رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ويقول يا علی ابشر فما تصير اليه خير مما انت فيه .

یہ فرشتوں کی جماعت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت اور سرکار محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اے علی بشارت ہو تم اس سے بہترین مقام کی طرف لوٹ رہے ہو۔

جب آپ نے یہ فرمایا تو مقام احترام کے پیش نظر سب خاموش ہو گئے۔ پھر سیدنا علی المرتضیٰ نے کوئی کلام نہ فرمایا ثم لا تتكلم اور خاموش ہو گئے۔ اسی حال میں بیت علی کے چاروں طرف سے غیبی آوازیں بحق شان علی سنائی دیں اور ندا آئی ہٹ جاؤ ہٹ جاؤ۔ سرکار محمد رسول اللہ ﷺ جلوہ گر ہوئے ہیں۔ اس کے بعد سرکار مولا علی المرتضیٰ کی یہ آواز سنائی دی۔

لا اله الا الله محمد رسول الله

یہ کلمات شنید ہوئے تو دیکھا کہ روح علی خالق حقیقی سے جا ملی پھر کیا ہوا؟ ایک آواز آئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نداء آئی۔ میرا بھائی شہید ہو گیا اب اس امت کا کون نگہبان ہوگا۔ جو اس کی سیرت وکردار کی پیروی کرے گا۔ جب آواز ساکن ہوئی تو سب دولت سرائے اقدس والے بھی خاموش ہو گئے کہ اللہ کا پیارا اللہ کو پیارا ہو چکا۔

۱۹ رمضان معظم کو حملہ ہوا تھا۔ ۲۱ رمضان معظم کے آغاز میں شب کے وقت یہ منبع فیوض و برکات' سید السادات' سراج آل نبوت' امام المتقین' خلیفۃ الرسول' منصب خلافت پر پونے پانچ سال رہ کر عمر مبارک بوقت شہادت تریسٹھ سال بموافق عمر نبوی اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف منتقل ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ امام حسن وحسین نے آپ کو عبد اللہ بن جعفر کی معاونت سے غسل دیا۔ امام حسن نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور غزنین میں (موجودہ نجف) کوفہ سے سات میل کے فاصلے پر دفن کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

وہ دیں کی سلطنت کا اولوالعزم تاجدار
وہ مظہر جلال خدا وند روزگار
وہ بوریا نشیں ، شہ کہکشاں سوار
وہ بندۂ خدا ، وہ خدائی کا افتخار
جس کے قلم کی نوک بلاغت کی راہ تھی
جس کے علم کی چھاؤں "امامت" پناہ تھی

ایک درویش حق پرست وخدا مست:

لوگوں کا تانتا شب وروز بیت علی کرم اللہ وجہہ پر اظہار تعزیت کا لگا ہوا تھا۔ اس حال میں لوگوں نے خبر دی کہ فلاں جگہ پر ایک شخص کوفہ کی کسی ویران جگہ میں بیٹھا روتا اور چیخ و پکار کر رہا ہے۔ شہزادوں سے عرض کیا کہ خیال ہے کہ امیر المومنین کی داغ مفارقت پر اس کا حال برا ہو رہا ہے۔ آپ جائیں اور اس کو تسلی دیں۔ سیدین حسنین کریمین وہاں پہنچے تو دیکھا واقعی اس کا برا حال ہے۔ شہزادوں نے آگے ہو کر جونہی اس کو ہاتھ مبارک لگایا تو وہ قدموں پر گر پڑا۔ کہنے لگا آپ سے مجھے وہ بے مثال خوشبو آ رہی ہے۔ جس خوشبو نے مجھے معطر کیا ہے۔ شہزادگان نے فرمایا تم کیوں روتے ہو اپنا حال تو بیان کرو۔ کہنے لگے حال کیا بتاؤں میرا دنیا میں کوئی نہ تھا اور اکیلا تنہائی میں فلاں جگہ رہتا تھا کہ ایک مرد کامل میرے پاس آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور کہتے تھے مسکین کے پاس مسکین آیا ہے۔ درویش کا ہمنشین درویش ہے۔ غریب ہے اور غریب کے ساتھ ہے۔ آج چار روز ہو گئے ہیں کہ وہ مرد کامل نہیں آیا۔ گرتا چلتا راستہ دیکھتے یہاں آ بیٹھا ہوں۔ شہزادوں نے کہا ہم اسی مرد کامل کے غریب و یتیم ہیں جن کو چھوڑ کر وہ اللہ کو پیارے ہو گئے صبر کرو۔ اس نے کہا! صبر جب آئے گا جب مجھے ان کی قبر اقدس کے پاس لے چلو۔ شہزادوں نے اس کی خدمت کی اور اس نے ان شہزادوں کی قدم بوسی کی جب قبر سیدنا مولا علی المرتضیٰ کے پاس لائے تو قبر اطہر کی خاک سے لپٹ گیا اور روتا رہا۔ شہزادوں نے بڑی تسلی دی لیکن

نمے دانم چہ کار افتاد مارا — کہ آں دلدار مارا راز نگذاشت
دریں ویرانہ آں پیرے حزیں را — غریب و عاجز و بے یار بگذاشت

وہ یہی کہے جا رہا تھا کہ میں بے سہارا بے یار و مددگار غریب ہوں اب میرا زندہ رہنا مشکل ہے۔ اب میں اسی کے پاس جاؤں گا تو چین ملے گا اور بار بار یہ کہا اے اللہ مجھے زندگی میں اس کا ساتھ دیا تھا اب بھی مجھے موت دے تاکہ میں ان کے ساتھ جا ملوں۔ ربّ کائنات نے اس درویش حق کی دعا قبول فرمائی اور قبر پر لپٹے ہی اس کی روح پرواز کی گئی وہ درویش حق ان کو جا ملے والحقنی بالصالحین کا رنگ ظاہر ہوا۔ شہزادوں نے تجہیز و تکفین و نماز جنازہ کے بعد سرکار مولائے کائنات کے قریب ہی دفن کر دیا۔ (مناقب)

قاتل کہاں گیا؟:

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی تدفین سے فراغت کے بعد لوگوں نے قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم خارجی کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایک ٹوکری میں ڈال کر کر آگ لگا دی۔ (اگرچہ حضرت علی نے ایسا کرنے کو نہیں کہا تھا لیکن لوگ جذباتی ہی اتنے تھے کہ ایسا ہو گیا) گویا کہ سیدنا علی المرتضیٰ پر حملہ کرنے والا قاتل دنیا میں بھی آگ میں جل کر راکھ ہوا اور آخرت کے عذاب جہنم میں بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے واصل ہوا۔ اس ملعون نے دنیا کی خاطر دین کی قدر و منزلت نہ کی اور ایسے امام عظیم کے قتل کے در پے ہوا کہ نہ اس کی دنیا رہی نہ آخرت رہی دونوں جہان میں واصل جہنم ہو گیا۔ (صواعق، ص ۱۳۴)

تدفین کے متعلق وصیت:

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ وصیت قبل از شہادت فرما دی تھی کہ جب میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے فلاں جگہ جو کوفہ سے کچھ فاصلہ پر ہے دفن کرنا۔ وہ جگہ غزنین ہے وہاں پر ایک سفید پتھر ہے اور اس سے نور چمکتا ہے۔ اس کو وہاں سے ہٹا کر دیکھنا اس کے نیچے جگہ گہرائی دار ہو گی اس میں مجھے رکھنا یہ بات آپ نے سیدنا امام حسن و امام حسین کو بتا دی تھی اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ مجھے غسل بھی تم دونوں نے دینا ہو گا اور نماز جنازہ امام حسن کو فرمایا تم نے پڑھانی ہو گی۔ (مناقب)

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب شہادت علی المرتضیٰ کی اطلاع ملی تو آپ نے روتے ہوئے فرمایا: تصنع العرب ماتشاء فلیس احد ینھٰی ۔ اب عرب (والے) جو

چاہیں کرتے پھریں ان کو اب کوئی نہیں روکے گا اور پھر یہ شعر پڑھا۔

وکل مناقب الخیرات فیہ
وحب رسول اللّٰہ رب العالمینا

ہر خوبی والا رخصت ہو گیا' رب العالمین کے پیارے رسول کا پیارا ہم سے جدا ہو گیا۔

ابن عساکر نے بحوالہ جعفر بن محمد لکھا ہے کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس پر نعم القادر کندہ ہوا تھا لیکن عمر بن عثمان فرماتے ہیں کہ آپ کی مہر کی عبارت چاندی کی انگشتری پر یہ الملک للّٰہ کندہ تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

مقام شہادت سیّدنا علی المرتضیٰ:

جامع مسجد کوفہ جہاں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو شہید کیا گیا۔ یہ ایک تاریخی مسجد ہے۔ صحن بہت وسیع ہے۔ چاروں طرف کمرے ہی کمرے ہیں اور ایک بہت بڑا مسافر خانہ بھی ہے۔ مقام ابراہیم' مقام جبرائیل' مقام محمدؐ' مقام آدم' مقام زین العابدین' کئی ناموں سے چھوٹے چھوٹے چبوترے بنے ہوئے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ یہاں پر انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمازیں پڑھی ہیں۔ وہ نشانات دیئے گئے ہیں۔ مشہور ہے نبیوں کے مصلے ہیں صحن کے درمیان ایک لوہے کے سریوں سے گول حلقہ بنا ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اس جگہ وہ تنور تھا جس سے پانی کے چشمے پھوٹے تھے۔ پھر ایک چبوترہ بنا ہوا ہے کہا جاتا ہے کہ یہاں سیدنا علی المرتضیٰ عدالت فرمایا کرتے تھے۔ ایک اور جگہ ہے تہ خانہ اور وہ مقفل ہے کہا جاتا ہے یہاں پر سیدنا علی المرتضیٰ کے تبرکات ہیں۔ ایک اور تہ خانہ ہے کہا جاتا ہے کہ یہاں سیدنا نوح علیہ السلام عبادت فرمایا کرتے تھے۔ باب مسلم بن عقیل میں ایک جانب اس مسجد میں چاندی کا سیدنا امام مسلم بن عقیل شہید کا مزار اور حضرت ہانی بن عروہ اور محمد بن علی کے مزارات ہیں اور مختار بن عبید ثقفی کی قبر بھی یہیں ہے۔ اس مسجد کے برآمدہ میں وہ جگہ بھی ہے جہاں سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو شہید کیا گیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے یہ مقام زیارت گاہ ہے کہ اس مسجد کے اس مقام پر امام الائمہ کو بحالت نماز زہر آلود تلوار ماری گئی۔ (تاریخ کوفہ)

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

زوج بتول اے میرے مشکل کشا سلام — بعد از خدا دھر کے حاجت روا سلام
اے شہسوار اشہب صبح و مسا سلام — رمز آشنائے گردش ارض و سما سلام
چاہے تو میرے لفظ نگینوں میں ڈھال دے — دامن میں ورنہ گرد کف پا ہی ڈال دے

☆☆☆☆☆

آپ کے صاحبزادگان میں سے جو کربلا میں شہید ہوئے ان کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

۱- سیدنا امام حسین ؓ۔ ۲- سیدنا عباس ؓ۔ ۳- سیدنا جعفر ؓ۔

۴- سیّدنا عثمان ؓ۔ ۵- سیدنا محمد ؓ۔ ۶- سیدنا ابوبکر ؓ۔ ۷- سیدنا عبداللہ ؓ۔

(نواسہ سیّد الابرار' مولانا عبدالسلام رضوی)

سیدنا علی المرتضیٰ کی ازواج واولاد:

حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیّدہ فاطمہ ؓ کے انتقال کے بعد آٹھ مزید نکاح فرمائے تھے اس طرح آپ کی کل ازواج کی تعداد نو ہوتی ہے۔ (تاریخ الائمہ)

آپ کی کل ازواج کے نام یہ ہیں:

۱- سیدۃ نساء العالمین وسیّدۃ نساء اہل الجنت حضرت فاطمہ ؓ بنت سرکار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

۲- ام البنین ؓ بنت خرام بن خالد

۳- لیلیٰ ؓ بنت مسعود از بنی تمیم

۴- اسماء ؓ بنت عمیس (الخشیمہ)

۵- امامہ ؓ بنت ابوالعاص

۶- خولہ ؓ بنت جعفر بن قیس

۷- ام سعید ؓ بنت عروہ بن مسعود

۸- ام حبیبہ ؓ بنت ربیعۃ

۹- مسمیاۃ امراء القیس (۲)

(تاریخ الائمہ العظام)

Scanned with CamScanner

آپ کے کل بیٹے اٹھارہ تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱-سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
۲-سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
۳-سیدنا عمر رضی اللہ عنہ
۴-سیدنا عباس رضی اللہ عنہ
۵-سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ
۶-سیدنا عبیداللہ رضی اللہ عنہ
۷-سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
۸-حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
۹-حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۱۰-حضرت عون رضی اللہ عنہ
۱۱-حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ
۱۲-حضرت محمد رضی اللہ عنہ
۱۳-حضرت اوسط رضی اللہ عنہ
۱۴-حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ
۱۵-حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ
۱۶-حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۱۷-حضرت محسن رضی اللہ عنہ
۱۸-حضرت عمران رضی اللہ عنہ

آپ کی کل بیٹیاں اٹھارہ تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱-حضرت زینب رضی اللہ عنہا
۲-حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
۳-حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا
۴-حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

۵-حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا
۶-حضرت زینب الصغریٰ رضی اللہ عنہا
۷-حضرت رملۃ الصغریٰ رضی اللہ عنہا
۸-حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
۹-حضرت امامہ رضی اللہ عنہا
۱۰-حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا
۱۱-حضرت ام الحسن رضی اللہ عنہا
۱۲-حضرت رملۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۱۳-حضرت ام الکرام رضی اللہ عنہا
۱۴-حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
۱۵-حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۱۶-حضرت جمانہ رضی اللہ عنہا
۱۷-حضرت حارثہ
۱۸-حضرت نصیر

(تاریخ الائمہ الجواہر)

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقیِ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلیں دافع اہل رفض و خروج
چارمی رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتوِ دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Scanned with CamScanner

نجف کے موتی (یعنی اقوالِ حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

جوشخص جنت کا طلبگار ہو وہ ہمیشہ نیکیوں کی طرف لپکتا ہے' جو دوزخ کی آگ سے ڈرتا ہے وہ ناجائز خواہشات سے بچتا ہے جو موت پر کامل یقین رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی ناجائز لذتوں کے پاس پھٹکتا تک نہیں جس نے دنیا کی حقیقت پہچان لی' مصیبتیں اس پر آسان ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆

بندے کو چاہیے کہ اللہ کے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔

☆☆☆

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا۔ اس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا۔

☆☆☆

دنیا میں سب سے بڑی نعمت اسلام ہے۔ سب سے اچھا شغل عبادت ہے اور سب سے بڑھ کر عبرت دلانے والی چیز موت ہے۔

☆☆☆

ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔ یہ ستون ہیں صبر' یقین' عدل اور جہاد

☆☆☆

خبردار فرقہ بندی سے بچے رہو' جو شخص جماعت سے الگ ہو جائے وہ شیطان کے قابو میں آ جاتا ہے جیسے ریوڑ سے الگ بکری بھیڑیے کی غذا بن جاتی ہے۔

☆☆☆

اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے دانائی کی بات سنی اور مان لی' جسے سیدھے راستے کی طرف بلایا گیا تو اس کے قریب آ گیا۔

☆☆☆

اگر تیری زبان شیریں ہے تو سب لوگ تیرے بھائی ہیں اور اگر تیری زبان بری ہے تو گھر کے نوکر چاکر بھی تیرے دشمن ہیں۔

☆☆☆

نصیحت تنہائی میں کرنی چاہئے جو نصیحت بھرے مجمع میں کی جائے وہ نصیحت نہیں بلکہ دوسرے کو ذلیل و رسوا کرنے والی ملامت ہے۔

☆☆☆

کم عقل آدمی بیہودی گفتگو کرتا رہتا ہے' عقلمند آدمی مجلسوں میں کم گوئی اختیار کرتا ہے۔

☆☆☆

جہاں تک ہو سکے لالچ سے بچ' لالچ میں ذلت ہی ذلت ہے۔

☆☆☆

رنج کے بغیر راحت اور غم کے بغیر خوشی کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔

☆☆☆

غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھو۔

☆☆☆

مخلوق کی خوشنودی کیلئے اللہ کو ناراض نہ کرو۔ اگر اللہ سے تمہارا رشتہ کٹ گیا تو کوئی بھی اللہ کی جگہ تمہارے کام نہیں آ سکتا۔

☆☆☆

تمہارے پاس جو مال جمع ہے اسے محتاجوں اور غریبوں پر خرچ کرو۔ جو لوگ فقر و فاقہ میں مبتلا ہوں ان کی ضرورتیں پوری کرو۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

موت کے بعد جو کچھ پیش آنے والا ہے اس سے کبھی غافل نہ رہو۔

☆☆☆

موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہو لیکن موت کی آرزو کبھی نہ کرو۔

☆☆☆

قرآن کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ اس سے نصیحت حاصل کرو جو چیز اس نے حلال قرار دی ہے اسے حلال سمجھو' جس چیز کو اس نے حرام قرار دیا اس کو حرام سمجھو۔

☆☆☆

خدا کے ساتھ سب سے زیادہ حسن ظن رکھنے والے ہی خدا سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں۔

☆☆☆

برے افعال والے لوگوں کی صحبت سے بچو کیونکہ آدمی اپنے ساتھیوں سے پہچانا جاتا ہے۔

☆☆☆

جو کچھ تم نیکی کے راستے میں صرف کرو گے وہ تمہارا توشۂ آخرت بن جائے گا اور جو کچھ جمع رکھو گے تمہارے بعد کوئی اور اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

☆☆☆

اگر حاکم اپنی خواہشوں پر چلنے لگے تو وہ انصاف نہیں کر سکے گا۔

☆☆☆

ہر اس کام سے بچو جو خفیہ کیا جائے اور اعلانیہ کرتے ہوئے شرم آئے۔

☆☆☆

ہر اس کام سے بچو جو اپنے لیے پسند ہو اور دوسروں کیلئے ناپسند

☆☆☆

سنی سنائی بات کا چرچہ مت کرو۔ آدمی کیلئے یہ جھوٹ کافی ہے کہ جو کچھ سنے دوسرے

لوگوں کے سامنے اسے دہراتا رہے۔

☆☆☆

اپنی عزت و آبرو کو لوگوں کی چہ میگوئیوں کا نشانہ نہ بننے دو۔

☆☆☆

بازار کی مجلسیں شیطانوں کی جگہیں اور فتنوں کے تیر ہیں' ان سے دور رہو۔

☆☆☆

گناہ پر پشیمان اور شرمندہ ہونا گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

☆☆☆

نیکی پر غرور کرنا نیکی کا اجر ضائع کر دینا ہے۔

☆☆☆

احسان کا بدلہ اتارنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے شکریہ ادا کرو۔

☆☆☆

وہ گناہ سب گناہوں سے سخت ہے جو کرنے والے کے نزدیک معمولی ہو۔

☆☆☆

شرافت مال اور نسب سے نہیں بلکہ عقل اور ادب سے ہے۔

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے حقوق وہی ادا کر سکتا ہے جو بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے۔

☆☆☆

صاحب علم اگرچہ حقیر حالت میں ہو اسے ذلیل مت سمجھو۔

☆☆☆

جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس کے معاملات لوگوں کے ساتھ درست رکھے گا۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

جو شخص اپنے باطن کو درست کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا ظاہر بھی درست کر دے گا۔

☆☆☆

بات کہنے والے کو نہ دیکھو بلکہ بات کو دیکھو۔

☆☆☆

عقل کلام کی خوبی سے اور شرافت اچھے کاموں سے ظاہر ہوتی ہے۔

☆☆☆

جو شخص اپنے ہر کام کو اچھا سمجھتا ہے اس کی عقل میں خلل آ جاتا ہے۔

☆☆☆

ہمسائے سے بدسلوکی اور نیکوں سے بدی کرنا انتہا درجے کی بدبختی ہے۔

☆☆☆

جو شخص لالچ کرتا ہے اس کی روزی میں تو اضافہ نہیں ہوتا البتہ اس کی عزت اور قدر کم ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

نیکی کی کوئی قدر کرے یا نہ کرے، تم نیکی کیے جاؤ۔

☆☆☆

کسی دوسرے کے گرنے پر مسرور نہ ہو، کیا معلوم کل تیرے ساتھ کیا ہو۔

☆☆☆

سفر میں کوئی خرابی نہیں، خرابی ہے تو یہ کہ وطن میں دوسروں کا محتاج ہو۔

☆☆☆

فضول امیدوں پر بھروسا نہ کرو، یہ احمقوں کا طریقہ ہے۔

☆☆☆

اگر تم کمزوروں کو کچھ دے نہیں سکتے تو ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔

☆☆☆

کمینوں کا مال اور جائیداد تمام مخلوق کیلئے مصیبت ہے۔

☆☆☆

وہ شخص سب سے بڑھ کر بے وقوف ہے جو دوسروں کی برائیوں کو برا سمجھے لیکن خود ان پر جما ہوا ہو۔

☆☆☆

شریف کی کسی غلطی کو دیکھ کر اس سے نفرت نہ کرو اور شریر کی کوئی اچھی بات دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ۔

☆☆☆

لوگ حصول علم کی طرف اس لیے راغب نہیں ہوتے کہ وہ اکثر عالموں کو بے عمل پاتے ہیں۔

☆☆☆

مصیبتوں کا مقابلہ صبر سے کرو اور نعمتوں کی حفاظت شکر سے کرو۔

☆☆☆

جب تک کسی شخص سے گفتگو نہ کر لو اس کو حقیر نہ سمجھو۔

☆☆☆

دولت کی مدہوشی سے خدا کی پناہ مانگو۔

☆☆☆

بوڑھے کی رائے جوان کی قوت اور زور سے اچھی ہے۔

☆☆☆

اگر کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو لاعلمی کا اقرار نصف علم ہے۔

☆☆☆

جو غریب آدمی اپنے رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھتا ہے وہ اس امیر سے اچھا ہے جو ان سے اپنا تعلق توڑ لیتا ہے۔

☆☆☆

Scanned with CamScanner

جب تک کسی شخص کا پورا حال معلوم نہ ہو اس کے بزرگ (خدارسیدہ) ہونے پر اعتقاد نہ رکھو۔

☆☆☆

میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔

☆☆☆

جو تمہارے ساتھ سختی کرے تم اس کے ساتھ نرمی کرو، تمہاری نرمی اس کی سختی کو آخر کار نرم کر دے گی۔

☆☆☆

جب تمہارا دشمن قابو میں آ جائے تو اس کے ساتھ احسان اور نیکی سے پیش آؤ۔
کسی دوست کی حق تلفی اس کی دوستی کے اعتبار پر نہ کرو کیونکہ جس دوست کی حق تلفی کی جائے گی وہ تمہارا دوست نہ رہے گا۔

☆☆☆

اپنے دوست کو دوستانہ (خیرخواہانہ) نصیحت کرنے سے دریغ نہ کرو خواہ تمہاری نصیحت اس کو بری لگے یا اچھی۔ تم کو جو کچھ کہنا ہو کہہ دینا مگر اس کے منہ پر غصہ کو پی جاؤ اور ضبط سے کام لو۔

☆☆☆

اگر تمہارے دوست تم میں کسی ایسی خوبی کا بیان کریں جو تم میں نہ ہو تو کوشش کرو کہ وہ خوبی تم میں جلد آ جائے۔

☆☆☆

جو کسی کی غیبت سنتا ہے گویا وہ خود غیبت کرتا ہے۔

☆☆☆

زیادہ علم والوں سے علم سیکھو اور کم علم والوں کو اپنا علم سکھاؤ۔

☆☆☆

کسی پر احسان کرو تو اس کو چھپاؤ اور اگر تم پر کوئی احسان کرے تو اسے ظاہر کرو۔

☆☆☆

مصیبت میں گھبرانا بجائے خود بہت بڑی مصیبت ہے۔

☆☆☆

کسی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا ایسی نیکی ہے جو بے مشقت حاصل ہوتی ہے۔

☆☆☆

اپنی طاقت سے بڑھ کر اپنے آپ پر بوجھ نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ اس طرح ہمت ہار بیٹھو۔

☆☆☆

جو شخص خدا کو بھول جاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کو بھلا دیتا ہے۔

☆☆☆

کارخانۂ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

☆☆☆

علم مال سے بہتر ہے، علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

☆☆☆

میزان اعمال کو خیرات کے وزن سے بھاری کرو۔

☆☆☆

بندوں کے حقوق ادا کرنے والا آخرت کے حق بھی ادا کرے گا۔

☆☆☆

اے دنیا جو تیرے حیلوں سے ناواقف ہے وہ جیتے جی مر چکا اور قابل تعزیت ہے۔

☆☆☆

جس کی امیدیں چھوٹی ہوں اس کے عمل بھی درست ہوتے ہیں۔

☆☆☆

ہر شے کی زکوٰۃ ہے۔ عقل کی زکوٰۃ نادانوں کی بات پر تحمل کرنا ہے۔

☆☆☆

کبھی تلواروں کے وار خالی جاتے ہیں اور کبھی خواب سچے ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆☆☆

خاموشی عالم کے لئے زینت اور جاہل کیلئے پردۂ جہالت ہے۔

☆☆☆

سخت ترین گناہ وہ ہے جو کرنے والوں کے نزدیک معمولی ہو۔

☆☆☆

زاہد لوگوں سے بھاگے تو اسے تلاش کرو۔ زاہد لوگوں کو تلاش کرے تو اس سے بھاگ۔

☆☆☆

ہر برتن اس سے بھر جاتا ہے جو اس میں رکھا جائے سوائے ظرف علم کے، وہ علم سے بڑھتا جاتا ہے۔

☆☆☆

بادشاہ کا مصاحب شیر کا سوار ہوتا ہے۔

☆☆☆

جب خدا کسی کو ذلیل کرتا ہے تو علم اس پر حرام ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

رزق دو طرح کا ہے ایک وہ جسے تم تلاش کرتے ہو ایک وہ جو تمہیں تلاش کرتا ہے۔

☆☆☆

عقلمند چپ ہوتا ہے تو خدا کی قدرت کا مظاہرہ کرتا ہے، بولتا ہے تو خدا کو یاد کرتا ہے اور دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔

☆☆☆

تین چیزیں اپنے بھیجنے والوں کا پتہ دیتی ہیں، قاصد، خط اور تحفہ۔

☆☆☆

ہر شخص سے اس کے فہم کے مطابق کلام کرو۔

☆☆☆

میں نے خدا کو ارادوں کے ٹوٹنے اور بندھنوں کے کھلنے سے پہچانا۔

☆☆☆

خدا کے سلسلہ میں صرف یہ کرو کہ اس کی نعمتوں سے گناہ میں مدد نہ لو۔

☆☆☆

صبر مصیبت کے مطابق ملتا ہے۔ جس نے اپنی مصیبت کے وقت زانو پیٹا اس کا ثواب ضبط ہو گیا۔

☆☆☆

عالم کی موت دین کی دیوار میں رخنہ ہے۔

☆☆☆

بادشاہت کفر کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے ظلم کے ساتھ نہیں۔

☆☆☆

عقلمند دشمن بے وقوف دوست سے بہتر ہے۔

☆☆☆

بڑھاپا آدھا غم ہے۔

☆☆☆

جاہل افراط کرتا ہے یا تفریط

☆☆☆

اپنے بیٹے کو اپنی تعلیم نہ دلاؤ کہ وہ تمہارے دور کیلئے پیدا نہیں ہوا۔

☆☆☆

خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی (اور آسان) نیکی ہے۔

☆☆☆

فتنہ میں دو سالہ شتر بچہ کی مانند ہو جاؤ کہ نہ پشت ہو کہ کوئی سوار ہو سکے اور نہ پستان کہ کوئی دوہ سکے۔

Scanned with CamScanner

☆☆☆

جس نے لالچ کو شعار بنایا اس نے اپنے آپ کو حقیر کر دیا اور جس نے بداعمالی کا پردہ کھولا وہ اپنی خوشی سے ذلیل ہوا اور جس نے زبان کو اپنا فرماں رواں بنایا اس نے دل کو کمزور کر دیا۔

☆☆☆

بخل عار ہے اور بزدلی عیب اور ناداری ذہین آدمی کو ایسا گونگا بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی حجت پیش نہیں کر سکتا اور مفلس آدمی اپنے شہر میں بھی پردیسی ہوتا ہے۔ بے چارگی ایک آفت ہے اور صبر شجاعت ہے۔ زر دولت ہے اور پرہیزگاری ڈھال ہے۔

☆☆☆

بہترین ہم نشین رضا ہے اور علم ایک باعزت وراثت ہے۔ آداب نئے نویلے جوڑے ہیں اور سوچ بچار ایک صاف آئینہ ہے۔

☆☆☆

جو شخص اپنے آپ سے راضی رہتا ہے اس پر ناراض ہونے والے بڑھ جاتے ہیں۔

☆☆☆

جب دنیا کسی کی طرف رخ کرتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں اسے ادھار دے دیتی ہے اور جب اس سے پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

☆☆☆

لوگوں سے ایسا میل جول رکھو کہ اگر تم مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں اور اگر جیتے رہو تو تمہاری طرف مائل ہو جائیں۔ (اس قول کا بڑا خوبصورت ترجمہ حضرت میاں محمد بخش نے یوں کیا ہے

دنیا دے وچ رکھ فقیرا ایسا بہن کھلون   کول ہوویں تے ہسن لوکی ٹر جاویں تے رون

☆☆☆

اگر دشمن پر قدرت حاصل ہو جائے تو اس قدرت کا شکر اس طرح ادا کرو کہ اسے معاف کر دو۔

☆☆☆

لوگوں میں سب سے بے چارہ وہ ہے جو اپنے لیے دوست حاصل نہ کر سکے اور اس سے زیادہ بے چارہ وہ ہے جو بنے بنائے دوستوں کو کھو بیٹھے۔

☆☆☆

جسے قریبی چھوڑ جائیں بیگانے اس کیلئے مقدر ہو جائیں گے۔

☆☆☆

موت بے اطلاع ساتھی ہے۔

☆☆☆

جس (کے عمل) کی رفتار کو عمل نے سست کر دیا ہو نسب اس کی رفتار کو تیز نہیں کر سکتا۔

☆☆☆

اے ابن آدم! جب تو دیکھے کہ تیرا پاک پروردگار تجھے پے در پے نعمتیں عطا کیے جا رہا ہے حالانکہ تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو ہوشیار ہو جا۔

☆☆☆

زہد کو چھپائے رکھنا سب سے اونچے درجے کا زہد ہے۔

☆☆☆

جو جنت کا مشتاق ہوگا۔ وہ نفسانی خواہشات کو بھول جائے گا اور جسے دوزخ کا خوف ہے وہ محرمات سے بچا رہے گا اور جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے، وہ مصیبتوں کو آسانی سے برداشت کر جاتا ہے اور جو موت کا منتظر رہتا ہے وہ کار ہائے خیر کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور یقین کے چار شعبے ہیں۔ فہم کی درستی، حکمت کی گہرائی تک پہنچنا عبرت سے سبق حاصل کرنا اور پہلے لوگوں کی سنت پر چلنا، چنانچہ جس نے فہم میں درستی اختیار کی۔ حکمت اس پر آشکار ہو گئی اور جس پر حکمت آشکار ہو گئی۔ اس نے عبرت کو پہچان لیا اور جس نے عبرت کو پہچان لیا وہ ایسا ہو گیا جیسے پہلے لوگوں میں رہ چکا ہو اور عدل کی بھی چار ہی شاخیں ہیں۔ فہم رسا، علم کی گہرائی تک پہنچنا، حسن فیصلہ اور قوت برداشت کی پختگی۔ چنانچہ جس نے فہم سے کام لیا، اسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی اور جسے علم کی گہرائی معلوم ہو گئی وہ فیصلے کے سرچشمے سے سیراب ہو کر نکلا اور

Scanned with CamScanner

جس نے قوت برداشت سے کام لیا اس کے ادائے فرض میں کوئی کسر نہ رہی اور وہ لوگوں میں نیک نام ہو کر زندہ رہا اور جہاد کے بھی چار شعبے ہیں۔ امر بالمعروف' نہی عن المنکر تمام مواقع پر ثابت قدمی اور فاسقوں سے بغض رکھنا چنانچہ جس نے معروف کے مطابق حکم دیا۔ اس نے مومنوں کی کمریں مضبوط کر دیں اور جس نے ناسزا باتوں سے لوگوں کو باز رکھا' اس نے کافروں کو ناکوں چنے چبوا دیے اور جو مواقع جنگ پر ثابت قدم رہا۔ اس نے اپنا فرض پورا کر دیا اور جس نے فاسقوں سے بغض رکھا اور اللہ کیلئے غضب ناک ہوا۔ اللہ اس کی خاطر غضب ناک ہو گیا اور قیامت کے دن اسے نہال کر دے گا۔ فرمایا: فاسق کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

چنانچہ جو شخص ہر بات کی گہرائی تک پہنچنا چاہتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں کر سکتا اور جو نادانی کی وجہ سے اکثر اختلاف سے انحراف کرتا ہے' اسے اچھائی برائی نظر آنے لگتی ہے اور برائی اچھائی اور وہ گمراہی میں بدمست رہتا ہے جو مخالفت کرتا ہے اس کی راہیں دشوار ہو جاتی ہیں اور اس کے معاملات پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ نکلنے کی راہ تنگ ہو جاتی ہے۔ شک کے چار شعبے ہیں۔ کج بحثی' خوف تردد اور تن بہ تقدیر ہونا' چنانچہ جس نے کج بحثی کو دین بنایا' اس کی رات کی صبح کبھی نہیں آتی اور جو سامنے کی چیزوں سے خوف کھاتا ہے' وہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جو شک میں ڈانواں ڈول رہتا ہے اسے شیطانوں کے کھر کچل دیتے ہیں اور جو دنیا و آخرت کی بربادی کے آگے تن بہ تقدیر ہو کر رہ گیا۔ وہ دونوں جہانوں میں تباہ ہو گیا۔

☆☆☆

ترک آرزو سب سے بڑی دولت ہے۔ جس نے امید کو طول دیا' اس نے عمل کو خراب کر لیا۔

☆☆☆

جب آپ ؓ شام کی جانب روانہ ہونے لگے تو کچھ زمیندار سواریوں سے اتر پڑے اور آپ کے آگے آگے دوڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا یہ کیا حرکت ہے جو تم نے کی۔ انہوں نے جواب دیا۔ یہ ہماری ایک رسم ہے۔ جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' خدا کی قسم اس سے تمہارے حکمرانوں کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ہاں یہ ضرور ہے

کہ تم دنیا میں اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبخت ہو کر رہ جاؤ گے اور وہ کتنے گھاٹے کی مشقت ہو گی جس کے بعد سزا بھی بھگتنا پڑے اور وہ آرام کتنا نفع بخش ہے جس کے سامنے دوزخ سے امان مل جائے۔ معافی اچھا انتقام ہے

اپنے فرزند امام حسن ؓ سے فرمایا:

جان پدر! میری یہ چار اور چار (آٹھ) باتیں یاد رکھنا' ان باتوں کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی عمل تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔

۱- سب دولتوں کی دولت عقل ہے۔
۲- سب سے بڑی ناداری کم عقلی ہے۔
۳- پرلے درجے کی تنہائی خود پسندی ہے۔
۴- سب سے بڑی شرافت خوش خلقی ہے۔

بیٹا! (۱) احمق کی دوستی سے بچ کر رہو کیونکہ وہ چاہے گا تمہیں فائدہ پہنچانا' دے گا نقصان۔ (۲) بخیل کی دوستی سے پرہیز کر' کیونکہ جب بھی تمہیں اس کی سخت ضرورت ہو گی وہ تم سے دور رہے گا۔ (۳) بدکار کی دوستی سے دور رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے بھاؤ بیچ ڈالے گا۔ (۴) کذاب کو دوست مت بناؤ کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے۔ تمہارے سامنے بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دکھائے گا۔

☆☆☆

عاقل کی زبان اس کے دل کی تابع ہے اور احمق کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔

☆☆☆

آدمی کی قدر اس کی ہمت کے مطابق ہوتی ہے اس کی راست بازی کا اندازہ اس کی اخلاقی جرأت سے لگایا جاتا ہے۔ اس کی شجاعت کا اعتبار اس کی خودداری پر کیا جاتا ہے اور اس کی عفت اتنی ہی ہو گی' جتنی اس کی غیرت۔

☆☆☆

کامیابی دور اندیشی پر مبنی ہے اور دور اندیشی دانشمندی سے کام لینے پر منحصر ہے اور

Scanned with CamScanner

دانشمندی بھیدوں کی حفاظت سے وابستہ ہے۔

☆☆☆

لوگ سو رہے ہیں جب وہ مریں گے تو جاگیں گے۔

☆☆☆

بھوکے شریف اور سیر شکم کمینے کے حملہ سے خائف رہو۔

☆☆☆

درگزر کرنے میں اسی کا درجہ بلند ہے جو سزا دینے میں سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

☆☆☆

عقل جیسی دوست نہیں اور جہالت جیسی ناداری نہیں' ادب جیسی میراث نہیں اور آپس کے مشورہ جیسا مددگار نہیں۔

☆☆☆

قناعت وہ دولت ہے جو ختم نہیں ہو سکتی۔

☆☆☆

زبان ایک درندہ ہے جسے کھلا چھوڑا جائے تو کاٹ کھائے۔

☆☆☆

زمانہ جسموں کو بوسیدہ اور امیدوں کو تازہ کرتا رہتا ہے۔

☆☆☆

میں تمہیں ایسی پانچ باتوں کی تاکید کرتا ہوں کہ اگر ان تک پہنچنے کیلئے اونٹوں کی رفتار کو تیز سے تیز تر کر دو تو واقعی وہ باتیں اسی لائق ہیں۔ (۱) تم میں سے کسی کو اپنے پروردگار کے سوا کسی اور سے کوئی آس نہ لگانی چاہئے (۲) اپنے گناہ کے سوا کسی اور چیز سے ڈرنا نہیں چاہئے (۳) تم میں سے کسی سے جب کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو اسے یہ کہتے ہوئے شرمانا نہیں چاہیے کہ مجھے علم نہیں (۴) اگر کسی کو کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کا علم حاصل کرنے سے شرمانا نہیں چاہیے (۵) صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو

سر کو دھڑ سے ہوتی ہے اور وہ دھڑ کس کام کا جس کے ساتھ سر نہ ہو اور اس ایمان کا کیا فائدہ جس کے ساتھ صبر نہ ہو۔

☆☆☆

ایک شخص نے آپ کی بہت تعریف کی حالانکہ اس کے دل میں آپ کے بارے میں شک تھا تو آپ نے اس سے فرمایا جو کچھ تم میرے بارے میں کہہ رہے ہو۔ میں اس سے بہت کم ہوں' مگر جو کچھ میرے بارے میں سوچ رہے ہو اس سے بہت زیادہ ہوں۔

☆☆☆

جس نے ''لاادری'' (میں نہیں جانتا) کہنا چھوڑ دیا وہ ہلاکتوں کے منہ میں آ گیا۔

☆☆☆

فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی مہربانیوں سے نہ مایوس کرے اور نہ انہیں اللہ کی گرفت سے بے خوف۔

☆☆☆

انسانی دل بھی ایسے ہی ملول ہو جاتا ہے جیسے جسم تھکے ماندے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا دلوں کی تفریح کیلئے حکمت کی نادر و مستحسن باتیں تلاش کرو۔

☆☆☆

دل میں خوف خدا ہو تو کوئی عمل قلیل نہیں ہو سکتا اور جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیوں کر ہو سکتا ہے۔

☆☆☆

یقین رکھتے ہوئے سو رہنا اس نماز سے بہتر ہے جو شک میں ادا کی جائے۔

☆☆☆

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں چغلخور کے سوا کوئی مقرب سلطان نہ ہو گا اور بدکار کے سوا کسی کو عالی ظرف نہیں سمجھا جائے گا اور انصاف پرور کے سوا کسی کو کمزور نہیں سمجھا جائے گا۔ اس زمانے میں لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور صلہ رحمی کر کے احسان جتلائیں گے۔

Scanned with CamScanner

عبادت اس لیے کریں گے کہ فضیلت میں دوسروں سے بالاتر سمجھے جائیں' چنانچہ جب وہ زمانہ آئے گا تو حکومت عورتوں کے مشورے لڑکوں کی امارت اور ہیجڑوں کی تدبیر پر ہوگی۔

☆☆☆

اس انسان کی ایک رگ کے ساتھ گوشت کا ایک ٹکڑا لٹکا دیا گیا ہے جو اس کے اندر ہر شے سے زیادہ عجیب ہے اور وہ ہے دل۔ اس سے حکمت کے سرچشمے بھی پھوٹتے ہیں اور خلاف حکمت صفات بھی۔ چنانچہ جہاں اسے امید کی کرن جھائی دیتی ہے' وہاں لالچ اسے ذلیل بھی کر دیتا ہے اور اگر طمع اسے بھڑکاتا ہے تو حرص ہلاک کر دیتی ہے اور اگر ناامیدی اس پر غالب آ جاتی ہے تو غم واندوہ اسے موت کی نیند سلا دیتے ہیں اور جب غضب اس کے سامنے آتا ہے تو اس کا غصہ شدید ہو جاتا ہے اور اگر راضی برضا رہتا ہے تو اسے سعید بنا دیتا ہے اور اگر خوف سے دوچار ہو جاتا ہے تو پرہیز میں مشغول ہو جاتا ہے اور اگر اس کے لیے امن کی راہیں کھل جاتی ہیں تو غفلت ان راہوں سے دور پھینک دیتی ہے اور اگر کسی مال سے مستفید ہوتا ہے تو دولت سرکش بنا دیتی ہے۔ اگر اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو بے صبری اسے رسوا کر دیتی ہے۔ اگر فاقہ کے دانتوں میں جکڑا جاتا ہے تو بلا میں مشغول ہو جاتا ہے اور جب بھوک تنگ کرتی ہے تو ناتوانی زمین گیر کر دیتی ہے اور اگر ضرورت سے زیادہ پیٹ بھر لیتا ہے تو بدہضمی بے چین کر دیتی ہے۔ غرض ہر کمی بھی اس کیلئے مضر اور ہر زیادتی بھی اس کے بگاڑ کا موجب ہے۔

☆☆☆

کوئی دولت عقل سے زیادہ نفع بخش نہیں اور کوئی تنہائی خود پسندی سے بڑھ کر وحشت ناک نہیں اور تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں اور پرہیزگاری جیسی کوئی شرافت نہیں اور ادب جیسی کوئی میراث نہیں۔ توفیق جیسا نفع نہیں' عمل صالح جیسی تجارت نہیں۔ شبہ کے وقت رک جانے کے برابر کوئی ورع نہیں اور حرام سے منہ موڑنے کے برابر کوئی زہد نہیں' تفکر جیسا علم نہیں اور فرائض کی بجا آوری جیسی عبادت نہیں۔ حیا اور صبر جیسا ایمان نہیں اور تواضع جیسی خاندانی شرافت نہیں۔ کوئی شرف علم کا ہم پایہ نہیں اور کوئی عزت حلم کے برابر نہیں اور کوئی سہارا باہمی مشورہ سے بڑھ کر بھروسے کے قابل نہیں۔

☆☆☆

میری وجہ سے دو شخصوں کا ستیاناس ہوا۔ ایک غالی جو میری محبت میں حد سے زیادہ تجاوز کر جائے دوسرا قالی جو میری دشمنی میں حد سے آگے نکل جائے۔

☆☆☆

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جسے چھوئیں تو نرم لگتا ہے مگر اس کے اندر زہر قاتل ہے۔ فریب خوردہ جاہل اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے ایک ہوشمند عاقل اس سے بچ کر رہتا ہے۔

☆☆☆

یہ دونوں عمل ایک دوسرے سے کتنے دور ہیں۔ ایک وہ عمل جس کی لذت آ کر چلی جائے مگر اس کا وبال باقی رہ جائے۔ دوسرا وہ عمل جس کی مشقت یاد بھی نہ رہے مگر اس کا اجر باقی رہے۔

☆☆☆

آپ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سنی' آپ نے فرمایا تم تو ایسے ہنس رہے ہو گویا موت اس دنیا میں دوسروں کیلئے مقرر کی گئی ہے۔ ہمارے لیے نہیں' اور جن لوگوں کو ہم اپنی آنکھوں سے مرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہمارے پاس لوٹ کر آ جائیں گے۔ ہم لوگ انہیں اپنے ہاتھوں سے قبروں میں جگہ دیتے ہیں اور ان کی میراث کھانے لگتے ہیں۔ گویا ہم ان کے بعد کبھی نہیں مریں گے۔

☆☆☆

میں اسلام کے معنی اس عنوان سے بیان کیے دیتا ہوں کہ مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیے۔ اسلام کیا ہے' تسلیم (بلاچون وچرا فرماں برداری) اور تسلیم ہے یقین اور یقین سے مراد ہے تصدیق اور تصدیق نام ہے اقرار اور اقرار کا معنی بجا آوری ہے اور بجا آوری کہتے ہیں عمل کو۔

☆☆☆

صفین سے واپس آتے ہوئے کوفہ کے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا۔ اے ویران گھروں' اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں کے ساکنو! اے اہل تربت! اے اہل تربت! اے

Scanned with CamScanner

اہل وحدت (تنہائی)! اے اہل وحشت! تم آگے بڑھ کر ہم سے پہلے منزل پر جا پہنچے اور ہم بھی تمہارے پیچھے پیچھے تم سے ملنے کو آ رہے ہیں اور اپنے گھروں کو پوچھو تو ان میں اور لوگ بس چکے ہیں' بیویوں کو پوچھو تو ان سے اوروں نے نکاح کر لیے' رہ گئے تمہارے مال' سو انہیں تقسیم کر لیا گیا۔ یہ تو تھی ہمارے ہاں کی خبر! اب تم کہو کہ تمہارے ہاں کی کیا خبر ہے؟ پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا سنو اگر انہیں بات کرنے کی اجازت مل جاتی تو یقیناً تمہیں بتا دیتے کہ سب سے اچھا سامان سفر تقویٰ ہے۔

☆☆☆

اللہ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز آواز دیتا ہے! جیو موت کے لیے' دولت کے ڈھیر لگاؤ فنا ہونے کیلئے اور عمارتیں کھڑی کرو مسمار ہونے کیلئے۔

☆☆☆

دوست اس وقت تک دوست نہیں بن سکتا جب تک وہ تین موقعوں پر اپنے دوست کا بچاؤ نہ کرے۔ ۱۔ اس کی مصیبت میں۔ ۲۔ اس کی عدم موجودگی میں۔ ۳۔ اس کی وفات پر۔

☆☆☆

ایک دوسرے سے دوستی رکھنا آدھی عقل ہے۔

☆☆☆

غم آدھا بڑھاپا ہے۔

☆☆☆

کتنے ہی روزے دار ہیں۔ جنہیں روزہ رکھنے سے بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی نمازی ہیں جنہیں نماز سے شب بیداری اور زحمت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ سمجھ بوجھ والوں کے سونے اور روزہ نہ رکھنے کا کیا ہی کہنا۔

☆☆☆

آدمی اپنی زبان تلے چھپا بیٹھا ہے۔

☆☆☆

جو آدمی اپنی قدر نہیں پہچانتا' وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

جو شخص اپنے آپ کو تہمت کی جگہوں پر رکھے' اس سے بدگمانی رکھنے والے کو ہرگز ملامت نہ کرو۔

☆☆☆

جسے صبر نجات نہیں دے سکتا اسے بے صبری ہلاک کر دیتی ہے۔

☆☆☆

خدا وہ چہرے نہ دکھائے جو ہر بے شرمی کے موقع پر ہی دکھائی دیتے ہیں۔

☆☆☆

انسان کی خود پسندی اس کی عقل کے حاسدوں میں سے ہے۔

☆☆☆

خاموشی بڑھ جائے تو ہیبت بڑھ جاتی ہے اور انصاف زیادہ ہوگا تو مستقل دوست زیادہ ہوں گے۔ مہربانی کرنے سے قدر و قیمت میں عظمت آ جاتی ہے۔ تواضع نعمت کو تمام کر دیتی ہے۔ سرداری کے لیے دوسروں کا معاشی بوجھ برداشت کرنا لازم ہے اور عادلانہ سیرت سے جانی دشمن زیر ہو جاتا ہے اور جاہل سے دانشمندانہ برتاؤ کرنے سے اس کے خلاف اپنے مددگار زیادہ ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆

خدا کی قسم تمہاری دنیا میری نگاہ میں خنزیر کی ان آنتوں سے بھی گئی گزری ہے جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوں۔

☆☆☆

گھر میں ایک غصبی پتھر بھی لگا ہو تو وہ گھر کی ویرانی کی ضمانت ہے۔

☆☆☆

آپ سے پوچھا گیا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو آپ نے ارشاد

Scanned with CamScanner

فرمایا سورج کے ایک دن کے سفر کے برابر۔

☆☆☆

تمہارے دوست تین ہیں اور تین ہی تمہارے دشمن ہیں۔ چنانچہ تمہارے دوست یہ ہیں: (۱) تمہارا دوست (۲) تمہارے دوست کا دوست اور (۳) تمہارے دشمن کا دشمن اور تمہارے دشمن ہیں۔ (۱) تمہارا دشمن (۲) تمہارے دوست کا دشمن اور (۳) تمہارے دشمن کا دوست۔

☆☆☆

لوگ دنیا کے فرزند ہیں اور اپنی ماں سے محبت کرنے پر کسی کو کوسا نہیں جاتا۔

☆☆☆

سمجھنے کیلئے پوچھو، الجھنے کیلئے نہ پوچھو کیونکہ جاہل متعلم عالم سے ملتا جلتا ہے اور بے راہ رو عالم الجھنے والے جاہل سے ملتا جلتا ہے۔

☆☆☆

ظالم آدمیوں کی تین علامتیں ہیں: ۱-اپنے سے بالاتر پر ظلم کرتا ہے اس کی نافرمانی کر کے ۲-اپنے سے پست پر ظلم کرتا ہے اس پر غالب آ کر ۳-ظالموں کے گروہ کی مدد کرتا ہے۔

☆☆☆

جب سختی انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو کشائش ممکن ہو جاتی ہے اور جب آزمائش کی کڑیاں تنگ ہو جاتی ہیں تو آسائش ممکن ہو جاتی ہے۔

☆☆☆

آپ سے پوچھا گیا اگر کسی کو گھر کے اندر چھوڑ کر دروازہ بند کر دیا جائے تو اس کی روزی کس راستے سے آئے گی؟ آپ نے فرمایا ''جس راہ سے اس کی موت آئے گی''۔

☆☆☆

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان دن کے اگلے پہر آتا ہے مگر پچھلے پہر نہیں رہتا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ رات کے پہلے پہر اس پر رشک کیا جاتا ہے مگر آخر شب اسے رونے والیاں اٹھ کھڑی ہوتی ہیں۔

☆☆☆

دنیا دھوکا دیتی ہے نقصان پہنچاتی ہے اور گزرتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو اسے اپنے دوستوں کے ثواب کیلئے پسند فرمایا نہ اپنے دشمنوں کی سزا کیلئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اہل دنیا ان سواروں کے مانند ہیں جو منزل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ ہانکنے والے نے چلا کر کہا۔ کوچ کرو اور وہ کوچ کر گئے۔

☆☆☆

کہاوتیں اور ضرب الامثال عقل مندوں کیلئے ہیں، نادانوں کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

☆☆☆

بے چارہ آدم زاد! کیا کرے جس کی اجل پوشیدہ، بیماریاں در پردہ اور عمل پر پہرہ ہے۔ ذرا سا پسو کاٹے تو تلملا اٹھتا ہے اور اچھو لگے تو ہلاک ہو جاتا ہے، پسینہ آئے تو اس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

☆☆☆

جس نے محتاجی کا شکوہ کسی مومن کے سامنے کیا، اس نے گویا اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کیا اور جس نے کسی کافر کے سامنے محتاجی کا شکوہ کیا اس نے گویا اللہ کی شکایت کی۔

☆☆☆

آپ سے پوچھا گیا سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ ارشاد فرمایا! سب شعراء ایک جماعت کی صورت میں نہیں دوڑے کہ بازی لے جانے پر آخری حد کا تعین کیا جائے۔ (سیارہ ڈائجسٹ)

☆☆☆

منقول است از حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ بست و ہفت نوع از بنی آدم مسوخ شدہ از مرد و زن بیک روایت بیست و چہار و بروایتے دیگر ہفدہ و در روایت اصح آنست کہ فیل: علم بود و عنکبوت زنے بود کہ از حیض غسل نمکیر دودائم جنب مے بود و روباہ مردے بود فتنہ انگیز و خیانت میکرد و خرچنگ ہفدہ مرد بودند از بنی اسرائیل و از مائدہ عیسیٰ علیہ السلام طعام خوردند و ایں ایمان

نیا وردندلاکن پشت زنے بود کہ باداماد خود فساد میکرد زنبورز نے بود کہ باشوہر خود جنگ میکرد و خرگوش دزدے بود۔ ہر سال درراہ مکہ معظمہ دزدی میکرد وعقرب مردے بود کہ دائم الاوقات قبرہائے میکند وکفنہائے دزدید وسوسمار مردے بود غارتگر' مال مردم می خورد وخوک چہل تن از بنی اسرائیل بودند وعملہائے بد میکردند وامر خدارا اخلاف کردند۔ ومیموں قومے از بنی اسرائیل بودند۔ وبوم مردے منکر بود وی گفت خدارا حکم برمن نیست وکلاغ مردے بدوی بود بشہر ہا می آمد۔ واراجیف می انداخت۔ وموش زنے بود کہ دائم رقص می کرد وشعر میخواند۔ وطوطی مردے بود لال وبردہ فروشی بسیار میکرد وسود میخورد ودرسود او معاملہ دروغ میگفت وقمری زنے بود کہ دائم خودرا زیب وزینت می داد۔ وبرمرداں جلوہ میکرد۔ (بدائع منظوم آخری صفحہ)

حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ستائیس قسم کے انسان مرد وزن جانوروں کی شکلوں میں تبدیل کئے گئے۔ ایک روایت میں چوبیس اور ایک روایت میں سترہ کی تعداد ہے۔ اس جگہ جو روایت بیان کی گئی ہے اس میں سولہ افراد کا ذکر ہے۔ (۱) ہاتھی ایک استاد تھا (جو غلط تعلیم دیتا تھا) (۲) مکڑی ایک عورت تھی جو حیض سے غسل نہیں کرتی تھی اور ہمیشہ جنبی رہتی تھی۔ (۲) لومڑی ایک فتنہ انگیز اور خیانت پیشہ مرد تھا۔ (۴) کیکڑا بنی اسرائیل کے ستر مرد تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان سے کھانا کھاتے تھے اور ایمان نہیں لائے تھے۔

نوٹ: خرچنگ پانی کے جوہڑوں میں پایا جانے والا جانور ہے جسے عربی میں سرطان' فارسی میں پنج پایہ اور اردو میں کیکڑا کہتے ہیں۔ (غیاث) (۵) کچھوا: ایک عورت تھی جو اپنے داماد کے ساتھ خرابی کرتی تھی۔ نوٹ: غیاث اللغات میں لاک پشت لکھا ہے۔ (٦) بھڑ ایک عورت تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ لڑتی رہتی تھی۔ (۷) خرگوش ایک چور تھا جو ہر سال مکہ معظمہ کے راستے میں چوری کیا کرتا تھا۔ (۸) بچھو ایک مرد تھا جو ہمیشہ قبریں کھود کر کفن چرایا کرتا تھا۔ (۹) گوہ ایک ڈاکو تھا جو لوگوں کا مال کھایا کرتا تھا۔ (۱۰) خنزیر بنی اسرائیل کے چالیس مرد تھے جو برے کام کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے۔ (۱۱) بندر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تھی۔ (۱۲) الو ایک منکر مرد تھا وہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کوئی حکم نہیں ہے۔ (۱۳) جنگلی کوا ایک جنگلی مرد تھا جو شہر میں آ کر جھوٹی باتیں پھیلاتا تھا۔ اراجیف جمع

ارجاف بمعنٰی بے اصل اور جھوٹی باتیں۔ (۱۴) چوہیا ایک عورت تھی جو ہمیشہ ناچ اور گانے میں مصروف رہتی تھی۔ (۱۵) طوطا ایک گونگا مرد تھا جو غلام بیچا کرتا تھا وہ سودی کاروبار کرتا' سود کھاتا اور سود کے معاملے میں جھوٹ بولتا تھا۔ لال گونگا (۱٦) فاختہ ایک عورت تھی جو اپنے آپ کو بنا سنوار کر مردوں کے سامنے نمائش کرتی تھی۔

(ترجمہ: مولانا عبدالحکیم شرف قادری)

حضرت علی کے چند اقوال کا منظوم پنجابی ترجمہ

(۱) دانش دی گل کتوں وی لبھے اوہنوں لیں اپنا
سمجھیں تیرا مال گو اچا تینوں لبھ گیا

(۲) توں جے کریں احسان کسے تے اوہنوں لیئں لکا
تیرے تے احسان کرے جو اوہدا رولا پا

(۳) جیہڑے کم کرن تو پیندائے جگ توں ڈرنا
تیرے لئی مناسب ای نہیں اوہ کم کرنا

(۴) جیہڑا شخص رہوے گا جگ تے علم نوں زندہ کردا
ایسا شخص تے دنیا دیوچ مر کے وی نہیں مردا

(۵) عاقل اوہ جو دوسریاں توں عبرت کر دائے حاصل
عبرت بنے جو دوسریاں لئی اوہ بندہ اے جاہل

(٦) اوہنوں صرف یتیم نہ سمجھو باپ جیہدا مرحوم
اصل یتیم تے اوہ اے جو اخلاق توں ایں محروم

(۷) بے عقلا خود نوں وڈیا کے اپنا آپ گواندا اے
عاقل خودنوں نیواں کر کے اُچا رُتبہ پاندا اے

(۸) چنگی گل اے ٹرنا ایں توں اجر ثواب دی راہ
ایہدے کولوں وی چنگا اے کرنے چھڈ گناہ

(۹) ربّ نوں یاد کرے گا جیہڑا اوہ اوہدا ہم مجلس اے

جیہڑا ذکر کرے گا اوہدا فراوہ اوہدا مونس اے
(۱۰) ذہن تے جسم دی پاکی وی انساناں لئی اک دولت اے
پر جتھوں اے لبھ سکدی اے اوہدا نام محبت اے
(۱۱) عیب جیہڑا وی اپنی ذات چ نظری آوے
وڈا عیب اے دوجے دے ناں لایا جاوے
(۱۲) تیرا دتا اوہوا ی بخشش دے زمرے آوے گا
جیہڑا دتا منگن کولوں پہلاں دتا جاوے گا
(۱۳) دولت کولوں علم دا رتبہ سمجھیں توں اچیرا
دولت دا ایں توں محافظ علم محافظ تیرا

(کجھ ہیرے کجھ موتی)

☆☆☆

مولائے کائنات کی بارگاہ ربّ کائنات میں ایک دعا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ رب العالمین کی بارگاہ میں کثرت سے یہ دعا کیا کرتے تھے

وَمِنْ دُعَآءٍ كَانَ يَدْعُوْا بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَثِيْرًا

امیر المومنین علیہ السلام کی دعا جو کثرت آپ بارگاہ خدا میں کیا کرتے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يُصْبِحْ بِیْ مَيِّتًا وَّلَا سَقِيْمًا وَّلَا مَضْرُوْبًا عَلٰی عُرُوْقِیْ بِسُوْءٍ وَّلَا مَاْخُوْذًا بِاَسْوَءِ عَمَلِیْ .

تمام حمد اس خدا کیلئے ہے جس نے مجھے اس حال میں رکھا ہے کہ نہ مردہ ہوں نہ بیمار نہ میری رگوں میں جراثیم ہیں نہ برے اعمال کے نتیجے بھگت رہا ہوں۔

وَلَا مَقْطُوْعًا دَابِرِیْ وَلَا مُرْتَدًّا عَنْ دِيْنِیْ وَلَا مُنْكِرًا لِّرَبِّیْ وَلَا مُسْتَوْحِشًا مِّنْ اِيْمَانِیْ وَلَا مُلْبِسًا عَقْلِیْ وَلَا مُعَذَّبًا بِعَذَابِ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِیْ

نہ بے اولاد ہوں نہ اپنے دین سے منحرف، نہ اپنے رب کا منکر، نہ اپنے ایمان سے غافل ہوں، نہ میری عقل میں فتور ہے، نہ گزری ہوئی امتوں کی طرح عذاب میں گرفتار ہوں۔

اَصْبَحْتُ عَبْدًا مَّمْلُوْكًا ظَالِمًا لِّنَفْسِیْ لَكَ الْحُجَّةُ عَلَیَّ وَلَا حُجَّةَ لِیْ .

میں اس کا بے اختیار بندہ اور اپنے نفس پر ظلم و جور کا خوگر ہوں۔ تیری حجت مجھ پر تمام ہو چکی ہے میرے لئے اب عذر کی کوئی گنجائش نہیں۔

وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَنِیْ، وَلَا اَتَّقِیْ اِلَّا مَا وَقَيْتَنِیْ

خداوند! مجھ پر کوئی شے حاصل کرنے کی کوئی طاقت نہیں سوا اس کے جو تو مجھے عطا کردے اور کسی چیز سے بچنے کی قوت نہیں۔ سوا اس کے کہ تو مجھے بچالے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَفْتَقِرَ فِیْ غِنَاكَ اَوْ اُضِلَّ فِیْ هُدَاكَ، اَوْ اُضَامَ فِیْ سُلْطَانِكَ، اَوْ اُضْطَهَدَ وَالْاَمْرُ لَكَ .

خداوند! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے غنی ہونے کے باوجود میں فقیر ہوں اور تیری ہدایت کے باوجود گم گشتہ راہ ہوں اور تیری سلطنت میں رہ کر ستایا جاؤں یا ذلیل کیا جاؤں جبکہ سارے اختیارات تجھے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَفْسِیْ اَوَّلَ كَرِيْمَةٍ تَنْتَزِعُهَا مِنْ كَرَآئِمِیْ وَاَوَّلَ وَدِيْعَةٍ تَرْتَجِعُهَا مِنْ وَدَآئِعِ نِعَمِكَ عِنْدِیْ .

خداوند! میرے جن اچھے اعمال کو تو چنے گا ان میں میرے نفس کو پہلی بزرگی عطا فرما اور تیری نعمتوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں اور تو واپس لے لے گا ان میں میری روح کو اولیت عنایت کر۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَّذْهَبَ عَنْ قَوْلِكَ اَوْ نُفْتَتَنَ عَنْ دِيْنِكَ اَوْ تَتَابَعَ بِنَا اَهْوَآئُنَا دُوْنَ الْهُدَی الَّذِیْ جَآءَ مِنْ عِنْدِكَ

خداوند! ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں کہ تیرے حکم سے قدم باہر رکھیں یا اس فتنہ میں پڑ جائیں کہ دین سے پھر جائیں یا تیری جانب سے آئی ہوئی ہدایت پر عمل کرنے کے بجائے ہماری خواہشات ہمیں برائی کی طرف جائیں۔

(نہج البلاغہ ص ۶۲۵، ۶۲۶، خطبہ ۲۱۴)

Scanned with CamScanner

مناجات علی شیرِ خدا بدرگاہ ربّ العلیٰ

اَللّٰهُمَّ اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَقَالَتَنَا الْعَادِلَةَ غَيْرَ الْجَائِرَةِ وَالْمُصْلِحَةِ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا غَيْرِ الْمُفْسِدَةِ فَاَبٰى بَعْدَ سَمْعِهٖ لَهَا اِلَّا النُّكُوْصَ عَنْ نُصْرَتِكَ الْاِبْطَآءَ عَنْ اِعْزَازِ دِيْنِكَ فَاِنَّا نَسْتَشْهِدُكَ عَلَيْهِ بِاَكْبَرِ الشَّاهِدِيْنَ شَهَادَةً وَّنَسْتَشْهِدُ عَلَيْهِ جَمِيْعَ مَنْ اَسْكَنْتَهٗ اَرْضَكَ وَسَمٰوَاتِكَ ۔ ثُمَّ اَنْتَ بَعْدُ الْمُغْنِيْ عَنْ نَّصْرِهٖ وَالْاٰخِذُ لَهٗ بِذَنْبِهٖ ۔

ترجمہ: خداوند! تیری بارگاہ میں سے جو ہماری یہ بات سن لے جو عدل وانصاف پر مبنی اور ظلم سے دور ہے اور دین ودنیا میں انصاف کرنے والی ہے جس میں کوئی شر وفساد نہیں ہے اور (جو) اسے سننے کے بعد انکار کر دے تو اس کا سبب یہی ہے کہ وہ تیری نصرت سے منہ موڑنے والا اور تیرے دین کے اعزاز میں سستی کرنے کیلئے ہے۔

اے سب سے بڑے گواہ! تو ہی ہمارا شاہد ہے اور تمام مخلوق گواہی دے گی جسے تو نے اپنی زمین وآسمان میں آباد کیا ہے۔

اب اس کے بعد تو ہی (ہمیں) اس کی نصرت سے مستغنی کرنیوالا اور اس جرم پر اس سے مواخذہ کرنے والا ہے۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۱۱' ص ۶۲۱' ۶۲۲)

الفاظِ حمد ونعت' بزبانِ مولائے کائنات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ عَنْ شَبَهِ الْمَخْلُوْقِيْنَ اَلْغَالِبِ لِمَقَالِ الْوَاصِفِيْنَ۔
اَلظَّاهِرِ بِعَجَآئِبِ تَدْبِيْرِهٖ لِلنَّاظِرِيْنَ۔
اَلْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهٖ عَنْ فِكْرِ الْمُتَوَهِّمِيْنَ
اَلْعَالِمِ بِلَا اِكْتِسَابٍ وَّلَا اِزْدِيَادٍ وَّلَا عِلْمٍ مُّسْتَفَادٍ
اَلْمُقَدِّرِ لِجَمِيْعِ الْاُمُوْرِ بِلَا رَوِيَّةٍ وَّلَا ضَمِيْرٍ اَلَّذِيْ
لَا تَغْشَاهُ الظُّلَمُ وَلَا يَسْتَضِيْئُ بِالْاَنْوَارِ وَلَا يَرْهَقُهٗ لَيْلٌ وَّلَا يَجْرِيْ عَلَيْهِ نَهَارٌ۔ لَيْسَ اِدْرَاكُهٗ بِالْاَبْصَارِ وَلَا عِلْمُهٗ بِالْاَخْبَارِ۔ (ومنها فی ذكر النبی صلى الله عليه وسلم اس کے بعد اس خطبہ میں حضور علیہ السلام کی اس طرح تعریف فرمائی)

اَرْسَلَهٗ بِالضِّيَآءِ وَقَدَّمَهٗ فِي الْاِصْطِفَاءِ فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقَ وَسَاوَرَ بِهِ الْمَغَالِبَ وَذَلَّلَ بِهِ الصُّعُوْبَةَ وَسَهَّلَ بِهِ الْحُزُوْنَةَ حَتّٰى سَرَّحَ الضَّلَالَ عَنْ يَمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ (نہج البلاغہ خطبہ ۲۱۲' ص ۶۲۲' ص ۶۲۳)

ترجمہ: تمام تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے بلند اور مداحوں کے قول پر غالب ہے۔ اپنی عجیب وغریب تدبیروں سے دیکھنے والوں پر ظاہر ہے اور اپنے جلال عزت کی وجہ سے سوچنے والوں کی فکروں سے پوشیدہ ہے۔ بغیر کسی سے سیکھے یا علم میں اضافہ کیے یا ایسے علم کے جو کسی سے حاصل کیا گیا ہو خود عالم ہے۔ وہ بغیر غور وفکر اور الجھن کے ہر چیز کا اندازہ مقرر کرنیوالا ہے۔ نہ اسے تاریکیاں چھپا سکتی ہیں نہ وہ روشنیوں سے ضیاء

حاصل کرتا ہے نہ اسے رات گھیر سکتی ہے' نہ دن کی گردشوں کا اس پر اثر ہوتا ہے' نہ اسے آنکھیں پا سکتی ہیں اور نہ اس کے علم (کا دارومدار) خبروں پر ہے۔ خدا نے انہیں (محمد ﷺ کو) روشنی کے ساتھ بھیجا اور انتخاب میں سب سے مقدم رکھا۔ ان کے ذریعہ انتشار اور پریشانیوں کو دور کر دیا اور غلبہ حاصل کرنے والے (کفر و نفاق) کو شکست دیدی۔ ان کے ذریعے مشکلوں کو آسان کر دیا اور ناہمواریوں کو ہموار بنا دیا۔ یہاں تک کہ گمراہی کو دائیں بائیں (افراط وتفریط) سے دور کر دیا۔

علی ہے معنی ام الکتاب و نفس رسول — علی لطیف علی حسن علت و معلول
علی کے نور سے مردان حر تجلی گہر — علی کا فقر ہے بدر و حنین کی توقیر
ہر اک ادا میں ہیں سو جلوے ماہتابی کے — نثار دیدۂ و دل شان بو ترابی کے
بدوش خواجہ ولایت کا منتہائے کمال
زمانہ لا نہ سکے گا کبھی علی کی مثال

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک عجیب خطبہ

اس خطبہ کی انگریزی' فارسی' اردو شرحوں کی اشاعت اس کی اہمیت و مقبولیت کی دلیل ہے۔ نہج البلاغہ میں آپ کے متعدد خطبے ایسے ہیں جو اعجازی شان رکھتے ہیں۔ آپ کا کلام خطب ہوں یا کتب یا غرر حکم پر از حکمت' احکام الٰہیہ کا مصدر' دین حق کا منبع' حقیقت و طریقت کا سرچشمہ' شریعت و معرفت کا سمندر' مقصد الٰہی کا ایسا مظہر ہے کہ اس کی مثال اولین و آخرین کے کلام میں بہت کم ملتی ہے۔ جس کا لفظ لفظ وحی ربانی کا ترجمان اور کلام الٰہیہ کا آئینہ ہے۔ اس لئے اس پر تعجب یا شک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خطبہ بھی آپ ہی کے ارشادات سے ہے اسی لئے ادب و مناقب کی متعدد کتابوں میں اسے نقل کیا گیا ہے۔ ہماری بدنصیبی ہوگی اگر اس چشمہ فیض سے محروم رہیں اور اس بحر زخار سے پیاسے واپس آئیں یہ پورا خطبہ بغیر حرف الف کے ہے اور وضاحت و بلاغت کی جان ہے۔

جو آپ نے بلا غور و فکر ارتجالاً ارشاد فرمایا:

حَمِدْتُ مَنْ عَظُمَتْ مِنَّتُهُ وَسَبَغَتْ نِعْمَتُهُ وَسَبَقَتْ رَحْمَتُهُ وَتَمَّتْ كَلِمَتُهُ وَنَفَذَتْ مَشِيَّتُهُ وَبَلَغَتْ حُجَّتُهُ وَعَدَلَتْ قَضِيَّتُهُ ۔

میں نے اس کی حمد کی جس کا احسان عظیم اور نعمت وسیع ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب سے پہلے آتی ہے۔ اس کا حکم کامل ہے اس کی مشیت (کا فیصلہ) نافذ ہے۔ اس کی حجت پہنچ چکی ہے۔ اس کا فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔

حَمِدْتُهُ حَمْدَ مُقِرٍّ بِرُبُوْبِيَّتِهِ مُتَخَضِّعٍ لِعُبُوْدِيَّتِهِ مُتَنَصِّلٍ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مُعْتَرِفٍ بِتَوْحِيْدِهِ مُسْتَعِيْذٍ مِنْ وَعِيْدِهِ ۔

میں خدا کی حمد اس طرح کرتا ہوں جس طرح وہ حمد کرتا ہے جو خدا کی ربوبیت کا اقرار کرنے والا اس کی بندگی میں فروتنی کرنے والا اس کی نافرمانی سے اجتناب کرنے والا' اس کی توحید کا اقرار کرنیوالا اور اس کے قہر و غضب سے پناہ مانگنے والا۔

مُؤَمِّلٍ مِنْ رَبِّهِ مَغْفِرَةً تُنْجِيْهِ يَوْمَ يُشْغَلُ كُلٌّ عَنْ فَصِيْلَتِهِ وَبَنِيْهِ ۔

جس طرح وہ حمد کرے جو قیامت کے دن اس کی مغفرت اور نجات کا امیدوار ہو جس دن ہر شخص اپنے رشتہ داروں اور اولاد سے بے پرواہ اپنی ہی حالت میں مبتلا ہوگا۔

وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَرْشِدُهُ وَنَسْتَهْدِيْهِ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ۔

ہم اس سے مدد اور رشد و ہدایت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَشَهِدْتُ لَهُ شُهُوْدَ عَبْدٍ مُخْلِصٍ مُوْقِنٍ وَفَرَّدْتُهُ تَفْرِيْدَ مُؤْمِنٍ مُتَيَقِّنٍ وَوَحَّدْتُهُ تَوْحِيْدَ عَبْدٍ مُذْعِنٍ ۔

میں نے اس کی گواہی دی اس بندہ خالص کی طرح جو اس کی ذات پر یقین رکھتا ہے اور میں نے اس مومن کی طرح اس کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا اقرار کیا جسے اس پر یقین ہے اور اس طرح اس کی توحید کا اقرار کیا جیسے یقین رکھنے والا بندہ۔

لَيْسَ لَهُ شَرِيْكٌ مُلْكِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ سَهِيْمٌ وَلِيٌّ فِيْ صُنْعِهِ ۔

اس کی سلطنت اور صناع (عالم) ہونے میں نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ کوئی حصہ دار اور نہ

کوئی ولی و مالک۔

جَلَّ عَنْ مُشِيْرٍ وَ وَزِيْرٍ وَعَنْ عَوْنٍ وَّ مُعِيْنٍ وَّ نَصِيْرٍ وَّنَظِيْرٍ ۔

اس کی ذات اس سے بلند ہے کہ اس کا کوئی مشیر یا وزیر یا مددگار یا کمک کرنے والا یا نظیر ہو۔

عَلِمَ فَسَتَرَ وَبَطَنَ فَخَبَرَ وَ مَلَكَ فَقَهَرَ ۔

وہ سب کچھ جانتا ہے مگر عیب پوشی کرتا ہے باطن کے حال سے واقف اور باخبر ہے اس کی حکومت سب پر غالب ہے۔

وَعُصِيَ فَغَفَرَ وَحَكَمَ فَعَدَلَ وَتَكَرَّمَ وَ تَفَضَّلَ ۔

اس کی نافرمانی کی جاتی ہے مگر وہ بخش دیتا ہے اس کا ہر حکم عدل و انصاف ہوتا ہے۔ وہ کرم گستر اور مہربان ہے۔

لَمْ يَزَلْ وَلَنْ يَزُوْلَ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ ۔

وہ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا اس کا مثل کوئی نہیں وہ ہر شے سے پہلے اور ہر شے کے بعد ہے۔

رَبٌّ مُتَعَزِّزٌ (مُتَفَرِّدٌ) بِعِزَّتِهٖ وَمُتَمَكِّنٌ بِقُوَّتِهٖ ۔
مُتَقَدِّسٌ بِعُلُوِّهٖ مُتَكَبِّرٌ بِسُمُوِّهٖ ۔

وہ ایسا پروردگار ہے جو اپنی عزت میں فرد فرید ہے اور اپنی قوت سے ہر شے پر حکمران ہے۔ اپنی بڑائی کی وجہ سے وہ مقدس اور پاک ہے اور اپنی شان کی وجہ سے شے ہر سے بلند ہے۔

لَيْسَ يُدْرِكُهٗ بَصَرٌ وَّلَمْ يُحِطْ بِهٖ نَظَرٌ قَوِيٌّ مُلِيْعٌ بَصِيْرٌ سَمِيْعٌ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ۔

نہ کوئی آنکھ اس کا ادراک کر سکتی ہے نہ کوئی نظر اسے گھیر سکتی ہے وہ قوی و برتر ہے ہر چیز کو دیکھتا اور ہر آواز کو سنتا ہے۔ وہ مہربان و رحیم ہے۔

عَجَزَ عَنْ وَصْفِهٖ مَنْ وَصَفَهٗ (يَصِفُهٗ) وَضَلَّ عَنْ نَّعْتِهٖ مَنْ عَرَفَهٗ ۔

جس نے بھی اس کی صفت بیان کرنا چاہی عاجز آ گیا اور جس نے اسے پہچانا اس کی تعریف سے متحیر ہو گیا۔

قَرُبَ فَبَعُدَ وَ بَعُدَ فَقَرُبَ يُجِيْبُ دَعْوَةَ مَنْ يَّدْعُوْهُ وَيَرْزُقُهٗ وَيَحْبُوْهُ

وہ قریب ہونے کے باوجود دور ہے اور دور ہونے کے باوجود قریب ہے جو اس سے دعا

کرتا ہے اسے قبول کرتا ہے رزق دیتا ہے اور اس پر بخشش کرتا ہے۔

ذُوْلُطْفٍ خَفِيٍّ وَ بَطْشٍ قَوِيٍّ وَرَحْمَةٍ مُوْسِعَةٍ وَعَقُوْبَةٍ مُوْجِعَةٍ رَحْمَتُهٗ جَنَّةٌ عَرِيْضَةٌ مُوْنِقَةٌ وَعُقُوْبَتُهٗ جَحِيْمٌ مَّمْدُوْدَةٌ مُوْبِقَةٌ ۔

اس کا لطف خفی اور گرفت مضبوط ہے اس کی رحمت وسیع اور عذاب دردناک ہے اس کی رحمت وہ جنت ہے جو وسیع اور پر لطف ہے اور عذاب دوزخ ہے جو پھیلا ہوا اور مہلک ہے۔

وَشَهِدْتُ بِبَعْثِ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِهٖ وَعَبْدِهٖ وَصَفِيِّهٖ وَنَجِيِّهٖ وَخَلِيْلِهٖ ۔

اور میں نے گواہی دی ان محمد مصطفی ﷺ کی بعثت پر جو اس کے رسول عبد خاص چنے ہوئے اس سے باتیں کرنے والے پاک اور اس کے محبوب اور دوست ہیں۔

بَعَثَهٗ فِيْ خَيْرِ عَصْرٍ وَّحِيْنَ فُتْرَةٍ وَّكُفْرٍ رَحْمَةً لِّعَبِيْدِهٖ وَ مِنَّةً لِّمَزِيْدِهٖ وَخَتَمَ بِهٖ نُبُوَّتَهٗ وَ شَيَّدَ بِهٖ حُجَّتَهٗ ۔

انہیں ایسے بہترین دور میں مبعوث فرمایا جب زمانہ نبی سے خالی تھا کفر کا دور دورہ تھا اس لئے کہ اپنے بندوں پر رحم و احسان کرے۔ مزید برآں یہ کہ ان پر اپنی نبوت کو ختم اور اپنی حجت کو مضبوط کر دیا۔

فَوَعَظَ وَ نَصَحَ وَبَلَّغَ وَكَدَحَ ۔

پس انہوں نے وعظ و نصیحت فرمائی' خدا کا حکم بندوں کو پہنچایا اور ہر طرح سے اس کی کوشش کی۔

رَؤُفٌ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَّحِيْمٌ سَخِيٌّ وَلِيٌّ زَكِيٌّ عَلَيْهِ رَحْمَةٌ وَّتَسْلِيْمٌ وَّبَرَكَةٌ وَّتَعْظِيْمٌ وَّتَكْرِيْمٌ مِّنْ رَّبٍّ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ قَرِيْبٍ مُّجِيْبٍ حَلِيْمٍ ۔

وہ ہر مومن پر مہربان تھے' رحم کرتے تھے' سخی تھے' اولیٰ بالتصرف تھے' پاکیزہ تھے ان پر درود و سلام اور برکت و اکرام ہو۔ اس بخشنے والے رب کی طرف سے بخشنے والا' قریب دعائیں قبول کرنے والا اور حلیم ہے۔

وَصَيْتُكُمْ مَعْشَرَ مَنْ حَضَرَنِيْ

حاضرین مجلس میں تمہیں تمہارے پروردگار کا فرمان

بِوَصِيَّةِ رَبِّكُمْ وَذَكَّرْتُكُمْ بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِرَهْبَةٍ تَسْكُنُ قُلُوبُكُمْ وَخَشْيَةٍ تَذْرِي دُمُوعُكُمْ وَتَقِيَّةٍ تُنْجِيكُمْ قَبْلَ يَوْمِ يُبْلِيكُمْ وَيُذْهِلُكُمْ .

سناتا ہوں اور میں تم کو تمہارے پیغمبر کا طرز عمل یاد دلاتا ہوں۔ تم پر لازم ہے کہ اس سے ڈرتے رہو تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے اور خدا سے ایسا خوف کرو کہ تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں اور ایسے پرہیزگار ہو جاؤ جو تم کو نجات دلائے قبل اس کے کہ امتحان کا دن آ جائے اور صرف اپنی فکر میں سب سے غافل ہو جانا پڑے۔

يَوْمَ يَفُوزُ فِيهِ مَنْ ثَقُلَ وَزْنُ حَسَنَتِهِ وَخَفَّ وَزْنُ سَيِّئَتِهِ .

اس دن وہی شخص کامیاب ہوگا جس کی نیکی کا پلہ بھاری اور گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔

وَلْتَكُنْ مَسْئَلَتُكُمْ وَتَمَلُّقُكُمْ مَسْئَلَةَ ذُلٍّ وَخُضُوعٍ وَشُكْرٍ وَخُشُوعٍ بِتَوْبَةٍ وَنُزُوعٍ وَنَدَمٍ وَرُجُوعٍ .

تمہیں چاہئے کہ جب خدا سے دعا کرو تو گڑ گڑا کر اپنے کو ذلیل سمجھ کر عاجزی وانکساری و ندامت اور رجوع قلب کے ساتھ دل سے گناہوں کا خیال دور کر کے۔

وَلْيَغْتَنِمْ كُلُّ مُغْتَنِمٍ مِنْكُمْ صِحَّتَهُ قَبْلَ سَقَمِهِ وَشَبِيبَتَهُ قَبْلَ هَرَمِهِ وَسَعَتَهُ قَبْلَ فَقْرِهِ وَفَرْغَتَهُ قَبْلَ شُغْلِهِ وَحَضَرَهُ قَبْلَ سَفَرِهِ .

تمہیں چاہئے کہ بیماری سے پہلے صحت کو بڑھاپے سے پہلے جوانی کو فقر سے پہلے فارغ البالی کو اور کاموں میں مصروف ہونے سے پہلے فراغت کو اور سفر سے پہلے حضر کو غنیمت سمجھو۔

وَتَهْوَنَهُ قَبْلَ تَكَبُّرٍ وَتَهَرُّمٍ وَتَمَرُّضٍ وَتَسَقُّمٍ يَمَلُّهُ طَبِيبُهُ وَيُعْرِضُ عَنْهُ حَبِيبُهُ وَيَنْقَطِعُ عُمْرُهُ وَيَتَغَيَّرُ عَقْلُهُ .

ایسا نہ ہو کہ پیری آ جائے اور کمزور و لاغر ہو جاؤ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاؤ یا مرض آ دبائے اور طبیب رنج و تعب میں ڈال دے اور دوست احباب بھی منہ پھیر لیں عمر کا رستہ کٹ جائے اور عقل ساتھ چھوڑ دے۔

ثُمَّ قِيلَ مَوْعُوكٌ وَجِسْمُهُ مَنْهُوكٌ .

پھر یہ کہا جائے کہ بخار کی شدت اور حالت

ثُمَّ جُدَّ فِي نَزْعٍ شَدِيدٍ وَحَضَرَهُ كُلُّ قَرِيبٍ وَبَعِيدٍ فَشَخَصَ بَصَرُهُ وَطَمَحَ نَظَرُهُ وَرَشَحَ جَبِينُهُ وَعَطَفَ عِرْنِينُهُ وَسَكَنَ حَنِينُهُ وَجَذَبَ نَفْسُهُ .

خراب ہے جسم لاغر ہو گیا ہے۔ پھر جان کنی کی سختی کا سامنا ہوتا ہے اور اس کے قریب اور دور والے اس کے پاس آ جاتے ہیں پھر آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ پتلیاں پھر جاتی ہیں پیشانی پر موت کا پسینہ آ جاتا ہے ناک کا بانسہ پھر جاتا ہے۔ آواز بند ہو جاتی ہے اور روح قبض ہو جاتی ہے۔

وَبَكَتْهُ عِرْسُهُ وَحُفِرَ رَمْسُهُ وَيُتِّمَ وَلَدُهُ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ عَدَدُهُ فَصُمَّ جَمْعُهُ وَذَهَبَ بَصَرُهُ وَسَمْعُهُ .

اس کی زوجہ رونے لگتی ہے قبر کھودی جاتی ہے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے عدد (ساتھی) متفرق ہو جاتے ہیں۔ اعضاء شکستہ ہو جاتے ہیں۔ بینائی اور سماعت رخصت ہو جاتی ہے۔

وَمُدِّدَ وَجُرِّدَ وَعُرِّيَ وَغُسِّلَ وَنُشِّفَ وَسُجِّيَ وَبُسِطَ لَهُ وَهُيِّئَ وَنُشِرَ عَلَيْهِ كَفَنُهُ .

پھر سیدھا کر کے لٹا دیا جاتا ہے۔ لباس اتارا جاتا ہے۔ غسل دیا جاتا ہے کپڑے سے بدن پونچھا جاتا ہے اور خشک کر کے ایک چادر اس پر ڈالی جاتی ہے۔ ایک بچھا دی جاتی ہے اور کفن اس کیلئے پھیلا دیا جاتا ہے۔

وَشُدَّ مِنْهُ ذَقَنُهُ وَقُمِّصَ وَعُمِّمَ وَوُدِّعَ وَسُلِّمَ .

اس کی ٹھوڑی باندھی جاتی ہے قمیض پہنائی جاتی ہے عمامہ باندھا جاتا ہے اور رخصت کر دیا جاتا ہے اور جنازہ اٹھانے والوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

وَحُمِلَ فَوْقَ سَرِيرٍ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ بِتَكْبِيرٍ بِغَيْرِ سُجُودٍ وَتَعْفِيرٍ .

پھر ایک تختہ پر جنازہ اٹھایا جاتا ہے پھر بغیر سجدہ اور خاک پر سر رکھنے کے تکبیر سے نماز پڑھی جاتی ہے۔

وَنُقِلَ مِنْ دُورٍ مُزَخْرَفَةٍ وَقُصُورٍ

اور نقش و نگار والے مضبوط مکانوں اور نفیس فرش

Scanned with CamScanner

مُشَيَّدَةٍ وَ حُجُرٍ مُنَجَّدَةٍ وَّجُعِلَ فِیْ ضَرِيْحٍ مَّلْحُوْدٍ وَّضَيِّقٍ مُرْصُوْدٍ بِلَبِنٍ مَنْضُوْدٍ وَّ مُسَقَّفٌ بِجُلْمُوْدٍ وَهِيْلَ عَلَيْهِ عَفَرُهٗ وَحُثِيَ عَلَيْهِ مَدَرُهٗ وَتَحَقَّقَ حَذَرُهٗ وَ نَسِيَ خَبَرُهٗ .

وفروش والے کمروں سے منتقل کر کے تنگ لحد میں رکھ دیتے ہیں اور تہ بہ تہ اینٹوں سے چن کر اوپر پتھر رکھ کر پاٹ دی جاتی ہے اور قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور ڈھیلوں سے پر کر دی جاتی ہے جس کا ڈر تھا وہ سامنے آ کر یقین ہو جاتا ہے اور اس کی خبر بھول جاتی ہے۔

وَرَجَعَ عَنْهُ وَلِيُّهٗ وَصَفِيُّهٗ وَنَدِيْمُهٗ وَنَسِيْبُهٗ وَحَمِيْمُهٗ وَتَبَدَّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ وَحَبِيْبُهٗ .

اس کے دوست احباب ہمنشین اور رشتہ دار اور ہمدرد اسے چھوڑ کر واپس آ جاتے ہیں اور اس کے رشتہ دار اور دوست سب بدل جاتے ہیں۔

فَهُوَ حَشْوُ قَبْرٍ وَرَهِيْنُ قَفْرٍ يَسْعٰى بِجِسْمِهٖ دُوْدُ قَبْرِهٖ وَيَسِيْلُ صَدِيْدُهٗ عَنْ مَّنْخَرِهٖ تُسْتَحَقُّ تُرْبَتُهٗ لَحْمَهٗ وَيَنْشِفُ دَمُهٗ بِجَنْبِهٖ وَيَرِمُّ عَظْمُهٗ حَتّٰى يَوْمَ حَشْرِهٖ فَيُنْشَرُ مِنْ قَبْرِهٖ .

وہ (مردہ) قبر میں پڑا ہوتا ہے سنسان بیابان کے پاس رہن ہے۔ اس کے بدن پر کیڑے مکوڑے دوڑتے پھرتے ہیں۔ اس کی ناک سے پیپ بہتی ہے۔ قبر فشار کرتی ہے۔ اس کا گوشت پیس ڈالتی ہے اور اس کا خون اس کے دونوں پہلوؤں میں خشک ہو جاتا ہے۔ اس کی ہڈیاں قیامت تک بوسیدہ ہوتی رہتی ہیں تا آنکہ خدا پھر اس کو زندہ کرے اور قبر سے اٹھالے۔

حِيْنَ يَنْفَخُ فِیْ صُوْرٍ وَيُدْعٰى بِحَشْرٍ وَّ نُشُوْرٍ فَثَمَّ بُعْثِرَتْ قُبُوْرٌ وَّحُصِّلَتْ سَرِيْرَةُ صُدُوْرٍ .

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ قبر سے اٹھے اور حشر ونشر کے میدان میں بلایا جائے گا تو اس موقع پر قبروں والے زندہ کیے جائیں گے۔ قبروں سے نکالے جائیں گے اور ان کے دلوں کے راز ظاہر کیے جائیں گے۔

وَجِیْءَ بِكُلِّ نَبِیٍّ وَ صِدِّيْقٍ وَّ شَهِيْدٍ

ہر نبی وصدیق وشہید کو لایا جائیگا اور فیصلہ کیلئے

فَوَحَّدَ (وَتَوَحَّدَ) لِلْفَصْلِ قَدِيْرٌ بِعَبِيْدِهٖ خَبِيْرٌ بَصِيْرٌ .

خداوند قدیر جو بندوں کے حالات سے واقف ہے انہیں جدا جدا کھڑا کرے گا۔

فَكَمْ مِنْ زَفْرَةٍ تُعْنِيْهِ وَحَسْرَةٍ تُضْنِيْهِ فِیْ مَوْقَفٍ مَهِيْلٍ وَّ مَشْهَدٍ جَلِيْلٍ بَيْنَ يَدَیْ مَلِكٍ عَظِيْمٍ وَ بِكُلِّ صَغِيْرٍ وَ كَبِيْرٍ عَلِيْمٌ .

پھر بہت سی (ہیبت ناک) آوازیں اسے پریشانی میں ڈالیں گی اور اس ہولناک موقف اور حاضری کے مقام جلیل میں اس خدا کے سامنے پیش ہوگا جس کی بادشاہت عظیم ہے اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے واقف ہے۔

وَحِيْنَئِذٍ يُلْجِمُهٗ عَرَقُهٗ وَيَحْضُرُهٗ قَلَقُهٗ عِبْرَةٌ غَيْرَ مَرْحُوْمَةٍ وَسَرْخَتُهٗ غَيْرَ مَسْمُوْعَةٍ وَ حُجَّتُهٗ غَيْرَ مَقْبُوْلَةٍ .

اور اس وقت گناہوں کی شرمندگی سے اس قدر پسینہ بہے گا کہ منہ تک آ جائے گا اس وقت وہ بہت روئے پیٹے گا فریاد کرے گا مگر نہ اس پر رحم کیا جائے گا اور نہ کوئی شنوائی ہوگی اور نہ کوئی عذر پیش کیا جا سکے گا۔

تَبَلَّغَتْ جَرِيْرَتُهٗ وَ نُشِرَ صَحِيْفَتُهٗ فَنَظَرَ فِیْ سُوْءِ عَمَلِهٖ وَشَهِدَتْ عَلَيْهِ عَيْنُهٗ بِنَظَرِهٖ وَيَدُهٗ بِبَطْشِهٖ وَرِجْلُهٗ بِخُطُوِهٖ وَفَرْجُهٗ بِمَسِّهٖ وَجِلْدُهٗ بِلَمْسِهٖ .

ان (گناہ گاروں اور کافروں) کے گناہ ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ اعمال نامہ پیش کر دیا جائے گا۔ وہ اعمال بد کو دیکھے گا اور اس کی آنکھ نظر بد کی، ہاتھ اس کے ظلم کی، پاؤں برے کام کیلئے چلنے کی، شرم گاہ زنا کاری کی اور جلد مس کرنے کی گواہی دیں گی۔

فَسُلْسِلَ جِيْدُهٗ وَغُلَّتْ يَدُهٗ وَسِيْقَ لِيُسْحَبَ (فَسُحِبَ) وَحْدَهٗ فَوَرَدَ جَهَنَّمَ بِكَرْبٍ وَشِدَّةٍ فَظَلَّ يُعَذَّبُ فِیْ جَحِيْمٍ .

پھر اس کی گردن میں زنجیر ڈال دی جائے گی اور مشکیں باندھ دی جائیں گی۔ پھر اسے کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور فریادیں کرتا ہوا داخل جہنم ہوگا اور اس پر سخت عذاب کیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

وَيُسْقٰى شُرْبَةً مِّنْ حَمِيْمٍ وَتُشْوٰى وَجْهُهٗ وَتُسْلَخُ جِلْدُهٗ وَتَضْرِبُهٗ زِبْنِيَتُهٗ بِمَقْمَعٍ مِّنْ حَدِيْدٍ وَيَعُوْدُ جِلْدُهٗ بَعْدَهٗ بِجِلْدٍ جَدِيْدٍ .

اور جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جس سے اس کا منہ جھلس جائے گا اور کھال اتر جائے گی۔ فرشتے گرز اپنی ماریں گے اور کھال اتر جانے کے بعد دوبارہ کھال پیدا ہوگی۔

يَسْتَغِيْثُ فَتُعْرِضُ عَنْهُ خَزَنَةُ جَهَنَّمَ وَيَسْتَصْرِخُ فَيَلْبَثُ حُقْبَةً يَنْدَمُ .

اور بہت آہ و فریاد کرے گا مگر دوزخ کے نگہبان فرشتے اس کی طرف سے منہ پھیر لیں گے اس طرح ایک مدت دراز تک وہ دوزخ میں رہے گا اور توبہ تلا کرتا رہے گا۔

نَعُوْذُ بِرَبٍّ قَدِيْرٍ مِّنْ شَرِّ كُلِّ مَصِيْرٍ وَنَسْئَلُهٗ عَفْوَ مَنْ رَضِيَ عَنْهُ .

ہم قوت والے پروردگار سے پناہ مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر آنے والے شر سے محفوظ رکھے اور اس سے ایسی معافی چاہتے ہیں جیسی اس نے کسی سے راضی ہو کر اسے عطا کی ہو۔

وَمَغْفِرَةً مِّنْ قِبَلِهٖ وَهُوَ وَلِيُّ مَسْئَلَتِيْ وَمُنْجِحُ طَلِبَتِيْ .

اور ایسی مغفرت چاہتے ہیں جو اس نے توبہ قبول کر کے بخشی ہو وہ ہر دعا قبول کرنے والا اور حاجت برلانے والا ہے۔

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنْ تَعْذِيْبِ رَبِّهٖ جُعِلَ فِيْ جَنَّتِهٖ بِعِزَّتِهٖ وَخُلِّدَ فِيْ قُصُوْرٍ مُّشَيَّدَةٍ وَّمَلَكَ بِحُوْرٍ عِيْنٍ وَّحَفَدَةٍ وَطِيْفَ عَلَيْهِ بِكُؤُوْسٍ وَسُكِّنَ خَطِيْرَةَ قُدْسٍ وَّتَقَلَّبَ فِيْ نَعِيْمٍ .

لیکن وہ شخص جو مستحق عذاب نہیں ہے وہ جنت کے مضبوط محلوں میں عزت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا جہاں حور عین اور خادم (غلمان) اس کی ملکیت ہوں گے اور جام کوثر کے دور چلیں گے خطیرۂ قدس میں مقیم ہوگا اور جنت کی نعمتوں میں اٹھتا بیٹھتا رہے گا۔

وَسُقِيَ مِنْ تَسْنِيْمٍ وَّشُرِبَ مِنْ عَيْنِ سَلْسَبِيْلٍ وَمُزِجَ لَهٗ بِزَنْجَبِيْلٍ

نہر تسنیم کا پانی پلایا جائیگا اور چشمہ سلسبیل سے جس میں زنجبیل ملی ہوئی ہے اور مشک وعنبر کی

مُخَتَّمٍ بِهٖ بِمِسْكٍ عَبِيْرٍ مُسْتَدِيْمٍ لِّلْمُلْكِ .

مہر لگی ہے سیراب ہوگا وہاں کا دوامی الک ہوگا۔

مُسْتَشْعِرٌ لِلسُّرُوْرِ يَشْرَبُ مِنْ خُمُوْرٍ فِيْ رَوْضٍ مُغْدَقٍ لَيْسَ يُصَدَّعُ مِنْ شُرْبِهٖ وَلَيْسَ يُنْزَفُ لُبُّهٗ .

معطر اور خوشگوار شراب پئے گا جس سے نہ درد سر (خمار) ہوگا اور نہ بے ہوشی اور نہ حواس میں فتور ہوگا۔

هٰذِهٖ مَنْزِلَةُ مَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ وَحَذَّرَ نَفْسَهٗ مَعْصِيَتَهٗ وَتِلْكَ عُقُوْبَةُ مَنْ جَحَدَ مَشِيَّتَهٗ وَسَوَّلَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ مَعْصِيَتَهٗ .

یہ قدر و منزلت اس شخص کی ہے جو خدا سے ڈرتا ہے گناہوں سے پرہیز کرتا ہے اور عذاب اس شخص کیلئے ہے جو اپنے مالک کی نافرمانی کرتا اور خواہشات نفسانی سے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

فَهُوَ قَوْلٌ فَصْلٌ وَّحُكْمٌ عَدْلٌ وَخَيْرُ قَصَصٍ قُصَّ وَوَعْظٌ بِهٖ نُصَّ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ نَزَلَ بِهٖ رُوْحُ قُدُسٍ مُّبِيْنٍ عَلٰى قَلْبِ نَبِيٍّ مُّهْتَدٍ رَشِيْدٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ رُسُلٌ سَفَرَةٌ مُكْرَمُوْنَ بَرَرَةٌ .

پس حق و باطل میں اس بات سے فرق معلوم ہوتا ہے اور یہی عادلانہ فیصلہ ہے اور بہترین وعظ و نصیحت ہے جس کی تصریح خداوند حکیم و حمید نے اس کتاب میں فرمائی ہے جو روح القدس کے ذریعہ ہدایت یافتہ اور راست باز پیغمبر کے دل میں نازل فرمائی۔

عُذْتُ بِرَبٍّ عَلِيْمٍ رَّحِيْمٍ كَرِيْمٍ مِّنْ شَرِّ كُلِّ رَجِيْمٍ

میں پروردگار علیم و رحیم و حکیم سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ہر دشمن لعین و رجیم کے شر سے بچائے۔

فَلْيَتَضَرَّعْ مُتَضَرِّعُكُمْ وَلْيَبْتَهِلْ مُبْتَهِلُكُمْ وَلْيَسْتَغْفِرْ كُلُّ مَرْبُوْبٍ مِّنْكُمْ لِيْ وَلَكُمْ وَحَسْبِيْ رَبِّيْ وَحْدَهٗ .

پس چاہئے کہ اس کی بارگاہ میں عاجزی کرنے والے عاجزی کریں اور فریادی فریاد کریں اور تم میں سے ہر شخص میرے لئے اور اپنے لئے استغفار کرے اور میرا واحد و یکتا پروردگار میرے لئے کافی ہے۔

(مطالب السؤل فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی صفحہ ۱۷۳ تا ۱۷۶) نہج البلاغہ ص ۶۶۵ تا ص ۶۷۱

Scanned with CamScanner

(الحمد لله الذی کرم وجه علی المرتضٰی ' فلم یزل محفوظا منه بعین الرضٰی ' والصلٰوة والسلام علی السیّد العلی الرضی الارضی ' شفیع المذنبین یوم فصل القضاء وعلی اله وصحبه بعدد کل من یاتی ومضٰی)

ایک ضروری وضاحت

میرا ارادہ صرف حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہم (خلفاء اربعہ) کے فضائل لکھنے کا ہی تھا لیکن چونکہ خلافت راشدہ کی کل مدت بالاتفاق تیس سال ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ الخلافة بعدی ثلاثون عاما ۔ خلافت علی منہاج النبوت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے وصال باکمال کے بعد ابوبکر دو سال چار ماہ' عمر دس سال چھ ماہ' عثمان بارہ سال سے چند دن کم اور علی المرتضیٰ چار سال نو ماہ خلیفہ رہے۔ یہ کل مدت انتیس سال اور سات مہینے بنتی ہے اور آخری خلیفۂ راشد امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے پانچ مہینے شامل ہوں تو تیس سال کی مدت مکمل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ امام حسن کے حالات وفضائل میں نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ''کربلا کی یاد آئی'' میں لکھ دیئے ہیں تاہم ''خلافت راشدہ'' کی مدت مکمل کرنے کے لئے حضرت امام حسن کے فضائل کو اختصار کے ساتھ لکھنے کی پھر سے سعادت حاصل ہو رہی ہے ان شاء اللہ یہ تکرار محبانِ اہل بیت کے لیے ازدیادِ محبت کا باعث ہوگا جیسے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کے تکرار کو کستوری کی مہک قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے۔

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکره
هو المسك اذا کررته یتضوع

جب امام ابوحنیفہ کا ذکر کستوری کی طرح ہے جو بار بار رگڑنے سے پہلے سے زیادہ خوشبو دیتی ہے اور امام حسن مجتبیٰ کا ذکر خیر تو ہزاروں کستوریوں سے بڑھ کر ہے یقیناً ان کا بار بار ذکر کرنے سے بھی اہلِ محبت کیلئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جوانان جنت کے اس سردار کے ذکر خیر سے جنت کی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور اہل ایمان جنت کی خوشبوؤں کو محسوس کرنے لگتے ہیں۔

خلیفۂ خامس' امیر المؤمنین

سیّدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

لیکن میری کوشش ہوگی کہ جو کچھ پہلے لکھ چکا ہوں اس سے مختلف لکھوں۔ اگرچہ مختصر ہی لکھوں۔

وہ حسن مجتبیٰ سیّد الاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
روح مہر ہدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۴۱ھ میں صلح کی جس کے ساتھ ہی خلافت راشدہ کی تکمیل ہوئی اور اس کے معاً بعد ہی امارت و ملوکیت کا دور شروع ہو گیا اور سلطنت و بادشاہت کا زمانہ آ گیا۔ جو اگرچہ آج کل کی نام نہاد جمہوریت سے تو ہزار درجے بہتر تھا لیکن خلافت راشدہ جیسا تو نہ تھا۔

لہٰذا اس بارے میں اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے پہلے بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں۔

Scanned with CamScanner

دوسرا یہ کہ حضرت امیر معاویہ امیر برحق ہیں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے بعد امیر برحق ہوئے نہ کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے عہد امارت وخلافت سے لے کر۔ اس وقت امام حق اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ ہی تھے جن کی آپ نے اطاعت نہ کی جو ان کی خطائے اجتہادی تھی جو شرعاً نہ صرف معاف ہے بلکہ ایک ثواب کا حقدار بھی بناتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ کے ساتھ امام حسن کی صلح کے اسباب

۱- امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ صلح فوج کی قلت اور کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں کی۔ امام کے ساتھ بے شمار فوج تھی اور جانبازی کیلئے مستعد تھی اور یک دل ویکجان امام کی نصرت اور حمایت کیلئے کوشاں تھی اور اس قدر کثیر تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھ کر مرعوب ہو گئے اور صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغام صلح کی ابتداء حضرت معاویہ کی جانب سے ہوئی اور صلح کی درخواست کی۔ ابتداء کمزور کی طرف سے ہوتی ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خیال فرمایا کہ اگرچہ میرے پاس قوت اور فوجی طاقت بے شمار ہے لیکن فیصلہ بغیر جنگ کے نہ ہوگا اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے خون کی حفاظت کیلئے صلح کے پیغام کو قبول کیا اور حق خلافت سے دستبردار ہوئے اور حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (استیعاب لابن عبدالبر ص ۲۹۸ ج ۳)

حسن شہزدۂ امن و اماں ہے
وہ سردار جوانان جناں ہے
جس کی صلح جوئی سے ہوا صاف
معاویہ امیر مؤمناں ہے

(ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین) جیسا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس خطبے سے ظاہر ہے۔

جب امام حسن اور حضرت معاویہ میں صلح مکمل ہو گئی تو امام حسن نے یہ فرمایا کہ حضرت معاویہ نے مجھ سے میرا حق خلافت چھیننا چاہا جو میرا حق تھا نہ کہ ان کا لیکن امت کو فتنہ اور فساد سے بچانے کیلئے میں نے مصلحت اس میں دیکھی کہ صلح کر لی جائے اور تم مجھ سے اس امر پر بیعت کئے ہوئے کہ جس سے میں صلح کروں اس سے تمہاری بھی صلح ہے اور جس سے میں جنگ

کروں اس سے تم بھی جنگ کرو۔ اس وقت میں نے یہی مناسب جانا کہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت اس کے گرانے سے بہتر ہے اور اس صلح سے سوائے تمہاری بھلائی کے میرا کوئی مقصد نہیں۔ (تحفۂ اثناعشریہ)

اس خطبہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ حضرت امام حسن کا ملک اور ریاست کو حضرت معاویہ کے سپرد کرنا عاجزی اور درماندگی کی وجہ سے نہ تھا۔

دوم یہ ہے کہ حضرت معاویہ امام حسن کی نظر میں بادشاہت اور ریاست کی اہلیت رکھتے تھے۔ کافر اور مرتد نہ تھے۔ اس لیے کہ کفار اور مرتدین سے فتنہ کے خوف سے صلح کرنا جائز نہیں بلکہ ان سے جہاد وقتال واجب ہے۔

کما قال تعالٰی وقاتلوھم حتّٰی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ۔

نیز مسند بزار میں باسناد حسن مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

ان اول دینکم بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ و رحمۃ ثم یکون ملک وجبریۃ۔ الحدیث۔

یعنی تمہارے دین کی ابتداء نبوت اور رحمت سے ہوئی۔ پھر اس کے بعد خلافت اور رحمت ہوگی اور پھر اس کے بعد بادشاہت اور جبری حکومت ہوگی۔ لہٰذا عجب نہیں کہ امام حسن نے یہ خیال فرمایا ہو کہ نبوت اور رحمت اور پھر خلافت اور رحمت کا زمانہ تو گزر چکا ہے اور بادشاہت اور جبری حکومت کا دور آنے والا ہے جس میں طرح طرح کے فتنے نمودار ہوں گے اس لیے ریاست اور حکومت سے دست برداری اختیار فرمائی تاکہ خود بھی امارت اور بادشاہت کے فتنہ سے محفوظ رہیں اور مسلمان باہمی کشت وخون سے اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ امام حسن کی نظر اس پر ہو کہ جنگ سے کوئی معتد بہ فائدہ نہ ہوگا اس لیے صلح کو اختیار فرمایا۔ خونریزی سے محفوظ رہیں۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ عین موقعۂ میدان میں امام حسن رضی اللہ عنہ کو یہ ارشاد نبوی یاد آیا ہو۔ ان ابنی ھذا سید سیصلح اللہ بہ بین فئتین من المسلمین۔ انسان کو ایک چیز معلوم ہوتی ہے مگر اس کو بھول جاتا ہے اور عین موقعہ پر اس کو یاد آ جاتی ہے۔ (اور حقیقت یہ ہے کہ اس صلح کے بعد

Scanned with CamScanner

ہی لیظھرہ علی الدین کلہ کے حکم کی تکمیل ہوئی اور اسلام کا جھنڈا لاکھوں مربع میل (چونسٹھ لاکھ مربع میل) پر لہرایا۔ صرف اتنی بات پہ حضرت امیر کو برا کہنا کہ انہوں نے یزید کو نامزد کیا تھا اور اسلام میں نامزدگی نہیں ہے تو یہ کوئی بات نہیں کیونکہ یہ الزام صرف امیر معاویہ پر ہی نہیں بلکہ حضرت علی پر بھی آئے گا کہ انہوں نے بھی تو امام حسن کو نامزد ہی فرمایا تھا)۔

یزید کے بارے میں محتاط مذہب

اگر مان بھی لیا جائے کہ حضرت معاویہ اس صلح سے پیشتر بظاہر باغی تھے مگر خطائے اجتہادی کی وجہ سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ قصداً کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب تھے اور اہل سنت کے نزدیک کسی گناہ کبیرہ کرنے والے پر بھی لعنت جائز نہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات وقال تعالیٰ والذين جاء وا من بعدهم يقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين امنوا ربنا انك رؤف رحيم۔

پس استغفار کا حکم لعنت کے منافی ہے اور باغی اور گناہ کبیرہ کا مرتکب باتفاق اہل سنت و شیعہ ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا۔

لقوله تعالیٰ: وان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما۔

باقی یہ آیت

الا لعنة الله على الظالمين اور لعنة الله على الكاذبين۔

اللہ کی لعنت ہو ظالموں پر۔ اللہ کی لعنت ہو جھوٹوں پر سو اس آیت سے مقصود اس صفت پر لعنت کرنا ہے۔ موصوف اور صاحب صفت پر لعنت مقصود نہیں۔ نیز یہ لعنت اجمالی طور پر آئی ہے کسی ظالم اور کاذب کا نام لے کر لعنت نہیں آئی۔ زندگی میں نام لے کر کافر پر بھی لعنت کرنا جائز نہیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے دے اور مرنے کے بعد نام لے کر لعنت جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جب عکرمۃ بن ابی جہل مشرف باسلام ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

لا تسبوا اباه فان سب الميت يوذی الحی۔

عکرمہ کے باپ ابوجہل کو برا بھلا نہ کہنا مردوں کو برا کہنے سے زندوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور اگر بالفرض صاحب صفت ہی پر لعنت مراد ہو تو اگر اس صفت سے لعنت کا جواز معلوم ہوگا تو صفت ایمان کی وجہ سے لعنت کی ممانعت معلوم ہوگی کیونکہ اہل ایمان کے لئے دعائے مغفرت واجب ہے اور جب مباح اور حرام جمع ہو جائیں تو غلبہ حرام کو ہوتا ہے۔

کتب امامیہ سے یہ بات بطریق تواتر ثابت ہے کہ حضرت امیر نے اہل شام کو لعنت سے منع فرمایا اور یہ فرمایا: هم اخواننا قد بغوا علينا۔ یہ ہمارے بھائی ہیں (یعنی کافر نہیں) صرف انہوں نے ہم سے بغاوت کی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

حضرت امام حسین کا یزید کے مقابلہ میں آنا خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بنا پر نہ تھا (کیونکہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال گزر چکی تھی) بلکہ مسلمانوں کو ظالموں کی حکومت سے چھڑانا تھا کہ مسلمانوں پر ظالم اور فاسق و فاجر کی حکومت قائم نہ ہو جائے اس لیے کہ یزید کی حکومت ابھی پوری طرح قائم نہ ہوئی تھی۔ اہل مکہ اور اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے ابھی یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر نے بھی بیعت نہ کی اور احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ بادشاہ وقت سے بغاوت اور اس کی اطاعت سے خروج جائز نہیں اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بادشاہ کا بلا نزاع اور بلا مزاحمت کامل تسلط ہو جائے تو وہ اگرچہ ظالم ہی ہو اس کی اطاعت سے خروج اور بغاوت جائز نہیں ہے اور جس کا ابھی تک تسلط ہی نہ ہوا ہو اور ہنوز اس کی حکومت ہی قائم نہ ہوئی ہو تو اس کا مقابلہ خروج اور بغاوت نہ کہلائے گا۔

دفع تسلط اور رفع تسلط میں بڑا فرق ہے۔ قائم شدہ تسلط کا رفع یعنی اور اس کا ازالہ خروج اور بغاوت ہے اور کسی ظالم کے تسلط کو قائم نہ ہونے دینا اس کا نام منع تسلط ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا خروج یزید پلید کے دفع اور منع تسلط کیلئے تھا نہ کہ رفع تسلط کیلئے۔

ماخوذ از فتاویٰ عزیزی، ص ۲۱، ج ۱

اسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر حضرت معاویہ حضرت علی کے مقابلہ میں

آئے ہیں تو معاذ اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ نہ تھا کہ خلیفۂ برحق کا مقابلہ کریں اور اسلامی حکومت کے خلاف تلوار اٹھائیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ معاذ اللہ ان میں سے بھی کسی کا یہ قصد نہ تھا لہٰذا حضرت معاویہ اور ان کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی ان کے حق میں بغاوت کا لفظ ہرگز ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔

بغاوت کا لفظ اس جگہ استعمال کیا جاتا ہے کہ جہاں دیدہ و دانستہ اسلامی حکومت کے خلاف تلوار اٹھائی جائے اور اگر نیک نیتی سے مطالبہ قصاص کو تسلیم حکومت پر مقدم کر دیا جائے تو غایت مافی الباب اس صورت پر محض ظاہری اور صوری طور پر بغاوت کا اطلاق ہو سکتا ہے لیکن اس کے مرتکب پر کسی حال میں باغی کا اطلاق درست نہیں اور ایک حدیث میں جو یہ آیا ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر سے یہ فرمایا کہ اے عمار! ایک روز ایک گروہ باغی تم کو قتل کریگا۔ سو اس باغی گروہ سے معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا کوئی فرد مراد نہیں بلکہ اس سے وہ مفسد اور فتنہ پرداز لوگ مراد ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔

دیکھو تطہیر الجنان واللسان لابن حجر المکی، ص ۴۷ مطبوعہ برحاشیہ صواعق محرقہ۔

فضائل سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

آں یکے شمع شبستان حرم — حافظ جمعیت خیر الامم

تا نشیند آتش پیکار و کیں — پشت پا زد بر سر تاج و نگیں

(علامہ اقبال)

آپ کا اسم گرامی حسن، کنیت ابو محمد اور القابات مجتبیٰ، سید، شبیہہ رسول، تقی، زکی، سبط رسول، جواد، کریم اور زاہد ہیں۔ سیدنا علی شیر خدا آپ کے والد ماجد اور سیدہ فاطمۃ الزہراء خاتون جنت آپ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

آپ کی خصوصی شان جو آپ کے لقب ''سید'' کی وجہ تسمیہ بنی وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے آپ کو اپنے ہاتھ منبر پر بٹھا کر مجمع عام کے سامنے اعلان فرمایا۔

ان ابنی هذا سیّد ولعل اللّٰه ان یصلح به بین فئتین من المسلمین

میرا یہ بیٹا سردار (سید) ہے اور عنقریب ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہی مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں (رنجشیں دور کر کے) صلح کروا دے۔

(بخاری، ص ۵۳۰، ج ۱، ترمذی ص ۲۱۸، ج ۲، مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت)

اس سے جہاں حضرت امام حسن کی سیادت ثابت ہوئی وہاں حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں کا ایمان دار ہونا بھی ثابت ہوا کہ اہل بیت سے اختلاف کے باوجود حضور علیہ السلام نے ان کے گروہ کو مسلمانوں کا گروہ ہی قرار دیا ہے ورنہ امام حسن ان سے صلح کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔

احکام شریعت میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ سیّد (اصطلاحی معنیٰ کے

Scanned with CamScanner

اعتبار سے) صرف امامین کریمین حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اور ان کی اولاد کو ہی کہا جائے گا۔

امام حسن کی ولادت باسعادت ۳ھ رمضان المبارک میں ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے خود نام رکھا' خود ناف کاٹی' اپنے لعاب دہن کی گٹی دی اور یہ دعا فرمائی۔

اللھم انی اعیذ بك و ذریته من الشیطن الرجیم۔

اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ (نورالابصار' ص ۱۱۱)

حضور علیہ السلام نے ساتویں روز دو مینڈھے ذبح فرما کر امام حسن کا عقیقہ کیا۔ پوری ران آپ کی دایہ کو عطا فرمائی اور خود اپنے دست مبارک سے امام حسن کے سر پہ خوشبو لگائی۔

ثم طلی راسه بیده المبارکة ۔(نورالابصار' ص ۱۱۹)

آپ کے فضائل میں بے شمار احادیث مبارکہ کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے چند لکھی جا رہی ہیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خود دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے امام حسن کو اپنے کندھوں پہ اٹھایا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں۔

اللھم انی احبه فاحبه۔ (بخاری شریف' ص ۵۳۰' ج ۱)

اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

یہ حدیث مسلم شریف میں بھی اسی طرح ہے جبکہ صحیح مسلم میں اس موضوع کی ایک حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:

اللھم انی احبه فاحبه واحبب من یحبه

اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب بنا لے اور (بلکہ) جو اس کو محبوب سمجھے تو اس کو بھی اپنا محبوب بنا لے۔ (ص ۲۸۲)

اور تصویر کے دونوں رخ مندرجہ ذیل حدیث میں آپ کو نظر آئیں گے جس کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی

جو حسن و حسین سے محبت رکھے اس نے مجھ سے محبت کی اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے (ابن ماجہ' ص ۱۳)

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ

شبر نے زمانے کو مصیبت سے بچایا
آلام کو آرام سے دامن میں چھپایا
ہر دکھ کا مداوا کیا یوں ابن علی نے
ہر درد کو بس اپنے ہی سینے سے لگایا (نخر)

حضرت امام حسن کے لقب ''شبیہ رسول'' ہونے کی وجہ مندرجہ ذیل دونوں احادیث سے ظاہر ہو رہی ہے۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فکان الحسن بن علی یشبھه** (میں نے حضور علیہ السلام کی زیارت کی اور) امام حسن کی شکل وصورت حضور علیہ السلام سے ملتی تھی۔

(ترمذی' ص ۲۱۸' ج ۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لم یکن احد منھم اشبه برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من الحسن بن علی۔

حضرت امام حسن سے بڑھ کر کوئی بھی حضور علیہ السلام سے مشابہت نہ رکھتا تھا۔

(ترمذی' ص ۲۱۸)

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ باجماعت نماز ہو رہی ہوتی اور امام حسن رضی اللہ عنہ بالکل کمسنی کے عالم میں حضور علیہ السلام کی پشت انور پہ سوار ہو جاتے اور سلام پھیر کر حضور علیہ السلام امام حسن سے پیار کرنا شروع فرما دیتے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے **ان ھذا ریحانتی** ۔ یہ تو میری خوشبو ہے۔ (نورالابصار عن ابی بکر ن الصدیق رضی اللہ عنہ' ص ۱۳۰)

بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ **فیفرج له بین رجلیه حتی یخرج من الجانب الاخر۔** حضور علیہ السلام اپنی مبارک ٹانگیں کھلی کر دیتے اور امام حسن ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گزرتے رہتے۔ (صواعق محرقہ' ص ۱۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام امام حسن کو اپنے کندھوں پر سوار کئے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے دیکھ کر کہا: **نعم المرکب رکبت یا غلام**۔ اے لڑکے تو کتنی اچھی سواری پہ سوار ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: **نعم الراکب**۔ سوار بھی تو دیکھو کتنا

اچھا ہے۔(ترمذی ص ۲۱۸ ج ۲)

حضرت ابو ہریرہ کی امام حسن سے عقیدت

عمر بن اسحاق فرماتے ہیں:

رایت ابا هریرة رضی الله عنه لقی الحسن بن علی رضی الله عنهما فقال له اکشف عن بطنك حیث رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقبل فیه فکشف عن بطنه فقبله.

میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت امام حسن سے ملاقات کی اور کہا! اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایئے اور مجھے اس جگہ کا بوسہ لینے دیجئے کہ جہاں پہ میں نے حضور علیہ السلام کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ امام حسن نے کپڑا ہٹایا اور حضرت ابو ہریرہ نے بوسہ لیا۔

وفی روایة فقبل سرته ۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے امام حسن کی ناف کا بوسہ لیا۔(مجمع الزوائد ۹٫۱۷۷)

طبرانی نے کبیر میں ثقات رواۃ کی اسناد کے ساتھ اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ ابو سعید المقبری فرماتے ہیں۔

کنا مع ابی هریرة فجاء الحسن بن علی فسلم فرد علیه القوم ومعنا ابو هریره لایعلم فقیل له هذا حسن بن علی سلم فلحقه فقال وعلیك السلام یاسیدی فقیل له تقول یاسیدی فقال اشهدان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال (انه سید)

ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت امام حسن تشریف لائے اور سلام کہا! سب نے سلام کا جواب دیا لیکن حضرت ابو ہریرہ کو (بڑھاپے کی وجہ) سے معلوم نہ ہو سکا کہ کون آیا ہے۔ ہم نے ان کو بتایا کہ حسن بن علی آئے ہیں اور سلام کہہ رہے ہیں۔ بس یہ سننے کی دیر تھی کہ حضرت ابو ہریرہ امام حسن سے لپٹ گئے اور وعلیك السلام یاسیدی کے الفاظ سے ان کے سلام کا جواب دیا۔ ہم نے حضرت ابو ہریرہ کو کہا! آپ (بایں بزرگی) امام حسن کو ''یاسیدی'' کہہ رہے ہیں؟ فرمایا! میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے ان کو

''سید'' فرمایا ہے۔(کنز العمال عن ابن عساکر وابی یعلی ۶۴۶٬۶ ۳۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لاازال احب هذا الرجل یعنی الحسن بعد مارایت رسول الله یصنع مایصنع رایت الحسن فی حجر النبی صلی الله علیه وسلم وهو یدخل اصابعه فی لحیة النبی صلی الله علیه وسلم والنبی یدخل لسانه فی فمه ثم قال اللهم انی احبه فاحبه

میں نے جس دن سے حضرت امام حسن کو حضور علیہ السلام کی گود میں بیٹھ کر آپ کی داڑھی مبارک میں انگلیاں ڈال کر کھیلتے دیکھا اور حضور علیہ السلام اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے تھے اور ساتھ فرماتے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ بس اسی دن سے مجھے امام حسن کے ساتھ پیار ہو گیا ہے۔

(المستدرک ص ۱۶۹ ج ۲ در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ ص ۲۹۱)

حضور علیہ السلام اتنے مبالغے کے ساتھ امام حسن سے پیار کرتے کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن آپ امام حسن کو بار بار چوم رہے تھے اور بار بار سونگھ رہے تھے اور بار بار سینے سے لگا رہے تھے کہ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا! میرا بھی بیٹا ہے میں نے تو اس سے کبھی ایسا نہیں کیا۔ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارایت ان کان الله نزع الرحمة من قلبك فمایدرینی؟ اگر خدا نے تیرے دل سے رحمت کو چھین لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔(حاصل ترجمہ)(المستدرک ص ۱۷۰ ج ۳ وفیہ بدل 'فمایدرینی' 'فماذنبی')

باب شہر ولایت امام حسن   شاہ جود و سخاوت امام حسن
ابن خیبر سکن نورشاہ زمن   ماہ فلک امامت کی کیا بات ہے

علمی بصیرت اور باطنی خلافت

نور الابصار ص ۱۲۱ پر ہے کہ جب آپ امت مسلمہ کو خون ریزی سے بچانے کیلئے اور اپنے نانا جان کی حدیث (ان ابنی هذا سیّد الیصلحن الله به بین فتئین من المسلمین) کی صداقت دنیا کو دکھانے کیلئے حضرت امیر معاویہ کے حق میں ظاہری خلافت سے محض رضائے الٰہی اور امت کی خیر خواہی کی خاطر دستبردار ہوئے تو عوضه الله واهل

Scanned with CamScanner

بیتہ عنها بالخلافة الباطنیة ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو باطنی خلافت سے سرفراز فرما دیا۔ (خلاصۃ) اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ ہر زمانے میں تمام اولیاء کاملین کا قطب اہل بیت ہی سے ہوتا ہے جس طرح غوث اعظم رضی اللہ عنہ روایت میں ہے کہ جب امام حسن حضرت امیر معاویہ کے حق میں ظاہری خلافت سے دستبردار ہوئے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا: آپ تو مومنون کیلئے شرمندگی اور عار ثابت ہوئے جس پر آپ نے جواب دیا۔ العار خیر من النار۔ ظاہری شرمندگی دوزخ کی آگ سے اچھی ہے۔ (نور الابصار ص ۱۲۱)

امام حسن فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کے گھر کی طرف سواری پہ سوار ہو کر جاؤں مجھے اس سے شرم آتی ہے چنانچہ فمشی عشرین حجة۔ آپ نے پیدل چل کر بیس حج ادا فرمائے۔ یہ روایت ابن حجر کی امام ابونعیم سے ہے جبکہ امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے پیدل چل کر پچیس حج کئے۔ وان النجائب لتقاد بین یدیه۔ حالانکہ اونٹنیاں آپ کی خدمت میں کھینچ کھینچ کر سامنے کی جاتی تھیں مگر آپ ان پر سوار نہ ہوتے تھے۔

(صواعق محرقہ، ص ۱۳۹)

آپ کا علمی مقام

کوئی شخص آپ سے سوال کرتا تو آپ فی الوقت اس کو قرآن مجید کی آیات سے استدلال فرما کر جواب ارشاد فرماتے چنانچہ ایک واقعہ نور الابصار ص ۱۲۰ پہ اس طرح لکھا ہے کہ ایک شخص نے مختلف محدثین (جن میں عبداللہ بن عباس حبر الامۃ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے لوگ شامل ہیں) سے شاہد و مشہود کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا شاہد، جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا شاہد جمعہ کا دن اور مشہود قربانی کا دن ہے۔

جبکہ امام حسن نے فرمایا شاہد حضور علیہ السلام کی ذات ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے:

یا ایها النبی انا ارسلنک شاهدا۔ (الاحزاب)

اور مشہود قیامت کا دن ہے جس کی دلیل یہ ہے

ذلك یوم مجموع له الناس وذلك یوم مشهود (سورۃ ھود: ۱۰۳)

(تفصیلی واقعہ دیکھیے علامہ سیّد مؤمن شبلنجی شافعی علیہ الرحمۃ کی کتاب نور الابصار ص ۱۲۰

بحوالہ تفسیر الوسیط امام ابوالحسن علی بن واحدی)

ایک مرتبہ آپ پر ایک قیمتی چادر دیکھ کر ایک یہودی نے (جو کہ نہایت ہی مفلس تھا جس کا چمڑے کا پھٹا ہوا لباس پیاس سے شدت کی گرمی میں ہونٹ خشک اور پانی کا مٹکا کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا) آپ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت ہے اور پھر اپنی حالت اور امام حسن کی حالت کو سامنے رکھ کر جواب دینے کی التماس کی۔ آپ نے فرمایا! اے یہودی! جو نعمتیں اللہ نے میرے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں اگر تو وہ دیکھ لے تو تجھے یقین آ جائے کہ میں اس دنیا میں اس قدر ناز نعم میں رہ کر بھی قید خانے میں ہوں اور جو عذاب اللہ نے تیرے لیے تیار کر رکھا ہے اگر تو وہ دیکھ لے تو تجھے اپنی موجودہ ذلت و رسوائی کی حالت بھی جنتیوں کی سی لگے۔ (نور الابصار، ص ۱۲۰، خلاصۃ)

آپ کی بردباری اور شان عفو و درگزر

آپ کے زمانۂ خلافت میں حالت نماز میں ایک شخص نے آپ پر حملہ کر دیا اور خنجر کا وار کیا۔ اس پر آپ نے (بجائے حکومتی اختیارات استعمال کرنے کے) خطبے میں صرف اتنا فرمایا:

اتقوا الله فینا فانا امراء کم و ضیفانکم۔

اے اہل عراق اللہ سے ڈرو ہم تمہارے امیر ہیں اور مہمان ہیں۔

ونحن اهل البیت الذین قال الله فیهم انما یرید الله لیذهب
عنکم الرجس اهل البیت...... (الاحزاب: ۳۳)

اور ہم وہ اہل بیت ہیں کہ

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں

(الصواعق، ص ۱۳۹)

مروان جو آپ کا بدترین مخالف تھا اور حکمران ہو کر ہر جمعہ کو منبر پہ کھڑے ہو کر حضرت علی المرتضیٰ کی شان میں اور آپ کی شان میں گالیاں بکتا تھا۔ امام حسن نے اس کے پاس پیغام بھیجا۔ فان کنت صادقا فجزاك الله خیرا بصدقك فان کنت کاذبا فالله اشد نقمة۔ اگر تو سچا ہے تو اللہ تجھے تیری سچائی کی جزائے خیر دے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ سخت

انتقام لینے والا ہے۔ خدا کی قسم! میں تیری گالیوں کے جواب میں گالی دے کر کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا اور جو تو نے کہا اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ مقرر ہے۔

(صواعق' ص۱۳۹)

اس مروان کو امام حسن کے جنازے پر امام حسین نے روتا دیکھ کر پوچھا تو کیوں روتا ہے تو نے تو خود ان کو سخت اذیت میں مبتلا رکھا ہے؟ تو مروان نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا: انی کنت افعل ذلك الی احلم من هذا۔ میں وہ سلوک ایسے شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ بردبار تھا۔ (صواعق' ص۱۴۰)

جمال مصطفیٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو
جلال حیدری کا عکس اے سید حسن تم ہو
چراغ اہل بیت مصطفیٰ ہو تم میرے آقا
شہ والا رخ اسلام کی پوری پھبن تم ہو
بنے تھے راکب دوش امام الانبیاء تم بھی
امام الاولیاء' ابن علی' شاہ زمن تم ہو
تمہارے عشق میں باد بہاری رقص کرتی ہے
گل رعنا' بہار جانفزا' حسن چمن تم ہو

آپ کی کرامات

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کرامات کا باب تو بڑا وسیع ہے ان میں سے صرف چند کرامتیں بطور اختصار لکھی جا رہی ہیں۔

☆ حضرت امام حسن ایک دن حضرت زبیر کے کسی صاحبزادے کے ساتھ سفر میں تھے کہ راستے میں ایک باغ میں ذرا آرام کرنے کیلئے رک گئے اور باغ کے اطراف میں دونوں کیلئے الگ الگ فرش بچھا دیا گیا۔ باغ میں کھجوروں کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ابن زبیر نے بڑی حسرت کے ساتھ کہا! کاش اس باغ میں تازہ کھجوریں ہوتیں۔ یہ بات امام حسن نے سنی اور فرمایا: اچھا' تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہو؟ آپ نے اسی وقت بارگاہ الٰہی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے تو فی الفور کھجور کا ایک درخت تر و تازہ کھجوروں سے بارآور ہو گیا۔ ایک شخص نے کہا یہ تو

جادو لگتا ہے۔ فرمایا جادو نہیں یہ ابن رسول اللہ کی دعا کا اثر ہے۔ چنانچہ کھجوریں اتاری گئیں اور سب نے کھائیں۔ (شواہد النبوہ: مولانا جامی' ص۳۰۲)

☆ امام حسن نے خواب میں عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت کی اور ان سے پوچھا میں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں اس کے نگینے پہ کیا لکھواؤں؟ انہوں نے فرمایا:

لا اله الا الله الملك الحق المبين لکھواؤ۔ (نور الابصار' ص۱۲۲)

☆ آپ ایک مرتبہ حج بیت اللہ شریف کیلئے پیدل جا رہے تھے کہ پاؤں مبارک سوج گیا۔ آپ کے غلام نے عرض کیا! آپ سواری پہ سوار ہو جائیں۔ آپ نے اس کی درخواست کو قبول نہ کیا اور فرمایا تم گھر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی ملے گا جس کے پاس تیل ہوگا۔ وہ اس سے خرید لینا اور جھگڑا نہ کرنا۔ (اگرچہ اس علاقے میں ایسا امکان بہت کم تھا) تاہم ایسا ہی ہوا وہ گھر پہنچا تو ایک حبشی دکھائی دیا جس کے پاس تیل تھا۔ اس نے تیل خریدنا چاہا تو حبشی نے پوچھا۔ یہ کس کیلئے لے رہے ہو؟ اس نے جواب دیا! اپنے آقا امام حسن کیلئے۔ حبشی نے پیسے لینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ میں بھی ان کا غلام ہوں۔ چنانچہ حبشی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا بلا معاوضہ تیل پیش کیا اور عرض کیا کہ میری بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحیح اعضاء والا بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا گھر جاؤ اللہ نے تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق ہی بیٹا عطا فرما دیا ہے وہ تمہارا بیٹا ہوگا اور ہمارا پیروکار اور مرید ہوگا۔ چنانچہ حبشی گھر گیا اور اپنی آنکھوں سے امام کی کرامت دیکھی کہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ (شواہد النبوۃ)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت اور آپ کی ازواج و اولاد کے بارے میں اپنی کتاب ''کربلا کی ہے یاد آئی'' میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں اس لیے وہاں سے ملاحظہ فرما لیں۔

پیا تھا زہر تو نے مصطفیٰ کے دین کی خاطر
لٹے تھے کربلا میں جس کے سب سرو سمن تم ہو
کیا سرسبز تیرے خون نے کشت شہادت کو
تمہیں خضر جہاں ہو دو جہاں کا بانکپن تم ہو

(سید خضر حسین چشتی)

Scanned with CamScanner

ماخذ ومراجع

الف

الادب المفرد للبخاری
ابن ماجہ
الاکمال
ابوداؤد شریف
اسد الغابہ لا ابن اثیر
الاستیعاب
ابن عساکر
ابن ابی الدنیا
الاغانی از ابوالفرج اصفہانی
الاشارات فی اماکن الذیارات از ابن الحورانی
اثبات الکرامات از ابن باطیش
احتجاج طبری
ارشاد الساری شرح بخاری للقسطلانی
احقاق حق
اصح السیر
احادیث خلافت
اخبار القضاۃ
احتجاج طبری
اشعۃ اللمعات از شاہ عبدالحق محدث دہلوی
انساب الاشرف
اتمام الوفا فی سیرۃ الخلفاء

الآثار
اصول کافی
احکام شریعت از اعلیٰ حضرت
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء

ب

بخاری شریف
بحار الانوار
البدایہ والنہایہ
البرہان

ت

ترمذی شریف
تفسیر نعیمی
تفسیر مظہری
تاریخ ابن النجار
تحفۃ الانام فی فضائل الشام از جلال الدین بصری دمشقی
تحفۃ الاحباب فی مزارات مصر از علامہ سخاوی
تاریخ الخمیس
تفسیر خازن
تاریخ ابن ہشام
تفسیر خزائن العرفان
تنزیہ الابرار
تفسیر ضیاء القرآن
تفسیر روح البیان
تفسیر روح المعانی
تفسیر نسفی

Scanned with CamScanner

تاریخ الائمہ
تنویر الابصار
تفسیر مجمع البیان
تفسیر حسن عسکری مطبوعہ ایران
تفسیر قمی مطبوعہ تہران
تاریخ الخلفاء للامام جلال الدین سیوطی
تفسیر ابن کثیر
تفسیر معالم التنزیل
تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس
تذکرۃ الخواص
تاریخ بغداد
تفسیر نور العرفان
تعقبات
تاریخ یعقوبی
تذکرۃ الحفاظ
تحفۂ اثناء عشریہ
تاریخ کوفہ
تفسیر فتح البیان
تہذیب الاسماء
تاریخ التواریخ
تذکرۃ الواعظین
تفسیر جلالین
تاریخ الملوک والامم
التمہید والبیان
تاریخ طبری

ج

جامع کرامات الاولیاء از امام ابو یوسف نبہانی
جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی
جلاء العیون
الجامع الصغیر
الجواہر

ح

حیات القلوب مطبوعہ تہران
حاشیہ انقلاب ایران از منظور احمد نعمانی
الحیات النخی
حیات الحیوان
حلیۃ الاولیاء
الحاوی للفتاوی للسیوطی
حضرات القدس از علامہ بدر الدین سرہندی
حلیۃ الابرار
الحدائق الوردیہ فی اجلاء الطریقۃ النقشبندیہ از شیخ عبد المجید دمشقی
حجۃ اللہ علی العلمین

خ

خالص الاعتقاد
خصائص کبریٰ
خلاصۃ التفاسیر
خلفائے راشدین
خصائص انسانی

د

دلائل النبوۃ للبیہقی

Scanned with CamScanner

دارمی
دیوان حسان
دُرِّ منثور
دار قطنی
درالسحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ

ذ

ذخائر العقبیٰ

ر

ریاض النضرہ
ریاض الشہداء از صوفی محمد اجمل شاہ
روض الریاحین از علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی
رسالہ قشیریہ
روض الفائق

ز

زرقانی علی المواہب

س

سیرت ابن ہشام
سیرت ابن اسحٰق
سیر الصحابہ
سیرت عائشہ
سیرت حلبیہ
السیرت النبویہ والاثار المحمدیہ از مفتی مکہ زینی دحلان
سبل الہدیٰ
سیرت عمر فاروق
سیرت رسول عربی

سیارہ ڈائجسٹ خلفائے راشدین نمبر
سوانح کربلا
سیرت ذوالنورین

ش

شمائل ترمذی
شفا شریف
شرح مواہب
الشرف المؤبد
شرح الصدور للسیوطی
شواہد النبوت از علامہ جامی
شرح نہج البلاغہ مطبوعہ ایران

ص

الصواعق المحرقہ
صحابہ کرام کا عشق رسول از صوفی محمد اکرم رضوی (الریاض)
صدیق اکبر از علامہ سیّد محمود احمد رضوی
صافی شرح اصول کافی

ط

طبقات ابن سعد
طبقات الکبریٰ
طبرانی

ع

العقد الفرید
غنیۃ الطالبین
العلوم الفاخرۃ فی النظر فی امور الآخرۃ از سیّدی عبدالرحمٰن بن محمد عظمت
اہل بیت رسول (ﷺ)

غ

غزواتِ حیدری

غایۃ المرام از حضرت بازلی

ف

فرائد السمطین

الفوائد المجموعۃ

فروع کافی

الفاروق از علامہ محمد رضا مصری

فتوح البلدان

فتاویٰ عزیزی

فلک النجات

فدایون من عصر الرسول (ﷺ)

فتح الباری شرح بخاری

ق

القرآن الکریم

قرۃ العیون

ک

کفایت الطالب

الکلمۃ العلیا

کتاب التمہید فی بیان التوحید از ابو شکور سالمی

کتاب الخراج

کتاب البیان والتبیین للجاحظ

کتاب الاوائل لابی بکر العسکری

کلیات اقبال (فارسی، اردو)

کتاب الال

کتاب المعارف لابن قتیبہ

کراماتِ صحابہ

کتاب الموافقۃ از علامہ محب طبری

کنز العمال

کتاب المغازی

کشف الغمہ

کتاب الزہد

کتاب الاعتبار از اسامہ بن منقذ

ل

اللطائف از ابو یوسف

المحامد لرفیق الغار علی لسان الاغیار از شیخ حسن الدین سہروردی

م

مناقب ابن مغازلی

منتخب الکنز

مناقب الخوارزمی

میزان الاعتدال للذہبی

مقتل الحسین للخوارزمی

موجِ ادراک

مجالس المومنین

معانی الاخبار

مکتوباتِ یحییٰ منیری

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

مروج الذہب از علامہ مسعودی

مجمع الزوائد

مطالب السئول فی مناقب آل الرسول محمد بن طلحہ شافعی

Scanned with CamScanner

مقدمہ نصب الرایہ
مناقب اسد اللہ الغالب
مرأۃ العقول
مواہب لدنیہ
مشکوٰۃ شریف
مسلم شریف
مسند احمد بن حنبل
مراۃ شرح مشکوٰۃ
مدارج النبوت
مسند ابی یعلی
مستدرک للحاکم
مؤطا امام مالک
المعارف الالہیہ از شیخ عارف

ن

نسیم الریاض
نور الابصار
نسائی شریف
نسمات الاسمار از شیخ علوان حموی
نواسہ سید الابرار از مولانا عبد السلام رضوی
نزہۃ المجالس از علامہ امام عبد الرحمٰن صفوری

و

الوفاء باحوال المصطفیٰ لابن جوزی

ی

ینابیع المودۃ

Scanned with CamScanner

شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ
شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ
المعروف
شرح حدائق بخشش
قرآن اور حاملین قرآن
گلستان سعدی
بوستان سعدی
فضائل و مسائل
صیام و رمضان
کواکب سبعہ
اٹھارہ تقریریں
مقام ابراہیم
نوریہ رضویہ پبلی کیشنز